UNIVERSAL
LIBRARY
OU_232710
UNIVERSAL
LIBRARY

من یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین

الحمد للہ کہ درین مرتبہ چہارم بعد تصحیح مسائل و تطبیق عبارت اصل نسخہ عربی و اضافہ حواشی جدیدہ

جلد اول و ثانی نور الہدایہ

یعنی

ترجمہ اردوی شرح وقایہ

باہتمام حاجی غفران مآب محمد عبد الرحمن بن حاجی محمد روشن خان مرحوم و تربیت یافتہ خدمت ادیب اعظم محمد مصطفی خان

در مطبع نظامی واقع کانپور طبع شد

واضح ہو کہ اس مطبع میں اردو و فارسی عربی ہر قسم کی مطبوعہ کتابین بقیمت اشتہار مندرجہ ذیل مطبع ہذا کی فہرست علیحدہ مفت منگا کر دیکھنے سے معلوم ہو سکتی ہے لیکن یہاں چند کتابوں کے نام واسطے ملاحظہ شائقین کے لکھے جاتے ہیں جو کتاب مطلوب ہو لکھ کر روانہ فرمائی جاوے ویپیبل اکثر اہل مدارس طلبہ ہیں فقط کتابت سے زیادہ ہو سکتا ہی اور بدرجہ اتم خوشخطی مع صحت کے کتابت حساب زیادتی کا خواہ نگی

المشتہر عاجز محمد عبد الرحمن مہتمم مطبع نظامی مدراس کا پتہ درج کاغذ کرنا چاہیے

قرآن شریف و تفسیر و تراجم و حدیث

قرآن شریف نظامی بقطع مصری سہ دورہ لالہ

قرآن شریف مرتضوی بقطع مصری۔

قرآن شریف مجتبائی نو مہری۔

قرآن شریف مترجم مع دو ترجمہ دو تفسیر

یعنی تفسیر جلالین و تفسیر عباسی۔

بست سورۂ نظامی ملقب بافضل الاذکار۔

مجموعۂ چہار سیپارہ مترجم نہایت عمدہ

سیپارۂ تلک الرسل بخط واضح۔

سیپارۂ لایحب اللہ بخط روشن۔

جواہر القرآن مع ترجمہ اردو۔

تفسیر سورۂ فاتحہ قابل ملاحظہ۔

نسائی شریف نظامی مشتے نہایت عمدہ

مع زہر الربی فی شرح المجتبی تصنیف سیوطی

کہ یہ کتاب کتب صحاح ستہ مین عمدہ چھپی ہی۔

دارمی شریف نظامی مع رسالۂ مقدمہ۔

طحاوی شریف مصطفائی یعنی شرح معانی الآثار

حنفیہ کیواسطے حدیث مین بیمثل کتاب ہی۔

تنبیہات ابن حجر عسقلانی نظامی مع ترجمہ اردو

زاد المعاد فی ہدی خیر العباد نظامی کہ کتب

سیرۃ مین ایسی جامع کتاب آجتک چھپی نہین

فتوح المصر نظامی نہایت عمدہ کتاب ہی۔

تاریخ حبیب الہ نظامی کہ ضروری سب حالات

آنحضرت و صحابہ و اہل بیت کے اسمین درج ہین

مجمع الآداب اردو نظامی قابل دید طالبین ہی۔

مجموعۂ دوازدہ رسائل قرات نہایت عمدہ

فقہ و فرائض و اذکار

طلل الغمام فی مسألۃ القراءۃ خلف الامام مرتبہ نظامی

تحفۃ المصلین ترجمہ اردو منیۃ المصلی نظامی

قانون شریعت قابل حفظ و نگاہی ہر مسلمان۔

گلدستۂ شریعت تقسیم کرنے درجہ کے مسلمان

موافق مذہب اثنا عشریہ کے۔

آب حیات نظامی رسائل آب و طہارت مین

علم الفرائض نظامی نظم فارسی کی اردو شرح مع

رسالۂ فیصلات الحساب لائق ملاحظہ اولی الالباب

سراجی نظامی مع حاشیہ ضیاء السراج۔

نور الانوار نظامی محشی بقمر الاقمار مع رسالۂ تزیین الافکار

فی سبحۃ الاذکار مع تعلیقات نافعہ تحفۃ الزہیر

نور الہدایۃ ترجمہ اردو ہدایۃ نظامی و دعاء

مجلد اس تینون رسالون کے تصحیح و تنقیح سے اعلیٰ درجہ چھپے ہین

افادۃ التنبیہ فی علم الفرائض نظامی۔

رسالۂ مفتاح الفرائض اردو بہت عمدہ کتاب ہی

موافق مذہب اہل سنت و جماعت کے۔

الدر الازہری شرح فقہ الاکبر نظامی عربی۔

احسن العقائد نظامی اردو عمدہ کتاب ہی۔

معیار المذہب نظامی تفصیل شیخین مین۔

احسن المسائل ترجمہ کنز الدقائق جامع احکام ضروریہ

التسیف المسلول فی رد نجم المقبول۔

نعت شریف و میلاد و متعلقات

سراقہ نعت دیوان فارسی نظامی۔

قصائد نعتیہ نظامی فارسی و اردو۔

گلزار نعت با اضافہ قصائد نعتیہ اردو و فارسی

میلاد شریف بہ نثر مع ترجمہ اردو

دیوان نعت کہ ہر سہ زبان اسکا نعت کے

ذوق و شوق سے بھرا ہی۔

زاحت القلوب فی مولد الحبوب مع ضمیمہ عیدیہ

وسائل المرغوب فی دلائل المطلوب نظامی۔

نسیم جنت منظوم تصنیف کافی۔

بہار جنت مع رسالۂ گلدستۂ فردوس۔

مولد شریف شہید مع اضافہ دیگر نظم مفید۔

دافع الاوہام فی محفل خیر الانام۔

ماشاء الله لا قوة الا بالله

از تصانیف [illegible] مولوی حکیم سید عبدالحی حسنی ابن [illegible] صاحب غفرلهما و لوالدیه

شرح وقایه

اردو

مسمی بعمدة الرعایه

باهتمام [illegible] محمد صاحب [illegible] محمد نبی خان [illegible] خدمت برادر اعظم [illegible] مصطفی خان میرو

مطبع [illegible] کانپور محله [illegible] مطبوعه در [illegible]

کہ جو حدیث موضوع ہی اوسکو نہین ذکر کیا اور اگر کہین ذکر کیا ہی تو لکھدیا ہی کہ یہ حدیث موضوع ہی اور اتفاق ہی محدثین کا اس بات پر کہ حدیث موضوع کا لکھنا جائز نہین مگر جبکہ لکھدیوے کہ یہ حدیث موضوع ہی ذکر کیا اسکو امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ اَخْرَجَهُ السِّتَّةُ یعنی جو شخص جھوٹ بولے میرے اوپر قصداً تو چاہیے کہ بنالیوے ٹھکانا اپنا جہنم مین نکالا اوسکو صحاح ستہ والون نے اور یہ حدیث نہایت صحیح ہی اور بعضون نے اسکو متواتر کہا ہی اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص حدیث بیان کرے مجھسے اور وہ جانتا ہی کہ یہ حدیث کذب ہی تو چاہیے کہ مقرر کرے مقام اپنا جہنم مین روایت کیا اوسکو مسلم وغیرہ نے اور اسی طرح بعض واعظ جو حدیثین بے نشان بیان کرتے ہین اور تفسیر قرآن مین قصے طرح طرح کے جھوٹ بناتے ہین ہو وعید شدید ہین اسواسطے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس شخص نے قرآن مین اپنی عقل سے کہا تو چاہیے کہ مقرر کرلے مقام اپنا جہنم مین اور ایک روایت مین ہی کہ جس شخص نے قرآن مین کہا بے جانے بوجھے تو چاہیے کہ مقرر کرلے اپنا مقام جہنم مین اور قرآن کے معنی بیان کرنے مین نہایت احتیاط لازم ہی اور اگر کوئی معنی قرآن کے بنتے بھی ہون اور وہ مقبول احادیث اور تفاسیر معتبرہ سے نہون تو بیان کرنا اونکا بھی خوب نہین ہی اور حدیث صحیح مین ہی کہ جس شخص نے قرآن شریف مین عقل سے کہا اور اوسنے ٹھیک کہا تو بھی اوسنے خطا کی روایت کیا اوسکو ترمذی اور ابوداؤد نے

بیان تعریف حدیث اور اقسام حدیث کا

حدیث اوسکو کہتے ہین کہ جو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک سے ارشاد فرمایا یا عمل کیا یا جو عمل حضرت کے سامنے ہوا اور آپنے اوسسے منع نکیا تو جو زبان سے فرمایا اوسکو حدیث قولی کہتے ہین اور جو کیا ہی اوسکو حدیث فعلی کہتے ہین اور جو آپکے سامنے ہوا اوسکو حدیث تقریری کہتے ہین اور حدیث دو قسم ہوتی ہی متواتر اور احاد متواتر اوسکو کہتے ہین جسکو روایت مین اتنے لوگون نے روایت کیا ہو کہ احتمال کذب کا اونکی طرف عقل کے نزدیک محال ہو اور آحاد اوسکو کہتے ہین جسکی روایت مین اتنی کثرت متواتر کی نہو اور حدیث مشہور یہ ہی کہ جسکو ہر زمانہ مین تین یا زیادہ راویون نے روایت کیا ہو اور عزیز وہ ہی کہ ہر زمانہ مین دو دو راویون نے روایت کی ہو اور غریب وہ ہی کہ جسکی روایت کسی زمانہ مین ایک ہی راوی نے کی ہو اور چاہیے کہ متواتر حدیث سے ہر شخص کو علم یقینی حاصل ہوتا ہو اور اتفاق ہی کا بالکل نہ حاصل ہوتا ہو اور آحاد روایت سے علم ظنی حاصل ہوتا ہو اور بعضون نے کہا کہ حدیث سے علم یقینی بھی اور علم ظنی بھی حاصل ہوتا ہو اور آحاد مین بھی دو قسم ہی حدیث مقبول ہو اور حدیث مردود ہو اگر راوی کی راستی اور صدق معلوم ہو تو مقبول ورنہ مردود ہو فائدہ متواتر حدیث بعضون نے کہا ہی کہ کوئی موجود نہین اور بعضون نے کہا کہ ہی اور صحیح قول اول ہی کما فی بعض الکتب فائدہ جو آحاد مقبول ہی اوسکی دو قسمین ہین ایک صحیح اور ایک حسن صحیح اوسکو کہتے ہین جسکو ذی ہوش دیندار پرہیزگار خوب یاد رکھنے والے لوگون نے ہر زمانے مین برابر روایت کیا ہو اور نہ اوسمین کوئی عیب پیدا ہوا ہو اور معتبر لوگون کی مخالفت نہوا اور صحیح حدیث کے کئی درجے ہین پہلا درجہ یہ ہی کہ اتفاق کیا ہو امام بخاری و مسلم نے یعنی دونون کی کتابون مین وہ حدیث موجود ہو دوسرا درجہ یہ ہی کہ فقط بخاری نے اوسکو روایت کیا ہو تیسرا درجہ یہ ہی کہ فقط مسلم نے اوسکو روایت کیا ہو چوتھا درجہ ہو بخاری و مسلم کی شرط پر اور اونکے طریقے پر ہو پانچوان درجہ ہو صرف بخاری کے طور پر ہو چھٹا درجہ ہو صرف مسلم کے طور پر ہو ساتوان درجہ ہو سوا بخاری و مسلم کے اور حدیث کے امامون نے اوسکو صحیح جانا ہو فائدہ بعضون کے نزدیک شرط بخاری و مسلم کی یہ ہی کہ حدیث کے راوی خوب ضبط کرنیوالے اور پرہیزگار ہون غفلت اور مخالفت ثقات وغیرہ سے خالی ہون اور بعضون کے نزدیک شرط مسلم کی یہ ہی کہ جو حدیث ایسی ہو کہ دو تابعی ثقہ نے دو صحابیون سے روایت کی ہو اور

اسیطرح صحابیوں سے جو تبع تابعی نے روایت کی ہو اسیطرح سب طبقوں میں وہ شخص ثقہ روایت کرتے چلے آئے ہوں اور یہ مضمون حدیث کی کتابوں میں مذکور ہے اور **حسن** اوس حدیث کو کہتے ہیں جو صحیح کی طرح پر ہو لیکن اوسکے راویوں کا درجہ حفظ و ضبط وغیرہ میں صحیح کے راویوں سے کم ہو اور عمل کرنیمیں دونوں برابر ہیں اور دونوں حجت ہیں لیکن رتبے میں صحیح حدیث زیادہ ہے حسن سے اور **ضعیف** حدیث اوسکو کہتے ہیں جو صحیح اور حسن کے مخالف ہو یا اوسکے راوی میں کوئی وجہ ضعف کی مثلاً نقصان حفظ یا فسق یا جہالت یا بدعت وغیرہ پائی جاتی ہو یا اوسکا کوئی راوی درمیان سے ساقط ہو گیا ہو یا اوسکے راوی پر لوگ طعن کرتے ہوں تو اگر اول سے کوئی راوی ساقط ہے تو اوسکا نام **معلق** ہے اور اگر انتہا سے ساقط ہو مثلاً نام صحابی کا مذکور نہ ہو اور تابعی حدیث بیان کرے تو اوسکو **مرسل** کہتے ہیں اور اگر دو راوی برابر ساقط ہوں تو **معضل** ہے اور نہیں تو **منقطع** اور کبھی منقطع کو مرسل بولتے ہیں اور مرسل کو منقطع بولتے ہیں اور جسکا راوی جھوٹا ہو تو اوس حدیث کو **موضوع** کہتے ہیں یا اوسپر تہمت جھوٹ کی لگی ہو تو اوسکو **متروک** کہتے ہیں یا غلطی بہت کرتا ہو یا غافل ہو یا لوگوں کو وہم بہت ہوتے ہوں یا جو لوگوں کی روایت کے مخالف اوسکی روایت ہو یا فاسق یا بدعتی ہو تو اوسکو **منکر** کہتے ہیں **فائدہ** صحابی اوسکو کہتے ہیں جسنے حالت ایمان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہو مرے اوایمان پر اوسنے انتقال کیا ہو اور تابعی اوسکو کہتے ہیں جسنے صحابی کو دیکھا ہو اور تبع تابعی اوسکو کہتے ہیں جسنے تابعی کو دیکھا ہو **فائدہ** ضعف اور توثیق سب راویوں میں محدثین بیان کرتے ہیں لیکن صحابی تو سب ثقہ ہیں کوئی ضعیف نہیں اور نہ اونمیں کسی طرح کا طعن ہے **فائدہ** ایک قسم حدیث کی **مدلس** ہے یعنی وہ حدیث جسمیں راوی نے اپنے شیخ کو چھپایا ہو اور اوسکا نام نہ لیا ہو اور کسی صفت سے اور ایک قسم **مضطرب** ہے جسمیں راویوں نے اختلاف کیا ہو سند یا متن میں اور ایک قسم **مدرج** ہے جسمیں راوی نے کچھ اپنا کلام بھی حدیث میں شامل کر دیا ہو اور ایک قسم **معنعن** ہے یعنی جو برابر ایک نے دوسرے سے روایت کیا ہو بلفظ عن کے **فائدہ** اور **شاذ** اوسکو کہتے ہیں جو حدیث مخالف روایت معتمد لوگوں کے ہو اور **معلول** اوس حدیث کو کہتے ہیں جسمیں کسی طرح کی علت پوشیدہ ہو جو صحت حدیث میں قدح کرتی ہو پائی جاوے اور **متابع** اوسکو کہتے ہیں کہ ایک راوی نے ایک حدیث دوسرے راوی کے موافق روایت کی اور اسیکو **شاہد** بھی کہتے ہیں اور **مرفوع** حدیث جو کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا فعل اونکا ہو اور **موقوف** وہ حدیث ہے جو صحابی کا فعل یا قول ہو اور موقف کہتے ہیں صحابی کا قول یا فعل ذکر کرنے کو اور **رفع** آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول یا فعل ذکر کرنے کو **فائدہ** اور ان قسموں کے سوا اور بھی حدیث کی ہیں لیکن اسجا پر ضرورت نہ تھی اسکے ترک کیا **فائدہ** حدیث کی صحیح کتابیں چھ ہیں اور اونکو صحاح ستہ کہتے ہیں صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور جامع ترمذی اور سنن ابو داؤد اور نسائی اور سنن ابن ماجہ اور بعضوں کے نزدیک ابن ماجہ صحاح میں داخل نہیں اور موطا امام مالک کی صحاح میں داخل ہے اور صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں جتنی حدیثیں ہیں صحیح ہیں حسن ہیں ضعیف حدیث اونمیں نہیں پائی جاتی اور باقی چاروں کتابوں میں سب قسم کی حدیثیں صحیح اور حسن اور ضعیف ہیں اور صحاح اونکا نام اسواسطے ہے کہ اکثر حدیثیں ان کتابوں کی صحیح ہیں اور ان کتابوں کے سوا اور بہت سی کتابیں حدیث کی ہیں اور اونمیں بھی صحیح حدیثیں موجود ہیں مثلاً معاجم ثلاثہ طبرانی اور سنن دارقطنی اور مستدرک حاکم کی اور مصنف ابن ابی شیبہ اور عبد الرزاق کا اور مسند دارمی کی اور حال ان سب کا بتفصیل بستان المحدثین میں مذکور ہے اور ہم اسجا پر صحاح ستہ والوں کا حال مختصر کچھ لکھتے ہیں

احوال بخاری کا

نام و نسب انکا ابو عبد اللہ محمد بن اسمعیل بن ابراہیم بن المغیرہ ہے قد و قامت انکا میانہ تھا نحیف یعنی دبلے آدمی تھے اوائل حالت طفولیت میں دونوں آنکھیں جاتی رہی تھیں اس سبب سے انکی والدہ کو نہایت ملال تھا خواب میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو دیکھا کہ وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ

تیرے بیٹے کی آنکھوں میں رتی عنایت کی اور یہ تیری گریہ وزاری کا بدلہ ہی صبح کو جب دیکھیں کہ آنکھیں لڑکے کی روشن ہیں اور جب برس برس کے
تھے مکتب میں جہاں حدیث کو سنتے یاد کر لیتے اور اوسی سن میں مشغل حدیث کا اونکو تھا اور جب مکتب سے فارغ ہوئے ایک شخص کو بخارا میں
سنا کہ وہ محدث تھے اور داخلی اونکا نام تھا بخاری نے اونکے پاس آمد و رفت شروع کی ایکروز داخلی اپنی کتاب سے احادیث پڑھ رہے تھے کہ ایک
لفظ کی زبان سے نکلا سُفْیَانُ عَنْ اَبِی الزُّبَیْرِ عَنْ اِبْرَاھِیْمَ اوسیوقت بخاری نے کہا کہ ابو الزبیر نے ابراہیم سے نہیں سنا داخلی رحمۃ اللہ علیہ
نے اونکو مبارکباد دی پھر بخاری نے کہا کہ اصل نسخے میں دیکھنا چاہیے سو داخلی گھر میں گئے اور اصل نسخہ لائے اور بخاری کو بلا کے کہا کہ بھلا میں نے
تو غلط پڑھا اب صحیح کیا ہی کہا بخاری نے کہ صحیح سُفْیَانُ عَنِ الزُّبَیْرِ بْنِ عَدِیٍّ عَنْ اِبْرَاھِیْمَ ہی داخلی حیران ہوئے اور اپنے نسخے کو جس میں
پڑھتے تھے صحیح کیا اور جب سولہ برس کے ہوئے تمام کتابیں حدیث کی اپکو یاد تھیں حامد بن اسمٰعیل ایک بزرگ کہ بخاری کے زمانے میں تھے کہتے ہیں کہ
بخاری حدیث کے اوستادوں کے پاس بلا دوات و قلم کے جاتے آتے تھے تو ہم لوگوں نے کہا کہ تمکو کیا فائدہ ہی اس سے جو تم سنتے ہو بھول جاتے
ہوگے اسیطرح سب لوگوں نے اونکو کہنا شروع کیا سو لعین دن بخاری نے کہا کہ تمنے مجھے تنگ کیا اب ہوتے لکھا ہی اوسکو سامنے لاؤ اور میری یاد
کو اوس سے مقابلہ کرو اس عرصے میں پندرہ ہزار حدیث سب لوگوں نے لکھی تھیں بخاری نے سب یاد سے پڑھنا شروع کیں اور ایسا خوب یاد تھا
کہ میں نے اپنی حدیثوں کو اونسے صحیح کر لیا پھر کہا بخاری نے کہ کیا تم جانتے ہو کہ میں نے کتنا محنت کرتا ہوں تو ہم لوگوں نے اوس وقت جانا کہ یہ شخص
شدنی ہی اسکی برابری کوئی نہ کر سکے گا اور صحیح بخاری تصنیف کرنے کا یہ سبب ہی کہ ایکروز اسحٰق بن راہویہ کی مجلس میں تھے کہا اگر کوئی جامع
حدیثوں کو جمع کرے تو کیا خوب ہو کہ بلا خدشہ لوگ اوسپر عمل کرے بخاری کے دل میں یہ بات اثر کر گئی چھ لاکھ حدیثیں اونکے پاس تھیں
اونکا انتخاب کرنے لگے جو حدیث نہایت صحیح پائی اوسکو لکھا اور باقی کو ترک کیا اصول یہ کیا تھا کہ ہر حدیث کی تحریر کیواسطے غسل کرتے اور دو رکعت
نماز پڑھتے اور دعا کرتے کہ یا الٰہی مجھسے خطا نہ ہو سولہ برس کامل محنت کرکے مسجد کے اندر منبر اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف
کے بیچ میں صحیح بخاری مرتب ہوئی اور انتقال کیا بخاری نے خرتنگ میں کہ ایک گانوں ہی دو فرسخ سمرقند سے وقت نماز عشا کے اور
دن عید فطر بعد نماز ظہر کے سال دو سو چھپن ہجری میں اونکو دفن کیا اور باسٹھ برس کی عمر آپ کی تھی

بیان مسلم کے احوال کا

اسکے باپ کا نام حجاج ہی اور کنیت اسکی ابو الحسین اور لقب اسکا عساکر الدین ہی نیشاپور جو ایک شہر ہی خراسان میں وہاں کے رہنے والے ہیں
ابو زرعہ رازی اور ابو حاتم نے جو اجلۂ محدثین میں سے ہیں اونکی جلالت اور امامت پر گواہی دی ہی اور صحیح مسلم اونکی نہایت عمدہ کتاب ہی
تین لاکھ حدیث سے اس کتاب کو انتخاب کیا ہی اور بعضوں نے اسکو صحیح بخاری پر مقدم رکھا ہی کہا حافظ ابو علی نیشاپوری نے کہ آسمان کے
نیچے کوئی کتاب صحیح زیادہ مسلم کی کتاب سے نہیں ابو حاتم رازی نے کہ اجلۂ محدثین میں سے ہیں مسلم کو خواب میں دیکھا اور اونکا حال پوچھا مسلم نے
کہا کہ اللہ تعالیٰ نے جنت کو میرے اوپر مباح کیا ہی جہاں چاہتا ہوں رہتا ہوں اور مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے تمام عمر میں کبھی غیبت نہیں کی اور نہ
کسیکو مارا اور نہ کسیکو برا کہا اور پیدا ہوئے تھے سال دو سو دو میں اور بعضوں نے کہا ہی کہ دو سو چار میں اور بعضوں نے کہا کہ دو سو چھ میں اور صاحب
جامع الاصول نے اسیکو اختیار کیا ہی اور وفات اونکی یکشنبے کو شام کیوقت ہوئی اور دوشنبے کے دن پچیسویں تاریخ کو رجب میں سال دو سو اٹھ میں
مدفون ہوئے اور وفات اونکی اسطرح ہوئی کہ ایک مجلس میں لوگوں نے آپسے ایک حدیث پوچھی انھوں نے اوسکو نہ پہچانا اور اپنے گھر آکے سب کتابوں میں
تلاش کرنا شروع کیا اور لوگوں نے سامنے انکے ایک ٹوکرا کھجور کا رکھدیا تھا آپ ایک ایک خرما کھاتے جاتے تھے یہانتک کہ وہ حدیث

نہ ملی اور خرچے تمام ہو گئے اور یہ اونکے انتقال کا سبب ہوا اللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلَهٗ وَلِجَمِيْعِ الْمُؤْمِنِيْنَ

احوال ابوداؤد کا

نام انکا سلیمان بن اشعث بن اسحاق بن بشیر بن شداد بن عمر بن عمران الازدی سجستانی ہی اور سجستان معرب ہی سیستان کا اور سیستان ایک ملک ہی سند اور ہرات کے بیچ مین متصل ہی قندھار کے آوردہ جواہر خلکان نے کہا ہی کہ سجستان ایک قریہ ہی قریب بصرے کے خطا ہی تولد اونکا سنہ دو سو اور دو ہجری مین ہوا اور اکثر بلاد اسلام مین مانند مصر اور شام اور حجاز اور عراق اور خراسان و غیرہا مین سیر کی اور علم حدیث کو بخوبی جمع کیا حفظ حدیث اور عبادت اور تقوی اور صلاح مین ایک فرد کامل تھے آور آپ ایک اس کشادہ رکھتے تھے اور ایک تنگ لوگون نے اس حال کو اونسے دریافت کیا فرمایا کہ اس کشادہ واسطے کتابون حدیث کے ہی بعد دوسرے اس کشادہ رکھنے کی کچھہ حاجت نہین اسناد ہی آور موسی بن ہارون کہ ایک بزرگان وقت مین سے تھے فرماتے کہ ابوداؤد دنیا مین واسطے حدیث کے پیدا ہوئے اور آخرت مین واسطے جنت کے اور جب اس کتاب کی تصنیف سے فارغ ہوئے امام احمد کے پاس لے گئے اونھون نے اسکو دیکھہ کے بہت پسند کیا اور ابوداؤد نے اس کتاب کو پانچ لاکھہ حدیثون سے انتخاب کیا ہی اور کل حدیثین اس کتاب مین چار ہزار آٹھہ سو ہین اور التزام کیا ہی اس بات کا کہ حدیث صحیح ہو یا حسن اور اسیواسطے یہ کتاب بعد صحیحین کے سب کتابون سے زیادہ معتبر ہی اور وفات ابوداؤد کی سولھوین تاریخ مین شوال کے مہینے دو سو پچھتر ہجری مین ہوئی اور بصرے مین مدفون ہوئے اور عمر آپ کی تہتر سال کی ہوئی ۱۲

احوال ترمذی کا

کنیت انکی ابوعیسی ہی اور نام نسب محمد بن عیسی بن سورہ بن موسی بن الضحاک سلمی اور ترمذ نام ایک شہر کا ہی اور ترمذی شاگرد ہین بخاری کے اور مسلم اور ابوداؤد سے بھی روایت کرتے ہین برسون طلب علم حدیث مین صرف کیے اور یہ کتاب اونکی عمدہ تصانیف سے ہی کئی فائدون پر بہ نسبت اور کتابون کے زیادہ مشتمل ہی اول ترتیب کی خوبی ہی دوسرے تکرار کم ہی تیسرے ہر مقام پر مذاہب ائمہ اور وجوہ استدلال ہر ایک کی ذکر کی ہین چوتھے ہر حدیث کے ضعف و صحت سے بحث کی ہی پانچوین ضعف اور توثیق راویون سے بھی تعرض ہی اور انکو خلیفہ بخاری کہتے ہین اور تورع اور زہد اور خوف اونکا بحد تھا خوف الٰہی سے برسون رویا کیے آخر اندھے ہوگئے اور ایک حکایت عجیب اونکی یہ ہی کہ مکے کی راہ مین ایک شیخ سے ملاقات کی اور پہلے اوس شخص سے دو جزو حدیث کے لکھے تھے اور فرصت قرات کی نہین پائی تھی ترمذی نے اوسوقت اونسے قرات طلب کی شیخ نے قبول کیا اور کہا کہ وہ بستہ کاویکا ترمذی نے ہوا اونکو تلاش کیا تو وہ نہ ملے اور گم ہو گئے تھے دو جزو سفید کاغذ سادہ کے نکال کے حدیث اونسے سننے لگے شیخ کی نگاہ ہوا اوس کاغذ پر جا پڑی غصے ہوئے بولے کہ کیا تم مجھسے ہنسی کرتے ہو ترمذی نے کہا کہ نہین مینے اون جزونکو گم کیا لیکن احادیث سب مجھے اون جزونکے یاد ہین شیخ نے تعجب سے کہا کہ پڑھو ترمذی نے اول سے آخر تک پڑھدیا اونھین نہ بھولے اور سب حدیثین سنادین شیخ نے کہا کہ اسکا مجکو یقین نہین آتا سابق سے تنے یاد کرلی ہونگی ترمذی نے کہا امتحان فرمایئے شیخ نے چالیس حدیثین غریب نکالکے اونکو ایکبار سنادین ترمذی نے اون حدیثون کو پھر بعینہ ایکبھی نہ بھولے اور سنادیا اور ایسے ایسے امتحان اونکے حافظے کے اکثر ہوا کیے اور کہتے ہین کہ جسمین اس جامع کی تصنیف سے فارغ ہوا پہلے اس کتاب کو علماے حجاز کے سامنے پیش کیا سب نے پسند کیا بعد اوسکے علماے عراق کے سامنے وہ بھی خوش ہوئے بعد اوسکے مینے اس کتاب کو رواج دیا اور وفات اونکی ترمذ مین دوشنبے کی رات کو ستائیسوین رجب مین سال دو سو ستر اور نو ہجری مین ہوئی

احوال نسائی کا

نام انکا ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب بن علی بن بحر بن سنان بن دینار نسائی ہی اور یہ نسبت ہی طرف نسا کے کہ نام ایک شہر کا ہی خراسان مین پیدا ہوئے سال دو سو اور چودہ ہجری مین اور بڑے بڑے شیخون اور عالمون کو حدیث کے پایا تھا اور مذہب شافعی رکھتے تھے اور ہمیشہ ایک روز روزہ رکھتے اور ایک روز افطار کرتے نہایت قوی اور زبردست تھے چار بیویان تھین ہر رات کو ایک کے پاس جاتے تھے اور لونڈیان بھی بہت تھین اور پہلے ایک کتاب حدیث کی کہی اور نام اوسکا سنن کبری رکھا جب اوسکی تصنیف سے فارغ ہوئے ایک امیر نے اونسے پوچھا کہ جتنی حدیثین اس کتاب مین ہین سب صحیح ہین انھون نے کہا کہ صحیح بھی ہین حسن بھی ہین سب قسم کی حدیثین ہین اوس امیر نے عرض کیا کہ ایک کتاب ایسی جمع کیجیے جسمین سب حدیثین صحیح ہون تب اونھون نے اوسکو خلاصہ کرکے صحیح حدیثین منتخب کین اور نام اوسکا مجتبی رکھا اور اوسکو سنن صغری بھی کہتے ہین اور وہ جو سنن نسائی اس زمانے مین مشہور ہی یہی سنن صغری ہی اور سبب اونکی وفات کا یہ ہوا کہ حضرت علی مرتضی رضی کے مناقب مین ایک کتاب اونھون نے تصنیف کی بعد فراغت کے انھون نے چاہا کہ اس کتاب کو جامع دمشق مین بیان کرین کہ وہان کے لوگ بسبب بغض کے بنی امیہ کے خوارج کی طرف میل رکھتے ہین کچھ تھوڑا سا بیان اوس کتاب کا کیا تھا کہ ایک شخص نے کہا کہ آپنے امیر المومنین معاویہ رضی کے مناقب مین بھی کچھ لکھا ہی فرمایا کہ معاویہ کو یہی کافی ہی کہ نجات پاجاوین اونکے مناقب کہان تک اور بعضے کہتے ہین کہ یہ کلمہ بھی کہا کہ میرے نزدیک اونکے مناقب مین سے کچھ صحیح نہین اسی طرح کچھ کہا کہ عام لوگون نے اونکو تشیع کی طرف منسوب کیا اور لاتعین یا ناشروع کین کچھ چوٹ اونکے خاطر مین پہونچی کہ اوسکے سبب سے آپ نیم جان ہوگئے خادم اونکو اوٹھاکے گھر مین لائے انھون نے کہا کہ مجھکو اسی وقت مکہ معظمہ مین لے چلو کہ یا وہان جاکے مرون یا راستے مین مرجاؤن غرض مکے مین پہونچے اور صفا اور مروہ کے بیچ مین مدفون ہوئے وفات اونکی دن شنبہ تاریخ تیرھوین صفر سنہ تین سو تین ہجری مین ہوئی اور بعضے کہتے ہین کہ راہ مین اونکا انتقال ہوا اور وہان سے لاش اونکی مکے مین لے گئے

احوال ابن ماجہ کا

نام انکا ابو عبد اللہ محمد بن یزید بن عبد اللہ بن ماجہ قزوینی ربعی ہی اور ربعی نسبت ہی طرف ربع کے کہ نام ایک قبیلے کا ہی اور قزوین نام ایک شہر کا ہی عراق عجم مین اور یہ کتاب اونکی عمدہ تصانیف مین سے ہی اور صحاح ستہ مین بقول راجح داخل ہی اور سبب اسکی تصنیف سے فارغ ہوئے ابو زرعہ رازی کے پاس لے گئے اونھون نے اس سنن کو دیکھکے کہا کہ اگر یہ کتاب کسی شخص کے ہاتھ لگے گی اکثر کتابین فن حدیث کی بے کار ہوجاوین گی اور واقعی یہ کتاب اختصار اور عدم تکرار مین بے نظیر ہی اور ابو زرعہ نے اس کتاب کی صحت کی شہادت دی اور کہا کہ غالب ہی کہ اوسمین کوئی حدیث نہایت ضعیف اور موضوع نہوگی اور اس سنن مین تیس کتابین ہین اونمین ایک ہزار بیاسی باب ہین اور سب حدیثین اوسکی چار ہزار ہین اور صحیح یہ ہی کہ ماجہ انکی ماں کا نام تھا اور عبد اللہ والد انکے صحابی تھے سنہ دو سو اور نو ہجری مین پیدا ہوئے اور بہت مشائخ حدیث سے استفادہ کیا اور بخوبی اس فن سے مطلع ہوئے اور وفات انکی دو شنبے کے روز سنہ دو سو تہتر ہجری مین بستائیسوین تاریخ رمضان مین ہوئی فقط

بیان تقلید کا

جاننا چاہیے کہ بعض محققین نے تقلید مذہب معین کو مذاہب اربعہ مین سے واجب کہا ہی اور بعضون نے مستحسن تو موافق ان دونون قولون مین اس طور پر ہی کہ جو شخص عالم فن حدیث کا ہووے چارون مذہب کے ماخذ اور اصول مین واقف ہو کلام اللہ کی آیات منسوخہ اور غیر منسوخہ اور معانی اونکے مین بخوبی مطلع ہووے اور معرفت ضعف حدیث اور صحت مین بہرہ تام ہو کیفیت رواۃ سے آگاہ ہو بہت احادیث اوسکو مستحضر ہون اکثر کتابین حدیث کی اوسکے رسالے سے گذری ہون تو ان سب صورتون کا جو شخص جامع ہووے اوسکو تقلید مذہب معین کرنا مستحسن ہی بعد جس شخص مین یہ شرائط

متحقق نہیں تقلید کا وجوب اسکے حق میں ہو اور اس زمانے میں ایسا شخص جو اون شرائط مذکور کا جامع ہو دے اکثر مقاموں میں متحقق نہیں اگرچہ ممکن الوجود بامکان عقلی ہو اور تقلید ائمہ مجتہدین مسائل شرعیہ میں درحقیقت اطاعت خدا و رسول میں داخل ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ اور اسیواسطے مفسرین نے اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ سے امرا و سلاطین مسلمین مراد لیے ہیں نہ مجتہدین شریعت چنانچہ بیضاوی میں ہے کہ اسکی تائید کرتا ہے قول اللہ تعالیٰ کا فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ اسواسطے کہ مقلد کو جائز نہیں کہ نزاع کرے مجتہد سے اور اسکے حکم میں بخلاف اُس کے دوسرا عبارت اسکی یہ ہے وَهُوَ یُؤَیِّدُ الْوَجْهَ الْاَوَّلَ اِذْ لَیْسَ لِلْمُقَلِّدِ اِذَا تَنَازَعَ الْمُجْتَهِدَانِ فِیْ حُکْمٍ اَنْ یَّاْخُذَ بِقَوْلِ اَحَدِهِمَا بِخِلَافِ الْمُفْتِیْ حَیْثُ یَسُوْغُ لِلْعَامِّیِّ اَنْ یَّاْخُذَ بِفَتْوٰی اَیِّ مُفْتٍ شَاءَ کیونکہ اطاعت علمای اہل اجتہاد کی اطاعت خدا و رسول کی ہوگی حالانکہ وہ لوگ حاملان علم نبوی اور شارحان کتاب و سنت ہیں اور قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِیَاءِ اور عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ اسی مضمون پر دلالت کرتا ہے اور وہ جو بعض جاہل اعتراض کرتے ہیں کہ تقلید ابی حنیفہ اور شافعی وغیرہما کی ایسی ہے جیسے مشرکین تقلید اپنے آبا و اجداد کی کرتے ہیں جواب اسکا یہ ہے کہ قیاس اس تقلید کا مشرکین کی تقلید پر قیاس مع الفارق ہے کیونکہ مقلدین مجتہدین کو وہ سالطہ مبنوع علم نبوی اور مسائل احکام شریعت سمجھکر تقلید کرتے ہیں بالاستقلال اور کو نصیر ادکام نہیں جانتے ہیں امام ابوجعفر نے بسند متصل نقل کی ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم اخذ کرتے ہیں اول ساتھ کتاب کے پھر ساتھ سنت کے پھر ساتھ قضایای صحابہ کے اور عمل کرتے ہیں ہم جسپر اتفاق کرتے ہیں صحابہ کا اور جسمیں کہ اختلاف ہوتا ہے صحابہ کا اوسکو قیاس کرتے ہیں اوسپر اور روایت کی ہے حنفی نے مدخل میں بسند صحیح عن حفص قال سمعت ابا حنیفة رحمه الله یقول اذا جاء عن النبی صلی الله علیه وسلم قبلنا علی الراس والعین واذا جاء عن اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم تخیرنا من اقوالهم واذا جاء عن التابعین زاحمناهم یعنی جب ثابت ہوتا ہے ہمکو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی حدیث تو قبول کرتے ہیں ہم اوسکو بمنزلہ سر اور آنکھ کے اور جب ثابت ہوتا ہے ہمکو اصحاب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی حدیث تو اختیار کرتے ہیں ہم اوسمیں سے اور جب ثابت ہوتا ہے ہمکو تابعین سے کوئی حدیث تو مزاحمت کرتے ہیں یعنی اوس میں کلام کرتے ہیں اور قیاس کرتے ہیں اوسپر یعنی جو حدیث امام صاحب تابعین کے قول میں مخالف پاتے ہیں اوسکو ترک کرتے ہیں کیونکہ خود بھی تابعین میں سے ہیں اور در رقعۃ العلماء مذکور ہے اِذَا رَوَیْتُ حَدِیْثًا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یعنی فرمایا امام صاحب نے ترک کرو قول میرا بمقابلہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور فرمایا اِذَا صَحَّ الْحَدِیْثُ فَهُوَ مَذْهَبِیْ یعنی جب صحیح ہو جاوے حدیث تو وہی میرا مذہب ہے اور صراط مستقیم میں ہے کہ اصحاب ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ متفق ہیں کہ حدیث مرسل اور اوسکی ضعیف ہو مقدم اور اولی ہے قیاس سے اور اجتہاد سے اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے بدون ضرورت کے عمل قیاس پر ہرگز نہیں کیا اور یہ ان شعرانی میں ہے وَمَا طَعَنَ اَحَدٌ فِیْ قَوْلٍ مِّنْ اَقْوَالِ الْمُجْتَهِدِیْنَ اِلَّا بِجَهْلِهٖ بِهٖ اِمَّا مِنْ حَیْثُ دَلِیْلِهٖ وَاِمَّا مِنْ حَیْثُ دِقَّةِ مَدَارِکِهٖ عَلَیْهِ لَا سِیَّمَا الْاِمَامُ الْاَعْظَمُ اَبُوْ حَنِیْفَةَ الَّذِیْ اَجْمَعَ السَّلَفُ وَالْخَلَفُ عَلٰی عِلْمِهٖ وَوَرَعِهٖ وَعِبَادَتِهٖ وَدِقَّةِ مَدَارِکِهٖ وَاسْتِنْبَاطَاتِهٖ وَمَا شَاهَدُوْهُ مِنَ الْقَوْلِ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ بِالرَّأْیِ الَّذِیْ لَا شَاهِدَ لَهٗ ظَاهِرٌ مِّنْ کِتَابٍ وَّلَا سُنَّةٍ یعنی نہیں طعن کیا کسیسے بیچ کسی قول کے اقوال مجتہدین سے مگر جاہلوں نے اوس قول کے کہ جاہل ہے اوسکی دلیل سے یا دقت اور باریکی اوسکی سے خصوصاً امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کہ اجماع کیا سلف و خلف نے اونکے علم اور ورع اور عبادت اور دقت مدارک اور استنباطات اونکے پر اور بیچ قول سے دین خدا میں اوس رائے سے کہ نہیں شہادت دیتی ہوا اوسکی کتاب یا سنت سے اور لیکن وجوب تقلید کا واسطے غیر مجتہد کے تو اتفاق کیا ہے سب علماء

امت نے کہا جلال الدین محلی نے شرح جمع الجوامع میں یَجِبُ عَلَی الْعَامِیِّ وَغَیْرِہٖ مِمَّنْ لَمْ یَبْلُغْ مَرْتَبَۃَ الْاِجْتِہَادِ اِلْتِزَامُ مَذْہَبٍ مُعَیَّنٍ مِّنْ مَّذَاہِبِ الْمُجْتَہِدِیْنَ انتہی یعنی واجب ہے عامی اور غیر عامی پر جو نہ پہنچا ہو درجہ اجتہاد کو التزام ایک مذہب معین کا مذاہب مجتہدین سے اور کہا شیخ محی الدین نووی نے روضۃ الطالبین میں اَمَّا الْاِجْتِہَادُ الْمُطْلَقُ فَقَالُوا اِنْقَطَعَ بِالْاَئِمَّۃِ الْاَرْبَعَۃِ حَتّٰی اَوْجَبُوْا تَقْلِیْدَ وَاحِدٍ مِّنْ ہٰؤُلَاءِ عَلٰی اُمَّتِہٖ وَنَقَلَ اِمَامُ الْحَرَمَیْنِ الْاِجْمَاعَ عَلَیْہِ یعنی اجتہاد مطلق تو ختم ہو گیا ساتھ ائمہ اربعہ کے اور واجب ہو تقلید ایک کی ان چار میں سے امت پر آور نقل کیا امام الحرمین نے اجماع اسپر اور بحر العلوم نے شرح تحریر ابن الہمام میں لکھا ہے غَیْرُ الْمُجْتَہِدِ الْمُطْلَقِ یَلْزَمُہٗ تَقْلِیْدُ مُجْتَہِدٍ مِّنَ الْمُجْتَہِدِیْنَ الْمُطْلَقِیْنَ یعنی جو مجتہد مطلق نہ ہو اسکو لازم ہے تقلید کسی مجتہد مطلق کی تو اگر کوئی اس مقام پر کہے کہ ان اقوال سے اتنا ہی ثابت ہوتا ہے کہ تقلید کسی کی ائمہ اربعہ میں سے واجب ہے اور ہم بھی کسی مسئلے میں جو مخالف ائمہ اربعہ کے ہو عمل نہیں کرتے بلکہ کسی مسئلے پر موافق ابو حنیفہ کے اور کسی پر موافق شافعی رحمہ کے اسی طرح پر عمل کرتے ہیں تو جواب اوسکا یہ ہے کہ باعث اسکا تو حصول درجہ اجتہاد ہے کہ جسکا قول صحیح موافق اجماع کے پاتے ہیں اوسپر عمل کرتے ہیں تو اس صورت میں تقلید کی کیا حاجت ہے اور اگر بغیر حصول اجتہاد کے یہ امر ہے تو مخالف حق اور باطل پر ہے پس کسی کو روا نہیں کہ اسے اس بات پر کہ نہیں جائز ہے غیر مجتہد کو کہ عمل کرے ایک مسئلے میں تو ابو حنیفہ پر اور دوسرے میں شافعی پر کہا ملا علی قاری نے رسالے میں جسکا نام اسنے تحریر الاصول رکھا ہے اور سکو تفصیل کی رو میں بَلْ وَجَبَ عَلَیْہِ اَنْ یُّعَیِّنَ مَذْہَبًا مِّنَ الْمَذَاہِبِ اِمَّا مَذْہَبَ الشَّافِعِیِّ فِیْ جَمِیْعِ الْفُرُوْعِ وَالْوَقَائِعِ وَاِمَّا مَذْہَبَ مَالِکٍ وَّاِمَّا مَذْہَبَ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ وَغَیْرِہِمْ وَلَیْسَ اَنْ یَّنْتَحِلَ مِنْ مَذْہَبِ الشَّافِعِیِّ مَا یَہْوَاہُ وَمِنْ مَذْہَبِ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ مَا یَرْضَاہُ لِاَنَّا لَوْ جَوَّزْنَا ذٰلِکَ لَاَدّٰی اِلَی الْخَبْطِ وَالْخُرُوْجِ عَنِ الضَّبْطِ وَحَاصِلُہٗ یَرْجِعُ اِلٰی نَفْیِ التَّکْلِیْفِ لِاَنَّ مَذْہَبَ الشَّافِعِیِّ اِذَا اقْتَضٰی تَحْرِیْمَ الشَّیْءِ وَمَذْہَبُ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ مَثَلًا اِبَاحَۃَ ذٰلِکَ الشَّیْءِ بِعَیْنِہٖ اَوْ عَکْسَ ذٰلِکَ فَہُوَ اِنْ شَاءَ مَالَ اِلَی الْحَلَالِ وَاِنْ شَاءَ مَالَ اِلَی الْحَرَامِ فَلَا یَتَحَقَّقُ الْحِلُّ وَالْحُرْمَۃُ وَفِیْ ذٰلِکَ اِبْطَالُ التَّکْلِیْفِ اِبْطَالٌ فَائِدَتُہٗ اِسْتِیْصَالُ قَاعِدَتِہٖ وَذٰلِکَ بَاطِلٌ اِنْتَہٰی مَا ذَکَرَہٗ یعنی ملکہ واجب ہے اوسپر تعیین ایک مذہب کی یا مذہب شافعی کی جمیع فروع اور وقائع میں یا مذہب مالک کی یا مذہب ابو حنیفہ کی اور یہ نہیں کہ جو جی چاہے مذہب شافعی سے اختیار کرے اور جو چاہے مذہب ابی حنیفہ سے کیونکہ جواز میں اسکے کام متوہم ہو گا طرف خبط کے اور نکلنے کے ضبط سے اور حاصل اسکا نفی تکلیف کی ہے کیونکہ جب مذہب شافعی مقتضی تحریم کسی امر کے ہو اور مذہب ابو حنیفہ کا مثلاً اوسکی تحلیل کو تو جب چاہے مائل ہو طرف حرام کے اور جب چاہے طرف حلال کے تو حلت اور حرمت کا تحقق و تقرر جاتا رہا اور اسمیں صریح اعدام تکلیف ہے اور ابطال ہے اوسکے فائدے کا اور استیصال ہے اوسکی بنا کا اور یہ باطل ہے اور کہا تاتارخانیہ میں لَا خَیْرَ فِیْ اَنْ یَّکُوْنَ حَنَفِیًّا فِیْ بَعْضِ الْمَسَائِلِ وَشَافِعِیًّا فِیْ بَعْضٍ اٰخَرَ یعنی نہیں بہتر کہ حنفی ہو بعض مسائل میں اور شافعی ہو بعض میں اور شرح عین العلم میں ہے فَلَوِ الْتَزَمَ اَحَدٌ مَذْہَبًا کَاَبِیْ حَنِیْفَۃَ وَالشَّافِعِیِّ فَلَزِمَ عَلَیْہِ الْاِسْتِمْرَارُ فَلَا یُقَلِّدُ غَیْرَہٗ فِیْ مَسْاَلَۃٍ مِّنَ الْمَسَائِلِ یعنی جسنے لازم پکڑا ایک مذہب مثلاً مذہب ابی حنیفہ یا مذہب شافعی کا تو واجب ہے کہ ہمیشہ اوسی مذہب پر رہے اور سوا اوسکے کسی مسئلے میں غیر کی تقلید نہ کرے اور کہا ابن عبد البر نے اِنَّ تَتَبُّعَ رُخَصِ الْمَذَاہِبِ غَیْرُ جَائِزٍ بِالْاِجْمَاعِ یعنی تلاش رخصتوں کا ہر مذہب میں ممنوع ہے بالاجماع اور تفسیر احمدی میں ہے اِذَا الْتَزَمَ مَذْہَبًا یَجِبُ عَلَیْہِ اَنْ یَّدُوْمَ عَلٰی ذٰلِکَ الْمَذْہَبِ وَلَا یَنْتَقِلُ عَنْہُ اِلٰی مَذْہَبٍ اٰخَرَ یعنی جس مذہب پر التزام کرے تو چاہیے کہ مداومت کرے اوسپر اور نہ پھر جاوے طرف دوسرے مذہب کے الحاصل ان روایات و اقوال سے بخوبی واضح ہے کہ جو شخص پایہ اجتہاد کا نہ رکھتا ہو خواہ عامی ہو یا غیر عامی تقلید

مذہب ہمین کی اوسکو واجب ہی اور وجوب بحیثیت تقلید پر بہت سی دلیلین ہین کہ اونکو اس مقام مین ذکر کرنا مناسب نہی دلیل پہلی یہ ہی جو ہمنے اس مقام مین قول اکابر علماے امت کے اس باب مین بیان کیے دلیل دوسری ایسی ہی کہ اوسمین خصم کو جاے کلام نہین وہ یہ ہی کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے جب ارشاد فرمایا کہ مسائل میرے ماخوذ ہین احادیث اور آیات سے تو دو حال سے خالی نہین یا اس قول کی تصدیق کرتے ہو یا انکار کرتے ہو اور اوسکو کذب جانتے ہو بر تقدیر اول تو تابعداری اس مذہب کی جمیع مسائل مین واجب ہوگی اور تقدیر ثانی مین اگر احتمال کذب کا جیسے امام صاحب کی طرف ہی اسیطرح جائز ہی کہ احتمال کذب کا بخاری و مسلم کیطرف ہووے مثلاً جب امام صاحب کہ مصداق خَيْرُ الْقُرُونِ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ہین یون فرماوین کہ مسائل بیان کیے ہوئے ہمارے ماخوذ ہین کتاب اور سنت اور قضایاے صحابہ سے تو قول اونکا لائق اعتماد نہوا اور جب بخاری و مسلم وغیرہما کہ اونسے نہایت متاخر ہین ذکر کرین کہ یہ حدیث ہمکو فلانے سے پونہچی ہی تو قول اونکا بغیر گفتگو مقبول ہوجاوے تو جیسا جائز ہی کہ امام اعظم رحمہ اللہ کذبا یہ کہا ہو کہ مسائل بیان کیے ہوئے میرے ماخوذ ہین کتاب اور سنت سے اور واقع مین وہ مسائل اختراعی عقلی ہون اسیطرح جائز ہی کہ بخاری و مسلم وغیرہما نے کذبا کہا ہو کہ یہ حدیث ہمکو فلانے سے پونہچی ہی تو ایک کی بات کو صادق جاننا اور دوسرے کی بات کو باوجود برتری اور فضل کے کذب شمار کرنا ترجیح بلا مرجح بلکہ ترجیح مرجوح ہی دلیل تیسری یہ ہی کہ اس زمانے مین اکثر غیر مقلد جو علما سے سن لیتے ہین کہ یہ قول موافق حدیث کے ہی اور اوسپر عمل کرتے ہین تو تعجب ہی کہ قول اون علما کا جنکو امام صاحب کی نسبت بالکل وقوف نہین لائق اعتبار ہوجاوے اور امام صاحب کا قول لائق اعتماد اور عمل کے نہووے اور یہ نہایت درجے کا جہل ہی دلیل چوتھی یہ ہی کہ اکثر علما اور فضلا اور اولیاء اللہ اس امت مین اتباع مذہب حنفیہ کرتے چلے آئے ہین تو احتمال بطلان اس مذہب کا ایک شخص کے قول سے کسطرح جائز ہوگا بیت ہمہ شیران جہان بستہ این سلسلہ اند ۔ روبہ از حیلہ چسان بگسلد این سلسلہ را دلیل پانچوین یہ کہ حدیث صحیح مین وارد ہی اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْأَعْظَمَ فَمَنْ شَذَّ شَذَّ فِي النَّارِ یعنی اطاعت کرو بڑے گروہ کی اور جو اوسمین سے نکل جاوے نکلا دوزخ مین اور فرمایا اللہ تعالی نے وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّى وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا یعنی جو شخص مومنون کی راہ کے سوا اور راہ طلب کرے پھیر دینگے ہم اوسکو جس طرف پھرا اور داخل کرینگے ہم اوسکو جہنم مین اور بری ہی وہ جگہ پھرجانے کی اور حالانکہ اکثر لوگ امت کے تقلید مذہب ابی حنیفہ پر ہین اور بعض باقی اور مذاہب ثلاثہ باقیہ کے کہا ملا علی قاری نے وَأَمَّا اتِّبَاعُ أَبِي حَنِيفَةَ قَدِيمًا وَحَدِيثًا فِي الْأَزْدِيَادِ فِي جَمِيعِ الْبِلَادِ سِيَّمَا فِي بِلَادِ الرُّومِ وَمَا وَرَاءَ النَّهْرِ وَوِلَايَةِ الْهِنْدِ وَالسِّنْدِ وَأَكْثَرُ أَهْلِ خُرَاسَانَ وَعِرَاقٍ مَعَ وُجُودِ كَثِيرِينَ فِي بِلَادِ الْعَرَبِ بِالْاتِّفَاقِ وَأَظُنُّ أَنَّهُمْ يَكُونُونَ ثُلُثَيِ الْمُسْلِمِينَ بَلْ أَكْثَرَ عِنْدَ الْمُهَنْدِسِينَ بِالْاتِّفَاقِ یعنی اتباع مذہب ابی حنیفہ کا تو زیادتی پر ہی قدیم سے اور جدید سے تمام شہرون مین خاص کرکے روم کے ملکون مین اور ماوراء النہر کے اور ولایت ہندوستان اور سندھ اور اکثر اہل خراسان اور عراق مین باوجود اسکے کہ بہت لوگ ہین عرب مین بالاتفاق اور جانتا ہون مین کہ ہونگے وہ ثلث مسلمانون کے بلکہ اکثر نزدیک مہندسین کے بالاتفاق اور اکثر اولیاء اللہ اور کاملین اسی مذہب کے مقلد رہے اور مختار رہین ہی وَقَدِ اتَّبَعَهُ عَلَى مَذْهَبِهِ كَثِيرٌ مِنَ الْأَوْلِيَاءِ الْكِرَامِ مِمَّنِ اتَّصَفَ بِثَبَاتِ الْمُجَاهَدَةِ وَرَكِبَ فِي مَيَادِينِ الْمُشَاهَدَةِ كَإِبْرَاهِيمَ بْنِ أَدْهَمَ وَشَقِيقٍ الْبَلْخِيِّ وَمَعْرُوفٍ الْكَرْخِيِّ وَأَبِي يَزِيدَ الْبِسْطَامِيِّ وَفُضَيْلِ بْنِ عِيَاضٍ وَدَاوُدَ الطَّائِيِّ وَأَبِي حَامِدٍ اللَّفَّافِ وَخَلَفِ بْنِ أَيُّوبَ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ وَوَكِيعِ بْنِ الْجَرَّاحِ وَأَبِي بَكْرٍ الْوَرَّاقِ وَغَيْرِهِمْ أَفْتَكَ اور ایسا ہی

ذکر کیا اکثر علما نے اور کہا اہل کشف نے کہ جیسا مذہب امام ابو حنیفہ کا قدیم سے ہی اسیطرح آخر تک رہے گا اور دیکھنے کی بات ہے کہ امام اعظم صاحب اتباع حدیث میں اور روں سے زیادہ ہیں کہ حدیث مرسل کو قبول کرتے ہیں اور قیاس کو اوسکے مقابلے میں جائز نہیں رکھتے تو افسوس ہے اون لوگوں سے کہ باوجود مشاہدہ ان امور کے اور اس احتیاط بلیغ کے ان لوگوں کو اصحاب رائے سے شمار کرتے ہیں اور اس مذہب کے مسائل کو اپنے زعم باطل کے موافق خلاف احادیث و آیات کے سمجھتے ہیں اور اونکے تابعوں کو کہ سواد اعظم میں داخل ہیں گمراہ اور خاطی کہتے ہیں مثل مشہور ہے کہ چاند پر خاک ڈالنے سے اپنے ہی سر پر خاک پڑتی ہے جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے نور ہدایت دیا ہے وہ لوگ کبھی حشر تک اتباع اس طریقہ سنیہ سے باز نہ رہینگے اور بعض لوگ جو مصداق یتبعون ما تشابہ منہ ابتغاء الفتنۃ کے ہیں باغوای مفسدین شاید کہ اس سے محروم رہیں یریدون لیطفؤا نور اللہ بافواہہم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون **دلیل حنفی** یہ ہے کہ ثبوت تسلیم کے جب کوئی مسئلہ مسائل حنفیہ میں سے اس متم کا کالعدم کہ جسکی کوئی دلیل حدیث ضعیف یا صحیح یا آیت قرآن شریف کے نہو تو اوس صورت میں اگر خاص اوس مسئلے میں کلام کریں اور اوسپر عمل کریں تو قول تمہارا لائق قبول ہوگا اور دوسرے مسئلہ مفصلہ میں یا اقوال میں پیچھے امام کے یا فتاویٰ کے مسئلے میں کلام کرتے ہیں سب مسائل کو بحمدہ تعالیٰ فضل الٰہی سے اس کتاب میں تفصیل بیان کیا ہے اور تمامی مطاعن کے جوابات تحریر کیے ہیں دیکھنے سے ظاہر ہوگا علاوہ ان کے امام شافعی کے مذہب میں بھی بہت سے ایسے مسئلے ہیں جنکی دلیلیں ضعیف اور اونمیں کلام ہے مثلاً جہر بسم اللہ کا اور حدث نہ ہونا خون اور پیپ کا اور کھانا اوس بچے کا جسپر بسم اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو بے قصد اور کوئی مذہب ایسا نہیں کہ ہر مسئلے میں اوسکے ادلہ قویہ ہیں سب قسم کے مسائل ہیں ہاں ایسا قول نہ ہو جو مخالف صریح حدیث کے ہو اور کسی دلیل سے بھی تمسک نہ ہو واللہ اعلم وعلمہ اتم

جواب اون مطاعن کا جنکا اکثر غیر مقلدین ہمارے ہمیشہ کرتے ہیں

طعن پہلا ہم لوگ احادیث کے اوپر عمل کیا کرتے ہیں اور تعجب ہے کہ قول ابو حنیفہ کا قول باطل ہو اور قول جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قابل عمل کے نہو **جواب** احادیث پر عمل کرنا تو ہمیں بھی مطلوب ہے مگر یہ کہ جس شخص کو معرفت حدیث کی اور اسکے صحیح کی اور ناسخ منسوخ کی ہو اور جانتا سمجھتا ہو اور طریقہ استنباط کا جانتا ہو تو اوس شخص کو عمل بالحدیث جائز ہے اور جس شخص کو ان امور میں سے کچھ نہ معلوم ہو اوسکو عمل کرنا ظاہر الفاظ حدیث کے دیکھکے بارہ میں تقریر شرح تحریر میں ہے لیس للعامی الا العمل بقول مجتہد وعلیہ اجماع الامۃ اور عمل بظاہر حدیث کا جائز نہیں بل غیر مشروع اور فقہ یعنی علم مسائل کا اور تمہیدی کا اور حقیقی کا اور صحیح اور سقیم اور ناسخ اور منسوخ کا جاننا واجب ہے اور اگر کسی نے ترک کیا تارک الواجب علیہ اثم ہی یعنی نہیں جائز ہر عامی کو تمسک کرنا ساتھ ظاہر حدیث کے بسبب جواز معروف ہونے اوسکی کے کالعدم یا منسوخ ہونے اوسکی کے بلکہ لازم ہے عامی پر رجوع طرف فقہا کے جہت عدم اہتداء حق میں اوسکے طرف معرفت صحیح احادیث اور سقیم اور ناسخ اور منسوخ کے پس اگر اعتماد کریگا ظاہر حدیث پر تو ہوگا تارک اوس چیز کا جو واجب ہے اوسپر اور کفایہ حاشیہ ہدایہ میں مسطور ہے والعامی انما معہ عدۃ یتالیس لہ ان یاخذ بظاہر الحدیث ان یکون مصروفا عن ظاہرہ او منسوخا بخلاف الفتوی اور معنی اسکے وہی ہیں جو اوپر بیان کیے اور بھی کفایہ میں مرقوم ہے ان المفتی یجب ان یکون ممن یوخذ عنہ الفقہ یعمل علیہ فی البلدۃ فی الفتوی واذا کان المفتی علی ہذہ الصفۃ فعلی العامی تقلیدہ وان کان المفتی اخطا فی ذلک ولا یعتبر بغیرہ ہکذا روی الحسن عن ابی حنیفۃ وابن رستم عن محمد وبشیر عن ابی یوسف رحمہم اللہ یعنی چاہیے کہ مفتی ہو اون شخصوں سے کہ لی جاتی ہو اون سے فقہ اور اعتماد کیا جاتا ہو اوپر شہر میں بیچ فتوے کے اور جبکہ ہو مفتی اس صفت پر پس عامی پر لازم ہے تقلید اوسکی اگرچہ مفتی نے خطا کی ہو اوس مسئلے میں اور نہ اعتبار کرے ساتھ غیر اوس مفتی کے ایسی ہی روایت کی ہے حسن نے ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے اور ابن رستم نے امام محمد سے اور بشیر نے امام ابو یوسف سے اور مسلم الثبوت میں

ہی کہ اجماع کیا ہی محققین نے اوپر منع عوام کے تقلید صحابہ سے بلکہ اوپر لازم ہی اتباع اون لوگون کی کہ جلادی ہی اونھون نے اور باب باب کیا ہی
اونھون نے پس مہذب اور منقح کیا ہی اونھون نے اور جمع کیا ہی اونھون نے اور اسی پر بنا کیا ہی ابن الصلاح نے منع کو تقلید سے اچار اما موں کے کیونکہ
یہ بات نہین جانی گئی ہی غیر مین ان چار کے اور اوسمین کلام ہی آوردہ جو بعض لوگ کہتے ہین کہ اللہ اور رسول کا کلام سمجھنا کچھ مشکل نہین ان
معنی کر صحیح ہی کہ اصل مضامین اوسکے ایسے نہین ہین کہ بیان کیے سے سمجھ مین ہر خاص و عام کے نہ آوین مثل مطالب منطق اور علوم فلسفہ کے
اور ان معنی کر غلط ہی کہ اوسکے حقائق کو سمجھکر عبارت سے نکال لینا اور بیان کر دینا ہر امی اور ان پڑھے کو آسان ہی بلکہ بعض مضامین ظاہر مین نہایت
آسان اور سہل ہوتے ہین لیکن حقیقت اوسکی سوا فہمین کے اور کو نہین کھلتی پس اگر ظاہر پر ایسے مضمون کے شخص بدون تحقیق کے واقفون سے باوجود
استطاعت و قدرت سوال کے عمل کریگا تو عجب نہین کہ مواخذہ دار ہووے خدا اوسکے قول امام ابو حنیفہ پر ہم اسطرح سے عمل نہین کرتے کہ یہ بالذات
اونھین کا قول ہی بلکہ اسطرح پر کہ یہ فتوا اونکا قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ماخوذ ہی اور موافق شریعت کے ہی تو قول ابو حنیفہ اور قول رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین کچھ مخالفت نہین بلکہ کوئی قول ابو حنیفہ کا اس قسم سے نہین پایا جاتا جسکی دلیل کچھ احادیث و آیات سے نہووے اور
پھر درصورتیکہ عمل عامی کو خلاف حدیث پر منع ہووے اور قول ابو حنیفہ کا موافق قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہووے عمل کرنا احادیث پر
اپنی رائی کے موافق اور ترک کرنا تقلید ابو حنیفہ کی نہایت عقل و انصاف سے بعید ہی اور ابو شامہ سے جو منع تقلید مین مروی ہی تو بر تقدیر
صحت نقل کے وہ طعن نسبت اون لوگون کے ہی کہ جنھون نے حرام کہا ہو نظر کرنے کو کتب احادیث مین اور ہم لوگ اسکو ہرگز حرام نہین کہتے بلکہ موجب
اجر جزیل اور ثواب کا جانتے ہین اور مشارق الانوار مین جو خلاف حدیث چلنے سے منع کیا ہی بعد متفق ہو جانے اوس بات کے کہ یہ مخالف
ہی اوس حدیث کے سو دیکھنا مخالف ہمارے نہین ہی اور علی ہذا القیاس یہی مراد ہی ان قولون سے اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے شرح
سفر السعادۃ مین لکھا ہی کہ مصلحت اور قرار داد علما کا آخر زمانے مین تعین اور تخصیص مذہب ہی کہ ضبط اور ربط کار دین و دنیا اسی مین ہی
پہلے سے مخیر تھی جسکو چاہے اختیار کرے ہو سکتا ہی اور بعد اختیار ایک مذہب کے دوسرے مذہب کیطرف جانا لعب تو ہم سوء ظن اور تفرق کے اعمال
اور احوال مین ہوگا پس قرار داد علما فرض محال ہی اور اوسی مین خیر دنیا کسی مجتہد کے تابع کو نہین پہونچتا ہی کہ اگر کوئی حدیث مخالف پوے مذہب
کے پاس اپنے مذہب کو چھوڑے اور اوس حدیث پر عمل کرے یہ طریقہ مقلدین کا ہی علما کو اوس زمانے مین سوا متابعت مجتہدون کے کوئی
طریقہ نہین ہی اور علم مجتہد کا بحسب علم کتاب و سنت ہی اور کلام صاحب فتح العزیز یعنی مولانا شاہ عبد العزیز رح کا اس آیت کی تفسیر مین بَلْ
نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا کی منع مین اوس تقلید کے مشرکین اوسکو مقابلے مین حکم خدا و رسول کے پیش کرتے تھے ہی نہ منع مین اوس تقلید کے
کہ فی الحقیقۃ اطاعت خدا اور رسول کی ہی اور اسطرح مولانا صاحب منع کرتے اس تقلید کو حالانکہ خود بھی مقلد تھے اور خود اسی تفسیر مین وَلَا تَعْتَدُوْٓا
لِلّٰهِ اَنْدَادًا کے تحت مین فرماتے ہین کہ اون لوگون مین سے جنکی اطاعت بحکم خدا فرض ہی مجتہدین شریعت اور مشایخ طریقت ہین کہ حکم اونکا
بھی واجب الاتباع ہی عوام امت پر کیونکہ فہم اسرار شریعت اور دقائق طریقت انکو میسر ہی فرمایا اللہ تعالی نے فَاسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ
كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ یعنی پوچھو نصیحت والون سے اگر تم نہین جانتے ہو اور شاہ ولی اللہ صاحب نے عقد الجید مین لکھا ہی کہ جان تو بیشک تمسک
کرنے مین ساتھ ان مذاہب اربعہ کے مصلحت عظیمہ ہی اور اعراض مین اوس سے بڑا مفسدہ ہی اور ہم بیان کرینگے اوسکو کئی وجھون سے
انتہی طعن دوسرا دیکھو صحاح ستہ کی کتابین جو احادیث کے فن مین مادر کتابون سے زیادہ معتبر ہین اکثر جا حدیثین شافعیہ کے موافق ہین
اور حنفیہ کے مخالف تو اولی اس صورت مین عدم اتباع مذہب حنفیہ ہوگا جواب صحاح ستہ کے ماسوا اور بہت سی کتابین حدیث کی ہین

کہ جنکو محدثین نے بیان کیا ہی مثلاً معاجم طبرانی کی مؤطا امام محمد کی مصنف ابن ابی شیبہ کا کتابین دارقطنی کی تصانیف طحاوی کی تصانیف ابن حبان اور حاکم کی وغیرہا اور صحاح ستہ کی شہرت مبنی ہی اس بات پر کہ اکثر حدیثین ان کتابون کی صحیح ہین جیسا کہ انکا ذکر اوپر ہم کر چکے اور یہ لازم نہین کہ جو حدیث ان کتابونمین نہو وہ صحیح نہو دیکھو دسیکڑون حدیثین صحیح ایسی ہین بخاری مسلم کی شرط پر کہ ان کتابونمین موجود نہین

طعن تیسرا احنفی لوگ اکثر جا مخالفت حدیث کی کرتے ہین اور قیاس اور رای کو دخل دیتے ہین اسواسطے نام انکا اہل الرای ہوا اور یہ نام انکا قدیم سے ہی ترمذی مین جابجا دیکھو مسائل مذہب حنفیہ کو لکھا ہی وھو قول اھل الرای **جواب** ظاہر اہل الرای کہنے کا سبب یہ ہوا تھا کہ امام ابوحنیفہ صاحب کے وقت مین مدارک اور باریکی استنباطات اس قسم کی تھی کہ بعض اہل عصر کی سمجھ مین قول اونکا بلا تامل فکر نہین آتا تھا اسوجہ سے بعض لوگون نے اونکو اہل رای کہنا شروع کیا اور یہ نام وجہ طعن نہین ہوسکتا الا اوس صورت مین کہ مسائل انکے صرف رای اور اختراع عقل پر مبنی ہون حال آنکہ کوئی مسئلہ انکا اس قسم کا نہین جسکے ساتھ اور مجتہدنے بھی تمسک نہ کیا ہو اور کیونکر اہل رای یہ لوگ ہوسکتے حال آنکہ انکے نزدیک حدیث ضعیف مرسل مقدم تر اور اولی تر ہی قیاس اور اجتہاد سے برخلاف امام شافعی کے کہ وہ حدیث مرسل کو قبول نہین کرتے تو اگر کسی نے ازراہ تعصب یا کسی اور وجہ سے کوئی کلمہ خلاف اونکی شان کے کہا تو اوسپر اعتبار کرنا در صورتیکہ وہ طابق واقع اور نفس الامر کے نہو نہایت جہالت ہی اور کوئی ایسا شخص جو کسی فن مین کامل ہوا ہو نہین گذرا کہ کسی نے اوسکے کلام مین رد و قدح نہ کیا ہو اور اوسکی شان مین کچھ نہ کہا ہو یہانتک کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کہ باتفاق مشایخ طریقت اور علمائے شریعت کے اولیائے کبار مین سے ہین اور کسیکو اہل حق مین سے اونکی ولایت اور علو درجہ مین کلام نہین لیکن ابن جوزی محدث نے کیا کیا اونکی شان مین کہا ہی اور اسی قبیل سے محاربات و مشاجرات و منازعات اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین کو سمجھنا چاہیے اور اس سے یہ لازم نہین آتا کہ دوسری جانب کو برا کہنے لگے مثلاً ترمذی نے امام ابوحنیفہ کی شان مین جو بیان کیا تو اب ترمذی کی برائی کرنا ہمکو لازم نہین یا ابن الجوزی نے ازراہ خطا کے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی شان مین کہا تو ہم ابن الجوزی رحمۃ اللہ کی برائی کرنا اور اونپر طعن کرنا لازم نہین **طعن چوتھا** یہ جو چار مذہب لوگونے مقرر کر لیے ہین اسکا حکم نہ خدا اور رسول نے نہین فرمایا ہی بلکہ ان لوگون نے اپنے دل سے چار مذہب تجویز کر لیے حق کو انہی مین حصر کیا اور جو قول کہ اونکے مخالف ہی اوسکو باطل ہی ایا پس دلیل شرعی اس باب مین کوئی پائی نہین جاتی **جواب** یہ لیجیے شرع مین چار ہین ایک اونمین اجماع امت بھی ہی اور اطاعت اہل اجماع کی فرض ہی اور اجماع کیا امت محمدی علی صاحبہا الصلوۃ والسلام ان چار مذہبون پر اور اتفاق کیا اس بات پر کہ جو ان چار دن کے مخالف ہو باطل ہی آشکارا دین ہی وما خالف الاربعۃ مخالف للاجماع وقد صرحوا فی التحریر انہ الاجماع انعقد علی عدم العمل بمذھب مخالف الاربعۃ لانضباط مذاھبھم وکثرۃ اتباعھم یعنی جو حکم مخالف ہو ان چار امامون کے قول کے سو وہ اجماع کے مخالف ہی اور تصریح کی ہی ابن الہمام نے تحریر مین کہ تمام علما کا اجماع ہوا ہی عمل نکرنے پر اوس مذہب کے جو مخالف ہو ان چار امامون کے اسواسطے کہ ان امامون کا مذہب منضبط اور آراستہ ہوا اور انکا اتباع کرنیوالے بہت لوگ ہین حاصل یہ ہی کہ ان امامون کے مقلدین سواد اعظم مین داخل ہین اور سواد اعظم کی متابعت کرنے کو حدیث مین حکم ہی اور اسکا بیان گذرا اور نہایۃ المرادین مرقوم ہی وفی زماننا ھذا قد انحصرت صحۃ التقلید فی ھذہ المذاھب الاربعۃ فی المحل المتفق علیہ بینھم وفی المحل المختلف فیہ ایضا قال المناوی فی شرح الجامع الصغیر ولا یجوز الیوم تقلید غیر الائمۃ الاربعۃ فی قضاء ولا افتاء ہمارے اس زمانے مین منحصر ہوئی ہی تقلید ان چار مذہب مین خواہ حکم متفق ہو خواہ

حکم مختلف پھر ان چار کے سوا اور کسی کی تقلید جائز نہیں اور کہا منادی نے جامع صغیر کی شرح میں جائز نہیں ہی اس زمانے میں تقلید کرنی سو ان چار امامون کے نہ تو قضا میں نہ فتوے میں یعنی قاضی کو درست نہیں کہ ان مذہب کے سوا اور کا حکم کرے اور مفتی کو درست نہیں کہ برخلاف انکے فتوی دے اور تفسیر احمدی میں ہی قَدْ وَقَعَ الْاِجْمَاعُ عَلٰی اَنَّ الْاِتِّبَاعَ اِنَّمَا یَجُوْزُ لِلْاَرْبَعَةِ فَلَا یَجُوْزُ الْاِتِّبَاعُ لِمَنْ حَدَثَ مُجْتَهِدًا مُخَالِفًا لَهُمْ یعنی بیشک اجماع ہوا ہی اسبات پر کہ اتباع سوا ان چار مذہبون کے کسی کا جائز نہیں سو نہیں جائز ہی اتباع اوس شخص کا جو نیا مجتہد مخالف انکے نکلے اور اوسی کتاب میں ہی وَالْاِنْصَافُ اَنَّ انْحِصَارَ الْمَذَاهِبِ فِی الْاَرْبَعَةِ وَاتِّبَاعَهُمْ فَضْلٌ اِلٰهِیٌّ وَقَبُوْلُهُ عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰی لَا مَجَالَ فِیْهِ لِلتَّوْجِیْهَاتِ وَالْاَدِلَّةِ یعنی انصاف یہ ہی کہ منحصر ہونا مذہبون کا ان چار میں اور اتباع انکی فضل الٰہی ہی اور مقبولیت ہی اوسکی نزدیک اللہ تعالیٰ کے اور اس باب میں دلیل اور توجیہ کو دخل نہیں **طعن پانچوان** آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں ہر ایک صحابی جیسی حدیث کو پاتے تھے اوسی طرح پر عمل کرتے تھے مجتہد ہو یا عامی نہ یہ کہ کسی صحابی معین کی جو مجتہد ہو تا صرف اوسکی تقلید پر اقتصار کرتے اپنی اپنی سمجھ کے موافق عمل میں لاتے تھے تو اب اس زمانے میں بھی موافق اوسکے عمل کرنا صواب ہی کچھ حرج نہیں **جواب** آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں یا اوس زمانے میں جو آپ کی وفات سے قریب تھا اکثر لوگ صحابی موجود تھے کسی حدیث کو جو غیر معتبر ہو کبھی بیان نہیں کرتے تھے احتمال کذب کا اونکی نسبت ہر شخص کو تھا اس واسطے ہر شخص کہ کوئی حدیث کسی صحابی یا تابعی مقبول سے سنتا تھا بوجہ اعتبار کے اوسپر عمل کرتا تھا برخلاف اس زمانے کے کہ ہزارون قسم کی حدیثیں اور قصے لوگون نے جھوٹھ ایجاد کر لیے ہین راوی حدیث کے سب قسم کے ہونے لگے تو اس صورت میں ہر شخص کے کہنے کے موافق عمل کرنا ناجائز ہوا جو لوگ کہ حال اور کیفیت رواۃ اور احادیث سے واقف تھے وہ اور لوگون کو بتلا دیتے تھے اور لوگ اونکی تقلید کرتے تھے تو زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قیاس کرنا اس زمانے کا حماقت ہی اور بہت سے مطاعن جو غیر مقلدین بیان کرتے ہین اونکا جواب بھی ان جوابات سے نکل آوے گا اور جب مشہور طعنون کا یہ حال ہوا تو معلوم نہیں کہ جو اور طعن ہین وہ کیسے ہونگے مسلمانون کو لازم ہی کہ انکی باتون کی طرف خیال نکرین اور جس طریقے پر کہ اکابر علمای امت اور ہزارون اولیاء اللہ مجرب حذف کے چلتے ہے اوسی پر چلین **اور ایک مکر** اس فرقے کا یہ ہی کہ نام اپنا بمقابلہ حنفی شافعی کے محمدی رکھا ہی اسوجہ سے کہ ہم لوگ طریقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اختیار کرتے ہین اور اوسکی پیروی کرتے ہین برخلاف مقلدین کے کہ اون لوگون نے خلاف طریقہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابو حنیفہ اور شافعی کا طریقہ اختیار کر لیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل کو ترک کیا ہی اور یہ نہیں سمجھتے کہ طریقہ ابو حنیفہ یا شافعی کا بعینہ طریقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی کچھ اسکے مخالف نہین اور تسمیہ انکا ان نسبتون کے ساتھ بوجہ تقلید مذہب معین کے ہی اور نہ تمامی اہل حق محمدی ہین جاہت انکی تخصیص کی کیا ہی اور دوسرے یہ کہ اس زمانے میں جو معروف کتابین شہر اور رواج پا گئی ہین مثل مشکوۃ شریف وغیرہ کے اونمین اپنے مذہب کے موافق احادیث نکال کے عوام مقلدین سے بیان کرتے ہین اور کہتے ہین کہ حدیثین صحیحین کی کتابون میں منحصر ہین اور تمھارے مسائل صریح مخالف ان احادیث کے ہین تو قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چھوڑ کے قول ابو حنیفہ کا اختیار کرتے ہو اور نہین جانتے کہ بہت سی کتابین ایسی حدیث کی ہین کہ انھون نے خواب میں بھی نہیں دیکھی اور ہزارون حدیثین صحیح بخاری و مسلم کی شرط پر ان کتابون میں موجود ہین فقط

فصل چند در اصطلاحات کتاب کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ صاحبین کا لفظ اس کتاب میں جہاں آیا ہو مراد اوس سے امام محمد اور امام ابو یوسف ہیں اور طرفین سے امام محمد اور امام ابو حنیفہ اور شیخین سے امام ابو یوسف اور امام ابو حنیفہ اور اس کتاب میں حرف صاد سے جو قلم جلی سے لکھا ہو مراد کتاب اصل شرح وقایہ ہے اور حرف فا سے زیادات اور جو احادیث کہ زائد مضمون اصل کتاب پر ہیں بطریق فوائد کے مراد ہیں اور جہاں مطلق امام ہو مراد امام ابو حنیفہ ہیں اور ائمہ اربعہ سے امام ابو حنیفہ اور شافعی اور مالک اور امام احمد رحمہم اللہ مراد ہیں اور لفظ شیخین سے ذکر احادیث میں بخاری اور مسلم متصور ہیں اور جماعت سے چاروں علماے باقیہ یعنی ابن ماجہ اور ابو داؤد اور نسائی اور ترمذی رحمہم اللہ منظور ہیں اور مقصود اصلی تالیف و تصنیف اس کتاب سے فائدہ خلق اللہ ہے نہ کسی کا رد اور نہ کسی کا اظہار خطا منظور ہے تو اب یہ بندہ راجی بر معاصی فقیر حقیر ننگ خاندان محتاج رحمت ایزد منان محمد وحید الزمان ولد مولوی مسیح الزمان لکھنوی غفر لہما و لوالدیہما و لجمیع المسلمین اس مؤلف اسکا اون صاحبوں کی خدمت میں جو اس کتاب کے مطالعے سے مسرور اور محظوظ ہوں عرض رسان ہے کہ جس جگہ پر از راہ خطاے انسانی کے کوئی قسم کی لغزش دیکھیں تو پردہ عفو سے چھپا دیں اور مجھ گنہگار اور میرے والدین اور عامی اعزا و اقارب اور عامہ مسلمین کے واسطے دعاے خیر کریں اور اس کتاب کے پڑھنے کا یہ طریقہ رکھیں کہ جس جگہ پر نام مبارک حضرت سیدنا و مولانا و رسولنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا آوے آپ پر صلوۃ و سلام بھیجیں کیونکہ حدیث صحیح میں وارد ہے کہ جس شخص پر ذکر کیا جاوے نام میرا اور وہ درود نہ بھیجے مجیر تو وہ بڑا بخیل ہے اور حقیقت میں بڑے افسوس کی بات ہے کہ جو دنیا میں کسیکا دوست ہوتا ہے اوسکے ذکر کے وقت مدح و ثنا میں اوسکی مشغول ہوتا ہے اور جب محبوب خدا شافع روز جزا پیغمبر حق جناب نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک سنا جاوے اور بیچارے لوگ ثواب صلوۃ و سلام سے محروم رہیں اور جس کسیکا آپ کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے ذکر آوے اوپر کلمہ رضی اللہ عنہ کا کہنا ضرور جانیں اور تابعین کو اور اور علما کو بہ کلمہ رحمۃ اللہ علیہ اکتفا کریں اور قبل شروع اس کتاب کے باادب بیٹھ کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف تین بار اور سورہ اخلاص تین بار اور الحمد ایکبار پڑھیں اور ثواب اوسکا تمام صحابہ اور علما اور سب بزرگان دین کو پہنچا دیں بعد اوسکے کتاب کو مطالعہ کریں اور پھر بعد فراغ کے بھی ایسا ہی کریں اور یہ تصور کرتے رہیں کہ جتنا علم ہم سیکھتے ہیں یا سکھاتے ہیں وہ سب خالصتاً لوجہ اللہ تعالیٰ اوسکی رضامندی کے لیے اور عمل کرنے کے لیے کرتے ہیں اور غرض دنیا اور تحصیل مال کچھ علم سے نہ رکھے کہ بعد رعایت ان سب شرائط کے ضرور اللہ تعالیٰ اوسکے علم میں برکت دیگا اور توفیق عمل کی عطا فرمائیگا اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا بِالْخَیْرِ وَاجْعَلْ خَوَاتِیْمَ اُمُوْرِنَا بِالْخَیْرِ اَللّٰھُمَّ یَسِّرْ عَلَیْنَا مُھِمَّاتِ الْعِلْمِ وَاَعْطِنَا عِلْمًا نَافِعًا وَّفَھْمًا کَامِلًا وَّقَلْبًا خَاشِعًا وَّلِسَانًا مُشْتَغِلًا وَّعَمَلًا مُّقَرِّبًا اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلِوَالِدَیْنَا وَلِجَمِیْعِ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ الْاَحْیَآءِ مِنْھُمْ وَالْاَمْوَاتِ اٰمِیْنَ یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ تَمَّتْ مُقَدِّمَۃُ الْکِتَابِ وَیَلُوْھَا کِتَابُ الطَّھَارَۃِ اَللّٰھُمَّ تَمِّمْ بِالْخَیْرِ یَا کَرِیْمُ یَا وَھَّابُ

فہرست نور الہدایہ ترجمہ اردوی شرح وقایہ

کتاب الطہارۃ ۱

۱ فصل وضو کے بیان میں
۲۹ فصل پانیوں کے بیان میں
۵۴ فصل جانوروں کے جھوٹا کرنے کے بیان میں
۶۸ فصل حیض کے بیان میں
۷۷ فصل نجاست حقیقیہ کے بیان میں
۲۴ فصل نواقض وضو کے بیان میں
۴۸ فصل پانی مستعمل کے بیان میں
۵۶ فصل تیمم کے بیان میں
۷۳ فصل استنجاء کے بیان میں
۳۰ فصل غسل کے بیان میں
۴۹ فصل دباغت کے بیان میں
۶۴ فصل مسح موزوں کے بیان میں
۷۵ فصل نفاس کے بیان میں
۷۸ فصل استحاضہ کے بیان میں
۶۴ فصل موجبات غسل کے بیان میں
۵۲ فصل کنوؤں کے بیان میں
۶۷ فصل پٹی پر مسح کرنے کے بیان میں
۷۵ فصل نجس چیزوں کے بیان میں

کتاب الصلوٰۃ ۸۱

۸۱ فصل نماز کے وقتوں کے بیان میں
۱۱۰ فصل قرأت کے بیان میں
۱۲۲ فصل نماز کی صفات کے بیان میں
۱۲۹ فصل نماز میں کراہت کے بیان میں
۱۴۰ فصل نماز نفل کے بیان میں
۱۵۶ فصل نماز مریض کے بیان میں
۸۷ فصل اذان و اقامت کے بیان میں
۱۱۳ فصل نماز جماعت کے بیان میں
۱۲۵ فصل وتر و نوافل کے بیان میں
۱۴۱ فصل قضا کے بیان میں
۱۴۸ فصل سجدہ سہو کے بیان میں
۱۶۱ فصل نوافل کے بیان میں
۱۷۳ نماز جمعہ کے بیان میں
۹۱ فصل نماز کی شرطوں کے بیان میں
۱۱۷ فصل حدث میں پیچ نماز کے
۱۲۴ فصل نوافل کے بیان میں
۱۴۳ فصل قضا نماز کے بیان میں
۱۵۰ فصل مسافر کی نماز کے بیان میں
۹۳ نماز کی صفت کے بیان میں
۱۱۹ مفسدات نماز کے بیان میں
۱۳۸ فصل تراویح کے بیان میں
۱۴۴ سجدہ سہو کے بیان میں
۱۵۲ نماز جمعہ کے بیان میں
۱۷ شہید کے بیان میں

کتاب الزکوٰۃ ۱۸۴

۱۸۵ فصل مالوں کی زکوٰۃ کے بیان میں
۱۹۵ مصارف زکوٰۃ کے بیان میں
۱۸۱ عاشر کے بیان میں
۱۸۲ زکاۃ کے بیان میں
۱۸۴ زکوٰۃ خارج کے بیان میں
۱۸۷ صدقۂ فطر کے بیان میں

کتاب الصوم ۱۹۱

۱۹۵ فصل روزہ فاسد ہونے کے بیان میں
۱۹۹ روزہ کے مکروہات کے بیان میں
۲۰۵ اعتکاف کے بیان میں

کتاب الحج ۲۰۸

۲۲۵ فصل قران و تمتع کے بیان میں
۲۳۰ جنایات کے بیان میں
۲۳۲ میقات سے آگے جانے کے بیان میں
۲۳۴ احصار کے بیان میں

خاتمہ ۲۳۶

فوائد متفرقہ کے بیان میں

۲۳۶ فرع پہلا فرع عمرہ سنت ہے
۲۳۷ فرع دوسرا اضحیہ کے بیان میں
۲۳۷ فرع تیسرا کعبہ کی فضیلت کے بیان میں
۲۳۸ فرع چوتھا زیارت مدینہ شریفہ کے بیان میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجزء الاول کتاب الطہارۃ

فصل وضو کے بیان مین

فرمایا اللہ تعالی نے اے ایمان والو جب کھڑے ہو تم طرف نماز کے پس دھوؤ اپنے مونہون کو اور ہاتھون کو کہنیون تک اور مسح کرو اپنے سر کا اور دھوؤ پاؤن کو ٹخنون تک فرض ہے وضو مین چار چیزین ہین پہلے دھونا مونہ کا پیشانی سے ٹھوڑی کے نیچے تک اور ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک اور شمس الائمہ کے نزدیک اگر درمیان کان اور رخسارے کے تر کرے اور پانی نہ بہاوے کافی ہے جیسا کہ کہا ہے ابو یوسف نے کہ وضو کرنے والا اگر تر کرے سب اعضاے وضو کو اور پانی جاری نکرے جائز ہے مگر علمانے معنی اسکے یون بیان کیے ہین کہ ہر عضو سے دو تین قطرے جاری ہوون اگرچہ پانی دیر تک نہ بہین دوسرے دھونا دونون ہاتھون کہنیون سمیت تیسرے دھونا دونون پیرون کا ٹخنون سمیت اور امام زفر کے نزدیک کہنیان اور ٹخنے دھونا فرض نہین اور مختار روایت مین ہشام کی امام محمد سے وہ ہڈی ہے جو بیچ قدم مین ہے نزدیک گرہ تسمے جوتی کے لیکن صحیح یہ ہے کہ ہڈی اونچی ہے جسپر بیڑی کی ہڈی ختم ہوئی ہے چوتھے مسح کرنا چوتھائی سر کا فرض کیونکہ روایت کی مسلم اور طبرانی اور ابو داؤد اور بغوی نے مغیرہ بیٹے شعبہ سے تحقیق کہ وضو کیا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تو مسح کیا اوپر پیشانی اپنی کے اور اوپر عمامے اور موزون کے اور پیشانی آگے سے چوتھائی سر کے برابر ہوتی ہے اور روایت کی ابو داؤد اور حاکم نے انس سے کہا کہ دیکھا مینے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ وضو کرتے تھے اور اونکے سر پر عمامہ تھا پس لائے ہاتھ اپنا نیچے عمامے کے اور مسح کیا مقدم سر کو اور مقدم سر آگے سے چوتھائی سر کو کہتے ہین اور روایت کی ایسی ہی بیہقی نے عطا سے اور شافعی نے اور آگے سے چوتھائی سر کا مسح کرنا حضرت عثمان سے مروی ہے روایت کیا اسکو سعید بن منصور نے اور ابن عمر سے صحیح ہوا ہے کہ اکتفا کیا اونھون نے ساتھ مسح بعض سر کے روایت کیا اسکو ابن المنذر نے اور کسی صحابی سے انکار اسکا

صحت کو نہین پونہچایا مضمون فتح الباری مین ہی ص مگر امام شافعی کے نزدیک اگر ایک بال یا دو بال کا بھی مسح کرلے گا درست ہوجاویگا اور امام مالک کے نزدیک تمام سر کا مسح فرض ہی اور مسح چوتھائی داڑھی کا امام اعظم صاحب کے نزدیک فرض ہی اور امام ابو یوسف کے نزدیک تمام داڑھی کا مسح فرض ہی اور مشہور روایت مین امام ابو حنیفہ سے ساری داڑھی کا مسح فرض ہی اور یہی صحیح اور مختار ہی اور مسح کہتے ہین تر ہاتھ کو اوس عضو پر جسکا مسح کرنا ہی پونہچانا چاہیے نیا پانی برتن سے لے یا جو تری اعضاء کے دھونے سے باقی ہو اوس سے مسح کرے اور جو تری ہاتھ مین بعد مسح کرنے کے کسی عضو کے باقی رہے یا ہاتھ کو اعضای وضو سے تر کیا اور اوس سے مسح کیے جائز ہوگا اور ایسا ہی ہونے کے مسح مین اور اگر بعد مسح کے سر سے ہاتھ اوٹھا لیا تو دوبارہ مسح کرنا لازم نہ آویگا یا وضو کیا اور پھر ناخن کٹوالیے تو نئی جگہ کا پھر دھونا واجب نہین اور سنت وضو مین چوڈہ ہین پہلی دھونا ہاتھ کا بند دست تک ف کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب جاگے تم مین سے کوئی تو نہ ڈالے اپنا ہاتھ پانی مین جبتک اوسکو تین بار نہ دھولے اسواسطے کہ وہ نہین جانتا کہ کہان رہا ہاتھ اوسکا یعنی پاک جگہ یا ناپاک جگہ روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے ابو ہریرہ سے ص اور یہ دھونا بعض مشایخ کے نزدیک قبل استنجے کے ہی اور بعضون کے نزدیک بعد استنجے کے اور بعضون کے نزدیک قبل استنجے کے بھی ہی دھوے ف درمختار مین اسکو اختیار کیا ہی کہ قبل استنجے کے بھی دھوے اور بعد اوسکے بھی دھوے ص اور دھونے کا طریقہ یہ ہی کہ برتن کو پہلے بائین ہاتھ مین لیکر داہنا ہاتھ دھوے اور پھر داہنے مین لیکر بائین ہاتھ کو دھوے تین بار اگر برتن چھوٹا ہو اور اوٹھا سکے اور اگر برتن بڑا ہی کہ اوٹھانا اوسکا ممکن نہین تو کسی چھوٹے برتن سے پانی نکال کے دھوے جیسے کہ اوپر ذکر کیا اور اگر چھوٹا برتن نہو تو بائین ہاتھ کی انگلیون کو ملا کے اوپر تین ڈالے پھر داہنے ہاتھ سے پانی نکال کے داہنے ہاتھ پر ڈالے اور انگلیون کو آپس مین خوب ملے اسیطرح تین بار کرے پھر داہنے ہاتھ کو بھی اسی طرح ڈال کے پانی نکالے اور اس حدیث مین جو ہاتھ ڈالنے سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا وہ جب ہی کہ برتن چھوٹا ہو یا بڑا ہو اور اوسکے ساتھ چھوٹا برتن بھی ہو لیکن جبکہ برتن بڑا ہو اور اوسکے ساتھ چھوٹا برتن نہو تو منع یہ ہی کہ خوب ملنے کے ساتھ ہاتھ ڈالکے پانی کو نکالے یہ سب صورتین جب ہین کہ اوسکے ہاتھون مین نجاست نہو اور اگر نجاست ہو تو ہاتھون کو دھونا نجاست کے اسطرح کہ برتن اور پانی نجس نہو غرض یہی دوسری سنت شروع مین وضو کے اسکا نام لیا ف بایں طور بسم اللہ العظیم والحمد للہ علی دین الاسلام کہنا ایسا ہی ہی درمختار مین کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جب تو وضو مین ذکر خدا کا کریگا پاک ہوویگا تمام بدن اوسکا اور جو ذکر خدا کا نکریگا پاک نہوویگا مگر جتنا عضو وضو کا روایت کیا اسکو دارقطنی نے ابو ہریرہ سے اور ابو شیخ نے اور بیہقی نے اور دارقطنی نے نام محمد بن کاہی عبداللہ بن مسعود سے اور ضعیف کیا اوسکو اور روایت کیا ان دونون نے اوسکو ابن عباس سے اور ضعیف کیا اوسکو اور شیرازی نے بھی القاب مین مانند اسکے ابن مسعود سے کچھ زیادہ کرکے اور اوسکو بھی ضعیف کیا اہل حدیث نے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ وضو مین اوسکا جسنے نہ ذکر کیا نام اللہ کا اوسپر روایت کیا اسکو ترمذی اور ابن ماجہ اور احمد اور ابو داؤد نے ابو ہریرہ سے اور دارمی نے مانند اسکے اور صراوا سے یہ ہی کہ وضو اوسکا کامل نہین اور ہدایہ مین اسکو مستحب لکھا ہی اور اس باب مین روایت ہی چند صحابہ سے ص مسواک کرنا ف کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ مسواک کیا کرتے تھے اور فرمایا حضرت نے کہ اگر نہ شاق ہوتا میری امت پر

البتہ حکم کرتا ہین اونکو ساتھہ مسواک کے نزدیک ہر وضو کے روایت کیا اسکو نسائی اور ابن خزیمہ نے اور کہا حاکم نے کہ یہ حدیث صحیح ہی اور روایت کیا اسکو بخاری نے بغیر اسناد کے اور جب مسواک کرو تو اونگلی سے دانتون کو ملے اور یہ حدیث مین ثابت ہے کذا فی الہدایہ **ص** چوتھی تین بار کلی کرنا یا پانچون تین بار ناک مین پانی ڈالنا اور کلی کیواسطے تین بار جدا پانی لے اور پھر ناک مین ڈالنے کے واسطے تین بار جدا لے اور امام شافعی کے نزدیک کلی کرے اور ناک مین پانی ڈالے ایک ہی چلو سے پھر اسیطرح پھر اسیطرح تین بار **ف** دلیل ہماری یہ ہی کہ روایت کی ترمذی اور نسائی نے حضرت علی سے کہ انھون نے وضو کیا سو دھوئے دونون کف یہانتک کہ صاف کیا اونکو پھر کلی کی تین بار اور ناک مین پانی ڈالا تین بار آخر تک کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہی اور روایت کی ابوداؤد نے طلحہ کے دادا سے کہا کہ داخل ہوا مین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور آپ وضو کرتے تھے اور پانی بہتا تھا مونہ اور داڑھی اونکی سے پس دیکھا مینے اونکو کہ آپ جدا جدا کرتے تھے درمیان کلی اور ناک مین پانی ڈالنے کے اور روایت کیا اسکو طبرانی نے اور وضو کے باب مین بائیس صحابیون سے روایت کی گئی ہی اور وہ یہ ہین عبداللہ بیٹے زید کے روایت کی اسنے بخاری و مسلم و ابوداؤد و نسائی و ابن ماجہ نے اور عثمان نے روایت کی اسنے بخاری و مسلم نے اور ابن عباس نے روایت کی اسنے بخاری نے اور مغیرہ نے روایت کی اسنے بخاری نے اور حضرت علی نے روایت کی اسنے ابوداؤد و نسائی وغیرہما نے اور مقدام نے روایت کی اسنے ابوداؤد نے اور ابو مالک اشعری نے روایت کی اسنے عبدالرزاق اور احمد و ابن ابی شیبہ اور اسحق نے اور ابوبکرہ نے روایت کی اسنے بزار نے اور ابوہریرہ نے روایت کی اسنے احمد اور ابویعلی نے اور وائل بن حجر نے روایت کی اسنے ترمذی نے اور جبیر بن نفیر نے روایت کی اسنے ابن حبان نے اور ابوامامہ نے روایت کی اسنے احمد نے اور ابوکامل اور ربیع بیٹے معوذ کے روایت کی اسنے ابوداؤد نے اور عایشہ نے روایت کی اسنے دارقطنی نے اور عبداللہ بن انیس نے روایت کی اسنے طبرانی نے اور عبداللہ بن عمرو بن العاص نے روایت کی اسنے ابوداؤد نے اور باقی صحابیون کا تمام اور تفصیل فتح القدیر مین ہی **ص** چھٹی داڑھی کا خلال کرنا **ف** اسطرح کہ اونگلیون کو نیچے داڑھی کے کرکے باہر اوپر کو نکالے کیونکہ روایت کی ترمذی نے عثمان سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خلال کرتے تھے اپنی داڑھی کا اور کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہی اور کہا بخاری نے کہ یہ حدیث اصح ہی اس باب مین اور صحیح کیا اوسکو ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اور روایت کیا اوسکو ابن ماجہ نے اور یہ حدیث عثمان کی کہا احمد نے کہ صحیح ترین سب حدیثون کی اور ابن حزم نے اس حدیث کو ضعیف کیا اور کہا کہ اسناد مین اسکی اسرائیل ہی اور وہ قوی نہین اور ایک مقام مین کہا ہی کہ عامر بن شقیق بھی اوسکی اسناد مین ضعیف ہی اور یہ قول باطل ہی کیونکہ اسرائیل بیٹا یونس کا حجت پکڑی ہی اوسسے بخاری و مسلم نے اور باقی ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ غیرہم نے اور ثقہ کہا ہی اوسکو ابوحاتم نے کہ وہ ثقہ ہی اصحاب ابی اسحق سے اور توثیق کی اوسکی ایک جماعت نقادین حدیث نے مثل یحیی بن معین اور احمد بن حنبل کے اور احمد تعجب کرتے تھے اونکے حفظ اور یاد سے اور ابن حزم کو یہ دھوکا ہوا کہ امام احمد نے کہا ہی کہ روایت بیٹے اسرائیل کی اسرائیل سے انھون نے ابی اسحق سے اوسمین ضعف ہی اور اخیر عمر مین سنا ہی اور یہ حدیث تو اوسکے بیٹے کی روایت سے نہین تو حجت ہوگی اور عامر مرتبا شقیق کا کہا نسائی نے کہ کچھہ حرج نہین ساتھہ اوسکے اور روایت کی اوسسے چارون عالمون نے اور یحیی بن معین اور ابوحاتم نے ضعیف کیا اوسکو اور بخاری اور احمد اور حاکم نے صحیح کیا اس حدیث کو اور حاکم نے کہا کہ اسکے واسطے اور بھی شواہد ہین عمار کی حدیث سے اور انس سے اور عایشہ سے پھر ان سب کی حدیثین نقل کین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور خلال کیا اپنی داڑھی کا اور روایت کی ابوداؤد نے اس سے کہ جب حضرت نے وضو کیا

لیتے تھے ایک کف پانی اور لاتے تھے اوسکو نیچے ٹھوڑی اپنی کے اور خلال کرتے تھے داڑھی اپنی کا اور فرماتے تھے کہ ایسا ہی حکم کیا مجکو خدا نے اور اس حدیث کو روایت کیا حاکم نے بھی جیسا کہ آگے آویگا اور ابن حزم نے اسپر اعتراض کیا ہی کہ اسناد مین اسکی ولید بیاز روان کا مجہول ہی اور ایسا ہی کہا ابن القطان نے اور یہ تعلیل ضعیف ہی کیونکہ روایت کی ہی اس ولید سے جعفر بن برقان اور حجاج بن منہال اور بہت لوگون نے اور کسیطرح کی جرح اوسمین معلوم نہین ہوئی اور روایت کیا اس حدیث کو محمد بن یحیی ذہلی نے کتاب علل حدیث زہری مین کہا انھون نے حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خَالِدٍ الصَّغَارُ مِنْ اَصْلِهٖ وَكَانَ صَدُوْقًا ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ اَنَا الزُّبَيْدِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّاَ فَاَدْخَلَ اَصَابِعَهٗ تَحْتَ لِحْيَتِهٖ فَخَلَّلَهَا بِاَصَابِعِهٖ ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا اَمَرَنِيْ رَبِّيْ عَزَّ وَجَلَّ کہا ابن القیم نے شرح سنن ابوداود مین هٰذَا اِسْنَادٌ صَحِيْحٌ یعنی یہ سند صحیح ہی اور روایت کیا طبرانی نے معجم کبیر مین انس سے اس حدیث کو روایت ابی نعیم نے حلیہ مین سے انھون نے ثابت سے انھون نے انس سے اور ابو حفص ثقہ کہا اوسکو احمد نے اور توثیق کی اوسکی یحیی بن معین نے اور کہا عبد الصمد بن عبد الوارث نے کہ ثقہ ہی اور زیادہ ہی ثقہ سے اور یہ تین طریقے اس حدیث کے صحیح ہین اور تین طریقے اس حدیث کے ضعیف ہین پہلا طریقہ جو روایت ہی سنن ابن ماجہ مین حضرت انس سے کہ تھے حضرت جب وضو کرتے تو خلال کرتے اپنی داڑھی کا اور کہتے تھے انگلیون اپنی کو دو بار تو اسناد مین اس حدیث کی دارقطنی نے کہا کہ ابو المنذر ترک کردی گئی ہی حدیث اوسکی اور کہا نسائی نے کہ یزید رقاشی متروک ہی دوسرا طریقہ جو روایت کی ابن عدی نے ہاشم بن سعید سے انھون نے محمد بن زیاد سے انھون نے انس سے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخر حدیث تک پھر کہا ابن عدی نے کہ ہاشم اتنا کہ روایت کرتا ہی اوسکو نہین متابعت کیا جاویگا اوسپر تیسرا طریقہ جو روایت کی اوسکی نے اپنے سنن مین ابراہیم بن مہاجر سے انھون نے ابی حازم سے انھون نے انس سے جیسا کہ گذرا اور اس مین ابراہیم مجہول ہی اور روایت کی گئی حدیث ابن عباس کی روایت نافع سے کہا عقیلی نے کہ نہین روایت کیجاویگی اوسکے اوپر اور کہا ابو حاتم نے کہ حدیث اوسکی منکر ہی اور روایت کیا اس حدیث کو طبرانی نے اوسط مین اور روایت ہی ابن عمر سے ایسا ہی روایت کیا اسکو دارقطنی نے اور کہا سیوطی نے جامع صغیر مین کہ روایت کیا اسکو طبرانی نے بھی اوسط مین لیکن کہا دارقطنی نے کہ صحیح یہ ہی کہ یہ حدیث موقوف ہی عبد اللہ بن عمر پر اور روایت ہی ابو ایوب انصاری سے کہا انھون نے دیکھا مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ وضو کیا اور خلال کیا اپنی داڑھی کا روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور اسناد مین اوسکی ابو سورۃ راوی ضعیف ہی کہا ترمذی نے کتاب العلل مین کہ پوچھا مینے بخاری سے اس حدیث کو پس کہا کہ کچھ نہین لا شئ ہی سو مینے کہا کہ ابو سورۃ کا نام کیا ہی بخاری نے کہا کہ مین نہین جانتا وہ کیا کرتا ہی اوسکے پاس حدیثین منکر ہین اور کہا ترمذی نے اپنی جامع مین وَاَبُوْ سَوْرَةَ الرَّاوِيْ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيْثِ یعنی ابو سورۃ راوی ضعیف کیا جاتا ہی حدیث مین اور کبھی سماع ابو سورۃ کو ابو ایوب سے ثابت نہین کہا ابن الہمام نے وَهُوَ ضَعِيْفٌ اور کبھی روایت ہی ابی امامہ سے روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف مین حدیث ابی غالب سے انھون نے ابی امامہ سے اور ابو غالب ضعیف کیا اوسکو نسائی نے اور توثیق کی اوسکی دارقطنی نے اور کہا یحیی بن معین نے کہ وہ صالح الحدیث ہی اور صحیح کیا واسطے اوسکے ترمذی نے اور کہا سیوطی نے کہ روایت کیا اوسکو طبرانی نے ابی امامہ سے اور روایت کی ابن عدی نے جابر سے کہ وضو کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی بار سو دیکھا مینے اونکو کہ خلال کرتے تھے داڑھی اپنی کا ساتھ انگلیون کے مانند دندانون کنگھی کے اور اسناد مین اوسکی

فا الضعف بوجوہ

فا الضعف ایضا

فا فا فا فا

فا ابو سورۃ

فا ابو غالب

احزم منبا غیاث نیشاپوری کا متروک ہی کہا ابن القیم نے شرح ابو داؤد مین وحدیث جابر ضعیف جدا یعنی حدیث جابر کی
بہت ضعیف ہی اور روایت کی ابن عدی نے یا سین الزیات سے انھون نے یحیی بن خراش سے انھون نے جریر سے جو حجابی ہین
اور یا سین ترک کردی گئی ہی حدیث اوسکی ترک کیا اوسکو نسائی نے اور جماعت نے اور عایشہ کی حدیث اسی باب مین مروی ہی
مسند امام احمد مین اور وہ بھی ضعیف ہی اور بھی روایت کی طبرانی نے ابو الدرداء اور ام سلمہ اور ابن ابی اوفی سے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم جب وضو کرتے تھے خلال کرتے داڑھی اپنی کا اور یہ سب حدیثین ضعیف ہین اور روایت کی بزار نے ابو بکرہ سے
کہ آنحضرت نے وضو کیا اور خلال کیا اور بھی جو روایت کی ابن ابی شیبہ نے مصنف مین انس سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ آئے میرے پاس جبرئیل علیہ السلام سو کہا کہ ای محمد خلال کر داڑھی اپنی کا اور اسناد مین اوسکی ہیثم راوی ضعیف
ہی اور روایت ہی عمار سے کہا انھون نے دیکھا مینے حضرت کو کہ خلال کرتے تھے اپنی داڑھی کا روایت کیا اسکو ترمذی
اور حاکم اور ابن ماجہ نے اور ایسی ہی روایت کی طبرانی نے عبد الرزاق سے انھون نے ابن عیینہ سے انھون نے عبد الکریم سے
انھون نے حسان بن بلال سے کہ عمار نے وضو کیا سو خلال کیا اپنی داڑھی کا سو کہا گیا کہ کیا یہ فعل کہا انھون نے کہ دیکھا مینے
حضرت کو کہ خلال کرتے تھے اپنی داڑھی کا اور ابن حزم نے کہا کہ حسان راوی اسکا مجہول ہی اور یہ قول باطل ہی کیونکہ حسان
سے بہت لوگون نے روایت کی ہی کہا علی بن المدینی نے وہ ثقہ تھا اور کسی نے اوسکو ضعیف نہین کیا اور لیکن عبد الکریم ضعیف
ہی اور اوسنے حسان سے نہین سنا اس حدیث کو ایسا ہی کہا ابن حزم نے اور ذکر کیا حافظ ابن حجر نے نحاس سے مانند اسکے اور کہا
امام احمد نے کہ نہین ثابت ہی یہ خلال کرنے داڑھی کے کوئی حدیث اور روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے قتادہ سے انھون نے حسان سے
اس حدیث کو اور یہ حدیث صحیح ہی جیسا کہ کہا ابن ماجہ نے سنن مین وحدثنا ابن ابی عمر ثنا سفیان عن منصور عن
ابی معشر عن سعید المقبری عن عایشۃ قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعجبہ التیمن فی تنعلہ وترجلہ وطہورہ وفی شانہ کلہ
اسکی صحیح ہونے پر کہ میرے والد اعلم اور روایت کی ابو معمر نے بخاری سے انھون نے سفینہ آنحضرت عمر بن ابی ذر سے انھون
نے موسی بن مروان عمی سے انھون نے اوسکے چچا عبد اللہ سے انھون نے عایشہ سے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب وضو کرتے خلال کرتے
اپنی داڑھی کا اور یہ حدیث مسند امام احمد مین مروی ہی جیسا کہ اوپر گذرا **ف** تنبیہ خلال کرنا داہنے ہاتھون کی انگلیون کا
انھون خلال دونون پیرون کی انگلیون کا کرنا **ف** اسطرح کہ باین ہاتھ کی چھنگلیا کے ساتھ داہنے پاؤن کی چھنگلیا سے شروع کرے
اور باین پیر کی چھنگلیا پر ختم کرے کیونکہ روایت کی ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ اور نسائی نے لقیط بن صبرۃ سے کہ فرمایا حضرت
نے جب وضو کرے تو تو کامل کر اسباغ وضو اور خلال کر انگلیون کا اور مبالغہ کر ناک کے اندر پانی پہنچانے مین اگر روزہ دار نہ ہو تو
کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن صحیح ہی اور باب مین جو حدیث ابی ہی کہ فرمایا حضرت نے کہ خلال کرو انگلیون کو تا کہ خلال
کرے آگ چھنگلیا کے درمیان اوسکے سو اس حدیث کو دارقطنی نے روایت کیا ہی لین یہ حدیث جیسا کہ اوپر گذرا ہی
ہو ابن حبان نے روایت کی البتہ ترمذی اور ابن ماجہ نے اور مستدرک مین ہی شاہد روایت کی البتہ ترمذی نے اور حاکم اور ابن
السکن نے **ص** تنبیہ تین بار ہر عضو کو تین بار دھونا **ف** کیونکہ روایت کی نسائی و ابن خزیمہ نے کہ ایک گنوار نے حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے طریق وضو کا پوچھا پس دکھلایا اوسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور دھویا ہر عضو کو تین تین بار اور فرمایا

کہ ایسا ہی وضو اور جسنے کہ زیادہ کیا اور برا اسکے بُرا کیا اور جو اور ظلم کیا اور روایت کی ابو نعیم بن حماد نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو وضو ایکبار یا دو بار یا تین بار پس اگر کم کیا اس سے یا زیادہ کیا تین بار دھونے پر سو اوسنے خطا کی اور سند اسکی صحیح ہی ایسا ہی سو اہب اللدنیہ مین اور اسکے سوا بہت سی حدیثین ہر عضو کے تین بار دھونے مین آئی ہین اور ہدایے مین جو اس مقام پر حدیث لکھی ہی تو وہ پانی نہین کچھ مکرر اور سکا دارقطنی نے ابن عمرؓ سے روایت کیا ہی اور ابن ماجہ نے ابی بن کعبؓ سے اور دونون سندین ضعیف ہین ص ۷۰ سو مین سارے سر کا مسح کرنا ایکبار اور امام شافعی کے نزدیک تین بار مارے سر کا مسح سنت ہی اور جامع ترمذی مین حضرت علیؓ سے روایت ہی کہ انھون نے وضو کیا پس دھویا اعضاے وضو کو تین بار اور مسح سر کا ایکبار کیا اور کہا ایسا ہی تھا وضو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ف اس حدیث کو ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہی لیکن یہ حدیث ضعیف ہی اور ایسا ہی کہا ابن الہمام نے اور بخاری اور مسلم کی صحیح حدیثین اس بات پر دلالت کرتی ہین کہ مسح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایکبار کرتے تھے اور سنن السعادت مین ہی کہ حضرت مسح کی تکرار کبھی نہین کرتے تھے اور ایک حدیث مین تکرار مسح کی آئی ہی لیکن وہ حدیث ضعیف ہی انتہی اور ہدایہ مین ہی کہا ہی کہ حضرت علیؓ نے وضو کیا تین تین بار اور مسح کیا سر کا ایکبار اور کہا کہ یہ ہی وضو حضرت کا سو یہ حدیث بھی ایسے کہا کہ شیخ نہین پائی اور بعض لوگون نے کہا ہی کہ طبرانی نے اسکو روایت کیا ہی اور معجم طبرانی مین اس حدیث کا کہین نشان نہین ایسا ہی کہا زیلعی نے اور یہ غلط ہی کیونکہ یہ حدیث معجم اوسط طبرانی مین موجود ہی مسند ابراہیم نخعی سے ص گیارھوین دونون کانون کا مسح کرنا سر کے مسح کے پانی سے ف یعنی جو تری ہاتھون مین مسح سر سے باقی ہو اوسی سے دونون کانون کا مسح کرے اور نیا پانی نہ لیوے کیونکہ روایت کی ابن ماجہ اور دارقطنی نے ساتھ سند صحیح کے حضرت عبد اللہ بن زید اور ابن عباسؓ سے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ دونون کان سر مین سے ہین یعنی سر مین داخل ہون اور جب سر مین داخل ہوئے تو سر ہی پر جس پانی سے مسح کیا ہو اوسی پانی سے کانون کا بھی مسح کیا سو اور وجہ سے اور بعض نسائی مین روایت ہی عبد اللہ صنابحی سے کہ فرمایا حضرتؐ نے کہ جب وضو کرتا ہی بندہ تو جس بار آتے ہین خطائین کلی کرنے کے ساتھ اور ناک کے موہنے سے اور ناک مین پانی ڈالنے سے ناک سے اور موہنہ دھونے سے موہنے سے یہانتک کہ پلکون کے نیچے سے بھی اور ہاتھ دھونے سے ہاتھ کے یہانتک کہ ناخنون کے نیچے سے بھی اور مسح سر سے یہانتک کہ کانون سے بھی اور اس حدیث مین اشارہ ہی کہ کان بھی سر مین داخل ہین اور یہ حدیث نہایت صحیح ہی اور پہلی حدیث کو ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہی اور یہ حدیث ضعیف ہی کیونکہ اسناد مین اسکی شہر بن حوشب کا ہی اور ضعیف کہا ہی اسکو بعض لوگون نے اور ثقہ کہا ہی اسکو اکثر لوگون نے ص اور امام شافعی کے نزدیک کانون کے مسح کے واسطے پانی لیوے یعنی ۷۱ تازہ پانی سے کانون کا مسح کرے وضو کی شروع کرنے کے وقت ف یعنی قصد کرنا اس بات کا کہ مین وضو کرتا ہون واسطے رفع حدث کے اور بیٹھنے نماز کے یا چھونے مصحف کے وغیر ہا کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ یعنی سوا اسکے نہین کہ ثواب عملون کا ساتھ نیت کے ہی روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے حضرت عمرؓ سے ص تیرھوین ترتیب سے کرنا وضو کا اسطرح پر کہ پہلے موند کو دھوے پھر ہاتھ کو واسطے داہنے تک ف کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ ایسا ہی کیا ہی ص اور امام شافعی کے نزدیک نیت اور ترتیب دونون فرض ہین چودھوین ۷۲ پے در پے دھونا اعضاے وضو کا یعنی نہ سوکھے عضو وضو کا اگلے عضو کے دھونے تک اور امام مالک کے نزدیک فرض ہی اور ان سب کے سنت ہونے پر ہمیشگی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حجت ہی

اور مستحب وضو مین دو چیزین ہین پہلی شروع کرنا دھونے مین اعضا کے داہنی طرف سے اور اسکا نام تیامن ہی **ف** مثلاً پہلے داہنا ہاتھ دھوے پھر بایان ہاتھ اسی طرح کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ دوست رکھتا ہی تیامن کو ہر شی مین یہانتک کہ وضو مین اور جوتا پہننے مین اور کنگھی کرنے مین اور سب کامون مین روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم اور ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت عائشہ سے اور روایت کی ابوداؤد اور ابن ماجہ اور ابن خزیمہ اور ابن حبان نے کہ فرمایا حضرت نے جب وضو کرو تم سو شروع کرو ساتھ داہنی طرف کے اور فتح القدیر مین ہی کہ یہ سنتون مین داخل ہی **ص** دوسری گردن کا مسح کرنا کیونکہ حضرت نے مسح کیا ہی گردن پر **ف** دونون ہاتھون کی انگلیون کی پیٹھ سے کذا فی فتح القدیر کیونکہ روایت کی ترمذی نے اہل بیت سے کہ حضرت نے مسح کیا سر کا چہرہ کیا کانون کا تین بار بظاہر گردن کا تین بار اور حدیث ضعیف طریق آخر مروی ہی تو حسن ہوئی پس مسح گردن کا مستحب ٹھہرا

فصل بیان مین ان چیزون کے جو وضو کو باطل کرتی ہین

جو چیز وضو کو توڑتی ہی اوسکو ناقض وضو کہتے ہین اور ناقض وضو کے آٹھ چیزین ہین **ص** پہلی نکلنا کسی چیز کا پیشاب یا پاخانہ سے برابر ہی کہ وہ چیز معتاد ہو **ف** یعنی اوسکے نکلنے کی عادت ہو پیچھے سے یا آگے سے **ص** یا غیر معتاد **ف** یعنی اوسکے نکلنے کی عادت نہو **ص** جیسے کیڑا یا پتھر یا لوہا وغیرہ کہ نکلے **ف** اسمین اختلاف مشایخ کا ہی درختار مین اسکو اختیار کیا ہی کہ سب صورتون مین وضو جاتا رہتا ہی اور صحیح یہ ہی کہ وضو جاتا رہتا ہی جبکہ نکلنا ہو [illegible] وضو جاتا رہتا ہی جبکہ نکلنا ہو [illegible] اور آیت دلالت کرتی ہی [illegible] کا مذہب یہی ہی کہ غیر معتاد سے نہین ٹوٹتا لیکن ہمارے [illegible] مسلم ابوداؤد وغیرہ نے عایشہ سے بیچ استحاضہ کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا فاطمہ بنت ابی حبیش کو کہ وضو کرے ہر نماز کے اور جو بہ روایت ابن ماجہ کے اور بیہقی اور دارقطنی مین ہی کہ فرمایا حضرت نے وضو کرو ہر جو نکلے اور نہین ہوا اوس سے جو داخل ہو جاوے سو یہ حدیث ضعیف ہی اور اس مین اوسکی دلیل ضعیف ہی تو مرجع ہمارے مین جو حدیث ثابت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہ پیچھے لگے کہ حدث کیا ہی اور فرمایا جاتے لگے یا پیچھے سے یعنی خلاف ہوا اوسکے خروج کا اور نہین معلوم ہوا **ص** دوسری نکلنا کسی چیز کا اگر نجس ہو سوا ان دو موضعون کے مانند جن کے اور جیسے کہ جب بہ آوے اوس جگہ تک جہان سے دھونا وضو مجلس مین واجب ہی **ف** کیونکہ روایت کی بجائی اور طحاوی نے کہا کہ آئین فاطمہ بنت ابی حبیش کی طرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پس کہا کہ مین مستحاضہ ہوتی ہون اور نہین پاک ہوتی ہون سو کیا ترک کیا چھوڑ دون مین نماز کو فرمایا حضرت نے نہین اور یہ ایک رگ ہی اور حیض نہین پس جب حیض آوے تو چھوڑ دے نماز کو اور جب اون دنون کے ختم ہون پس دھو تو اپنے سے خون کو اور نماز پڑھ اور وضو کر واسطے ہر نماز کے سب کے آوے وقت تو حضرت نے دیکھو خون نکلنے سے وضو کا حکم کیا لیکن اس جگہ کوئی نہ کہہ سکتا ہی کہ یہ حضرت نے اسواسطے حکم فرمایا تھا کہ وہ قبل سے نکلتا تھا اور ما سوا اون دو جگہون کے جو نکلنا اوسکی تایید مین یہ حدیث نہین تو جواب اوسکا یہ ہی کہ اول تو نیا اس کیا ہمنے اور جگہ سے خون کو اس

خون پر اور اگر نہ انو تو دلیل لاتے ہین ہم ساتھ اوسکے جو روایت کی امام مالک نے موطا مین ساتھ سند صحیح کے عبداللہ بن عمرؓ سے کہ اونکی نکسیر پھوٹتی تھی تو وہ پھرتے تھے اور وضو کرتے تھے پھر نماز پڑھتے تھے اوس نماز پر جو پڑھی تھی اور ایسی ہی روایت ہی علیؓ اور ابی بکر اور سلمان اور ابن عباسؓ سے اور ایسی ہی روایت کی مالک نے سعید بن المسیب سے اور حدیثین جتنی اس باب مین آئی ہین سب ضعیف ہین آور وہ جو حدیث ہدایہ مین لکھی ہی کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ وضو ہر خون بہنے والے سے ہی سو روایت کیا ہی اسکو دارقطنی اور ابن عدی نے اور دونون کی سند مین ضعیف ہین آور دوسری حدیث جو ہدایہ مین لکھی ہی کہ فرمایا حضرتؐ نے جو شخص قی کرے یا نکسیر پھوٹے نماز مین اوسکی پس چاہیئے کہ پھرے اور بنا کرے اپنی نماز پر بیشک کہ بات کرے اسکو ابن ماجہ نے عایشہؓ سے روایت کیا ہی اور یہ بھی حدیث ضعیف ہی اور دارقطنی نے روایت کیا اوسکو اور ضعیف کہا اوسکو اور عبدالرزاق نے مصنف مین مانند اسکے روایت کی حضرت علیؓ سے اور وہ بھی ضعیف ہی کیونکہ اسناد مین اوسکی حارث ہی کہ شعبی نے کہا کہ وہ کذاب ہی **ص** اور امام شافعی کے نزدیک چار درہمون کے سوا اور جگہ سے نکلے اوس سے وضو نہین ٹوٹتا **ف** اور یہی مذہب امام مالک کا ہی اور امام احمد کا مذہب یہ ہی کہ اگر تھوڑا ہو تو نہین ٹوٹتا اور بہت سا ہو تو ٹوٹ جاوے گا امام شافعی کی طرف سے کہتے ہین روایت ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قی کی اور وضو نہ کیا اور یہی حدیث ہدایہ مین لکھی ہی **ف** یہ ہی کہ اس حدیث کا پتا نہین کہ کس کتاب مین ہی اور کہتے ہین کہ روایت ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگائے اور وضو نہ کیا اس سے معلوم ہوا کہ خون نکلنے سے وضو نہین جاتا جواب یہ ہی کہ اس حدیث کو دارقطنی اور بیہقی نے انس سے روایت کیا ہی اور اوسکی اسناد مین ہوا بیٹا مقاتل کا ضعیف ہی دارقطنی نے کہا نون مین اور کہا ابوحاتم نے کہ ضعیف ہی اور امام احمد کی دلیل یہ ہی کہ فرمایا حضرتؐ نے نہین ہی ایک نظر سے اوپر خون مین یعنی تھوڑا سا ہوتا ہوا اس سے معلوم ہوا کہ تھوڑے خون نکلنے سے وضو نہین جواب یہ ہی کہ روایت کیا اوسکو دارقطنی نے ابی ہریرہؓ سے اور یہ حدیث ضعیف ہی کیونکہ اسناد مین اوسکی محمد بیٹا فضل بیٹا عطیہ کا ہی کہا احمد اور یحییٰ اور ابن حبان نے کہ وہ کذاب ہی اور یہ جو حدیث ہدایہ مین لکھی ہی اَلْقَلَسُ حَدَثٌ یعنی قی حدث ہی تو روایت کیا اوسکو دارقطنی نے دو طریقون سے اور دونون طریقے ضعیف ہین تو اب ہونا چاہیئے کہ اس باب مین حدیث عبداللہ بیٹے عمرؓ کی جو ابوبکر کی ذکر کی وہی حدیث صحیح ہی اور بھی امام شافعی کی طرف سے دلیل لاتے ہین کہ روایت ہی سعید بن المسیب سے جو بڑے تابعین مین سے ہین کہ نکسیر پھوٹتی تھی اونکی یہانتک کہ رنگین ہو جاتی تھین انگلیان اونکی خون سے اور وہ نماز پڑھتے تھے اور وضو نہین کرتے تھے اور جواب اوسکا یہ ہی کہ اسکو روایت کیا مالک نے موطا مین اور امام مالک نے ایک روایت اسکے خلاف سعید بن المسیب سے نقل کی ہی اور جب دونون متعارض ہوئین تو احتیاط جسمین ہو اوسپر عمل کرنا چاہیئے اور احتیاط اسمین ہی کہ وضو کرے **ص** تو اگر نہ بہے بلکہ اپنے مقام پر جم جاوے تو وضو نہ ٹوٹے گا اور امام زفر کے نزدیک ٹوٹ جاویگا **ف** ہمارے نزدیک اسواسطے وضو نہین ٹوٹیگا کہ خون نکلنے مین یہ بھی شرط ہی کہ بہتا ہوا ہو اور نجس ہو اور یہ خون نجس نہین **ص** اور اگر زخم کو دبایا اور اوس سے خون نکلا اور تجاوز کر گیا اور اگر نہ نچوڑتا تو تجاوز نکرتا تو وضو نہ ٹوٹیگا اور اگر کسی چیز کو دانت سے کاٹا اور اثر خون کا دیکھا یا خلال کیا اور اوس پر خون ظاہر ہوا یا ناک مین انگلی کی اور انگلی پر خون دیکھا یا ناک جھاڑی اور اوسمین سے خون جما ہوا مثل دانے مسور کے نکلا ان سب صورتون مین وضو نہ ٹوٹیگا **ف** اسواسطے کہ بہتا ہوا نہین ہی اور نجس بھی خون ہی

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا یا خون بہتا ہوا **اص** اور امام زفر کے نزدیک ٹوٹ جاویگا اور اسی طرح اگر سوئی پیشانی سے اور خون اپنے مقام تک چڑھ آیا لیکن بہا نہیں وضو نہ ٹوٹے گا اور اگر بہا تو ٹوٹ جاویگا کیونکہ نجس وہی خون ہے جو بہتا ہوا ہی اور اسی طرح اگر آنکھ کے اندر آبلہ ہوا اور اوپر سے پوست اتارا جاوے اور نہ نکلے مگر آنکھ کے اندر رہے وضو نہ ٹوٹے گا اور اگر باہر نکل آوے تو ٹوٹ جاویگا اسواسطے کہ جو اندر آنکھ کے ہی اوسکا پاک کرنا یا دھونا غسل اور وضو میں واجب نہیں اور اگر فصد لی اور نکلا بہت سا خون لیکن زخم کی جگہ نہ بہری تو وضو ٹوٹ جاویگا ہمارے نزدیک **قس** اگر خون تھوک کے برابر ہو اسطرح پر کہ تھوک سرخ ہو جاوے اور اگر تھوک خون سے زیادہ ہو اور تھوک زرد ہو جاوے وضو نہ ٹوٹیگا چوتھی قی یا کھانا یا خون بندھا ہوا ہو اور منہ بھر کے ہو اور اگر بلغم اوترے یا پیٹ سے چوتھے وضو نہیں ٹوٹتا اور ابو یوسف کے نزدیک اگر پیٹ سے چڑھے اور منہ بھر کے ہو وضو ٹوٹ جاویگا لیکن اگر سر سے اوترے تو اوسکے نزدیک بھی نہ ٹوٹیگا **ش** وضو قی سے اسواسطے ٹوٹ جاتا ہی کہ روایت کی ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی نے ساتھ سند صحیح کے ابی الدرداء سے تحقیق آنحضرت نے قی کی پس وضو کیا معدان کہتے ہیں کہ میں ملا ثوبان سے مسجد دمشق میں سو میں نے اوسے یہ ذکر کیا کہا اوسنے سچ کہا ابو الدرداء نے میں نے باقی حضرت کے وضو کا ڈالا انکا کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث صحیح ترین حدیثوں کی ہے اصل ہے اور امام شافعی اور مالک کے نزدیک قی سے وضو لازم نہیں جیسا کہ گذرا دلیل لاتے ہیں کہ روایت ہے ثوبان سے تحقیق حضرت نے قی کی پس بات منگوایا پھر وضو کیا تو میں نے کہا کہ اور سوا اس کے کیا فرض ہوا وضو سے فرمایا اگر فرض ہوتا تو اوسکو قرآن میں تو اترے سے معلوم ہوا کہ قی کرنے سے وضو واجب نہیں بلکہ اگر وضو کیا تو مستحب ہوا اور اسکی تائید ہوتی ہے اس حدیث کو دار قطنی نے روایت کیا ہی اور اوسکی اسناد میں عتبہ ہی یا عتبہ ہی اور حدیث اوسکی ترک کرنے کی کہی ہے اور بیہقی نے روایت کیا ہی طرف نسبت حدیث کی ابو الدرداء سے اسواسطے وضو نہیں ٹوٹتا کہ وہ مانند تھوک رغیرہ کے ہی **ص** پر شیدہ نسبت کہ اگر تھوک خون کی قی کی ایسی کہ اگر جمع کیجاوے تو منہ بھر کے ہو تو سو اسمیں امام ابو یوسف کا مذہب ہی کہ اگر ایک مجلس میں ہو تو وضو ٹوٹ جاویگا اور امام محمد کے نزدیک اگر ایک مجلس سے ہو گا ٹوٹ جاویگا اور اسکی چار صورتیں ہیں اگر مجلس اور قی دونوں ایک ہوں تو امام ابو یوسف اور امام محمد دونوں کے نزدیک ٹوٹ جاویگا اور اگر مجلس اور قی دونوں مختلف ہوں کسی کے نزدیک نہ ٹوٹیگا اور مجلس ایک ہو اور قی بدل جاوے امام ابو یوسف کے نزدیک ٹوٹ جاویگا اور امام محمد کے نزدیک نہ ٹوٹیگا اور قی ایک ہو اور مجلس بدل جاوے امام محمد کے نزدیک ٹوٹ جاویگا اور امام ابو یوسف کے نزدیک نہ ٹوٹیگا اور جو چیز ایسی ہی کہ اوسکے نکلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا وہ چیز نجس بھی نہیں ہی تو خون جبکہ مقام زخم سے جدا نہ ہو پاک ہی اور اسیطرح تھوڑی سی قی بھی اور ایک روایت میں امام محمد کی نجس ہی کیونکہ نجاست میں کچھ اثر نہیں اور دلیل ہماری قول اللہ تعالیٰ کا ہی قُلْ لَّآ اَجِدُ فِیْ مَآ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا عَلٰی طَاعِمٍ یَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ یَّكُوْنَ مَیْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا الآیۃ ترجمہ کہدو تم اے محمد کہ نہیں پاتا میں اوس میں کہ بھیجا گیا طرف میری حرام کسی کھانیوالے پر کہ کھاوے اوسکو مگر یہ کہ ہو مردہ یا خون مسفوح یعنی جاری بہتا گیا تو اس سے معلوم ہوا کہ جو خون مسفوح نہیں حرام نہیں تو نجس نہوگا اور خون جو مقام زخم سے نہیں بہا تو نجس بھی نہوگا پانچویں پہلو یا بیٹھ پر ہونا چھٹی اس طرح پر ہونا کہ سر نیاد دونوں زانو پر رکھے یا دونوں ہاتھوں پر رکھے یا ایک سرین پر ستا ہوا اسطرح پر کہ مقعد اوسکی زمین سے جدا ہو تمکن سے نہ کسی چیز پر تکیہ کرکے کہ اگر وہ چیز ہٹا لیجاوے تو سونے والا

کہ پڑے اول کو اضطجاع کہتے ہین اور دوسرے کو احتبا کہتے ہین اور تیسرے کو استناد ف کیونکہ روایت کی عبداللہ بن احمد نے
ابن عباس سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین ہی وضو اوسپر جو سویا سجدے مین یہانتک کہ مضطجع لیٹے کیونکہ جب لیٹتا ہی
مضطجع سست ہوجاتے ہین جوڑ اوسکے اور روایت کیا اسکو ابوداؤد اور ترمذی نے اور اوسمین ہی کہ نہین وضو ہی اوسپر جو سوجاتے
بیٹھا ہوا اور روایت کیا اسکو بیہقی نے اور اوسمین ہی کہ نہین واجب ہی وضو اوسپر جو سوجاوے بیٹھے یا کھڑے یا سجدے مین اور
امام شافعی کے نزدیک اگر کھڑا بھی سوجاوے تو ٹوٹ جاویگا اور امام مالک کے نزدیک اگر سجدے یا رکوع مین سوجاوے تو
بھی ٹوٹ جاوے گا اور امام احمد کے نزدیک جس ہیئت پر سوجاوے دیر تک وضو ٹوٹ جاویگا اور ہماری دلیل یہی حدیث
ہی اور بعض شافعیہ نے اس حدیث کو ضعیف کیا ہی اور کہا ہی کہ اسناد مین اسکی یزید بیٹا ابی خالد دالانی کا ہی ابن حبان نے کہا کہ بہت
غلطا کرتا ہی اور اسطرح اور لوگون نے جواب اوسکا یہ ہی کہ صحیح جوزہبی نے کہا ہی کہ حدیث اوسکی حسن ہی اور کہا احمد نے کہ نہین حرج ہی
حدیث اوسکی کے اور نہین کلام کیا اس حدیث مین ترمذی نے کچھ اور روایت کیا اسکو ابن عدی نے عبداللہ بن عمرو بن العاص سے
کہ فرمایا حضرت نے نہین ہی وضو اوس شخص پر جو سوجاوے کھڑا یا بیٹھا یہانتک کہ سوئے پہلو پر اور روایت ہی حذیفہ سے کہ مین مسجد
مین بیٹھا ہوا سو رہا تھا کہ یکایک ایک شخص نے مجکو پیچھے سے پکڑا تو مینے دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہین پس کہا مینے یا رسول اللہ
آیا وضو واجب ہوا میرے اوپر فرمایا نہین یہانتک کہ رکھے تو پہلو اپنے زمین پر روایت کیا اسکو ابن عدی نے اور یہ حدیث
ضعیف ہی کیونکہ اسناد مین اسکی یحیی بیٹا کثیر کا سقا ضعیف ہی اور اگر پہلو پر لیٹا یا لگیہ لگا کے سب کے نزدیک وضو ٹوٹ جاویگا
کیونکہ حضرت نے فرمایا لیکن وضو ٹوٹتا ہی پچھلے اور پیشاب اور سونے سے روایت کیا اوسکو ابن خزیمہ نے اور صحیح کیا اوسکو اور
ترمذی نے صفوان بیٹے عسال سے اور روایت کی ترمذی نے حضرت انس سے کہا انھون نے کہ تھے اصحاب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے سوتے تھے یعنی بیٹھے بیٹھے پھر کھڑے ہوتے تھے اور نماز پڑھتے تھے اور وضو نہین کرتے تھے کہا ترمذی نے
یہ حدیث حسن صحیح ہی اور یہی قول ہی عبداللہ بن مبارک اور سفیان ثوری اور احمد کا ص اور ان تین طرح کے سونے سے کہ
وضو نہین جاتا خواہ کھڑا یا بیٹھے یا رکوع یا ساجد ف کیونکہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹھے سوتے تھے اور وضو
نہین کرتے تھے اور نماز پڑھتے تھے جیسا کہ گذرا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نہین ہی وضو اوسپر جو سوجاوے
کھڑا یا بیٹھا یہانتک کہ سوئے پہلو پر روایت کیا اسکو ابن عدی نے جیسا کہ گذرا اگر کوئی کہے کہ روایت کی ہزار نے بسند صحیح
کہ تھے اصحاب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتظار کرتے تھے نماز کا پس رکھتے تھے پہلو اپنے زمین پر سو بعض اونمین سے
سوجاتے تھے اور وضو نہین کرتے تھے پھر نماز پڑھتے تھے جواب اسکا یہ ہی کہ مراد اس سونے سے اونگھ ہی اور نہین تو مخالفت ہوگی
اون حدیثون کی جو اوپر گذرین اور تمسکات ائمہ اربعہ کے مطابق نہین اس روایت کے اور اگر کوئی کہے کہ روایت کی بخاری اور مسلم نے ابن
عباس سے کہ مین سویا نزدیک اپنی خالہ میمونہ کے پس کھڑے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم رات کو آخر حدیث تک کہ پھر سوئے اور لیٹے اور پھر آئے
بلال سو نبردی اونکو نماز کی تو کھڑے ہوئے آپ اور نماز پڑھی اور وضو نہ کیا اس سے معلوم ہوتا ہی کہ اگر لیٹکے سوئے تب بھی وضو نہین جاتا جواب یہ
ہی کہ یہ حضرت کی خصوصیات مین سے تھا چنانچہ ایک روایت مین آیا ہی تَنَامُ عَيْنَايَ وَلَا يَنَامُ قَلْبِيْ یعنی سوتی ہین میری دونون آنکھین
اور نہین سوتا ہی دل میرا تو یہ اور کسیکے واسطے نہین ہوسکتا غرضکہ اس باب مین امام ابوحنیفہ کا مذہب بہت صحیح ہی ص آٹھوین

بیہوشی نوین جنون اور بیہوشی مین مستی بھی داخل ہی کہ چلنے مین پیر اوسکا لغزش کرے ف ان چیزون سے اسواسطے وضو جاتا رہتا ہی کہ جب سونے سے وضو جاتا رہا غفلت کے سبب سے تو اسمین بھی سونے سے زیادہ غفلت ہوتی ہی ص گیارھوین قہقہہ نماز پڑھنے والے بالغ کا اوس نماز مین جس مین رکوع اور سجدہ ہی ف کیونکہ روایت کی دار قطنی نے بیچ قصے اندھے کے کہ فرمایا حضرت نے جسنے تم مین سے قہقہہ کیا تو چاہیے کہ اعادہ کرے وضو اور نماز کا یہ حدیث معبد خزاعی جو صحابی ہین اون سے مروی ہی اور انکے راویون مین امام ابو حنیفہ بھی ہین ابن الجوزی نے وہم کیا جو کہا انھون نے کہ وہم کیا اوسمین ابو حنیفہ نے اور روایت کی امام ابو حنیفہ نے معبد بن ابی معبد خزاعی سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایکدن نماز مین تھے یکایک ایک اندھا آیا ارادہ کرتا تھا نماز کا پس گر پڑا کنوین مین اور ہنسی آئی قوم کو یعنی اون لوگون کو جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے پس قہقہہ کیا انھون نے تو جسوقت فارغ ہوے آپ نماز سے فرمایا کہ جس کسی نے تم مین سے قہقہہ کیا ہو تو وہ اعادہ کرے وضو کا اور نماز کا اس حدیث پر بعض لوگون نے اعتراض کیا ہی کہ معبد تابعی ہین نہ صحابی جواب یہ ہی کہ معبد جو تابعی ہین وہ اور ہین بصرہ کے رہنے والے جنکی اور یہ معبد خزاعی ہین اور یہ صحابی ہین اور ایسا ہی صحیح ہی اور اگر مرسل ہو ابی العالیہ پر جو بڑے تابعی ہین تو بھی صحیح ہے کیونکہ مرسل صحابی کے نزدیک حجت ہی جیسا کہ کہا اکثر محدثین نے کہ یہ حدیث مرسل ہی صحیح ہی اور روایت کیا اس حدیث کو ابن عدی نے ابن عمر سے کہ فرمایا حضرت نے جو کوئی ہنسے نماز مین پس چاہیے کہ اعادہ کرے وضو اور نماز کا اگر کوئی کہے کہ اسناد مین اسکی بقیہ بن ولید ہی اور وہ ضعیف ہی تو جواب اوسکا یہ ہی کہ بقیہ کی روایت اگر مشہور شخصون سے حدیث نقل کرکے ہو تو مقبول ہی اور مسلم نے اوس سے روایت کی ہی متابعۃً تو اب حدیث مین کسیطرح کا خلل نہین امام شافعی کہتے ہین کہ روایت ہی جابر سے کہ فرمایا حضرت نے جسنے قہقہہ کیا نماز مین تو وہ نہین توڑتی ہی نماز کو اور نہین توڑتی ہی وضو کو تو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قہقہے سے وضو نہین ٹوٹتا جواب یہ ہی کہ اسکی اسناد مین عبد الرحمن بیٹا اسحق کا جسکی کنیت ابو شیبہ ہی ضعیف ہی ایسا ہی کہا یحیی نے اور کہا احمد نے کہ حدیث اوسکی منکر ہی اور وہ پختہ نہین ص اور اگر لڑکا قہقہہ کرے تو وضو اوسکا نہین ٹوٹتا اور اگر نماز جنازہ مین کوئی بالغ یا لڑکا قہقہہ کرے وضو نہین ٹوٹتا اسیطرح سجدۂ تلاوت مین تو جو ایسی نماز ہی کہ اوسمین رکوع اور سجدہ نہین اوسمین قہقہہ کرنے سے وضو نہین ٹوٹتا بلکہ نماز ٹوٹ جاویگی اور قہقہہ وضو کو جب توڑتا ہی کہ جب نیند سے جاگتا ہو تو اگر نماز مین سوتے ہوے قہقہہ کیا وضو نہین ٹوٹیگا اور امام شافعی کے نزدیک وضو قہقہے سے کبھی نہین ٹوٹتا جاگتا ہو یا سوتا ہنسی کی تین قسمون مین ہین پہلی قہقہہ اسطرح ہنسے کہ اوسکو اور اوسکے پاس والونکو سنائی دیوے اور یہ نماز اور وضو دونون کو توڑتا ہی دوسری ضحک اسطرح ہنسے کہ فقط اوسکو سنائی دیوے اوراوسکے پاس والونکو سنائی نہ دیوے اس سے نماز ٹوٹتی ہی وضو نہین ٹوٹتا تیسری تبسم اسطرح ہنسے کہ نہ اوسکو اور نہ اوسکے پاس والونکو سنائی دیوے اس سے نہ وضو ٹوٹتا ہی اور نہ نماز بارھوین بات فاحشہ اور وہ یہ ہی کہ مرد عورت دونون ننگے ہون اور ایک کا بدن دوسرے کے بدن سے چھو جاوے اور آلت مرد کی کھڑی ہو اور عورت کی فرج سے چھو جاوے ف امام احمد کے نزدیک اونٹ کے گوشت کھانے سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہی کیونکہ حضرت نے فرمایا کہ وضو کرو اونٹ کے گوشت سے روایت کیا اوسکو ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ وغیرہم نے براء سے اور صحیح کیا اوسکو محدثین نے اور روایت کی مسلم نے مثل اسکے جابر سے اور احمد نے مانند اسکے اسید بیٹے حضیر سے تو جواب یہ ہی کہ روایت کی بخاری و مسلم و ابو داؤد نے حضرت ابن عباس سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھایا گوشت بکری کا پھر نماز پڑھی اور وضو نکیا یہ حدیث تو دلالت کرتی ہی اس بات پر کہ بکری کے گوشت کھانے سے وضو نہین جاتا اور پہلے ابتداے اسلام مین حضرت نے فرمایا تھا تَوَضَّؤُوا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ یعنی وضو کرو اوس سے

جسکو لگی آگ اور یہ حدیث منسوخ ہوگئی باتفاق تو یہ بھی حکم ابتداے اسلام مین تھا اور اب نہین رہا اور یہ جو بعض لوگون نے کہا ہی کہ دارقطنی اور بیہقی نے ابن عباسؓ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وضو اوس سے ہی جو نکلے اور نہین ہی اوس سے جو داخل ہو تو یہ حدیث ضعیف ہی جیسا کہ اوپر ہمنے بیان کیا ص اور امام محمد کے نزدیک مباشرت فاحشہ سے وضو نہین ٹوٹتا اگر کیڑا زخم سے نکلے تو وضو کو نہین توڑتا اسواسطے کہ وہ پاک ہی اور جو اوسپر نجاست ہی وہ تھوڑی ہی اور اسی طرح اگر مرد کے ذکرت کیڑا نکلے وضو نہ ٹوٹیگا اور اگر دبر سے نکلے تو ٹوٹ جاویگا اسواسطے کہ دبر سے نکلنا تھوڑی نجاست کا بھی ناقض ہی اور اگر قبل سے عورت کی نکلے تو اسمین اختلاف ہی جیسا کہ اوپر گذرا اور اگر گوشت زخم سے جدا ہوکر گر پڑے وضو نہ ٹوٹیگا اور وضو کو نہین توڑتا ہی چھونا عورت کا ف یعنی مثلاً بوسہ لینا عورت کا یا اور کوئی بدن اوسکا چھوا تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک وضو نہین ٹوٹے گا اور امام شافعی وغیرہ کے نزدیک ٹوٹ جاویگا اگر ہتیلی سے چھوا ہو اور اگر ہاتھ کی پشت وغیرہ سے چھوا ہو تو اونکے نزدیک بھی نہ ٹوٹیگا اور امام مالک کے نزدیک اور شافعی سے ایک روایت مین اور احمد اور اسحق کے نزدیک اگر چھونا شہوت سے ہو اور عورت کو بھی اوسمین شہوت ہو تو وضو ٹوٹ جاویگا اور اگر ایسا نہین تو نہ ٹوٹیگا امام شافعی حجت پکڑتے ہین اس باب مین کہ عورت کا چھونا شہوت سے وضو کو توڑتا ہی اوس سے کہ روایت کی ابن ابوشیبہ نے معاذ بن جبلؓ سے کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک شخص آیا اونکے پاس اور پوچھا کہ یا رسول اللہ کیا فرماتے ہین آپ اوس شخص مین جو پوچھا کسی عورت سے سب جسم سوا جماع کے یعنی قبلہ اور معانقہ اور پیار سب کچھ کیا سو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اوسکے لیے کہ وضو کرا چھا وضو پھر کرلیوے اور نماز پڑھے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وضو عورت کے چھونے سے لازم آتا ہی جواب اسکا یہ ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اوسکے لیے وضو کا حکم فرمایا تھا واسطے استحباب کے تھا اور دلیل اسپر یہ ہی کہ حضرت نے فرمایا اوس سے کہ نماز پڑھ کیونکہ عورت کے چھونے سے کچھ نماز پڑھنا تو واجب نہین ہوتا اور اگر فرض تعلیم کے جواب یہ ہی کہ جائز ہی کہ وہ شخص مباشرت فاحشہ کا بھی مرتکب ہوا ہو کیونکہ مباشرت فاحشہ سے ہمارے مذہب مین بھی وضو لازم آتا ہی اور ہماری دلیل یہ ہی کہ روایت کی بخاری و مسلم نے عائشہؓ سے کہا کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے اور مین حضرت کے سامنے چت لیٹی تھی پس جب حضرت سجدہ کرتے تھے دبا دیتے تھے مجکو سو مین اپنے پیر سمیٹ لیتی اور ایک روایت مین ہی کہ گھر مین اندھیرا تھا اور روایت کی بخاری نے اونھین سے کہ مینے ایک رات گم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تو ٹٹولتے ٹٹولتے اونکو ساتھ ہاتھ اپنے کے لگ گیا ہاتھ میرا قدم پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور حضرت سجدے مین تھے اور فرماتے تھے پناہ مانگتا ہون مین ساتھ رضا تیری کے غصہ تیرے سے آخر حدیث تک اور روایت کی بخاری نے عائشہؓ سے کہ وہ کنگھی کرتی تھین حضرتؐ اور حضرت اعتکاف مین تھے اور اعتکاف مسجد مین ظاہر ہی کہ حضرت بے وضو تھے اور روایت ہی عائشہؓ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے میری گود مین اور مین حائض تھی پس پڑھتے تھے قرآن کو اور حضرت نے وفات کی حضرت عائشہؓ کی گود مین اور عقل اس بات کو جائز نہین رکھتی کہ حضرتؐ نے وفات بے وضو کی ہو یہ حدیثین کہ سب صحیح ہین حجت اون لوگون پر ہین جو کہتے ہین کہ مطلق عورت کا چھونا وضو کو توڑتا ہی اور حدیثین ایسی بہت ہین لیکن جو لوگ کہتے ہین کہ چھونے سے عورت کے اگر شہوت ہو تو وضو ٹوٹ جاتا ہی وہ دلیل یہ بھی لاتے ہین کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ بوسہ لینا عورت کے چھونے مین داخل ہی تو اوس سے وضو کرو روایت کیا اسکو دارقطنی نے اور روایت ہی ابن عمرؓ سے کہ وہ کہتے تھے بوسہ لینا عورت کا حدث کو اور چھونا اونکا مس سے ہی جو بوسہ لے عورت اپنی کا یا چھوے اوسکو اپنے ہاتھ سے تو اوسپر

وضو ہی اور روایت ہی ابن شہاب سے کہ وہ کہتے تھے کہ بوسہ لینے سے مرد کے عورت اپنی کو وضو ہی روایت کیا ان دونوں کو مالک نے
موطا میں اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے مصنف میں ابی عبیدہ سے کہ عبداللہ بن مسعود نے کہا ہی کہ بوسہ لینے سے مرد کے عورت اپنی کو
وضو ہی اور ابو عبیدہ نے عبداللہ بن مسعود سے نہیں سنا اور روایت کیا اوسکو امام مالک نے موطا میں بغیر اسناد کے جواب اوسکا
یہ ہی کہ روایت ہی حضرت عائشہ رضہ سے تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بوسہ لیا بعض عورتون اپنی کا پھر نکلے طرف نماز
کے اور وضو نکیا روایت کیا اوسکو ابوداؤد نے اور کہا یہ حدیث حسن ہی اور روایت کیا اسکو ترمذی اور ابن ماجہ نے اور ابوداؤد
نے بھی عائشہ رضہ سے اگر کوئی کہے کہ بخاری نے ضعیف کیا اسکو اور یحیی بن سعید قطان نے کہا کہ یہ کچھ نہیں اور کہا کہ حبیب نے
اسکی اسناد مین عروہ سے نہیں سنا جواب اوسکا یہ ہی کہ روایت کرنے والے اس حدیث کے سب ثقہ ہین اور ثقہ کی
گواہی دینا نفی پر گواہی ہی اور دوسرا جواب یہ ہی بصورت تسلیم کہ روایت کیا اوسکو احمد اور ابن ماجہ نے زینب سے عائشہ رضہ
نے عائشہ رضہ سے اگر کوئی کہے کہ زینب یہ مجہولہ ہی اور تقریب مین لکھا ہی کہ حال اسکا معلوم نہیں جواب یہ ہی کہ ہمارا قول ثانی
یعنی تابعین مین مقبول ہی پھر اگر کوئی کہے کہ حجاج ضعیف ہی جواب اوسکا یہ ہی کہ اوسکی جو بڑے امام ہین وہ بھی اوسکے ساتھ
ہین دار قطنی کی روایت مین اور وہ بڑے ثقہ ہین اور دوسرا جواب یہ ہی کہ دار قطنی نے روایت کیا اسکو سفیان ثوری سے انھون نے
ابی رزق سے انھون نے ابراہیم تیمی سے انھون نے عائشہ رضہ سے اگر کوئی کہے کہ ابراہیم تیمی نے عائشہ رضہ سے نہین سنا جیسا کہ کہا
ترمذی اور ابوداؤد نے کہ اس باب مین حضرت سے کچھ صحیح نہین ہوا جواب اوسکا یہ ہی کہ ابراہیم تابعی ثقہ ہین اگر بالفرض نہ سنا
بھی ہو تو بھی حدیث مرسل ہماری نزدیک حجت ہی دوسرا جواب یہ ہی کہ دار قطنی نے علل مین کہا کہ روایت کیا اسکو ابراہیم
نے ثوری سے انھون نے ابی رزق سے انھون نے ابراہیم تیمی سے انھون نے اپنے باپ سے تو اب یہ حدیث موصول ہوگئی اور ترمذی کے قول سے نہیں ملتا
آگاہ جہان مین کسیکے نزدیک کوئی حدیث صحیح نہین ہی جائز ہی کہ ترمذی کو کوئی حدیث صحیح اس باب مین پہنچی ہو پھر اگر کوئی کہے کہ اس حدیث
کو ابراہیم تیمی سے ابوحنیفہ اور ثوری نے روایت کیا ابوحنیفہ نے تو ملایا حضرت اور ثوری نے عائشہ رضہ سے تو اختلاف ہوا جواب اوسکا یہ
ہی کہ ثوری اور ابوحنیفہ دونون بڑے امامون سے ہین اور ممکن ہی یہ بات کہ ابراہیم تیمی کو ایک حدیث حضرت سے پہنچی ہو اور دوسری عائشہ رضہ سے
ثوری نے عائشہ کی نقل کی اور ابوحنیفہ نے حضرت کی پھر اگر کوئی کہے کہ اس حدیث کے لفظون مین اختلاف ہی عثمان بن ابی شیبہ نے روایت
کی کہ حضرت بوسہ لیتے تھے اور روزہ دار رہتے تھے اور سوا عثمان کے اور لوگون نے کہا کہ بوسہ لیتے تھے اور وضو نہین کرتے تھے جواب اوسکا
یہ ہی کہ یہ امر لیعہ ثقہ ہونے راویون کے کچھ برا نہین اور جائز ہی کہ یہ دو حدیثین ہون اور روایت کی دار قطنی نے عائشہ رضہ سے کہ پہنچا اونکو
ابن عمر کا کہ بوسہ لیتے تھے روزہ ہی سوا ماہ رمضان کے کہ تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہ بوسہ لیتے تھے اور وہ روزہ دار ہوتے تھے اور وضو نہین کرتے
تھے اور اس حدیث کو صحیح کیا بعض لوگون نے اور کہا شافعی نے کہ روایت کی سعید بن منصور نے محمد بن عمیر بن عطاء نے انھون نے
عائشہ رضہ سے انھون نے حضرت سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بوسہ لیتے تھے اور وضو نہین کرتے تھے کہا شافعی نے کہ سعید کا حال مین
نہین جانتا پس اگر ثقہ ہو تو حجت ہی اور روایت کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور کہا حافظ ابن حجر نے کہ اس حدیث کو بیہقی نے خلافیات
مین دس طریقون سے روایت کیا ہی اور ضعیف کیا اون سبھون کو جواب یہ ہی کہ ضعیف حدیث بھی جب دس طریقون سے روایت کیجائے تو قوی
حسن ہو جاتی ہی اور جو بعض حنفیون نے حجت پکڑی ہی کہ روایت ہی ابوداؤد نے کہا مانعون نے کہا لیث نے کہا اور رسول خدا صلعم وضو کرتے اسطے نماز کے

پھر بوسہ لے اہل بیت کا اور کھیلے اور سے کیا ٹوٹ جاتا ہے وضو اوس سے فرمایا نہیں تو یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ روایت کیا اس حدیث کو دارقطنی نے اور اسناد میں اوسکی رکن بن عبداللہ کا بھی ترک کر دی گئی ہے حدیث اوسکی اور روایت کیا امام ابو حنیفہ نے مسند اپنی میں ابن عباس رضی سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں ہے بیچ بوسہ لینے کے وضو اور روایت کیا ہمیں ابن ابی شیبہ نے قول ابن عباس رضی کا تو جب اتنی حدیثیں اس باب میں ضعیف اور نیچے آئیں تو یہ بات اوسکے نزدیک جو منصف ہے ظاہر ہو گئی کہ حضرت وضو نہیں کرتے تھے بوسے وغیرہ سے اور یہی مذہب ہے امام ابو حنیفہ اور امام محمد اور امام ابو یوسف رحمہم اللہ کا کیونکہ اگر چھونا عورت کا بشہوت بھی ناقض وضو ہوتا البتہ حضرت کے ازواج سے ضرور منقول ہوتا باوجود اس بات کے کہ اونکو بہت حرص تھی مسئلہ بیان کرنے میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مخالطت اونکے ساتھ بہت کچھ رکھتے تھے جیسا کہ روایت کیا حاکم نے عائشہ رضی سے کہ نہیں ہوتا تھا کوئی دن لیکن حضرت اوسدن ہمارے پاس آتے تھے اور بوسہ لیتے تھے ہمارا اور چھوتے تھے ہمکو اس جگہ اگر کوئی اعتراض کرے کہ جب عورت کے چھونے سے وضو نہیں جاتا تو پھر اللہ تعالیٰ کے قول میں لمس سے کیا مراد ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ یعنی تیمم کرو اگر نہ پاؤ پانی جب کہ چھوؤ تم عورتوں کو جواب اوسکا یہ ہے کہ لمس سے مراد اس جگہ جماع ہے جیسا کہ کہا عبداللہ بن عباس رضی نے واللہ اعلم ص اور چھونا ذکر کا بھی وضو کو نہیں توڑتا ف کیونکہ روایت کیا نسائی اور ترمذی اور ابوداؤد نے طلق بن علی سے کہ حضرت پوچھے گئے اوس شخص سے جو چھوئے ذکر اپنا پھر وضو کرے سو فرمایا حضرت نے کیا ہے وہ مگر ٹکڑا تم میں سے اور روایت کیا اسکو ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور طحاوی نے اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ترہے حدیثوں کی اس باب میں اور طحاوی نے کہا ہے کہ یہ حدیث اسناد اسکی مستقیم ہے نہ مضطرب اور روایت کی طحاوی نے ابن المدینی سے تحت اسکی جیسا کہ آگے آویگا ص اور امام شافعی کے نزدیک وضو ان دونوں سے ٹوٹ جاتا ہے ف دلیل اونکی یہ ہے کہ روایت ہے بسرہ بنت صفوان سے فرمایا حضرت نے جو کہ چھوئے ذکر اپنے کو وضو کرے روایت کیا اسکو ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے اور ایسا ہی ترمذی نے اور صحیح کیا اوسکو احمد اور دارقطنی اور یحییٰ اور بخاری نے اور ہماری حدیث کو علی بن المدینی کہ جو استاد ہیں بخاری کے کہا انھوں نے کہ طلق کی حدیث اچھی ہے ہمارے نزدیک بسرہ کی حدیث سے نقل کیا اسکو طحاوی نے اور کہا عمرو بن علی فلاس نے کہ حدیث طلق کی ہمارے نزدیک ثابت تر ہے حدیث بسرہ سے روایت کیا اسکو طحاوی نے اور اب ایک بات انصاف کی یہ ہے کہ نووی جو شافعی مذہب ہیں لکھتے ہیں کہ مطابقت حدیثوں میں جبکہ ممکن ہو سکے واجب ہے تو اس جگہ دونوں حدیثیں ترمذی کی صحیح ہیں مطابقت بطور یہ ہو سکتی ہے کہ حدیث بسرہ میں وضو کے معنی ہوں وضو کے لغوی یعنی ہاتھ دھونا ہو نہ حکم یعنی [illegible] اور اگر کوئی کہے کہ مطابقت تو تب ہے کہ دونوں حدیثیں ناسخین کی قوی ہوں اور اس جگہ حدیث طلق کی ضعیف [illegible] کہ حدیث طلق کی ابن المدینی جیسے ہیں سب ثقہ ہیں تو جس وقت علی بن المدینی اور عمرو فلاس اور طحاوی اور ابن حبان اور ابن حزم اور امام نسائی اور ترمذی یہ لوگ صحیح کہیں تو پھر احتمال ضعف کا تکلف ہے صرف وہم ہوگا اور اگر کوئی کہے کہ امام شافعی کے لیے اس حدیث کے معلول اور ضعیف ہونے کی حدیثیں ہیں تو جواب اوسکا یہ ہے کہ باوجود ان دونوں حدیثوں کے دونوں طرف صحیح ہیں لیکن سب ضعیف ہیں اور حدیثیں امام شافعی کے مذہب کی یہ ہیں کہ روایت کی ابوالیوب سے کہ فرمایا حضرت نے جو شخص کہ چھوئے فرج اپنی کو تو چاہیے کہ وضو کرے اور اسناد میں اسکی اسحٰق بن عبداللہ متروک ہے اور ایسا ہی سفیان بن عیینہ کا اور روایت ہے ام سلیمہ سے کہا کہ سنا میں نے حضرت سے کہ فرماتے تھے جو کہ چھوئے فرج اپنا کہ بس چاہیے کہ وضو کرے

اور اسناد مین اوسکی علت بٹیا حارث کا نسبت کیا گیا ہی طرف قدر کے اور مختلط ہوگیا تھا آخر مین علاوہ اسکے بخاری نے اس حدیث کو ضعیف کیا اور کہا ترمذی نے کہ اوسنے اس حدیث کو صحیح نہین دیکھا اور مکحول نے عنبسہ بن ابی سفیان سے نہین سنا اور روایت کیا اس حدیث کو ابن ماجہ نے اور روایت کیا بیہقی نے ابن عباس سے اور وہ بھی ضعیف ہی اور وہ جو ابن ماجہ نے جابرؓ سے روایت کی وہ بھی ضعیف ہی اسناد مین اوسکی عقبہ بٹیا عبدالرحمن کا مجہول ہی اور ایک روایت مین عبداللہ بٹیا نافع مدنی کا ضعیف ہی اور روایت کی احمد اور ابن ابی شیبہ نے زید بن خالد سے کہ فرمایا حضرت نے مَنْ مَسَّ فَرْجَهُ فَلْيَتَوَضَّأْ یعنی جو شخص کہ چھوئے ذکر اپنے کو تو وضو کرے اور روایت کیا احمد اور دارقطنی اور اسحق بن راہویہ نے مسند اپنی مین عبداللہ بن عمرو بن العاص رضؓ سے کہ جو شخص چھوئے ذکر اپنے کو تو وضو کرے اور جو عورت کہ چھوئے فرج اپنی کو تو وضو کرے اور ہمارے مذہب کی حدیثین یہ ہین ابی امامہؓ کی روایت کہ پوچھے گئے حضرت چھونے سے ذکر کے فرمایا کہ وہ ٹکڑا ہی تجھ سے یعنی اوسکے چھونے سے وضو نہین روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور یہ حدیث ضعیف ہی اسناد مین اسکی جعفر بٹیا زبیر کا ہی ترک کردی گئی ہی حدیث اوسکی اور ایسا ہی روایت ہی عصمہ بن مالک اور عائشہؓ وغیرہما سے روایت کی ابو یعلی موصلی نے عائشہؓ سے کہ سنا مینے اوسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے نہین پروا رکھتا ہون کہ نہین وسکو چھوؤن یا ناک اپنی کو اور اسناد مین اوسکی وہی جعفر بٹیا زبیر کا متروک ہی اگر کوئی کہے کہ روایت کی حاکم نے قاسم سے انھون نے عائشہؓ سے کہ جب چھوئے عورت فرج اپنی کو ہاتھ اپنے سے سوا دسپر وضو ہی تو جواب اوسکا یہ ہی کہ فتوی راوی کا بخلاف روایت کے باطل ہی نزدیک محدثین کے لیکن یہ سب حدیثین ضعیف ہین تو نہ باقی رہی صحیح حدیث شافعی کی طرف مگر لیسبرد کی اور ہماری طرف مگر طلق کی اور یہ جو بعض علمای شافعیہ نے لکھا ہی کہ ابو ہریرہؓ نے روایت کی حضرت سے کہ جو چھوئے ذکر اپنا وضو کرے روایت کیا اسکو شافعی اور حاکم اور دارقطنی نے اور ابو ہریرہ پیچھے لائے تھے اسلام طلق سے تو اس سے معلوم ہوا کہ طلق کی حدیث منسوخ ہوگئی جواب اوسکا یہ ہی کہ طلق کے اسلام لانے سے قبل ابی ہریرہ کے یہ بات لازم نہین آتی کہ طلق پھر نہ لوٹے ہون اور نہ اونکو صحبت رہی ہو علاوہ اس بات کے حدیث ابی ہریرہ کی ضعیف ہی کیونکہ اسناد مین اوسکی یزید بٹیا عبدالملک کا ہی اور وہ ضعیف ہی تو اب کچھ حجت نہین اگر کوئی کہے کہ جب حدیثین مختلف ہوئین تو اب اقوال صحابہؓ سے تمسک ضرور ہی جواب یہ ہی کہ یہ تو ہمارا مطلوب ہی روایت کی طحاوی نے حضرت علی اور سعد اور ابن مسعود اور حسن بصری وغیرہم سے کہ وضو نہین ٹوٹتا اور یہی مذہب ہی عمار اور حذیفہ اور سعید بن المسیب اور عطا اور عکرمہ اور ابراہیم نخعی رحمہم اللہ کا روایت کی امام محمد نے موطا مین اور ابن ابی شیبہ نے علی اور ابن عباس اور حذیفہ اور عمران بن حصین سے کہ اون سب نے کہا کہ مین نہین پروا رکھتا ہون کہ چھوؤن ذکر کو یا اپنی ناک کو اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے عمار سے کہ وہ پوچھے گئے چھونے ذکر سے بیچ نماز کے پس کہا کہ نہین ہی وہ مگر ٹکڑا تجھ سے اور روایت کی محمد نے ابی الدرداء سے مانند اسکے اور روایت کی سعید بن منصور نے انھین سے ایسا ہی اور بھی ابن ابی شیبہ نے روایت کی ہی حضرت علیؓ سے کہ وہ پوچھے گئے اوس سے سو کہا کہ نہین حرج ہی ساتھ اوسکے اور ابن مسعودؓ سے بھی ایسی ہی روایت کی اور اوسی نے سعد سے مانند اسکے روایت کی اور روایت کی محمد نے علقمہ سے کہ آیا ایک شخص طرف ابن مسعودؓ کے سو کہا کہ چھوا مینے ذکر اپنے کو نماز مین تو عبداللہ بن مسعود نے کہا کہ ذکر تیرا نہین ہی مگر مانند سارے بدن تیرے کے اور روایت کی محمد نے کہ ایک شخص نے پوچھا عطا سے اور کہا کہ ای ابا محمد وہ شخص کہ چھوئے فرج اپنی کو بعد وضو کے سو ایک شخص نے قوم سے کہا کہ عبداللہ

ابن عباس کہتے تھے کہ اگر تو نجس جانتا ہی تو کاٹ ڈال اوسکو کہا عطاسے نے کہ یہی قول ہی عبداللہ بن عباس کا اور امام شافعی کے مذہب کیطرف
ابن عمر اور عمر بن الخطاب اور ابو ایوب اور زید بن خالد اور ابی ہریرہ اور عبداللہ بن عمرو بن العاص اور جابر اور عایشہؓ وغیرہم گیے ہین

باب غسل کے بیان مین

غسل مین تین چیزین فرض ہین پہلی پانی مونہہ مین ڈالنا دوسری ناک مین پانی ڈالنا اور امام شافعی کے نزدیک یہ دونون چیزین
غسل مین سنت ہین **ف** دلیل ہماری یہ ہی کہ کلی فرمایا اللہ تعالی نے وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا یعنی اگر ہو تم جنب پس
چاہیے کہ خوب پاک کرو تو لفظ مبالغے کا دلالت کرتا ہی اس بات پر کہ کلی وغیرہ بھی فرض ہی اور اسواسطے کہ فرمایا حضرتؐ نے نیچے
ہر بال کے جنابت ہی سو تر کرو اور صاف کرو بدن کو روایت کیا اسکو ابو داؤد نے اور یہ جو حدیث ہدایے مین لکھی ہی کہ فرمایا حضرتؐ نے کلی
کرنا اور ناک مین پانی ڈالنا سنت ہین وضو مین اور فرض ہین غسل مین تو یہ حدیث میرے نہین پائی اور شیخ ابن الہمام نے فتح القدیر
مین اس حدیث کو بیان نہین کیا لیکن روایت کی ابن عدی نے ابی ہریرہ سے کہ فرمایا حضرتؐ نے کہ کلی کرنا اور ناک مین پانی ڈالنا تین
بار فرض ہین غسل مین اور یہ حدیث قابل اعتبار کے نہین کیونکہ کہا ابن حبان اور دارقطنی نے کہ اس حدیث کو بر کہ میں محمد طلحی نے
بہا یا ہی اور کلی کرنا اور ناک مین پانی ڈالنا سنت ہین وضو مین اور فرض ہین غسل مین نزدیک امام ابو حنیفہ کے اور امام مالک اور شافعی
کے نزدیک وضو اور غسل دونون مین سنت ہین اور امام احمد کے نزدیک وضو اور غسل مین واجب ہین دلیل امام ابو حنیفہ اور شافعی
اور مالک کی یہ ہی کہ روایت کی مسلم نے ابی ہریرہ سے کہ انھون نے وضو کیا بغیر مضمضے کے اور استنشاق کے اور کہا کہ مینے ایسا ہی
دیکھا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور جامع الاصول مین بروایت ابی داؤد ایک روایت مین ہی کہ اوس مین ذکر مضمضے اور
استنشاق کا نہین ہو اور دلیل امام احمد کی یہ ہی کہ روایت کی ابو داؤد نے لقیط بن صبرہ سے کہ فرمایا حضرتؐ نے کہ جب وضو کرے تو
پس کلی کر اور روایت کی دارقطنی نے ابی ہریرہ سے کہ کہا انھون نے حکم کیا حضرتؐ نے ساتھ مضمضے اور استنشاق کے وَاللّٰهُ
اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ وَاِلَيْهِ الْمَرْجِعُ وَالْمَآبُ **ص** تو اگر غسل کیا اور نہ کلی کی اوسکے دانتون مین کھانا رہا غسل درست
ہو جاویگا **ف** کیونکہ کھانے کے نیچے پانی پہونچ جاتا ہی **ص** میسر ہی پہونچانا پانی کا تمام ظاہر بدن پر اور ملنا واجب نہین **ف**
کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا فَاطَّهَّرُوْا یعنی پاک کرو اور فرمایا حضرتؐ نے تَحْتَ كُلِّ شَعْرَةٍ جَنَابَةٌ یعنی نیچے ہر بال کے
جنابت ہی رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ اور ملنا کچھ دھونے مین داخل نہین تو جب شارع نے حکم فرمایا دھونے کا تو ملنا اوس سے
لازم نہ آویگا جیسا کہ ظاہر ہی ہر عاقل پر **ص** مگر امام مالک کے نزدیک واجب ہی تو اگر آٹا ناخن مین باقی رہا غسل درست نہوگا
بلکہ اوسکے نیچے کا دھونا واجب ہوگا اور اگر میل ہی یا مٹی یا رنگ یا حنا وغیرہ درست ہو جاویگا اسواسطے کہ پانی اوسمین سما جاتا ہی
اور اگر بدن پر روغن ملا بعد اوسکے غسل کیا جائز ہی اگرچہ روغن پانی کو قبول نہین کرتا اور اگر وہ جانتا ہی کہ بال کے چھید مین بغیر بال
ہلانے پانی نہ پہونچیگا ہلاوے اور اگر بال سوراخ مین نہین ہی اور وہ جانتا ہی کہ بے تکلف پانی سوراخ مین پہونچے گا تکلف نہ کرے اور
اگر جانتا ہی کہ بغیر تکلف کے نہین پہونچے گا تکلف کرے اور اگر بعد بال نکلنے کے سوراخ بند ہو گیا ہی اور جانتا ہی کہ اگر پانی گذریگا
داخل ہووے گا اور اگر غافل ہوگا نہ گذریگا پانی اور نہ داخل ہوگا پانی کو اوسپر سے گذارے اور لکڑی وغیرہ کے داخل کرنے سے
تکلف نکرے اور اگر اوسکی انگلی مین تنگ انگوٹھی ہی واجب ہی کہ وضو اور غسل مین اوسکو ہلاوے تاکہ پانی دہان پہونچ جاوے

اور جس کسیکا ختنہ نہوا ہووے اوسکو غسل مین قلفے کے اندر پانی پونہچانا بعضون کے نزدیک واجب ہی اور بعضون کے نزدیک نہین باوجود اسکے کہ اگر پیشاب قلفے تک آجاوے اور باہر نہ نکلے وضو جاتا رہتا ہی غسل مین سنت پانچ چیزین ہین پہلی دھونا دونون ہاتھون کا دوسری دھونا فرج کا تیسری دور کرنا نجاست کا بدن سے بعد فرج کے دھونے کے چوتھی وضو کرنا لیکن اگر غسل کی جگہ مین پانی مستعمل جمع ہوتا ہو پانون کے دھونے مین تاخیر کرے اور بعد غسل کے دوسری جگہ دھووے تو اگر غسل کرتا ہی کسی لوح یا پتھر پر کہ پانی اوسپر سے بہتا جاتا ہی تو وہین پیر دھولیوے پانچوین تین بار تمام بدن پر پانی روان کرنا ف کیونکہ روایت کی بخاری و مسلم نے میمونہ سے کہ رکھا مینے واسطے حضرت کے پانی سو دھانپا مینے اونکو ساتھ ایک کپڑے کے تو حضرت نے پانی ڈالا اپنے دونون ہاتھون پر سو دھویا اونکو پھر ڈالا دونون ہاتھون پر پھر دھویا اونکو پھر ڈالا داہنے ہاتھ سے بائین پر سو دھوئی فرج اپنی پھر مارا ہاتھ اپنا زمین پر اوپر پھیرا اوسکو زمین پر پھر دھویا اوسکو سو کلی کی اور ناک مین پانی ڈالا اور دھویا مونہہ کو اور کہنیون تک ہاتھون اپنے کو پھر ڈالا پانی سر پر اپنے اور سارے بدن پر بہایا پھر ایک کونے مین ہٹ گئے سو دھوئے پیر اپنے تو دیا مینے اونکو ایک کپڑا پس نہ لیا اوسکو اور چلے اور وہ جھاڑتے تھے دونون ہاتھ اپنے اور یہ حدیث نہایت صحیح ہی اور یہ لفظ بخاری کے ہین اور ابو داؤد نے بھی روایت کیا ہی اسکو اور روایت کی ابو داؤد اور بخاری و مسلم و غیرہم نے عایشہ سے اور یہان الفاظ ابو داؤد کے مذکور ہین ساتھ سند صحیح کے کہ حضرت جب غسل کرتے تھے جنابت سے دھوتے تھے دونون ہاتھ اپنے اور ڈالتے تھے برتن کو داہنے ہاتھ پر پھر دونون ہاتھ سے لیکر دھوتے تھے فرج اپنی کو پھر وضو کرتے تھے جیسا کہ وضو ہی واسطے نماز کے پھر داخل کرتے تھے ہاتھ اپنا برتن مین پھر کنگھی کرتے تھے بالون اپنے کو یہانتک کہ جب دیکھتے کہ پانی پہونچ گیا بدن کو اور صاف ہوگیا ڈالتے پانی سر پر تین بار تو اگر کچھ پانی بچ رہتا ڈال لیتے تھے اوسکو اپنے اوپر ص عورت پر تو نہین واجب نہین کہ اپنی چوٹی کھولین جب بالون کی جڑ کو تر کرلین کیونکہ حضرت نے ام سلمہ سے فرمایا کہ کافی ہی تجکو جب پانی تیرے بالون کی جڑ مین پہونچ جاوے اور اسیطرح ترکرنا بھی سب بالونکا واجب نہین اور بعض مشایخ نے کہا ہی کہ تر کرلے گیسوون کو اور نچوڑ ڈالے ف یہ حدیث ان لفظون سے صحاح مین نہین روایت کی مسلم نے ام سلمہ سے کہا انھون نے کہا مینے یا رسول اللہ مین عورت ہون کہ باندھتی ہون چوٹی کیا مین کھولا کرون اوسکو واسطے غسل جنابت کے فرمایا حضرت نے نہین کافی ہی تجکو یہ کہ ڈالے تو سر پر اپنے تین بار تین لب پانی سے پھر ڈالے تو اپنے اوپر پانی تو پاک ہوجاویگی تو روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ابن ماجہ نے بھی اور اسیطرح روایت ہی کہ عبد اللہ بن عمرو بن العاص حکم کرتے تھے عورتون کو اس بات کا کہ جب غسل کرین تو کھولین چوٹیان اپنی سو حضرت عایشہ نے کہا تعجب ہی عبد اللہ بن عمرو حکم کرتے ہین عورتون کو چوٹی کھولنے کا کیا نہین حکم کرتے اونکو کہ منڈوا ڈالین وہ سر اپنا تحقیق مین اور حضرت غسل کرتے تھے ایک برتن سے اور مین نہین بڑھ کر تی تھی تین لبون پر یہ روایت صحیح مسلم مین ہی اور ایسا ہی جو غسل حیض سے ہو کیونکہ ایک روایت مین مسلم کی یہ بھی ہی کہ کیا مین کھولون چوٹی کو واسطے حیض اور جنابت کے فرمایا حضرت نے نہین اور اسیطرح بہت سی حدیثین اس باب مین آئی ہین ص اور یہ سب صورتین جب ہین کہ بال عورت کے گندھے ہوئے ہون اور لیکن جب کھلے ہون تو سکو دھونا واجب ہی کیونکہ حرج نہین جیسا کہ مرد سب داڑھی کو دھوتے ہین کیونکہ کچھ حرج نہین اور مرد اگر اپنی چوٹی باندھے ہو تو کھولنا واجب ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ واجب نہین لیکن احتیاط اسمین ہی کہ کھولے ف درمختار مین اسیکو لکھا ہی کہ کھولنا مرد کو واجب ہی

فصل بیان مین اون چیزون کے جنسے غسل لازم آتا ہی

اور اونکو موجبات غسل کہتے ہین اور وہ چار چیزین ہین ص پہلی نکلنا منی کا اپنی جگہ سے کود کر شہوت سے تو اگر بغیر شہوت کے

انزال ہوا غسل ہمارے نزدیک واجب نہیں اور امام شافعی کے نزدیک واجب ہوا **ف** امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل یہ
ہی کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی یعنی نہانا پانی سے ہی یعنی منی کے نکلنے سے ہی روایت کیا اسکو مسلم نے ابی سعید رضی اللہ عنہ
سے اور یہ حدیث منسوخ ہوگئی ہی اور دلیل ہماری یہ ہی کہ اس حدیث سے مراد ودی پانی ہی جو شہوت سے نکلے کیونکہ الف لام اِنَّمَا الْمَآءُ
مِنَ الْمَآءِ مین دلالت کرتا ہی اس بات پر اور بھی دلیل ہماری یہ ہی کہ روایت کی ابن المنذر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ حدیث بیان کی ہمسے
محمد بن یحیی نے کہا اونھون نے حدیث بیان کی ہم سے ابو حنیفہ نے کہا اونھون نے حدیث بیان کی ہمسے عکرمہ نے انھون نے عبد اللہ بن
مولی سے اونھون نے اپنی ماں سے کہ پوچھا اونکی ماں نے حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے مذی کو پس کہا کہ ہر نرمذی کرتا ہی اور
تحقیق کہ ایک مذی ہی اور ایک ودی اور ایک منی لیکن مذی تو وہ ہی کہ مرد اپنی عورت سے کھیلے سو ظاہر ہو جاوے اوسکے اوپر کچھ یعنی کچھ
پانی تو دھوے ذکر اور خصیون اپنے کو پھر وضو کرے اور غسل نکرے اور لیکن ودی تو وہ ہوتی ہی بعد پیشاب کے دھوے ذکر اپنے کو اور وضو کرے
اور غسل نکرے اور لیکن منی تو وہ پانی بڑا ہی اوس سے شہوت ہی اور اوسمین غسل ہی اور عبد الرزاق نے مصنف مین قتادہ اور عکرمہ سے
بھی ایسی ہی روایت کی ہی وَاللّٰہُ اَعْلَمُ **ص** اور امام ابی یوسف کے نزدیک فقط سر عضو سے بشہوت نکلے اگرچہ وقت جدا ہونے
کے شہوت نہو تو اگر منی اپنی جگہ یعنی پشت سے بشہوت جدا ہوئی اور اوس شخص نے قبل اسکے کہ نکلے سر عضو کا تھامایہانتک کہ شہوت
جاتی رہی بعد اوسکے منی بغیر شہوت کے نکلی امام محمد اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک غسل واجب ہوگا اور امام ابی یوسف کے نزدیک غسل واجب
نہوگا اور اگر پیشاب سے پہلے غسل کیا بعد اسکے پھر بقیہ منی نکلی طرفین کے نزدیک غسل پھر واجب ہوگا اور امام ابی یوسف کے نزدیک
دوسری مرتبہ غسل واجب نہوگا اور ایسا ہی اگر خواب مین ہو تو غسل واجب ہوگا اور مرد عورت سب برابر ہین اور ایک روایت مین امام
محمد سے منقول ہی کہ اگر عورت کو احتلام اور لذت وغیرہ یاد ہو اور تری نہ دیکھے غسل واجب ہی اور شمس الائمہ نے کہا کہ اس روایت پر عمل نکیا جاویگا
ف اگر سونیمین ایسا نہوا یعنی جاگ کے فقط پانی دیکھا تو اوسکا بیان آگے آتا ہی اور اگر سوتے مین یہ باتین سب دیکھین تو اوسکو احتلام کہتے ہین
تو اس صورت مین اگر تری دیکھے گا غسل واجب ہوگا برابر ہی کہ مرد ہو یا عورت کیونکہ روایت کی بخاری اور مسلم نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہ
کہا ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہ ای رسول اللہ اللہ نہین حیا رکھتا ہی حق سے سو کیا عورت پر ہی جب کہ دیکھے غسل فرمایا کہ ہان جبکہ دیکھے پانی کو آخر
حدیث تک اور روایت ہی انس رضی اللہ عنہ سے کہ پوچھا ایک عورت نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حال ایک عورت کا کہ دیکھے خواب مین جیسا کہ دیکھتا
ہی مرد خواب مین فرمایا آپنے کہ جب ہو اوس سے جو ہوتا ہی مرد سے سو چاہیے کہ غسل کرے روایت کیا اسکو مسلم نے نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہی کہ معنی اسکے
یہ ہین کہ اوس سے منی نکلے جیسا کہ مرد جب اوس سے منی نکلتی ہی غسل کرتا ہی اور اجماع مسلمانون کا اس بات پر ہی کہ جب احتلام ہو اور تری دیکھے
غسل لازم آویگا اور روایت کی ابن ماجہ اور بیہقی نے عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب جاگے ایک تم مین کا خواب
مین سے اور تری دیکھے اور احتلام اوسکو یاد نہو غسل کرے اور جب یاد کرے احتلام کو اور تری نہ دیکھے تو اوسپر غسل لازم نہین اور سیوطی
جمع الجوامع مین لائے ہین کہ روایت ہی انس رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب پاوے عورت بیچ خواب کے جو
پاتا ہی مرد تو غسل کرے روایت کیا اسکو سموئیہ نے اور ایک روایت اوسمین ہی خولہ بیٹی حکیم رضی اللہ عنہا سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے نہین ہی عورت پر غسل جب تک کہ انزال نہو جیسا کہ نہین مرد پر غسل جبتک کہ انزال نہو روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور روایت کی
احمد اور ابن ماجہ اور نسائی نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دیکھے ایک تم عورتون مین سے

اور انزال کرے تو چاہیے کہ غسل کرے اور وہ جو ہمنے روایت نقل کی ہی کہ جب عورت لذت وغیرہ پاوے خواب مین اور تری نہ دیکھے تو غسل واجب ہی اور اسکو شمس الایمہ نے کہا کہ اسپر عمل نکیا جاویگا تو دلیل اوسکی یہ ہی کہ روایت ہی ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہ انھون نے پوچھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ جب عورت دیکھے خواب مین جو مرد دیکھتا ہی تو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب دیکھے تو غسل کرے تو جواب اوسکا یہ ہی کہ مراد اس سے جو مرد دیکھتا ہی یعنی منی بھی دیکھے جیسا کہ دوسری روایت مین تصریح سے آیا اور نہین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل کرے جب دیکھے پانی کو واللہ اعلم وعلمہ اتم **ص** دوسری غائب ہوجانا سر ذکر کا قبل یا دبر مین اس صورت مین غسل دونون پر یعنی فاعل ومفعول پر واجب ہوگا **ف** کیونکہ روایت ہی سنن ابن ماجہ مین عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ مل جاوین دونون ختنے غسل واجب ہوتا ہی اور روایت کی طحاوی نے عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب ملتے تھے دونون ختنے نہاتے تھے اور صحیحین مین روایت ہی ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہ بیٹھے ایک تم مین کا درمیان چارون طرفون کے یعنی اپنی عورت کے پھر جماع کرے اوس سے تو تحقیق کہ غسل واجب ہوا اگرچہ انزال نہوا اور روایت کی ابوداؤد اور ترمذی اور احمد اور ابن ماجہ نے مانند اسکے اور روایت کی ایسی ہی ترمذی نے عایشہ رضی اللہ عنہا سے اور طبرانی نے رافع بن خدیج سے اور ابی امامہ سے اور روایت کی شیرازی نے القاب مین مانند اسکے اور طحاوی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے قول اوسکا اور روایت کی دارقطنی نے افراد مین ابی ہریرہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تجاوز کرجاوے ختنہ ختنے سے انزال ہویا نہو تحقیق کہ غسل واجب ہوا اور سعید بن منصور نے اپنی مسند مین مانند حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کے روایت کی ہی اور یہ جو حدیث ہدایے مین لکھی ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب ملجاوے ختنہ ختنے سے اور غائب ہوجاوے سر ذکر تو تحقیق غسل اسپر واجب ہوا انزال ہویا نہو تو روایت کیا اس حدیث کو طبرانی نے اوسط مین ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اور عبداللہ بن وہب نے مسند اپنی مین اور روایت کی احمد اور ابن ماجہ نے عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ ملجاوے ختنہ ختنے سے اور چھپ جاوے سر ذکر تو تحقیق کہ غسل واجب ہوا اور روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف مین اگر اسجگہ کوئی کہے کہ یہ حدیث مخالف ہی اوس حدیث کے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پانی یعنی غسل پانی سے ہی یعنی منی نکلنے سے ہی روایت کیا اسکو ابوداؤد اور ترمذی اور مسلم اور دارمی اور احمد اور نسائی اور ابن ماجہ نے تو جواب اوسکا یہ ہی کہ یہ حکم ابتدای اسلام مین تھا اب یہ حدیث منسوخ ہوگئی اوس سے جو روایت کی احمد اور ترمذی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ اور دارمی نے ابی بیٹے کعب رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا اونھون نے کہ یہ حکم کہ پانی پانی سے ہی تھا رخصت اول اسلام مین پھر منع کیا گیا اس سے یعنی رخصت جاتی رہی صحیح کیا اس حدیث کو ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اور کہا اسماعیلی نے کہ وہ صحیح ہی اوپر شرط بخاری کے اس جگہ اگر کوئی کہے کہ ابن ہارون اور دارقطنی نے یقین کیا اور کہا کہ زہری نے نہین سنا اس حدیث کو سہل سے اور کہا حافظ ابن حجر نے کتاب ابوداؤد مین ایسا واقع ہوا ہی کہ معلوم ہوتا ہی اوس سے یہ حدیث منقطع ہی تو جواب اوسکا یہ ہی کہ سند ابوداؤد کی صحیح ہی اسواسطے کہ ثقہ جب کہے کہ خبر دی مجکو ایک ثقہ نے یا اوس سے جس سے میں راضی ہون صحیح حدیث ہوگئی اور یہ بات اسکو مستلزم نہین کہ سند ابن ماجہ اور احمد کی منقطع ہو کیونکہ ممکن ہی کہ زہری نے سنا ہو اوسکو کسی ثقہ کے واسطے سے سہل سے پھر ملاقات کی سہل کی تب حدیث کی اوسنے تو اب اعتراض دفع ہوگیا وباللہ التوفیق ہو خیر الرفیق **ص** تیسری یکھنا جاگنے والے کا منی یا مذی کو اگرچہ باحتلام مادینہو **ف** کیونکہ حضرت نے فرمایا کہ جب جاگے ایک تم مین کا اور دیکھے تری اور احتلام مادینہو تو اوپر غسل ہی روایت کی مانند اسکے ابن ماجہ اور ابوداؤد

اور ترمذی نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور مرد عورت سب اسمیں برابر ہیں اور جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مطلق تری ارشاد فرمائی تو اس سے معلوم ہوا کہ مذی ہو یا منی کیونکہ دونوں میں تری ہوتی ہے اور نیز احتمال ہے کہ منی بسبب حرارت بدن کے رقیق ہو گئی ہو اور مثل مذی کے دکھائی دینے لگی ہو اور تفصیل اسکی خوب اوپر گذری **ص** چوتھی منقطع ہونا حیض و نفاس کا **ف** بیان حیض و نفاس کا آگے آویگا اور منقطع ہونے سے مراد یہ ہے کہ جب عورت حیض و نفاس سے پاک ہو تو غسل کرنا اوسپر فرض ہوتا ہے اور یہ حکم اسواسطے ہے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّىٰ يَطْهُرْنَ ساتھ تشدید طا کے اور ہا کے یعنی نہ قریب ہو تم اون سے یہانتک کہ وہ خوب پاک ہو لیں یعنی غسل کریں اور یہ قرارت عاصم اور کسائی کی ہے اور امام مالک اور شافعی کے نزدیک اس قرارت میں بھی اور جب یہ آیت بہ تخفیف پڑھی جاتی ہے معنی یہی ہوتے ہیں یہانتک کہ غسل کریں پس یہ آیت تو دلیل اس بات کی ہوئی کہ حیض سے غسل فرض ہے لیکن نفاس سے تو بسبب اس بات کے کہ اسپر اجماع ہے اور اجماع حجت قاطع ہے کیونکہ حضرت نے فرمایا لَا تَجْتَمِعُ أُمَّتِي عَلَى الضَّلَالَةِ یعنی نہیں جمع ہوگی امت میری گمراہی پر اور اسیطرح معلوم ہو چکا ہے کتب اصول سے اور روایت کیا اس حدیث کو طبرانی اور ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ابی عاصم اور حافظ ضیاء اور ابن جریر اور حاکم اور ابو نعیم اور ابن مندہ نے اور احمد اور ابن ابی خیثمہ نے ابو مالک اشعری اور ابن عمر اور ابی بصرہ غفاری وغیرہم سے الفاظ مختلفہ رضی اللہ عنہم اجمعین اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ جسکو مسلمان قبیح دیکھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی قبیح ہے اور جسکو مسلمان اچھا دیکھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے روایت کیا اسکو بزار اور ابو داؤد طیالسی اور ابو نعیم اصبہانی نے اور روایت کیا احمد نے دو سند سے کو فقط وَاللّٰهُ أَعْلَمُ وَعِلْمُهُ أَتَمُّ **ص** اور اگر عورت کافرہ بعد انقطاع یعنی بعد پاک ہونے کے مسلمان ہوئی غسل اوسکے اوپر واجب نہ ہوگا اور بعد جنابت کے اگر مسلمان ہوئی غسل واجب ہوگا **ف** دلیل اسکی شرح وقایہ عربی میں مذکور ہے **ص** اور جو چار پائے کے وطی کرنے سے غسل واجب نہ ہوگا بغیر انزال کے اور غسل مستحب ہے واسطے جمعے کے یعنی نماز جمعے کے نہ واسطے دن جمعے کے اور یہی صحیح ہے **ف** امام شافعی و امام ابو حنیفہ صاحب کے نزدیک غسل دن جمعے کے سنت ہے اور یہی روایت ہے احمد سے اور امام مالک کے نزدیک واجب ہے آئمہ ثلاثہ کہتے ہیں کہ روایت ہے یعنی صحیحین اور جامع ترمذی اور موطا اور سنن نسائی میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کوئی کہ آوے تم میں دن جمعے کے تو چاہیے کہ غسل کرے اور روایت کی بخاری اور مسلم اور ابو داؤد اور نسائی نے حضرت ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ غسل جمعے کا واجب ہے ہر بالغ پر اور سنن ابن ماجہ میں روایت ہے کہ فرمایا حضرت نے غسل جمعے کا واجب ہے ہر مسلمان پر اور ان حدیثوں سے ادا کیا گروہ علماء نے یہ وہ دن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسکو عید کیا ہے یعنی غسل کرو آخر حدیث تک اور روایت کی مالک نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ کہا انہوں نے کہ غسل دن جمعے کا واجب ہے ہر مرد بالغ کے اور بسبب مساوات کے اور بسبب صحت حدیث کے اور بسبب واجب ہونے کے اور روایت کیا ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت سے صحیح مسلم میں انہوں نے اور کہا احمد نے ابن نمیر اور ابو داؤد نے کہ حدیث اصح ہے غسل کی اور صحیح ہے اور کہا ابن مندہ نے اور انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور اس حدیث کو کہا بخاری رحمہ اللہ نے کہ یہ اصح الاسانید ہے اور یہ دلیلیں اون کی ہیں جو کہتے ہیں کہ غسل دن جمعے کے مستحب ہے اور جو کہتے ہیں کہ واجب نہیں حجت پکڑتے ہیں اوس سے کہ روایت کی ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور احمد اور بیہقی اور ابن ابی شیبہ نے اور ابن عبدالبر نے استدراک میں سمرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جسنے وضو کیا دن جمعے کے تو خوب کیا اور جسنے غسل کیا

نیک کیا اور غسل افضل ہی کہا ترمذی نے کہ اس باب مین روایت ہی ابی ہریرہ اور عایشہ اور انس رضی اللہ عنہم سے اور کہا کہ حدیث سمرہ رضی اللہ عنہ کی حسن ہی اور روایت کی ہی بخاری اور مسلم اور ترمذی اور مالک اور ابوداؤد رحمہم اللہ نے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ خطبہ پڑھتے تھے دن جمعے کے کہ ناگاہ ایک شخص آیا مہاجرین سے اور ایک روایت مین ہی کہ عثمان رضی اللہ عنہ آئے سو پکارا عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اور کہا کہ یہ کیا وقت ہی آنے کا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک کام نے مجکو مشغول رکھا تھا آج کے روز اور مین گھر نہین گیا تھا کہ ناگاہ آواز اذان کی سُنی اوسی راہ سے مین مسجد مین آیا اور کچھہ دیر نہ کی مینے مگر واسطے وضو کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ فقط وضو ہی تمنے کیا اور حضرتؐ نے حکم کیا ساتھہ غسل کے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پھر نہ لوٹے اور نماز پڑھی اور عمر رضی اللہ عنہ نے حکم لوٹنے کا نہین کیا تو اس سے معلوم ہوا کہ غسل سنت ہی اور ایک حدیث سنن ابوداؤد مین ثابت ہی کہ کچھہ لوگ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آئے اور کہا کہ کیا غسل دن جمعے کے واجب دیکھتے ہو تم فرمایا کہ نہین اور لیکن غسل زیادہ پاک کرنے والا ہی اور بہتر ہی اوسکے لیے جو غسل کرے اور جو شخص نکرے تو کچھہ اوسپر واجب نہین آخر حدیث تک اور کہتے ہین کہ مراد واجب سے اون حدیثون مین ضروری ہی نہ واجب اصطلاحی فقہی اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے موطا مین لکھا ہی

اَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ بْنُ اَبَانَ بْنِ صَالِحٍ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِيِّ قَالَ حَمَّادٌ سَاَلْتُهُ عَنِ الْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْغُسْلِ مِنَ الْجَنَابَةِ وَالْغُسْلِ مِنَ الْعِيْدَيْنِ قَالَ اِنِ اغْتَسَلْتَ فَحَسَنٌ وَاِنْ تَرَكْتَ فَلَيْسَ عَلَيْكَ الْحَدِيْثَ

یعنی خبر دی مجکو محمد بن ابان بیٹے صالح نے اونھون نے سنا حماد رحمۃ اللہ علیہ سے کہا حماد رحمۃ اللہ علیہ نے کہ پوچھا مینے ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے غسل دن جمعے اور جنابت اور عیدین سے اونھون نے کہا کہ اگر غسل کرے تو اچھا ہی اور اگر ترک کرے تو کچھہ تیرے اوپر نہین اور بھی روایت کی صحیح مسلم مین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے انھون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جسنے کہ وضو کیا سو اچھا کیا وضو کو پھر آیا جمعے کو اور سنا یعنی خطبہ اور چپ رہا بخشا جائے گا اوسکے لیے جو کچھہ کہ درمیان اوسکے اور درمیان جمعے کے ہی آخر حدیث تک اور وہ جو ابوداؤد نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہی سند اوسکی صحیح ہی میرے نزدیک اور روایت کی طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ اکثر نہاتے تھے دن جمعے کے اور اور ترک کرتے تھے اوسکو اور اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ غسل سنت ہی واللہ اعلم اور کچھہ بیان اوسکا باب جمعہ مین آویگا اور اس جگہہ بہت سی روایتین ہین کہ ذکر کرنا اونکا خالی طول سے نہین **ص** دوسرے دونون عیدون کے واسطے یعنی عید الفطر اور عید اضحی مین **ف** جانا چاہیے کہ عیدین کے غسل مین کئی حدیثین ہین لیکن ضعف سے خالی نہین ہین پہلے تو یہ کہ روایت ہی فاکہ بن سعد رضی اللہ عنہ سے کہ صحابی ہونا اونکا مشہور ہی کہا اونھون نے کہ حضرتؐ غسل کرتے تھے دن جمعے اور دن عید فطر کے اور دن نحر اور روز عرفہ کے روایت کیا اسکو امام احمد اور ابوداؤد اور طبرانی نے اپنی معجم مین اور سنن ابن ماجہ مین اور مسند بزار مین بھی مروی ہی شیخ ابن الہمام نے کہا کہ یہ حدیث ضعیف ہی اور ایسا ہی ذکر کیا نووی نے اور روایت کی ابن ماجہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ حضرتؐ غسل کرتے تھے دن عید فطر اور دن عید اضحی کے اور یہ بھی حدیث ضعیف ہی اور سیوطی نے جمع الجوامع مین لکھا ہی کہ زیاد بن اشعری نے کہا ایک قوم کو کہ جو فعل مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دیکھا وہی تمسے دیکھا مگر یہ کہ تم غسل نہین کرتے ہو پنج عید کے روایت کیا اسکو ابن مندہ نے اور ابن عساکر نے اور کہا کہ صحیح ہی عیاض سے اور زیاد کا کہنا محفوظ نہین انتہی تو اسمین یہ کلام ہی کہ ابن عساکر

کی روایت کا اعتبار نہیں جبتک رجال سند کے معلوم نہوں اور اکثر احادیث ضعیفہ بھی ہوا کرتے ہیں ان کتابوں میں اور مجد الدین فیروزآبادی نے لکھا ہی کہ اس باب میں دو حدیثیں آئی ہیں یعنی ایک حدیث ابن عباسؓ کی اور ایک حدیث فاکہ رضی اللہ عنہ کی جو دونوں ہمنے اوپر نقل کیں یہ دونوں ضعیف ہیں اور بعض محققین نے کہا ہی کہ ہمنے سوا حدیث عیاض اور فاکہ کے تیسری حدیث اس باب میں نہیں پائی البتہ روایت ہی مؤطا میں ساتھ سند صحیح کے عبداللہ بیٹے عمر رضی اللہ عنہما سے کہ جب وہ واسطے نماز عید کے نکلتے تھے غسل کرتے تھے پہلے اسکے کہ جائیں لیکن یہ بات ہی کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حضرتؐ کی تابعداری بہت کرتے تھے اور ذراسی بات بھی جو حضرتؐ نے نہیں کی ہوتی تھی نہیں کرتے تھے اس سے معلوم ہوتا ہی کہ انھوں نے حضرتؐ کو غسل کرتے دیکھا ہوگا جیسا کہ فیروزآبادی نے کہا لٰکِنْ صَحَّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا اَنَّہٗ کَانَ یَغْتَسِلُ لِکُلِّ عِیْدٍ وَشِدَّۃُ مُبَالَغَتِہٖ لِمُتَابَعَۃِ السُّنَّۃِ یَقْتَضِیْ اَنَّ الْحَدِیْثَ فِیْ ھٰذَا الْبَابِ صَحِیْحٌ یعنی صحیح ہوا ہی ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ وہ غسل کرتے تھے واسطے عید کے اور شدت مبالغہ اونکا واسطے متابعت سنت کے چاہتا ہی اس بات کو کہ حدیث اس باب میں صحیح ہی فقط واللہ اعلم اور روایت کی ترمذی اور دارمی نے زید بن ثابت سے اور کہا کہ حسن ہی کہ حضرتؐ نے کپڑے اوتارے واسطے لبیک کہنے کے اور غسل کیا تو اس سے سنت ہونا غسل احرام کا ثابت ہوتا ہی مگر یہ کہ عموم اسمیں نہیں بلکہ اس سے یہ سمجھا جاتا ہی کہ ایکبار کیا تو غسل مستحب ہو جاویگا نہ کہ سنت ایسا ہی کہا شیخ ابن الہمام نے فتح القدیر میں ھٰذَا مَا ظَھَرَ لِیْ الْاٰنَ لَعَلَّ اللّٰہَ یُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِکَ اَمْرًا **ص** تیسرے واسطے احرام کے **ف** احرام کیواسطے غسل کرنا ائمہ اربعہ کے نزدیک مسنون ہی اور دلیل اسکی بھی گذری اور روایتیں اس باب میں صحیح ہیں اور بیان اسکا حج کے باب میں آویگا **ص** چوتھے دن عرفے کے **ف** کیونکہ اوپر ہمنے ذکر کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم غسل کرتے تھے دن جمعے کے اور عید فطر اور عید نحر اور روز عرفے کے روایت کیا اسکو بزار نے اور طبرانی نے اور ابن ماجہ نے اور ابوداؤد اور احمد وغیرہم رحمہم اللہ اجمعین نے اور یہ بھی ضعیف ہی

باب پانی کے بیان میں جس سے وضو جائز ہی اور جس سے جائز نہیں

جائز ہی وضو مینہہ کے پانی سے اور چشمے سے یعنی زمین کے پانی سے مثل کنوئیں وغیرہ کے **ف** اسواسطے کہ اللہ تعالی فرماتا ہی وَیُنَزِّلُ عَلَیْکُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّیُطَھِّرَکُمْ بِہٖ یعنی اور اللہ تعالی اوتارتا ہی پانی آسمان سے تاکہ پاک کرے تمکو اوسسے اور فرمایا وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَھُوْرًا یعنی اوتارا ہمنے آسمان سے پانی پاک کرنے والا یہ آیتیں دلالت کرتی ہیں آسمان کے پانی کے پاک ہونے پر اور زمین کے پانی کے پاک ہونے پر کہ کنوئیں ہیں دلیل یہ ہی جو روایت کی ابوداؤد اور ترمذی نے ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے کہ پوچھا گیا حضرتؐ سے کہ کیا وضو کریں ہم کنوئیں بضاعہ سے اور وہ کنواں ہی کہ ڈالے جاتے ہیں اوسمیں کتے اور کپڑے حیض کے اور بدبودار چیزیں فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پانی پاک ہی نہیں نجس کرتی ہی اوسکو کوئی چیز اور حسن کہا اس حدیث کو ترمذی اور ابن القطان رحمۃ اللہ علیہما نے اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اور ہدایہ میں جو حدیث لکھی ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی پاک ہی نہیں نجس کرتی ہی اوسکو کوئی چیز مگر جب بدل جاوے رنگ یا بو یا مزہ اوسکا تو روایت کیا اسکو بیہقی نے ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے جیسا کہ آگے آویگا اور پانی دریا کے پاک ہونے پر دلیل یہ ہی کہ روایت کی ترمذی اور ابن ماجہ اور ابوداؤد اور نسائی نے تحقیق کہ ایک شخص نے پوچھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ ای رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم ہم سوار ہوتے ہیں دریا میں اور اوٹھاتے ہیں اپنے ساتھ پانی تھوڑا تو اگر وضو کریں ہم پیاسے ہوں کیا وضو کریں ہم دریا کے پانی سے تو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وہ یعنی دریا پاک ہی پانی اوسکا اور حلال ہی مردہ اوسکا کہا ترمذی نے

پوچھا ہے محمد بن اسمٰعیل رحمۃ اللہ علیہ سے اس حدیث کو تو بہت لوگون نے کہا حدیث صحیح ہی اور باقی تفصیل اسکی خوب شیخ ابن الہمام نے فتح القدیر شرح ہدایہ مین لکھی ہی **ص** اور برف کے پانی سے اگرچہ ابھی ہوا ہو اور اگر جما ہوا ہو تو جائز نہین **ف** کیونکہ جس صورت مین برف یا اندہ پانی کے بہتی ہی تو حکم اوسکا پانی کا سا ہی وضو جائز ہوگا اور جس صورت مین جمی ہوئی ہی تو وہ پانی مین داخل نہین کیونکہ پانی کی حقیقت مین بہنا بھی داخل ہی **ص** جائز ہی وضو اوس پانی سے جو رکھے رکھے بدبودار ہوگیا ہو یا اوسکے کسی وصف کو پاک چیز نے مثل خاک یا اشنان یا صابون یا زعفران کے بدل دیا ہو **ف** اسواسطے کہ ان سب پر پانی کا اطلاق آتا ہی اور روایت کی نسائی نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل کیا زوجہ کے ایک برتن سے کہ اوسمین اثر آٹے کا تھا اور تفصیل فتح القدیر مین ہی **ص** اور امام ابی یوسف کے نزدیک اگر پاک چیز ایسی ہو کہ پاک کرنا اوس سے مقصود ہوتا ہی تو وضو اوس سے جائز ہی مگر یہ کہ غالب ہو جاوے اوپر پانی کے مثلاً گاڑھا کرے اور اوسکی رقت اور سیلان جاتا رہے تو کھچڑی تو وضو اوس سے جائز نہین اور اگر وہ چیز ایسی نہو جسمین اوس سے پاک کرنا مقصود ہو تو اسصورت مین اوسنے دو روایتین ہین ایک روایت مین غلبہ شرط ہی یعنی اگر غلبہ پانی پر نکرے تو وضو جائز ہی اور ایک روایت مین غلبہ شرط نہین ایسا چاہیے جاوے وضو اوس سے اور امام شافعی کے نزدیک اگر وہ چیز کہ پانی مین مل گئی ہی زمین کی قسم سے ہین وضو اوس پانی سے جائز ہین اگرچہ غالب ہو **ف** اور اصل اسمین ہی جو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہی **ص** اگر پانی جاری مین کوئی چیز گر پڑے اور اوسکا اثر اوسکا نہ پایا جاوے تو وضو اوس سے جائز ہی **ف** اسواسطے کہ نجاست اوسمین نہ ٹھیرے گی بلکہ بہ جاوے گی ایسا ہی ہدایہ مین ہی **ص** بعض اصحاب ہمارے کہتے ہین علما کا اسمین اختلاف ہی بعضون کے نزدیک پانی جاری اوسے کہتے ہین کہ گھاس اور کھیتی وغیرہ کو بہا لیجاوے **ف** اسکو صاحب شرح وقایہ نے اختیار کیا ہی اور بعضون نے کہا کہ جاری وہ ہی کہ جسکو لوگ جاری سمجھین اور اسکے بدن مین اختلاف کیا ہی اور حق میرے نزدیک یہ ہی کہ جاری اوسے کہتے ہین کہ مطلق حرکت اوسمین پائی جاوے اگرچہ کیسا ہی ضعیف ہو **ص** اور اگر ندی اوپر سے روک دیجاوے اور پانی کم نکلتا ہو وضو اوس سے جائز ہی کیونکہ وہ پانی جاری ہی اور پانی ضعیف مین جو آہستہ بہتا ہی اسطرح پر وضو کرے کہ پھر پانی مستعمل کو نہ ملاوے یعنی مستعمل اور غیر کے بیچ مین اتنی دیر کرے کہ پانی مستعمل بہہ جاوے اور مستعمل پانی کا بیان آگے آویگا **ف** کیونکہ پانی مستعمل جس کو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک پاک ہی **ص** اگر حوض دہ در دہ سے کم ہو اور ایک طرف سے اوسمین پانی آتا ہی اور دوسری طرف سے نکلتا جاتا ہی ہر طرف مین اوس حوض کے وضو جائز ہی اور اسی پر فتوی ہی **ف** در مختار مین ہی یہ یقینی یعنی اسی پر فتوی ہی **ص** اور بعضون کے نزدیک اگر چار در چار ہی یا کم تو جائز ہی اور اس سے زیادہ مین جائز نہین اور اگر پانی بہا ہوا نہو اور معلوم ہو جاوے کہ ہوا اوسکی نجاست سے ہی وضو اوس سے درست نہین اور اگر معلوم ہو تو وضو جائز ہی کیونکہ کبھی ہوا سبب پانی دور کرنے کا ہوتی ہی واللہ اعلم **ص** اگر جاری ندی مین پڑا اور اوسکے غرض کو بند کیا اور پانی کنارے کے اوپر جاری ہوا اگر وہ پانی جو کنارے سے ہوا ہو کم ہی اوس پانی سے جو کنارے سے الگ ہی اوسکے نشیب مین وضو جائز ہی ورنہ نہین جائز ہی فقیر ابو جعفر نے کہا ہی کہ ہمنے اسی پر اپنے مشائخ کو پایا ہی اور امام ابی یوسف سے مروی ہی کہ اگر کوئی وصف پانی کا نہین بدلا ہی تو اوس سے وضو کرنے مین کچھ خوف نہین اور اگر پانی مین ایسا جانور مر جاوے کہ پانی مین پیدا ہوتا ہی اور اوسمین جیتا ہی جیسے مچھلی اور مینڈک وضو اوس سے جائز ہی اور جو جانور پانی مین نہین پیدا ہوتا اور پانی مین رہتا ہی مثل بطہ اور مرغابی کے اوس کے مرنے سے پانی نجس ہوتا ہی

ف مچھلی وغیرہ کے مرنے سے واسطے پانی نجس نہین ہوتا کہ ان جانورون کی جگہ یہی پانی ہی ایسا ہی ذکر کیا صاحب ہدایہ نے اور عاقل پر مخفی نہین ہے کہ اس سے لازم یہ آتا ہی کہ اگر درندہ خشکی مین مرجاوے تو چاہیے کہ نجس نہو کیونکہ درندہ کا مقام خشکی ہی لیکن اسکا جواب یون ہو سکتا ہی کہ معدن سے مراد وہ ہی کہ بغیر اوسکے جی نہین سکتا اور ایسا معدن درندے کا خشکی نہین واللہ اعلم اور دوسری دلیل ہدایہ مین اسکی یون لکھی ہی کہ انمین خون نہین کیونکہ جو جانور کہ دموی ہی پانی مین نہین رہتا ہی اور جب خون نہوا تو پانی نجس نہوگا کیونکہ خون ہی نجس کرنیوالا ہی کہا شیخ ابن الہمام نے ھٰذَا التَّعْلِیْلُ ھُوَ الْاَصَحُّ اور اگر پانی کے سوا اور مین مثل سرکے وغیرہ مین اگر یہ چیزین مرجاوین تو بعضون نے کہا کہ سوائے مچھلی کے اور مین نجس ہوگا اور بعضون نے کہا ہی کہ کسی مین نجس نہوگا اور یہی صحیح ہی کذا فی الہدایہ

ص اور اگر پانی مین ایسا جانور مراجسمین بہتا خون نہین جیسے مچھر اور مکھی وضو اوس سے جائز ہی کیونکہ خون جو نجس ہی وہ بہتا ہی

ف کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تمھارے برتن کھانے یا پانی مین مکھی گر پڑے تو چاہیے کہ اوسکو ڈبووے پھر اوسکو نکال ڈالے اسواسطے کہ ایک پر مین اوسکے مرض ہی اور دوسرے پر مین شفا ہی روایت کیا اسکو بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور یہ حدیث نہایت صحیح ہی اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بے خون کے حیوان کے مرنے سے پانی ناپاک نہین ہوتا اور یہ دلیل لانا اوس سے اچھا ہی جو دلیل لائے ہین صاحب ہدایہ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی حلال ہی کھانا اوسکا اور پینا اوسکا اور وضو اوس سے اور پوری حدیث یون ہی کہ روایت کی دارقطنی نے سلمان رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھانا یا پینا پڑجاوے اوسمین وہ جانور جسمین خون نہین اور مرجاوے اوسمین تو وہ حلال ہی کھانا اوسکا اور پینا اوسکا اور وضو اوس سے کہا دارقطنی نے نہین مرفوع کیا اس حدیث کو مگر بقیہ نے سعید بن سعید زبیدی سے اور وہ ضعیف ہی اور ابن عدی نے کہا کہ سعید یہ مجہول ہی شیخ ابن الہمام نے کہا کہ یہ بقیہ بیٹا ولید کا ہی روایت کی اس سے بہت اماموں نے مثل حمادؒ اور ابن المبارک اور یزید بن ہارون اور ابن عیینہ اور کیع اور اوزاعی اور اسحق بن راہویہ اور شعبہ وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم کے اور روایت کی اوس سے جماعت نے مگر بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مین کہتا ہون کہ پوچھے گئے یحیی بن معین بقیہ اور اسمعیل بن عیاش سے پس کہا کہ کِلَاھُمَا صَالِحَانِ یعنی دونون اچھے ہین اور کہا ابوزرعہ رازی نے کہ بقیہ میرے نزدیک اچھا ہی اسمعیل بن عیاش سے اور سعید بن سعید کہا ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ نے کہ ذکر کیا اوسکو خطیب نے اور کہا کہ نام اونکے باپ کا عبدالجبار ہی اور وہ ثقہ تھے تو اب جہالت جاتی رہی اور حدیث باوجود اسکے حسن سے کم نہوگی تو معلوم ہوا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث جو اوپر ہمنے ذکر کی اس سے زیادہ اور بہت صحیح ہی واللہ اعلم

ص اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک پانی نجس ہوجاتا ہی

ف اور قول اول جو مذہب امام صاحب کا ہی صحیح ہی

ص جو پانی درخت یا میوے سے نچوڑا جاوے جیسے پانی ریواج کا درخت سے نچوڑا جاتا ہی اور پانی سیب اور انار کا کہ میوے سے نچوڑا جاتا ہی وضو اوس سے جائز نہین اور اگر خود درخت سے ٹپکے جائز ہی

ف کیونکہ اسپر پانی مطلق نہین بولا جاتا ہی مثلاً جو کوئی سرکہ پیے تو یہ نہین کہا جاویگا کہ فلانے نے پانی پیا اور قرآن شریف مین حکم ہی کہ جب پانی نپاؤ تو تیمم کرو

ص اور وضو اوس پانی سے جسپر کوئی چیز غالب آجاوے اسطرح پر کہ پانی کو اوس کی طبیعت سے نکال دیوے یا پکانے کے سبب سے غالب ہوجاوے جیسے کہ پانی باقلے کا

ف ہدایہ مین ہی کہ باقلے کے پانی سے مراد وہ ہی جو پانی کہ غالب ہوگئی ہو اوسپر کوئی چیز پکانے کے سبب سے

ص یا شوربا جائز نہین اور اگر پتے درخت کے پانی مین پڑے اور اوسکا رنگ یا کوئی وصف بدل گیا بلا فرق اوس سے جائز نہین کیونکہ وہ مانند پانی باقلے کے ہی

ف ہدایہ مین ہی کہ جو پانی بغیر پکنے کے بدل گیا تو اوس سے وضو جائز ہی

اور باقلے کے معنی جو صاحب ہدایہ نے بیان کیے شاید وہ شارح وقایہ نے مراد نہین لیے واللہ اعلم **ص** اور جو پانی بہتا نہین اوسمین اگر نجاست پڑی وضو اوس سے جائز نہین **ف** جاننا چاہیے کہ یہان تین مذہب ہین پہلے تو یہ ہی کہ پانی جو جاری نہین اوسمین اگر نجاست پڑے گی تو نجس ہو جائے گا پانی تھوڑا ہو یا بہت مگر جب کہ وہ حوض دہ در دہ ہو اور اوسکا ذکر آگے آویگا تو اس صورت مین مانند جاری کے ہوگا اور یہ مذہب امام اعظم رحمۃ اللہ کا ہی دوسرا مذہب یہ ہی کہ اگر دو پکھال پانی ہو تو نجس نہوگا اور یہ مذہب امام شافعی رحمۃ اللہ اور امام احمد رحمۃ اللہ کا ہی اور تیسرا مذہب یہ ہی کہ پانی تھوڑا ہو یا بہت جبتک کہ اوسکا کوئی وصف نہ بدلے پانی نجس نہوگا اور یہ مذہب امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا ہی امام اعظم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل یہ ہی کہ روایت کی بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اور مسلم اور ترمذی اور ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہم وغیرہم نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ پیشاب کرے ایک تم مین کا پیچ اوس پانی کے جو جاری نہو پھر غسل کرے اوسمین اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ غسل کرے کوئی تم مین سے بیچ پانی دائم کے اور وہ جنب ہو کہا کہ کسطرح کرے ای ابا ہریرہ کہا کہ لے لے اوس کو لینے کر یعنی کسی برتن سے مثلاً لیکر اپنے اوپر پانی ڈالے اور حضرت نے منع کیا تحیر سے ہوئے پانی مین پیشاب کرنے سے روایت کیا ان دونون کو مسلم نے اپنی صحیح مین اور اس حدیث کو صحیح کیا بہت لوگون نے روایت کیا اسکو مسلم نے کئی طریقون سے اور بخاری نے بھی اور چارون عالمون نے اور طحاوی اور طبرانی وغیرہم نے بھی اور یہ حدیث مشہور ہی اور اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ جو پانی جاری نہین وہ نجس ہو جاتا ہی والا منع کرنے سے کچھ فائدہ نہوگا اور بھی روایت ہی صحیحین مین ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ جاگے کوئی تم مین سے اپنے خواب سے سو نڈالے ہاتھ اپنا پیچ برتن کے یہانتک کہ دھوے اوسکو تین بار کیونکہ وہ نہین جانتا کہ کہان رہا ہاتھ اوسکا اور یہ حدیث بہت طریقون سے مروی ہی اور روایت کیا اسکو مسلم نے دس طریقون سے اور روایت کیا اسکو ترمذی نے اور کہا کہ حسن صحیح ہی اور اس باب مین روایت ہی ابن عمر اور جابر اور عایشہ رضی اللہ عنہم سے اور بھی روایت کیا اسکو ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ وغیرہم نے اور یہ بھی حدیث مشہور ہی اور بھی دو تین مؤید اسکی کنوئین کے باب مین آوینگی اور امام شافعی کے مذہب کی دلیل یہ ہی کہ روایت ہی ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہا اونھون نے پوچھے گئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوس پانی سے جو کہ ہوتا ہی جنگلون مین اور پیتے ہین اوس پانی سے چارپایہ درندے فرمایا آپنے کہ جب ہو پانی قلتین نہ اوٹھائیگا ناپاکی اور روایت کیا اسکو احمد اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور دارمی اور ابن ماجہ اور ابن حبان اور حاکم اور ابن خزیمہ اور دارقطنی اور بیہقی وغیرہم نے ابن عمر رضی اللہ عنہ اور جابر اور ابی ہریرہ وغیرہم سے اور ایک روایت مین ابو داؤد کی ہی کہ وہ نجس نہوگا اور روایت کیا اس حدیث کو دارقطنی نے اول کتاب مین چون مسندون سے تو مسندون مین اس لفظ سے لائے ہین اِذَا كَانَ الْمَاءُ اَرْبَعِيْنَ قُلَّةً یعنی جب ہوے پانی چالیس قلہ اول ان نو کی حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی ہی اور اسکو ضعیف کیا اور باقی ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بعض طریقون مین تو یہ نجس ہی اور بعضون مین لَمْ يَنْجُسْهُ شَيْءٌ اور پینتالیس اور طریقے ہین ایک اونمین سے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی ساتھہ اس لفظ کے اِذَا كَانَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ فَمَا فَوْقَ ذٰلِكَ لَمْ يَنْجُسْهُ شَيْءٌ اور باقی ایک دوسرا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ساتھہ اس لفظ کے اِذَا كَانَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ فَصَاعِدًا لَمْ يَنْجُسْهُ شَيْءٌ اور باقی ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اور بعض روایتون مین تو ابن عمر رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی اور بعض مین عن ابن عمر عن ابیہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی اور چالیس قلون کی روایت ابن منکدر نے بھی کی ہی اور ابن ماجہ کی روایت مین ہی قلتین او ثلاثا یعنی دو قلے ہون یا تین اور بھی

روایت کی ابن عدی نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب پہونچ جاوے پانی چالیس قلے پر نہ احتمال رکھے گا نجاست کا اور کہا ابن عدی نے کہ یہ حدیث صحیح نہین غلط کیا ہی اسمین قاسم بن عبد اللہ عمری نے اور سیوطی نے اوسکا استدراک کیا اور کہا کہ روایت کیا اسکو دارقطنی نے جابر رضی اللہ عنہ سے اور روایت کیا اوسکو عقیلی نے اور روایت کیا اوسکو دارقطنی نے ساتھ سند صحیح کے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے قَالَ اِذَا بَلَغَ الْمَاءُ اَرْبَعِیْنَ قُلَّةً لَمْ یَنْجُسْ یعنی جب پہنچے پانی چالیس قلہ نہین نجس ہوگا اور بعض روایتون مین ہی اَرْبَعِیْنَ غَرْبًا اور بعضون مین ہی اَرْبَعِیْنَ دَلْوًا سو اس حدیث کے لفظون مین اضطراب ہوا اور بھی بعض حدیثون مین آیا ہی لَا یَنْجُسُهٗ شَیْءٌ اور بعضون مین لَمْ یَحْمِلِ الْخَبَثَ اور بھی سند مین اسکی اختلاف ہی ابی اسامہ پر کبھی تو کہتے ہین عَنِ الْوَلِیْدِ بْنِ کَثِیْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبَّادِ بْنِ جَعْفَرٍ اور کبھی کہتے ہین عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَیْرِ اور جواب اسکا یہ ہی کہ جائز ہی کہ ابی اسامہ نے دونون سے سُنا ہو اور بھی اس حدیث مین ابی اسامہ نے کہا عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ ابْنِ عُبَیْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ اور وہ ہی عُبَیْدِ اللّٰہِ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ اور اسکا یہ جواب ہی کہ وہ دونون بیٹے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ہین اون دونون نے روایت کی ہوگی اور بھی ان حدیثون مین ایک روایت مین ہی عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اور ایک مین ہی عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ اَبِیْهِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اور جواب اسکا یہ ہی کہ جائز ہی کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ سے بھی سُنا ہو اور آپ بھی سُنا ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لیکن اضطراب لفظی اس حدیث مین بیشک بہت ہی کسی مین ہی قُلَّتَیْنِ اَوْ ثَلٰثًا کسی مین ہی اَرْبَعِیْنَ قُلَّةً کسی مین ہی اَرْبَعِیْنَ غَرْبًا کسی مین ہی اَرْبَعِیْنَ دَلْوًا کہا امام طحاوی نے وَلِاَنَّهٗ رُوِیَ قُلَّتَیْنِ اَوْ ثَلٰثًا عَلَی الشَّکِّ یعنی ترک کیا ہمنے حدیث قلتین کو اسواسطے کہ وہ روایت کی گئی ہی دو قلہ اور تین اگر کوئی کہے کہ چالیس قلون کی روایت ضعیف ہی تو اعتبار اوسی دو قلتون کا ہی جو اکثر روایات مین ہی جواب اوسکا یہ ہی کہ دارقطنی نے نو مسندون مین اربعین قلۃ ذکر کیا ہی اونمین سے حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی ضعیف ہی اور ابن عمر رضی اللہ عنہ کی صحیح جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا اور اضطراب لفظی تو اوسمین پایا گیا اور اضطراب معنوی جو بعض لوگون نے بیان کیا ہی اور کہا ہی کہ ایک روایت مین ہی لَمْ یَنْجُسْهُ شَیْءٌ یعنی نجس نکریگا اوسکو کچھ اور ایک مین لَمْ یَحْمِلِ الْخَبَثَ یعنی نہ اوٹھائیگا نجاست کو یعنی نجس ہوگا تو یہ کچھ نہین کیونکہ اکثر روایات کے یہ معنی کہنا مخالف ہی اور بعید ہی کیونکہ نجاست کا موقوف کرنا قلتین ہونے پر اسکی کچھ وجہ نہین واللہ اعلم پس ایک اضطراب سے یہ حدیث ضعیف ہوئی دوسرے ضعف اسنادی بھی اسمین بعض لوگون نے بیان کیا ہی کہا صاحب ہدایہ نے ضَعِیْفٌ ضَعَّفَهٗ اَبُوْ دَاوٗدَ اور بعض نسخ ہدایہ مین فی سننہ بھی ہی اور وہ غلط ہی کیونکہ سنن مین ابو داؤد کے نہین اوسکا ذکر نہین کہا شیخ ابن الہمام نے وَقِیْلَ لَعَلَّهٗ فِیْ غَیْرِ سُنَنِهٖ یعنی کہا گیا کہ یہ غیر سنن مین ابو داؤد کے ہی واللہ اعلم اور کہا شیخ ابن الہمام نے فتح القدیر مین وَمِمَّنْ ضَعَّفَهُ الْحَافِظُ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ وَالْقَاضِیْ اِسْمٰعِیْلُ بْنُ اِسْحٰقَ وَاَبُوْ بَکْرِ بْنُ الْعَرَبِیِّ الْمَالِکِیُّوْنَ یعنی جنھون نے ضعیف کیا اس حدیث کو اونمین سے ہین حافظ بن عبد البر اور قاضی اسمعیل بن ابی اسحق اور ابو بکر بن العربی مالکی لوگون نے یعنی ان لوگون نے اس حدیث کو ضعیف کیا ہی اور بدائع مین ہی عَنِ ابْنِ الْمَدِیْنِیِّ اَنَّهٗ لَا یَثْبُتُ هٰذَا الْحَدِیْثُ الْقُلَّتَیْنِ یعنی روایت ہی ابن المدینی سے کہا انھون نے ثابت نہین ہوتی حدیث قلتین کی اور کہا صاحب قاموس نے سفر السعادت مین بَابُ اِذَا بَلَغَ الْمَاءُ قُلَّتَیْنِ لَمْ یَحْمِلْ خَبَثًا قَالَ جَمَاعَةٌ لَمْ یَصِحَّ فِیْهِ حَدِیْثٌ یعنی باب قلتین مین کہا جماعت نے

کہ صحیح نہیں ہوئی دسمین کوئی حدیث اور بعضون نے کہا ہی کہ سفر السعادت مین ہی ضعفہ بعض الحفاظ وصححہ بعضھم
اور یہ غلط ہی کیونکہ سفر السعادت مین کہین اسکا نشان نہین پوری عبارت اوسکی یون ہی باب اذا بلغ الماء قلتین لم یحمل
خبثا قال جماعۃ لم یصح فیہ حدیث وجماعۃ قالوا یصح بمعنی صح او مرادہ ان کبار اھل الحدیث فی
مصنفاتھم اور زیلعی نے کہا حدیث قلتین ضعیف ضعفہ جماعۃ الحفاظ حتی قال البیہقی
من الشافعیۃ انہ غیر قوی وترکہ الغزالی والرویانی مع شدۃ اتباعھما الشافعی رحمہ
اللہ لضعفہ یعنی حدیث قلتین کی ضعیف ہی ضعیف کیا اوسکو ایک جماعت نے محدثین کی یہانتک کہ کہا بیہقی نے کہ وہ قوی
نہین اور ترک کیا اوسکو امام غزالی اور رویانی نے باوجود شدت اتباع اونکی کے واسطے امام شافعی رحمہ اللہ کے واسطے ضعف اوسکے
کے اور تمہید مین ہی ما ذھب الیہ الشافعی من حدیث قلتین مذھب ضعیف یعنی جس طرف شافعی
گئے ہین حدیث قلتین سے مذہب ضعیف ہی اور اسرار مین دبوسی کے ہی وھو حدیث ضعیف اور وہ حدیث ضعیف ہی
اور ان قولون مین ایک نظر ہی وہ یہ ہی کہ اس حدیث کا ضعف بسبب ضعف رجال کے ان لوگون نے مراد لیا ہی یا ضعف بسبب
اضطراب کے اگر ضعف بسبب اضطراب کے ہی تو مسلم ہی اور ضعف بسبب رجال کے ہرگز مسلم نہین کہا طحاوی نے خبر القلتین صحیح
واسنادہ ثابت یعنی خبر قلتین کی صحیح ہی اور اسناد اوسکی ثابت ہی اور کہا حاکم نے مستدرک مین صحیح علی شرط البخاری
ومسلم یعنی یہ حدیث صحیح ہی اوپر شرط بخاری اور مسلم کے اور کہا بیہقی نے ھذا اسناد صحیح موصول یہ اسناد صحیح
ہی موصول ہی اور صحیح کیا اوسکو دارقطنی وغیرہ نے اور کہا شیخ ابن القیم نے شرح ابی داود مین اما صحۃ سندہ فقد وجدت لان
رواتہ ثقات لیس فیھم مجروح ولا متھم وقد سمع بعضھم من بعض ولھذا صححہ ابن خزیمۃ والحاکم
والطحاوی وغیرھم یعنی صحت سند اوسکی تو پائی گئی اسواسطے کہ روایت کرنے والے اوسکے سب ثقہ ہین نہین ہی اونمین کوئی مجروح
اور نہ متہم اور سنا بعض اونکے نے بعض سے اور اسیواسطے صحیح کیا ہی اوسکو ابن خزیمہ اور حاکم اور طحاوی وغیرہم نے انتہی البتہ اضطراب
لفظی اسمین بہت واقع ہی اور وہ جو ہمنے چالیس قلتون کی روایت جابر رضی اللہ عنہ سے محمد بن منکدر کی روایت سے نقل کی بعض
لوگون نے کہا ہی کہ جابر کہنا غلط ہی بلکہ صحیح عبداللہ بن عمرو بن العاص ہی اور یہ غلطی قاسم عمری سے جو اوسکی اسناد مین ہی واقع ہوئی
ہی کیونکہ وہ ضعیف ہی ضعیف کیا اوسکو احمد اور بخاری اور یحیی بن معین وغیرہم نے کہا بیہقی نے اخبرنا ابو عبداللہ الحافظ
قال سمعت ابا علی الدقاق یقول حدیث محمد بن المنکدر عن جابر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
اذا بلغ الماء اربعین قلۃ خطأ والصحیح عن محمد بن المنکدر عن عبداللہ بن عمرو یعنی خبر دی مجھکو
ابو عبداللہ حافظ نے اونھون نے کہا سنا مینے ابا علی دقاق سے وہ کہتے تھے کہ حدیث محمد بن منکدر کی جابر رضی اللہ عنہ سے خطا ہی اور صحیح محمد بن
المنکدر سے انھون نے عبداللہ بن عمرو بن العاص سے ہی انتہی اور عبدالرزاق نے مصنف مین روایت کیا اس حدیث کو محمد بن منکدر
سے انھون نے عبداللہ بن عمرو بن العاص سے کہا عبدالرزاق نے اخبرنا الثوری ومعمر عن محمد بن المنکدر
عن عبداللہ بن عمرو بن العاص اور بھی روایت کی یزید بن ہارون نے عاصم بن منذر سے کہا کہ داخل ہوا مین ساتھ عبیداللہ
بن عبداللہ بن عمرو کے ایک باغ مین کہا وسمین پانی تھا اور اوسمین ایک کھال مردہ اونٹ کی پڑی تھی سو وضو کیا اوسنے پس کہا مینے

کیا وضو کرتے ہو تم اوس سے اور اوسمین ایک کھال مردہ اونٹ کی ہی سو حدیث بیان کی ہمسے اپنے باپ سے اونھون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپنے جب پہونچ جاوے پانی برابر دو قلے کے یا تین کے نجس نہ کریگا اوسکو کچھہ اور روایت کی ابو بکر نیشاپوری نے کہا حدثنی ابو حمید الحصیصی حدثنا ابن جریج اخبرنی لوط عن ابی اسحق عن مجاهد ان ابن عباس قال اذا کان الماء قلتین فصاعدا لم ینجسه شیء یعنی فرمایا ابن عباس نے کہ جب ہو پانی قلتین یا زیادہ نہ نجس کریگا اوسکو کچھہ اور روایت کیا اوسکو ابو بکر بن عیاش نے ابان سے انھون نے ابو یحیی سے اونھون نے ابن عباس سے ایسا ہی قول اونکا اور ایک وجہ ترک کی اس حدیث کی یہ بھی ہی کہ قلے کے لغت مین بہت سے معنی ہین اور معلوم نہین کہ اس جگہہ پر کون سے معنی مراد ہین قلے کے معنی لغت مین مشک کے ہین اور مٹکے کے اور چوٹی پہاڑ کے اور ہر چیز بلند کے اور معتبر اس مقام مین امام شافعی کے نزدیک دو قلے یعنی مٹکے ہجر کے ہین کہ نام ایک شہر کا ہی کہ وہان کے مٹکے بڑے بڑے ہوتے ہین اور اسکی تصریح حدیث مین آئی ہی جیسا کہ کہا شافعی نے اخبرنا مسلم بن خالد الزنجی عن ابن جریج باسناده لا یحضرنی ذکره انه علیه الصلوة والسلام قال اذا کان الماء قلتین لم یحمل خبثا وقال فی الحدیث بقلال هجر قال ابن جریج رایت قلال هجر فالقلة تسع قربتین او قربتین وشیئا یعنی فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ہو پانی دو قلے نہ اوٹھاویگا نجاست کو اور کہا بیچ حدیث کے کہ قلے ہجر کے کہا ابن جریج نے دیکھا مینے قلون ہجر کو پس قلہ سماتا تھا دو مشکون کو یا کچھہ زیادہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہمنے کچھہ زیادہ کے کہنے کے موافق اڑھائی مشک کرلی واسطے احتیاط کے اور بعضون نے دو مشک اور تہائی رکھا ہی اور امام شافعی صاحب کے مذہب مین موافق دو قلون کے پانچ مشکین ہوتین اور مشک بحساب شرع کے پچاس سیر پانی ہی تو قلتین دو سو پچاس سیر پانی ہوا اور بعضون نے کہا ہی کہ مقدار ایک مشک کا سو رطل عراقی ہین اور رطل عراقی برابر ایک سو اٹھائیس درہم کے ہوتا ہی واللہ اعلم جاننا چاہیے کہ اس روایت کو اخراج کیا ابن عدی نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہ ہو پانی قلتین قلون ہجر سے نہین نجس کریگا اوسکو کچھہ اور ضعیف کیا اوسکو ابن عدی نے اور کہا کہ یہ قول من قلال هجر محفوظ نہین نہین ذکر کیا جاتا مگر اسی حدیث مین اور مغیرہ بن مقلاب کنیت اوسکی ابو بشر منکر الحدیث ہی علاوہ اسکے روایت کیا اسکو دار قطنی نے ایک سند سے کہ اوسمین ابن جریج ہین اور قلال ہجر کا کچھہ اوسمین ذکر نہین اور یہ جو امام شافعی نے روایت کی ہی اول تو خالی اسناد سے ہی دوسرے یہ کہ مسلم بن خالد زنجی شیخ امام شافعی کا قال ابو حاتم لیس بذاک القوی منکر الحدیث لا یکتب حدیثه ولا یحتج به وقال البخاری منکر الحدیث وقال علی بن المدینی لیس هو بشیء وقال احمد بن محمد بن الولید کان فقیها عابدا یصوم الدهر توفی بمکة سنة ثمانین ومائة وکان کثیر الغلط فی حدیثه الی آخر ما قال یعنی کہا ابو حاتم نے کہ وہ قوی نہین حدیث اوسکی خلاف روایت ثقات کے ہی نہین لکھی جائیگی حدیث اوسکی نہین حجت پکڑی جائیگی اوس سے اور کہا بخاری نے کہ حدیث اوسکی خلاف روایت ثقات کے ہی اور کہا علی بن المدینی نے کہ وہ کچھہ نہین اور کہا احمد بن محمد بن الولید نے کہ وہ فقیہ عابد تھا روزہ رکھتا تھا ہمیشہ وفات کی بیچ مکے کے سن اسی اور سو مین اور بہت غلطی کرتا تھا حدیث مین اگر کوئی کہے کہ ثقہ کہا اسکو یحیی بن معین نے اور کہا ابن ابی حاتم نے مسلم الزنجی امام فی الفقه یعنی مسلم زنجی امام ہی فقہ مین اور کہا ابن عدی نے کہ وہ حسن الحدیث ہی وعدہ الک تو جواب اوسکا یہ ہی کہ جب جرح و تعدیل کرین اوسکو لوگ مانند علی بن المدینی اور بخاری اور ابو حاتم اور امثال اونکے کہ وصف اوسکا

بسبب ثقہ کہنے بعض لوگون کے نہین جاویگا اور اگر مانیے بھی تو بھی یہ حدیث بغیر اسناد کی ہی تو خصم تسلیم نہین کریگا واللہ اعلم اور کہا
ابن جریج نے اَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ عُقَيْلٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ يَحْيَى بْنَ يَعْمَرَ اَخْبَرَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ اِذَا كَانَ الْمَآءُ قُلَّتَيْنِ لَمْ يَحْمِلْ خَبَثًا وَلَا بَأْسًا قَالَ فَقُلْتُ لِيَحْيَى بْنِ عُقَيْلٍ قُلَالُ هَجَرَ قَالَ قُلَالُ هَجَرَ
قَالَ فَاَظُنُّ كُلَّ قُلَّةٍ تَاْخُذُ قِرْبَتَيْنِ یعنی فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب ہو پانی دو مٹکے نہ اوٹھاوے گا
نجاست اور گندگی کو کہا محمد نے کہ پوچھا مینے یحیی بن عقیل سے کہ مراد یہان قلے ہجر کے ہین کہا کہ قلے ہجر کے کہا کہ گمان کرتا ہون مین
کہ ہر قلہ سماتا ہوگا دو مشکین اور اس حدیث مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول قلال ہجر نہین ہی تو حجت نہوگا تو اس حدیث مین اب قلے کے
معنی نہ معلوم ہوئے تو حدیث ضعیف ہوگی جیسا کہ امام طحاوی نے کہا وَاِنَّمَا تَرَكْنَاهُ لِاَنَّا لَا نَعْلَمُ مَا الْقُلَّتَانِ یعنی ہمنے ترک کردیا اس حدیث
کو اسواسطے کہ ہم نہین جانتے کہ کیا ہین دو مٹکے اور پوشیدہ نہین ہے کہ جس صورت مین چالیس قلون کی حدیث پر عمل کیا جائیگا تو امام ابوحنیفہ صاحب
کا مذہب بھی تحقق ہوجائیگا کیونکہ جب یہ ٹھہرا کہ قلتین دو سو پچاس سیر پانی ہوا موافق قول مختار کے تو چالیس قلون کا پانچ ہزار سیر
پانی ہوا جیسا کہ حساب سے معلوم ہوجائیگا اور اتنے پانی مین حوض دہ در دہ پورا ہوجاوے گا سو مشکون کا یہ تخمینا ہی آزمایا
نہین گیا واللہ اعلم اور کہا شیخ ابن الہمام نے فتح القدیر مین هٰذَا تَلْخِيْصُ مَا ذَكَرَهُ الشَّيْخُ تَقِيُّ الدِّيْنِ فِي الْاِمَامِ وَبِهٖ
تَرَجَّحَ ضَعْفُ الْحَدِيْثِ عِنْدَهٗ اِلٰى اٰخِرِهٖ قَالَ یہ خلاصہ ہوا وسکا جو ذکر کیا اوسکو شیخ تقی الدین نے بیچ امام کے اور اس سے
مرجح ہوا ضعف حدیث کا نزدیک اونکے تو وہین ضعف کی اس حدیث مین کل تو وہین ایک تو اضطراب لفظی دوسری اشتراک اور
باقی اور جو ضعف لوگون نے بیان کیے ہین خالی ضعف سے نہین جیسا کہ اوپر ہمنے بعض وجوہ کی طرف اشارہ بھی کیا ہی اور شیخ
شمس الدین نے شرح ابی داؤد مین اس مبحث کی بہت تفصیل کی ہی سو دیکھنا ہو دیکھے یہ بیان تو سب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کا
تھا اب دلیلین مذہب امام مالک کی بیان کرتے ہین لیکن بطور اختصار تاکہ کتاب مطول نہوجاوے دلیلین امام مالک کی یہ ہین کہ روایت
کی ابی داؤد اور ترمذی نے ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے کہ پوچھا لوگون نے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم شوکریں ہم کنوین بضاعہ سے
اور اوسمین ڈالے جاتے ہین کپڑے حیضون کے اور نجاستین اور گوشت کتون کے فرمایا آپنے پانی پاک ہی نہین کرتا اوسکو نجس کچھ اور ترمذی نے اس
حدیث کو کہا حدیث حسن اور امام احمد نے تصحیح اسکی کی ہی اور یہ حدیث اگرچہ مطلق ہی ظاہر مین تھوڑے پانی اور بہت مین لیکن الف لام حدیث
مین جو الماء مین ہی اشارہ ہی اوس پانی کی طرف بیر بضاعہ کی خصوصیت کے علاوہ اسکے پانی بیر بضاعہ کا جاری تھا جیسا کہ ہدایہ مین ہی وَالَّذِيْ رَوَاهُ
مَالِكٌ وَرَدَ فِيْ بِئْرِ بُضَاعَةَ وَمَآؤُهَا كَانَ جَارِيًا فِي الْبَسَاتِيْنِ یعنی اور جو روایت کیا اوسکو مالک نے وارد ہوا بیر بضاعہ مین اور
پانی اوسکا جاری تھا باغون مین اور فتح القدیر مین ہی کما رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ عَنِ ابْنِ اَبِيْ عِمْرَانَ عَنْ اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدِ
ابْنِ شُجَاعٍ الثَّلْجِيِّ بِالْمُثَلَّثَةِ عَنِ الْوَاقِدِيِّ قَالَ كَانَتْ بِئْرُ بُضَاعَةَ طَرِيْقًا لِلْمَآءِ اِلَى الْبَسَاتِيْنِ وَهٰذَا يَقْتَضِيْ
صِحَّةَ عِنْدَنَا اِذَا وَثَّقْنَا الْوَاقِدِيَّ اَمَّا عِنْدَ الْمُخَالِفِ فَلَا لِتَضْعِيْفِهٖ اِيَّاهُ اِلٰى اٰخِرِهٖ یعنی جیسے کہ
روایت کی طحاوی نے ابن عمر سے انھون نے ابو عبداللہ محمد بن شجاع ثلجی سے انھون نے واقدی سے کہا انھون نے کہ تھا کنواں بضاعہ کا راستہ واسطے
پانی کے طرف باغون کے اور اس سے حجت قائم ہوگئی ہمارے نزدیک اور لیکن نزدیک مخالف کے تو نہین واسطے ضعیف کرنے اوسکے کے
واقدی کو آخر تک اور روایت کی ابن ماجہ نے ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پوچھے گئے اون حوضون سے جو درمیان

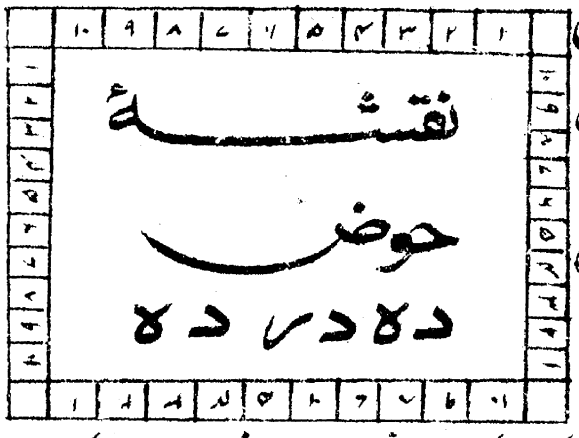
مکہ شریف اور مدینہ طیبہ کے ہین وارد ہوتے ہین اونپر درندے اور کتے اور گدھے اور پوچھے گئے وضو سے اون حوضون مین سے سو فرمایا آپنے کہ واسطے اونکے ہی جو اوٹھایا اونھون نے اپنے پیٹون مین اور واسطے ہمارے ہی جو باقی رہگیا پانی اور روایت کی ابن ماجہ نے جابر سے بھی ایسی ہی اور ہمین بھی ہی اِنَّ الْمَاءَ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے مصنف مین مانند اسکے کہا ابن ابی شیبہ نے حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ عِكْرِمَةَ اَنَّهٗ قَالَ مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِغَدِيْرٍ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ الْكِلَابَ تَلَغُ فِيْهِ وَالسِّبَاعَ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِلسَّبُعِ مَا اَخَذَ فِيْ بَطْنِهٖ وَلِلْكَلْبِ مَا اَخَذَ فِيْ بَطْنِهٖ فَاشْرَبُوْا وَتَوَضَّؤُا قَالَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ لَا بَاْسَ بِهٖ اِذَا كَانَ عَشْرًا فِيْ عَشْرٍ مَا لَمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهٗ وَرِيْحُهٗ وَلَوْنُهٗ یعنی گذرے حضرت ایک گڑھے پر سو کہا صحابہ رضی اللہ عنہم نے اے رسول اللہ علیک الصلوٰۃ والسلام تحقیق کہ کتے منہ ڈالتے ہین اوسمین اور درندے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے درندون کے ہی جو لیا انھون نے اپنے پیٹون مین اور واسطے کتون کے ہی جو لیا انھون نے اپنے پیٹون مین سو پیو اور وضو کرو کہا ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے نہین حرج ہی ساتھ اوسکے جب کہ ہو وہ دہ در دہ جبتک کہ نہ بدلے مزہ اوسکا اور بو اور رنگ تو ان حدیثون سے امام مالک بھی تمسک نہین کر سکتے ہین کیونکہ احتمال ہی کہ یہ سب گڑھے دہ در دہ ہون اور پانی کا جب رنگ یا مزہ یا بو بدل جاوے تو پھر اوس سے کسیکے نزدیک وضو جائز نہین کیونکہ روایت کی ابن ماجہ اور دار قطنی نے ابی امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پانی نہین نجس کرتا ہی اوسکو کچھ مگر جب کہ غالب ہو جاوے اوسکی بو پر یا مزے پر یا رنگ پر کوئی چیز اور دار قطنی کا لفظ یہ ہی اِلَّا مَا غَيَّرَ رِيْحَهٗ وَطَعْمَهٗ اور اسناد مین اس حدیث کی رشدین بیٹا سعد کا ضعیف ہی ضعیف کیا اوسکو ترمذی وغیرہ رحمۃ اللہ علیہم نے اور کہا شیخ ابن الہمام نے روایت کیا اوسکو بیہقی نے اور دو طریقون سے کہ اونمین رشدین بن سعد نہین ایک طریقہ ابی امامہ سے اونھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اِنَّ الْمَاءَ طَاهِرٌ اِلَّا اَنْ يَّتَغَيَّرَ رِيْحُهٗ اَوْ طَعْمُهٗ اَوْ لَوْنُهٗ بِنَجَاسَةٍ تَحْدُثُ فِيْهِ یعنی پانی پاک ہی مگر یہ کہ بدل جاوے مزہ اوسکا یا بو یا رنگ ساتھ نجاست کے کہ حادث ہووے اوس پانی مین اور دوسرے طریقے مین ہی اَلْمَاءُ لَا يَنْجُسُ اِلَّا مَا غَيَّرَ طَعْمَهٗ اَوْ رِيْحَهٗ یعنی پانی نہین نجس ہوتا ہی مگر یہ کہ بدل جاوے مزہ یا بو اوسکی کہا بیہقی نے وَالْحَدِيْثُ غَيْرُ قَوِيٍّ یعنی یہ حدیث قوی نہین حاصل کلام یہ ہی کہ اس استثنا کی حدیث قوی نہین آئی ہی واللہ اعلم اور حدیث اَلْمَاءُ طَهُوْرٌ کو روایت کیا بغوی نے اَخْبَرَنَا اَبُو الْقَاسِمِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْحَنَفِيُّ اَنَا اَبُو الْحَارِثِ طَاهِرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الطَّاهِرِيُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُحَمَّدٍ الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَلِيْمٍ نَا اَبُو الْمُوَجِّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْمُوَجِّهِ ثَنَا صَدَقَةُ ابْنُ الْفَضْلِ اَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنِ الْوَلِيْدِ بْنِ كَثِيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالَ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُتَوَضَّاُ مِنْ بِئْرِ بُضَاعَةَ وَهِيَ بِئْرٌ تُلْقٰى فِيْهِ الْحِيَضُ وَلُحُوْمُ الْكِلَابِ وَالنَّتْنُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْمَاءَ طَهُوْرٌ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ اور معنی اس حدیث کے اوپر گذرے اور ایک جواب بعض لوگون نے یہ دیا ہی کہ یہ حدیث ضعیف ہی کیونکہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ اسکو لائے نہین اور ناچار ذکر کیا قول زہری کا قَالَ الزُّهْرِيُّ لَا بَاْسَ بِهٖ مَا لَمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمٌ اَوْ رِيْحٌ اَوْ لَوْنٌ یعنی کہا زہری نے

ف رشدین بن سعد

ف نقل صلی اللہ علیہ وسلم لیس بشیء ان نقل الحدیث ۱۲

ف مراد اسنے مولوی قطب الدین صاحب ہین ۱۲ منہ

کہ نہین حرج ہی ساتھہ اوسکے جب تک کہ نہ بدلے اوسکا مزہ یا بو یا رنگ اور یہ جواب ضعیف ہی کیونکہ جائز ہی کہ یہ حدیث صحیح ہو بہت اسناد سے چاہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ لائین یا نہ لائین علاوہ اسکے احتمال ہی کہ مقصود بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کرنا حدیث کا مع الاستثنا ہو اور حدیث مع الاستثنا ضعیف ہی اور یہ کیا ضرور ہی کہ جو حدیث بخاری رحمۃ اللہ علیہ نہ لائے ہون تو وہ ضعیف ہو واللہ اعلم اور حاصل ان سب تحقیقات کا یہ ہی کہ مذہب حنفیون کا اس باب مین بہت احوط ہی اور اسی پر عمل حتی المقدور کرنا چاہیے تو اس مقام کو تامل سے دیکھہ اور جلدی نکر تا کہ ظاہر ہو حقیقت حال کی واللہ اعلم **ص** مگر یہ کہ پانی دہ در دہ ہو اور نہ کھل جاتی ہو زمین چلو لینے سے تو حکم اوسکا حکم پانی جاری کا ہی تو اگر اتنا پانی ہی کہ دہ در دہ سے کم ہی یا چلو لینے مین زمین کھل جاتی ہی اوسمین اگر نجاست پڑیگی تو وضو جائز نہوگا اور اگر نجاست دہ در دہ پانی مین دکھلائی دیتی ہی نہ وضو کرے مقام نجاست مین بلکہ دوسری جانب سے اور اگر دکھلائی نہین دیتی وضو کرے سب جانبون سے اور جہان پانی مستعمل گرتا ہو وہان بھی وضو جائز نہین مگر اگر حوض دہ در دہ ہو **ف** اس جگہ پر محی السنۃ رحمۃ اللہ علیہ نے اعتراض کیا ہی اور جواب اوسکا شرح وقایہ عربی مین مذکور ہی لیکن اصح یہ بات ہی کہ دہ در دہ کی تقدیر متاخرین نے واسطے عوام کے کردی ہی اور معتبر یہ ہی کہ وضو کرنے والے کی راے جو ہو اوسپر عمل کرے تو اگر اوسکا گمان یہ ہو کہ نجاست دوسری طرف نہین پونہچی ہی تو اوس سے وضو جائز ہی ورنہ نہین اور یہی صحیح ہی جیسا کہ بحر عنایہ وغیرہ کے ہی اور یہی ظاہر روایت ہی امام رحمۃ اللہ علیہ سے اور اسی کی طرف رجوع کیا امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اور تحقیق کیا بحر نے کہ یہی مذہب ہی اور اسی پر عمل کیا جاویگا اور دہ در دہ کا اندازہ کرنا کچھہ اصل شرعی کیطرف رجوع نہین کرتا اور جو جواب صدر الشریعۃ نے دیا ہی رد کیا گیا ہی یہ مضمون در مختار کا ہی اور دہ در دہ اوسکو کہتے ہین کہ ہر جانب سے دس گز اور سب ملا کر سو گز ہو جاتا ہی جیسا کہ اس نقشے مین ہی اور گز معتبر گز کرباس کا ہی اور وہ سات مٹھی کا ہوتا ہی اور بعض لوگون نے ہشت در ہشت کا اعتبار کیا ہی اور



بعضون نے پانزدہ در پانزدہ کا لیکن صحیح اول ہی **ص** اور نہین جائز ہی وضو پانی مستعمل سے جو واسطے قربت یا رفع حدث کے استعمال کیا گیا ہو جان تو کہ پانی مستعمل مین علما کے اختلافات ہین پہلا اختلاف اسمین یہ ہی کہ پانی کو مستعمل کون چیز کر دیتی ہی شیخین کے نزدیک پانی مستعمل ہو جاتا ہی حدث کے دفع کرنے یا نیت عبادت سے تو اگر وضو کیا لے وضو نے بغیر نیت کے پانی مستعمل ہو جائیگا اور اگر وضو کیا بادضو نے نیت سے تو بھی پانی مستعمل ہو جاویگا اور امام محمد صاحب کے نزدیک فقط نیت عبادت سے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک فقط دفع حدث سے مگر دفع حدث تو ہوتا ہی وضو سے اور وضو مین اونکے نزدیک نیت فرض ہی تو اب دفع حدث بھی بغیر نیت کے نہوگا دوسرا اختلاف یہ ہی کہ کسوقت مین مستعمل ہو جاتا ہی تو ہدایے مین ہی کہ صحیح یہ ہی کہ جب گرا اعضو سے مستعمل ہو گیا اور جامع صغیر مین ہی کہ جب گرا اور ایک مقام پر تھم گیا مستعمل ہوا تیسرا اختلاف اسمین یہ ہی کہ اوسکا حکم کیا ہی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نجس غلیظ ہی یعنی اگر زیادہ ایک درہم کے پھیل جاوے یا بدن مین بہر جائیگا نماز نہوویگی اور امام ابو یوسف کے نزدیک نجس خفیف ہو اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک پاک ہی مگر ایک نہین کرتا نجس کو

ف الٰہی کو در مختار مین اختیار کیا ہی اور اسی کو اختیار کیا ہی مشایخ عراق نے اور محیط مین ہی کہ یہی مشہور ہی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے بھی تو اب وضو اس سے جائز نہوگا کیونکہ یہ پاک نہین کرتا اگرچہ خود پاک ہی اور صاحب ہدایہ اسکے نجس ہونے پر دلیل لائے ہین اس حدیث سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ پیشاب کرے ایک تم مین کا اوس پانی مین جو جاری نہین اور نہ غسل کرے اوسمین جنابت سے اور اس حدیث کا بیان گذرا اور اس سے حجت پکڑنا ضعیف ہی کیونکہ اسمین یہ بات نکلتی ہی کہ غسل جنابت سے تھے پانی مین جائز نہین اور روی کراہت تحریمی اور پانی مستعمل کے نجس ہو جانے پر کچھ دلالت نہین واللہ اعلم ص اور امام مالک اور امام شافعی رحمہم اللہ کے نزدیک قول قدیم مین وہ پاک ہی اور پاک کرتا بھی ہی اور ہم کہتے ہین کہ اگر پاک ہو اور پاک کرے بھی تو جائز نہوگا سفر مین وضو اوس سے پھر پینا اوس سے اور اسکا کوئی قائل نہین ہوا

فصل دباغت کے بیان مین

ہر جانور کی کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہی مگر سور اور آدمی کی ف دباغت کے معنی آگے بیان ہونگے تو کتے کی بھی کھال پاک ہو جاویگی کیونکہ وہ بھی ماسوا سے ان دونون مین داخل ہی اور صاحب ہدایہ نے اسکی دلیل یہ بیان کی ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کھال دباغت کیجاوے سو پاک ہو جاویگی اور اسمین کتا داخل ہی اور سور اسواسطے پاک نہین ہوتا کہ وہ نجس عین ہی بخلاف کتے کے کیونکہ اوس سے شکار کیا جاتا ہی اور نگہبانی کرائی جاتی ہی اور اس حدیث کو روایت کیا ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اور صحیح کیا اسکو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے اور روایت کیا مسلم وغیرہ نے اس حدیث کو اس لفظ سے اِذَا دُبِغَ الْاِهَابُ فَقَدْ طَهُرَ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کتے کی کھال دباغت سے پاک نہین ہوتی اور اس جگہ پر شیعہ اعتراض کرتے ہین حنفیون پر کہ وہ کتے کی کھال کو کہتے ہین کہ دباغت سے پاک ہو جاتی ہی اور جواب اسکا تحفہ اثنا عشریہ کے کید صدر سوم مین مذکور ہی علاوہ اسکے مَنْ لَّا يَحْضُرُهُ الْفَقِيْهُ مین جوانکے مذہب کی کتاب ہی ایک روایت قوم ہی کہ اگر کھال سور سے ایک ڈول بناوین اور اس ڈول سے پانی کھینچین وضو اوس پانی سے جائز ہی تو اب دیکھنا چاہیے کہ سور کی کھال زیادہ نجس ہی یا کتے کی اور آدمی کی کھال پاک نہین ہوتی بسبب حرمت اوسکی کے ایسا ہی ہی ہدایہ مین کہا شیخ ابن الہمام رضی اللہ عنہ نے کہ عنایہ مین ہی کہ جب دباغت کیجاوے کھال آدمی کی پاک ہو جاویگی لیکن نفع لینا اوس سے جائز نہین اور حق میرے نزدیک یہی ہی کیونکہ کرامت اور حرمت کو نہ پاک ہونے مین کیا دخل ہی آلیۃ انتفاع مین ہی تو انتفاع اوس سے جائز نہوگا اور مردہ جانور کی کھال بھی ہمارے نزدیک پاک ہو جاویگی دباغت سے کیونکہ روایت کی ابو داود نے ساتھ سند صحیح کے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اونھون نے میمونہ رضی اللہ عنہا سے کہا میمونہ رضی اللہ عنہا نے ہدیہ کی گئی واسطے ایک لونڈی آزاد ہماری کے ایک بکری صدقے سے سو وہ مرگئی تو گذرے اوسپر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سو فرمایا کیون نہ دباغت کر لیا تمنے کھال اوسکی کو سو کہا اونھون نے کہ ای رسول اللہ علیک الصلوٰۃ والسلام وہ مردہ ہی فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہین حرام کیا گیا مگر کھانا اوسکا یعنی مردے کا کھانا حرام ہی نہ دباغت کرنا اور بھی روایت کی ابو داود نے ساتھ سند صحیح کے حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا یہ کہ فائدہ لیا جاوے ساتھ کھالون مردے کے جب دباغت کیجاوین اور روایت کی اسمین ابو داود نے سلمہ ابن المحبق سے بھی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دباغت کرنا مردے کا پاک کرتا ہی اوسکو اور بھی روایت کی عالیہ بنت سبیع رضی اللہ عنہا سے اسی باب مین اور روایت کی دار قطنی نے عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہا اونھون نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فائدہ لو ساتھ کھالون مردے کے جب دباغت کیجاوین مٹی ہو یا ریت یا نمک ہو یا پانی اور اسناد مین اس حدیث کی معروف بیٹے حسان کے مجہول ہین اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کھال مردے کی دباغت سے پاک نہوویگی کیونکہ روایت کی ابو داود اور ترمذی رحمہما اللہ نے

اور کہا کہ حسن ہی اور ابن ماجہ اور نسائی نے عبداللہ بن عکیم سے کہ پڑھی گئی ہمپر کتاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیچ زمین جہینہ کے اور مین لڑکا جوان تھا یہ کہ نہ فائدہ اوٹھاؤ مردے سے ساتھہ کھال اور پٹھے کے اور اس حدیث کی اسناد مین اضطراب ہی اور اسیواسطے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ قائل تھے پہلے ساتھہ اوس حدیث کے پھر ترک کیا اوسکو بسبب اضطراب اسناد اوسکی کے اور دوسرے یہ کہ بعضون نے کہا ہی اونمین سے بیہقی بھی ہین کہ صحبت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نہین ہی واسطے عبداللہ بن عکیم رضی اللہ عنہ کے اور یہ حدیث مرسل ہی اگر کوئی کہے کہ روایت کیا اسکو ابوداود نے خالد رضی اللہ عنہ سے انھون نے حکم بن عتبہ رضی اللہ عنہ سے کہ وہ آئے اور لوگ ساتھہ اونکے طرف عبداللہ بن عکیم کے کہا حکم نے کہ وہ داخل ہوئے اور بیٹھامین اوپر دروازے کے سونکلے یہ ہی طرف اور خبر کی مجکو عبداللہ بن عکیم نے خبر دی اونکو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے لکھا طرف جہینہ کے قبل موت اپنی کے ایک مہینے یہ کہ نہ نفع لو مردے سے ساتھہ کھال اور پٹھے کے تو جواب اوسکا یہ ہی کہ جنسے حکم بن عتبہ نے سنا وہ لوگ مجہول ہین علاوہ اسکے عبداللہ بن عکیم رضی اللہ عنہ کو بعض لوگون نے تابعی کہا ہی جیساکہ اوپر گذرا اور دوسرا جواب یہ ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اَنْ لَّا تَنْفَعُوْا مِنَ الْمَیْتَۃِ بِاِھَابٍ وَّلَا عَصَبٍ اور اہاب کہال کو قبل دباغت کے کہتے ہین اور بعد دباغت کے عربی مین اوسکو شنّ یا قربہ بولتے ہین جیساکہ سنن ابوداود مین ہی قَالَ النَّضْرُ بْنُ شُمَیْلٍ یُسَمّٰی اِھَابًا مَالَمْ یُدْبَغْ فَاِذَا دُبِغَ لَا یُقَالُ لَہٗ اِھَابٌ اِنَّمَا یُسَمّٰی شَنًّا وَّقِرْبَۃً یعنی کہا نضر بن شمیل نے کہ اہاب جب تک کہال کی دباغت نہین ہوتی کہتے ہین اور بعد دباغت کے اوسکو شن اور قربہ کہتے ہین انتہی اگر کوئی کہے کہ روایت کیا طبرانی نے اوسط مین اس حدیث کو اس لفظ سے کُنْتُ رَخَّصْتُ لَکُمْ فِیْ جُلُوْدِ الْمَیْتَۃِ فَلَا تَنْتَفِعُوْا مِنَ الْمَیْتَۃِ بِجِلْدٍ وَّلَا عَصَبٍ یعنی مینے رخصت دی تھی تمکو بیچ کہالون مردے کے سو نہ نفع اوٹھاؤ ساتھہ کہال اور پٹھے کے اور اوسمین تو لفظ اہاب کا نہین تو جواب اوسکا یہ ہی کہ سند مین اس حدیث کی فضالہ ابن مفضل ضعیف ہی اور زہری کا مذہب یہ ہی کہ دباغت کی بھی کچھہ حاجت نہین بلکہ قبل دباغت کے بھی فائدہ اوٹھانا اوس سے درست ہی اور یہ مذہب مخالف احادیث صحیح کے ہی کیونکہ حدیثون مین دباغت کی قید واسطے طہارت کے لگی ہی واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب **ص** اور دباغت کہتے ہین نجاست دور کرنے کو کہال سے تو اگر دوائیون سے ہو مانند قرظ[1] اور مثل اوسکے کے تو ایسی دباغت مین کہال پاک ہوجاویگی اور پھر کبھی اوسمین نجاست نہین آتی اور اگر خاک یا آفتاب سے ہو تو اوسصورت مین جبتک کہال سوکھی رہتی ہی پاک رہتی ہی اور پھر اگر اوسکو پانی پونہچے تو اسمین امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے دو روایتین ہین ایک روایت مین نجس ہوجاتی ہی اور دوسری روایت مین نجس نہین ہوتی اور امام ابویوسف کے نزدیک اگر ایسی آفتاب سے سوکھی ہی کہ اوسکے چھوڑ دینے سے سڑ نجاویگی تو پھر نجاست اوسکی نہ لوٹے گی اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہی کہ کہال مردے کی اگر سوکھ جاوے اور پھر پڑے پانی مین نجس نہوگی اور نا فہ مشک کا اگر کوئی اوسکو لیے نماز پڑھتا ہو تو صحیح یہ ہی کہ جائز ہی اور وہ پاک ہی تر ہو یا خشک وہ جانور ذبح کیا ہوا ہو یا نہو **ف** دُرِّ مختار مین اسی کو اختیار کیا ہی اور یہی صحیح ہی **ص** جسکی کہال دباغت سے پاک ہوتی ہی اوسکی کہال بھی اور گوشت ذبح سے پاک ہوتا ہی خواہ مسلمان ذبح کرے یا اہل کتاب **ف** جیسے یہود و نصاری تو مشرک کا ذبح کیا ہوا پاک نہوگا **ص** مگر قصداً اللہ کے نام کو نچھوڑے **ف** اور اگر بھولے سے چھوڑ دیگا تو پاک ہوجاویگا **ص** اگرچہ گوشت اوسکا کھایا نجاتا ہو یعنی حرام ہو اور جسکی کہال دباغت سے پاک نہین ہوتی ذبح سے بھی پاک نہین ہوتی **ف** یہ جو کہا ہی کہ

[1] فضالہ بن مفضل

گوشت اوس جانور کا جو کھایا نہین جاتا ذبح کرنے سے پاک ہوجاویگا اسپر فتوی نہین بلکہ فتوی اس پر ہی کہ کھال اوسکی پاک ہوجاتی ہی اور گوشت نہین پاک ہوتا جیساکہ درمختار مین ہی هٰذَا اَصَحُّ مَا یُفْتٰی بِهٖ وَاِنْ قَالَ فِی الْفَیْضِ الْفَتْوٰی عَلٰی طَهَارَتِهٖ یعنی صحیح یہ ہی جو فتوی دیا جاتا ہی ساتھ اوسکے اگرچہ کہا فیض مین کہ فتوی اوپر پاکی اوسکی کے ہی اور فتح القدیر مین ہی کہ یہی صحیح ہی اور اسی کو اختیار کیا ہی شارحین نے مانند صاحب عنایہ اور صاحب نہایہ کے **ص** پانچ چیزین مردے کی پاک ہین بال اور ہڈی اور کھر اور سینگ اور پٹھے اور آدمی کے بال اور ہڈی بھی پاک ہی **ف** کیونکہ روایت کی دار قطنی نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عباس رحمۃ اللہ علیہم سے کہ حرام کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مردے سے گوشت اوس کا لیکن کھال اور صوف سو نہین ہی حرج ساتھ اوسکے اور ضعیف کیا اوسکو ساتھ ضعف عبد الجبار بن مسلم کے اور یہ ممنوع ہی کیونکہ ذکر کیا انکو ابن حبان نے ثقات مین سو حدیث درجہ حسن سے نہین اوتریگی پھر نکالا اوسکو دار قطنی نے ابی بکر ہذلی سے انھون نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے کہا اونھون نے سنا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے قُلْ لَّآ اَجِدُ فِیْمَآ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا عَلٰی طَاعِمٍ یَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ یَّكُوْنَ مَیْتَةً حَلَالٌ اِلَّا مَا اُكِلَ مِنْهَا فَاَمَّا الْجِلْدُ وَالْقَرْنُ وَالشَّعْرُ وَالصُّوْفُ وَالسِّنُّ وَالْعَظْمُ فَكُلُّهٗ حَلَالٌ لِاَنَّهٗ لَا یُؤْكَلُ یعنی لیکن کھال اور سینگ اور بال اور صوف اور دانت اور ہڈی سو کل اوسکا حلال ہی اسواسطے کہ وہ تزکیہ نہین کیے جاتے اور کہا دار قطنی نے کہ ابو بکر یہ متروک ہی اور بھی روایت کی دار قطنی نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے انھون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ نہین حرج ہی ساتھ مشک مردہ کے اور نہین حرج ہی ساتھ صوف کے اور بال اور سینگ اوسکے کے جب دھولیا جاوے ساتھ پانی کے اور ضعیف کیا اوسکو ساتھ ابی یوسف بن ابی السفر کے اور روایت کی بقیہ نے عمر بن خالد سے انھون نے قتادہ سے انھون نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کنگھی کرتے تھے ساتھ عاج کے روایت کیا اسکو بیہقی نے اور حق یہ ہی کہ عاج سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کنگھی کرتے تھے اور روایت ہی ثوبان رضی اللہ عنہ سے کہ خریدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ایک ہار عصب سے اور دو کنگن عاج کے اور اوسکی اسناد مین حمید اور سلیمان دونون راوی مجہول ہین اور ذکر کیا بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تعلیقاً کہا زہری نے بیچ ہڈی مردے کے مانند ہاتھی وغیرہ کے کہ پایا مینے بہت لوگونکو علمائے سلف سے کہ کنگھی کرتے تھے اوس سے اور تیل ڈالتے تھے اوسمین اور کچھ حرج نہین دیکھتے تھے اوسمین اور اسلاف زہری کے وہ صحابہ ہین یا بڑے بڑے تابعین اور کہا حماد نے کہ نہین حرج ہی ساتھ ریشون مردے کے اور کہا ابن سیرین اور ابراہیم نے نہین حرج ہی ساتھ تجارت عاج کے اور روایت بقیہ کی اپنے شیوخ مجہولین سے ضعیف ہی اور امام شافعی صاحب کے نزدیک یہ چیزین نجس ہین اور دلیل لاتے ہین ساتھ حدیث ابن عمرؓ کے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دفن کرو ناخون اور خون اور بالونکو اسواسطے کہ وہ مردہ ہین اور جواب اسکا یہ ہی کہ اسناد مین اسکی عبد اللہ بن عزیز ہی کہا ابو حاتم نے کہ حدیثین اوسکی منکرہ کذب ہین اور نہین محل اوسکا صدق نزدیک ہمارے اور کہا ایسا ہی ہی علی بن الحسین نے اور ایک حدیث یہ ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہین نفع لیا جائیگا مردے سے ساتھ کسی چیز کے اور یہ بھی حدیث ضعیف ہی واللہ اعلم **ص** اور جس شخص نے اپنے ٹوٹے دانت کو اپنے مُنہ مین رکھ لیا اور نماز پڑھی نماز اوسکی جائز ہی اگرچہ درم سے بڑھ جاوے اور امام محمد کے نزدیک اگر درم سے زیادہ ہوگا نماز نہین درست ہوگی **ف** ہمارے نزدیک اسواسطے نماز جائز ہوگی کہ دانت ہڈی ہی اور ہڈی انسان کی پاک ہی

فصل کنوین کے بیان مین

ف جاننا چاہیے کہ مسائل کنوین کے مبنی ہین اتباع آثار تابعین اور صحابہ پر اور رد ہین صریح ہر مسئلے مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نہین آئین اور قیاس کو بھی اسمین کچھ دخل نہین تو اب جو بعض جہلا اعتراض کرتے ہین حنفیون پر کہ صاحب بیس ڈول چوہا گرنے سے نکلے تو کیا ہوا کیونکہ پانی نجس تو اوسکا اب بھی اوسمین باقی ہی دفع ہوگیا اسواسطیکہ اس امر مین تابعداری اقوال صحابہ اور تابعین کی ہی اور وہ جو کہتے ہین کہ کیا کنوین کے پانی سے ملائی اوتار لاتے ہین سو ادبی ہی صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ اور تابعین رضی اللہ عنہم سے کیونکہ ہر مسالہ ایسا نہین کہ اوسمین قیاس کو دخل ہو مثلاً مقعہ کرنے سے وضو ٹوٹ جانا اسمین قیاس کو دخل نہین بلکہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ماثور ہی اوسی طرح رکھا گیا اور امام شافعی صاحب کے نزدیک کنوین مین کیسی ہی نجاست پڑے پانی پاک رہیگا کیونکہ جب پانی دو قلے برابر ہو نہین نجس کرتا اوسکو کچھ یہ اونکا مذہب ہی جیسا کہ اوپر بیان اوسکا تفصیل سے گذرا

ص اگر کنوین مین نجاست پڑے یا کوئی حیوان مرجاوے اور پھول یا پھٹ جاوے یا آدمی یا بکری یا کتا مرجاوے سب پانی اوسکا کھینچ ڈالا جاویگا اگر ممکن ہو

ف مطلب اسکا یہ ہی کہ کوئی حیوان اگر پھول یا پھٹ جاوے تو سب پانی کھینچنا واجب ہوگا اور اگر فقط مرجاوے تو اگر آدمی ہی یا کتا یا بکری یا جو چیزین نجستے مین اونکے برابر ہین تو بھی سب پانی کھینچا جاویگا دلیل اس بات کی کہ نجاست گرنے سے سارا پانی کھینچا جاویگا یہ ہی کہ روایت کی ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے مصنف مین خالد بن مسلمہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہ پوچھے گئے حضرت علی رضی اللہ عنہ اوس سے جو پیشاب کرے کنوین مین کہا کہ پانی اوسکا کھینچا جاویگا اور دلیل اسکی کہ اگر حیوان پھولا یا پھٹ جاوے یہ ہی کہ اوس صورت مین نجاست جمع اوسکے پیٹ مین ہی سب کنوین مین پھیل جاویگی اور اسمین چھوٹا اور بڑا جانور سب برابر ہی اور دلیل اسکی کہ اگر آدمی مرجاوے تو سارا پانی نکالا جاوے یہ ہی کہ روایت کی دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے تحقیق کہ ایک حبشی گرا کنوین مین زمزم کے پس مرگیا سو حکم کیا ساتھ اوسکے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے تو وہ نکالا گیا اور حکم کیا یہ کہ کھینچا جاوے پانی اوسکا کہا کہ پس مغلوب کیا اونکو ایک چشمے نے کہ آیا رکن کی طرف سے تو بند کیا گیا لوہے کے گرزون وغیرہ سے یہانتک کہ کھینچ ڈالا اوسکا پانی سو جب کھینچ چکے اوسکو جاری ہوگیا وہ چشمہ اونکے اوپر اور یہ حدیث منقطع ہی محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نہین سنا اور نہ دیکھا اونکو اور روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے ہشیم سے اونھون نے منصور سے اونھون نے عطا سے اور یہ سند صحیح ہی اور روایت کیا اوسکو طحاوی نے صالح بن عبدالرحمن سے **نا** سَعِيدُ ابْنُ مَنْصُورٍ **ثنا** هُشَيْمٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ عَطَاءٍ أَنَّ حَبَشِيًّا وَقَعَ فِي زَمْزَمَ فَمَاتَ فَأَمَرَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الزُّبَيْرِ فَنُزِحَ مَاؤُهَا فَجُعِلَ الْمَاءُ لَا يَنْقَطِعُ فَنَظَرَ فَإِذَا هِيَ عَيْنٌ تَجْرِي مِنْ قِبَلِ الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ فَقَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ حَسْبُكُمْ وَهَذَا أَيْضًا صَحِيحٌ بِاعْتِرَافِ الشَّيْخِ بِهِ فِي الْإِمَامِ یعنی کہا عطا نے کہ ایک حبشی گر پڑا چاہ زمزم کے سو مرگیا تو حکم کیا عبداللہ بن زبیر نے سو کھینچا گیا پانی اوسکا تو پانی ایسا ہوگیا کہ ٹوٹتا ہی نتھا سو نظر کیا گیا تو یکایک ایک چشمہ ہی کہ جاری ہی حجر اسود کیطرف سے تو کہا ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہ بس کافی ہی تمکو اور یہ بھی صحیح ہی ساتھ اقرار شیخ تقی الدین بن دقیق العید کے امام مین ایسا ہی ہی فتح القدیر مین اور وہ جو سفیان بن عیینہ نے کہا ہی کہ مین مکے مین ستر برس سے ہون نہ دیکھا مینے کسی بڑے چھوٹے کو کہ پہچانتا ہو حدیث زمجی کی کہ وہ گرا تھا زمزم مین تو اوسکا جواب یہ ہی کہ سفیان بن عیینہ کا نہ دیکھنا کچھ دلیل دین خدا مین نہین ہوسکتی ہی باوجود اسکے کہ جب سند صحیح سے ثابت ہو اور دلیل اس بات کی کہ جب بکری مرجاوے تو سارا

ف ۱ اور اقوال صحابہ کے اون مسائل مین جنمین قیاس کو دخل نہو حکم رفع ہین ہوتے ہین نہ کہ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جیسا کہ اصول مین تقریر کی اور رسائل چاہ کا کہ اسکے بیان مین بسنرہ اور نور نگاہ

ف ۲ بشرطیکہ اوس مین پانی دو قلہ سے کم نہو

ف ۳ اور اوسکا پانی

ف ۴ اور وہ چشمہ

ف ۵ زمزم مین سے کنوین مین

ف ۶ اور اوسکا پانی

پانی نکالا جائیگا و ہی ہے جو اوپر گندری اور بکری کا پیشاب نجس ہے امام ابی یوسف اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک کیونکہ حضرت نے فرمایا کہ بچھو اور مینگنی کے مثل آدمی کے ہے ۱۲ کہ بچھو تم پیشاب ہے اور یہ مطلق ہے شامل ہر جانور کے پیشاب کو اور اس حدیث کو روایت کیا حاکم نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور کہا کہ اوپر شرط بخاری اور مسلم کے ہے اور روایت کیا اسکو دار قطنی نے انس رضی اللہ عنہ سے اور بھی روایت کیا اسکو بزار نے عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک پیشاب اون جانورون کا جنکا گوشت کھایا جاتا ہے پاک ہے اور دلیل اونکی یہ ہے جو روایت کی بخاری و مسلم نے کہ آئی ایک قوم عرینیین سے مدینے مین حضرت پاس تو اونکے جلد زرد ہو گیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا کہ باہر نکلین اور صدقے کے اونٹون کا دودھ اور موت پیین آخر حدیث تک اور جواب اسکا یہ ہے کہ یہ حکم اول اسلام مین تھا اور یہ حدیث منسوخ ہے ساتھ اوس حدیث کے کہ جسکو حاکم نے روایت کیا ہے واللہ اعلم بالصواب اور دوا مین موت اون جانورون کا جو حلال ہین امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بیماری مین بھی جائز نہین اور دلیل اونکی یہی حدیث ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہین رکھی گئی شفا تمہاری اوس چیز مین جو حرام کی گئی تمہارے اوپر اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک درست ہے پینا اوسکا بے عذر کے بھی کیونکہ وہ اونکے نزدیک پاک ہے اور احتیاط اسمین ہے کہ اوسکو حتی الامکان نہ پیے اور امام ابی یوسف کے نزدیک حلال ہے واسطے دوا کے اگر اور دوا پاک موجود نہو اور یہی قول صواب ہے اور تاویل اوس حدیث کی جس سے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ دلیل لاتے ہین یہ ہے کہ حضرت نے شفا اونکی پیشاب سے اونٹون کے وحی سے پہچانی ہو گی واللہ اعلم بالصواب ص اور اگر ممکن نہو سے تو دو آدمی عادل جنکو پانی مین پہچان ہو معین کر دین اور جتنا پانی بتادین کھینچ ڈالا جاوے اور امام محمد کے نزدیک دو سو ڈول یا تین سو کھینچین ف اور زاد مین ہے کہ اگر ایک آدمی صاحب بصارت ہو تو بھی کافی ہو جاویگا اور روایت ہے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہ سو ناپا جاویگا راے متوضی پر اور ایک روایت مین اونسے سو ڈول کھینچنا چاہیے اور روایت ہے امام ابی یوسف سے کہ ایک گھڑا بقدر کنوئین کے کھودین سو اوسمین پانی بھرین جب وہ بھر جاوے تو پھر کھینچین ایسا ہی ہے زاہدی مین اور امام محمد کے نزدیک تین سو ڈول نکالے جاوین اور اسی پر فتوی ہے جیسا کہ بیچ نصاب کے ہے ص اور اگر کبوتر کے مثل یا مرغی کے مر جاوے چالیس ڈول ساٹھ تک کھینچین ف کیونکہ روایت ہے ابی سعید رضی اللہ عنہ سے کہ کہا انھون نے بیچ مرغی کے کہ جب مر جاوے کنوئین مین کھینچے جاوین اوس سے چالیس ڈول ایسا ہی ہدایہ مین اور یہ حدیث مجکو نہین ملی کہ کسنے اسکو روایت کیا ہے لیکن روایت کی طحاوی نے شرح آثار مین حماد بن سلیمان سے کہ کہا انھون نے بیچ مرغی کے کہ پڑے کنوئین مین اور مر جاوے نکالے جاوین اوس سے چالیس ڈول یا پچاس پھر وضو کیا جاوے اوس سے اور بلی بھی مانند مرغی کے ہے اور خزانۃ الفقہ مین ہے کہ پچاس ڈول نکالے جاوینگے جیسے کہ روایت کی ہے حماد بن سلیمان سے اور بھی روایت کی شعبی سے کہ کہا انھون نے بیچ پرندے اور بلی کے اور مانند انکے مین کہ نکالے جاوینگے چالیس ڈول اور اسناد اسکی صحیح ہے کہا اسکو امام مین اور روایت کی ابو حنیفہ نے کہ نکالے جاوینگے ستر ڈول اور روایت کی عبد اللہ بن نمیر سے انھون نے شعبی سے کہا عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ مینے پوچھا شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے کہ مرغی کنوئین مین گر کر مر جاوے کہا کہ نکالے جاوینگے اوس سے ستر ڈول اور روایت کی ابراہیم نخعی سے کہ کنوئین مین اگر پڑ جاوے چوہا یا بلی اور مر جاوے کہا کہ نکالے جاوینگے چالیس ڈول واللہ اعلم ص اور اگر مانند چڑیا یا چوہے کے مر جاوے بیس ڈول سے تیس ڈول تک کھینچے جاوینگے ف کیونکہ روایت ہے انس رض سے کہ کہا انھون نے بیچ چوہے کے کہ مر جاوے کنوئین مین اور نکالا جاوے اوسمین سے بیس ڈول ایسا ہی ہدایہ مین اور یہ حدیث مینے نہین پائی اور روایت کی طحاوی نے شرح آثار مین

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیچ کنوئین کے کہ مرجاوے اوسمین چوہا کھینچا جاویگا پانی اوسکا اور بھی روایت کی اونسے اِذَا سَقَطَتِ الْفَارَۃُ اَوِ الدَّابَّۃُ فِی الْبِئْرِ فَانْزِحُوْھَا حَتّٰی یَغْلِبَکُمُ الْمَاءُ یعنی جب پڑجاوے چوہا یا جانور چارپایہ سو کھینچ پانی اوسکا یہان تک کہ مغلوب کرے تمکو پانی اور روایت کی ابراہیم نخعی سے کہ اگر چوہا گرے نکالے جاوین اوسمین سے بقدر چالیس ڈول کے اور شعبی اور حماد اور ابراہیم یہ سب تابعین مین سے ہین **ص** اور ڈول اوسط کے ہون **ف** یعنی بیچ کے درجے کے بڑے نہ چھوٹے اور بیچ کے درجے کا ڈول اونسے کہتے ہین جو مستعمل ہو ہر شہر مین اور روایت کی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہ ڈول ایسا ہو جس مین ایک صاع پانی آتا ہو یعنی پونے دو سیر یا دو سیر بحساب وزن ہندوستان کے اور اگر بڑا ڈول ہو تو حساب کرکے برابر کرین اور اگر ڈول پھٹا ہو تو کنوئین سے نکلنے تک اگر آدھا پانی رہ جاتا ہو تو درست نہوگا اور اگر آدھے سے کم گرتا ہو تو جائز ہوگا جیسا کہ بیچ زاہدی کے ہے **اِذَا فِیْ جَمِیْعِ الْاُمُوْرِ ص** اگر کنوئین سے نجاست نکلی یا حیوان مرا ہوا نکلا اور پھولا یا پھٹا نہین ہے اور معلوم نہین کہ کس وقت گرا ہے امام صاحب کے نزدیک اوسکی نجاست کا حکم ایک دن ایک رات سے کرینگے اور اگر پھولا یا پھٹا ہے تو نجاست کا حکم تین دن تین رات سے کیا جاویگا **ف** تو اول صورت مین ایک دن ایک رات کی نمازین پھر قضا کی جاوینگی اور دوسری صورت مین تین دن اور تین رات تک کی کیجاوینگی اگر وہ شخص اوس پانی سے اتنے روز کون سے وضو کرتا ہوگا اور اسی سے نماز پڑھی ہوگی **ص** اور امام محمد اور ابو یوسف کے نزدیک جس وقت سے کہ وہ جانور زیادہ نجاست معلوم ہووے اوسی وقت سے حکم نجاست کا کرینگے جھوٹھا آدمی اور گھوڑے اور جس جانور کا گوشت حلال ہے پاک ہے اور جھوٹھا کتے اور سور اور درندون کا نجس ہے **ف** لیکن جھوٹھا کتے کا اسواسطے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچ کتے کے کہ اگر منہ ڈالے برتن مین دھویا جاوے تین مرتبے یا پانچ مرتبے یا سات بار روایت کیا اسکو دارقطنی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور کہا کہ مستقر ہوا ساتھ اس حدیث کے عبدالوہاب خفون نے اسمٰعیل سے اور وہ متروک ہے اور سوا عبدالوہاب کے روایت کرتے ہین اسمٰعیل سے سات بار دھونے کو نہین کہتا ہون کہ صحیحین وغیرہ مین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سات بار دھونا روایت کیا گیا ہے اور تین بار کا لفظ منکر ہے اور خلاف روایت ثقات کے ہے اور روایت کی دارقطنی نے ساتھ سند صحیح کے عطا سے فعل ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کا کہ جب کتا منہ ڈالتا تھا برتن مین پانی بہا دیتے تھے اوسکا پھر دھوتے تھے اوسکو تین بار اور روایت کیا ابن عدی نے کامل مین اس حدیث کو اور اسناد مین اوسکی حسین بن علی کرابیسی ہے کہا ابن عدی نے کہ نہین پاتا ہون مین واسطے کرابیسی کے کوئی حدیث منکر سوا اسکے اور نہین دیکھتا ہون مین کچھ حرج ساتھ اوسکے حدیث مین اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کتے کے منہ ڈالنے سے سات بار دھویا جاویگا کیونکہ روایت ہے صحیحین اور جامع ترمذی وغیرہم مین حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب منہ ڈالے کتا برتن تمہارے مین تو دھوؤ اوسکو سات بار اور احتیاط اسمین ہے کہ سات بار دھووے اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ہرگاہ مختلف ہوئین حدیثین جمع کیا ہمنے طرف اور نجاست کے تو دیکھا کہ تین بار دھونا اونسے واجب ہے تو حکم کیا اسمین بھی ہمنے ایسا ہی **وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ** اور جھوٹھا سور کا اسواسطے نجس ہے کہ وہ نجس عین ہے اور جھوٹھا درندون کا اسواسطے کہ گوشت اونکا نجس ہے اور اوسی سے لعاب دہن پیدا ہوتا ہے کذا فی الہدایہ **ص** اور جھوٹھا بلی اور اوس مرغی کا جو چھوٹی پھرتی ہے اور پرندون شکاری اور حشرات الارض کا مکروہ ہے **ف** لیکن پاک ہے بلی کا جھوٹھا اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بلی کا جھوٹھا مکروہ نہین کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بلی کا جھوٹھا کھایا اور کہا کہ وہ نجس نہین اور وہ پھرنے والون مین سے ہے اوپر تمہارے اور تحقیق

ف مقدار ڈول کی پانی کی جاوے ۱۲ منہ

ف جانورونکے جھوٹھے کے بیان مین

ف عبدالوہاب

ف حسین بن علی کرابیسی

دیکھا ہینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ وضو کرتے تھے ساتھ جھوٹھے اوسکے کے روایت کیا اسکو ابو داود نے اور دلیل امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی یہ ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلسِّنَّوْرُ سَبُعٌ یعنی بلی درندہ ہی اور درندونکا جھوٹھا مکروہ ہی روایت کیا اسکو حاکم نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور صحیح کیا اسکو اور روایت کیا اسکو دار قطنی نے ساتھ ایک قصے کے اور دونون سندون مین عیسیٰ بن مسیب ہی صحیح کیا اوسکو حاکم نے بسبب توثیق اوسکی کے اور ایک روایت مین ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وَاِذَا وَلَغَ الْهِرَّةُ غُسِلَ مَرَّةً یعنی جب مُنہ ڈالے بلی تو دھویا جاوے ایکبار اَخْرَجَهُ اَبُوْدَاوٗدَ روایت کیا اسکو ابو داود نے اور مرغی چھوٹی ہوئی کا جھوٹھا اس واسطے مکروہ ہی کہ وہ مخالطت کرتی ہی نجاست سے اور اگر چھوٹی نہو بلکہ قید مین ہو اور چونچ اوسکی اوسکے قدم کے نیچے تک نہین پہونچتی ہی تو جھوٹھا اوسکا مکروہ نہین اور حشرات الارض اونمین کہتے ہین جو زمین مین رہتے ہین جیسے چوہا اور نیولا اور چھچھوندر وغیرہ اور جھوٹھا اونکا اسواسطے مکروہ ہی کہ وہ گوشت اونکا حرام ہی تو نجاست بسبب پھرنے رہنے کے جاتی رہی کہ اوسمین حرج لازم آتا ہی اور کراہیت باقی رہی اور حکم انکا یہ ہی کہ جائز ہی استعمال انکا باوجود اچھے پانی ہونے کے لیکن مع کراہیت کے جیساکہ قاضی خان نے لکھا ہی **ص** اور جھوٹھا گدھے اور خچر کا مشکوک یعنی اوسمین شک ہی کہ پاک ہی یا نجس تو اگر سوا مشکوک پانی کے اور پانی نپاوے تو وضو اور تیمم دونون کرے اور جو مکروہ پانی ہی اوس سے فقط وضو کرے اور پسینا بھی مانند جھوٹھے کے ہی **ف** جسکا جھوٹھا پاک ہی اوسکا پسینا بھی پاک ہی اور جسکا جھوٹھا ناپاک ہی اوسکا پسینا بھی ناپاک ہی **ص** اگر سوا نبیذ تمر یعنی چھوہارے کے پانی کے پانی نپاوے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وضو اوس سے کرے اور تیمم نکرے **ف** کیونکہ روایت کی امام احمد اور ترمذی اور ابو داود اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے ابی زید سے انھون نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لیلۃ الجن کو کہ تمھاری چھاگل مین کیا ہی ابن مسعود نے کہا کہ نبیذ ہی فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خرما پاک ہی اور پانی پاک کرنے والا ہی سو وضو کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس سے اور یہ قول روایت احمد اور ترمذی مین ہی اور سیوطی اس حدیث کو عبد الرزاق اور بیہقی سے بھی لائے ہین اور روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے مصنف مین اور ترمذی نے ضعیف کیا اس حدیث کو اور کہا کہ ابو زید ایک مرد ہی مجہول نہین پہچانتا ہون مین اوسکو اس حدیث کے سوا مین اور میزان الاعتدال ذہبی مین ہی کہ بخاری نے بھی اوسکی تضعیف کی اور کہا کہ ابو فزارہ کہ راوی اس حدیث کا ہی ابو زید سے وہ بھی مجہول ہی اور امام شافعی اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک وضو اوس سے جائز نہین بلکہ تیمم کرے اور وہ یہ کہتے ہین کہ یہ حدیث ضعیف ہی اور اللہ تعالی جل جلالہ نے فرمایا ہی فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا الآیۃ یعنی اگر نہ پاؤ تم پانی تو تم تیمم کرو آخر آیت تک اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ وضو اور تیمم دونون کرے اور روایت کی دار قطنی نے ابن عباس رض سے کہ کہا انھون نے وضو ساتھ نبیذ کے وضو اوسکا ہی جو پانی نپاوے اور ایسا ہی مروی ہی حضرت علی رض اور ابن مسعود رض سے اور روایت کی ابو داود نے اور مسلم نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ نہ تھا مین ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیلۃ الجن مین اور ہدایہ مین جواب اسکا یہ لکھا ہی قُلْنَا لَيْلَةُ الْجِنِّ كَانَتْ مُتَعَدِّدَةً یعنی لیلۃ الجن متعدد تھین اور دوسرا جواب اوسکا یہ ہی کہ مصنف ابن ابی شیبہ مین ہی کہ وہ ساتھ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیلۃ الجن کو اور روایت کی ابن شاہین نے اوسسے اِنَّهٗ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْجِنِّ اور روایت کیا ابو نعیم نے حلیے مین ایک قصہ کہ اوسسے ثابت ہوتا ہی کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ تھے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیلۃ الجن مین اور ابو زید کے مجہول ہونے کا

۱۲۲۶۹۵

یہ جواب ہی کہ کہا قاضی ابوبکر غزالی نے شرح نووی مین کہ ابوزید مولی عمرو بن حریث روایت کی اوس سے راشد بن کیسان عبسی کوفی نے اور ابورزق نے تو اس سے جہالت جاتی رہی اور ابوفزارہ کے مجہول ہونے کا جواب یہ ہی کہ کہا شیخ تقی الدین بن دقیق العید نے کہ تجہیل ابوفزارہ مین نظر ہی کیونکہ روایت کیا ہی اوس سے اس حدیث کو ایک جماعت نے اہل علم سے مثل سفیان اور شریک اور حسان بن ملیح اور اسرائیل اور قیس بن الربیع اور ابن عدی نے کہا ابوفزارہ راوی اس حدیث کا مشہور ہی اور نام اوسکا راشد بن کیسان ہی اور ایسا ہی کہا دارقطنی نے اور وہ جو بعض علما نے یہ قول شیخ تقی الدین سبکی کا ٹھہرایا ہی غلط ہی کیونکہ ابن الہمام نے یہ کہا ہی فَقَالَ الشَّيْخُ تَقِيُّ الدِّيْنِ فِي الْاِمَامِ اٰه یعنی کہا شیخ تقی الدین نے امام مین اور امام کتاب ہی شیخ تقی الدین بن دقیق العید کی نہ سبکی کی اور قاضی خان نے رجوع امام اعظم کا اس قول سے لکھا ہی اور شیعہ جو اس جگہ طعن کرتے ہین امام ابوحنیفہ پر بیجا ہی کیونکہ اونکی کتاب سن لا یحضرہ الفقیہ مین لکھا ہی لَا بَاْسَ بِالتَّوَضِّيْ بِالنَّبِيْذِ لِاَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ تَوَضَّاَ بِهٖ یعنی نہین ہی حرج ساتھ وضو کرنے کے نبیذ سے اسواسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا ہی اوس سے اور رد اوسکی تفصیل سے کتب مناظرہ فریقین مین مذکور ہی اور روایت کیا اس حدیث کو ابن ماجہ نے اور طریق سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے اور اسناد مین اوسکی حنش راوی ضعیف ہی اور ایسا ہی ابن لہیعہ اور روایت کی ابوداود نے عطاء سے کہ انہون نے مکروہ رکھا وضو کو ساتھ دودھ اور نبیذ کے اور کہا کہ تیمم اچھا ہی نزدیک میرے اوس سے اور غسل امام ابوحنیفہ کے نزدیک نبیذ سے ایک روایت مین جائز ہی اور ایک روایت مین ناجائز ہی کیونکہ کہا ابوخلدہ رضی اللہ عنہ نے کہ پوچھا مینے ابوالعالیہ سے اوس شخص سے کہ پوچھی اوسکو جنابت اور نہین ہی پاس اوسکے پانی اور نزدیک اوسکے نبیذ ہی کیا وہ غسل کرے اوس سے کہا کہ نہین روایت کیا اوسکو ابوداود نے وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ

ص اور امام ابویوسف کے نزدیک تیمم کرے اور امام محمد کے نزدیک وضو اور تیمم دونون کرے اور بہ اختلاف اوس پانی مین ہی جو شیرین اور رقیق ہو بہتا ہوا مانند پانی کے اور اگر سخت ہو جاوے اور نشہ دینے لگے کسیکے نزدیک اوس سے وضو جائز نہین

ص باب تیمم کے بیان مین

تیمم جائز ہی محدث یعنی بے وضو کو اور جنب اور حائض اور نفسا کو ف اور بعضون کا مذہب یہ ہی کہ جنب کو تیمم کرنا جائز نہین اور یہی قول ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا لیکن اکثر لوگون کا قول یہ ہی کہ جائز ہی اور یہی مذہب حدیثون کے موافق ہی اللہ تعالی نے فرمایا اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ یعنی یا جماع کرو تم ساتھ عورتون کے تو اس سے معلوم ہوا کہ جنب کو بھی تیمم جائز ہی لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ لمس کے معنی جماع کے نہین لیتے اور وہ جو دلیل اسپر صاحب ہدایہ لاتے ہین کہ کچھ لوگ جنگل سے آئے طرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سو کہا کہ ہم رہتے ہین ریتون مین تین مہینے چار مہینے اور ہوتے ہین ہم مین جنب اور حائض اور نفسا اور ہم نہین پاتے پانی کو سو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوپر تمھارے ہی زمین پھر مارا ہاتھ اپنا اوپر زمین کے واسطے منہ اپنے کے ایک بار پھر مارا دوسری مرتبہ سو مسح کیا اوس سے اور پر دونون ہاتھون اپنے کے کہنیون تک روایت کیا اسکو ابن الجوزی نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ضعیف ہی کیونکہ اسناد مین اس حدیث کی مثنی بن صباح ہی کہا احمد اور رازی نے کہ وہ کچھ نہین اور کہا نسائی نے کہ متروک ہی اور دلیل صحیح یہ ہی کہ روایت ہی جابر رضی اللہ عنہ سے کہ آیا ایک شخص طرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کہا کہ پونہچی مجکو جنابت سو تحقیق کہ مین لوٹا زمین مین تو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تیمم

دو ضرب ہین ایک ضربہ ہی واسطے منہ کے اور دوسرا واسطے دونون ہاتھون کے کہنیون تک روایت کیا اسکو حاکم نے اور کہا
کہ صحیح الاسناد ہی اور نہین اخراج کیا اسکو بخاری و مسلم نے اور کہا دارقطنی نے رجالہ کلھم ثقات یعنی رجال اوسکے سب ثقہ
ہین اور جھگڑا کیا تھا عمار نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اسی باب مین اور روایت عمرو بن العاص سے ایسی ہی جس سے
معلوم ہوتا ہی کہ جنب کو تیمم جائز ہی جیسا کہ آگے آویگا **ص** جب کہ پانی پر قادر نہون یعنی اتنے پانی پر کہ طہارت کو کافی ہو تو
اگر جنب غیر محدث نے سوا نتق وضو کے پانی پایا نہ بقدر غسل کے تیمم کرے اور وضو اوسپر واجب نہوگا اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک
واجب ہوگا اور غسل کے لیے تیمم کرے لیکن اگر جنب کو حدث موجب وضو بھی ہو تو وضو واجب ہوگا سو تیمم واسطے جنابت کے ہی بالاتفاق اور جب
کہ بہ وضو کیواسطے اتنا پانی ہو کہ بعض اعضاء دھو سکتا ہو اور بعض نہین دھو سکتا تو اسمین بھی خلاف ہی ہمارے نزدیک تیمم کرے اور امام
شافعی کے نزدیک بعض کو دھووے اور باقی کے لیے تیمم کرے اور قدرت نپاوین یہ لوگ پانی پر واسطے دور ہونے پانی کے ایک میل
ف برابر ہین کہ مسافر ہون یہ لوگ یا شہر کے باہر ہون **ص** اور میل تیسرا حصہ فرسخ کا ہوتا ہی اور بعضون کے نزدیک تین ہزار
پانسو گز کا ہوتا ہی چار ہزار گز تک **ف** کیونکہ روایت ہی ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ وہ چلے زمین اپنی سے بیچ جرف کے تو وقت
آیا عصر کا مربد نعم مین سو تیمم کیا اور مسح کیا منہ اپنے اور دونون ہاتھون کو اور نماز پڑھی عصر کی پھر داخل ہوئے مدینے مین اور
آفتاب بلند تھا سو نہ لوٹایا نماز کو روایت کیا اسکو شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اور جرف نام ایک مقام کا ہی اور مربد ایک میل پر ہی
مدینے سے **ص** یہ حکم ظاہر روایت کا ہی اور حسن کی روایت مین دو میل جانب توجہ مین دور ہووے تو تیمم جائز ہی اور ایک
میل جانب غیر توجہ مین ہووے کہ آنے جانے مین دو میل ہو جاوین تو اسصورت مین اگر جانب توجہ ایک میل ہوگی تیمم جائز نہوویگا اور
پہلی صورت کے موافق جائز ہوویگا **ف** اور مختار قول اول ہی **ص** یا واسطے بیماری کے وہ بیمار جسکو قدرت پانی کے استعمال کی
نہین یا قدرت ہو لیکن خوف زیادتی مرض کا ہو اوسکو تیمم جائز ہی اسلیے کہ ضرر زیادتی مرض کا زیادہ ہی ضرر زیادتی قیمت پانی سے اور
درصورت زیادتی قیمت پانی کے تیمم جائز ہی بالاتفاق اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جب تیمم جائز ہوویگا کہ خوف تلف نفس یا عضو کا ہو
ف کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا ہی وان کنتم مرضی الایۃ یعنی اگر ہو تم بیمار حد تک سو تیمم کرو مٹی پاک پر اور امام شافعی کا مذہب ظاہر نص سے دور ہی
ص اور اگر استعمال پانی کا مضر ہو مضر کرتا ہی یعنی بیمار کریگا یا جان یا کوئی عضو تلف کریگا تیمم جائز ہی **ف** اور جیسا ہی کہ باہر شہر کے ہو اور اگر اندر
شہر کے ہو تو بھی یہی حکم ہی امام حسن کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک تیمم نکرے **ص** اور تیمم جائز ہی دشمن کے خوف یا آگ یا درندے وغیرہ سے اور بھی
جائز ہی بیمار کے خوف سے یعنی اگر پانی سے وضو کریگا تو پیاسا رہیگا یا پانی کسی نے فقط پینے کے واسطے مباح کیا ہی اور وضو یا غسل
کی اوس نے اجازت نہین دی تو اگر مسافر نے پانی پایا اور وہ جانتا ہی کہ یہ پانی فقط پینے کے واسطے رکھا گیا ہی تیمم اوسکو جائز
ہی مگر جب کہ پانی بہت ہی زیادہ اوس سے معلوم ہوا کہ پینے اور وضو دونون کے واسطے ہی اور اگر پانی پایا اور وہ جانتا ہی کہ یہ پانی
وضو کے واسطے ہی تو پینا بھی اوسکا جائز ہی اور امام فضلی کے نزدیک اگر واسطے پینے کے ہی تو وضو جائز ہی اور اگر واسطے وضو
کے ہی پینا جائز نہین اور اسی طرح اگر ڈول یا رسی موجود نہو تو بھی تیمم جائز ہی **ف** اسواسطے ان صورتون مین تیمم جائز
ہی کہ قدرت پانی کی اوپر متحقق نہین ہوئی **ص** اور اگر نماز عید کی قضا ہونے کا خوف ہو درست ہی کہ تیمم کرکے نماز
شروع کرے بالاتفاق ہی اور اگر نماز عید مین اوسکا وضو ٹوٹا اور جانتا ہی کہ اگر وضو کریگا نماز جاتی رہیگی تیمم سے بنا کرنا جائز ہی

ع اور اگر جو مین جس طرف جانب **ع** قبلہ اور اوسکو گمان ہو
ہین جس طرف قبلہ ہی اور جانب ارادہ نہین رکھتا ہو
ارادہ نہین رکھتا ہو **ع** قبلہ کا
ع قبلہ کا **ع** نزدیک
نزدیک اگر ہو علم یا
سامان رفع ضرری
کا نہو ۱۲ درمختار

امام ابو حنیفہ کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک تیمم نکرے اور اگر تیمم سے شروع کی تھی اور تیمم سے بنا کی سب کے نزدیک جائز ہی اور اگر نماز جنازے کی فوت ہونے کا خوف ہی تیمم جائز ہی **ف** باوجود اسکے کہ صحیح اور تندرست ہی اور پانی موجود ہی **ص** مگر ولی کو جائز نہین **ف** یعنی اوس جنازے کا جو ولی ہو اوسکو تیمم جائز نہین اسواسطے کہ لوگ اوسکا خود انتظار کرین گے **ص** اور اگر خوف فوت نماز جمعہ یا کسی ایک نماز کا پانچ نمازون مین سے ہو تو تیمم جائز نہین اور دو بار ہاتھ مارنا تیمم مین فرض ہی ایک تو واسطے مسح کرنے منہ کے اور دوسرے واسطے مسح کرنے دونون ہاتھون کے مع کہنیون کے **ف** اور یہی ہی قول امام شافعی صاحب کا بھی اور امام احمد کے نزدیک ایک بار ہاتھون کو مارے اور اوس سے مسح منہ اور ہاتھ کا ہتیلیون تک کرے دلیل ہمارے مذہب کی ایک تو حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی ہی جو اوپر گذری اور دوسری دلیل حدیث عمار بن یاسر کی ہی کہ حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانون کو سو مارا ہتیلیون اپنی کو اوپر مٹی کے اور نہ جھاڑا مٹی سے کچھ سو مسح کیا منہ اپنے کا ایک بار پھر مارا ہتیلیون اپنی کو مٹی پر سو مسح کیا ہاتھون اپنے کو روایت کیا اسکو ابن ماجہ رحمۃ اللہ نے اور تیسری دلیل حدیث ابی ہریرہ کی جو اوپر بروایت ابن الجوزی گذری اور سند اوسکی ضعیف ہی اور چوتھی دلیل حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ کی ایک شخص گذرا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک گلی مین اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پیخانے یا پیشاب سے نکلے تھے تو سلام کیا اوس شخص نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تو نہ جواب دیا اوسکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہانتک کہ قریب ہوا وہ شخص کہ چھپ جاوے کسی گلی مین تو مارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونون ہاتھ اپنے اوپر دیوار کے اور مسح کیا اوسنے اپنے منہ پر پھر مارا دوسری بار سو مسح کیا ہاتھون اپنے کو کہنیون تک پھر جواب دیا سلام کا اوس شخص کو اور فرمایا کہ جواب سلام دینے سے بے وضو ہونا مجھے مانع آیا تھا روایت کیا اسکو ابو داود اور ابن جریر طبری نے اور روایت کیا اس حدیث کو طبری نے مختلف الفاظ سے اور حاصل اوسکا یہی ہی اور یہ حدیث ضعیف ہی کیونکہ اسناد مین اسکی محمد بن ثابت ہی اور سنن ابو داود مین ہی قَالَ اَبُوْدَاوٗدَ سَمِعْتُ اَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ یَقُوْلُ رَوٰی مُحَمَّدُ بْنُ ثَابِتٍ حَدِیْثًا مُنْکَرًا فِی التَّیَمُّمِ قَالَ ابْنُ دَاسَۃَ قَالَ اَبُوْدَاوٗدَ وَلَمْ یُتَابَعْ مُحَمَّدُ بْنُ ثَابِتٍ فِیْ ھٰذِہِ الْقِصَّۃِ عَلٰی ضَرْبَتَیْنِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَرَوَوْہُ فِعْلَ ابْنِ عُمَرَ یعنی کہا ابو داود نے کہ سنا مینے امام احمد بن حنبل سے کہتے تھے کہ روایت کیا محمد بن ثابت نے ایک حدیث منکر کو تیمم مین کہا ابن داسہ نے کہا ابو داود نے کہ نہین متابعت کیا گیا محمد بن ثابت بیچ اس قصے کے اوپر دو بار ہاتھ مارنے کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور روایت کیا ہی اسکو لوگون نے فعل ابن عمر رضی اللہ عنہ کا انتہی اور اثر ابن عمر رضی اللہ عنہ کا موقوفاً صحیح ہی اور پانچوین دلیل حدیث اسامہ کی اور اوسمین ہی کہ دکھلایا مجکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تیمم ایکبار مارنا واسطے منہ کے اور دوسری بار مارنا واسطے دونون ہاتھون کے کہنیون تک روایت کیا اس حدیث کو طبرانی نے اور بھی اخراج کیا اسکا ابن مردویہ وغیرہ نے اور سند مین اوسکی ربیع بن بدر ضعیف ہی لیکن وہ معتضد ہی حدیث عمار کی اور چھٹی دلیل حدیث حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا کی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیمم دو بار ہاتھ مارنا ہی ایکبار واسطے منہ کے اور ایک بار واسطے دونون ہاتھون کے کہنیون تک روایت کیا اسکو دار قطنی اور حاکم اور بیہقی نے اور اسناد مین اسکی جریش بن حریث ہی کہا ابو حاتم نے کہ منکر الحدیث ہی اور ساتوین دلیل وہ ہی جو روایت کی حاکم اور بیہقی اور طبرانی اور دار قطنی وغیرہم نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے

محمد بن ثابت

جریش بن حریث

جیساکہ عایشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہی اور اسناد مین اوسکی علی بن ظبیان ہی ضعیف کیا اوسکو ابن معین اور قطان نے اور کہا حاکم نے کہ وہ صدوق ہی اور روایت کی گئی ہی یہ حدیث طریق سلیمان بن داود سے اور وہ متروک ہی اور آٹھوین دلیل وہ ہی جو روایت کی دار قطنی نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ تیمم کیا ہمنے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تو مارا ہمنے دونون ہاتھون اپنے کو مٹی پاک پر پھر جھاڑا ہمنے ہاتھون کو سو مسح کیا ہمنے اوس سے منہ اپنے کو پھر مارا ہمنے دوسری بار سو مسح کیا کہنیون سے ہتیلیون تک اور اسناد مین اسکی سلیمان بن ارقم متروک ہی اور نوین دلیل حدیث ابی امامہ کی ہی روایت کیا اسکو طبرانی نے اور اسناد اوسکی ضعیف ہی اور امام احمد کی دلیل یہ ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمار کے لیے کہ کافی تھا تجکو یہ اور مارا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اپنا زمین پر پھر پھونکا اوسکو اور مسح کیا اوس سے منہ اور دونون کف اپنے کو اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیمم مین ضَرْبَةٌ لِلْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ یعنی تیمم ایک بار ہاتھ مارنا ہی واسطے منہ اور کفین کے روایت کیا ان دونون حدیثون کو امام احمد نے اور صحیحین مین بھی اس قسم کی حدیث ہی اور صحیح کیا اکثر محدثین نے اور اسی طرف گئے ہین امام مالک رحمۃ اللہ علیہ جیساکہ کہا محلی نے شرح موطا مین اور بعض تفاسیر مین اور یہ قول مخالف ہی قول امام مالک کے موطا اپنی مین قَالَ يَحْيَى سُئِلَ مَالِكٌ كَيْفَ التَّيَمُّمُ وَأَيْنَ يَبْلُغُ بِهِ فَقَالَ يَضْرِبُ ضَرْبَةً لِوَجْهِهِ وَضَرْبَةً لِيَدَيْهِ وَيَمْسَحُهُمَا إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ یعنی کہا یحیی نے کہ پوچھے گئے مالک رحمۃ اللہ علیہ کیفیت تیمم سے اور کہان تک پونچاوے اوسکو کہا کہ مارے ایک بار واسطے منہ اپنے کے اور ایک بار واسطے دونون ہاتھون اپنے کے اور مسح کرے دونون ہاتھون کا کہنیون تک لیکن جواب اسکا یہ ہوسکتا ہی کہ یہ بیان سنت کا ہی اور فرض اونکے نزدیک ایک بار ہاتھ مارنا ہی پھر چاہیے کہ تیمم مع کہنیون کے ہووے جیساکہ اکثر احادیث مین جو اوپر گذرین موجود ہین اور زہری کے نزدیک مونڈھون اور بغلون تک چاہیے اور یہ مذہب مخالف احادیث صحیحہ کے ہی اوسپر عمل نہین چاہیے

ص اور ترتیب ہمارے نزدیک شرط نہین لیکن استیعاب شرط ہی یہانتک کہ اگر کچھ تھوڑا سا باقی رہیگا کہ اوسپر ہاتھ نہ پھر جاوے تیمم جائز نہوگا **ف** کیونکہ تیمم قائم مقام ہی وضو کا تو جو حکم وضو کا ہی وہ تیمم کا بھی ہوگا **ص** اور اچھا طریق مسح ہاتھون کا اسطرح پر ہی کہ چھنگلیا کی طرف سے تین اونگلیان بائین ہاتھ کی لیکے مع تھوڑی ہتیلی کے اوپر ظاہر سیدے ہاتھ کی اونگلیون کے سرون سے کہنیون تک کھینچے بعد اوسکے اونگلی شہادت اور انگوٹھے اور باقی ہتیلی سے باطن ہاتھ کا مسح کرے اونگلیون کے سرون تک اسی طرح پھر بائین ہاتھ کو مسح کرے پھر اگر اونگلیون کے اندر غبار نہ پونچا ہو تو خلال کرنا واجب ہی تو اب تیسری بار ہاتھ مارنا پڑیگا واسطے خلال کے طرفین کے نزدیک جائز ہی تیمم اوس چیز سے کہ جو بجنس زمین سے ہی اور پاک ہووے جیسے خاک اور ریگ اور پتھر اور سرمہ اور ہرتال وغیرہ جو زمین کی قسم سے ہین اگرچہ بغیر غبار کے ہون اور چاندی سونے کے ساتھ تیمم جائز نہین مگر جب گرد آلودہ ہون اور اسیطرح گیہون اور جو سے بھی جائز نہین مگر یہ کہ گرد آلودہ ہون اور اوس جگہ جہان نجاست پڑی تھی اور وہ خشک ہوگئی تیمم جائز نہین اور نماز جائز ہی **ف** نماز اسوا سطے جائز ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زَكَاةُ الْأَرْضِ يُبْسُهَا یعنی زکوۃ زمین کی خشک ہونا ہی اوسکا اور یہ حدیث پہچانی نہین گئی اور تیمم اسوا سطے جائز نہین کہ قرآن شریف مین طیب کی بھی قید ہی اور خبر واحد مقابل نص قطعی کے نہوگی اور صحیح حجت پکڑنا ہی اس حدیث سے جیساکہ کہا بعض محققین نے عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ قَالَ كَانَتِ الْكِلَابُ تَبُولُ وَتُقْبِلُ وَتُدْبِرُ فِي الْمَسْجِدِ فِي زَمَانِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَرُشُّوا شَيْئًا مِنْ ذَلِكَ

ف نماز اسوا سطے جائز ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زَكَاةُ الْأَرْضِ يُبْسُهَا یعنی زکوۃ زمین کی خشک ہونا ہی اوسکا اور یہ حدیث پہچانی نہین گئی اور تیمم اسوا سطے جائز نہین کہ قرآن شریف مین طیب کی بھی قید ہی اور خبر واحد مقابل نص قطعی کے نہوگی اور صحیح حجت پکڑنا ہی اس حدیث سے جیساکہ کہا بعض محققین نے عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ قَالَ كَانَتِ الْكِلَابُ تَبُولُ وَتُقْبِلُ وَتُدْبِرُ فِي الْمَسْجِدِ فِي زَمَانِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَرُشُّوا شَيْئًا مِنْ ذَلِكَ

رواہ البخاری وابوداود والاسمٰعیلی فی صحیحہ وابو یعلی والبیہقی ترجمہ تھے کتے پیشاب کرتے اور آتے جاتے تھے مسجد مین حضرت کے وقت مین پس خ پانی ڈالتے کسی پر اسمین ہے ص اور رکھہ سے بھی درست نہین اور امام ابی یوسف کے نزدیک تیمم جائز نہین ہوتا مگر خاک ریگ سے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جائز نہین مگر خاک سے ف دلیل امام ابو حنیفہ اور امام محمد کی یہ ہے کہ فرمایا اللہ تعالی نے فتیمموا صعیدا طیبا یعنی پس قصد کرو صعید طیب کا اور صعید نام ہے روی زمین کا برابر ہے کہ مٹی ہو یا ریت یا کنکر پتھر وغیرہ کما قال الحجاج فی جوابہ لما وقت کالا اعلم لہذا التراب من الصعید فی ذلک یعنی نہین جانتا ہون مین خلاف درمیان اہل لغت کے اور اسی واسطے بیضاوی نے باوجود اسکے کہ شافعی مذہب ہے کہا صعید مٹی نہین کہتے اور اسی طرح ہے الصعید التراب او وجہ الارض صعید یا مٹی ہے یا روے زمین اگر کوئی کہے کہ جب صعید کے معانی تفسیر جلالین مین دو ہوئے سو کہان سے معلوم ہوا کہ صعید سے اس جگہ مراد روے زمین ہے تو جواب اوسکا یہ ہے کہ فرمایا اللہ تعالی نے ما یرید اللہ لیجعل علیکم من حرج یعنی نہین ارادہ کرتا ہے اللہ کہ کرے تمپر حرج اور تراب کی قید لگانے مین حرج ہے اور حدیث سے بھی امام ابو حنیفہ کی دلیل ہوتی ہے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ گردانی گئی واسطے میرے زمین سب مسجد اور پاک کرنے والی پس ہر نماز کا وقت آیا اسکی نماز نے صحیح ابی امامہ سے اور یہی مضمون صحیح مسلم اور جامع ترمذی اور طبرانی مین ہے اور روایت کی امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہ جو شخص ہمیشہ نماز کو سو نزدیک اوسکے مسجد اور پاک کرنے والی ہوتی ہے اور روایت ابن البارود اور ابن المنذر مین ہے روایت انس رضی اللہ عنہ سے جعلت لی کل ارض طیبۃ مسجدا وطہورا گردانی گئی واسطے میرے سب زمین پاک مسجد اور پاک کرنے والی اور دلیل امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ ہے کہ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے صعیدا طیبا ماء حرثنا یعنی مٹی اوگانے والی اور جواب یہ ہے کہ یہ حدیث پہچان نہین گئی کہا شیخ ابن حجر نے تخریج ہدایہ مین لم اجد لہ اصلا لکن رواہ البیہقی وضعفہ عن ابی حازم عنہ الطیب الصعید تراب الحرث یعنی روایت کی بیہقی نے اور ابن ابی حاتم نے ہم ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ کہا انھون نے زیادہ پاک صعید مٹی کھیت کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اور بھی مٹی پاک ہے وہ المطلوب اور امام ابو یوسف نے ریگ سے تیمم زیادہ کیا ہے اوس حدیث سے جو بروایت ابن الجوزی اوپر گذری اور وہ حدیث ضعیف ہے واللہ اعلم بالصواب ص باوجود قدرت کے زمین پر غبار سے تیمم جائز ہے تو اگر کسی نے جھاڑو دی یا گیہون ناپے یا دیوار گرائی اور اوسکے ہاتھون اور منہ پر غبار جما اور پھر اوسنے اوسکے اوپر ہاتھ مل لیا تیمم درست ہوگیا اور بغیر ہاتھ ملے درست نہوگا اور نیت واسطے آنماز کی تیمم مین فرض ہے اور امام زفر کے نزدیک فرض نہین ہے اگر کسی شخص کو دو حدث ہون جیسے جنابت اور حدث دونون کی نیت کرے تو ایک تیمم کافی ہوجاویگا اور اگر ایک کی نیت کرے دوسرے حدث سے کفایت نکریگا ف نیت سو واسطے فرض ہے کہ تیمم قصد کے معنون مین ہے اور امام زفر کہتے ہین کہ تیمم تمام وضو کے ہے سو جب تمام مین نیت فرض نہوئی تو تیمم مین بھی فرض نہوگی اور جواب اوسکا یہ ہے کہ مکلف کو جمیع احکام مین مثل اصل کے ہونا ضرور نہین ص اگر کافر نے واسطے اسلام کے تیمم کیا اور مسلمان ہوا نماز اوس تیمم سے درست نہین نزدیک طرفین کے اور امام ابی یوسف کے نزدیک نماز پڑھنا اوس تیمم سے جائز ہے اور اگر کسی نے تیمم کیا واسطے نماز جنازے یا سجدۂ تلاوت کے تو اس تیمم سے فرض نمازون کا پڑھنا درست ہے اور اگر واسطے قرآن شریف چھونے کے یا مسجد مین داخل ہونے کے تیمم کیا نماز اوس سے درست نہوگی بلکہ داخل ہونا مسجد کا اور چھونا قرآن کا

اوسکے لیے جائز ہوجاویگا اور اگر کافر نے بے نیت کے وضو کیا اور پھر مسلمان ہوا تو نماز اوس سے جائز ہوگی اور امام شافعیؒ کے نزدیک درست نہین اور اسیطرح اگر سیا تھ نیت کے بھی کیا تب بھی خلاف ہی اور تیمم درست ہی نماز کے وقت مین اور وقت سے پیشتر بھی درست ہی اور امام شافعیؒ کے نزدیک قبل وقت کے درست نہین ف دلیل ہماری یہ ہی کہ تیمم جب خلیفۂ مطلق ٹھہرا وضو کا تو قبل وقت کے بھی جائز ہوگا اور قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ صعید طیب پاک کرنے والی ہی واسطے مسلمان کے اگرچہ نپائے پانی دس برس اوسکے اوپر دلالت کرتا ہی اور اس حدیث کو روایت کیا ترمذی اور ابو داود اور ابن ماجہ وغیرہم نے ابو ذر رضی اللہ عنہ سے کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث صحیح ہی ص اگر دو برتنون مین پانی بھرا ہی اور اونمین ایک کا پانی پاک اور دوسرے کا ناپاک ہی اور مصلی نہین جانتا کہ نجس کون ہی اور پاک کون ہی تو اس صورت مین ہمارے نزدیک تیمم کرے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وضو کرے اگر ایک شخص نے پانی اپنے ساتھی سے مانگا اور اوس نے ندیا تیمم اوسکو جائز ہی اور اگر بعد نماز پڑھنے کے دیا تو نماز جائز ہی نماز کو پھر نہ پڑھے اور تیمم اوسکا ٹوٹ جاویگا ف اگرچہ وقت نماز کا باقی ہو اور مذہب عطا اور طاؤس اور مکحول اور ابن سیرین اور زہری کا یہ ہی کہ نماز کا پھر لوٹانا واجب ہی اگر وقت باقی ہو دلیل ہماری یہ ہی جو روایت کی ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہ دو شخص نکلے سفر مین اور وقت آیا نماز کا اور پانی اونکے پاس نتھا سو تیمم کیا صعید طیب پر اور نماز پڑھ لی پھر پانی پایا اون دونون نے اور وقت باقی تھا سو ایک نے اونمین سے نماز پھر پڑھی اور دوسرے نے نہ پڑھی اور آئے دونون حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین اور دونون نے یہ بات عرض کی سو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو جسنے پھر نماز نہین لوٹائی تھی کہ پہنچا تو سنت کو اور جسنے پھر پڑھی تو اوس سے کہا کہ تجھے دوبارہ اجر ہی اخرج کیا اس حدیث کو ابو داود اور نسائی اور حاکم اور دارمی نے ص اور اگر اوس نے اپنے رفیق سے پانی نہ مانگا اور تیمم سے نماز پڑھی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نماز جائز ہوئی اور صاحبین کے نزدیک نہین درست ہوئی اور ہدایہ مین ایسا ہی لکھا ہی اور مبسوط مین ہی کہ اگر اوس نے بغیر مانگے نماز پڑھی نماز درست نہوگی اور بھی مبسوط مین ایک جگہ لکھا ہی کہ اپنے رفیق سے پانی مانگے مگر قول حسن بن زیاد پر نہ مانگے کہ مانگنا ذلت کی بات ہی اور اسمین حرج ہی اور تیمم واسطے دفع حرج کے ہی اور جواب اسکا یہ ہی کہ پانی وضو کا اکثر خرچ کیا جاتا ہی اور جو چیز کہ احتیاج کی ہی اوسکے مانگنے مین کچھ ذلت نہین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہبت حاجتین اپنی غیرون سے مانگی ہین اور زیادات مین لکھا ہی کہ ایک شخص مسافر تیمم سے نماز پڑھ رہا ہی اور دیکھا اوس نے کہ ایک شخص کے پاس بہت سا پانی ہی اور اوسکو گمان غالب ہوا کہ نہ دیگا یا شک ہوا نماز پڑھ لیوے اور نہ توڑے اس لیے کہ صحیح ہوا شروع اوسکا پس قطع نکرے شک سے اور جب باہر نماز کے دیکھا تو بغیر مانگے نماز پڑھنا اوسکو تیمم سے درست نہین کیونکہ قدرت اور عجز مشکوک فیہ ہین اور اگر نماز کے اندر گمان غالب یہ ہوا کہ دیگا تو نماز توڑے اور پانی مانگے اور بھی زیادات مین ہی کہ اگر بعد فارغ ہونے کے نماز سے پانی اوس سے مانگا اگر اوس نے دیدیا نماز پھر پڑھے یا قیمت دستور کے موافق مانگے اور اوسکو اوسپہ قدرت ہی پانی لیوے اور نماز پھر دوہراوے اور اگر اوس نے انکار کیا نماز اوسکی ہوگئی اور بعد انکار کے پھر اگر دیدیا نماز کو پھر نہ پڑھے لیکن تیمم ٹوٹ جاویگا اور اگر اوس نے نماز مین پانی دیکھا اور گمان کیا کہ نہ دے گا یا شک کیا اور توڑ دیا نماز کو تو اگر پانی دیا تو تیمم باطل ہوگیا اور اگر انکار کیا تو تیمم باقی ہی اور اگر گمان غالب ہی کہ دیگا اور پھر نماز نہ توڑی اور پوری پڑھ لی پھر بعد نماز کے مانگا تو اگر دیا نماز باطل ہوئی اور اگر انکار کیا تو نماز تمام ہوئی اور ایک تیمم سے فرض و نفل جو چاہے پڑھے ف یعنی ایک تیمم سے چاہے دو نماز مین یا زیادہ فرض پڑھے یک وقت مین یا کئی وقتون مین اور جتنے چاہے نفل پڑھے خواہ وہ نفل اوس فرض کی تبعیت مین ہون یا نہون امام شافعی

رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ایک تیمم سے دو نمازین پڑھنا جائز نہین اور اسی طرح نفل بھی مگر جو فرض کی تبعیت مین ہو دلیل ہماری یہ حدیث ہی کہ زمین پاک کرنی والی ہی مسلمان کی اگرچہ نپاوے پانی دس برس روایت کیا اسکو بہت ایمہ حدیث نے جیسا کہ اوپر گذرا اور امام شافعی دلیل پکڑتے ہین قول ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مِنَ السُّنَّةِ اَنْ لَّا یُصَلِّیَ بِالتَّیَمُّمِ اَکْثَرَ مِنْ صَلٰوةٍ وَّاحِدَةٍ یعنی سنت سے یہ بات ہی کہ نہ پڑھی جاوے ساتھ تیمم کے اکثر ایک نماز سے اَخْرَجَهُ الدَّارَقُطْنِیُّ وَالْبَیْهَقِیُّ رافعی نے کہا ہی کہ سنت جب صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہی تو وہ مانند حدیث مرفوع کے ہی اور ایسا ہی ہی اثر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے مصنف مین اور مروی ہی عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے کہ وہ تیمم کرتے تھے واسطے ہر نماز کے اور ایسا ہی فتوی دیتے تھے قتادہ روایت کیا اسکو دارقطنی نے اور ابن عمر رضی اللہ عنہ تیمم کرتے تھے واسطے ہر نماز کے روایت کیا اسکو بیہقی نے اور جواب اسکا یہ ہی کہ اوسمین سے کوئی اثر صحیح نہین ہوا کیونکہ اثر ابن عباس مین کہا ابن الجوزی نے کہ روایت کیا ہی ابو یحیی نے حسن بن عمارہ سے اور وہ دونون متروک ہین اور کہا کہ حسن بہت ضعیف ہی اور اثر حضرت علی رضی اللہ عنہ مین حجاج بن ارطاۃ ہی ترک کیا اوسکو عبد الرحمن بن مہدی اور یحیی بن سعید قطان نے اور کہا احمد اور دارقطنی نے لم یحتج نہین پکڑی جاویگی اوس سے اور کہا یحیی بن معین اور نسائی نے کہ وہ قوی نہین اور اثر عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا اوسمین انقطاع ہی اور اثر ابن عمر کا اسناد مین اوسکی عامر احول ہی ضعیف کیا اوسکو احمد وغیرہ نے اور توثیق کی اوسکی ابو حاتم نے اور مسلم نے پھر بھی معارض حدیث مرفوع کا نہین ہو سکتا ہی کَذَا ذَکَرَهُ فِیْ بَعْضِ الْکُتُبِ اور بھی اسکا حمل استحباب پر کر سکتے ہین اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کے قول کے موافق کہ سنت ہی یعنی واجب نہین مستحب ہی علاوہ اوسکے کہا محدث فیروز آبادی شافعی نے سفر السعادت مین وَلَمْ یَجِدْ فِیْ حَدِیْثٍ صَحِیْحٍ اَنَّهُ یَتَیَمَّمُ لِکُلِّ فَرِیْضَةٍ بَلْ تَیَمَّمَ جَرِیْدًا بِاَمْرِهٖ مُطْلَقًا وَّاَقَامَهُ مَقَامَ الْوُضُوْءِ یعنی نہین پایا ہمنے کسی حدیث مین کہ حضرت تیمم کرتے تھے واسطے ہر نماز کے بلکہ حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیمم کا مطلقا اور قائم کیا اوسکو مقام وضو کے انتہی اور روایت کی امام ابو حنیفہ نے حماد سے اوسنھون نے ابراہیم سے ایسا ہی اور یہی قول ہی حسن اور عطا کا ص جو چیز کہ وضو کو توڑتی ہی تیمم کو بھی توڑتی ہی اور پانی پانا اتنا کہ اوسکی طہارت کو کافی ہو تیمم کو توڑتا ہی تو اگر اوس شخص نے موافق وضو کے پانی پایا اور وضو کیا اور پھر پانی نملا تو پہلا تیمم اوسکا ٹوٹ گیا اب دوسرا تیمم کرے اور جس نے اگر تمام بدن کو دھویا مگر پیٹھ اوسکی باقی رہی اور پانی ہو چکا بعد اسکے حدث ہو گیا اور دونون حدث کے لیے ایک تیمم کیا بعد اسکے اتنا پانی پایا کہ وضو اور پیٹھ دونون کے دھونے کو کفایت کرتا ہی تیمم دونون حدثون کا باطل ہو گیا اور اگر پانی اتنا ہی کہ نہ وضو کو کفایت کرتا ہی نہ پیٹھ دھونے کو تیمم دونون حدثون کا باقی رہا اور اگر فقط غسل کو کفایت کرتا ہی غسل کے حق مین تیمم ٹوٹ گیا اور وضو کے حق مین باقی ہی یا فقط وضو کے لیے کفایت کرتا ہی پیٹھ دھونے کو یعنی پیٹھ دھونے کو کفایت نہین کرتا ہی وضو کے حق مین تیمم ٹوٹ گیا اور غسل کے حق مین باقی ہی اور اگر اتنا پانی ہی کہ اوس سے فقط وضو ہو سکتا ہی یا فقط پیٹھ کا دھونا دونون نہین ہو سکتے تو پہلے پیٹھ کو دھووے جو اوس غسل مین باقی رہی تھی اب وہ جو تیمم واسطے حدث کے تھا امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ٹوٹ گیا اب پھر تیمم کرے اور امام ابی یوسف کے نزدیک وہی تیمم کافی ہی اور اگر اوس نے پہلے تیمم کر لیا حدث کا اور بعد اوسکے پیٹھ کو دھویا اسمین بھی دو روایتین ہین ایک روایت مین پھر تیمم کرے اور دوسری روایت مین وہ تیمم کافی ہو جاویگا اور اگر اوس نے اوس پانی سے پیٹھ کو نہ دھویا بلکہ پہلے وضو کیا جنابت کے حق مین اوسکا تیمم ٹوٹ گیا اور دونون روایتون مین اب پھر تیمم کرے یہ جب ہی کہ دونون حدثون کے لیے ایک تیمم کیا ہو اور اگر صاحبین نے دو تیمم کیے تھے ایک واسطے جنابت کے اور دوسرا واسطے حدث کے اور پھر پانی

حسن بن عمارہ — ابو یحیی — حجاج بن ارطاۃ — عامر احول

ص پیٹھ پر پانی ڈالنا اور وضو کرنا اور پیٹھ کا دھونا اور غسل کرنا

ص غسل کفایت نہین کرتا وضو کو

اگر اتنا پایا کہ دونون کے لیے کافی ہو دونون تیمم ٹوٹ جاوینگے اور اگر ایک کے لیے بھی کافی نہین کوئی تیمم نہ توڑیگا اور اگر دونون مین سے ایک کے لیے کافی ہے پہلے جنابت کو دفع کرے اور باقی سب وہی صورتین ہین اور وہی حکم ہین جیسا کہ اوپر گذرا اور اگر مصلی نے تیمم واسطے جنابت کے کیا اور پھر اوسکو حدث ہوا اور ابھی تیمم حدث کا نہین کیا ہے اور پانی پایا اگر دونون کے واسطے کافی ہے جنابت کا تیمم ٹوٹ گیا اور اب غسل اور وضو کرے اور اگر اتنا پانی ہے کہ کسی کے واسطے کافی نہین جنابت کا تیمم باقی رہا اور حدث کے واسطے تیمم کرے اور مستحب یہ بات ہے کہ اوس پانی سے جتنی پیٹھہ دھوئی جاوے دھووے تاکہ جنابت کم ہووے ف چلپی نے اس مقام پر لکھا ہے کہ یہ پاک پانی کا اضائع کرنا ہے جواب اسکا یہ ہے کہ ضائع کرنا نہین ہے کیونکہ اگر شاید آگے جاکے اوسنے پھر تھوڑا سا پانی پایا کہ بقیہ پیٹھہ کو کفایت کرتا ہے تو جنابت اوسکی دفع ہوجائیگی تو اگر پہلے پانی سے پیٹھہ نہ دھولیتا تو یہ پانی کفایت نہین کرتا فتامل فیہ ص اور اگر اتنا پانی پایا کہ پیٹھہ کے واسطے کافی ہے دھولے اور جنابت کا تیمم ٹوٹ جاویگا اور حدث کیواسطے تیمم کرے اور اگر پیٹھہ کو کافی نہین وضو کو کافی ہے وضو کرے اور جنابت کا تیمم باقی رہیگا اور اگر دونون مین سے ایک کے لیے کافی ہے تو جنابت مین سے جو باقی ہے اوسکو دھووے اور حدث کے واسطے تیمم کرے اور اگر وضو کرلیا جائز ہے اور تیمم جنابت کا پھر کرے اور اگر وضو نکیا اور پہلے اوس نے حدث کا تیمم کیا بعد اوسکے پیٹھہ دھوئی اب پھر تیمم حدث کا کرے یا نکرے اسمین دو روایتین ہین زیادات کی روایت مین پھر تیمم حدث کا کرے اور اصل کی روایت مین پھر نکرے اور اگر اوسکے بدن یا کپڑے پر ایک درم سے نجاست زیادہ ہووے تو پہلے نجاست کو دھووے اور جنابت کے لیے تیمم کرے مسئلہ اگر ایک شخص نے ایک جماعت کو کہ تیمم کرتی تھی پانی مباح کردیا مثلاً کہدے کہ اے جماعت تیمم کرنے والو یہ پانی تمھارے واسطے مباح ہے جو شخص تم مین سے چاہے اس سے وضو کرے اور وہ پانی ایک شخص کے وضو کے موافق ہے سب کا تیمم باطل ہوجائیگا تو اس صورت مین جب ایک شخص اوس سے وضو کرلیگا سب لوگ پھر اپنا تیمم دوبارہ کرین کیونکہ ہر شخص کو اکیلے اکیلے قدرت پانی پر ہوگئی تھی اور اگر کہے کہ اتنا پانی ہے تم سب کو دیا اور انھون نے لے لیا تو کسی کا تیمم نجاوے گا کیونکہ اوس پانی مین سب کا حصہ ہے اور اتنا پانی نہین جو سب وضو کرین تو گویا کسی نے پانی موافق اپنی طہارت کے پایا پھر اگر وہ سب مل کے سارا پانی ایک شخص کو دیدین امام اعظم رح کے نزدیک تیمم اوسکا باطل نہوگا اور صاحبین کے نزدیک باطل ہوجاویگا اور تفصیل اصل کتاب مین ہے اگر تیمم کرنے والا مرتد یعنی کافر ہوجاوے معاذ اللہ تو تیمم اوسکا نہ ٹوٹے گا تو اگر پھر اسلام لاوے اور تیمم اوسکا باقی ہو اوس تیمم سے نماز درست ہے اگر کسی شخص کو امید پانی ملنے کی ہو مستحب ہے اوسکو نماز کا تاخیر کرنا آخر وقت تک اور اوقت مین اوسنے نماز تیمم سے پڑھ لی اور پھر پانی پایا اور وقت باقی ہے پھر نماز کا اعادہ نکرے اور اگر گمان ہو کہ پانی یہان سے ایک غلوہ ہے ڈھونڈھنا پانی کا واجب ہوجائیگا اور غلوہ تین سو گز سے چار سو گز تک کا ہوتا ہے اور امام ابی یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اگر پانی اتنا دور ہو کہ پانی لانے سے قافلہ غائب ہوجائیگا تیمم جائز ہے اور صاحب محیط نے اوسکو اچھا کہا ہے اور اگر مسافر کے اسباب مین پانی ہووے اور وہ بھول جاوے اور تیمم سے نماز پڑھ لے پھر پانی یاد آوے اگرچہ وقت موجود ہو نماز پھر نہ پڑھے اور امام ابی یوسف کے نزدیک پھر پڑھے اور یہ اختلاف اوس صورت مین ہے کہ اوسنے پانی کو خود یا غیر نے اوسکے حکم سے رکھا ہو اور جسکو غیر نے بغیر حکم اوسکے رکھا ہے بعضون نے کہا تیمم اوسکو سب کے نزدیک جائز ہے اور بعضون نے کہا کہ اس صورت مین بھی اختلاف ہے ایسا ہی لکھا ہے ہدایے مین اور اگر وضو کا مانع بندون کی طرف سے ہووے تیمم جائز ہے جیسے مسلمان کافرون کے قبضے مین ہون اور وہ وضو سے منع کرین یا قید مین ہون اور اگر کسی شخص نے مصلی سے کہا کہ اگر

ف یہ امر غلط ہے کیونکہ پانی کی نجاست کی تفصیل ہے اگر نجاست غلیظہ درہم سے کم ہے تو پانی ناپاک نہین ہوتا اور اگر درہم سے زیادہ ہے تو ناپاک ہوجاتا ہے اور اگر نجاست خفیفہ ہے تو ربع سے کم ہے تو ناپاک نہین ہوتا اور اگر ربع سے زیادہ ہے تو ناپاک ہوجاتا ہے اور اگر ایک شخص کو پانی کا ایک حصہ ملتا ہے اور دوسرے کو دوسرا حصہ ملتا ہے اور ہر ایک کو اپنے حصہ سے وضو کرنا جائز ہے اور اگر ایک شخص کو پانی کا ایک حصہ ملتا ہے اور دوسرے کو دوسرا حصہ ملتا ہے اور ہر ایک کو اپنے حصہ سے وضو کرنا جائز ہے اور اگر ایک شخص کو پانی کا ایک حصہ ملتا ہے اور دوسرے کو دوسرا حصہ ملتا ہے اور ہر ایک کو اپنے حصہ سے وضو کرنا جائز ہے

تو نے وضو کیا تو قتل کر دونگا تیمم اوسکو جائز ہی مگر جب وہ شخص چلا جاوے اور مانع جاتا رہے نماز کو پھر وضو سے پڑھنا چاہیے ایسا ہی ذخیرہ میں

ص باب مسح موزوں کے بیان میں

مسح موزے کا احادیث مشہورہ سے جائز ہے یعنی ثابت ہوا ہے زیادتی قرآن مجید پر جائز ہے اور قرآن شریف سے دھونا پیر کا ثابت ہے ف اس باب میں حدیثیں بہت آئی ہیں صحیح مسلم میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسافر کیواسطے مسح کی مدت تین دن اور تین رات مقرر کی اور مقیم کے واسطے ایک دن اور ایک رات اور صحیح ابن خزیمہ میں حضرت ابوبکر سے بھی ایسا ہی مروی ہے اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے علامات اہل سنت میں مسح خفین کو داخل کیا ہے اور عقائد میں درج کیا ہے فرمایا وَنَمْسَحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ فِي السَّفَرِ وَالْحَضَرِ یعنی مسح کرتے ہیں ہم اوپر موزوں کے سفر اور حضر میں اور کہا امام صاحب نے کہ نہیں حکم کیا ہے ساتھ مسح کے یہانتک کہ آیا پیر سے پاس یا نازل ہوا شخص دن سے اور ایسا ہی سب ائمہ سے مروی ہے اور اتفاق کیا ہے ائمہ اربعہ نے اور جو مسح موزے کا جائز نہیں سمجھتا ہے وہ بدعتی ہے اور باب میں قریب تیس صحابیوں سے روایت ہے اور متواتر المعنی ہے بعض لوگوں نے اس حدیث کو کہ گذشتہ فصل میں لکھی ہے شیخ ابن الہمام وغیرہ نے کہ جسکا جی چاہے ملاحظہ کرے اور زیادہ اسکے بیان سے اختصار کے ترک کیا ص شب وضو کو واسطے حدث کے موزے پر مسح درست ہے اور جب ہو تو مسح جائز نہیں ف کیونکہ روایت ہے صفوان بیٹے عسال سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا ہے ہم کو جبکہ ہوئے ہم سفر میں یہ کہ نہ اتاریں موزوں اپنے کو تین رات اور تین دن تک مگر جنابت سے اور لیکن پیشاب اور پاخانہ سے اور نیند سے روایت کیا اسکو ترمذی اور نسائی رحمہما اللہ ص اگر صورت اوسکی یہ ہے کہ پانی نہ پایا تیمم کیا اور اوسکو حدث ہوا اور پھر پانی پاس ہوا وضو کے ساتھ یا پانی ہوا اوسنے وضو کر کے موزہ پہنا اور اوسکے ساتھ غسل کے پانی پایا اور غسل نکیا اور پھر پانی گم ہو گیا پھر پانی ملا وضو کیا یا سوار ہوئے پھر تیمم کیا واسطے جنابت کے تو اگر اب شک کرے تو وضو کرے اور موزہ اتارے اور پھر پاؤں دھووے اسواسطے کہ جنابت اوسکے پاؤں پر لگی تھی اب بگذرنیکے پانی پر اور سنت مسح موزے میں یہ ہے کہ تین انگلیوں سے ہاتھ کی کشادہ کر کے پانی کی انگلی انگلیوں سے پنڈلی تک تین خط موزے پر کھینچے اور اگر انگلیاں کشادہ نکیں مگر متصل تین انگلیوں ہاتھ کے مسح کیا ہو اور اگر پہلے ایک انگلی تر کی اور مسح کیا اور پھر اوسکو تر کیا اور مسح کیا اور تینوں بار علحدہ علحدہ جگہ پر مسح کیے تو درست ہے لیکن اگر تینوں بار ایک ہی جگہ کھینچا درست نہیں اور اگر انگوٹھے اور شہادت کی انگلی سے جبکہ کشادہ ہوں مسح کیا جائز ہے اسلیے کہ اسکے درمیان تین جگہ پر انگلی کی ہے اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے موزے سے پوچھے گئے فرمایا اپنے ہاتھ کی انگلیوں کو سر موزہ پر رکھے مع ہتیلی کے یا بغیر ہتیلی کے پنڈلی تک کھینچ لے اور اگر انگلیوں سے مسح کیا اور جڑ انگلیوں کی موزے پر لگی درست نہیں مگر جب کہ موزہ وقت رکھنے انگلیوں کے اتنا تر ہو جاوے کہ جتنا واجب ہے اور وہ مقدار تین انگلیوں ہاتھ کے ہے تو بیشک درست ہے اسی طرح لکھا ہے محیط میں اور ذخیرہ میں لکھا ہے کہ اگر انگلیوں سے قطرے بہتے ہوں درست ہے اور مسح سنت ہے طرف ہتیلی سے اور اگر طرف ہتیلی کی پشت سے مسح کیا جائز ہوا اور پیر کی انگلیوں کی طرف سے مسح شروع کرنا سنت ہے لیکن اگر پنڈلی سے شروع کریگا درست ہو جاویگا اور اگر مسح کو بھول گیا اور بیٹھا پانی اوسکے موزے کی پیٹھ پر پڑا مسح درست ہو گیا اور اسیطرح اگر سر کا مسح بھول گیا اور پانی اوسکے سر پر پڑا مسح درست ہے اور اگر گھاس میں چلا اور ظاہر موزے کا تر ہو گیا اگرچہ شبنم سے ہو تو درست ہے اور یہی صحیح ہے اور مسح ظاہر موزے پر کرے ف ظاہر موزے سے مراد اوپر موزے کی ہے اور باطن سے مراد نیچے موزے کے ہے جیسا کہ احادیث صحیحہ میں وارد ہوا ہے اور روایت کی ابوداؤد نے حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے کہ انھوں نے فرمایا کہ اگر کاروبار دین کا عقل پر ہوتا نیچے موزے کا اولیٰ تھا مسح کرنے میں اوپر اوسکے سے اور امام شافعی اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک اگر

اوپر موزے کے مسح کرنا واسطے ادائے فرض کے ہو اور نیچے موزے کے واسطے ادائی سنت کے ہو اور جو حدیث اس باب میں مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے وارد ہے کہ وضو کرایا میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غزوۂ تبوک میں سو مسح کیا آپ نے اوپر موزے کے اور نیچے اوسی موزے کے روایت کیا اسکو ابو داود اور ترمذی اور ابن ماجہ نے ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث معلول ہے اور اتصال اوسکی سند کا مغیرہ تک ثابت نہیں ہوا کہا ترمذی نے پوچھا میں نے بخاری اور ابو زرعہ سے اس حدیث کو دونوں نے کہا کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے اور ابو داود نے بھی اسکو ضعیف کہا ہے اور بعض طریقوں میں امام احمد اور ابو داود کے علی ظاہرھما کا لفظ واقع ہے یعنی مسح کیا اوپر ظاہر موزوں کے

ص اور موزہ اوسے کہتے ہیں جو ٹخنے کو چھپا وے اور پیر کی جو چھوٹی اونگلیاں ہیں اوسمیں سے اگر تین اونگلیوں کے برابر پیر ظاہر ہوگا مسح درست نہیں اور اگر اوس سے کم ہے درست ہے اور اگر موزہ ڈھیلا ہے کہ اوپر سے دیکھنے میں پانوں دکھلائی دیتا ہے مسح اوس پر جائز ہے اور جرموق پر مسح جائز ہے اور جرموق اوسے کہتے ہیں جو موزے کے اوپر پہنے جاتے ہیں واسطے حفاظت موزے کے کیچڑ اور نجاست وغیرہا سے تو اگر چمڑے کے ہیں یا مانند اوسکے اوپر مسح جائز ہے اگرچہ فقط جرموق ہوں اور موزہ اوسکے نیچے نہ ہو اور اگر کپڑے کے ہیں یا مانند اوسکے تو اگر اونکے تین اکیلے بغیر موزوں کے پہنا ہے مسح جائز نہیں اور اسیطرح اگر موزے بھی اوسکے نیچے ہوں تب بھی جائز نہیں لیکن اگر تری اوسکی موزے کو پہونچ جاتی ہے تو مسح جائز ہے تو اگر جرموق چمڑے کے ہیں یا مانند اوسکے اور موزے [illegible] مسح کرکے اوسکے موزے پر پہنا مسح اوپر درست نہیں موزے پر کرے اور اگر قبل حدث کے اونکو پہنا اور مسح کیا اوپر پھر [illegible] اور ارڈالا اور اونکو اوتار کر اوسوں پر پھر مسح دوبارہ کرے اور دو تہ کے موزے پر اگر مسح کیا اوپر اوسکے ایک تہ کو اوتار ڈالا دوسری تہ پر [illegible] مسح کیا واجب نہیں ہوا اور اگر ایک پیر کے جرموق کو اوتار ڈالا اوسکے موزے پر مسح کیے اور دوسرے پیر کے جرموق پر پھر دوبارہ مسح کرے اور امام ابی یوسف سے مروی ہے کہ دوسرا جرموق بھی اوتار ڈالے اور مسح کرے دونوں پیر کے موزوں پر ف مسح جرموق پر واسطے درست ہونے روایت کی امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بلال رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وضو کرتے تھے اور مسح کرتے تھے عمامہ اور جرموقوں پر ص اور جورب پر مسح درست ہے اگر ثخین ہو اور بغیر باندھنے کے تھم سکے اور نیچے اونکے چمڑا لگا ہو یا تمام چمڑے کا ہو تو اگرچہ بغیر باندھے تھم سکتے ہیں لیکن چمڑا اوسمیں نہیں لگا امام ابو حنیفہ کے نزدیک مسح اوپر درست نہیں ہے اور صاحبین کے نزدیک درست ہے اور مروی ہے کہ امام صاحب نے رجوع کیا صاحبین کے قول کی طرف اور فتوی صاحبین کے قول پر ہے رحمہم اللہ اجمعین

ف جورب اوسکو کہتے ہیں کہ موزے پر بسبب حفاظت سردی کے پہنا جاتا ہے یا اور کسی کے لیے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جورب پر مسح درست نہیں اور روایت کی احمد اور ترمذی اور ابو داود اور ابن ماجہ نے مغیرہ بن شعبہ سے کہ مسح کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جوربوں پر اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بھی جورب پر مسح جائز ہے اور یہ حدیث حجت ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ پر اور روایت کی امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے مانند اسکے اور ابو داود نے بھی اور حدیث ابی موسی اشعری رضی اللہ عنہ کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسح کیا جوربوں پر ضعیف ہے کیونکہ اسناد میں اوسکی عیسی بیٹے سنان کے ہیں ضعیف کیا اونکو احمد اور ابن معین اور ابو زرعہ اور نسائی وغیرہم نے سنن ابو داود میں ہے کہ مسح کیا جوربین پر حضرت علی اور ابن مسعود اور براء بن عازب اور انس بن مالک اور ابو امامہ اور سہل بن سعد اور عمر بن حریث رضی اللہ عنہم اجمعین وغیرہم نے اور روایت کی گئی ہے حضرت عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی ص اور مسح موزہ اوسوقت درست ہے کہ بعد پہننے کے وقت حدث کے طہارت تمام ہووے تو اگر اوسنے

وضو غیر مرتب کیا جیسے پہلے دونوں پیر دھو کے موزہ پہنا بعد اوسکے باقی اعضا دھوئے بعد اوسکے حدث لاحق ہوا پھر اوس نے وضو کیا یا ترتیب سے وضو کیا تو داہنے پیر کو دھو کے موزہ پہنا اور دوسرے پیر کو دھو کے دوسرا موزہ پہنا بعد اوسکے حدث ہوا تو دونوں موزوں پر مسح جائز ہی پہلی صورت مین وقت پہننے موزے کے طہارت اوسکی تمام نہ تھی اور دوسری صورت مین وقت پہننے داہنے موزے کے لیکن وقت حدث کے دونون صورتون مین طہارت اوسکی پوری ہی اور مسح جائز نہین ہی عمامے اور ٹوپی اور برقع اور دستانون پر ف امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے موطا مین لکھا ہی کہ کہا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہ پونہچا ہمکو حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے کہ اونسے پوچھا لوگون نے مسح عمامے سے کیا انھون نے جائز نہین ہی یہان تک کہ مسح بالون کا کرے اور اسی سے اخذ کیا ہے اور یہی ہی قول امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا اور نافع کہتے ہین کہ بیٹے صفیہ بنت ابی عبید بیوی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وضو کرتی تھین اور کھینچتی تھین اور ٹھنی اپنی اور مسح کرتی تھین سر پر اوپر دوپٹہ ہی ہمکو کہا اول مین مسح اوپر عمامے کے جائز تھا اور اب منسوخ ہوگیا اور یہی ہی قول ابی حنیفہ رضی اللہ عنہ کا اور اکثر فقہا ہمارے کا اور ہشام بن عروہ سے روایت ہی کہ دیکھا اونھون نے اپنے باپ کو کہ اوٹھاتے تھے عمامہ سر سے اور مسح کرتے تھے سر پر اور دستانونکو بھی عمامے وغیرہ پر قیاس کرنا چاہیے اور وہ جو مغیرہ کی حدیث مین ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسح کیا اوپر عمامے کے منسوخ ہی اور دلیل نسخ کی قول صحابہ و تابعین ہی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور کلام اللہ مین ہی وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ یعنی مسح کرو اوپر سرون اپنے کے ص اور فرض مسح موزے مین برابر تین انگلی ہاتھ کے ہی اور اس سے زیادہ فرض نہین اور نیت وغیرہ مسح مین فرض نہین ف ہدایہ مین روایت ہی مغیرہ بن شعبہ سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھے دونون ہاتھ اپنے اوپر دونون موزون اپنے کے اور کھینچا اونکو اونگلیون سے اوپر تک ایک بار اور گویا کہ مین نظر کرتا ہون طرف نشان مسح کے اوپر موزے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ کئی خط تھے اونگلیون کے ص اور مدت مسح کی مقیم کو وقت حدث سے ایک رات اور ایک دن ہی اور مسافر کو تین دن اور تین رات ف مثال اسکی یہ ہی کہ مثلاً ایک شخص نے ظہر کو وضو کیا اور موزے پہنے بعد اوسکے عصر کے وقت حدث ہوا تو اب مدت عصر کے وقت سے لیجائیگی حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مدت مین قبل مذکور ہوئی اور اور حدیثین بھی اس باب مین آئی ہین اور اکثر احادیث کا یہی مضمون ہی کہ مسافر کیواسطے مدت مسح کی تین دن اور تین رات ہی اور مقیم کے واسطے ایک دن اور ایک رات اور ایک روایت ہی امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے کہ مسح جبتک چاہے کرے یعنی کچھ مدت نہین مگر جنابت سے اوتارے اور یہی قول ہی ابن قاص کا اور دلیل پکڑتے ہین اوس سے جو روایت کی حاکم نے انس رضی اللہ عنہ سے اور کہا صحیح ہی کہ تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے تم مین سے اپنے موزے پہنے سو نماز پڑھے اون دونون موزونمین اور مسح کرے اوپر اور نہاوتارے اگر چاہے اونکو مگر جنابت سے اور ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو تین دن کی مدت پر حمل کیا ہی اور وہ جو ابن ماجہ اور ابوداود نے روایت کی ہی ابی بن عمارہ رضی اللہ عنہ سے کہ کہا اونھون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ مسح کرون مین موزون پر فرمایا ہان کہا ایک دن فرمایا اور دو دن کہا اور تین دن یہان تک کہ پونہچے سات دن تک سو ابوداود رحمۃ اللہ علیہ نے ذیل حدیث مذکور مین لکھا ہی وَقَدِ اخْتُلِفَ فِي إِسْنَادِهِ وَلَيْسَ هُوَ بِالْقَوِيِّ یعنی تحقیق اختلاف کیا گیا ہی اسناد مین اوسکی اور وہ قوی نہین دوسرے یہ کہ مخالف ہی روایت اکثر صحابہ رضوان اللہ علیہم مثل حضرت علی اور ابی بکرہ اور صفوان بن عسال رضی اللہ عنہم کے اگر کوئی کہے کہ حدیث انس رضی اللہ عنہ کی جسکو حاکم نے صحیح کیا ہی اور دارقطنی نے بھی اوسکو روایت کیا ہی معتبر ہی جواب اوسکا یہ ہی کہ وہ حدیث محمول ہی تین دنکی

مدت پر جیسا گذرا **ص** جو چیز کہ وضو کو توڑتی ہی مسح کو بھی توڑتی ہی **ف** کیونکہ پیر دھونا ایک جز ہوضو کا اور اوسکا قائم مقام ہی تو جس سے وضو ٹوٹیگا یہ بھی ٹوٹیگا **ص** اور نکالنا ایک موزے کا بھی مسح کو توڑتا ہی اور پھر دونوں پیر کا دھونا واجب ہوگا کیونکہ جمع غسل اور مسح مین نہین درست ہی اور جو موزے کے اندر پانی چلا جاوے اور تمام پیر بھیگ جاوے مسح ٹوٹ جاتا ہی اور فقیہ ابو جعفر کے نزدیک اگر اکثر پیر بھیگ جاوے مسح ٹوٹ جاویگا اور جب مدت مسافر اور مقیم کی تمام ہوجاوے دھونا پیر کا اوسپر فقط واجب ہوگا اگر وہ باوضو ہو اور اگر نئے وضو ہی تو سارا وضو کرے اور باہر نکلنا اکثر قدم کا موزے سے پنڈلی موزے مین بھی مسح کو توڑتا ہی اور یہی لفظ قدوری کا ہی اور متن وقایہ مین جو لکھا ہی کہ نکلنا زیادہ ایڑی کا مسح کو توڑتا ہی مروی ہی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے اور اگر موزہ موافق تین چھوٹی انگلیون یا انگوٹھون کے پھٹ جاوے اور پیر اتنا موزے سے کھل جاوے مسح جائز نہین اور اسی اگر کم پھٹا ہو تو درست ہی اور اگر لمبا پھٹا ہی کہ اوسمین تین انگلیان برابر سما جاتی ہین لیکن اتنا کھلتا نہین مسح درست ہی اور اگر ملا ہوا ہی لیکن چلنے کے وقت اتنا کھل جاتا ہی مسح درست نہین اور جو موزہ سوت وغیرہ سے بنا ہو اور نیچے سے ٹخنا کھلا ہو اگر سوت وغیرہ سے باندھ لیا جاوے اسطرح پر کہ کچھ اوسمین سے کھلا نہین رہتا تو اوسپر مسح درست ہی اور اگر کھلا رہتا ہی تو اگر مقدار تین انگلی کے یا زیادہ کھلا ہوگا مسح درست نہین ہی والا درست ہی اور اگر ایک موزے مین بہت جگہ پھٹا ہو کہ جمع کرنے سے تین انگلی کے موافق ٹھہرے تو اوسپر مسح درست نہین اور اگر دونون موزے پھٹے ہون اور دونون جمع کرکے اسقدر ٹھہرے تو مسح درست ہی اور اگر مقیم نے موزے پر مسح کیا اور ایکدن رات گذرنے سے پہلے مسافر ہوا تین رات دن کے بعد اوتارے اور اگر مسافر ایکدن ایک رات گذرنے کے پہلے مقیم ہوا ایکدن اور ایک رات کے بعد اوتارے اور اگر مسافر بعد ایک رات اور ایکدن کے مقیم ہوا یا مقیم بعد ایکدن اور ایک رات کے مسافر ہوا موزے کو پیر سے اوتار کے پھر پیر دھوکے مسح شروع کرے

فصل جبیرہ پر مسح کرنیکے بیانمین

جبیرہ پر مسح درست ہی محدث کو اگرچہ وقت حدث کے باندھی ہو اور جبیرہ کا گرنا مسح کو باطل نہین کرتا ہی مگر جبکہ زخم اچھا ہوگیا ہو **ف** جبیرہ پر مسح کرنے کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم کیا تھا روایت کیا ہی اسکو ابن ماجہ نے اور سند اسکی بہت ضعیف ہی اور اسواسطے کہ موزے کے اوتارنے سے زیادہ زخم پر پانی ڈالنا ضرر کرتا ہی اور جب موزے کا مسح درست ہوا تو جبیرہ کا بھی درست ہوگیا اور اگر زخم اچھے ہونیکے بعد جبیرہ گری تو اوس مقام کا دھونا فرض ہوویگا پھر اگر اوسکا وضو ہووے تو فقط اوسی مقام کو دھو ڈالے **ص** پھر اگر مسح کرنا جبیرہ پر ضرر کرے تو ترک کرنا اوسکا درست ہی **ف** کیونکہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ ایک شخص کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین سر مین زخم لگا تھا اور اوسکو احتلام ہوا تو حکم کیا گیا غسل کا تو اوسنے غسل کیا اور اکڑ کے مرگیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اوسکی خبر پونہچی کہا عطا نے کہ پونہچا ہمکو کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کاش دھولیتا تمام بدن اپنا اور چھوڑ دیتا سر اپنا جس جگہ اوسکو زخم لگا تھا روایت کیا اسکو ابن ماجہ وغیرہ نے **ص** اور اگر ضرر نکرے تو اوسمین کئی روایتین ہین امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے اوسکے جواز ترک مین اور فتوی اوسپر ہی کہ ترک کرنا درست نہین اور اسمین کچھ شرط نہین ہی کہ جبیرہ طہارت کے وقت باندھی ہو اگرچہ بے طہارت کے باندھی ہو تو بھی درست ہی خواہ محدث ہو یا جنب جیسا کہ گذرا پوشیدہ نرہے کہ مسح جبیرہ پر جب درست ہی کہ مسح اوس عضو کا نکر سکے جیسا کہ دھو نہین سکتا اسطرح پر کہ پانی اوسکو ضرر کرتا ہی یا جبیرہ بندھی ہی اور کھولنے مین اوسکے ضرر کا خوف ہی تو اگر عضو کے مسح پر قادر ہوویگا جبیرہ پر مسح جائز نہین **ف**

اسواسطے کہ یہ مسح بسبب عذر کے ہی اور جب عذر نہوویگا تو مسح بھی جائز نہوگا **ص** اگر اعضا مصلی کے پھٹے ہون اور اونکے دھونے سے عاجز ہووے پانی بہانا اوسپر لازم ہی تو اگر بہا نہ سکے تو اوسی جگہ کا مسح کرلیوے اور اگر مسح سے بھی عاجز ہووے اوتنا چھوڑ دے اور گرداوسکے دھوئیوے **ف** دلیل اسکی حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ کی ہی جو اوپر گذری **ص** اور اگر ہاتھ اوسکے پھٹے ہین کہ خود وضو نہین کرسکتا ہووے کراوے تو اگر دوسرے سے اوسنے نکرایا اور تیمم کرلیا جائز ہی اور صاحبین کے نزدیک درست نہین اور اگر [illegible] جگہ پر دوائی لگائی ہی پانی کو دوا پر گذار دیوے اور اگر پانی بہایا اور پھر دوا گر پڑی اگر تندرستی سے گری ہی اوس مقام کو پھر دھولیوے اور اگر تندرستی سے نہین گری ہی تو نہ دھووے اور اگر کسی شخص نے فصد لی اور گدی رکھکے اوسکے اوپر پٹی باندھی بعض لوگون کے نزدیک پٹی پر مسح درست نہین بلکہ گدی پر کرے اور بعضون کے نزدیک اگر پٹی ایسی ہووے کہ بغیر دوسرے کے آپ باندھ سکے تو مسح اوسپر جائز نہین ہاور اگر آپ نہین باندھ سکتا ہی دوسرا شخص نہ باندھے تو پٹی پر مسح جائز ہی **ف** اسواسطے کہ مسح وسطے عذر کے ہی اور جب پٹی آپ باندھ سکتا ہی تو پٹی کھولنے مین عذر نہین اور اگر آپ باندھ نہین سکتا تو عذر پایا جاویگا تو مسح بھی درست ہوویگا **ص** اور بعضون کے نزدیک اگر پٹی کھولنے سے اور اسکے نیچے مسح کرنے سے حرج ہووے اور زخم کو کچھ ضرر پہنچے تو مسح پٹی پر جائز نہین تو پٹی پر مسح درست نہین **ف** اور یہی قول مختار ہی **ص** اگر کھولنا پٹی کا [illegible]

[illegible]

باب حیض کے بیان مین

تین خون خاص ہین عورتون کے ساتھ حیض اور استحاضہ اور نفاس اور حیض اوس خون کو کہتے ہین جسکو رحم عورت بالغہ کا (صفحہ ۱۲۱) گرداتا ہی عورت بالغہ سے مراد جسمین حیض ہوتی ہی بغیر کسی بیماری کے اور سن ناامیدی کو بھی نہ پہنچی ہووے تو جو خون رحم سے نکلویگا حیض نہوویگا اسی طرح جو خون لڑکپن کے قبل آویگا اور ایسا ہی جو بیماری سے آویگا اور جو خون ہمیشہ جاری ہی بعض خون حیض ہوویگا اور بعض بیماری اور جو خون بعد حیض کے عورت کو آتا ہی اوسکو نفاس کہتے ہین وہ بھی حیض مین داخل نہین اور صحیح یہ ہی کہ حیض بعد سن ایاس کے نہین ہوتا **ف** ایاس کے معنی ناامیدی کے ہین تو گویا اوسمین حیض سے ناامیدی ہوجاتی ہی **ص** اور سن ایاس بعض کے نزدیک ساٹھ برس ہین اور بعضون کے نزدیک پچپن برس اور یہی تجویز کیا ہی مشایخ بخارا اور خوارزم نے **ف** بخارا اور خوارزم نام شہر کے ہین

ص تو جو خون عورت بعد اس سن کے دیکھے وہ ظاہر مذہب مین حیض نہین **ف** چلپی حاشیہ شرح وقایہ مین ہی کہ فتوی ہمارے زمانے مین اوپر اوسکے ہی کہ بعد پچاس برس کے حیض نہین اور یہی قول ہی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا **ص** اور فتوی اسپر ہی کہ جب خون سیاہ یا خوب سرخ دیکھے تو حیض ہی اور جس عورت کو حیض نہ آتا ہو تو اوسکی عدت طلاق اور فسخ نکاح تین مہینے آزاد کے اور ڈیڑھ مہینا لونڈی کا ہی پھر جو قبل تمام ہونے اس عدت کے اس عورت نے **ف** یعنی جو حیض سے ناامید ہوئی اور سن ایاس کو پہونچی ہو **ص** ایسا خون دیکھا عدت مہینون سے باطل ہو جاویگی اور بعد تمام ہونے عدت کے اگر ایسا خون دیکھا تو عدت باطل نہوگی اور اگر زرد یا سبز یا خاکی ہی تو وہ حیض نہین استحاضہ ہی **ف** استحاضے کا آگے بیان آویگا **ص** اور کم مدت حیض کی تین دن ہین اور اکثر مدت دس دن ہین اور امام ابی یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کم مدت دو دن اور اکثر تیسرے دن کا ہی اور نزدیک امام شافعی رح کے کم مدت ایک دن ایک رات اور اکثر مدت پندرہ دن **ف** حدیث مین ہی کہ کم مدت حیض کی واسطے عورت کے بکر ہو یا ثیب تین دن اور تین رات اور اکثر مدت دس دن اور جو زیادہ ہو وہ استحاضہ ہی روایت کیا اوسکو دارقطنی نے ابی امامہ سے کہا دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ عبد الملک اسناد مین اسکی مجہول ہی اور علاء بن کثیر ضعیف ہی اور روایت کی عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ حیض تین دن اور چار اور پانچ اور چھ سات آٹھ دس دن ہین اور جب زیادہ ہو اوس سے تو وہ استحاضہ ہی اور بسبب حسن بن دینار کے ضعیف کیا اوسکو اور حدیث مشہور خالد بن ابوب سے اور روایت ہی موقوفا انس رضی اللہ عنہ سے کہا ابن عدی نے حسن بن دینار مین کہ نہین دیکھا مینے اوسکو شدید مکارت مین بلکہ حدیث اوسکی قریب ضعف کے ہی اور روایت کی دارقطنی نے عبد العزیز دراوردی سے انھون نے عبید اللہ بن عمر سے انھون نے ثابت سے انھون نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ کہا انھون نے کہ عورت حائض ہی دس دن تک جو زیادہ ہو وہ استحاضہ ہی اور روایت ہی عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے کہ نہین ہوتی ہی عورت مستحاضہ اکیدن اور نہ دو دن مین یہانتک کہ پونچے دس دن کو سو وہ حائض ہی اور روایت کی عثمان بن ابی العاص ثقفی رضی اللہ عنہ نے کہا انھون نے کہ حائض جب تجاوز کرے دس دن کو تو وہ بمنزلہ مستحاضہ کے ہی غسل کرے اور نماز پڑھے اور عثمان رض یہ صحابی ہین اور روایت کی سعید ابن جبیر سے کہا کہ حیض کے تیرہ دن ہین اور روایت کی مثل اسکے سفیان رضی اللہ عنہ سے اور روایت کی دارقطنی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی واثلہ بن اسقع سے انھون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ کم مدت حیض کی تین دن ہی اور اکثر مدت دس دن ہی اور ضعیف کیا اسکو کہ محمد بن منہال مجہول ہین اور روایت کی ابن عدی نے کامل مین معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہین ہی حیض کم تین دن سے اور نہ اوپر ہر دس دن سے اور ضعیف کیا اوسکو محمد بن سعید شامی سے کہ وہ واضع الحدیث ہی اور روایت کیا اسکو عقیلی نے معاذ رضی اللہ عنہ سے اور ضعیف کیا اسکو محمد بن حسن صوفی سے کہ مجہول ہین اور روایت کی ابن جوزی نے علل متناہیہ مین خدری رضی اللہ عنہ سے کہ کم مدت حیض کی تین دن ہین اور اکثر اوسکی دس دن اور کم مدت درمیان دو حیضون کے پندرہ دن ہین اور ضعیف کیا اسکو سلیمان نخعی نے ابو داود سے اور وہ واضع ہی حدیث کا اور یہ حدیث حجت ہی امام شافعی پر جامع ترمذی مین ہی کہ اختلاف کیا اہل علم نے مدت حیض مین بعضون نے کہا ہی کہ کم مدت تین دن اور تین رات ہین اور اکثر مدت دس دن اور یہی قول ہی سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور اہل کوفہ کا اور اسی سے اخذ کیا ہی ابن المبارک نے اور عطا جو تابعی ہین امام شافعی کے مذہب کی طرف گئے ہین باقی کوئی حدیث صحیح اس باب مین نہین آئی **ص** اور شروع حیض کا جیسے ہوتا ہی کہ خون فرج خارج تک آجاوے تو اگر کسی عورت نے فرج داخل مین کپڑا رکھا ہی

فائ عبد الملک بن حبیب

فائ حسن بن دینار

فائ محمد بن حسن صوفی محمد بن منہال محمد بن سعید شامی

فائ سلیمان نخعی

ف کرسف اوسکو کہتے ہین جو عورتین مقام حیض مین اپنے ایک کپڑا یا روئی کا ٹکڑا رکھتی ہین **ص** اور خون اوسکی جہت سے بند ہو یعنی فرج خارج تک نہین پونہچا ہو حیض متحقق نہوگا اور نماز کو نہ توڑے گا تو کرسف کے رکھتے وقت حیض جب متحقق ہوگا کہ خون فرج خارج سے کرسف تک آجاوے تو اگر فرج داخل کا کرسف سرخ ہوگیا اور فرج خارج کا سرخ نہین ہوا حیض متحقق نہوگا مگر جب کرسف اوٹھالیا جاوے تو اوٹھانیکے وقت سے مدت مقرر ہوگی اور یہی حکم ہی خون استحاضہ اور نفاس اور عورت کے پیشاب کا یعنی فرج خارج تک انمین سے کوئی آویگا تب سے حکم اوسکا متحقق ہوگا اور اگر مرد نے اپنی احلیل مین یعنی سوراخ ذکر مین روئی رکھی یہی حکم ہی اور قلفہ خارج مین داخل ہی **ف** قلفہ اوسے کہتے ہین جہانتک کہ ختنہ کیا جاتا ہی تو اوسمین اگر پیشاب آجاویگا نماز ٹوٹ جاویگی اگرچہ باہر نہ نکلے **ص** اور رکھنا کرسف کا بکر کو ایام حیض مین مستحب ہی اور ثیب کو ہر وقت اور مقام رکھنے کرسف کا مقام بکارت کا ہی اور فرج داخل مین رکھنا مکروہ ہی اور اگر کسی پاک عورت نے اول رات مین کرسف رکھا اور جب صبح ہوئی اوسپر اثر خون کا دیکھا حکم حیض کا خون دیکھنے کے وقت سے ثابت ہوویگا اور اگر عورت حائضہ نے کرسف رکھا اور جب صبح ہوئی سفیدی دیکھی تو حکم طہارت کا جس وقت سے رکھا تھا ثابت ہوگا اور جو طہر کہ دو حیضون کے بیچ مین واقع ہو مدت حیض مین اگر ہوگا تو حیض ہی اور جو رنگ کہ مدت حیض مین سوائے سفیدی خالص کے دیکھا سب حیض ہی **ف** حیض سے پاک ہونے کو طہر بولتے ہین اور بہت کم مدت طہر کی پندرہ روز ہین اور زیادہ کی حد نہین اور طہر متخلل کہتے ہین اوس پاکی کو جو عورت دو حیض کے بیچ مین دیکھے قبل تمام ہونے مدت حیض کے اور خون کے کئی رنگ ہین سب چھ رنگ علمانے بیان کیے ہین سرخ[1] سبز[2] سیاہ[3] تیرہ[4] رنگ اور مٹی[5] کا رنگ اور زرد[6] تیرہ رنگ اور مٹی کے رنگ مین یہ فرق ہی کہ تیرہ مین سفیدی مائل ہوتی ہی اور مٹی کے رنگ مین سیاہی تو حاصل مسئلہ کا یہ ہی کہ عورت حائضہ ان چھ رنگ مین سے کوئی رنگ دیکھے وہ حیض ہی مگر سفید جب ہو تو وہ حیض نہین اور اب طہر متخلل کا بیان شروع ہوتا ہی تفصیل اوسکی ہمنے بیان نہین کی جو قول مفتی بہ ہی اوسکو ذکر کردیا اور باقی مطالب کو شرح عزلی پر چھوڑا **ص** جو طہر کہ پندرہ دن سے کم ہو جب دو خونون کے بیچ مین آوے تو اگر تین دن سے بھی کم ہی تو وہ سب کے نزدیک حیض ہی اور اگر تین دن پورے یا زیادہ ہین تو امام ابی یوسف کے نزدیک اور امام اعظم سے ایک روایت مین بھی حیض مین داخل ہی اگرچہ دس دن سے زیادہ ہو اور بعضون نے کہا ہی کہ اسی پر فتوی ہی کیونکہ اسمین آسانی ہی فتوی پوچھنے والے اور فتوے دینے والے پر **ف** ہدایہ مین لکھا ہی وَالْاَخْذُ بِهٰذَا الْقَوْلِ اَيْسَرُ یعنی تمسک کرنا ساتھ اس قول کے آسان تر ہی اور یہی ہی آخر قول امام صاحب کا اور پانچ مذہب اسمین اور ہین امام محمد کی روایت امام صاحب سے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ابن المبارک کی روایت امام صاحب سے ابو سہیل کا قول حسن بن زیاد کی روایت امام صاحب سے اور تفصیل مین ان مذاہب کے خواص کا فقط فائدہ ہی عوام کا کوئی فائدہ متصور نہین اسواسطے ترک کیا **ص** رنگ حیض کا اگر سرخ و سیاہ ہو تو سب کے نزدیک حیض ہی اور اسی طرح اگر خوب زرد ہووے تب بھی صحیح مذہب مین حیض ہی اور سبزی اور زردی ضعیف اور تیرگی اور خاکی ہمارے نزدیک حیض ہی **ف** اور فرق ان دونون مین بیان کرچکے اور بعض اماموں کے نزدیک سب رنگ حیض نہین دلیل اونکی یہ ہی کہ روایت کی ابو داود اور بخاری نے ام عطیہ سے کہ کہا انھون نے ہم نہین گنتے تھے تیرگی اور زردی کو بعد پاکی کے کچھ یعنی حیض مین داخل نہین کرتے تھے اور روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے بھی اور حضرت عایشہ سے بھی ایسا ہی مروی ہی سنن ابن ماجہ مین اور ہدایہ مین ہی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سوائے سپیدی کے سب کو حیض گردانا ہی اور جب حیض کے رنگ سے فارغ ہوئے تو اب حکم حیض کا بیان کیا جاتا ہی **ص** عورت حائضہ نماز نہ پڑھے

[1] کوئی نماز بیان تک کہ بجائے اور صحیحہ نکلے کہ ۱۲

اور روزہ نرکھے اور جب پاک ہوجاوے تو روزے کی قضا رکھے اور نماز کی قضا نکرے **ف** کیونکہ حضرت ابوسعید خدری رضی سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا نہین جب کہ حائض ہوتی ہی عورت نہ نماز پڑھتی ہی نہ روزہ رکھتی ہی روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے اور روایت کی ابوداود وغیرہ نے حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ ہم حکم کیے جاتے تھے ساتھ قضا کرنے روزے کے اور نہین حکم کیے جاتے تھے ساتھ قضا کرنے نماز کے اور بعض خوارج کے نزدیک نماز کا بھی قضا کرنا لازم ہی اور یہ مذہب مخالف احادیث مشہورہ اور مردود ہی **ص** اگر کسی عورت کو اخیر وقت نماز کے حیض آیا تو اوسکے ذمے سے ساقط ہوویگی اور اگر دس دن کے بعد پاک ہوئی آخر وقت مین نماز اوسپر واجب ہوگی اگرچہ وقت ایک لمحہ باقی ہو اور دس دنون سے کم مین اگر پاک ہوئی تو اگر نماز کا اتنا وقت ہی کہ غسل اور تکبیر تحریمہ ہوسکتی ہی نماز واجب ہوگی اور اگر اس سے کم وقت ہی واجب نہوگی اور اگر روزہ دار عورت کو حیض آیا اگرچہ آخر وقت روزے مین ہووے تو اگر روزہ فرض ہی قضا اوسکی واجب ہوگی اور اگر نفل ہی قضا اوسکی واجب نہوگی اور نماز مین اگر حیض آیا قضا اوسکی واجب ہی اگرچہ نفل ہی اور اگر حائضہ عورت رمضان مین دنکو پاک ہوئی اور کچھ نکھایا وہ روزہ کافی نہوگا لیکن نکھانا اوسکو واجب ہی اور اگر رات کو دس دن کے بعد پاک ہوئی اوسکو کل کا روزہ رکھنا واجب ہوگا اگرچہ رات ایک لمحہ باقی ہووے اور اگر دس دن سے کم مین پاک ہوئی تو اگر اتنی رات باقی ہی کہ غسل اور تکبیر تحریمہ کرسکتی ہی تو کل کا روزہ واجب ہوگا اور اگر اس سے کم ہی تو واجب نہوگا اور اگر اتنا وقت رات مین باقی تھا اور اوس نے غسل نہین کیا روزہ اوسکا باطل نہوگا اور حائضہ کو درست نہین کہ مسجد مین آوے اور طواف خانہ کعبہ کا کرے **ف** اسواسطے کہ روایت ہی حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ انھون نے کہا کہ جب آئے ہم سرف مین کہ نام ایک مقام کا ہی تو حائضہ ہوئی مین سو فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کر جو کرتے ہین حاجی لوگ سوا اس بات کے کہ نہ طواف کرخانہ کعبہ کا جب تک کہ پاک نہولے روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے اور مسجد مین داخل ہونا اسواسطے منع ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ مصلے کو مسجد سے لیلے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ مین حائضہ ہون تو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حیض تیرا تیرے ہاتھ مین نہین ہی اور اسی واسطے کوئی چیز باہر سے لینا حائضہ کو مسجد سے درست ہی اور ہدایہ مین ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مین نہین حلال کرتا ہون مسجد کو واسطے جنب اور حائض کے روایت کیا اسکو ابوداود نے اور ابن ماجہ اور بخاری نے تاریخ مین اور طبرانی نے اور ضعیف کیا خطابی نے اس حدیث کو اور کہا کہ اسناد مین اسکی افلت ابن خلیفہ عامری کوفی مجہول الحال ہی اور کہا ابن الرفعہ نے کہ وہ متروک ہی جواب اوسکا یہ ہی کہ ابن الرفعہ کا قول صحیح نہین مردود ہی اور کسی امام حدیث نے ایسا بیان نہین کیا بلکہ کہا احمد نے کہ نہین دیکھتا ہون مین ساتھ اوسکے کچھ حرج اور صحیح کیا اوسکو ابن خزیمہ نے اور حسن کہا اوسکو یحیی بن قطان نے واللہ اعلم **ص** اور اگر طواف کرلیا حلال ہوجاوینگی **ف** یعنی وہ چیزین کہ وقت احرام سے حرام ہوجاتی ہین حلال ہوجاوینگی **ص** اور حائضہ کو ناف سے نیچے زانو تک چھونا درست نہین اور چھونے سے مراد یہ ہی کہ مباشرت کرے یا ران مین ذکر کو لگائے اور بوسہ لینا اور اوس مقام کے سوا کا چھونا درست ہی اور امام محمد کے نزدیک فقط مقام فرج سے پرہیز کرے اور باقی سب بدن سے استمتاع اور فائدہ لینا درست ہی **ف** کیونکہ روایت ہی زید بن اسلم سے کہا انھون نے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ مجکو اپنی عورت سے کیا درست ہی جس حالت مین وہ حائضہ ہووے سو فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھ تو اوسپر ازار پھر مجکو اختیار ہی ازار کے اوپر کا اور روہ جو بعضون نے اس حدیث کو کہا ہی کہ یہ مرسل ہی تو جواب اوسکا یہ ہی کہ مرسل وقت

ف افلت بن خلیفہ

ثقہ ہونے راویون کے مقبول ہی اور راوی اس حدیث کے سب ثقہ ہین روایت کیا اس حدیث کو امام مالک اور دارمی نے اور روایت ہی معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے کہا مینے یارسول اللہ اپنی عورت سے مجکو وقت حیض کے کیا حلال ہی کہا کہ اوپر ازار کے اور بچا رہنا اس سے افضل ہی روایت کیا اسکو رزین نے اور محی السنۃ نے اما ہی کہ اسناد اسکی قوی نہین اور جماع کرنا عورت سے حالت حیض مین حرام اور گناہ کبیرہ ہی بالاتفاق ممنوع ہی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ جماع کرے حائضہ سے یا کسی عورت کی دبر مین یا کسی کاہن کے پاس آوے اور اسکی خبر پوچھنے کو سو اوس نے انکار کیا اوسکا جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا اور صحیحین مین مروی ہی حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ مین ازار باندھ لیتی تھی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھسے مباشرت کرتے تھے اور مین حائض ہوتی تھی اور روایت کی امام مالک نے کہ عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم نے ایک آدمی کو بھیجا حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا کے پاس کہ پوچھے اونسے کہ کیا مباشرت کرے مرد عورت اپنی سے اور وہ حائض ہو سو کہا عایشہ رضی اللہ عنہا نے کہ باندھ لے ازار اپنی پھر مباشرت کرے اگر چاہے اور روایت کی ابوداود نے اور نسائی کی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی چھوتے اور حائضہ ہوتی تھین جب اوپر اونکے ازار ہوتی تھی نصف ران تک اور زانو تک اور ایسی ہی بہت روایتین صحیح اس باب مین آئی ہین اور روایت کی ابوداود نے عکرمہ رضی اللہ عنہ سے کہ انھون نے سنا بعض ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب ارادہ کرتے تھے عورت حائضہ سے کچھ ڈالتے تھے فرج پر اوسکی ایک کپڑا اور شاید اسی حدیث سے تمسک امام محمد صاحب کا ہی **ص** اور حائض اور جنب اور نفسا کو قرآن پڑھنا درست نہین اگرچہ ایک آیت سے کم ہووے یہی مذہب ہی کرخی رحمۃ اللہ علیہ کا اور امام طحاوی کے نزدیک پڑھنا ایک آیت سے کم کا درست ہی اور یہ حکم جب ہی کہ قرارت کے قصد سے ہووے اور اگر بغیر قصد کے ہووے جیسے کہ کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ واسطے شکریت کے تو کچھ حرج نہین **ف** قرارت واسطے جنب اور حائض کے اسواسطے جائز نہین کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہ پڑھے حائض اور نہ جنب کچھ قرآن مین سے روایت کیا اسکو ترمذی اور ابن ماجہ اور دارقطنی رحمۃ اللہ علیہم نے اور اسکا ایک شاہد ہی حدیث جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اسکو دارقطنی نے مرفوعا اور بعضون نے ان دونون حدیثون کو ضعیف کیا ہی وَاللّٰہُ اَعْلَمُ **ص** عورت حائضہ کو بھی قرآن کی درست ہی **ف** اسواسطے کہ یہ قرارت قرآن کی نہین کہلاتی **ص** اور جو عورت کہ پڑھاتی ہی اوسکو اگر حیض آیا امام کرخی کے نزدیک ایک ایک کلمہ پڑھاوے اور ہر کلمے کے اوپر ٹھہر جاوے اور امام طحاوی کے نزدیک آدھی آدھی آیت پڑھاوے اور ہر آدھی کے بعد ٹھہرے پھر باقی آدھی پڑھاوے اسیطرح کرتی جاوے اور دعاے قنوت کا پڑھنا بعضون کے نزدیک مکروہ ہی اور بعضون کے نزدیک جائز ہی اور وظائف اور اذکار کا پڑھنا مکروہ نہین اور توریت و انجیل پڑھنا مکروہ ہی **ف** اور اسی طرح زبور بھی **ص** اور حدیث یعنی بے وضو کو قرآن پڑھنا درست ہی **ف** اسواسطے کہ روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ نہین روکتی تھی کوئی چیز اونکو قرآن پڑھنے سے مگر جنابت روایت کیا اسکو احمد اور اصحاب سنن اور ابن خزیمہ اور ابن حبان اور حاکم اور ابن الجارود اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہم نے اور صحیح کیا اسکو ترمذی اور ابن السکن اور بیہقی اور بغوی نے شرح السنۃ مین اور روایت ہی صحیحین مین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھین دس آیتین اخیر سورۂ آل عمران کی قبل وضو کے **ص** اور چھونا اوسکا حائضہ اور جنب اور نفسا اور محدث چارون کو جائز نہین **ف** اسواسطے کہ قرآن شریف مین آیا ہی لَا یَمَسُّہٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ یعنی نہین چھوتے اسکو مگر پاک لوگ **ص** مگر خلاف کے اوپر سے درست ہی

اور غلاف جلد ہو تو اب جلد کا یا چوٹی جلد کا چھونا بھی درست نہین اور لکھنا قرآن کا اگر چھوا نہین جاتا ہو لکھے ہوئے کو درست ہو تو یک
امام ابی یوسف کے اور نزدیک امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے جائز نہین اور بے طہارت کے آستین سے چھونا مکروہ ہو اور روپے پیسون کو جنپر آیت
قرآنکی لکھی ہو نہ چھوے بے طہارت مگر تھیلی مین ہون تو چھونا تھیلی کا جائز ہی مکروہ نہین اور جو عورت کہ دس دن تین حیض سے پاک ہوئی قبل غسل
کے اوس سے صحبت کرنا درست ہی اور جو اس سے قبل مین پاک ہوئی قبل غسل کے اوس سے صحبت جائز نہین اور یہی نفاس کا حکم ہی ف
یعنی اگر نفاس کی مدت پوری ہوئی یعنی چالیس روز کے بعد پاک ہوئی تو قبل غسل کے اوس سے صحبت درست ہی اور اگر کم مین اس سے
پاک ہوئی تو بغیر غسل کے درست نہین اور یہ اسکی صاحب ہدایہ نے یون لکھی ہی کہ خون کبھی جاری ہوجاتا ہی اور کبھی بند ہوجاتا ہی اور جب دس
دن مین حیض سے فارغ ہوئی اور چالیس دن مین نفاس سے تو یہ اکثر مدت ہی اس سے زیادہ حیض و نفاس نہین ہوسکتا اور جو کم مین پاک ہوئی تو
احتمال ہی کہ شاید خون پھر جاری ہوجاوے اور جب غسل کر لیا تو جانب انقطاع کو ترجیح ہوگئی واللہ اعلم ص اور اگر دس دن سے کم مین پاک ہوئی
اور اوسپر وقت ہو افتتاح غسل اور تکبیر تحریمہ کے گذر گیا تو اب صحبت اوسکی بغیر غسل کے بھی درست ہی ف کیونکہ نماز اوسپر فرض
ہوگئی تو حکماً گویا پاک ہوگئی اور اگر خون اوسکا بند ہوگیا اوسکی عادت سے کم مین تین دن سے زیادہ ہین تو قربت اوسکی جائز نہین جب تک کہ
عادت کے موافق وقت نگذر جاوے اگرچہ اوس نے غسل بھی کر لیا ہووے کیونکہ عادت مین خوف ہی خون کے پھر آجانیکا قیاساً اور بہتر ہین ہے کذا
فی الہدایۃ ص اور اگر عورت حائضہ دس دن سے کم مین پاک ہوئی اور تین دن یا زیادہ گذر گئے ہین مگر عادت سے اسکی کم ہی واجب
ہی اوسکو کہ نماز کی تاخیر کرے اتنے وقت تک کہ مکروہ نہوجاوے تو جب ڈر ہوجاوے قضا کا اوس وقت غسل کرے اور نماز پڑھے اور
اگر عادت کے برابر ہووے یا زیادہ عادت سے ہوجاوے یا وہ عورت مبتدیہ ہووے تو تاخیر کرنی غسل کی مستحب ہی ف مبتدیہ اوس عورت کو کہتے ہین
جو اول بار حائضہ ہوئی اور پہلے اوسکے کبھی حیض نہوا ہووے ص اور اگر تین دن سے کم مین پاک ہوئی نماز کی تاخیر کرے اور جب قضا ہونیکا خوف
ہو غسل کرے اور پڑھ لیوے اور ان سب صورتون مین اگر پھر دس دن کے اندر خون آگیا حکم طہارت کا باطل ہوگیا مبتدیہ ہو یا معتادہ ہو اور
اگر کوئی عورت دس دن یا زیادہ مین پاک ہوئی دس دن کے گذرنے سے حکم طہارت کا کیا جاویگا اور غسل اوسپر واجب ہوگا اور جو معتادہ کہ
ایک خون دیکھتی ہی اور دوسرے دن طہر تو جس دن خون دیکھے اوس دن نماز اور روزہ ترک کرے اور جس دن پاک ہووے اوس دن غسل کرے اور نماز
پڑھے تو تیسرے دن پھر نماز ترک کرے اور چوتھے دن پڑھے اسی طرح دس دن تک کرے اور کم مدت طہر کی پندرہ دن ہین اور اکثر مدت کی حد نہین
ف ابراہیم نخعی سے بھی ایسی ہی روایت ہی اور اکثر کا یہ حال ہی کہ کبھی برس دو برس تک طہر رہتا ہی ص مگر معتادہ کا موافق عادت کے
طہر ہوگا اور اختلاف ہی طہر کے اندازے مین اور صحیح یہ ہی کہ ایک گھڑی کم چھ مہینے ہین اس لیے کہ عادت یہ ہی کہ طہر غیر حاملہ کا حاملہ سے کم ہوتا ہی اور
اقل مدت حمل کی چھ مہینے ہین پس طہر غیر حاملہ کا ایک ساعت کم چھ مہینے ہوگا صورت اوسکی یون ہی کہ ایک عورت کو اول بار حیض آیا اور
اوس نے دس دن خون دیکھا اور چھ مہینے پاک رہی پھر خون اوسکا برابر جاری رہا عدت اوسکی اوننیس ماہ تین گھڑی کم ہوگی اسواسطے کہ تین حیض کا
ایک مہینہ ہوا اور تین طہر کے چھ ترک اٹھارہ مہینے ہوئے جسمین سے تین گھڑی کم ہوئین ایک ایک گھڑی ہر ہر طہر سے اوننیس مہینے تین گھڑی کم ہوئے

فصل استحاضہ کے بیان مین

جو خون کہ تین دن تین رات سے کم ہووے یا دس روز سے زیادہ ہووے یا نفاس کے چالیس روز سے زیادہ ہووے تو وہ استحاضہ ہی اسی طرح جو خون کہ عورت کے
حیض کی عادت سے زیادہ ہو اور دس دن سے بڑھ جاوے یا نفاس کی عادت سے زیادہ ہو اور چالیس دن سے بڑھ جاوے وہ بھی استحاضہ ہی

مثلاً اوسکی عادت حیض کی سات دن کی تھی اور اوس نے خون بارہ دن تک دیکھا تو پانچ دن آخر کے استحاضے کے ہین اور نفاس کی عادت اوسکو تیس دن تھی اور خون اوس نے پچاس دن تک دیکھا بیس دن بعد تکمیل تیس دن کے استحاضے کے ہین یہ حکم تو معتادہ کا ہی اور مبتدیہ کا خون اگر جاری رہا ہر مہینے سے دس دن اوسکے حیض کے ہونگے اور باقی استحاضہ اور جو پہلے نفاس ہین اوسکا خون ہمیشہ جاری رہا چالیس دن نفاس کے گنے جاوینگے اور باقی استحاضے کے اور جو خون حاملہ دیکھے وہ بھی استحاضہ ہی **ف** معتادہ عورت کو چاہیے کہ اگر خون اوسکا جاری رہا تو جتنے دن اوسکے حیض کے ہین عادت کے موافق نماز ترک کرے اور بعد اوسکے نماز پڑھے غسل کرکے جب پھر وہ دن آوین جو حیض کے نماز ترک کرے اسی طرح عادت کے موافق ہمیشہ کیا کرے کیونکہ روایت ہی ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہ ایک عورت تھی بہتا تھا خون اوسکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مین تو پوچھا اوسکے واسطے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سو فرمایا آپ نے دیکھے گنتی رات دن کی کہ حائض ہوئی تھی اندنون مین مہینے سے قبل اس عارضے کے سو ترک کرے نماز موافق اوسکے مہینے سے سو جب گذر جاوین وہ دن تو غسل کرے پھر گدی لگاوے کسی کپڑے کی پھر نماز پڑھے روایت کیا اسکو ابو داود اور نسائی و غیرہما نے کئی سند دن سے باسناد صحیح اور ایک حدیث مین آیا ہی تَدَعُ الصَّلٰوۃَ اَیَّامَ اَقْرَائِھَا یعنی چھوڑے نماز حیض کے دنون مین لیکن ابو داود نے ضعیف کہا اس روایت کو اور کہا کہ وہم ہی ابن عیینہ راوی سے اور حفاظ کی حدیثون مین یہ قول نہین اور اسی روایت کو صاحب ہدایہ نے لکھا ہی اور یہ قول ہی حسن اور سعید بن المسیب اور عطا اور مکحول اور ابراہیم اور قاسم بہت سے تابعین کا **ص** عورت مستحاضہ نماز پڑھے اور روزہ رکھے اور وطی کرنا اوس سے درست ہی **ف** اس باب مین بہت حدیثین آئی ہین بیشمار گمان تک بیان کرون اوپر ایک حدیث بیان کی وہ کافی ہی **ص** جس شخص کو استحاضہ یا خون ناک کا یا کوئی اور حدث ہمیشہ لگا رہے اس طرح کہ کسی فرض کا وقت اوسپر بغیر اوسکے نگذرے تو وہ ہر وقت فرض کو وضو کرے اور امام شافعی کے نزدیک ہر فرض کے لیے وضو کرے اور نفلو کو فرض کی تبعیت مین پڑھے **ف** کیونکہ روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عورت مستحاضہ مین کہ چھوڑے نماز کو حیض کے دنو تمین پھر غسل کرے اور نماز پڑھے اور وضو کرے ہر وقت نماز کے لیے روایت کیا اسکو ابو داود نے سنن مین اور یہی ہی مذہب امام ہمام اسکا محمد اور زفر اور ابو یوسف رحمہم اللہ اجمعین کا اور ثابت کرنا اسکا بہت مشکل ہی جسکو منظور ہووے مشکل الآثار امام طحاوی مین خوب تفصیل ہی دیکھ لیوے اور ایسی ہی ہی روایت ہی عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنن ابی داود مین اور کہا سعید نے کہ غسل کرے ایک طہر سے دوسرے طہر تک روایت کیا اسکو ابو داود نے اور بعضون نے کہا ہی کہ اسمین وہم ہوگیا ہی صحیح یہ ہی کہ مِنْ طُھْرٍ اِلٰی طُھْرٍ یعنی ظہر سے ظہر تک لیکن یہ قول مناسب مقام نہین اسواسطے کہ ظہر کی کیا تخصیص ہی سب نمازین اس باب مین برابر ہین مؤید ہی اسکی جو کہا ابو داود نے رَوَاہُ مُسَوَّرُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِکِ بْنِ سَعِیْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ یَرْبُوْعٍ قَالَ فِیْہِ مِنْ طُھْرٍ اِلٰی طُھْرٍ فَقَلَّبَھَا النَّاسُ مِنْ طُھْرٍ اِلٰی طُھْرٍ یعنی روایت کیا اسکو مسور نے کہا اوس نے ظہر سے دوسرے ظہر تک سو بدل دیا اوسکو لوگون نے ظہر سے دوسرے ظہر تک اس سے معلوم ہوتا ہی کہ صحیح ظہر سے ظہر تک ہی اور بھی مؤید ہی اسکی جو کہا ہی ابو داود نے وَھُوَ قَوْلُ الْحَسَنِ وَ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ الخ کہ مذہب اونکا وہی ہی کہ ہر وقت نماز کے وضو کرے نہ یہ کہ ظہر سے ظہر تک غسل کرے وَاللّٰہُ اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَتَمُّ اور ربیعہ کا مذہب یہ ہی کہ مستحاضہ کو وضو بھی ہر وقت نماز کے واجب نہین ہی مگر یہ کہ کوئی اور حدث سوا استحاضے کے اوسکو پہنچے اور بعضون کا مذہب یہ ہی کہ ہر نماز کے واسطے غسل کرے اور بعضون کا یہ ہی کہ دو نمازون کو جمع کرے

اور دونون کے واسطے ایک غسل کرے اور حدیثین بھی مختلف وارد ہوئی ہین فاغسم اور بعضون کا مذہب یہ ہی کہ ہر دن غسل کرے اور یہی مروی ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اخراج کیا اسکا ابو داود نے اور وطی کرنا عورت مستحاضہ سے درست ہی روایت کی ہی عکرمہ رضی اللہ عنہ سے کہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا مستحاضہ ہوتی تھین اور جماع کرتے تھے اونسے [redacted] اونکے اور اسناد مین اس حدیث کی علی راوی ہین بعض لوگون نے ضعیف کیا ہی اونکو اور امام احمد اونسے روایت نہین کرتے تھے لیکن کہا یحیی بن معین نے کہ وہ ثقہ ہین اور اسی کو اختیار کیا ہی محدثین نے اور صحیح یہی ہی ص اور ہمارے نزدیک ہر وقت نماز کے واسطے وضو کرلے اور اوسوقت مین جتنے چاہے فرض اور نوافل پڑھے اور اوسکے وضو کو وقت کا جانا توڑ دیتا ہی اور امام زفر کے نزدیک دوسرے وقت کا آنا توڑ دیتا ہی اور امام ابی یوسف کے نزدیک دونون سے وضو ٹوٹ جاتا ہی تو جس شخص نے قبل وقت ظہر کے وضو کیا وہ وقت آنیکے بعد ظہر کی نماز پڑھے آخر وقت تک ہمارے نزدیک اور امام ابی یوسف کے نزدیک اور امام ابی حنیفہ کے نزدیک دوسرے وقت کے داخل ہونے سے اونکے نزدیک وضو ٹوٹ جاتا ہی اور بعد آفتاب کے نکلنے کے وضو ہمارے نزدیک اور امام ابی یوسف کے نزدیک ٹوٹ جاویگا اور امام زفر کے نزدیک نہین ٹوٹیگا کیونکہ جانا وقت کا ہمارے اور ابو یوسف کے نزدیک وضو توڑتا ہی اور امام زفر کے نزدیک آنا وقت کا اور آنا وقت کا نہین پایا گیا

فصل نفاس کے بیان مین

نفاس اوس خون کو کہتے ہین جو جننے کے بعد آتا ہی اور اوسکی کم مدت کی حد نہین اور اکثر مدت اوسکی چالیس دن ہین ف حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی کہ کہا انھون نے نفاس والی عورتین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مین بعد نفاس کے چالیس دن بیٹھتی تھین یہ روایت کیا اسکو ابو داود اور احمد اور ابن ماجہ وغیرہم نے اور ایک روایت مین ہی ابو داود کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو حکم کیا ساتھ قضا کرنے نمازون نفاس کے اور صحیح کیا اوسکو حاکم نے ص اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اکثر مدت نفاس ساٹھ دن ہی ف اور حدیث ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی اونپر حجت ہی ص اور جس عورت کے دو بچے ساتھ پیدا ہون یا چھ مہینے سے کم مین دوسرا بچہ پیدا ہووے تو اونکو توامین کہتے ہین اوسکی مان کا نفاس اول لڑکے سے معتبر ہوگا اور عدت اوسکی دوسرے لڑکے سے گذریگی اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دوسرے لڑکے سے اعتبار نفاس کا ہوگا اور جو بچہ ایسا ہووے کہ بعضے اعضا اوسکے مخلوق ہوے ہون اور اوسکے بعد خون آوے تو وہ خون نفاس کا ہی اور ایسا بچہ پیدا ہونے سے لونڈی ام ولد ہوجاویگی ف ام ولد اوس لونڈی کو کہتے ہین کہ جس سے اوسکے مالک کی اولاد ہووے حکم یہ ہی کہ بعد مرنے اوسکے کے آزاد ہوجاتی ہی تو یہ بیان کیا کہ اگر لونڈی سے ایسا بچہ بھی ہو تو وہ مالک سے ام ولد ہوجاویگی ص اور ایسے بچے کو سقط کہتے ہین اگر کسی خاوند نے جورو سے کہا کہ اگر تو جنی گی تو تجھپر طلاق ہی اور وہ سقط جنی تو شرط ادا ہوجاویگی اور عورت پر طلاق پڑجاویگا اور عدت بھی تمام ہوجاویگی

باب مجسون کے بیان مین

ف نجاست کو پاک کرنا واجب ہی نمازی کے بدن اور کپڑے سے اور جس جگہ کہ نماز پڑھتا ہی کیونکہ فرمایا اللہ تعالی نے وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ یعنی کپڑون کو اپنے سو پاک کراونکو اور احادیث مین بھی یہی حکم ہی ص اگر بدن یا جگہ یا کپڑا نمازی کا نجس ہوجاوے ایسی نجاست سے جو دکھائی دیتی ہی یا نہی اور سرکہ اور گلاب اور جو چیز کہ بہتی ہی پانی کی سی اور پاک اور نرمل نجاست ہی اوس سے پاک کرے یہانتک کہ ذات نجاست کی زائل ہو اور اگر اوسکا اثر باقی رہجاوے مشکل ہو زوال اوسکا تب بھی پاک ہوجاویگی ف پانی کے مثل کیا معنی کہ جب نچوڑا جاوے نچوڑا آوے جیسے پانی یہ مذہب امام ابو حنیفہ اور امام ابی یوسف کا ہی اور کہا محمد اور زفر اور شافعی رحمۃ اللہ علیہم نے کہ نہین جائز ہی نجاست کا

پاک کرنا مگر پانی سے **ص** اور جو چیز کہ ناپاک ہوجاوے اوس نجاست سے کہ دکھائی نہیں دیتی تین بار کے دھونے اور ہر بار کے نچوڑنے سے پاک ہوجاویگی اور تیسری بار مین خوب مواخق زور اپنے کے نچوڑے تو اگر خوب زور سے نہ نچوڑیگا تو پاک نہوگی ایسا ہی ہے خانیہ مین اور جسکا نچوڑنا ممکن نہین تین بار دھونے اور ہر بار کے خشک کرنے سے پاک ہوجاویگی اور خشک کرنا یہ ہے کہ قطرہ نہ ٹپکے اور ٹپکنا موقوف ہوجاوے اگر موزے مین ایسی نجاست جسکا ذائل ہووے بھر جاوے اور خشک ہوجاوے زمین پر ملنے سے پاک ہوجاتا ہے اور امام ابی یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اگر تر و دلدار بھی ہووے اور خوب ملے پاک ہوجاویگا اور اوسی پر فتوی ہے اور جو دلدار نہووے دھونے سے فقط پاک ہوگا جیسے پیشاب فقط دھونے سے پاک ہوتا ہے **ف** روایت کی ابو داود نے حضرت ابی ہریرہؓ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب بھر جاوے تمھارے جوتے مین نجاست تو مٹی ہوسکے واسطے پاک کرنے والی ہے اور ایسا ہی مروی ہے عایشہ رضی اللہ عنہا سے بھی اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ اگر نجاست تر و دلدار ہووے تو وہ بغیر دھونے کے پاک نہوویگی اور دلیل انکی وہ ہے جو روایت کی ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہ جب تیرے کپڑے مین چلنے سے کوئی نجاست تر بھر جاوے تو دھو اوسکو اور اگر خشک ہے تو کچھ لازم نہین تیرے اوپر روایت کیا اسکو رزین نے **ص** اگر کسی چیز مین منی بھر جاوے تر ہو یا خشک دھونے سے پاک ہوتی ہے **ف** حاصل اس مسئلے کا یہ ہے کہ تر منی سے بغیر دھوئے کپڑا پاک نہین ہوتا اور سوکھی سے بھی دھونے سے پاک ہوجاتا ہے اور سوکھی منی کو اگر کپڑے سے کھرچ ڈالے تو بھی پاک ہوجاویگا لیکن یہ جب ہے کہ منی اسقدر غلیظ ہووے کہ قابل کھرچنے کے ہووے روایت ہے حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ وہ دھوتی تھین منی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے روایت کیا اسکو ابو داود وغیرہ نے اور بھی روایت ہے حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دھوتے منی کو پھر نکلتے تھے نماز کو اوسی کپڑے مین پھر مین دیکھتی تھی نشان دھونے کا اوسمین روایت کیا اوسکو شیخین رحمۃ اللہ علیہما نے اور ایک روایت مین مسلم کی ہے کہ مین کھرچتی تھی منی کو آپکے کپڑے سے پھر نماز پڑھتے تھے اوسی کپڑے مین اور ایک روایت مین ہے کہ مین کھرچتی تھی سوکھی منی کو ناخون سے اونکے کپڑے سے اور کہا امام طحاوی نے مشکل الآثار مین حَدَّثَنَا يُونُسُ ثَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ وَبِشْرُ بْنُ الْفَضْلِ عَنْ عُمَرَ ابْنِ مَيْمُونٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ سَنَانٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَغْسِلُ الْمَنِيَّ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَخْرُجُ إِلَى الصَّلٰوةِ وَأَثَرُ الْمَاءِ فِي ثَوْبِهِ یعنی کہا حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا نے کہ مین دھوتی تھی منی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے اور آپ جاتے تھے نماز کو اور تحقیق کہ نشان پانی کے اونکے کپڑے مین ہوتے تھے **ص** اگر سر ذکر کا پاک ہو اسطرح پر کہ پیشاب نے مخرج سے تجاوز نکیا یا بعد پیشاب کے استنجا کیا اور پھر منی نکلی اور خشک ہوگئی کھرچنے سے پاک ہوجاویگی کپڑا ہووے یا بدن اور حسن بن زیاد نے امام صاحب سے روایت کی ہے کہ بدن مین اگر منی لگ کے خشک ہوجاوے کھرچنے سے پاک نہوجاویگی جب تک نہ دھووے **ف** صاحب ہدایہ نے وجہ اسکی یون بیان کی ہے فَإِنَّ حَرَارَةَ الْبَدَنِ جَاذِبَةٌ لَا يَعُودُ إِلَى الْجِرْمِ وَالْبَدَنُ لَا يُمْكِنُ فَرْكُهُ کہ حرارت بدن کی جاذب ہے سو نہ عود کریگی منی طرف جرم کے خشکی سے اور بدن کا کھرچنا ممکن نہین **ص** اور تلوار یا چھری یا اور جو اوسکے مثل چیزین ہین ملنے سے پاک ہوجاتی ہین زمین پر یا کسی اور پر ہووے اور جو چھونا ایسا ہو کہ دھونا اوسکا دشوار ہو ایک رات دن اوسپر پانی بہانے سے پاک ہوجاویگا اور زمین ناپاک یا اینٹین بچھی ہوئین یا بوریا کل کا گھر اور درخت کا گھانس اگر کٹی نہووے اور خشک ہوجاوین اور اثر نجاست کا باقی نرہے پاک ہوجاوینگی نماز کے لیے اور یہی مختار ہے یعنی زمین خشک پر

جسکے اوپر اثر نجاست کا باقی نرہے نماز درست ہو ف کیونکہ وہ زمین پاک ہی جیسا کہ روایت کی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہ مین رہتا تھا رات کو مسجد مین زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین اور مین تھا جوان لڑکا سے اور کتے آتے جاتے تھے مسجد مین اور پیشاب کرتے تھے سو تھے پانی بہاتے کسی چیز پر اونمین سے روایت کیا اسکو ابوداود وغیرہ نے اور حدیث مین ہی ذَکوٰۃُ الْاَرْضِ یُبْسُھَا یعنی زکوۃ زمین کی سوکھنا اوسکا ہی ایسا ہی ہدایہ مین ذکر کیا ابن ہمام نے تذکرے مین کہ نہین ہی اصل اس حدیث کی مرفوع مین انتہی لیکن ذکر کیا اسکو بعض شارح نے اثر عائشہ رضی اللہ عنہا کا اور بعض نے محمد بن حنفیہ کا اور ایسا ہی روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے محمد سے اور ابوقلابہ سے بھی اور روایت کی عبدالرزاق نے اونسے یعنی ابوقلابہ سے یُجْفِفُ الْاَرْضَ طُھُوْرُھَا یعنی سوکھنا زمین کا طہارت ہی اوسکی اور ذکر کیا مبسوط مین اَیُّمَا اَرْضٍ جَفَّتْ فَقَدْ زَکَتْ کو یعنی جو زمین کہ خشک ہوگئی تو وہ پاک ہوگئی حدیث مرفوع واللہ اعلم اور حجت ہر باب مین حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ کی ہی ص لیکن تیمم جائز نہین اوسکے واسطے کہ مٹی تیمم کی طہارت ہی اوسکی قرآن شریف سے ثابت ہی سو حدیث اوسکے معارض نہوگی واللہ اعلم اھ اور خود درگھا نے بعد لکھنے کے بحث مذکور کے بایں لفظ وہ سوکھنے سے پاک ہوتی ہی کہتے ہین

فصل نجاست خفیفہ اور غلیظہ کے بیان مین

نجاست غلیظہ اوسے کہتے ہین جسکی نجاست آیت یا حدیث وغیرہ سے ثابت ہووے اور دوسری آیت یا حدیث اوسکے مخالف نہ آئی ہو اور جس چیز کو یہ نجاست غلیظہ عارض ہوتی ہی اوسکو نجس غلیظ کہتے ہین اور نجاست خفیفہ جو ایسی نہووے اور جسکو یہ عارض ہو اوسکو نجس خفیف کہتے ہین ص ایکدرم برابر نجس غلیظ جیسے پیشاب اور خون اور شراب اور بیٹ مرغی کی اور پیشاب بلی اور گدھے اور چوہے کا اور لید اور گوبر معاف ہی اور اس سے زیادہ معاف نہین اور چوتھائی سے کم کپڑا اگر نجس خفیف سے جیسے پیشاب گھوڑے کا اور جسکا گوشت حلال ہی اور بیٹ طائر ان حرام سے نجس ہو جاوے معاف ہی اور اس سے زیادہ معاف نہین اور چوتھائی کپڑے سے اوس کپڑے کا چوتھائی مراد ہی جتنے مین نماز درست ہو جاوے اور بعضون کے نزدیک چوتھائی اوس کپڑے کا جسمین نجاست لگی ہووے جیسے دامن اور آستین اور گلی مراد ہی اور امام ابویوسف نے اوسکا اندازہ کیا ہی کہ طول مین بھی ایک بالشت ہو اور عرض مین بھی ایک بالشت ہو اور اگر نجس رقیق ہی پانی سا تو قدر درم سے مراد مقدار ہتھیلی کے گڑھے کا عرض ہی اور اگر کثیف ہی تو مراد قدر درم سے وزن ایک مثقال کا ہی ف جب کپڑے مین لید یا گوبر زیادہ درم سے لگ گیا تو نماز اوسمین نزدیک امام صاحب کے جائز نہوگی اسواسطے کہ وہ نجس غلیظ ہی کیونکہ روایت ہی حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے پاخانے کے حکم کیا مجکو کہ لاؤ مین تم سو پانچ مینگنے دو پتھر اور تیسرا نہ پایا مینگنے سو لے آیا مین اونکے پاس ایک لید کو تو لے لیا آپنے دو پتھرون کو اور پھینک دیا آپنے گوبر کو اور کہا کہ وہ نجس ہی روایت کیا اسکو بخاری نے اور احمد اور دارقطنی نے اور ترمذی نے اور نسائی نے اور منع کیا آپنے اوس سے استنجا کرنے سے ص اور خون مچھلی کا نجس نہین اور خچر اور گدھے کا لعاب پاک چیز کو نجس نہین کرتا اور اگر پیشاب سوئی کی نوکون کی برابر پڑ جاوے دھونا اوسکا واجب نہین اور جو پانی کہ نجس پر پڑ جاوے وہ بھی نجس ہی یا نجس چیز پانی پر پڑ جاوے تب بھی پانی نجس ہی اور نجس کی راکھ نجس نہین اور گدھا اگر نمکدان مین گر پڑا اور نمک ہو گیا پاک ہی اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک راکھ نجس کی بھی نجس ہی اور جس کپڑے کا استر نجس ہو اور سیا ہوا نہو اوسپر نماز درست ہی اور اگر ایک جانب بچھونے کی نجس ہو اور دوسری جانب پاک ہو اوسپر نماز درست ہی اور بعضون کے نزدیک اگر بچھونا اتنا پتلا ہو کہ ایک طرف کے ہلانے سے دوسری طرف نہلے تو درست ہی اور اگر ہل جاوے تو درست نہین اور ہمارے نزدیک وضو اور صلوۃ نمین درست ہی اور اگر کپڑے نجس کو پاک کپڑے کے ساتھ لپیٹے اور اوسکی تری پاک کپڑے مین آجاوے تو اگر ایسی تری ہی کہ نچوڑنے سے نہین ٹپکتی

تو نماز اوسپر درست ہی اور اگر پکے تو نماز اوسپر درست نہین اور زمین خشک جو ایسی مٹی سے جسمین گوبر لاہی لیپی گئی ہی اوسپر تر کپڑا بچھا کر نماز پڑھے درست ہی اور اگر ایک کنارہ کپڑے کا جو نجس ہوا تھا بھول گیا اور دوسرا کنارہ بغیر سوچ کے دھولیا نماز اوسپر جائز ہی کیونکہ کپڑے کے دھونے مین سوچنا شرط نہین اور اگر گیہون وغیرہ کے روندنے مین بیل یا گدھے نے موتا اور پھر وہ گیہون بانٹے گئے یا اومین سے نکال کے کسیکو کچھ دیدیا سب پاک ہوجاوینگے ضرورت کے سبب سے

ف فصل استنجے کے بیان مین

ص استنجا کرنا اوس حدث سے جو دونون راہون سے نکلے پتھر وغیرہ سے یہانتک کہ صاف ہووے بغیر گنتی کے سنت ہی اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک گنتی بھی سنت ہی اور سونے اور ریح سے استنجا نہین **ف** اگر کوئی کہے کہ سونا اوس سے نکل گیا جب کہ دونون راہون سے پھرا سکے ذکر سے کیا فائدہ جواب اوسکا یہ ہی کہ سونے مین گمان ہی ریح وغیرہ کے نکلنے کا اسواسطے اوسکو بھی بیان کردیا اور استنجے پر انحصر صلے اللہ علیہ وسلم نے مداومت فرمائی ہی اور تین پتھرون کا ہونا کچھ ضرور نہین اگر دو پتھرون مین صاف ہوجاوے کافی ہی اور ہمارے مذہب مین کوئی شمار پتھرون کا مسنون نہین اور حدیث سے ثابت ہوتا ہی کہ جو بول مین احتیاط نکرے اوسکے واسطے بڑی وعید شدید ہی روایت کی دارقطنی اور حاکم وغیرہما نے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پرہیز کرو پیشاب سے اکثر عذاب قبر کا اوسی سے ہوتا ہی اور امام شافعی کے نزدیک تین پتھر ضرور چاہیے روایت ہی مسلمان رضی اللہ عنہ سے کہ منع کیا ہمکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہم استنجا کرین تین پتھر سے کم مین روایت کیا اسکو مسلم نے اور ابی داود اور نسائی اور مالک نے اور دلیل ہمارے مذہب کی یہ ہی کہ روایت کیا ابو داود اور ابن ماجہ وغیرہما نے کہ جو استنجا کرے پس چاہیے کہ طاق کرے جسنے کیا سو اچھا کیا اور جسنے نکیا سو کچھ حرج نہین اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو پتھرون کو واسطے استنجے کے لیا اور صحیح ہی یہ کہ شرط پاکی ہی اور تین ڈھیلون کے سنت ہونے مین شک نہین کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنْ فَعَلَ فَقَدْ اَحْسَنَ جسنے یہ کیا سو اچھا کیا اور جسنے نکیا سو کچھ حرج نہین اور سنت کا یہی حکم ہی اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو ہی پتھرون سے استنجا کیا اور بفرض تسلیم کے اوسکو ہم سنت ہی تو کہتے ہین نہ واجب اور سنت مین ترک تو معتبر ہی **ص** گرہی کے دونون مین پہلے اور تیسرے پتھر کو پیچھے کی طرف لیجاکے پاک کرے اور جاڑے کے دنون مین پہلے اور تیسرے پتھر کو آگے کی طرف لاکے پاک کرے اور پہلی صورت مین دوسرے پتھر سے آگے کیطرف پاک کرے اور دوسری مین پیچھے کی طرف اور عورت جاڑے گرمی مین ہمیشہ پہلے پتھر کو پیچھے کیطرف لیجاکے پاک کرے اور بعد پتھر لینے کے پانی سے دھونا ادب ہی **ف** روایت ہی حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ نہین دیکھا مینے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی کہ نکلے پخانے سے مگر یہ کہ چھوا پانی کو یعنی پانی سے دھویا اور روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور روایت ہی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ط وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ۝ یعنی مسجد قبا مین وہ لوگ ہین کہ دوست رکھتے ہین طہارت کو اور اللہ دوست رکھتا ہی طہارت کرنے والون کو فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اے گروہ انصار کے بہ تحقیق اللہ تعالے نے ثنا کی اوپر تمھارے بیچ طہارت تمھاری کے پس کیا ہی طہارت تمھاری پس کہا انھون نے کہ ہم وضو کرتے ہین نماز کے لیے اور غسل کرتے ہین جنابت سے اور استنجا پاک کرتے ہین ہم پانی سے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سو وہ یہی ہی لازم پکڑو تم اوسکو روایت کیا اسکو ابن ماجہ اور رزین رحمۃ اللہ علیہما نے تو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ طہارت سے مراد قرآن شریف مین بھی استنجا کرنا پانی سے ہی اسواسطے کہ مسجد قبا والے خاص اسمین اور مہاجرین سے زیادہ تھے نہ وضو اور غسل اور مہاجرین بھی کرتے تھے

اور روایت ہے سنن ابن ماجہ مین عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ دھوتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جاے پیخانے اپنی کو تین بار کہا عبداللہ بن عمر نے سو کیا ہمنے اوسکو سو پایا ہمنے اوسکو دو اور پاکی اور راوی اس حدیث کے ثقہ ہین اور روایت کی محی السنہ بغوی اور ابن ماجہ نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نازل ہوئی بیچ اہل قبا کے کہ بیچ اوس مسجد کے ایسے لوگ ہین جو دوست رکھتے ہین طہارت کو فرمایا کہ تھے استنجا کرتے پانی سے سو نازل ہوئی اونمین یہ آیت **ص** تو پہلے دونون ہاتھ دھووے پھر مخرج کو ڈھیلا چھوڑ کر خوب صاف کر کے ملکے دھووے اور ایک انگلی یا دو یا تین انگلیون کے باطن سے دھووے اور انگلیون کے سرے سے نہ دھووے پھر دونون ہاتھ دھووے اور اگر نجاست مخرج سے درم برابر بھی تجاوز کریگی دھونا اوسکا شیخین کے نزدیک واجب ہے اور امام محمد کے نزدیک اگر مخرج سمیت درم سے بڑھ جاوے اوسکا بھی دھونا فرض ہے اور کھانے اور ہڈی اور گوبر اور داہنے ہاتھ سے استنجا درست نہین **ف** لیکن ہڈی اور گوبر سے سوا سواسطے کہ روایت کی ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے گوبر کے باب مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے انہ رجس یعنی وہ نجس ہے جیسا کہ اوپر گذرا اور بھی روایت کی ترمذی اور ابو داود اور نسائی نے ابن مسعود رض سے کہ جب آئے قاصد جن کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کہا اونھون نے اے رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم منع کرو امت اپنی کو کہ استنجا کرین ہڈی اور گوبر سے یا کوئلے سے پس تحقیق کہ اللہ نے کیا اوسمین ہمارا رزق سو منع کیا ہمکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اور روایت ہے رویفع سے بھی ایسی ہی اخراج کیا اسکا ابو داود اور نسائی نے اور اسی باب مین روایت ہے خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ اور سلمان سے اخراج کیا ان دونون کا ابن ماجہ وغیرہ نے اور لیکن استنجا کرنا داہنے ہاتھ سے سو روایت ہے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے کہ منع کیا ہمکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ استنجا کرین ہم داہنے ہاتھ سے روایت کیا اسکو مسلم اور ابو داود اور نسائی اور ابن ماجہ اور ترمذی وغیرہم رحمہم اللہ نے اور روایت کی بخاری اور ترمذی اور ابو داود وغیرہم نے ابی قتادہ رض سے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب پیشاب کرے کوئی تم مین سے پس نہ پکڑے ذکر اپنے کو داہنے ہاتھ سے اور نہ استنجا کرے داہنے ہاتھ سے اور روایت کی ابو داود نے حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ تھا داہنا ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطے طہارت کے اور کھانے کے اور بایان ہاتھ واسطے پیخانے وغیرہ کے اور روایت ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا اونھون نے کہ سنا ہمنے عثمان رضی اللہ عنہ سے فرماتے تھے کہ نہین چھوا ہمنے ذکر اپنے کو داہنے ہاتھ سے جب سے کہ بیعت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور اسلام لایا مین تو خوش ہوئے اس سے کہ نہ استنجا کیا اونھون نے داہنے ہاتھ سے اخراج کیا اس حدیث کا رزین بن معاویہ عبدری نے **ص** اور پیخانے مین قبلے کیطرف بیٹھ کرنا اور منہ کرنا مکروہ تحریمی ہے اور جنگل اور مکان مین ہمارے نزدیک یہی حکم ہے **ف** کیونکہ روایت ہے ابی ایوب سے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب جاؤ تم پیخانے کو سو منہ کرو طرف قبلے کے اور نہ بیٹھ کر و طرف اوسکے اور لیکن مشرق کیطرف منہ کرو اور مغرب کی طرف اور یہ خطاب واسطے مدینے کے لوگون کے ہے کیونکہ قبلہ اونکا مشرق اور مغرب نہین اور جنکا قبلہ مشرق یا مغرب ہے اونکو جنوب و شمال کی طرف منہ کرنا چاہیے روایت کیا اسکو بیہقی نے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے موطا مین اور روایت کی اسی باب مین ابن ماجہ نے ابن معقل اسدی سے اور اسناد مین اوسکی ابو زید مشعبصون نے کہا ہے کہ نام اونکا ولید ہے مولی ابن ثعلبہ کا مجہول ہے اور ابو سعید خدری رض سے اور اسناد مین اوسکی ابن لہیعہ ضعیف ہے اور دوسری روایت مین بھی ابن ماجہ کی ابی سعید خدری رض سے ابن لہیعہ ہے اور وہ ضعیف ہے اور ہمارے نزدیک کراہت میدان اور گھر مین سب مین ہے کیونکہ کہا ابو ایوب انصاری رض نے کہ آئے ہم شام مین تو تھین اوسمین کھڈیان طرف قبلے کے سو پھرتے تھے ہم اوس سے اور استغفار کرتے تھے اس سے معلوم ہوا کہ مکان مین بھی

(ارباب صحاح ستہ ۱۲)

منہ طرف قبلے کے کرنا ممنوع ہی وقت پیخانے کے اور بعضون نے رخصت دی ہی قبلے کی طرف منہ کرنے کی جبکہ قبلہ اور اوسکے درمیان مین
کوئی چیز حائل ہو جیساکہ روایت ہی مروان اصفر سے کہا اونھون نے دیکھا مینے ابن عمر رضی اللہ عنہ کو کہ بٹھلایا اونھون نے اونٹنی
اپنی کو طرف قبلے کے پھر بیٹھے اور پیشاب کرنے لگے طرف اونٹنی کے پس کہا مینے اونسے کیا نہین منع کیا گیا اس سے کہا اونھون
نے کہ ہان منع ہی میدان مین لیکن جب ہو درمیان تیرے اور درمیان قبلے کے کوئی چیز کہ چھپاوے تجکو سو کچھ حرج نہین اخراج کیا
اسکو ابوداود نے اور بعضون نے مطلق رخصت دی ہی لیکن منہ کرنے مین طرف قبلے کے سو دلیل لاتے ہین حدیث جابر رضی اللہ عنہ
سے کہ منع کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ ہم منہ کرین طرف قبلے کے پیشاب مین سو دیکھا مینے اونکو ایک سال پیشتر قبل وفات
کے کہ منہ کرتے تھے طرف قبلے کے روایت کیا اسکو ترمذی اور ابن ماجہ نے اور کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث حسن غریب ہی کہا شیخ ابن القیم
نے کہا ترمذی نے کہ پوچھا مینے بخاری سے اس حدیث کو پس کہا اونھون نے کہ یہ حدیث صحیح ہی اور ضعیف کیا اسکو ابن حزم نے کہ یہ حدیث مروی
ہی ابان بن صالح سے اور وہ مجہول ہین اور نہین حجت ہی مجہول کی روایت سے اور جواب اوسکا یہ ہی کہ کہا ابن مندہ نے کہ ابان بن صالح ثقہ ہی مشہور ہی
حدیث والا ہی اور وہ ابان بیٹا صالح بیٹا عمیر کا ابو محمد قرشی ہی روایت کی اوس سے ابن جریج اور ابن عجلان اور ابن اسحق اور عبید اللہ بن
ابی جعفر نے اور شہادت لایا ساتھ روایت اونکی کے بخاری اپنی صحیح مین مجاہد اور حسن بن مسلم اور عطا سے اور توثیق کی اوسکی یحیی بن معین
اور ابوحاتم اور ابوزرعہ رازی نے اور نسائی نے اور والد ہی محمد بن ابان کا روایت کی اوس سے ابوولید اور ابوداود طیالسی اور حسین جعفی وغیرہم
نے اور اس حدیث پر انفراد کیا محمد بن اسحق نے اور نہین حجت پکڑی جاویگی اوس سے احکام مین تو پھر بھلا معارض کیونکر ہوگی احادیث صحاح
کی اور کس طرح منسوخ ہونگی اوس سے حدیثین منع کی باوجود اس بات کے کہ اس حدیث کی تاویل ہو سکتی ہی کہ شاید یہ مکان مین ہووے
اون لوگون کے مذہب پر جو مکانمین رخصت دیتے ہین یا یہ امر تنگی مکان سے تھا کہا شیخ ابن القیم نے بعد اس بیان کے فَكَيْفَ تُقَدَّمُ
عَلَى الْمَنْصُوصِ الصَّحِيحَةِ الصَّرِيحَةِ بِالْمَنْعِ یعنی پس کس طرح مقدم کیجاویگی یہ حدیث اوپر نصوص صحیحہ صریحہ بالمنع کے پھر اگر کوئی
کہے کہ تسلیم کیا کہ یہ حدیث ضعیف ہی سو کیا کہتے ہو روایت عراک مین عایشہ رضی اللہ عنہا سے درباب رخصت کے تو جواب اوسکا یہ ہی کہ یہ حدیث
صحیح نہین یہ موقوف ہی اوپر عایشہ رضی اللہ عنہا کے کہا یہ ترمذی نے کتاب العلل مین نقلاً عن البخاری اور کہا بعض حافظون نے حدیث کے
کہ یہ حدیث صحیح نہین اور اسکے سبب کو بڑے عالم لوگ حدیث کے پہچانتے ہین اور وہ یہ ہی کہ اسناد مین اسکی جو خالد بیٹا ابی الصلت کا ہی
اوس نے اس حدیث کے متن کو یاد نہین کیا اور اوسکی اسناد کو قائم رکھا مخالفت کی اوسکی اوسی حدیث مین ثقہ ثبت صاحب عراک نے
نام اوسکا جعفر بن ربیعہ فقیہ ہی سو روایت کیا اوسنے اوسکو عراک سے اوسنے عروہ سے اوسنے عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ وہ انکار کرتی تھین
سو معلوم ہوا کہ روایت خالد کی عراک سے اوسنے عایشہ رضی اللہ عنہا سے منقطع ہی اور صحیح جعفر کی ہی باوجود کہ اوسکی مخالف جانب احادیث
صحیحہ وارد ہوئی ہین اور کہا عبدالرحمن بن ابی حاتم نے کتاب المراسیل مین اثرم سے کہ کہا سنا مینے ابوعبداللہ سے کہ ذکر کیا بعضون نے
حدیث خالد کو عراک سے اوسنے عایشہ رضی اللہ عنہا سے اوسنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سو کہا اونھون نے کہ یہ حدیث منقطع ہی اور
زیادہ تحقیق اسکی شرح ابوداود مین ہی اس جگہ بسبب خوف درازی کتاب کے اختصار کیا اور تفصیل کو راہ ندی اور پیٹھ کرنے مین طرف قبلے کے
سو دلیل لاتے ہین حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ انھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پیخانہ پھرتے دیکھا کہ منہ تھا آپکا طرف شام کے اور پیٹھ
طرف قبلے کے اور روایت کیا اسکو بخاری مسلم ابوداود نسائی نے اور حق یہ ہی کہ رخصت مین بھی حدیثین صحیح وارد ہوئی ہین فائدہ

کھڑے ہوکے پیشاب کرنا منع ہی روایت ہی حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ وہ فرماتی تھین جو شخص کہ حدیث بیان کرے تم سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوکے پیشاب کرتے تھے سو نہ تصدیق کرنا اوسکی نہین پیشاب کرتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مگر بیٹھکے روایت کیا اسکو ترمذی اور نسائی نے اور روایت ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا اونھون نے کہ دیکھا مجکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مین پیشاب کرتا ہون کھڑے ہوکے پس کہا آپنے کہ نہ پیشاب کر کھڑے ہوکے ای عمر سو نہین پیشاب کیا مینے کھڑے ہوکے جب سے اور روایت ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہ نہین پیشاب کیا مینے کھڑے ہوکے جب سے اسلام لایا مین روایت کیا اسکو ترمذی نے اور کہا ایسی صحیح ہی عمر رضی اللہ عنہ سے اور ضعیف کیا پہلی روایت کو اور روایت ہی ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ جفا ہی پیشاب کرنا کھڑے ہوکے اور بعضون نے کہا ہی کہ یہ واسطے ادب کے ہی نہ واسطے حرمت کے اور دلیل اسکی یہ ہی کہ روایت کی امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے موطا مین ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ پیشاب کرتے تھے وہ کھڑے ہوکے اور روایت ہی حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہوکے پیشاب کیا روایت کیا اسکو ابن ماجہ کئی طریقون سے اور حق یہ ہی کہ کھڑے ہوکے پیشاب کرنا فقط خلاف ادب ہی اور باقی بموجب ان دونون حدیثون کے درست ہی واللہ اعلم

کتاب الصلوٰۃ

فصل نماز کے وقتون کے بیان مین

ص وقت فجر کا عرض صبح سے آفتاب نکلنے تک ہی اور جو طویل صبح ہو اوسکو صبح کاذب کہتے ہین اور اوس وقت نماز صبح کا وقت نہین ہوتا **ف** یعنی صبح اوسکو کہتے ہین جو افق کیطرف چوڑان مین سپیدی پیدا ہوتی ہی کما بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہ صحیح وقتون نماز مین حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی ہی اور روایت ہی بریدہ رضی اللہ عنہ سے کہ کہا اونھون نے پوچھا ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز کے وقتونکو سو فرمایا آپنے اوس شخص سے کہ نماز پڑھ ہمارے ساتھ دو دن سو جسوقت زوال ہوا آفتاب کا حکم کیا بلال رضی اللہ عنہ کو سو اذان دی اونھون نے پھر حکم کیا اونکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سو اقامت کہی اونھون نے ظہر کی پھر حکم کیا اوسکو سو اقامت کی عصر کی اور آفتاب اوسوقت سپید اور صاف اور بلند تھا پھر حکم کیا اوسکو سو اقامت کی مغرب کی جسوقت کہ غروب ہوا آفتاب پھر حکم کیا اوسکو سو اقامت کی عشا کی جسوقت کہ غائب ہوئی شفق پھر حکم کیا اونکو سو اقامت کی فجر کی جسوقت کہ طلوع ہوئی فجر پھر جب ہوا دوسرا دن حکم کیا اوسکو تو ٹھنڈے وقت پڑھی ظہر اور خوب ٹھنڈا کیا اوسکو اور نماز پڑھی عصر کی اور آفتاب بلند تھا لیکن اول روز سے تاخیر کی اور نماز پڑھی مغرب کی قبل اسکے کہ غائب ہو شفق اور نماز پڑھی عشا کی جب تہائی رات گئی اور نماز پڑھی فجر کی سو روشن کیا اوسکو یعنی جب خوب روشنی ہو گئی تب فجر کی نماز پڑھی پھر کہا آپ نے کہان ہی نمازون کے وقت کا سوال کرنے والا سو کہا اوس شخص نے مین ہون یا رسول اللہ کہا آپنے کہ وقت نماز کا درمیان اوسکے ہی جو دیکھا تمنے روایت کیا اسکو مسلم نے اور بھی روایت کی مسلم نے ابی موسی رضی اللہ عنہ سے مانند اسکے **ص** اور ظہر کا وقت زوال سے جبتک کہ سایہ ہر چیز کا دونا ہو جاوے سوا سایۂ زوال کے **ف** یعنی جبتنا سایہ زوال کا ہی اوتنے کو نکال کے ہر چیز کا سایہ دونا ہو جاوے **ص** اور ایک روایت مین امام صاحب سے ظہر کا وقت جبتک ہی کہ سایہ ہر چیز کا اوسکے برابر ہو جاوے سوا سایۂ زوال کے اور یہی قول ہی صاحبین اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہم **ف** اور طریقہ پہچاننے زوال کا دائرۂ ہندیہ سے معلوم ہوتا ہی اور وہ شرح عربی مین مذکور ہی ہمنے بنظر عدم فہم عوام اوسکو ترک کیا اور نیز ہندوستان کے ملک مین زوال کے پہچاننے کے بہت طریقے ہین **ص** اور عصر کا وقت آخر سو قت سے

آفتاب کے ڈوبنے تک اور مغرب کا اوسوقت سے شفق غائب ہونے تک اور شفق کہتے ہین سُرخی کو صاحبین کے نزدیک اور اسی پر فتویٰ ہی اور امام صاحب کے نزدیک شفق سپیدی کو کہتے ہین جو سُرخی کے بعد ہوتی ہی اور عشا کا اوسوقت سے اور وتر کا عشا کے بعد سے صبح تک دونون کا وقت رہتا ہی ف ظہر کے آخر وقت مین بہت اختلاف ہی اور اسی طرح مغرب کے آخر وقت مین تو اکثر امام اور فقہا اس طرف ہین کہ وقت ظہر کا ہر چیز کے سایے کے برابر ہونے تک ہی سوا سایۂ زوال کے اور مغرب کا شفق کے غروب تک لیکن امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہی ہی کہ ظہر کا وقت دو مثل تک رہتا ہی اور امام مالک اور شافعی کا ایک قول یہ ہی کہ اخیر وقت مغرب کا بس وہی آفتاب کا ڈوبنا ہی کہ انھون نے نہ تاخیر کیجاوے مغرب بقدر اختیار آفتاب کے ڈوبنے سے اور اصل اس باب مین حدیث جبرئیل ع کے امامت کی ہی روایت ہی حضرت عبداللہ بن عباس رضی سے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ امامت کی جبرئیل علیہ السلام نے ساتھ میرے دو بار نزدیک خانہ کعبہ کے سو پڑھی نماز ظہر کی پہلی امامت مین جب ہوا سایہ مثل تسمے جوتی کے پھر نماز پڑھی عصر کی جسوقت کہ ہوا سایہ ہر چیز کا مثل اوسکے پھر نماز پڑھی مغرب کی جسوقت کہ غروب ہوا آفتاب اور افطار کیا روزہ دار نے پھر نماز پڑھی عشا کی جسوقت کہ غائب ہوئی شفق پھر نماز پڑھی فجر کی جسوقت کہ طلوع ہوئی فجر اور حرام ہوا کھانا روزہ دار پر اور پڑھی نماز ظہر کی دوسری امامت مین جسوقت کہ ہوا سایہ ہر چیز کا مثل اوسکے جسوقت کہ نماز عصر کی پہلے روز پڑھی تھی اور پڑھی نماز عصر کی جسوقت کہ ہوا سایہ ہر چیز کا دونا اوسکا پھر مغرب جسوقت کہ کل پڑھی تھی اور عشا جسوقت کہ گئی تہائی رات پھر نماز پڑھی صبح کی جسوقت کہ روشن ہو گئی زمین پھر التفات کیا طرف میرے جبرئیل علیہ السلام نے اور کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیک وسلم کہ یہ وقت ہی انبیا علیہم السلام کا قبل آپکے اور وقت درمیان ان دونون وقتون کے یہ ہی اور تحقیق کیا اوسکو ابو داود اور ترمذی نے اور کہا اوسنے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہی اور ابن حبان نے اپنی صحیح مین اور حاکم نے اور کہا اوسنے کہ یہ صحیح الاسناد ہی لیکن اسناد مین اسکی عبدالرحمن بیٹے حارث کے ضعیف کیا اوسکو احمد اور نسائی اور یحیی بن معین اور ابو حاتم رازی نے اور توثیق کی اوسکی ابن سعد اور ابن حبان رحمۃ اللہ علیہما نے اور متابعت کی گئی اوسکی روایت کی عبدالرزاق نے عمری سے اونھون نے عمر بن نافع رحمۃ اللہ علیہم سے اونھون نے اپنے باپ سے اونھون نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مانند اسکے اور اسناد مین اسکی عمری ہی اور وہ ضعیف ہی لیکن کہا شیخ تقی الدین بن دقیق العید نے کہ یہ اچھی متابعت ہی اور صحیح کیا اوسکو ابن العربی اور ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہما نے اور مروی ہی حدیث امامت کی چند صحابہ رضی اللہ عنہم سے انمین سے جابر رضی اللہ عنہ ہین اور روایت مین اونکی یہ ہی کہ نماز پڑھی عشا کی دوسرے دن جب کہ گذری آدھی رات اور یا تہائی رات اور یہ حدیث صحیح ہی جیسا کہ کہا بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اور روایت ہی عبداللہ بن عمرو سے اونھون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپنے وقت ظہر کا جب ہی کہ زوال ہو آفتاب کا اور ہو سایہ ہر چیز کا مانند طول اوسکے کے جبتک کہ نہ آوے وقت عصر کا اور وقت عصر کا جبتک ہی کہ نہ زرد ہووے آفتاب اور وقت مغرب کا جبتک ہی کہ نہ غروب ہووے شفق اور وقت عشا کا آدھی رات تک اور وقت فجر کا جبتک کہ نہ طلوع کرے آفتاب روایت کیا اوسکو مسلم نے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث مین ہی کہ اول وقت مغرب کا جب کہ غروب ہوا آفتاب اور آخر وقت اوسکا جب کہ غائب ہوا افق یعنی روشنی اوسکی دور ہو جاوے اول وقت عشا کا جبکہ غائب ہوا افق اور آخر وقت اوسکا آدھی رات تک اور اول وقت فجر کا جبکہ فجر طلوع ہووے اور آخر وقت اوسکا جب کہ طلوع ہوا آفتاب روایت کیا اوسکو ترمذی نے اور یہ حدیثین حجت ہین امام شافعی اور مالک رحمۃ اللہ علیہما پر اس بات مین کہ وقت مغرب کا جبتک ہی کہ غائب ہووے شفق اور عصر کا وقت جو مغرب تک ہی سو دلیل اوسکی یہ ہی کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اِذْ عُرِضَ عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ الصَّافِنَاتُ الْجِيَادُ ۝

ع یعنی جبرئیل نے امامت کی میرے ساتھ دو بار نزدیک خانہ کعبہ کے دو وقت نماز کے پس اول وقت نماز ظہر کا وہ ہی جب کہ ڈھل جاوے آفتاب سے اور آخر وقت اوسکا وہ ہی جب کہ ہو سایہ ہر چیز کا مثل اوسکے سوا سایۂ زوال کے اور اول وقت نماز عصر کا وہ ہی جب کہ ہو سایہ ہر چیز کا مثل اوسکے سوا سایۂ زوال کے اور آخر وقت اوسکا وہ ہی جب کہ ہو سایہ ہر چیز کا دونا اوسکے سوا سایۂ زوال کے اور اول وقت نماز مغرب کا وہ ہی جب کہ غروب ہو آفتاب اور آخر وقت اوسکا وہ ہی جب کہ غائب ہو شفق اور اول وقت نماز عشا کا وہ ہی جب کہ غائب ہو شفق اور آخر وقت اوسکا وہ ہی جب کہ گذرے ثلث اول رات کا اور اول وقت نماز فجر کا وہ ہی جب کہ صادق ہو فجر اور آخر وقت اوسکا وہ ہی جب کہ طلوع ہو آفتاب

ف یعنی ظہر کے آخر وقت مین اختلاف ہی کہ کب تک رہتا ہی اور مغرب کے آخر وقت مین اختلاف ہی کہ کب تک رہتا ہی

عبداللہ بن لہیعہ بن عقبہ حضرمی

عمری

فَقَالَ اِنِّیْ اَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَیْرِ عَنْ ذِکْرِ رَبِّیْ حَتّٰی تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ ۝ یعنی جسوقت کہ پیش کیے گئے حضرت سلیمان علیہ السلام پر گھوڑے آخر دن مین تیز نہایت عمدہ سو کہا اونھون نے کہ دوست رکھا مینے مال کو اپنے رب کے ذکر سے یہانتک کہ چھپ گیا آفتاب پردے مین اور دوسری دلیل اوسکی یہ ہی کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے پائی ایک رکعت صبح سے قبل اوسکے کہ طلوع ہو آفتاب سو تحقیق کہ پائی اوس نے نماز صبح کی اور جس شخص نے کہ پائی ایک رکعت عصر سے قبل اوسکے کہ ڈوبے آفتاب سو تحقیق کہ پائی اوس نے نماز عصر کی روایت کیا اوسکو بخاری مسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور لیکن اس باب مین کہ عشا کا آخر وقت صبح تک ہی کوئی حدیث صحیح یا ضعیف نہین آئی لیکن مختلف ہوئین احادیث صحیحہ اوسمین روایت ہی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور ابوموسیٰ اشعری اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما سے کہ تحقیق تاخیر کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عشا کی تہائی رات تک اور روایت ہی حضرت ابوہریرہ اور انس رضی اللہ عنہما سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تاخیر کی اوسکی آدھی رات تک اور روایت ہی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تاخیر کی اوسکی دو ثلث رات تک اور روایت ہی حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ تاخیر کی عشا کی یہانتک کہ گئی اکثر رات اور یہ تینون صحیح ہین کما امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ یہ سب حدیثین مفید ہین اس بات کو کہ سارہی رات وقت عشا کا ہی لیکن تین مرتبے پر تہائی رات تک افضل ہی اور نصف تک اوس سے کم اور بعد اوسکے اوس سے کم پھر روایت کی طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند سے نافع بن جبیر تک کہا انھون نے کہ لکھا عمر رضی اللہ عنہ نے ابوموسیٰ اشعری کو نماز پڑھ عشا کی جب چاہے رات مین اور نہ غافل ہو اوس سے اور ایک روایت مین مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی ابی قتادہ رضی اللہ عنہ سے کہ نہی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہین سوجانے مین تفریط بلکہ تفریط یہ ہی کہ نماز کی تاخیر کرے یہانتک کہ دوسری نماز کا وقت آجاوے اور اس سے معلوم ہوتا ہی کہ وقت عشا کا صبح تک ہی اور اجماع کیا امامون نے کہ جب اسلام لایا کافر یا پاک ہوئی حائضہ یا بالغ ہوا لڑکا اور کچھ رات باقی ہو نماز عشا کی اوسپر واجب ہی اور اجماع حجت قطعی ہی جیسا کہ اوپر ہمنے پہلی کتاب مین بیان کیا اور حدیث امامت جبریل علیہ السلام کی وقت مختار پر محمول ہی اور اسی واسطے کہا امام صاحب نے کہ تاخیر مغرب کی اول وقت سے مکروہ تنزیہی ہی نہ تحریمی کیونکہ صحیح ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ تاخیر کی آپنے مغرب کی شفق کے ڈوبنے تک اور تاخیر عشا کی اس سے زیادہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہی یا عصر کی آفتاب کی زردی تک مکروہ تحریمی ہی اور سب سے زیادہ کراہیت عصر کی تاخیر مین ہی آفتاب کے زرد ہونے تک کیونکہ فرمایا آپنے ایسی نماز کو تِلْکَ صَلٰوۃُ الْمُنَافِقِ یعنی یہ نماز منافق کی ہی اور شیطان کی طرف آپنے اوسکو منسوب کیا اور حدیث امامت مین جو وارد ہی کہ نماز عصر کی آپنے تاخیر کی سایے کے دو مثل ہونے تک سو یہ منسوخ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول سے کہ وقت عصر کا جبتک ہی کہ نہ زرد ہو آفتاب اور دوسرے یہ کہ دو مثل تک آفتاب پر زردی نہین آتی اور وہ جو امام صاحب نے فرمایا ہی کہ اخیر وقت ظہر کا دو مثل تک ہی سو کسی حدیث مین یہ تصریح مذکور نہین اور اسی واسطے مخالفت کی اونکی صاحبین نے اور موافق ہوئے اکثر امامون کے اور حجت پکڑی امام صاحب نے حدیث بریدہ رضی اللہ عنہ سے کہ جب ہوا دوسرا دن سو خوب تبرید کی ظہر کی یعنی ٹھنڈک کے وقت نماز پڑھی اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب شدت ہو گرمی کی سو ٹھنڈا کرو نماز کو اسواسطے کہ شدت گرمی کی جہنم کی سانس سے ہی روایت کیا اسکو چھ عالمون نے کہا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ شدت گرمی کی اونکے شہر مین جبتک ہی کہ ہر چیز کا سایہ مثل اوسکے ہو جاوے اور مؤید اسکی یہ حدیث ہی جو روایت کی ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اور صحیح مسلم مین مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تاخیر کی نماز ظہر کی یہانتک کہ پڑنے لگا سایہ ٹیلون کا

۲۷ بیان وقت عصر کا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کا گھوڑون کو ذبح کرنا

ارشاد الساری صحیح مسلم ۱۲

اور نووی نے اوسکی شرح میں لکھا ہی کہ سایہ ٹیلہ کا بہت اخیر وقت پڑتا ہی اور جب آفتاب بہت ڈھل جاتا ہی اور جب یہ ثابت ہوگیا کہ ظہر کا وقت بعد سایہ مثل کے باقی رہتا ہی اور حدیث ابراد اس باب میں ناسخ حدیث امامت ہوگئی تو اول وقت عصر میں وہ حدیث امامت منسوخ ہوئی کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ○ یعنی تحقیق کہ نماز ہی مسلمانوں پر فرض وقت مقرر کیا گیا تو اس سے ثابت ہوا کہ ہر نماز کے واسطے ایک وقت علیحدہ چاہیئے اور اس بحث میں امام صاحب کی کلام ہی اور حق یہی ہی کہ وقت ظہر کا ایک مثل تک رہتا ہی وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ لیکن اتنی بات ہی کہ جو شخص مشتاق احتیاط اور معتقد جملہ فقہا و علمای شریعت نبوی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہو اوسکو چاہیئے کہ نماز ظہر کی ایک مثل سے پہلے پڑھے کہ سب اماموں کے نزدیک درست ہو اور عصر کی بعد دو مثل کے کہ سب کے نزدیک درست ہو اور گرمی میں تاخیر کرنا ظہر کا اسکا بیان آگے بھی کچھ آویگا اور شفق نزدیک اکثر علما کے اور ایک روایت میں امام ابو حنیفہ رحمہ کے سرخی کا نام ہی اور ایک روایت میں امام صاحب نے فرمایا کہ شفق نام سفیدی کا ہی اور بعض شروح میں ہی کہ امام صاحب نے رجوع کیا اس سے جو لوگ کہتے ہین کہ سرخی نام شفق کا ہی اونکی حجت یہ ہی کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ شفق سرخی ہی سو جب غائب ہوجاوے واجب ہوگی نماز روایت کیا اسکو ابن عساکر نے بیچ خزائب مالک کے حدیث عتیق بن یعقوب سے انھوں نے مالک سے انھوں نے نافع سے انھوں نے ابن عمر سے مرفوعا اور روایت کیا اسکو ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے اور طریق سے اور صحیح کیا بیہقی نے وقف اوسکا اور کہا صاحب ہدایہ نے وَمَا رَوَاہُ مَوْقُوْفٌ عَلَی ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اور روایت کیا اسکو حاکم نے مدخل میں اور روایت کی دار قطنی اور محمد بن خزیمہ نے صحیح میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اور رفع کیا اوسکو اور صحیح کیا اوسکو اور کہا ابن خزیمہ نے کہ اگر صحیح ہو جاویں یہ روایتیں تو پھر بے پروائی ہوجاوے سب روایتوں سے لیکن متفرد ہوا ساتھ اسکے محمد بن یزید کہا حافظ ابن حجر نے محمد بن یزید سچا ہی اور کہا بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ مروی ہی یہ حدیث عمر اور علی اور ابن عباس اور عبادہ اور شداد اور ابی ہریرہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے اور کوئی حدیث اسمین صحیح نہین لیکن حق یہ ہی کہ یہ حدیث حسن ہی اور حسن حجت ہی مثل صحیح کے اور صاحب ہدایہ نے دلیل امام صاحب کی یہ لکھی ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اخیر وقت مغرب کا جب کہ سیاہ ہوجاوے افق اور چوڑی صبح سے مراد یہ ہی کہ روشنی آسمان کے کناروں مین ظاہر ہووے اور اوسکو صبح صادق کہتے ہین روایت ہی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ فجر دو ہین ایک وہ فجر کہ حرام کرتی ہی کھانے کو اور حلال ہی اوسمین نماز اور ایک فجر وہ ہی کہ حرام ہی اوسمین نماز اور حلال ہی اوسمین کھانا روایت کیا اسکو ابن خزیمہ اور حاکم نے اور صحیح کیا اسکو ان دونوں نے اور ایک روایت مین حاکم کی ہی کہ حرام کرتی ہی کھانے کو یعنی ایک لمبی دھاری افق کے کنارے آسمان مین جاتی ہی اور یہی صبح صادق ہی اور صبح کاذب کو بیان کیا آپ نے کہ مانند دم سرحان کے ص تاخیر فجر کی یہانتک کہ روشنی ہوجاوے مستحب ہی اتنی کہ چالیس آیتین ترتیل سے پڑھ سکے یا زیادہ اس سے اور پھر اگر فاسد ہوجاوے وضو تو لوٹ سکے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تاخیر کرو فجر کی کہ اسمین بہت اجر ہی ف روایت کیا طحاوی نے ساتھ اسانید متعددہ کے اس حدیث کو رافع بن خدیج سے اور ایک روایت مین ہی نَوِّرُوْا بِالْفَجْرِ یعنی روشن کرو فجر کو اور ایک روایت مین ہی اَصْبِحُوْا بِالصُّبْحِ فَاِنَّہٗ اَعْظَمُ لِاُجُوْرِکُمْ روایت کیا اسکو احمد اور ابو داود اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے اور صحیح کیا اسکو ترمذی اور ابن حبان نے اور روایت کیا طبرانی نے نَوِّرْ یَا بِلَالُ بِالْفَجْرِ فَاِنَّہٗ اَقْدَرُ لِمَا یُبْصِرُ الْقَوْمُ مَوَاقِعَ نَبْلِہِمْ یعنی روشن کر ای بلال فجر کو اوسقدر کہ دیکھین لوگ مقام گرنے تیر اپنے کو اور

روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے مصنف مین اور کہا کہ روایت ہی اس باب مین مغیرہ بن شعبہ اور تمیم اور علی اور حسن بن علی اور ابی الدرداء
اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم اجمعین سے اور بہت سے تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اس طرف گئے ہین اور روایت ہی اعمش
سے کہ اصحاب عبداللہ بن مسعودؓ کے روشن کرتے تھے فجر کو اور روایت ہی ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ سے کہ نہین جمع ہوئے اصحاب
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی چیز پر جیسا کہ جمع ہوئے تنویر فجر پر روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے مصنف مین اور طحاوی نے تو اس سے
معلوم ہوا کہ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا جمع ہونا خلاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نہین ہوسکتا تو اس سے حدیث
تغلیس یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز اندھیرے مین پڑھنا منسوخ ہوگا اور حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی صحیحین مین
بھی مؤید ہمارے مذہب کی ہی اور امام شافعی کے نزدیک اندھیرے مین پڑھنا مستحب ہی کیونکہ روایت ہی عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے صبح کو سو پھرتی تھین عورتین اور نہین پہچانی جاتی تھین تاریکی سے اور صحیح یہی ہی کہ تاخیر کرنا
فجر کی مستحب ہی اور یہی مذہب ہی اکثر صحابہ اور تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اور بعض علما نے جو اس حدیث کے معنی یون
بیان کیے ہین کہ قراءت کرنا یہانتک کہ روشن کرو فجر کو خلاف آثار صحابہ اور تابعین کے ہی اور خلاف ہی تبادر کے واللہ اعلم

ص گرمی مین تاخیر کرنا ظہر کی مستحب ہی اور جاڑے مین جلدی کرنا صحیح بخاری مین ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹھنڈے
وقت پڑھو نماز ظہر کی کیونکہ شدت گرمی کی جوش جہنم سے ہی **ف** اور صحیح بخاری مین حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی ایسی ہی روایت ہی

ص اور عصر کی تاخیر جب تک کہ آفتاب نہ متغیر ہو مستحب ہی **ف** کیونکہ روایت کی دارقطنی نے عبدالواحد بن نافع سے کہا انھون نے
کہ مین کوفے کی مسجد مین داخل ہوا سو اذان دی مؤذن نے عصر کی اور ایک شیخ نے ملامت کی اوسکو اور کہا خبر دی میرے باپ نے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا ساتھ تاخیر اس نماز کے اور مینے پوچھا نام اون شیخ کا سو بیان کیا اون لوگون نے کہ یہ عبداللہ بن
رافع بن خدیج ہین اور ضعیف کیا اسکو عبدالواحد کے سبب سے اور روایت کیا اوسکو بخاری نے تاریخ کبیر مین اور کہا کہ نہین متابعت
کیجاوے گی عبدالواحد پر اور صحیح رافع کی حدیث سے ہی پھر روایت کی رافع سے کہ ہم پڑھتے تھے نماز عصر کی ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پھر
قربانی کیجاتی تھی اور دس حصے کیے جاتے تھے اور پھر پکائے جاتے تھے اور کھاتے تھے ہم پکے گوشت کو قبل غروب آفتاب کے کہا شیخ ابن الہمام نے
کہ یہ ممکن ہی غروب تک اور جس نے باہر پکانے والون کو دیکھا ہوگا تو کچھ اوسکے نزدیک بعید نہین **ص** اور تاخیر عشا کی تہائی رات
تک مستحب ہی **ف** کیونکہ روایت کی ترمذی نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر نہ شاق ہوتا میری امت پر تو البتہ تاخیر
کرتا مین عشا کی تہائی رات تک یا آدھی رات تک اور کہا یہ حدیث حسن صحیح ہی اور اس سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ عشا کے قبل سونا اور
بعد عشا کے باتین کرنا منع ہی کیونکہ روایت کی چھ عالمون نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکروہ رکھتے تھے سونا قبل عشا کے اور باتین
کرنا بعد عشا کے اور بعضون نے جائز رکھا ہی باتونکو بعد عشا کے گرمیون مین اور دلیل اونکی یہ ہی کہ روایت کی ترمذی نے صلوٰۃ مین اور
نسائی نے مناقب مین حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باتین کرتے تھے نزدیک ابی بکر رضی اللہ عنہ کے بیچ رات
کے کسی امر مین مسلمانون کے امور سے اور صحیحین مین بھی ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے جواز اوسکا معلوم ہوتا ہی اور روایت کی امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے
عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین جائز ہی باتین کرنا بعد نماز عشا کے مگر واسطے دو شخصون کے مصلی اور مسافر کے اور ایک روایت
مین ہی کہ واسطے دولہن کے اور بعضون نے کہا ہی کہ گرمی مین جلدی پڑھی جاوے تاکہ جماعت کم نہو اور آدھی رات تک تاخیر اوسکی مباح ہی

اور آدھی رات کے بعد یکدہ ہی ص اور وتر کی آخر رات تک اگر جاگنے کا یقین ہو مستحب ہی اور اگر جاگنے کا یقین نہووے تو عشا کے ساتھ پڑھ لیوے اور مغرب کی جلدی مستحب ہی ف اور جلدی کے یہ معنی ہین کہ اذان اور اقامت مین دیر نکرے مگر ساتھ ایک جلسہ خفیف کے کیونکہ روایت کی ابو داود نے مرثد بن عبد اللہ سے ایک حدیث طویل اور آخر اوسکا یہ ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ رہیگی امت میری نیکی پر جبتک کہ نہ تاخیر کرینگے مغرب کی ستارونکی روشنی تک اور اونکے خوب پھیلنے تک اور اوسکی اسناد مین ابن اسحٰق ہی اور ضعف اوسکا جو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہی ثابت نہین اور اگر بالفرض ثابت ہو تو بھی مقبول نہین کما شعبہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ وہ سترہ بار ہین مسلمانون کے حدیث مین اور روایت کی اونسے مانند ثوری اور ابن ادریس اور حماد بن زید اور زید بن زریع اور ابن عیینہ اور عبد الوارث اور ابن المبارک نے اور طول کیا بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اونکی توثیق مین اور ذکر کیا اوسکو ابن حبان نے ثقات مین اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے رجوع کیا اونمین کلام کرنے سے فقط ص ابر کے دن عصر اور عشا کی جلدی مستحب ہی اور اور نمازون کی تاخیر ف اسواسطے کہ تاخیر عشا مین قلت جماعت کی ہی بسبب خوف پانی کے اور تاخیر عصر مین توہم ہی ان باتون کا کہ وقت مکروہ نہو جاوے اور فجر مین اسواسطے توہم نہین کہ یہ مدت مدید ہی دوسرے یہ کہ اسمین تا طلوع آفتاب کوئی وقت مکروہ نہین اور امام صاحب سے مروی ہی کہ سب مین تاخیر مستحب ہی واسطے احتیاط کے کیونکہ نماز بعد وقت آنیکے جائز ہی اور قبل وقت کے جائز نہین ص آفتاب کے طلوع کے وقت اور غروب کے وقت اور جسوقت عین دوپہر ہو نماز اور سجدہ تلاوت کا اور نماز جنازے کی جائز نہین ف کیونکہ روایت ہی عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مسلم وغیرہ مین کہا تین ساعت ہین کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منع کرتے ہمکو کہ نماز پڑھین ہم اون وقتون مین یا قبر مین رکھین ہم مُردونکو جب کہ آفتاب طلوع کرے یہانتک کہ بلند ہو جاوے اور جسوقت عین دوپہر ہو یہانتک کہ زوال ہو آفتاب کا اور جب کہ ڈوبتا ہو یہانتک کہ ڈوب جاوے اور موطا مین ہی کہ منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز سے ان ساعتون مین اور امام شافعی کے نزدیک فرائض کے مین ان وقتونمین جائز نہین اور امام ابو یوسف کے نزدیک نفل جمعے کے دن دوپہر کو جائز ہی اور یہ حدیث حجت ہی بسبب اطلاق کے اون دونون پر اور دلیل اونکی یہ ہی کہ روایت ہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو شخص کہ بھول جاوے کسی نماز کو یا سو رہے اوسکو تو پڑھ لیوے اوسکو جب یاد آوے اوسکو اور جبیر بن مطعم سے روایت ہی کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ای بنی عبد مناف کے نہ منع کرو کسیکو طواف کرنے سے اس گھر کے یا نماز پڑھنے سے جسوقت چاہے کہ پڑھے دن مین یا رات مین اور ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہی ایسا ہی روایت کیا اسکو دار قطنی نے اور بیہقی نے اور وہ حدیث چار علت سے ضعیف ہی اول تو انقطاع ہی اوسمین مجاہد اور ابی ذر سے اور ضعف ابن مؤمل سے اور ضعف حمید فولی عقر سے اور اضطراب سند اوسکی سے اور روایت کیا اسکو بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اور داخل کیا قیس بن سعد کو درمیان حمید کے اور مجاہد کے اور روایت کیا اسکو سعید بن سالم نے اور ساقط کر دیا اوسکو درمیان سے اور ابو یوسف کی دلیل یہ ہی جو مسند شافعی مین ہی ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا نماز سے دوپہر کو مگر دن جمعے کے اور سجدۂ تلاوت بھی بمنزلے نماز کے ہی ص اور آفتاب کے غروب کے وقت فقط اوس دن کی عصر البتہ جائز ہی ف اسواسطے کہ حدیث مین آیا ہی کہ جس نے پائی ایک رکعت نماز سے سو تحقیق کہ پائی اوس نے ساری نماز روایت کیا اسکو بہت علمانے اسناد صحیح سے اور صبح کی نماز مین یہ حکم اسواسطے نہین کہ وہ نماز کامل واجب ہوئی تو ناقص ادا نہوگی بخلاف عصر کے کہ وہ جب وقت مکروہ مین ناقص ہی واجب ہوئی تو ناقص ادا ہو جائے گی واللہ اعلم بالصواب ص جب امام دن جمعے کے خطبے کے واسطے اوٹھے نفل اور قضا اور نماز جنازہ پڑھنا اور سجدہ

تلاوت کا کرنا مکروہ ہی ف اس سبب سے کہ اوسمین خطبہ سُننے سے باز رہنا ہوگا ص اور بعد فجر کے سوائے سنت فجر کے اور درمیان عصر اور مغرب کے نفل مکروہ ہی ف کیونکہ صحیحین مین مروی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا نماز سے بعد صبح کے یہان تک کہ طلوع ہووے آفتاب اور بعد عصر کے یہانتک کہ غروب ہووے آفتاب اور روایت کی ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے مصنف مین ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ نماز پڑھی مینے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ابو بکر اور عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم اجمعین کے پس نہین نماز ہی بعد صبح کے یہانتک کہ طلوع کرے آفتاب اور روایت ہی اونہین ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب طلوع کرے کنارہ آفتاب کا تو چھوڑدو نماز کو یہانتک کہ ظاہر ہوجاوے اور ایک روایت مین ہی ابن عمرؓ سے مصنف مین اِذَا بَدَا حَاجِبُ الشَّمْسِ فَاَخِّرُوا الصَّلٰوۃَ حَتّٰی تَبْرُزَ یعنی جب شروع ہووے اور ظاہر ہووے کنارہ آفتاب کا تو تاخیر کرو نماز کی یہانتک کہ ظاہر ہوجاوے اور کہا صاحب مصنف نے اور اس باب مین روایت ہی عبد اللہ اور ابی سعود اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے اور کہا اوسنے وَحَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَۃَ عَنْ سَعْدِ ابْنِ اِبْرَاھِیْمَ عَنْ نَضْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ جَدِّہٖ مُعَاذٍ الْقُرَشِیِّ اَنَّہٗ طَافَ بِالْبَیْتِ مَعَ مُعَاذِ بْنِ عَفْرَاءَ بَعْدَ الْعَصْرِ وَبَعْدَ الصُّبْحِ فَلَمْ یُصَلِّ فَسَاَلَتْہُ فَقَالَ قَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا صَلٰوۃَ بَعْدَ صَلَاتَیْنِ بَعْدَ الْغَدَاۃِ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰی تَغْرُبَ الشَّمْسُ یعنی تحقیق کہ معاذ قرشی رضی اللہ عنہ نے طواف کیا خانہ کعبہ کا ساتھ معاذ بن عفراء کے بعد عصر کے اور بعد صبح کے سو نہ نماز پڑھی سو پوچھا مینے اوس سے سو کہا کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین نماز ہی بعد دو نمازون کے بعد صبح کے یہانتک کہ طلوع کرے آفتاب اور بعد عصر کے یہانتک کہ غروب کرے آفتاب اور وہ جو مروی ہی حدیث مین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روز نماز پڑھتے تھے دو رکعتین بعد عصر کے سو یہ خصوصیات سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی بدلیل ہوسکے کہ دوسرونکو اوس سے منع کیا اور مثال اسکی ایسی ہی جیسے روزہ وصال کا کہ خود ابو داود رحمۃ اللہ علیہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے بعد عصر کے دو رکعتین اور منع کرتے تھے اونسے اور وصال کے روزے رکھتے تھے اور منع کرتے تھے اوس سے ص اور قضا اور نماز جنازہ اور سجدۂ تلاوت ان دونون وقتون مین مکروہ نہین اور دو نمازونکو ایک وقت مین جمع کرنا جائز نہین مگر حج کے سفر مین اور اسمین خلاف ہی امام شافعی کا عصر وقت ظہر کے پڑھے اور مغرب وقت عشا کے جیسا کہ آگے آویگا ف جیسا کہ روایت ہی صحیحین اور مصنف ابن ابی شیبہ مین عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ نہین دیکھا مینے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ نماز پڑھی ہو مگر وقت پر لیکن عشا اور مغرب کہ جمع کیا تھا اونکو ایک دن مزدلفہ مین اور نماز پڑھی تھی فجر کی اوس روز قبل وقت کے اور بہت حدیثین اس باب مین آئی ہین اسکا بیان آگے آویگا ص جو عورت عصر کے وقت یا عشا کے وقت پاک ہوئی جسمین پاک ہوئی وہی نماز اوسپر لازم آویگی اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اگر عصر کے وقت پاک ہوئی ظہر کی بھی پڑھے اور اگر عشا کے وقت پاک ہوئی مغرب بھی پڑھے اور اگر وقت موافق تکبیر تحریمہ کے باقی رہا تھا کہ لڑکا بالغ ہوا یا کافر مسلمان ہوا وہ نماز اوسپر لازم ہوگی اور قضا اوسکی واجب ہوگی اور امام زفر کے نزدیک واجب نہوگی اور جو عورت کہ اخیر وقت نماز مین حائض ہوئی اوسکو یہ نماز لازم نہ آویگی اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک لازم آویگی ف صبح کی نماز کے وقت مین سوائے سنت فجر کے اور نفل پڑھنا مکروہ ہی کیونکہ روایت کی مسلم نے حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب طلوع ہوتی تھی فجر نہین پڑھتے تھے مگر دو رکعتین خفیف اور ابو داود اور ترمذی کی روایت مین ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین ہی نماز بعد فجر کے مگر دو سجدے واللہ اعلم

ص باب اذان کے بیان مین

اذان سنت ہی پانچون فرض اور نماز جمعے کیواسطے وقت مین اور سوا اوسکے نوافل وغیرہ مین اور قبل وقت کے سنت نہین **ف** تو اب واسطے عید اور کسوف کے اذان نہ دی جاویگی روایت ہی صحیح مسلم مین جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے کہ نماز پڑھی مینے عید کی ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایکبار یا دوبار بغیر اذان اور اقامت کے اور اسی طرح مروی ہی کسوف مین اور جمعے کی اذان مین حدیث سائب بن یزید کی صحیح ہی اور وتر مین اسواسطے اذان نہین کہ وقت اوسکا اور وقت عشا کا ایک ہی ہی تو حاجت علیحدہ اذان دینے کی نہین **ص** تو اگر قبل وقت کے اذان کہے پھیر لوٹا دے وقت مین اور امام شافعی اور ابی یوسف کے نزدیک فجر کیواسطے آدھی رات سے اذان درست ہی **ف** اور ہمارے نزدیک اسواسطے جائز نہین کہ اذان واسطے آگاہی کے ہی اور قبل وقت کے تجہیل ہی اور اونکے نزدیک اسواسطے جائز ہی کہ اہل حرمین کا یہی عمل ہی اور اون سب پر حجت یہ ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے بلال رضی اللہ عنہ کے نہ اذان دو یہانتک کہ ظاہر ہوجاوے فجر اور پھیلایا ہاتھ اپنے کو عرض مین روایت کیا اسکو ابو داود نے بلال رضی اللہ عنہ سے اور ضعیف کیا اوسکو اور بیہقی نے ضعیف کیا اوسکو کہ شداد نے نہین پایا بلال رضی اللہ عنہ کو سو وہ منقطع ہی اور ابن القطان نے کہا کہ شداد مجہول ہی نہین پہچانا جاتا مگر روایت جعفر بن برقان سے اور روایت کی بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ ای بلال نہ اذان دے یہانتک کہ طلوع کرے فجر کہا امام مین کہ باسناد اسکی صحیح ہی اور روایت کی عبد العزیز بن ابی داود نے انھون نے نافع سے انھون نے عبد اللہ بن عمر سے کہ بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی قبل فجر کے سو غصے ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور روایت کی بیہقی نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اونکو کیون کیا تمنے ایسا کہا کہ مین اوٹھا نیند سے سوجانا مینے کہ فجر طلوع ہوئی فرمایا آپنے کہ پکار واب کہ یہ بندہ سوگیا تھا اور روایت کی ابن عبد اللہ نے ابراہیم سے کہا انھون نے جب اذان دیتا تھا مؤذن قبل وقت کے رات کو کہتے تھے اوس سے ڈر اللہ سے اور اعادہ کر اذان کا اور عمل اہل حرمین کا کچھ شریعت مین وقت ورود احادیث صحیحہ کے اوسکے خلاف پر حجت نہین **ص** اور قضا کیواسطے بھی اذان کہنا بعد وقت کے سنت ہی اور مؤذن کو چاہیے کہ وقتونکو خوب پہچانتا ہو تاکہ ثواب موعود کو پونہچے **ف** حدیث مین آیا ہی وَلْيُؤَذِّنْ لَكُمْ خِيَارُكُمْ الخ یعنی اذان دین تم مین سے جو لوگ بہتر ہین اور امامت کرین جو تم مین قاری ہین روایت کیا اسکو ابو داود نے اور اسناد مین اوسکی حسین بن عیسی منکر الحدیث ہی کہا یہ ابو زرعہ اور ابو حاتم نے اور حدیث مین آیا ہی کہ مؤذن لمبی گردن والے ہونگے دن قیامت کے اور بہت سی حدیثین فضیلت مین اذان کی آئی ہین **ص** جب اذان دے تو قبلے کیطرف منہ کرے اور دونون انگلیونکو شہادت کی کانونمین کرے **ف** کیونکہ روایت کی ابو الشیخ نے کتاب الاذان مین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا بلال رضی اللہ عنہ کو کہ کرے دونون انگلیونکو اپنے کانونمین اور کہا کہ یہ بلند کرتا ہی تیری آواز کو اور روایت کی ترمذی نے ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے کہ بلال رضی اللہ عنہ کو اذان مین دیکھا کہ دونون انگلیان اونکے کانونمین تھین اور کہا کہ یہ حسن صحیح ہی **ص** اور ٹھہر ٹھہر کے کہے **ف** کیونکہ روایت کی ترمذی نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واسطے بلال رضی اللہ عنہ کے کہ جب اذان دے تو ٹھہر ٹھہر کے کہہ بیچ اذان اپنی کے اور جب اقامت کہہ تو تو جلدی جلدی کہہ اور توقف کر درمیان اذان اور اقامت کے اوسقدر کہ فارغ ہوجاوے کھانے والا کھانے اور پینے والا پینے سے اور نہ چھوڑنے والا قضاے حاجت سے اور نہ کھڑے ہو نماز کے واسطے جب تک کہ نہ دیکھو مجکو اور یہ حدیث ضعیف ہی اور روایت کی بیہقی نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ وہ ٹھہر ٹھہر کے کہتے تھے اذان کو اور جلدی کہتے تھے اقامت کو اور ذکر کیا دار قطنی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مانند اسکے **ص** اور نہ گاوے اسطرح پر کہ کچھ حرکت یا حرف کو

یعنی خلاف قاعدہ کے ۱۲

بڑھاوے اور فقط اچھی آواز سے کہنا مکروہ نہیں بلکہ اچھا ہے اور ترجیع یعنی پہلے شہادتین کو آہستہ سے کہے پھر پکار کے کہے ایسا نہ کرے ف جیسا کہ عبداللہ بن زید سے روایت کی اور اوسمیں ترجیع نہیں اخراج کیا اسکا دارقطنی اور ابوداود نے کہا ابن خزیمہ نے سنا میں محمد بن یحییٰ ذہلی سے کہ وہ کہتے تھے نہیں ہے بیچ حدیثوں عبداللہ بن زید کے اذان کے باب میں صحیح تر اس سے یہاں تک کہا کہ حدیث ابن اسحٰق کی ثابت صحیح ہے اور کہا ترمذی نے علل کبیر میں سنا میں نے بخاری سے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور حدیث بزار کی علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے غریب ہے معارض ہوا احادیث صحاح کے اور کہا صاحب ہدایہ نے کہ نہیں ہے ترجیع مشہور حدیثوں میں اور روایت کی ابوداود نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ تھی اذان بیچ زمانہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو دو بار اور تکبیر ایک ایک بار آخر حدیث تک اور روایت کیا اسکو ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں کہا ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اسناد اوسکی صحیح ہے اور سعید بیٹے مغیرہ کے ثقہ ہیں توثیق کی اونکی ابن حبان نے اور کہا شیخ تقی الدین بن دقیق العید نے امام ہیں کہا ابن حاتم نے کہ سنا میں نے اپنے باپ سے کہ سعید بن مغیرہ ثقہ ہیں اور وہ جو کہا صاحب ہدایہ نے کہ ترجیع جو ابی محذورہ کی حدیث میں آئی ہے سو وہ تعلیم تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور انھوں نے اوسکو ترجیع جانا غلط ہے کیونکہ ابوداود میں ہے باسناد صحیح ابی محذورہ سے کہا انھوں نے کہا میں نے یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم سکھاؤ مجکو طریقہ اذان کا فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہے تو اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ پہلے تو آہستہ سے کہہ پھر پکار کے کہے تو اوس سے تاویل تعلیم کی جاتی رہی اور صحیح یہی ہے کہ یہ حدیث معارض ہے اوسکو جو روایت کی طبرانی نے اوسط میں یہی حدیث ابی محذورہ کی اور نہیں ذکر کیا اسمیں ترجیع کو اور جب دونوں معارض ہوئیں دونوں ساقط ہوئیں اور باقی رہی حدیث عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کی سالم جمیع علل سے فَثَبَتَ مَذْھَبُنَا بِفَضْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی ص حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ جب کہے تو داہنی طرف منہ پھیرے اور جب حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کہے تو بائیں طرف منہ پھیرے اور اوسی جگہ کھڑا رہے اور اگر جائے کہ اتنے میں آواز نہ پہنچیگی داہنی طرف کے دریچے سے سر نکال کے کہے دوبار حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ اور بائیں طرف کے دریچے سے سر نکال کے دوبار کہے حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ اور فجر میں بعد حی علی الفلاح کے دوبار اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کہے ف کیونکہ روایت کی ابن ماجہ نے سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے انھوں نے بلال رضی اللہ عنہ سے کہ وہ آئے پاس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تاکہ آگاہ کریں اونکو ساتھ نماز فجر کے تو کہا گیا آپ سوتے ہیں سو کہا بلال رضی اللہ عنہ نے اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ دوبار تو مقرر کیا گیا یہ اذان میں اور یہ حدیث منقطع ہے کیونکہ نہیں سنا ابن مسیب نے بلال رضی اللہ عنہ سے اور وہ حجت ہے نزدیک ہمارے وقت ثقہ ہونے راویوں کے علاوہ اسکے مروی ہے حدیث ابی محذورہ میں کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ہو نماز صبح کی کہہ تو اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ روایت کیا اسکو ابوداود اور نسائی نے اور انس سے مروی ہے کہ کہا انھوں نے سنت سے ہے یہ بات کہ جب کہے مؤذن نماز فجر میں حی علی الفلاح کہے الصلوٰۃ خیر من النوم دوبار روایت کیا اسکو دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے اور قول صحابی کا من السنۃ حکم رفع میں ہے اور ہدایہ میں ہے کہ کہا بلال رضی اللہ عنہ نے اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ دوبار جب پایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ آپ سوتے تھے سو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا اچھا ہے یہ کلمہ کر اسکو بیچ اذان اپنی کے روایت کیا اسکو طبرانی نے معجم کبیر میں باسناد صحیح ص اقامت یعنی تکبیر بھی مثل اذان کے کہے

مگر اوسمین کلمے جلدی جلدی کہے اور بعد حی علی الفلاح کے دوبار قد قامت الصلوٰۃ کہے ف روایت کی ابوداود رحمۃ اللہ علیہ نے ابی لیلی سے انھون نے معاذ رضی اللہ عنہ سے حدیث طویل اور آخر اوسکا یہ ہی کہ بعد اذان کے ٹھہر کے پھر کھڑا ہوا فرشتہ سو کہا مثل اذان کے مگر یہ کہ بعد حی علی الفلاح کے دوبار قد قامت الصلوٰۃ زیادہ کیا اور ابو لیلی رحمۃ اللہ علیہ نے معاذ رضی اللہ عنہ کو نہین پایا لیکن وہ ہمارے نزدیک حجت ہی اور ابن ابی شیبہ نے روایت کی عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے کہ دیکھا مینے خواب مین ایک شخص کو آخر حدیث تک سو اذان دی اوس نے دو دوبار اور اقامت بھی دو دوبار اور ایسا ہی مروی ہی سنن ترمذی وغیرہ مین اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اقامت ایک ایک بار ہی بدلیل اسکے جو روایت کی بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا بلال رضی اللہ عنہ کو کہ دو دو بار کہے اذان کو اور ایک ایک بار اقامت کو اور کہا ابو الفرج ابن جوزی نے کہ تھی اذان جو دو دوبار اور اقامت بھی ایسی تھی جب تک بنی امیہ تو کر دیا اقامت کو ایک ایک بار ص اور اذان اور اقامت مین باتین نکرے اور بعد اذان کے پھر پکارنا متاخرین کے نزدیک اچھا ہی اور اوسکو تثویب کہتے ہین ف اور ہدایے مین ہی کہ تثویب نماز فجر مین اچھی ہی اور باقی سب نمازون مین مکروہ ہی اور لکھا ہی کہ یہ تثویب نکال لیا اوسکو علما کی کوفہ نے بعد عہد صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے بسبب بدل جانے احوال آدمیون کے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ایک مسجد مین تشریف لیگئے اور سنا ایک مؤذن کو کہ تثویب کہی اوس نے تو کہا انھون نے واسطے ساتھی اپنے کے نکل ساتھ ہمارے اس بدعتی کے پاس سے روایت کیا اسکو ابوداود نے اور ترمذی نے بغیر اسناد کے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اسکا انکار مروی ہی اور کہا امام ابی یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے نہین دیکھتا ہون مین مرج یہ کہ کہے مؤذن واسطے امیر کے بیچ اذان سب نمازون کے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا الْاَمِيْرُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَبَرَكَاتُهٗ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ اَلصَّلٰوةُ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اوسکو مستبعد جانا کیونکہ آدمی سب برابر ہین حکم جماعت مین اور امام ابی یوسف نے اسواسطے ان لوگونکو خاص کیا کہ وہ زیادہ مشغول رہتے ہین مسلمانون کے امور مین بہ نسبت اور لوگون کے اور اسی حکم مین ہین قاضی اور مفتی ص اذان اور اقامت مین بیٹھے مگر مغرب مین اور جو نماز قضا ہو گئی ہو اوسکو فائتہ کہتے ہین تو ایک فائتہ کے واسطے بھی اذان اور اقامت کہے اور جب بہت سی فائتہ ہون پہلی فائتہ کے واسطے اذان اور اقامت کہے ف کیونکہ روایت ہی ابی قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیچ قصہ تعریس کے پھر اذان دی بلال رضی اللہ عنہ نے ساتھ نماز کے سو نماز پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتین پھر نماز پڑھی صبح کی سو کیا جیسا کرتے تھے اور اخراج کیا اسکا مسلم نے اور روایت ہی ابی داود وغیرہ مین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا بلال رضی اللہ عنہ کو ساتھ اذان کے اور اقامت کے جسوقت کہ سو گئے تھے نماز صبح سے اور پڑھا تھا اوسکو بعد نکلنے آفتاب کے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ اور عمرو بن امیہ ضمیری اور عمران بن حصین اور ذی مخمر حبشی صحابی رضی اللہ عنہم سے اور روایت کیا اوسکو مالک نے موطا مین ابن مسیب سے مرسلاً اور ذکر کیا اوسمین اذان کو اور مرسلات ابن مسیب کے بمنزلہ مرفوعات کے ہین اور صحیح مسلم مین جو ہی کہ حکم کیا بلال رضی اللہ عنہ کو سو قائم کی اوس نے نماز اور نماز پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ اونکے صبح کی منافی اذان کے نہین اور ابو یوسف نے روایت کی باسناد سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جسوقت کہ مشغول رکھا اونکو کفار نے قضا کی نمازون کی ساتھ اذان اور اقامت کے یعنی چار نمازون کے واسطے ص اور باقی فائتہ کیواسطے اختیار ہی چاہے ہر ایک مین اذان اور اقامت کہے یا فقط اقتصار اقامت پر کرے اور بے وضو کو اذان کہنا درست ہی ف اسوجہ سے کہ اذان ذکر ہی نماز نہین تاکہ اوسکے واسطے طہارت شرط ہووے ص اور تکبیر مکروہ ہی اور اگر کہے تو اعادہ نہوگا دونون مین اور اذان جنب کی مکروہ ہی اور ایسے ہی اقامت اوسکی تو اگر جنب نے اذان کہی پھر اعادہ کیا جاویگا اور اگر اقامت

ف حدیث قد قامت الصلوٰۃ کے راوی ہونے مین کلام ہی

ع کراہت اذان کی جنب سے

ف اذان مین ترجیع نہین

ف تثویب کا بیان

ف فائتہ کے واسطے اذان اور اقامت

کہی تو اقامت کا اعادہ نہوگا ف کیونکہ تکرار اذان کی مشروع ہی اور تکرار اقامت کی نامشروع اور اگر اذان کا بھی اعادہ نکرے تو نماز جائز ہی کیونکہ اذان اور اقامت سنت ہین فقط ص اور اذان عورت اور مست اور مجنون کی مکروہ ہی اور اعادہ اوسکا مستحب ہی اور اگر مسافر یا کوئی شخص جو مسجد مین جماعت سے نماز پڑھتا ہی اذان اور اقامت کو ترک کرے تو مکروہ ہی لیکن اگر مسافر اقامت کو فقط کہے تو جائز ہی ف کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے بیٹون ابی ملیکہ کے جب آیا وقت نماز کا اذان دو تم دونون اور اقامت کہو اور امامت کرے بڑا تم مین ایسا ہی صحیحین اور ترمذی مین ص اور جو شخص کہ شہر مین گھر مین اپنے نماز پڑھتا ہی اگر اذان اور اقامت دونون کو ترک کرے اور محلے مین اذان و اقامت ہوتی ہی جائز ہی کیونکہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ محلے کی اذان ہمکو کفایت کرتی ہی ف روایت کیا اسکو سبط ابن الجوزی نے ص اور دیہات مین اگر ایسی مسجد ہی کہ اذان و اقامت اوسمین ہوتی ہی تو ہوسکا حکم شہر کا سا ہی اور اگر اوسمین ایسی مسجد نہین تو جو شخص اپنے گھر مین نماز پڑھتا ہی اگر اذان و اقامت دونون ترک کرے تو مکروہ ہی اور فقط اذان کا ترک کرنا جائز ہی اور جب تکبیر کہنے والا حی علی الصلوٰۃ کے امام نماز کیواسطے کھڑا ہووے اور حی علی الصلوٰۃ قامت الصلوٰۃ کہے نماز شروع کرے

باب نماز کی شرطون کے بیان مین

وہ شرطین پاکی بدن کی ہی نجاست حقیقی اور حکمی سے اور پاکی کپڑے کی اور جاہی نماز کی ف کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ یعنی کپڑون کو اپنے پاک کرو اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا یعنی اگر جنب ہو تم سو پاک کرو ص اور چھپانا عورت کا ف کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ لو تم زینت اپنی کو نزدیک ہر نماز کے یعنی وہ کہ چھپاوے عورت اپنی کو اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہین ہی نماز حائض کی مگر ساتھ چادر کے روایت کی یہ ابوداود اور ترمذی نے اور حسن کہا اوسکو اور حاکم نے اور صحیح کیا اوسکو اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح ص پانچوین قبلے کیطرف منہ کرنا چھٹے نیت کرنا ف دلیل اول کی یہ ہی فرمایا خدای تعالیٰ نے فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ یعنی پھیرو منہ اپنے کو طرف اوسکے یعنی قبلے کے اور دوسرے کی دلیل قول ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ یعنی ثواب عملون کا ساتھ نیت کے ہی اور صلوٰۃ خود موضوع ہی حصول ثواب کیواسطے بخلاف وضو کے کہ وہ شرط ہی ایک امر موجب ثواب کی ص عورت مرد کی ناف کے نیچے سے گھٹنون کے نیچے تک ہی ف روایت کی دارقطنی نے عطاء ابن یسار سے انھون نے ایوب رضی اللہ عنہ سے کہا انھون نے سنا مینے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ عورت اوپر گھٹنون کے ہی اور اسناد مین اوسکی سوار بن داود ضعیف کیا اوسکو عقیلی نے لیکن توثیق کی اونکی ابن معین نے اور روایت ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً کہ زانو عورت سے ہی اور اسناد مین اوسکی عقبہ ابن علقمہ ضعیف کیا اونکو ابوحاتم اور دارقطنی نے اور روایت ہی عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ناف کے نیچے سے گھٹنے تک ستر ہی روایت کیا اسکو دارقطنی نے اور ان حدیثون سے معلوم ہوا کہ ناف ستر مین داخل نہین بخلاف امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اور گھٹنا ستر مین ہی بخلاف شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اور ران ستر مین ہی مگر امام مالک کے نزدیک اور دلیل ہماری یہ ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلْفَخِذُ عَوْرَةٌ یعنی ران عورت ہی اور ستر ہی وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِالصَّوَابِ ص اور لونڈی کی بھی یہی عورت ہی مگر پیٹ اور پیٹھ بھی اوسکی عورت ہی اور عورت آزاد کی عورت تمام بدن ہی مگر منہ اور دونون ہتھیلیان اور دونون قدم عورت مین داخل نہین ف کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا اَلْمَرْأَةُ عَوْرَةٌ مَسْتُورَةٌ یعنی عورت عورت چھپی ہوئی ہی

اور یہ حدیث ہدایہ میں مذکور ہے کما شیخ ابن الہمام نے روایت کی ترمذی نے کتاب الرضاع میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت عورت ہے آخر حدیث تک اور لفظ مستورہ کا اوسمیں نہیں ہے کہا ترمذی نے ھٰذا حدیث حسن غریب یہ حدیث حسن غریب ہے اور روایت کی ابو داود رحمۃ اللہ علیہ نے مرسلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ عورت بالغہ نہیں چاہیے کہ دیکھا جاوے اوس سے مگر منہ اوسکا اور ہاتھ اوسکے بند دست تک اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قدم عورت کا عورت ہے اور صحیح یہ ہے کہ عورت نہیں ہے کذا فی الہدایۃ **ص** جو عضو کہ عورت میں داخل ہے اوسکی چوتھائی اگر کھل جاوے نماز جائز نہیں ہوتی جیسے چوتھائی پیٹ یا پنڈلی عورت کی یا ران یا دبر یا ذکر یا فوطے کے یا بال عورت کے اور سر الگ عضو ہے اور بال الگ ایک عضو ہے یعنی بال اوترنے والے جو سر سے ہیں اور ذکر الگ عضو ہے اور فوطے الگ عضو ہیں اور جو شخص کہ پاک کپڑا نہیں رکھتا اور نجاست کا زائل کرنے والا اوسکے پاس جو دو نہیں ناپاک کپڑے سے نماز پڑھ لیوے اور پھر اوسکا اعادہ نکرے اور اگر اوس نے ننگے نماز پڑھی اور چوتھائی کپڑا اوسکا پاک ہے درست نہیں ہوئی اور اگر چوتھائی سے کم پاک ہے افضل یہ ہے کہ اوسی کپڑے سے پڑھے اور جو شخص ننگا ہووے نماز اوسکی بیٹھ کے اشارے سے پڑھنا افضل ہے **ف** روایت ہے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ کہا انھوں نے ننگا نماز پڑھے بیٹھکے اشارے سے اور ایسا ہی مروی ہے عطا اور عکرمہ اور قتادہ رضی اللہ عنہم سے اور روایت ہے انس رضی اللہ عنہ سے کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوار ہوے کشتی میں سو ٹوٹ گئی کشتی سو نکلے دریا سے ننگے تو نماز پڑھی انھوں نے بیٹھ کے کما سبط ابن الجوزی نے روایت کیا اوسکو حلال نے اور نہیں پایا مترجم نے اس حدیث کو کسی کتاب میں حدیث کی **ص** اور اگر کھڑے ہوکے پڑھیگا تو بھی درست ہے اور اگر قبلے کیطرف منہ کرنے میں کچھ خوف ہے جس طرف منہ کریگا نماز درست ہوجاویگی اور اگر قبلہ اوسے معلوم نہیں اور کوئی ایسا نہیں جس سے پوچھے سوچ کے پڑھ لیوے تو اگر بعد نماز کے معلوم ہووے کہ اس طرف قبلہ تھا نماز کو پھر نہ پڑھے اور اگر نماز کے اندر قبلہ اوسکو معلوم ہوگیا یا رای اوسکی بدل گئی نماز ہی میں پھر جاوے اور نماز کو تمام کرے **ف** اسواسطے کہ مسجد قبا کے لوگوں کو نماز میں خبر قبلہ بدلنے کی پونہچی اور وہ عین نماز میں اوس طرف کو پھر گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو اچھا جانا **ص** اگر اندھیری رات میں ایک قوم نے نماز پڑھی اور ہر ایک نے اپنے سوچ کے موافق قبلے کیطرف منہ کیا اور امام کا حال کوئی نہیں جانتا کہ اوسکا منہ کدھر ہے لیکن یہ جانتے ہیں کہ امام اونکے پیچھے نہیں اونکی نماز جائز ہوگی تو اگر کسی نے جانا کہ امام کا منہ اسطرف ہے اور پیچھے اپنا منہ اور طرف کیا یا اوس نے جانا کہ امام اوسکے پیچھے ہے اور پھر وہیں کھڑا رہا تو نماز اوسکی جائز نہوگی **ف** روایت ہے عامر بن ربیعہ سے کہ تھے ہم سفر میں ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اندھیری رات میں سو ہمنے نجانا کہ کس طرف قبلہ ہے تو ہر شخص نے ہم میں سے نماز پڑھی جدھر اوسکی عقل میں آیا تو جب صبح ہوئی سو ہمنے بیان کیا اوسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تب یہ آیت نازل ہوئی فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ یعنی جدھر تم منہ کرو اوسی جانب کو منہ اللہ کا ہے اور ضعیف کیا اوسکو ترمذی رحمۃ نے اور بہت لوگوں نے اور روایت ہے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ تھے ہم سفر میں سوابر تھا نہایت تو سوچا ہمنے قبلے کو تب نماز پڑھی ہر شخص نے ہم میں سے علیحدہ اور ہر شخص ہم میں سے خط کر لیتا تھا اپنے آگے جب صبح ہوئی تو ہمنے نماز پڑھی تھی غیر قبلے کیطرف سو فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق کہ جائز ہوئی نماز تمھاری ضعیف کیا اسکو دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے اور روایت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ یکایک لوگ پڑھ رہے تھے نماز صبح کی کہ ایک شخص نے خبر دی کہ رات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن نازل ہوا اور حکم ہوا کہ منہ کریں طرف کعبے کے اور منہ تھا اونکا شام کی طرف تو منہ پھیر لیا اونھوں نے طرف کعبہ شریف کے روایت کیا اوسکو بخاری

رحمۃ اللہ علیہ نے اور مسلم نے **ص** نماز فرض مین فرض کا معین کرنا نیت مین شرط ہے نہ عدد رکعات کا اور زبان سے کہنا اور دل مین نیت کرنا افضل ہے اور نوافل اور سنت تراویح مین مطلق نیت کافی ہے اور مقتدی کو نیت اپنی نماز کی اور امام کے اقتدا کی کرنا چاہیے یعنی شرط ہے ۱۲

باب نماز کی صفت کے بیان مین

فرض نماز کے اندر ابتدا مین پہلے اللہ اکبر کہنا یا جو کلمہ قائم مقام اوسکے ہو نماز کے شروع مین **ف** کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ اور رب اپنے کی تو تکبیر کر اور حدیث مین آیا ہے مِفْتَاحُ الصَّلٰوةِ الطُّهُوْرُ وَتَحْرِيْمُهَا التَّكْبِيْرُ وَتَحْلِيْلُهَا التَّسْلِيْمُ یعنی کلید نماز کی طہارت ہے اور تحریم اوسکی تکبیر ہے یعنی جب تکبیر کہے تو جو افعال منافی صلوۃ مین وہ سب حرام ہو گئے اور اسی سبب سے اوسکو تحریمہ کہتے ہین اور تحلیل اوسکی تسلیم ہے یعنی جو چیزین حرام ہو گئی تھین وہ اب سب سلام سے حلال ہو جاوینگی روایت کیا اوسکو ترمذی نے اور ابی داود نے اور حسن کہا اوسکو نووی **ص** اور اوسکو تکبیر تحریمہ کہتے ہین اور ہاتھ اوٹھانا اور سنت ہے اور کھڑا ہونا یعنی قیام کرنا **ف** کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ۝ یعنی کھڑے ہو واسطے اللہ کے ساکت اور چپ یا خشوع و خضوع سے **ص** تیسرے قراءت یعنی پڑھنا قرآن کا **ف** کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ یعنی پڑھو تم جو آسان ہو قرآن سے **ص** چوتھے رکوع یا پانچوین سجدہ ماتھے اور ناک سے اور بغیر عذر فقط ناک سے بھی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جائز ہے لیکن صاحبین رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک درست نہین اور اسی پر فتویٰ ہے **ف** کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اِرْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا رکوع کرو اور سجدہ کرو **ص** چھٹے اخیر کا قعود یعنی بیٹھنا آخر نماز مین بقدر تشہد یعنی التحیات پڑھنے کے **ف** کیونکہ روایت مین ابوداود کی ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے جب سکھلایا ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تشہد کہ جب کہا تو نے یہ اور ادا کیا تو نے یہ سو تو ادا کر چکا نماز کو اپنی اگر چاہے تو کھڑا ہو تو کھڑا ہو اور اگر چاہے بیٹھ رہے تو بیٹھ رہ اور روایت دار قطنی مین ہے اِذَا فَعَلْتَ هٰذَا فَقَدْ تَمَّتْ صَلَاتُكَ اور بعضون نے کہا ہے کہ یہ جملہ حدیث مین داخل نہین بلکہ کلام ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا ہے اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اِتَّفَقَ الْحُفَّاظُ عَلٰى اَنَّهَا مُدْرَجَةٌ یعنی اتفاق کیا حفاظ نے اس بات پر کہ یہ جملہ مدرج ہے یعنی حدیث مین داخل نہین اور کہا شیخ ابن الہمام نے اوسکے جواب مین وَالْحَقُّ اَنَّ غَايَةَ الْاَمْرِ هُنَا اَنْ تَصِيْرَ مَوْقُوْفَةً وَالْمَوْقُوْفُ فِيْ مِثْلِهٖ حُكْمُ الرَّفْعِ یعنی حق یہ ہے کہ غایت امر اس جا یہ ہے کہ یہ حدیث موقوف ہو گئی اور موقوف اوسکے مثل حکم رفع مین ہے وَاللّٰهُ اَعْلَمُ پھر اختلاف ہے قعود کے اندازے مین لیکن صحیح یہ ہے کہ بمقدار تشہد کے یعنی عبدہ و رسولہ تک اور اسی کو اختیار کیا ہے کافی مین اور فتح القدیر مین **ص** ساتوین اپنے کسی کام سے نماز سے باہر آنا اور واجبات نماز کے گیارہ ہین پہلے فاتحہ کا پڑھنا دوسرے سورت ملانا تیسرے رعایت ترتیب کی اون کا جو نماز مین مکرر آتے ہین تو تکبیر تحریمہ اور قاعدہ اخیرہ مین رعایت ترتیب کی فرض ہے چوتھے قاعدہ اولیٰ یعنی جو بعد دو رکعتون کے چار رکعتی نماز مین بیٹھتے ہین پانچوین تشہد دونون قعدون مین اور ذخیرے مین لکھا ہے کہ پہلا قعدہ سنت ہے اور اخیر کا قعدہ واجب ہے اور ہدایہ مین لکھا ہے کہ تشہد کا پڑھنا پہلے قعدے مین سنت ہے اور دوسرے قعدے مین واجب ہے لیکن صاحب وقایہ کا مذہب یہی ہے کہ دونون قعدون مین تشہد پڑھنا واجب ہے چھٹے لفظ سلام کا کہنا اور امام شافعی رح کے نزدیک یہ فرض ہے **ف** اور دلیل دونون مذہب کی اوپر گذری امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل قول ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وَتَحْلِيْلُهَا التَّسْلِيْمُ

یعنی تحلیل نماز کی تسلیم ہے اور ہماری دلیل حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی ہے جو اوپر گذر چکی ص ساتوین وتر مین دعاے قنوت پڑھنا آٹھوین دونون عیدونکی تکبیرین کہنا نوین قرات کا متعین کرنا پہلی دو رکعتون مین دسوین ٹھہر ٹھہر کے ارکان ادا کرنا اور اسکو تعدیل ارکان کہتے ہین اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ فرض ہے اور وہ ٹھہرنا رکوع اور سجدے مین ہے بقدر ایک تسبیح کے اور اسیطرح ٹھہرنا درمیان رکوع اور سجدے اور دونون سجدون کے بیچ مین گیارھوین پکار کے پڑھنا یعنی جہر کرنا جسمین پکار کے پڑھا جاتا ہے اور سر یعنی آہستہ سے پڑھنا جس مین آہستہ پڑھا جاتا ہے اور سوا ان واجبات کے فرائض کے سب چیزین نماز مین سنت ہین یا مستحب اور جب نماز مین شروع کرے دونون ہاتھ اوٹھاوے دونون کانونکی لو تک انگوٹھے سے کان کی لو چھوے اور پھر تکبیر کہے یعنی اللہ اکبر

ف اور سنت ہے یعنی ہاتھونکا اوٹھانا کیونکہ مواظبت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسپر اور اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ تکبیر بعد رفع یدین کے ہے وَهُوَ الصَّحِيحُ وَالْمُفْتَى بِهِ اور اسی کی مؤید ہے وہ جو روایت کی نسائی نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوٹھاتے تھے ہاتھ کانون تک پھر تکبیر کہتے تھے اور لفظ ثم کا اس حدیث مین دلالت کرتا ہے اوپر تراخی کے بنا بر قواعد نحو کے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ہاتھونکو کاندھون تک اوٹھاوے بدلیل اسکے جو روایت کی بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے کہ مین خوب جانتا ہون نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا مینے اونکو جب تکبیر کہتے تھے اوٹھاتے تھے ہاتھ کاندھون تک اور جب رکوع کرتے تھے رکھتے تھے دونون ہاتھ اپنے گھٹنون پر پھر پیٹھ کو جھکاتے تھے اور جب اوٹھاتے تھے سر اپنا خوب سیدھے ہو جاتے تھے یہانتک کہ ہر ہڈی اپنی جگہ پر آجاتی تھی پھر جب سجدہ کرتے تھے رکھتے تھے ہاتھونکو نہ پھیلا کر اور نہ کھینچ کے اور پیر کی انگلیون کا رخ قبلے کی طرف تھا اور جب بیٹھتے دو رکعتون کے بعد بیٹھتے بائین پیر پر اور کھڑا کرتے سیدھے پیر کو اور جب بیٹھتے اخیر رکعت مین آگے کیا بائین پیر کو اور کھڑا کیا دوسرے کو اور بیٹھتے اور ضعیف کیا اوسکو طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اسطرح پر کہ یہ حدیث مروی ہوئی محمد سے دوسرے طریق پر اور محمد اور ابو حمید مین واسطہ ایک شخص کا ہے اور نام اوسکا مذکور نہین اور اس روایت مین بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی واسطہ مذکور نہین اور یہ سبل مجہول ہے اور یہی راجح ہے کیونکہ سن محمد کا نہین احتمال رکھتا ہے اسقدر اور نہین ثابت کرتا ہے کوئی سماع محمد کا مگر عبد الحمید اور وہ ضعیف ہے اور ایک روایت مین ہے کہ محمد بن عمر حاضر ہوا ابو حمید اور ابو قتادہ پاس حال آنکہ وفات کی ابو قتادہ نے قبل اسکے قتل کیے گئے تھے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اور نماز پڑھی اوسپر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اور یہ مشہور نہین اور نہین ہے متصل یہ حدیث یہ کلام طحاوی کا ہے اور عبد الحمید وہ جعفر بیٹا حکم انصاری کا ضعیف کیا اوسکو یحیی القطان اور ثوری نے اور توثیق کی اوسکی یحیی بن معین وغیرہ نے اور محمد کا سماع ساتھ ابی حمید اور ابی قتادہ کے ثابت کیا اوسکو حافظ عبد الغنی نے اور اگر بالفرض صحت کو بھی یہ حدیث پونہچی تو معارض ہے اوسکی جو مروی ہے صحیحین مین مالک بن الحویرث سے کہا کہ تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب تکبیر کہتے اوٹھاتے اپنے دونون ہاتھونکو یہانتک کہ برابر کرتے اونکو دونون کانون کے اور ایسی ہی روایت ہے وائل سے صحیح مسلم مین تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوٹھاتے تھے دونون ہاتھونکو کانون تک اور روایت کی انس رضی اللہ عنہ سے مثل اسکے طحاوی نے اور اسناد مین اسکی مؤمل بن اسمعیل ہے اور یزید بن ابی زیاد اور ضعیف کیا گیا مؤمل کہ جاتی رہین کتابین اوسکی سو بیان کرنے لگے حدیثین حفظ اور یاد سے تب بہت ہوئین خطائین اونکی اور یزید ضعیف کیا اوسکو علی اور یحیی اور ابن المبارک اور ابو حاتم رازی نے اور بخاری اور نسائی نے اور کہا ابن حبان نے کہ تھا سچا مگر یہ کہ جب بڑا ہوا تو بگڑ گیا حفظ اوسکا اور واقع ہوئین منکر حدیثین اوسکی تو جس سے اوس نے قبل تغیر کے سنا تو سننا اوسکا صحیح ہے اور روایت کی انس رضی اللہ عنہ سے

ف بعضی جگہ اوٹھانا رفع یدین کو بھی شامل ہے تحقیق تمام ہوئی نماز بتوفیق ۱۲

مؤمل بن اسمعیل

یزید بن ابی زیاد

بیہقی نے مثل حدیث مالک بن الحویرث کے کہا ابو الفرج نے اسناد اوسکی صحیح ہی اور ایک طرح سے معارضہ باقی نہین رہا کہ جس حدیث مین ہی کہ حضرت ہاتھ اوٹھاتے تھے کاندھون تک مراد یہ ہی کہ ہاتھ کاندھون تک اور انگوٹھے لونکے کان کی ایسی ہی تاویل کی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے واللہ اعلم ص اور اونگلیونکو نہ بہت ملاوے اور نہ بہت کشادہ رکھے بلکہ اپنے حال پر چھوڑ دے اور عورت دونون مونڈھون تک اوٹھاوے اور اللہ اکبر ساتھ مدالف اللہ کے اور اللہ اکبار ساتھ ملانے الف کے درمیان نہ اورے کے نہ کہے اور اگر بجاے تکبیر کے اللہ اجل یا اللہ اعظم یا الرحمن اکبر یا لا الہ الا اللہ کہے درست ہوجاویگا اور فارسی یا ہندی یا اور کسی بان مین اگر تکبیر کہے مثلاً یہ کہے اللہ بزرگتر ست یا اللہ بزرگ ہی قرأت فارسی مین یا اور کسی زبان مین عذر سے پڑھے یا جانور ذبح کرنے کے وقت فارسی وغیرہ مین بسم اللہ کہے تو درست ہو اور اگر دعا کے الفاظ کہے جیسے اللھم اغفرلی ای خدا بخشدے مجکو تو درست نہین ف اور طعن اس باب مین بیجا ہی جواب اوسکا نور الانوار وغیرہ کتب اصول مین مذکور ہی ص اور داہنا ہاتھ بائین پر رکھے ناف کے نیچے اور قنوت اور نماز جنازے مین بھی ہاتھ باندھے اور بعد رکوع کے جب کھڑا ہو اور عیدین کی تکبیرون مین چھوڑے اور ہاتھ نہ باندھے ف اور امام مالک کے نزدیک سب نمازون مین چھوڑدے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سینے پر باندھے جیسے ہمارے مذہب مین عورت سینے پر باندھتی ہی دلیل امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی وہ ہی جو امام المحدثین ابو بکر بن خزیمہ نے اپنی مسند مین روایت کی ساتھ سند صحیح کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھے دونون ہاتھ اوپر سینے کے اور روایت کی احمد نے قبیصہ بن ہلب سے اوسنے اپنے باپ سے کہ دیکھا مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ رکھتے تھے ہاتھون اپنے کو سینے پر اور فقط ہاتھ باندھنے مین حدیثین چند صحیح بخاری مین مروی ہین جنسے حجت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ پر قائم ہوتی ہی اور کہا شیخ ابن الہمام نے ذیل قول صاحب ہدایہ مین کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنت سے ہی یہ بات یعنی رکھنا داہنے ہاتھ کا اوپر بائین کے نیچے ناف کے کہ یہ حدیث مرفوعاً نہین معلوم ہوئی ہان حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہی کہ سنت سے ہی رکھنا ایک کف کا اوپر دوسرے کف کے نیچے ناف کے روایت کیا اسکو ابو داود نے اور احمد اور دار قطنی اور بزار اور بیہقی نے اور اسناد مین اوسکی عبد الرحمن بن اسحق کوفی ضعیف ہین ضعیف کیا اونکو احمد وغیرہ نے اور اس ضعف سے ضعف حدیث کا لازم نہین آتا کیونکہ ابو حنیفہ مقدم ہین اوسپر اور کہا بعض جہلا نے کہ نہین ہی کوئی حدیث مرفوع صحیح اس باب مین واسطے حنفیہ کے اور یہ بات غلط ہی کیونکہ روایت کی ابن ابی شیبہ نے مصنف مین حدثنا وکیع عن موسی بن عمیر عن علقمۃ بن وائل بن حجر عن ابیہ رضی اللہ عنہ قال رایت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وضع یمینہ علی شمالہ تحت السرۃ یعنی روایت ہی وائل بن حجر سے کہ دیکھا مینے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ رکھتے تھے ہاتھ داہنا اپنا اوپر بائین کے نیچے ناف کے کہا بعض علما نے وھذا حدیث صحیح من حیث السند لان فیہ رجالا کلھم سوی الصحابی ثقات یعنی یہ حدیث صحیح ہی واسطے کہ جتنے راوی ہین اوسمین صحابی کو چھوڑ کر سب ثقہ ہین اور صحابی کو چھوڑ کر اسواسطے کہا کہ صحابی تو سب ثقہ ہین کسی مین احتمال کذب کا نہین لیکن ثقہ ہونا وکیع کا تو کہا حافظ ابن حجر نے تذہیب التہذیب مین کہ وکیع بیٹا جراح بیٹا ملیح رواسی کا کنیت اونکی ابو سفیان ہی روایت کی اونھون نے اپنے باپ سے اور اسمعیل ابن ابی خالد اور ایمن بن نابل اور ابن عون وغیرہم سے اور روایت کی اونسے اونکے بیٹون نے سفیان اور ملیح اور عبید نے اور شیخ زادے سفیان ثوری نے اور ابو بکر بن ابی شیبہ اور عثمان بن ابی شیبہ دونون بھائیون نے اور ابو خیثمہ اور حمیدی نے کہا احمد بن حنبل نے نہین دیکھا مینے حفظ علم کا زیادہ

وکیع سے اور کہا انہوں نے کہ تھے وکیع مطبوع احفظ اور کہا انہوں نے کہ تھے امام مسلمانوں کے اپنے وقت میں اور کہا ابن مہدی نے نہیں دیکھا میں نے
افضل وکیع سے تو کہا گیا کہ کیا ابن المبارک کو فضل تھا کہا کہ ہاں اونکو بھی فضل تھا لیکن نہیں دیکھا میں نے افضل وکیع سے تھے سفیان ثوری
اور حفظ کرتے تھے حدیث کو اور قیام کرتے تھے رات کو اور روزہ رکھتے تھے دن کو اور فتویٰ دیتے تھے قول امام ابوحنیفہ پر اور دوسرے
راوی موسیٰ بن عمیر عنبری تمیمی کوفی کہا یحییٰ بن معین اور ابوحاتم نے اور محمد بن عبداللہ بن نمیر اور خطیب اور عجلی اور دولابی نے کہ وہ ثقہ
ہے اور کہا ابوزرعہ نے لا باس بہ یعنی نہیں حرج ہے ساتھ اوسکے اور نسائی میں اوسکی ایک حدیث ہے صلوٰۃ میں اور میزان میں اور علقمہ تو کہا ذہبی نے
میزان الاعتدال میں کہ علقمہ یہ صدوق ہے اور کہا حافظ ابن حجر نے تقریب میں وکر کیا اوسکو ابن حبان نے ثقات میں اور ذکر کیا اوسکو
ابن سعید نے طبقہ ثالثہ میں اہل کوفہ سے اور کہا کہ کان ثقۃ قلیل الحدیث یعنی تھا ثقہ تھوڑی حدیث والا اور کہا شیخ قاسم قطلوبغا
حنفی نے بیچ تخریج احادیث الاختیار کے بعد نقل کرنے اس حدیث کے مصنف ابن ابی شیبہ سے کہ یہ سند جید ہے وکیع ہے احد الاعلام اور
موسیٰ بن عمیر توثیق کی اوسکی ابوحاتم نے اور روایت کی اوس سے نسائی اور علقمہ نے اخراج کیا اوسنے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے رفع الیدین
میں اور مسلم نے اپنی صحیح میں اور چار دن عالموں نے اور ثقہ کہا اوسکو ابن حبان نے سو یہ شاہد ہے اوس حدیث علی رضی اللہ عنہ کا پس نہیں ہے
وجہ کلام کی اوس شخص کے جس نے کہا کہ نہیں دلیل ہے حنفیہ کی اس مسئلے میں واللہ اعلم ص بعد تحریمہ کے ہاتھ باندھ کے ثنا پڑھے وہ یہ ہے
سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ اور توجیہ یعنی اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ
فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ نہ پڑھے ف اور امام ابی یوسف کے نزدیک پڑھے دلیل اونکی
حدیث علی رضی اللہ عنہ کی ہے طویل کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے یہ آیت اور روایت جابر رضی اللہ عنہ کی کہ تھے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم جب شروع کرتے نماز کو کہتے تھے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا
اِلٰهَ غَيْرُكَ وَوَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ روایت کیا اسکو بیہقی نے اسی طرح پر کہا صاحب ہدایہ نے دلیل
ہماری حدیث انس رضی اللہ عنہ کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب شروع کرتے تھے نماز کو تکبیر کہتے تھے اور فرماتے تھے سُبْحَانَكَ
اللّٰهُمَّ آخر تک اور نہیں زیادہ کرتے تھے اسپر کہا صاحب فتح القدیر نے روایت کی بیہقی نے انس اور عائشہ اور ابوسعید خدری اور
جابر اور عمرو بن سعود رضی اللہ عنہم سے اس مضمون کو مرفوعاً مگر حدیث عمرو بن سعود رضی اللہ عنہ کی وقف کیا اوسکو اور پر عمرو کے اور رفع
کیا ابوسکو دارقطنی نے عمرو رضی اللہ عنہ سے پھر کہا محفوظ ہے یہ کہ یہ قول عمرو رضی اللہ عنہ کا ہے اور صحیح مسلم میں ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جہر کرتے
تھے ساتھ ان کلمات کے انتہی اور روایت کیا اوسکو ابوداؤد اور ترمذی نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور ضعیف کیا ان دونوں نے اوسکو لیکن صحیح کیا
اوسکو محدث فیروزآبادی نے اور روایت کیا اوسکو دارقطنی نے عثمان رضی اللہ عنہ سے اونکے قول سے اور روایت کیا اوسکو سعید بن منصور
نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے قول سے اور سنن ابی داؤد میں ہے ابوسعید کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب اوٹھتے رات کو
تکبیر کہتے پھر فرماتے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ الخ تین بار پھر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تین بار پھر کہتے اَللّٰهُ اَكْبَرُ تین بار اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ
الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ مِنْ هَمْزِهٖ وَنَفْخِهٖ وَنَفْثِهٖ پھر قرأت کرتے تھے اور اخراج کیا اسکا ترمذی نسائی ابن
ماجہ نے کہا ترمذی نے حدیث ابوسعید رضی اللہ عنہ کی مشہور حدیث ہے اس باب میں اور تحقیق کلام کیا گیا اسناد میں اسکی تھے یحییٰ
ابن سعید کلام کرتے تھے علی بن علی رفاعی میں اور کہا اسنے کہ نہیں صحیح ہے یہ حدیث اور توثیق کی علی بن علی کی وکیع اور ابن معین اور ابوزرعہ

ائمہ محدثین نے اور جب ثابت ہوا فعل صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے مانند حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قراءت اسکی تو معلوم ہوا کہ یہی اکثر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تھا اور یہی اخیر تھا اونکے فعل سے اور صحیحین میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک اور حدیث مروی ہی اور دعا ہی ذکر کیا اوسکو شیخ ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ نے اور کہا وَهُوَ اَصَحُّ مِنَ الْكُلِّ لِاَنَّهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَمَعَ ذٰلِكَ لَمْ يَقُلْ بِسُنِّيَّتِهٖ عَيْنًا اَحَدٌ مِّنَ الْاَئِمَّةِ الْاَرْبَعَةِ یعنی یہ صحیح ہی کل روایتوں سے اس واسطے کہ اتفاق کیا اسپر بخاری و مسلم نے اور باوجود اسکے نہیں کہا کسی نے ساتھ سنیت خاص سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ کے تو اگر وہ دعا بھی پڑھے کچھ حرج نہیں اور جائز ہی فقط اور وہ جو روایت ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محمول ہی اوپر نوافل کے ایسا ہی ذکر کیا صاحب ہدایہ نے اور مؤید ہی اسکی جو وہ مروی ہی صحیح ابی عوانہ اور سنن نسائی میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کھڑے ہوتے تھے نماز نفل کو کہتے تھے اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ آخر تک بخلاف سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ کے کہ وہ ثابت ہو فرائض میں ص اور بعد ثنا کے تعوذ یعنی اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ کے واسطے قراءت کے نہ ثنا کے ف کیونکہ فرمایا اللہ جل جلالہ وعم نوالہ نے وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ یعنی جب پڑھے تو قرآن کو تو پناہ لیجا طرف اللہ کے مراد یہ ہی کہ شیطان سے پناہ مانگے کہ وہ حارج نہو قراءت قرآن میں ص اور مقتدی تعوذ نہ پڑھے اور مسبوق پڑھے اس لیے کہ تعوذ تابع قراءت کا ہی نہ تابع ثنا کا سو جو شخص قراءت کرے وہ تعوذ بھی پڑھے اور جو شخص قراءت نکرے تعوذ بھی نہ پڑھے اور تکبیرات عیدین کے بعد تعوذ پڑھے اور بعد اوسکے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کے اور فاتحہ اور سورت کے بیچ میں نہ پڑھے اور ثنا اور تعوذ اور تسمیہ آہستہ کہے اور امام شافعی کے نزدیک تسمیہ کو بلند پڑھے اور یہ سب حدیثیں صحیح وارد ہوئیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفای راشدین قراءت کو (اس لیے کہ وہ جزو فاتحہ ہی اونکے نزدیک) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ سے شروع کرتے تھے ف تو اس سے معلوم ہوا کہ ثنا اور تعوذ اور تسمیہ آہستہ پڑھتے ہونگے اور صاحب ہدایہ نے لکھا ہی قول ابن مسعود کے چار ہیں کہ آہستہ کہے اونکو امام اور ذکر کیا اونمیں تعوذ اور تسمیہ اور آمین کو روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے اور روایت کی ابی وائل سے انہوں نے عبداللہ سے کہ وہ تھے آہستہ کہتے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کو اور صحیح ابن خزیمہ اور ابن حبان اور نسائی میں ہی نعیم مجمر سے کہ نماز پڑھی میں نے پیچھے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے سو پڑھی انہوں نے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پھر پڑھی فاتحہ یہانتک کہ پونہچے وَلَا الضَّآلِّيْنَ تک پھر کہی آمین پھر سلام پھیرے کہا قسم ہی اوس ذات کی جسکے قبضے میں میری جان ہی تحقیق کہ میری نماز مشابہ تر ہی ساتھ نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہا ابن خزیمہ نے نہیں شک ہی اوسکی صحت میں اہل معرفت کے نزدیک اور یہ حدیث مستلزم جہر کو نہیں کیونکہ جائز ہی سننا نعیم کا باوجود آہستہ پڑھنے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے کیونکہ جبتک مبالغہ نکرے اخفا میں تب تک سنائی دیتا ہی خصوصاً پاس والے مقتدی کو اور صحیح ہی عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جہر کرتے تھے بسم اللہ کا کہا حاکم نے صحیح ہی بغیر علت کے اور صحیح کیا اوسکو دارقطنی نے اور کہا ترمذی نے نہیں ہی اسناد اوسکی قوی اور ضعیف کیا اوسکو اکثر محدثین نے اور کہا بعض حفاظ نے نہیں ہی کوئی حدیث صحیح جہر میں مگر اوسکی اسناد میں گفتگو ہی اور اسی سبب سے صاحب مسانید اربعہ اور امام احمد نے احادیث جہریہ کو اخراج نہیں کیا باوجود اشتمال اونکے احادیث ضعیفہ پر کہا امام العلماء رئیس المحدثین شیخ تقی الدین بن تیمیہ نے اور روایت کی ہمنے دارقطنی سے کہ نہیں صحیح ہوئی حضرت سے جہر میں کوئی حدیث اور مروی ہی دارقطنی سے

کہ تصنیف کی اوس نے ایک کتاب مصر مین بیچ جہر بسم اللہ کے اور ارادہ کیا بعض مالکیہ نے کہ جدا کرین اوس سے صحیح ضعیف سے سو کہا کہ نہین صحیح ہوئی جہر مین کوئی حدیث اور کہا سازمی نے کہ احادیث جہر کی اگرچہ بکثرت ماثور ہین لیکن کوئی حدیث خالی ضعف سے نہین اور روایت کی امام طحاوی نے جہر کو قراءت اعراب کی اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نہین جہر کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بسم اللہ کا یہانتک کہ وفات کی اور یہ معارض ہی اوس حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ کے جو جہر مین گذری تو وہ محمول ہی اوپر واقع ہونے اوسکے کے کبھی کبھی اور صحیح موجب عمل ہی اور روایت مسلم کی انس رضی اللہ عنہ سے کہ نماز پڑھی مینے پیچھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر اور عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم اجمعین کے پس نہ سنا مینے کسیکو اونمین سے کہ پڑھتا ہو بسم اللہ الرحمن الرحیم اور اس سے منافی قراءت نہین ہی بلکہ نفی جہر ہی بدلیل دوسری روایت کے کہ نہین جہر کرتے تھے ساتھ بسم اللہ الرحمن الرحیم کے روایت کیا اسکو احمد اور ترمذی نے ساتھ اسناد صحیح کے اور بھی روایت ہی اونھین سے کہ نماز پڑھی مینے پیچھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے پس سب لوگ انصات کرتے تھے بسم اللہ کا روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور ایک لفظ مین ہی کہ سر کرتے تھے ساتھ بسم اللہ کے اور روایت کیا طبرانی نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سر کرتے تھے ساتھ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کے اور ابوبکر اور عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم اور جتنے تابعین تھے اور وہی مذہب ہی سفیان ثوری اور ابن المبارک کا اور کہا ابن عبداللہ اور ابن منذر نے کہ یہی ہی قول ابن مسعود اور ابن الزبیر اور عمار بن یاسر اور عبداللہ بن مغفل اور حاکم اور حسن بن ابی الحسن اور شعبی اور نخعی اور اوزاعی اور عبداللہ بن المبارک اور قتادہ اور عمر بن العزیز اور اعمش اور زہری اور مجاہد اور حماد اور ابی عبید اور احمد بن اسحق کا اور روایت کی امام ابوحنیفہ نے طریق ابن شہاب ابی سفیان سے اوس نے یزید بن عبداللہ بن مغفل سے انھون نے اپنے باپ سے تحقیق کہ انھون نے نماز پڑھی پیچھے امام کے سو جہر کیا اوس نے بسم اللہ کا سو پکارا عبداللہ بن مغفل نے کہ نماز پڑھی مینے پیچھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر اور عمر اور عثمان اور علی رضی اللہ عنہم کے سو کسیکو مینے جہر کرتے نہین سنا اور کہا انھون نے اپنے بیٹے سے ای بُنَیَّ مُحْدَثٌ یعنی جہر کرنا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کا محدث اور بدعت ہی ص اور بعد تسمیے کے فاتحہ اور سورت پڑھے ف اور فاتحہ پڑھنا ہمارے مذہب مین کہ نماز یعنی فرض نہین اور اسیطرح سورت اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک فاتحہ فرض اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دونون فرض ہین دلیل امام مالک کی ہی قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طویل آخر حدیث یہ ہی کہ نہین ہی نماز مگر ساتھ ام کے اور ایک سورت کے کہا شیخ ابن الہمام نے روایت کیا اوسکو ترمذی نے ابوسعید رضی اللہ عنہ سے اور روایت کیا اوسکو ابن ماجہ نے اور اختصار کیا اسپر کہ لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ آخر تک اور سکوت کیا اوس سے ترمذی نے اور وہ ضعیف ہی ساتھ ابوسفیان سعدی طریف بن شہاب کے اور اوسی سے روایت کی ابوحنیفہ نے مسند مین اور نقل کی گئی ابن معین اور نسائی سے تضعیف اوسکی اور تلیین کی اوسکی ابن عدی نے اور کہا کہ روایت کی اوس سے ثقات نے لیکن وہ لاتا ہی متون مین ایسی چیز کہ نہین لاتا کوئی اوسکو سوا اوسکے اور اسانید اوسکی مستقیم ہین اور روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے اور روایت کیا اوسکو طبرانی نے ابی نضرہ سے کہ نہین ہی نماز مگر ساتھ ام القرآن یعنی فاتحہ کے اور ساتھ اوسکے بغیر اور سورت کے اور اسناد مین اوسکی اسمٰعیل بن عیاش ضعیف ہی اور توثیق کی اوسکی ابن معین نے اور حدیث سوید ہی وہ جو روایت ہی معجم اوسط مین طبرانی کی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ حکم کیا مجکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ندا کرون مین مدینے مین کہ نہین ہی نماز مگر ساتھ قرآن کے اگرچہ فاتحہ ہووے اور روایت کیا اوسکو ابوحنیفہ نے اور حارث نے مسند مین اور ابن عدی نے لیکن ابوحنیفہ کے طریق مین ضعف ہی اور طبرانی کی اسناد مین حجاج بن ارطاۃ ضعیف ہی اور دلیل ہماری قول اللہ تعالیٰ کا ہی فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ

ف طریف بن شہاب

ف اسمٰعیل بن عیاش

یعنی پڑھو جو آسان ہو قرآن میں سے اور یہ خبر واحد ہے اور خبر واحد سے زیادتی کلام اللہ پر نہیں جائز ہے مگر واجب العمل ہے تو کہا ہے ساتھ وجوب فاتحہ اور سورت کے اور دلیل امام شافعیؒ کی یہ ہے جو روایت کی بخاری و مسلم نے لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ یعنی نہیں ہے نماز مگر ساتھ فاتحہ الکتاب کے اور تقدیر اوسکی یہ کی ہے کہ نہیں ہے کمال نماز کا مگر فاتحہ الکتاب سے جیسے دوسری حدیث میں فرمایا لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَّا اَمَانَۃَ لَہٗ وَلَا دِیْنَ لِمَنْ لَّا عَہْدَ لَہٗ یعنی نہیں ہے ایمان اوس شخص کا جسکو امانت نہیں اور نہیں دین ہے اوسکا جسکا عہد سالم نہیں تو مراد اس سے نفی ایمان و دین بالکلیہ نہیں ہے بلکہ کمال ایمان اور دین میں یہ چیزیں باعث خلل کی ہیں وَاللّٰہُ اَعْلَمُ فقط **ص** اور بعد وَلَا الضَّآلِّیْنَ کے آہستہ سے آمین کہے اور مقتدی بھی جہری نماز میں آہستہ سے آمین کہے **ف** اور دلیل اوسکی وہ ہے جو اوپر حدیث ابن مسعود کی ذکر کی اور روایت کی احمد اور ابو یعلی اور طبرانی اور دارقطنی اور حاکم نے مستدرک میں شعبہ سے انھوں نے سلمہ بن کہیل سے انھوں نے حجر عنبس سے انھوں نے علقمہ بن وائل سے انھوں نے اپنے باپ سے کہ نماز پڑھی انھوں نے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تو جب پہنچے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْہِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ پر کہی آمین آہستہ سے اور روایت کیا اوسکو ابوداود اور ترمذی و غیرہما نے سفیان سے انھوں نے سلمہ بن کہیل سے انھوں نے حجر بن عنبس سے انھوں نے وائل بن حجر سے اور اوسمیں ہے کہ بلند کیا انھوں نے آواز اپنی کو ساتھ آمین کے تو مخالفت کی اسمیں سفیان نے شعبہ کی کئی طرح پر اول یہ کہ پہلی روایت میں حجر عنبس ہے اور اسمیں حجر بن عنبس اور اسمیں علقمہ مذکور نہیں اور کہا ترمذی نے علل کبیر میں کہ پوچھا میں نے بخاری سے کہ کیا علقمہ نے سنا ہے اپنے باپ سے تو کہا بخاری نے کہ پیدا ہوا علقمہ بعد مرنے اپنے باپ کے چھ مہینے بعد اور یہ انقطاع مسلم نہیں کیونکہ روایت کیا مسلم نے علقمہ کی روایت کو اپنے باپ سے کہا شیخ ابن الہمام نے اور ترجیح دی دارقطنی نے روایت سفیان کو اور بیہقی وغیرہ نے بھی اس حدیث کو شعبہ سے بمضمون رفع روایت کیا ہے اور اسی سبب سے صاحب ہدایہ نے اس حدیث سے عدول کر کے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے قول کیطرف رجوع کیا اور مؤید حدیث ہمارے جو ابن ماجہ میں ہے کہ تھے علیہ السلام جب آمین کہتے تھے گونج جاتی تھی مسجد اور میں کہتا ہوں کہ معارض ہے اس حدیث کی بعینہ وہ جو روایت کی ابن ابی شیبہ نے اسی سناد سے حَدَّثَنَا وَکِیْعٌ ثَنَا سُفْیَانُ عَنْ سَلَمَۃَ بْنِ کُہَیْلٍ عَنْ حُجْرِ بْنِ عَنْبَسٍ عَنْ وَّائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَرَأَ وَلَا الضَّآلِّیْنَ فَقَالَ اٰمِیْنَ وَخَفَضَ بِہَا صَوْتَہٗ یعنی کہی آمین اور آہستہ کہی اور یہ بعینہ وہی اسناد ہے جس میں رفع صوت بآمین مذکور ہے تو دو حدیثیں مخالف ہوئیں اوس ایک حدیث کی تو صحیح یہی ہوگا کہ آہستہ سے آمین کہے **ص** بعد اوسکے تکبیر کہے اور رکوع کرے جھک کے اور دونوں ہاتھ رکوع میں دونوں زانو پر رکھے اور انگلیوں کو کشادہ رکھے **ف** کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے انس رضی اللہ عنہ کے بیچ حدیث طویل کے اور آخر اوسکا یہ ہے کہ اے بیٹے میرے جب تو رکوع کرے سو رکھ ہتھیلیوں اپنے کو اوپر دونوں زانو اپنے کے اور کشادہ رکھ انگلیوں کو اور اوٹھائے رکھ دونوں ہاتھ کو دونوں پہلو سے روایت کیا اسکو طبرانی نے معجم اوسط میں اور تطبیق یدین کی منسوخ ہے اور وہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کو ملا کے دونوں ران میں رکھے بدلیل اسکے جو مروی ہے صحیحین میں مصعب بن سعد بن ابی وقاص سے کہا کہ نماز پڑھی میں نے اپنے باپ کے ساتھ تو تطبیق کی میں نے سو کہا میرے باپ نے کہ نکرا سکو پہلے ہم کرتے تھے ایسا پھر منع کیے گئے اور حکم ہوا کہ رکھیں دونوں ہاتھوں کو اوپر زانوؤں کے **ص** اور پیٹھ کو برابر کرے اور سر کو بھی پیٹھ کے برابر رکھے **ف** کیونکہ روایت کی ابن ماجہ نے وابصہ بن معبد سے کہا کہ دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ

نماز پڑھتے تھے سو جب رکوع کرتے تھے برابر رکھتے تھے پیٹھ کو یہانتک کہ اگر ڈالا جاتا اوپر پانی البتہ ٹھہر جاتا اور روایت کی ابو العباس محمد بن اسحٰق سراج نے اپنی مسند میں براسے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رکوع کرتے پھیلاتے پیٹھ اپنی کو اور جب سجدہ کرتے منہ کرتے اونکلیوں کا طرف قبلے کے اور روایت کی طبرانی نے ابن عباس رضؓ سے اور ابی بردۂ اسلمی رضی اللہ عنہ سے مثل حدیث وائل کے اور سر کو بھی پیٹھ کے برابر کرے بدلیل اسکے جو روایت کی ترمذی نے حدیث ابی حمید سے کہ نہ جھکائے سر اپنے کو اور نہ اوٹھاوے اوسکو اور ایسا ہی روایت کیا اوسکو ابن حبان نے اور اخراج کیا مسلم نے حدیث طویل میں عائشہ رضؓ سے کہ تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب رکوع کرتے تھے سر اوٹھاتے تھے اور نہ جھکاتے تھے **ص** اور تین مرتبہ یا زیادہ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ کہے اور اسے کم نکرے **ف** کیونکہ روایت کی ابو داود اور ترمذی نے اور ابن ماجہ نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ جب رکوع کرے کوئی تم میں سے سو کہے تین بار سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ اور یہ ادنی درجہ اوسکا ہی اور ترجیح منقطع ہے کیونکہ عون نے نہیں پایا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو **ص** بعد اوسکے سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہتا ہوا سر کو اوٹھاوے اور امام فقط یہی کلمہ کہے اور مقتدی فقط رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہے اور جو اکیلا ہو دونوں کو کہے **ف** امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک امام سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فقط کہے اور رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ نہ کہے اور صاحبین کے نزدیک دونوں کہے اور رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ آہستہ سے کہے کیونکہ روایت کی ابو ہریرہ رضؓ نے کہ تھے آنحضرت جب کھڑے ہوتے تھے طرف نماز کے تکبیر کہتے تھے یہانتک کہ کھڑے ہوتے تھے پھر کہتے تھے سمع اللہ لمن حمدہ جسوقت اوٹھاتے تھے سر رکوع سے پھر کہتے تھے اور وہ کھڑے ہی ہوتے تھے رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ آخر حدیث تک اور امام ابو حنیفہ کی دلیل صاحب ہدایہ نے یون بیان کی ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہے امام سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہو رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ اور یہ خطاب واسطے مقتدیون کے ہے اور یہ رد ہوا اوس مذہب پر کہ مقتدی بھی دونوں کلمے کہے اور یہی قول ہے امام شافعی صاحب کا **ص** اور سیدھا کھڑا ہووے پھر تکبیر کہے اور سجدے میں جاوے **ف** اور تکبیر تو اسواسطے کہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر کہتے تھے وقت جھکنے اور اوٹھنے کے اور لیکن سیدھا کھڑا ہونا تو فرض نہیں ہے اور اسی طرح دونوں سجدون کے بیچ میں جلسہ کرنا اور ٹھہرنا رکوع و سجود میں اور یہ قول طرفین کا ہے اور ابو یوسف کا مذہب یہ ہے کہ یہ چیزین فرض ہین اور وہی ہے قول امام شافعی کا اور دلیل اونکی یہ ہے کہ فرمایا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے اعرابی کے جب اوس نے جلدی کی تھی نماز مین کہ پڑھ نماز یہ تحقیق کہ تو نے نہیں پڑھی نماز تو معلوم ہوا کہ تعدیل ارکان فرض ہے اور طرفین کی دلیل یہ ہے کہ رکوع لغت مین مطلق جھکنے کا اور سجدہ پشت خم ہونے کا نام ہے تو فرضیت ساتھ ادنی درجے کے بھی ادا ہو جاتی ہے اور اسی طرح ایک رکن سے دوسرے رکن کو جاتے مین اگر جلدی ہو گی کیونکہ وہ مقصود نہین اور دوسری یہ کہ اور روایت مین آنحضرت نے اوس اعرابی سے ارشاد فرمایا کہ جو تو نے کم کیا اس سے جو بیان کیا مینے تو تو نے کم کیا اپنی نماز سے روایت کیا اسکو عادت کو ابو داود اور ترمذی اور نسائی نے ابو داود نے تو ابو ہریرہ سے اور ترمذی نے رفاعہ بن رافع سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کر چکا تو یہ تمام ہوئی نماز تیری اور اگر تو نے اوسمین سے کم کیا کم کیا تو نے اپنی نماز سے اور کہا یہ حدیث حسن ہے اور مؤید ہے اسکی وہ جو روایت کی اصحاب سنن اربعہ اور دار قطنی اور بیہقی نے ابن مسعود رضؓ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین جائز ہوتی ہے وہ نماز کہ نہ قائم ہووے اوسمین پیٹھ صلبی کی رکوع اور سجود مین اور ایسے نماز کی کو اپنے دوسری حدیث مین چور ارشاد فرمایا تو حتی المقدور لازم ہے کہ اس امر سے احتراز کرے کہ مورد وعید شدید ہووے اور باطمینان ٹھہر ٹھہر کے نماز خضوع اور خشوع سے پڑھے **ص** پہلے دونون زانو زمین پر رکھے پھر دونون ہاتھ برابر دونون گھٹنون کے

ف یعنی شافعی کا قول نہین ہے کمال ہونے مین نہ کہ اصل نماز مین پس اگر کوئی نماز پڑھے اور رکوع کا اعادہ نہ کرے تو نماز اوسکی فاسد ہو جاوے گی واللہ اعلم

ف تو بالاتفاق نماز اوسکی صحیح ہو گی اور نہ اوسکا اعادہ لازم ہو گا اور بعض

بعد اوسکے سنہ کو دو کف کے بیچ مین ف کیونکہ روایت ہی مسند ابو یعلی مین ابی اسحٰق سے کہا کہ وصف کیا واسطے ہمارے
براء بن عازب نے سجدے کو پس سجدہ کیا اور اعتماد کیا اوپر دونون کف کے اور اوٹھایا ناسرین کو اور کہا کہ اسی طرح کرتے تھے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم اور وہ جو یہ حدیث صاحب ہدایہ نے وائل سے نقل کی ہی ہمارے نہین گمی اور کہا شیخ ابن الہمام نے کونہ من حدیث وائل
غریب یعنی ہونا اوسکا حدیث وائل سے غریب ہی اور صحیح مسلم مین ہی حدیث وائل سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سجدہ کیا رکھا
سنہ اپنا دونون کف کے بیچ مین اور جب ایسا ہوا تو ہاتھ مقابل کان کے ہونگے تو اب معارض ہوگا اوسکے جو صحیح بخاری مین ہی حدیث
ابی حمید سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھے دونون کف برابر کاندھون کے اور اس مقام مین روایت مسلم کی مقدم ہی بخاری پر اس
وجہ سے کہ سند بخاری مین فلیح بن سلیمان اگرچہ راجح یہی ہی کہ وہ ثقہ ہی لیکن کلام کیا گیا ہی اوسمین ضعیف کیا اوسکو نسائی اور ابن معین
اور ابو حاتم اور ابو داود اور یحیی القطان اور سیاحی نے اور روایت کی اسحٰق بن راہویہ نے مسند مین اخبرنا الثوری عن عاصم
ابن کلیب عن ابیہ عن وائل بن حجر اس اسناد سے کہ دیکھا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ رکھے دونون ہاتھ
مقابل کانون کے اور یہ اسناد صحیح ہی اور روایت کی عبد الرزاق نے مصنف مین اخبرنا الثوری اوسی اسناد سے اور لفظ اوسکا یہ ہی
وکانت یداہ حذاء اذنیہ اور تھے ہاتھ آپکے مقابل کانون کے اور روایت کی طحاوی نے حفص بن غیاث سے انہون نے
حجاج سے انہون نے ابی اسحٰق سے کہا کہ پوچھا مینے براء بن عازب سے کہ کیسا رکھتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہتیلیان اپنی سجدے مین جب نماز
پڑھتے تھے کہا کہ درمیان دونون کف کے واللہ اعلم اور سجدہ کرے ناک اور ہتیلیان دونون پر کیونکہ روایت کی ابو داود اور نسائی نے
اور عبارت اونہین کی ہی اور ترمذی نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ کرتے تھے جماتے تھے ناک اور ہتیلیان اپنی کو اور الگ رکھتے تھے
دونون ہاتھون کو دونون پہلو سے اور رکھتے تھے کف کو برابر کاندھون کے اور روایت ابو یعلی مین ہی ابو حمید سے کہ پھر سجدہ کیا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے سو جمایا ناک کو اور ہتیلیان کو زمین پر اور اگر ایک پر اقتصار کیا امام صاحب کے نزدیک جائز ہی اور صاحبین کے نزدیک نہین جائز ہی مگر
عذر سے اور یہی روایت ہی امام ابو حنیفہ سے کیونکہ روایت کی صحاح ستہ والون نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا گیا
مین کہ سجدہ کرون سات اعضا پر جبہہ اور دونون ہاتھ اور دونون زانو اور کنارے قدمون کے اور روایت کی مانند اسکے بزار نے اور روایت
کی گئی سعد اور ابن عباس اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم وغیرہم سے حدیث اور رکھنا دونون ہاتھون اور زانوون کا سنت ہی نزدیک ہمارے اور لیکن رکھنا
قدمون کا سو کہا ہی قدوری مین کہ وہ فرض ہی سجدے مین کذا فی الہدایۃ ص اور انگلیان ملی ہوئی رکھے اور دونون بازو کو پیٹ سے
جدا رکھے اور پیٹ کو ران سے اور انگلیان دونون پیر کی قبلے کی طرف کرے اور تین بار سبحان ربی الاعلی کہے یا زیادہ اور اگر پگڑی
کے بیچ پر یا فاضل کپڑے پر یا اوس چیز پر جسکا جمع ہی سجدہ کیا اگر ہتیلیان قرار پکڑتی ہی تو جائز ہی ورنہ درست نہین ف کیونکہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کرتے تھے اور پر بیچ عمامے کے روایت کی ابو نعیم نے حدیث ابن عباس سے حلیہ مین بیچ ذکر ترجمہ ابراہیم بن ادہم رحمۃ
اللہ علیہ کے حدثنا ابو یعلی الحسین بن محمد الزبیدی حدثنا ابو الحسن عبد اللہ بن موسی الحافظ
الصوفی البغدادی ثنا لاحق حدثنا الحسن بن علی المدینی ثنا محمد بن فیروز المصری ثنا
بقیۃ بن الولید ثنا ابراہیم بن ادہم عن ابیہ ادہم بن منصور العجلی عن سعید بن جبیر عن ابن
عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یسجد علی کور عمامتہ یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

سجدہ کرتے تھے اوپر کور عمامے کے یعنی بیچ عمامے کے اور ابراہیم بن ادہم بڑے زاہد عالم مشہور ثقہ ہیں قَالَ النَّسَائِيُّ ثِقَةٌ مَأْمُونٌ
اَحَدُ الزُّهَّادِ وَقَالَ الْبُخَارِيُّ مَاتَ سَنَةَ اثْنَتَيْنِ وَسِتِّيْنَ وَمِائَةٍ کہا نسائی نے ثقہ مامون ہے ایک ہے زاہدوں میں سے
کہا بخاری نے مرے سنہ باسٹھ اور سو ہجری میں اور روایت کی طبرانی نے اوسط میں عبداللہ بن ابی اوفی سے کہا کہ دیکھا میں نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ سجدہ کرتے تھے اوپر بیچ عمامے کے اور روایت کیا اوسکو ابن عدی نے کامل میں حدیث عمرو بن شمر سے انھوں نے
جابر جعفی سے اوس نے عبدالرحمن بن سابط سے انھوں نے جابر سے کہا کہ دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ سجدہ کرتے تھے اوپر
بیچ عمامے کے اور ضعیف ہے عمرو بن شمر اور جابر جعفی کذاب وضاع ہے کہا شیخ ابن حجر عسقلانی نے شِيْعِيٌّ كَذَّابٌ یعنی رافضی ہے
غالی کذاب ہے اور کہا ترمذی نے ضَعِيْفٌ جِدًّا یعنی ضعیف ہے نہایت اور کہا بعضوں نے مَتْرُوْكُ الْحَدِيْثِ ترک کر دی گئی ہے
حدیث اوسکی اور روایت کیا اوسکو حافظ ابوالقاسم تمام بن محمد رازی نے فوائد میں حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ثَنَا
اَبُوْبَكْرٍ اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنُ اَبِيْ حُصَيْنٍ الطَّرَطُوْسِيُّ ثَنَا كَثِيْرُ بْنُ عُبَيْدٍ ثَنَا سُوَيْدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ
ابْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسْجُدُ عَلٰى كُوْرِ الْعِمَامَةِ کہ تھے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سجدہ کرتے اوپر بیچ عمامے کے اور اخراج کیا اوسکا بیہقی نے سنن میں ہشام سے انھوں نے حسن سے کہا کہ اصحاب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سجدہ کرتے تھے اور ہاتھ اونکے اونکے کپڑوں میں تھے اور کرتا تھا سجدہ ہر آدمی اوپر بیچ عمامے کے اور ذکر
کیا اوسکو بخاری نے صحیح میں تعلیقاً اور کہا کہ کہا حسن نے تھی قوموں کی سجدہ کرتی اوپر عمامے اور ٹوپی کے اور دونوں ہاتھ اونکے آستینوں
میں ہوتے تھے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے ثَنَا شَرِيْكٌ عَنْ حُسَيْنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ
النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى فِيْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ يَتَّقِيْ بِفُضُوْلِهٖ حَرَّ الْاَرْضِ وَبَرْدَهَا یعنی تحقیق کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم پڑھتے تھے نماز بیچ ایک کپڑے کے بچاتے تھے اوسکے فضول سے گرمی کو زمین کی اور سردی کو اوسکی اور اسی حدیث
کو صاحب ہدایہ نے ذکر کیا ہے اور روایت کیا اوسکو احمد اور اسحق بن راہویہ اور ابویعلی اور طبرانی اور ابن عدی نے کامل میں اور
ضعیف کیا اوسکو حسین بن عبداللہ کے سبب سے اور دوسرے یہ کہ شریک اوسکی اسناد میں قاضی کوفے کا ضعیف ہے کہا ترمذی نے
وَشَرِيْكٌ كَثِيْرُ الْغَلَطِ یعنی شریک بہت غلطی کرتا ہے اور توثیق کی اوسکی بہت لوگوں نے اور اوسکے معنی میں ہے وہ جو روایت کی
چھ عالموں نے انس سے کہ تھے ہم نماز پڑھتے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شدت گرمی میں اور جب نہ طاقت رکھتا تھا کوئی ہمارا
کہ رکھے منہ اپنا اوپر زمین کے بچھاتا تھا کپڑا اپنا زمین پر اور اوسی پر سجدہ کرتا تھا اور سجدے میں چاہیے کہ اپنے دونوں مونڈھوں کو ظاہر کرے
کیونکہ حدیث میں آیا ہے بروایت ابن حبان مرفوعاً وَجَافِ عَنْ ضَبْعَيْكَ اور کشادہ رکھ دونوں بازو اپنے اور روایت کی
عبدالرزاق نے ابن عمر سے کہا کہ خبر دی مجھکو سفیان نے انھوں نے آدم بن علی بکری سے کہا کہ دیکھا مجھکو ابن عمر نے اور میں نماز پڑھتا تھا اور ہاتھ کو اپنے زمین سے جدا
نکرتا تھا سو کہا کہ ای بیٹے بھائی میرے کے نہ بیٹھ جانوروں کا سا بیٹھنا اور اعتماد کر اپنے دونوں کف پر اور ظاہر کر بازوؤں اپنے کو کیونکہ جب تو یہ
کریگا سجدہ کریگا ہر عضو تجھ سے اور جدا رکھے پیٹ کو دونوں رانوں سے کہ حدیث میں آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کشادہ رکھتے تھے
اسقدر کہ اگر بکری کا بچہ چاہے تو اوس میں سے نکل جائے روایت کیا اوسکو مسلم اور حاکم اور طبرانی وغیرہم نے اور جب صف میں ہو تو چاہیے
کہ قناتا ہاتھ کو کشادہ رکھے کہ پاس والے کو اذیت نہ ہووے اور منہ اونکیوں کا طرف قبلے کے کرے کیونکہ روایت کی بخاری نے حدیث ابی حمید سے کہ ہوں میں احفظ

ابراہیم بن ادہم

جابر جعفی

حسین بن عبداللہ

واسطے نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جب سجدہ کرتے تھے نہ بہت اونگلیون کو پھیلاتے تھے اور نہ بہت تنگ کرتے تھے بلکہ اوسط درجے مین رکھتے تھے اور منہ کرتے تھے اونگلیون کا طرف قبلے کے اور ہدایے مین ہی کہ فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب سجدہ کرتا ہی بندہ سجدہ کرتا ہی ہر عضو اوس سے پس چاہیے کہ منہ کرے اپنے اعضا کا طرف قبلے کے حتی القدور اور اس حدیث پر بافظہ مین مطلع نہین ہوا اور تسبیح جو رکوع و سجود مین کہی جاتی ہی اگر تین سے زیادہ کہے تو لازم ہی کہ طاق کہے مثلاً پانچ یا سات یا نو اسی طرح کیونکہ حدیث مین آیا ہی کان یختم بالوتر یعنی ختم کرتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تسبیح کو ساتھ وتر کے کہ اصحاب فتح القدیر نے غریب و قولہ اللہ سبحانہ اعلم کہا یعنی یہ حدیث غریب ہی اور اللہ سبحانہ جانتا ہی **ص** اگر آدمیون کے ہجوم کے سبب سے ایک شخص نے دوسرے کی پیٹھ پر سجدہ کیا اگر وہ بھی ہی نماز پڑھتا ہی تو درست ہی اور اگر نماز نہین پڑھتا یا پڑھتا ہی مگر وہ نماز جو سجدہ کرنے والا پڑھتا ہی نہین پڑھتا تو سجدہ اوسکا درست نہین ہوگا اور عورت پیٹ کو ران سے لگا دے اور بعد سجدے کے پھر سر اوٹھانے اور تکبیر کہنے اور اطمینان سے بیٹھے اور پھر تکبیر کہے اور سجدہ کرے ٹھہر کے **ف** کیونکہ حضرت نے حدیث اعرابی مین ارشاد فرمایا پھر اوٹھا سر اپنا یہانتک کہ بیٹھے تو سیدھا اور اگر سیدھا نہ بیٹھا اور دوسرا سجدہ کر لیا امام ابو حنیفہ کے نزدیک جائز ہوگا اور محمد کے نزدیک بھی اور اندازہ رفع مین اختلاف کیا ہی اور صحیح یہ ہی کہ اگر سجدے کی طرف قریب ہو جیسا نہین جائز ہوگا کیونکہ وہ شمار سجدے مین ہی اور اگر بیٹھنے کیطرف قریب ہو جائز ہوگا اسواسطے کہ وہ شمار کیا جاویگا جالس **ص** اور سہارا تکیہ کرے اوٹھانے سر پر ہاتھ پھر رانون اور سیدھا کھڑا ہونے بغیر ٹیک کے اور دونون سجدون سے سر اوٹھا کے پھر زمین پر نہ بیٹھے بلکہ ران کھڑا ہو جاوے اور امام شافعی کے نزدیک بیٹھے اور اوسکو جلسۂ استراحت کہتے ہین **ف** اور دلیل امام شافعی کی وہ حدیث ہی جو روایت ہی مالک بن الحویرث سے کہ انھون نے دیکھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بیچ نماز کے کہ جب اوٹھتے تھے دونون سجدون سے نہین اوٹھتے تھے جبتک بیٹھ نہ جاتے تھے سیدھے اور جواب اسکا یہ ہی کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حال ضعیفی مین تھا والا نماز ہو ضعیف استراحت کے واسطے نہین اور دلیل امام شافعی کی جو روایت کی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ جب اوٹھتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز مین اوٹھتے تھے اوپر کنارے قدمون کے اخراج کیا اسکا ترمذی نے خالد بن ایاس سے انھون نے صالح مولی توأمہ سے انھون نے ابن ہریرہ سے اور کہا ترمذی نے اسی پر ہی عمل اکثر اہل علم کا اور خالد بن ایاس کا اور کہا جاتا ہی ابن ایاس ضعیف ہی نزدیک محدثین کے اور اس سبب سے ضعیف کیا اوسکو ابن عدی نے لیکن کہا کہ لکھی جاویگی حدیث اوسکی باوجود ضعف اوسکے کے کہا یحیی القطان نے اور جس سے تعلیل کی ہی خالد مین وجود ہی صالح مین اور وہ اختلاط ہی تو کچھ وجہ تخصیص خالد کی نہین اور قول ترمذی کا کہ اسپر عمل ہی اہل علم کا مقتضی ہی اوسکی قوت اصل کو اگرچہ یہ خاص طریق ضعیف ہوا اور اخراج کیا ابن ابی شیبہ نے ابن مسعود سے کہ وہ اوٹھتے تھے نماز مین اوپر کنارے قدمون کے اور نہین بیٹھتے تھے اور مانند اسکے حضرت علی رضی سے اور اسی طرح ابن عمر اور ابن الزبیر اور عمر رضی سے اور روایت کی شعبی سے کہ عمر اور علی رضی اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوٹھتے تھے نماز مین اوپر کنارے قدمون کے اور روایت کی نعمان بن ابی عیاش سے کہ پایا مینے بہت لوگون کو اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تو جب کوئی سر اوٹھاتا تھا سجدۂ ثانیہ سے پہلی رکعت یا تیسری رکعت مین تو اوٹھتا تھا جیسا وہ ہوتا تھا یعنی پھر بیٹھتا نہ تھا اور اخراج کیا اسکا بیہقی نے عبد الرحمن بن یزید سے کہ انھون نے دیکھا ابن مسعود کو مثل اسکے جو گذرا اور روایت کیا اس عمل کو عبد الرزاق نے ابن مسعود رضی سے اور ابن عباس اور ابن عمر رضی سے تو جب اتنے صحابۂ کثیر سے یہ عمل مروی ہوا کہ سب اوٹھتے تھے اوپر کنارے قدمون کے اور نہین بیٹھتے تھے تو عمل اوسپر واجب ہوگا **ص** اور دوسری رکعت بھی اسیطرح ہی مگر تعوذ

ف فائدہ عباس صالح مولی ام الفضل

ف فائدہ ہمارے نزدیک اور امام ابو یوسف کے اور ایک روایت مین امام شافعی سے

اور ثنا اوسمین نہ پڑھے اور ہاتھ بھی نہ اوٹھاوے ف یعنی ہاتھ نہ اوٹھاوے مگر تکبیر اولی مین اور تکبیر اولی تو پہلی ہی رکعت مین ہوتی ہی بخلاف امام شافعی کے کہ اونکے نزدیک ہاتھ اوٹھانا وقت رکوع کے اور رکوع سے قیام کیوقت سنت ہی تو ہر رکعت مین اونکے نزدیک رفع یدین ہی اور اس مسئلے مین بہت تفصیل ہی سب بیان نہین کر سکتا والا کتاب ایک دفتر ہوجاویگی کچھ بطور اختصار کے موافق تحریر صاحب فتح القدیر کے بیان کیا جاتا ہی اول تو روایت کی طبرانی نے ابن ابی لیلی سے انھون نے حکم سے انھون نے مقسم سے انھون نے ابن عباس سے انھون نے حضرت علیہ السلام سے کہ نہین اوٹھاوے جاوین ہاتھ مگر سات جگہ مین جسوقت کہ شروع کرے نماز اور جسوقت داخل ہو مسجد حرام مین سو نظر کرے طرف خانہ کعبہ کے اور جسوقت کھڑا ہو مروے پر اور جسوقت کھڑا ہو ساتھ آدمیون کے رات عرفے کو اور مزدلفے مین دو مقام مین اور جسوقت رمی کرے جمرہ کی اور ذکر کیا اوسکا بخاری نے تعلیقاً کتاب مفرد مین یہان رفع یدین مین اور کہا اوسنے ابن ابی لیلی سے انھون نے حکم سے انھون نے مقسم سے انھون نے ابن عباس سے انھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ نہ اوٹھاوے جاوین ہاتھ مگر سات جگہ مین وقت شروع کرنے نماز کے اور استقبال کعبے کے اور صفا اور مروہ پر اور عرفات مین اور مزدلفے مین دو مقام مین اور نزدیک جمرتین کے اور کہا شعبہ نے نہین سنین حکم نے مقسم سے مگر چار حدیثین اور یہ نہین ہی اونمین سے تو یہ مرسل ہی اور غیر محفوظ اور کہا کہ وہم کیا اصحاب ہمارے نے مخالف کہا اس حدیث کو ساتھ رفع کے تکبیرات عیدین مین اور تکبیر قنوت مین اور کہا شیخ تقی الدین نے امام مین اعتراض کیا گیا اس حدیث پر کئی طرقون سے ایک تو یہ کہ ابن ابی لیلی متفرد ہوا اور متروک ہی احتجاج اوس سے اور دوسرے یہ کہ وکیع نے وقف کیا اوسکو اوپر ابن عباس اور ابن عمر کے کہا حکیم نے اور وکیع اثبت ہی سب سے جنھون نے روایت کیا اوسکو ابن ابی لیلی سے تیسرے یہ کہ روایت کی بہت سے تابعین نے اسانید صحیحہ سے ابن عمر اور ابن عباس سے کہ وہ ہاتھ اوٹھاتے تھے وقت رکوع کے اور بعد قیام کے رکوع سے اور تحقیق کہ اسنا کیا اون دونون نے اسکو طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چوتھے یہ کہ سب روایتون مین ترفع الایدی ہی یعنی ہاتھ اوٹھاوینگے اور یہ اس بات پر دلالت نہین کرتا کہ سوا ان سات جگہ کے اور کسی جگہ نہ اوٹھایا جاویگا نہ لاترفع الایدی الا فیھا جو دلالت کرتا ہی حصر رفع یدین پر ان مواطن سبعہ مین پانچوین یہ کہ محال ہی کہ لاترفع الایدی ہو کیونکہ احادیث صحیحہ دال ہین اس رفع پر اور بہت سی حدیثون سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ سوا انکے مین بھی حضرت نے ہاتھ اوٹھایا مانند استسقا وغیرہ کے یہ کلام ہی شیخ تقی الدین بن دقیق العید کا اور وجہ احسن یہ ہی کہ حصر مراد نہین تو جب سوا ان سات مقام کے اور کسی جگہ رفع ثابت ہوگا عمل اوسکے اوپر کرنا پڑیگا اور تحقیق کہ رفع یدین اس جگہ مین ثابت ہوا اور وہ یہ ہی جسکا اخراج کیا علماے ستہ نے زہری سے انھون نے سالم سے انھون نے اپنے باپ سے عبداللہ بن عمر سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کھڑے ہوتے تھے طرف نماز کے اوٹھاتے تھے دونون ہاتھ برابر کندھون کے پھر تکبیر کہتے سو جب ارادہ رکوع کا کرتے پھر ہاتھ اوٹھاتے اور جب سر اوٹھاتے رکوع سے ایسا ہی کرتے اور جب سر اپنا سجدے سے اوٹھاتے تھے تب نہین ہاتھ اوٹھاتے تھے اور کہا شیخ ابن الہمام نے کہ جواب اوسکا معارضہ ہی ساتھ اوسکے جو روایت کیا اوسکو ترمذی اور ابو داود نے وکیع سے انھون نے سفیان ثوری سے انھون نے عاصم بن کلیب سے انھون نے عبدالرحمن بن اسود سے انھون نے علقمہ سے کہا کہ کہا عبداللہ بن مسعود نے کیا نہ پڑھون مین ساتھ تمھارے نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سو نماز پڑھی اور نہ اوٹھائے ہاتھ مگر اول بار پھر نہ اعادہ کیا کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث حسن ہی اور اخراج کیا اوسکا نسائی نے ابن المبارک سے انھون نے سفیان سے اور جو منقول ہی ابن المبارک سے کہا کہ نہین ثابت ہوئی نزدیک میرے حدیث ابن مسعود کی سو کچھ نہین ضرر کرتا جب کہ یہ طریقہ ثابت ہوجاوے اور وہ جو بعض علما نے کہا ہی کہ عاصم بن کلیب ضعیف ہی غیر مقبول ہی کیونکہ توثیق کی اوسکی

ابن معین نے اور اخراج کی اوس سے مسلم نے ایک حدیث اور وہ جو کہا بعض لوگون نے کہ نہین سنا عبد الرحمن نے علقمہ سے باطل ہی اور ذکر کیا اوسکو ابن حبان نے کتاب الثقات مین اور کہا کہ انتقال کیا اوس نے سنہ ننانوے مین اور سن اوسکا سن ہی ابراہیم نخعی کا تو کیا چیز مانع ہی سماع اوسکے سے اور حال آنکہ اتفاق ہی سماع ابراہیم نخعی پر علقمہ سے اور تصریح کی خطیب نے کتاب المتفق والمفترق مین تیج بیان ترجمہ عبد الرحمن کے کہ اوس نے سنا ہی علقمہ سے اور بعضون نے جو کہا ہی کہ یہ حدیث صحیح ہی لیکن زیادت ثُمَّ لَا یَعُوْدُ کی سنکر ہی نقل کیا گیا ہی یہ دارقطنی اور محمد بن نصر مروزی سے اور ابن القطان سے کہ یہ ایک گمان ہی کہ گمان کیا انھون نے اور بسیوا سطے نسبت کی اسکی بہت لوگون نے طرف وہم سفیان ثوری کے مانند بخاری کے کتاب رفع الیدین مین اور کہا ابن ابی حاتم نے اپنے باپ سے کہا کہ یہ خطا ہی کہا جاتا ہی کہ وہم کیا اوسمین سفیان ثوری نے اور معلوم یہ ہوتا ہی کہ جب روایت کی انھون نے چند روایتین بغیر زیادت کے گمان کیا اسکو خطا اور حال آنکہ زیادتی ثقہ ضابط کی مقبول ہی اور خصوصًا جبکہ اوسپر متابعت بھی کیجاوے متابعت کی اوسکی ابن المبارک نے جو پہلے بیان کیا ہمنے اوسکو روایت نسائی سے اور اخراج کیا دارقطنی اور ابن عدی نے محمد بن جابر سے انھون نے حماد بن ابی سلیمان سے انھون نے ابراہیم سے انھون نے علقمہ سے انھون نے عبد اللہ سے کہا کہ نماز پڑھی مینے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ابوبکرؓ اور عمرؓ کے سو نہ اوٹھایا انھون نے ہاتھون اپنے کو مگر وقت شروع کرنے نماز کے اور اعتراف کیا دارقطنی نے ساتھ اس بات کے کہ صواب ابراہیم کا مرسل کرنا ہی اس حدیث کو اوپر ابن مسعود کے اور یہ رفع بسبب ضعف محمد بن جابر کے ہی لیکن توثیق کی اوسکی ابن عدی نے اور روایت کی اوس سے اکابر محدثین نے مثل ابو نعیم اور ابن عیینہ اور ہشام بن حسان اور ثوری اور شعبہ اور ابن عیینہ وغیرہم کے اور مؤید ہی صحت اس روایت کی کہ جمع ہوئے ابو حنیفہؒ اور اوزاعی سو کہا اوزاعی نے کیا حال ہی تمہارا کہ نہین ہاتھ اوٹھاتے ہو تم وقت رکوع کے اور وقت قیام کے رکوع سے کہا ابو حنیفہؒ نے ثَنَا حَمَّادٌ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْاَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ لَا یَرْفَعُ یَدَیْهِ اِلَّا عِنْدَ اِفْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ ثُمَّ لَا یَعُوْدُ بِشَیْءٍ مِّنْ ذٰلِكَ یعنی نہین اوٹھاتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ مگر وقت شروع کرنے نماز کے پھر نہین اعادہ کرتے تھے اسکا تو کہا اوزاعی نے کہ مین حدیث بیان کرتا ہون تم سے زہری کی انھون نے سالم سے انھون نے اپنے باپ سے رفع یدین مین اور تم کہتے ہو کہ حَدَّثَنِیْ حَمَّادٌ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ سو کہا ابو حنیفہؒ نے کہ حماد افقہ ہی زہری سے اور ابراہیم افقہ ہی سالم سے اور علقمہ نہین ہی کم فقہ مین ابن عمر سے اگرچہ واسطے ابن عمر کے صحبت ہی تو اونکو ثواب صحبت کا ہی اور اسود کیواسطے نہایت فضل ہی اور عبد اللہ بن مسعود برابر ہین عبد اللہ بن عمر کے تو ترجیح دی امام ابو حنیفہؒ نے ساتھ فقہ روایت کے جیسا کہ ترجیح دی اوزاعی نے ساتھ علو اسناد کے اور وہی مذہب ہی منصور نزدیک ہمارے اور روایت کی طحاوی نے پھر بیہقی نے حدیث حسن بن عیاش سے بسند صحیح اسود سے کہا کہ دیکھا مینے عمر بن الخطاب کو کہ اوٹھائے دونون ہاتھ اپنے بیچ اول تکبیر کے پھر نہ اعادہ کیا کہا اور دیکھا مینے ابراہیم اور شعبی کو کہ کرتے تھے ایسا ہی اور معارضہ کیا اوسکا عاصم نے ساتھ روایت طاؤس بن کیسان کے ابن عمر سے انھون نے عمرؓ سے کہ تھے وہ ہاتھ اوٹھاتے بیچ رکوع کے اور وقت اوٹھنے کے رکوع سے اور روایت کی امام طحاوی نے ابی بکر نہشلی سے انھون نے عاصم بن کلیب سے انھون نے اپنے باپ سے کہ حضرت علیؓ نے اوٹھائے ہاتھ بیچ اول تکبیر کے پھر نہ اعادہ کیا اور وہ جو روایت کی ترمذی نے حضرت علیؓ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھے جب قائم کرتے نماز کو اوٹھاتے تھے دونون ہاتھ برابر کندھون کے اور کرتے تھے مثل اوسکے جبکہ ادا کر چکتے تھے قراءت کو اور رکوع کرتے تھے اور کرتے تھے ایسا ہی جب اوٹھتے تھے رکوع سے اور نہین اوٹھاتے تھے ہاتھ کسی وقت مین

نماز سے جب بیٹھے ہوتے تھے اور جب کھڑے ہوتے تھے سجدون سے تو اوٹھاتے تھے اسی طرح پر اور صحیح کیا اوسکو ترمذی نے تو یہ حدیث منسوخ ہی بسبب اتفاق کے نسخ رفع یدین پر وقت سجود کے اور جانا چاہیے کہ آثار صحابہ اور تابعین کے کثیر ہین جدًا اور کلام اسمین بہت واقع ہی طرف سے طحاوی کے اور ثابت کیا اوسکو شیخ ابن الہمام نے بوجہ احسن اور روایت کی ابو حنیفہ نے حماد سے انھون نے ابراہیم سے کہا کہ ذکر کیے گئے نزدیک اونکے وائل بن حجر کہ دیکھا انھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ اوٹھاتے تھے ہاتھ اپنے وقت رکوع اور سجود کے سو کہا ابراہیم نے کہ اعرابی ہی نہین نماز پڑھی ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قبل اس صلوۃ کے اور کیا زیادہ جاننے والا ہی عبد اللہ سے اور اصحاب عبد اللہ سے کہ یاد رکھا اوس نے اور نہ یاد رکھا انھون نے اور ایک روایت مین ہی کہ حدیث بیان کی مجھسے بیشمار لوگون نے عبد اللہ سے کہ اوٹھائے انھون نے ہاتھ فقط وقت ابتدای صلوۃ کے اور بیان کیا اوسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور عبد اللہ عالم ہی ساتھ شرائع اسلام کے ڈھونڈھنے والا ہی احوال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سو تمسک کرنا ساتھ قول اوسکے کے اولی ہی وقت تعارض کے واللہ اعلم اور حدیثین اس باب مین امام شافعی کی جانب بھی بہت ہین اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ نفس کثرت احادیث حجت نہین ہی بلکہ ثبوت اون روایات کا حال آنکہ رفع مین بہت سی حدیثین موضوع ہین اور ضعیف ہین جیسا کہ بعض لوگ حدیث حاکم کو لاتے ہین رفع مین حال آنکہ وہ بالاتفاق موضوع ہی اور طعن کیا بسبب اسکے اکثر محدثین نے حاکم پر اور بعضون نے اس باب مین اسقدر افراط کیا ہی جسکا بیان نہین ہو سکتا چنانچہ اونمین سے ایک صاحب سفر السعادۃ نے کہا کہ چار سو آثار اس باب مین مروی ہین حال آنکہ سو بھی کسی محدث نے بیان نہین کیے بلکہ بخاری نے جو خاص کتاب رفع یدین مین بنائی ہی اوسمین تو اسکے ربع بھی آثار مذکور نہین جیسا کہ دیکھنے سے ظاہر ہوگا اور بعض جہلا نے اس باب مین اسقدر اعتبار صاحب سفر السعادۃ کا کیا ہی کہ اگر کوئی اونکو لاکھ بار بھی سمجھاوے تو یقین ہی کہ اپنے وہم خرافی سے باز نہ آوین اور تعصب و عناد سے دور نہ رہین زیادہ تفصیل کی اس کتاب مختصر مین گنجایش نہین عاقل کو ایک اشارہ کافی ہی **ص** اور جب دوسری رکعت کو تمام کرے بائین پیر کو بچھا کے اوسپر بیٹھے اور داہنے کو کھڑا کرے اور اونگلیون کو پیر کی قبلے کی طرف کرے **ف** صحیح مسلم مین حضرت عایشہ رضہ سے مروی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شروع کرتے تھے نماز کو ساتھ تکبیر کے آخر حدیث تک بیان تک کہ بچھاتے تھے بایان پیر اور کھڑا کرتے تھے داہنے پیر کو اور سنن نسائی مین مروی ہی ابن عمر رضہ سے انھون نے اپنے باپ سے کہا کہ سنت ہی نماز کی یہ بات کہ کھڑا کرے داہنے قدم کو اور کرے اونگلیون کو طرف قبلے کے اور بیٹھے بائین پیر پر **ص** اور دونون ہاتھون کو دونون رانون کے اوپر رکھے اور اونگلیون کو قبلے کی طرف کشادہ رکھے اور امام شافعی کے نزدیک خنصر اور بنصر کو بند کرے اور بیچ کی انگلی اور انگوٹھے سے حلقہ کرے اور اشارہ کرے ساتھ کلمہ لا کے اونگلی شہادت سے وقت شہادتین کے اور ہمارے علماؤن سے بھی ایسا ہی منقول ہی **ف** ایسا ہی مروی ہی حدیث وائل مین کہا شیخ ابن الہمام نے غریب ہی اور ترمذی مین ہی حدیث وائل سے کہا البتہ دیکھا مینے طرف نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سو جب بیٹھے واسطے تشہد کے بچھایا بائین پیر کو اور رکھا بائین ہاتھ کو اوپر بائین ران کے اور کھڑا کیا داہنے پیر کو اور صحیح مسلم مین ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیٹھتے تھے نماز مین رکھتے تھے داہنی کف کو اوپر داہنی ران کے اور بند کر لیتے تھے سب اونگلیونکو اور اشارہ کرتے تھے ساتھ اوس اونگلی کے جو نزدیک ہی ابہام کے اور رکھتے تھے بائین کف کو اوپر بائین ران کے کہا شیخ ابن الہمام نے وَلَا شَكَّ اَنَّ وَضْعَ الْكَفِّ مَعَ قَبْضِ الْاَصَابِعِ لَا يَعْدَمُ حَقِيْقَتَهٗ یعنی نہین شک ہی کہ رکھنا کف کا باوجود بند کرنے اونگلیون کے نہین ظاہر ہوتی ہی حقیقت اوسکی یا مراد یہ ہی کہ رکھنا کف کا پھر بند کرنا اونگلیون کا وقت اشارے کے اور ایسا ہی مروی ہی امام محمد سے کیفیت اشارہ مین

اور اس مقام پر جو کیدانی میں ہے کہ انگلی اوٹھانا محرمات میں سے ہے محض غلط ہے اور پھر طرہ اوسپر یہ ہے کہ کما اھل الحدیث بھی لکھدیا سبحان اللہ جب ایسے لوگ محدثین کی اسقدر بے ادبی کرینگے تو اونکے کلام پر کسی مسلمان کو اعتبار کرنا خلاف درایت ہوگا اور خود صاحب فتح القدیر نے لکھا ہے وھو خلاف الدرایۃ والروایۃ اور یہ خلاف درایت اور روایت کے ہے **ص** اور تشہد پڑھے حضرت عبداللہ ابن مسعود کا اور وہ یہ ہے التحیات للہ والصلوات والطیبات السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ اور پہلے قعدے میں اس سے زیادہ نہ پڑھے **ف** مصنف ابن ابی شیبہ میں مروی ہے **حدثنا** حسین بن علی عن الحسن بن الحر عن القاسم بن مخیمرۃ قال اخذ علقمۃ بیدی فقال اخذ عبداللہ بیدی فقال اخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدی فعلمنی التشھد التحیات للہ والصلوات والطیبات الخ وفی الباب عن ابن عمر وابی بکر یعنی کہا قاسم نے کہ پکڑا علقمہ نے ہاتھ میرا سو کہا کہ پکڑا عبداللہ نے ہاتھ میرا سو کہا کہ پکڑا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ میرا سو سکھایا مجکو تشہد التحیات للہ آخر تک اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے شعبی سے کہا انھوں نے جو زیادہ کرے اوپر تشہد کے بیچ دو پہلی رکعتوں کے تو اوسپر دو سجدے سہو کے ہیں وفی الباب عن عائشۃ اور اس باب میں مروی ہے عائشہ سے اور روایت ہے ابن مسعود سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب بیٹھتے تھے پہلی دو رکعتوں میں تو گویا توے جلتے ہوئے پر ہیں یہانتک کہ کھڑے ہوں یعنی بہت جلدی کھڑے ہوتے تھے اور کم بیٹھتے تھے اور ایسی ہی روایت کی مصنف میں ابوبکر سے بسند صحیح اور روایت کی علماء ستہ نے ابن مسعود سے کہ سکھایا مجکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تشہد اور کف میرا آپکے کف میں تھے جیسا کہ سکھاتے ہیں مجکو کوئی سورت قرآن کی سو کہا جب بیٹھے کوئی تم میں سے واسطے نماز کے سو کہے التحیات للہ والصلوات آخر تک اور روایت نسائی میں ہے جب بیٹھو تم دو رکعتوں کے بعد اور ایک وجہ صحت اس تشہد کی یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن مسعود کا ہاتھ پکڑ کے بتاکید تمام تعلیم کیا اگرچہ بطریق تعلیم حدیث ابن عباس میں بھی ہے اور ایک وجہ ترجیح کی یہ ہے کہ ایمہ ستہ نے اوسپر اتفاق کیا لفظاً ومعنیً اور یہ نہایت غریب ہے اور تشہد ابن عباس کا شمار کیا گیا ہے افراد مسلم سے اگرچہ اخراج کیا اوسکا سوای بخاری کے اور محدثین نے اور اعلی درجات صحیح میں اونکے نزدیک ہے جسپر اتفاق کیا ہو بخاری ومسلم نے نہ کہ جسپر اتفاق کیا ہو ایمہ ستہ نے اور اسی واسطے اجماع کیا علماء نے کہ حدیث ابن مسعود کی صحیح تر ہے حدیثوں کی اس باب میں اور کہا ترمذی نے کہ صحیح تر حدیثوں کی تشہد میں حدیث ابن مسعود ہے اور عمل ہے اوسپر اکثر صحابہ کا پھر اخراج کیا خصیف سے کہا کہ دیکھا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں سو پوچھا میں نے آپسے کہ آدمیوں نے اختلاف کیا تشہد میں سو فرمایا آپ نے کہ لازم پکڑ تو تشہد ابن مسعود کا اور موافق ہوئے ابن مسعود کے معاویہ جیسا کہ روایت کی اونسے طبرانی نے کہ تھے وہ سکھاتے تشہد کو اوپر منبر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے التحیات للہ والصلوات آخر تک مثل تشہد ابن مسعود کے اور عائشہ بھی متقی میں ہے کہ کہا انھوں نے یہ تشہد ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سو کہا التحیات للہ آخر تک کہا نووی نے اسنادہ جید یعنی اسناد اوسکی جید ہے اور بھی موافق ہوئے اونکے سلمان رض روایت کی طبرانی اور بزار نے ابی راشد سے کہا کہ پوچھا میں نے سلمان رض سے تشہد کو کہا سکھاتا ہو نمیں تمکو جیسا سکھایا مجکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تب بیان کیا التحیات للہ اور کہا ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ پکڑا ہاتھ میرا حماد بن ابی سلیمان نے اور پکڑا ہاتھ اونکا ابراہیم نے اور پکڑا ہاتھ اونکا

علقمہ نے اور کہا علقمہ نے کہ پکڑا ہاتھ میرا عبداللہ بن مسعود نے اور سکھایا مجکو تشہد اور کہا عبداللہ نے پکڑا ہاتھ میرا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اور سکھایا مجکو تشہد جیسا کہ سکھاتے ہین کوئی آیت قرآن سے اور متابع ہی اوسکے روایت ابن ابی شیبہ کی جو اوپر پہنچے بیان کی لعد دلیل امام شافعی کی حدیث ابن عباس ہی اور اوسمین تشہد یہ ہی اَلتَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ وَالصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ لِلّٰهِ سَلَامٌ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ سَلَامٌ عَلَيْنَا آخر تک اور روایت کی امام احمد نے ابن مسعود رضؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھایا اونکو تشہد سو جب بیٹھتے تھے بیچ نماز مین یا آخر نماز مین پڑھتے تھے اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ تک پھر اگر ہوتا یہ قعدہ بیچ نماز کا اوٹھتے تھے جب فراغت ہو جاتی تھی تشہد سے اور اگر آخر کا قعدہ ہوتا تھا پڑھتے تھے بعد تشہد کے جو چاہتے تھے اور دعا مانگتے تھے پھر سلام پھیرتے تھے اور حدیثین دعا کی بعد تشہد کے جو مذکور ہین مشہور ہین صحیحین وغیرہما مین ص اور اخیر کی دو رکعتونمین فقط فاتحہ پڑھے اور یہ افضل ہی ف بسبب حدیث ابی قتادہ کے صحیحین مین ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے بیچ دو رکعتون پہلی کے ظہر اور عصر سے فاتحہ اور دو سورتین دو رکعتون مین اور اخیر کی رکعتون مین فقط فاتحہ اور طول کرتے تھے رکعت اولی مین جو نہین طول کرتے تھے رکعت ثانیہ مین اور اسمین فقط ظہر اور عصر مذکور ہین اور روایت کی اسحق بن راہویہ نے مسند اپنی مین رفاعہ بن رافع انصاری سے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے بیچ پہلی دو رکعتون کے فاتحۃ الکتاب اور سورت اور اخیر کی دو رکعتون مین فاتحۃ الکتاب فقط اور مروی ہی اوسط طبرانی مین جابر بن عبداللہ سے کہا کہ سنت قرارت کی بیچ نماز کے یہ ہی کہ پڑھے پہلی دو رکعتون مین فاتحہ اور سورت اور اخیر دو رکعتون مین فاتحۃ الکتاب ص اور اگر تسبیح کہے یا چپ کھڑا رہے تو بھی درست ہی اور پھر بیٹھے جس طرح کہ پہلے بیٹھا تھا اور امام شافعی کے نزدیک دوسرے قعدے مین بائین سرین پر بیٹھے اور دونون پیر داہنی طرف نکال دیوے اور عورت دونون قعدون مین اسی طرح بیٹھے ف جیسا کہ اوپر مروی ہوئی حدیث وائل اور عائشہ کی اور وہ جو مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھتے اسیطرح پر جو امام شافعی کے نزدیک بھی ضعیف کیا اوسکو طحاوی نے اور کلام کیا اوسمین بیہقی نے اور بیان کیا ضعف اوسکا شیخ تقی الدین بن دقیق العید نے ص اور بعد تشہد کے درود پڑھے اور دعا مانگے جو قرآن کے مشابہ ہو یا ماثور ہو کے نہ آدمیون کی باتون سے تو ایسی چیز نہ مانگے جو آدمیون سے خاص ملتی ہے ف اور درود پڑھنا ہمارے نزدیک فرض نہین ہی اور امام شافعی کے نزدیک درود اور تشہد دونون پڑھنا فرض ہی اور دلیل ہماری یہ ہی کہ کہا ابن مسعود نے جب کہہ چکے تو یعنی تشہد یا کر چکے تو تو تمام ہو گئی نماز تیری اگر چاہے تو کہ اوٹھے تو اوٹھ اور اگر چاہے بیٹھے تو بیٹھ اور صاحب ہدایہ نے اسکو کلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا ہی اور اوپر گذر چکا کہ یہ مدرج ہی لیکن ایسا مدرج مانند مرفوع کے ہی اور کہا قاضی عیاض نے اور جو کہا امام شافعی نے کہ جس نے درود نہ پڑھا تو نماز اوسکی فاسد ہی اور نہین حجت ہی اونکی اس قول مین اور نہ کوئی حدیث کہ متابعت کی ہو اوسکی اور تشنیع کی اونپر اس باب مین ایک جماعت نے اونمین سے ابن طبری اور قشیری اور خلاف کیا اونکا اونکے اہل مذہب مین سے خطابی نے اور کہا کہ نہین جانتا مین اونکے لیے اس باب مین کوئی دلیل اور تشہدات جو مروی ہین ابن مسعود اور ابن عباس اور ابی ہریرہ اور جابر اور ابو سعید اور ابو موسی اور ابن الزبیر سے نہین مذکور ہی اوسمین درود اور وہ جو مروی ہی آنحضرت علیہ السلام سے نہین ہی نماز اوسکی جس نے نہ درود بھیجا اوپر اسکے ضعیف کیا اوسکو سب اہل حدیث نے اور اگر بالفرض صحیح ہو تو معنی اوسکے نفی کمال کے ہین یا اجر نے عمر بھر مجھپر درود نہ بھیجا اور لیکن تاویل اسکی اور ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جو سلام تشہد مین ہی وہ اگر کسی نے نہ کہا تو نماز اوسکی نہین کیونکہ وہ ہمارے نزدیک بھی واجب ہی اور اسی طرح جو ابن مسعود سے مروی ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

جس نے پڑھی نماز اور نہ بھیجا درود مجھپر اور میرے اہل بیت پر نہ قبول کیجاویگی نماز اوسکی اور ضعیف ہی جابر جعفی سے اور بیان کیا اوپر ہمنے ضعف اوسکا باوجود اس بات کے کہ اختلاف ہوا اوسکے رفع اور وقف مین بیان کیا اوسکو دارقطنی نے اور لیکن حدیث اول سو روایت کیا اوسکو ابن ماجہ نے کہ لَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَا وُضُوْءَ لَہٗ وَلَا وُضُوْءَ لِمَنْ لَمْ یَذْکُرِ اسْمَ اللّٰہِ عَلَیْہِ وَلَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَمْ یُصَلِّ عَلَی النَّبِیِّ وَلَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَا یُحِبُّ الْاَنْصَارَ یعنی نہین جائز ہی نماز اوسکی جسکو وضو نہین اور نہین وضو اوسکا جسپر اللہ کا نام مذکور نہین اور نہین نماز اوسکی جسنے درود نہین پڑہا اور نہین نماز ہی اوس شخص کی جو نہین دوست رکھتا انصار کو اور اسناد مین اوسکی عبد المہیمن ضعیف ہی اور کہا ابن حبان نے لَا یَحْتَجُّ بِہٖ نہین حجت پکڑی جاویگی اوس سے اور اخراج کیا اوسے طبرانی نے ابی بن عباس سے اور بیہقی نے بھی مرفوعاً اسناد اوسکے اگرچہ لوگون نے حدیث عبد المہیمن کی اشبہ بالصواب ہی یا وجوداسکے کہ جماعت نے کلام کیا ہی ابی بن عباس مین اور روایت کی بیہقی نے یحیی بن السباق سے انھون نے ایک شخص سے بنی حارث مین سے انھون نے ابن مسعود سے انھون نے حضرت علیہ السلام سے کہ جب تشہد پڑھے کوئی تم مین سے نماز مین سو کہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّارْحَمْ مُحَمَّدًا وَّاٰلَ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ وَبَارَکْتَ وَتَرَحَّمْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اور بعضون نے روایت کیا ہی ارحم محمدا و ال محمد اور ترحمت علی ابراھیم کا ترک کرے اور باقی کو پڑھے لیکن اسناد مین اس حدیث کی وہ شخص مجہول ہی اور بعضون نے مکروہ رکھا ہی کہ نہ بتلاوے کسکے اوپر درود بھیجے لیکن حدیث مین آیا ہی اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی اٰلِ اَبِیْ اَوْفٰی اور جب کہ صلوۃ بمعنی رحمت ہو جائز ہوئی کہ کوئی وجہ نہین اوسکے درود بھیجنا باہر نماز کے کہ خص کے نزدیک ساری عمر مین ایکبار فرض ہی یا جب کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک آوے جیسا کہ اختیار کیا اوسکو طحاوی نے لیکن ترغیب اوسکی وقت ذکر اسم مبارک صلی اللہ علیہ وسلم کے ثابت نہین ہوتی مانند سنت ہونا بطور تکرار کے ثابت ہوتا ہی اور اپنے جو آپکے نام پر درود بھیجے اوسکو بڑا بخیل ارشاد فرمایا اور حقیقت مین یہ بات ہی کہ محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کچھ زبان کے کہنے سے نہین ہوتی بلکہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال کی متابعت مین کوشش کرے کہ سو فرق نہووے اور آپکے نام پر جب ذکر کیا جاوے درود بھیجنا لازم جانے تب وہ محب رسول اللہ کہا جاویگا والا یہ محبت نام کی ہی اسکا آخرت مین کچھ اجر و ثواب نہین اور یہ معلوم ہی اکثر احادیث صحیحہ کا وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ **ص** پھر سلام کرے داہنی طرف اور نیت کرے اونکی جو اوسکے داہنے آدمی اور فرشتے ہین اور بائین طرف جو ایسی ہی کرے اور مقتدی امام کی بھی نیت کرے امام کی جانب مین اور اگر امام اوسکے سامنے ہو تو دونون جانب مین نیت امام کی کرے اور امام دونون سلامون مین نیت کرے اور بعض کے نزدیک فقط پہلے سلام مین اور بعض کے نزدیک کسی مین نکرے اور جو کیا ہی وہ دونون سلامون مین نیت فرشتون کی کرے **ف** روایت ہی ابن مسعود سے کہ تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سلام پھیرتے داہنی طرف اور کہتے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ یہانتک کہ داہنا رخسارہ آپکا دکھلائی دیتا تھا اور بائین طرف کہتے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ یہانتک کہ دکھلائی دیتی تھی سفیدی بائین رخسارے کی اخراج کیا اوسکا نسائی اور ترمذی وغیرہم نے اور صحیح کیا اوسکو اور ہمارے نزدیک لفظ سلام کا کہنا واجب ہی بخلاف واسطے شافعی کے کہ اونکے نزدیک فرض ہی اور دلیل اونکی وہ حدیث ہی جو ہمنے بیان کی قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اور تحلیل نماز کی تسلیم ہی اور دلیل ہماری حدیث ابن مسعود کی ہی جو اوپر گذری اور اس حدیث سے فرضیت اوسکی ثابت نہین ہوتی اور بہت سی حدیثین اس باب مین آئی ہین کہ آدمی کے داہنے بائین فرشتے ہین ذکر کیا اونکو شیخ کمال الدین ابن الہمام نے

ص فصل قراءت کے بیان مین

نماز جمعہ اور عیدین اور نماز فجر اور عشا اور مغرب کی اول دو رکعتون مین امام کو اختیار ہی چاہے پکار کے پڑھے اور اکیلے کو بھی اختیار ہی اور قضا مین ضعیف آہستہ سے پڑھے اور ادنی درجہ جہر کا یہ ہی کہ دوسرا سنے اور سر کا یہ کہ فقط آپ سنے اور یہی صحیح ہی اور بعضون کے نزدیک ادنی درجہ جہر کا یہ ہی کہ آپ سنے اور ادنی سر کا یہ ہی کہ فقط تصحیح حروف کی ہو تو طلاق اور عتاق اور جو چیزین کہ بولنے سے متعلق ہین اگر اس طرح کے جو اپنے تئین نہ سنائی دیوے واقع نہونگے ف اور ظہر اور عصر مین سر کرے کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صَلٰوۃُ النَّھَارِ عِجَمَآءُ یعنی نماز دن کی گونگی ہی اور مراد یہ ہی کہ اوسمین قراءت ایسی کہ سنائی دیوے نہین یہ حدیث ہدایہ مین ہی لیکن کہا نووی نے لَا اَصْلَ لَہٗ یعنی نہین ہی اصل اس حدیث کی اور روایت کیا اسکو عبد الرزاق نے مصنف مین قول مجاہد اور ابی عبیدہ رضی اللہ عنہما سے اور سر اور جہر مین حدیثین صحیح بیشمار آئی ہین اور اوسمین اتفاق صحابہ و مَنْ بَعْدَھُمْ کا ہی اسی سبب سے اسمین کوئی حدیث صریح ذکر کرنے کی حاجت نہین اور جمعہ اور عیدین کے جہر مین بہت حدیثین ہین روایت کی جماعت نے سوا بخاری کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے عیدین اور جمعے مین سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی اور ھَلْ اَتٰکَ حَدِیْثُ الْغَاشِیَۃِ اور صحیح مسلم مین ہی ابی واقد لیثی سے کہ پوچھا مجھسے عمر نے کہ کیا پڑھتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید اضحی اور عید الفطر مین کہا کہ پڑھتے تھے قٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ اور اِقْتَرَبَتِ السَّاعَۃُ ص اگر عشا کی دو رکعتون اول مین سورت نہ پڑھے اخیر کی دو رکعتون مین بعد فاتحہ کے پڑھ لیوے اور فاتحہ اور سورت دونون کا جہر کرے اگر امام ہی اور اگر فاتحہ پہلی دو رکعتون مین چھوٹ گئی تو پچھلی رکعتون مین نہ پڑھے کیونکہ وہ پہلی رکعتون مین بھی فاتحہ پڑھا جاتا ہی اور پہلی رکعتون کا بھی فاتحہ اوسمین پڑھیگا تو ایک رکعت مین دو فاتحہ لازم آوینگے اور تکرار فاتحہ کی خواہ مشروع ہی اور قراءت فرض ایک آیت ہی اور اتنا پڑھنے والا گنہگار ہوگا بسبب ترک واجب کے اور جو سفر مین جلدی ہی تو فاتحہ اور جو سورت چاہے پڑھے اور اگر اس پر بھی تو مانند سورہ بروج و انشقت کے پڑھے اور اقامت مین فجر اور ظہر مین حجرات سے بروج تک جو سورت چاہے پڑھے اور عصر اور عشا مین بروج سے لم یکن تک اور مغرب مین لم یکن سے آخر تک جو سورت چاہے پڑھے ف اور اصل اوسمین وہ ہی جو روایت کی عبد الرزاق نے مصنف مین اَخْبَرَنَا سُفْیَانُ الثَّوْرِیُّ عَنْ عَلِیِّ بْنِ زَیْدِ بْنِ جُدْعَانَ عَنِ الْحَسَنِ وَغَیْرِہٖ قَالَ کَتَبَ عُمَرُ اِلٰی اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ اَنِ اقْرَأْ فِی الْمَغْرِبِ بِقِصَارِ الْمُفَصَّلِ وَفِی الْعِشَآءِ بِوَسَطِ الْمُفَصَّلِ وَفِی الصُّبْحِ بِطِوَالِ الْمُفَصَّلِ یعنی لکھا عمر نے طرف ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ کے کہ پڑھ مغرب مین قصار مفصل یعنی لم یکن سے آخر تک اور عشا مین اوساط مفصل یعنی بروج سے لم یکن تک اور صبح مین طوال مفصل یعنی حجرات سے بروج تک ص اور جو حفظ درست ہو تو جتنا ہو سکے اور ایک سورت کا معین نماز مین کرنا مکروہ ہی اور مقتدی چپکا کھڑا رہے اور سنے اور کچھ نہ پڑھے فرمایا اللہ تعالی نے جب قرآن پڑھا جاوے تو سنو اور چپ رہو اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ اکبر کہے امام پس اللہ اکبر کہو تم اور جب قراءت کرے تو چپ رہو اور فرمایا علیہ السلام نے کہ جسکے واسطے امام ہو تو قراءت امام کی اوسکی قراءت ہی اور کافی ہی اوسکو اور فرمایا کیا ہی واسطے میرے جھگڑا کیا جاتا ہون قرآن مین یعنی جب لوگ میرے پیچھے قرآن پڑھتے ہین تو خیال اونکی طرف جاتا ہی کہ قراءت قرآن مین خلل پڑتا ہی ف حدیث دوسری مروی ہی متعدد طریقون سے جابر بن عبد اللہ سے اور ضعیف کی گئی اور اعتراض کیا ضعیف کرنے والون نے ساتھ رضے اوسکے کے مثل دارقطنی اور بیہقی کے اور ابن عدی کے کہ صحیح یہ ہی کہ مرسل ہی سوا واسطے کہ حفاظ نے مثل سفیان اور ابی الاحوص اور شعبہ اور اسرائیل اور شریک اور ابی خالد دالانی اور جریر اور عبد الحمید اور زائدہ اور زہیر نے روایت کیا اوسکو موسی بن ابی عایشہ سے

انھون نے عبد اللہ بن شداد سے انھون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوا رسال کیا اوسکو اور ارسال کیا اوسکو ابو حنیفہ نے بھی ایکبار تو بر تقدیر ارسال کے بھی ہم یہ کہتے ہین کہ مرسل ہمارے نزدیک حجت ہی اور دوسرے یہ کہ روایت کی امام محمد بن الحسن نے موطا مین حَدَّثَنَا اَبُوْ حَنِیْفَۃَ ثَنَا اَبُو الْحَسَنِ مُوْسٰی بْنُ اَبِیْ عَائِشَۃَ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَلّٰی خَلْفَ اِمَامٍ فَاِنَّ قِرَاءَۃَ الْاِمَامِ لَہٗ قِرَاءَۃٌ اور وہ جو انھون نے کہا ہی کہ ان حفاظ نے اسکو رفع نہین کیا صحیح نہین ہی کہا احمد بن منیع نے مسند مین ثَنَا اِسْحٰقُ الْاَزْرَقُ ثَنَا سُفْیَانُ الْاَزْرَقُ ثَنَا سُفْیَانُ وَشَرِیْکٌ عَنْ مُوْسٰی بْنِ اَبِیْ عَائِشَۃَ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ کَانَ لَہٗ اِمَامٌ فَقِرَاءَۃُ الْاِمَامِ لَہٗ قِرَاءَۃٌ قَالَ وَحَدَّثَنَا جَرِیْرٌ عَنْ مُوْسٰی بْنِ اَبِیْ عَائِشَۃَ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ شَدَّادٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَذَکَرَہٗ اور نہین ذکر کیا اوس نے جابر سے اور روایت کیا اوسکو عبد بن حمید نے حدیث بیان کی ہم سے ابو نعیم نے کہا حدیث بیان کی ہم سے حسن بن صالح نے انھون نے ابی الزبیر سے انھون نے جابر سے انھون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مثل اوسکے اور اسناد حدیث جابر اول کی صحیح ہی اوپر شرط شیخین کے اور دوسری اوپر شرط مسلم کے تو دیکھو یہی لوگ سفیان اور شریک اور جریر اور ابو الزبیر نے رفع کیا اوسکو ساتھ طریقون صحیحہ کے سو باطل ہوا شمار کرنا اون لوگون کو عدم رافعین مین اور مقرر ہی یہ بات کہ اگر متفرد ہو ثقہ تو واجب ہی قبول اوسکا سو در صورتیکہ جمعت سے ثقہ رفع کرین اوسکو تو کس طرح واجب القبول نہوگی اور اخراج کیا اوسکا ابن عدی نے ابو حنیفہ سے بیان ترجمہ مین اونکے اور ذکر کیا اوسمین ایک قصہ اور روایت کیا اوسکو ابو عبد اللہ حاکم نے ثَنَا اَبُوْ مُحَمَّدِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَمْلَانَ الصَّیْرَفِیُّ ثَنَا عَبْدُ الضَّحَّاکِ الْفَضْلُ الْبَلْخِیُّ ثَنَا مَکِّیُّ بْنُ اِبْرَاھِیْمَ عَنْ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ عَنْ مُوْسَی ابْنِ اَبِیْ عَائِشَۃَ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ شَدَّادِ بْنِ الْھَادِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلّٰی وَرَجُلٌ خَلْفَہٗ یَقْرَأُ فَجَعَلَ رَجُلٌ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَنْھَاہُ عَنِ الْقِرَاءَۃِ فِی الصَّلٰوۃِ فَلَمَّا انْصَرَفَ اَقْبَلَ عَلَیْہِ الرَّجُلُ فَقَالَ اَنْتَھَانِیْ عَنِ الْقِرَاءَۃِ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَتَنَازَعَا حَتّٰی ذُکِرَ ذٰلِکَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ مَنْ صَلّٰی خَلْفَ اِمَامٍ فَاِنَّ قِرَاءَۃَ الْاِمَامِ لَہٗ قِرَاءَۃٌ یعنی کہ پڑھتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز اور پڑھتا تھا نماز مین ایک شخص پیچھے آپکے سو منع کیا اوسکو ایک صحابی نے قرأت سے نماز مین تو جب فارغ ہوئے نماز سے آیا اوسکے پاس وہ شخص سو کہا کہ تم منع کرتے ہو مجکو قرأت سے پیچھے امام کے سو جھگڑا کیا اون دونون نے یہانتک کہ ذکر کیا گیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سو کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو نماز پڑھے پیچھے امام کے تو گویا قرأت امام کی اوسکی قرأت ہی اور ابو حنیفہ رح کی روایت مین ہی کہ تھا یہ ظہر اور عصر مین اور اونکی روایت مین لفظ ظہر اور عصر کا مذکور ہی اور معارض ہی اوسکے جو روایت کی ابو داود اور ترمذی نے عبادہ بن الصامت سے کہا کہ تھے ہم پیچھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز فجر مین سو پڑھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور بھاری ہوئی اونپر قرأت تو جب فارغ ہوئے کہا کہ شاید قرأت کرتے ہو تم پیچھے امام کے کہا ہمنے یا رسول اللہ ہان کہا کہ نہ پڑھو مگر فاتحۃ الکتاب کیونکہ نہین نماز ہی اوسکی جس نے نہ پڑھا اوسکو اور کہا صاحب ہدایہ نے کہ ہی ہمارے مذہب اجماع صحابہ کا اور موطا

مالک ہیں ہے نافع سے انھوں نے ابن عمرؓ سے کہا کہ اگر پڑھے نماز کوئی تم میں سے امام کے پیچھے تو کافی ہے اوسکو قرأت امام کی اور اگر نماز پڑھے اکیلے تو قرأت کرے کہا کہ تھے ابن عمرؓ نہیں پڑھتے تھے پیچھے امام کے اور روایت کیا اوسکو اونسے دارقطنی نے مرفوعاً اور کہا کہ رفع کرنا اوسکا وہم ہے لیکن جب صحیح ہوا یہ قول ابن عمرؓ سے تو معلوم ہوا کہ سنا ہوگا انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تو رفع اوسکا صحیح ہوگا اگرچہ روایت ضعیف ہووے اور روایت کی ابن عدی نے کامل میں اسمٰعیل بن عمرو بن نجیح سے انھوں نے حسن ابن صالح سے انھوں نے ابی ہارون عبدی سے انھوں نے ابی سعید خدری سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جسکے واسطے امام ہو تو قرأت امام کی اوسکے واسطے قرأت ہے اور کہا کہ نہیں متابعت کیا گیا اس روایت میں اسمٰعیل اور وہ ضعیف ہے انتہیٰ قولہ قول ابن عدی کا صحیح نہیں کیونکہ متابعت کی اوسکی بطر بن عبداللہ نے روایت کی طبرانی نے اوسط میں **ثنا** مُحَمَّدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَامِرِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ الْاَصْبَهَانِيُّ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ جَدِّيْ عَنِ الْبَطِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ **ثنا** الْحَسَنُ اوسی سند سے جو روایت کی اوسکو ابن عدی نے اور روایت کیا حدیث ابن عباسؓ سے رفع اوسکا اور اوسمیں کلام ہے اور روایت کی طحاوی نے شرح آثار میں **ثنا** يُوْنُسُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى **ثنا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ عَنْ بَكْرِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ مِقْسَمٍ اَنَّهٗ سَاَلَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ وَزَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ وَجَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ فَقَالُوْا لَا تَقْرَاْ خَلْفَ الْاِمَامِ فِيْ شَيْءٍ مِّنَ الصَّلٰوةِ یعنی پوچھا عبیداللہ بن مقسم نے عبداللہ اور زید اور جابر وغیرہم سے سو کہا انھوں نے نہ پڑھ پیچھے امام کے نماز میں اور روایت کی امام محمد بن حسن نے موطا میں سفیان بن عیینہ سے انھوں نے منصور سے انھوں نے ابی وائل سے کہا کہ پوچھے گئے عبداللہ بن مسعودؓ قرأت سے پیچھے امام کے کہا کہ چپ رہ اسواسطے کہ نماز میں شغل ہے اور کافی ہے تجکو امام اور روایت کی سعد بن وقاص سے کہ کہا انھوں نے چاہتا ہوں میں اوس شخص کو جو پڑھتا ہے پیچھے امام کے کہ اوسکے منہ میں انگارہ ہو اور روایت کیا اوسکو عبدالرزاق نے لیکن کہا انھوں نے بدلے انگارے کے پتھر اور روایت کی محمد نے موطا میں داود بن قیس سے انھوں نے عجلان سے کہ عمر بن خطاب نے کہا کاش کے ہوتا اوسکے منہ میں جو قرأت کرتا ہے پیچھے امام کے پتھر اور اخراج کیا اوسکا عبدالرزاق نے بھی اور روایت کی طحاوی نے حماد بن سلمہ سے انھوں نے ابی حمزہ سے کہا کہ کہا مجھے واسطے ابن عباسؓ کے پڑھوں میں اور امام سامنے میرے ہو کہا کہ نہیں اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے مصنف میں حدیث کہا کہ نہ پڑھے پیچھے امام کے چاہے جہر کرے اور چاہے اخفا کرے یعنی کسی نماز میں نہ پڑھے اور روایت کی اوس نے اور عبدالرزاق نے حضرت علیؓ کے قول سے کہا کہ جو پڑھے پیچھے امام کے تو اوس نے خطا کی فطرت سے اور روایت کیا اوسکو دارقطنی نے ایک طریق سے اور کہا کہ نہیں صحیح ہے اسناد اوسکی اور کہا ابن حبان نے کتاب الضعفا میں یہ روایت کرتا ہے اوسکو عبداللہ بن ابی لیلیٰ انصاری قاضی علی رضی اللہ عنہ سے اور وہ باطل ہے اور کافی ہے بطلان میں اوسکے اجماع مسلمانوں کا اوسکے خلاف پر اور اہل کوفہ نے اختیار کیا ترک قرأت کو پیچھے امام کے نہ کہ جائز رکھا اسکو اور ابن ابی لیلیٰ یہ شخص مجہول ہے ختم ہوا قول ابن حبان کا اور مروی ہے سنن نسائی میں مانند اسکے قول ابوالدرداء سے اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور جب پڑھے امام تو چپ رہو روایت کیا اسکو مسلم نے زیادت ہے حدیث **اِذَا كَبَّرَ الْاِمَامُ فَكَبِّرُوْا** پھر اوضعیف کیا اوسکو ابوداؤد نے اور نہیں اتمام کیا گیا اس طرف بہ صحت طریق اور اسناد کے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے **وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا** یعنی جب پڑھا جاوے قرآن تو سنو اوسکو اور چپ رہو اور روایت کی بیہقی نے امام احمد سے کہا کہ اجماع کیا ہے اوپر اس بات کے کہ یہ آیت نماز میں ہے اور روایت کی مجاہد سے کہ تھے رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم سنتے قرأت ایک جوان کی انصار سے سو نازل ہوئی یہ آیت وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا اور روایت کی ابن مردویہ نے تفسیر مین کہ کہا کسی صحابی نے یہ آیت نازل ہوئی نماز مین پیچھے امام کے

ص فصل جماعت کے بیان مین

جماعت سنت موکدہ ہی قریب واجب کے ف کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جماعت سنن ہدا مین سے ہی سمین تخلف کرتا ہی اوس سے مگر منافق اور یہ حدیث ہدایہ مین ہی روایت ہی امام ابی یوسفؒ سے کہ پوچھا مینے امام ابو حنیفہؒ سے جماعت کو بیچ وقت کپڑے وغیرہ کے تو کہا لَا اُحِبُّ تَرْكَهَا یعنی نہین دوست رکھتا ہون مین ترک اوسکا اور کہا امام محمدؒ نے موطا مین کہ حدیث مین رخصت ہی فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تم ہو جاو مین نعلین تو نماز اپنی جگہ مین ہی یعنی اوسوقت تکلیف جماعت نہین اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن ام مکتوم کو باوجود کثرت تکالیف کے اذن ترک جماعت کا ندیا اخراج کیا اسکا ابوداود اور حاکم نے اور روایت کی ابن ماجہ نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو سنے ندا کو اور نہ آوے جماعت مین تو نماز نہین اوسکی مگر عذر سے اور روایت کیا اوسکو حاکم نے اور کہا کہ یہ شرط بخاری و مسلم پر ہی ص اور بہتر امامت کے لیے جو احکام نماز کو خوب جانتا ہو پھر جو قاری زیادہ ہو پھر جو پرہیزگار زیادہ ہو پھر جو سن مین زیادہ ہو ف روایت کی جماعت نے سوا بخاری کے کہ فرمایا حضرت نے امامت کرے قوم کی جو زیادہ پڑھنے والا ہو کتاب اللہ کو تو اگر قرأت مین برابر ہون تو جو زیادہ جانتا ہو سنت کو (یعنی ارباب صحاح ستہ ۱۲) اور اگر سنت کے جاننے مین برابر ہون تو جو اقدم ہو ہجرت مین تو اگر ہجرت مین برابر ہون تو جو پہلے اسلام لایا ہو اور روایت کیا اوسکو ابن حبان اور حاکم نے لیکن کہا حاکم نے بدل فَاَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَّةِ کے فَاَقْدَمُهُمْ قِرَاءَةً یعنی جو فقہ کو زیادہ جانتا ہووے اور اگر فقہ مین برابر ہوون تو جو سن مین بڑا ہووے کہا شیخ کمال الدین نے کہ یہ لفظ غریب ہی لیکن اسناد اوسکی صحیح ہی اور مین کہتا ہون کہ روایت کی ابن ابی شیبہ نے بسند صحیح عن مسعود و انصاری سے اسناد اسکے اور الفاظ یہ ہین يَؤُمُّ الْقَوْمَ اَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللّٰهِ فَاِنْ كَانُوْا فِي الْقِرَاءَةِ سَوَاءً فَاَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَّةِ فَاِنْ كَانُوْا بِالْعِلْمِ فِي السُّنَّةِ سَوَاءً فَاَقْدَمُهُمْ هِجْرَةً فَاِنْ كَانُوْا فِي الْهِجْرَةِ سَوَاءً فَاَقْدَمُهُمْ سِنًّا یعنی اگر ہجرت مین برابر ہون تو پھر جو سن مین بڑا ہووے اور فرمایا کہ نہ امامت کرے ایک شخص دوسرے شخص کی امامت کی جا مین اور نہ بیٹھے اوسکے گھر مین اوس جگہ پر جو اوسکی عزت کی جگہ بیٹھنے کی ہی مثلاً ایک مکان مین فرش تو ڈالے صاحب مکان کا مقام معین ہی کہ اوسپر مسند وغیرہ زیادہ اہتمام ہی تو بغیر اذن اوسکے کے یہ نہین چاہیے کہ اوسکی جا پر بیٹھ جاوے اور روایت کی عطاء سے کہ کہا انھون نے امامت کرے قوم کی جو اوسمین افقہ ہو یعنی فقہ والا ہووے اور اس حدیث مین اور ہمارے مذہب مین مخالفت نہین کیونکہ مراد اقرأ سے اعلم بالقرأت ہی اور قرأت بھی ایک سنن دین سے ہی اور نقض اسمین یہ ہی کہ بعد اوسکے پھر اعلم بالسنۃ جو ارشاد فرمایا تو اوسسے کیا مراد ہوگا اور صاحب ہدایہ نے لکھا ہی کہ اوس زمانے مین جو اقرأ ہوتے تھے وہ اعلم بھی ہوتے تھے بخلاف اس زمانے کے کہ اکثر لوگ اقرأ ہوتے ہین اور اعلم نہین ہوتے اسیواسطے ہمنے مقدم کیا اعلم کو اقرأ پر اور روایت کی حاکم نے کہ امامت کرین تم مین سے وہ لوگ جو بہتر ہین تم مین اور یہ حدیث ضعیف ہی لیکن کہا شیخ ابن الہمام نے فتح القدیر مین وَاِلَّا فَالضَّعِيْفُ غَيْرُ الْمَوْضُوْعِ يُعْمَلُ بِهٖ فِيْ فَضَائِلِ الْاَعْمَالِ یعنی حدیث ضعیف عمل کیا جاویگا اوسپر فضائل اعمال مین ص اور نماز خلف امیر فاجر اور فاسق اور زانی اور بے عمل اور ولد الزنا کے پیچھے مکروہ ہی ف لیکن

غلام کے پیچھے تو اسواسطے کہ اوسکو خدمت سے فراغت نہیں کہ احکام نماز کے سیکھے اور گنوار اکثر جاہل ہوتے ہیں اور فاسق کو غم اپنے دین کا نہیں اور اندھا نجاست سے پرہیز نہیں کرسکتا اور ولد الزنا کا باپ معلوم نہیں کہ اوسکو تعلیم کرے اور لوگ اوسکی امامت کو مکروہ جانینگے اور بدعتی کے پیچھے بھی اسواسطے مکروہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اوسکی مسجد سے نکل گئے جیسا کہ ذکر اوسکا اوپر گذرا اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے ضحاک سے بسند صحیح کہا انھوں نے نہ امامت کرے غلام اور اوس قوم میں آزاد لوگ ہوں اور روایت کی سعید بن جبیرؓ سے کہ کہا انھوں نے اندھا امامت نکرے اور روایت کی زیاد بن نمیر سے کہا کہ پوچھا میں نے انسؓ رضی اللہ عنہ سے کہ اندھا امامت کرے کہا کہ کیا احتیاج ہے اوسکی تکلو اور کہا ابن ابی شیبہ نے حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ كَهْمَسٍ عَنِ الْعَبَّاسِ الْحَرِيرِيِّ اَنَّ اَبَا مِجْلَزٍ كَرِهَ اِمَامَةَ الْاَعْرَابِيِّ یعنی ابی مجلز نے مکروہ رکھا امامت اعرابی کو اور غلام جب فقیہ ہووے تو امامت اوسکی مکروہ نہیں روایت کیا اوسی نے حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ نَا مُغِيرَةُ عَنْ اِبْرَاهِيمَ اَنَّهُ سُئِلَ عَنْ اِمَامَةِ الْعَبْدِ وَالْاَعْرَابِيِّ فَقَالَ لِلْعَبْدِ اِذَا فَقُهَ اَحَبُّ اِلَيَّ یعنی غلام جب فقیہ ہووے تو دوست تر ہے نزدیک میرے واسطے امامت کے اور ولد الزنا کی امامت اسواسطے مکروہ ہے کہ روایت کی ابن ابی شیبہ نے حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ بَلَغَنِي اَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ لِرَجُلٍ كَانَ يَؤُمُّ قَوْمًا بِالْعَقِيقِ لَا يُعْرَفُ مَنْ وَالِدُهُ فَنَهَاهُ اَنْ يَؤُمَّهُمْ یعنی تھا ایک شخص امامت کرتا قوم کی عقیق میں اور نہیں معلوم تھا کہ کسکا لڑکا ہے سو منع کیا اوسکو عمر بن عبدالعزیز نے امامت سے اور کہا حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ لَيْثٍ عَنْ مُجَاهِدٍ اَنَّهُ كَرِهَ اَنْ يَؤُمَّ وَلَدُ الزِّنَى وَصَاحِبُ الْبِدْعَةِ یعنی مکروہ رکھی مجاہد نے امامت ولد الزنا کی اور بدعتی کی اور کہا عبداللہ نے کہ نہیں دوست رکھتا ہوں میں کہ قاری تمھارے اندھے ہوں اخراج کیا اسکا ابن ابی شیبہ نے اور روایت کیے گئے بہت آثار اس باب میں اور اگر یہ لوگ امامت کرلیں تو نماز جائز ہوگی کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پڑھو نماز پیچھے ہر نیک و بد کے روایت کیا اسکو ابوداود نے اور دارقطنی نے اور یہ حدیث منقطع ہے لیکن ہمارے نزدیک حجت ہے اور اس معنی کو روایت کیا ابو نعیم اور عقیلی نے اور وہ طریقہ ضعیف ہے **ص** اور جماعت عورتوں کی جو امام مرد نہووے مکروہ ہے اور اگر جماعت کی تو جو عورت امام ہے وہ مقتدیوں کے برابر کھڑی ہووے **ف** اور کیا ہے ایسا حضرت عائشہؓ نے کہا صاحب ہدایہ نے کہ یہ حکم ابتدائی اسلام میں تھا اور کلام کیا اوسمیں شیخ ابن الہمام نے اور ذکر کیں فتح القدیر میں اس باب میں چند روایتیں اور روایت کی عبدالرزاق نے ابراہیم بن محمد سے انھوں نے داؤد بن الحصین سے انھوں نے عکرمہ سے انھوں نے ابن عباسؓ سے کہ کہا انھوں نے امامت کرے عورت عورتوں کی اور کھڑی ہو اونکے بیچ میں اور اس سے معلوم نہیں ہوتا کہ حدیث امامت نساء کی منسوخ ہووے جائز ہے کہ ابن عباسؓ کو ناسخ نہ پونہچا ہووے اور حدیث میں آیا ہے کہ نماز عورت کی بہتر ہے حجرے سے گھر میں اور گھر سے تہ خانے میں روایت کیا اسکو ابن خزیمہ نے صحیح میں اور روایت کی ابن خزیمہ نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عورت کی افضل ہے اپنے تاریک گھر میں اور ان حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ چیزیں جماعت کی گنجایش نہیں رکھتیں اور حق یہ ہے کہ یہ حدیثیں دال ہیں اوپر کراہیت مطلق جماعت کے اور خصوصیت جماعت خاص کی نہیں اور کلام ہمارا جماعت خاص میں ہے اور روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا تھا ایک عورت کو کہ امامت کرے اپنے گھر والوں کی اور مؤذن مقرر کیا تھا اوسکے واسطے لیکن اسناد اوسکی ضعیف ہے اور توثیق کی اوسکی ابن حبان نے کتاب الثقات میں اور تفصیل فتح القدیر میں ہے اور مرد کو عورتوں کی امامت کرنا مکروہ نہیں اور بیان کیے ہیں اس باب میں ابن ابی شیبہ نے آثار صحیحہ

حضرت عمر اور علی اور حسن وغیرہم سے **ص** جوان عورتوں کا ہر نماز جماعت میں اور بڑھیوں کا ظہر اور عصر میں حاضر ہونا مکروہ ہے اور فجر مغرب عشا میں بڑھیوں کا آنا مکروہ نہیں **ف** اور جانا چاہیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح ہوا کہ منع کرو لونڈیوں کو اللہ کی مسجدوں سے اللہ کی اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب اذن مانگے عورت تمہارے کسیکی مسجد میں جانے کی تو منع نکرے اوسکو اور دلیل منع کی یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا عورتوں کو عشا میں حاضر ہونے سے اور صحیح مسلم میں ہے نہ منع کرو عورتوں کو مسجد میں جانے سے مگر رات کو یعنی رات کو جانے سے منع کرو اور فرمایا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ اگر دیکھتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوسکو جو کچھ کہ عورتوں نے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے البتہ منع کرتے اونکو جیسا کہ منع کی گئیں عورتیں بنی اسرائیل کی اور روایت کی ابن عبد البر نے تمہید میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ای آدمیو منع کرو عورتوں کو زینت کے پہننے سے اور آرائش دکھانے کی راہ سے مسجد میں جانے سے کیونکہ نہیں لعنت کیے گئے بنی اسرائیل یہانتک کہ نکلیں عورتیں انکی دکھانے کی راہ سے مسجدونمیں اور صحیح یہی ہے کہ اس زمانے میں خصوصاً ملک ہند میں احتیاط اور تقویٰ اور مقتضائے دینداری یہ ہے کہ گھر میں اپنے عورت نماز پڑھے اور باہر نکلے اور منع کیجاوے نکلنے سے اور اسی پر فتویٰ ہے **ص** متوضی کو یعنی وضو کرنے والے کو تیمم کرنے والے کے پیچھے اور دھونے والے کو مسح کرنے والے کے پیچھے اور سیدھے کھڑے ہونے والے کو بیٹھے اور کپڑے کے پیچھے اور اشارہ کرنے والے کو پیچھے اشارہ سے پڑھنے والے کے اور نفل پڑھنے والے کو فرض پڑھنے والے کے پیچھے اقتدا درست ہے **ف** پہلے مسئلے میں خلاف ہے محمد رحمہ اللہ کا اونکے نزدیک جائز نہیں اور تیسرے میں بھی امام محمد کا یہی مذہب ہے اور وہی قیاس ہے لیکن ترک کیا ہمنے اسکو قیاس کو ساتھ نص کے اور وہ یہ ہے کہ پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اخیر نماز بیٹھ کے اور لوگ اونکے پیچھے کھڑے تھے اور پڑھی حضرت ابوبکر نے نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے مرض موت میں اور صحیح ہوئیں اسمیں بہت روایتیں اور اخراج کیا اسکا بخاری و مسلم نے **ص** اقتدا مرد کی ساتھ عورت اور لڑکے اور خنثے کے اور پاک کی ساتھ معذور کے اور قاری کے ساتھ ان پڑھے کے اور پہننے والے کی ساتھ ننگے کے اور اشارہ نکرنے والے کی ساتھ اشارے سے پڑھنے والیکے اور فرض پڑھنے والے کی ساتھ نفل پڑھنے والے کے درست نہیں اور اسی طرح جو مقتدی اور فرض پڑھتا ہو اور امام دوسری نماز فرض پڑھتا ہو تو بھی درست نہیں مقتدی کی نماز **ف** اقتدا ساتھ عورت اور لڑکے کے اسواسطے جائز نہیں کہ لڑکے کے اوپر تو نماز نفل ہے اور فرض نماز پڑھنے والے کی اقتدا ساتھ نفل پڑھنے والے کے درست نہیں اور کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیچھے کرو عورتوں کو کیونکہ پیچھے کیا اونکو اللہ نے اور مروی ہے مصنف ابن ابی شیبہ میں کہ کہا عطا اور عمر بن عبد العزیز نے کہ نہ امامت کرے لڑکا قبل احتلام کے فرض میں اور نہ غیر فرض میں اور ایسا ہی مروی ہے عامر اور مجاہد اور اشعث سے سب کہتے ہیں کہ نہ امامت کرے لڑکا جبتک اوسکو احتلام نہ ہو اور کہا ابراہیم نخعی نے نہیں حرج ہے کہ امامت کرے لڑکا قبل احتلام کے ماہ رمضان میں یعنی تراویح میں **ص** امام قراءت کا طول نکرے اور اسی طرح سے پہلی رکعت میں دوسری سے زیادہ طول نکرے مگر نماز فجر میں **ف** کیونکہ روی ہے صحیحین میں کہ جب امامت کرے تم میں سے کوئی تو چاہیے کہ تخفیف کرے نماز میں کیونکہ جماعت میں ضعیف اور بیمار اور بوڑھے سب طرح کے لوگ ہیں اور جب اکیلا پڑھے تو جتنا چاہے طول کرے اور مسلم میں یہ ہے کہ اوسمیں صغیر و کبیر اور ضعیف اور مریض صاحب حاجت ہیں اور صحیحین میں ہے انس رضی اللہ عنہ سے کہا انہوں نے نہیں پڑھی میں نے نماز خفیف کسی امام کے پیچھے خفیف زیادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے اور مراد اس سے یہ ہے کہ قراءت مسنونہ سے زیادہ کم نکرے جیسا کہ اوپر بیان ہوا اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے ایکبار شروع کی سورۂ بقرہ نماز میں سو سلام پھیرے یا ایک شخص نے

اور اکیلے پڑھکے چلا گیا پس منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اور آپ نے عشا میں پڑھنے کو سبح اسم ربک الاعلیٰ
یا اسم ربک اور والشمس وضحٰھا وغیرہ ارشاد فرمایا اور بعض حدیثوں میں ہے کہ یہ مغرب میں ہے غرض بہر صورت رعایت حال
اور اسیطرح تراویح میں بھی نہایت طول کرنا مکروہ ہے بلکہ ایک رات میں جو لوگ ختم کرتے ہیں جماعت سے کرو ہے تین آیت سے کم نہیں چاہیے
مقتدی ایک ہو امام اوسکو داہنی طرف کھڑا کرے اور اگر زیادہ ہوں تو امام آگے بڑھ جاوے اور اونکو حکم تاخیر کا نکرے کیونکہ ایک آدمی کا
بہت آدمیوں کے ہٹنے سے آسان ہے **ف** پہلے مسئلے کی دلیل یہ ہے کہ روایت ہے حضرت ابن عباس سے کہ رہا میں ایک
نزدیک میمونہ بیبی حارث ہلالیہ کے سو کھڑے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے کو رات میں تو کھڑا ہوا میں حضرت صلعم
وسلم کے بائیں طرف تو پکڑا سر میرا اور کر لیا مجکو داہنی طرف روایت کی یہ ابن ابی شیبہ اور بخاری اور مسلم و غیرہم نے اور اگر
پیچھے یا بائیں طرف ہو کے نماز پڑھے تو جائز ہے لیکن گنہگار ہوگا بوجہ مخالفت سنت کے اور اگر دو آدمی ہوں تو امام جماعت سے
اونسے آگے بڑھ کے نماز پڑھاوے اور امام ابی یوسف کے نزدیک بیچ میں اون دونوں آدمیوں کے کھڑا ہووے اور حضرت عبداللہ
کھڑا کیا اسود اور علقمہ کو داہنے بائیں اور آپ بیچ میں کھڑے ہوئے اور جب نماز پڑھ چکے تو کہا ایسا ہی کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کہ وسلم نے اور کہا ابن عبدالبر نے نہیں صحیح ہے یہ رفع اوسکا اور صحیح اونکے نزدیک حدیث ابن مسعود پر اور کہا قوموں نے خلاف ہے میں ایسا ہم
کیا اوسکا مسلم نے دو طریقوں سے اور ایک طریقے تیسرے میں فقط رفع ہے اور وہ میں رفع نہیں اور دلیل ہماری حدیثیں ہیں ابن
رضی اللہ عنہ نے موافق مذہب ہمارے کے اور اس نے کہ اونکی داہنی طرف نے بلایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو واسطے کھانے کے سو
آپ نے پھر کیا کھڑے ہوتا نماز پڑھوں میں آخر یہاں تک کہ کھڑے ہوئے ہم اور پیچھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور داہنی
ہے پیچھے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے لیث سے انھوں نے نافع سے انھوں نے ابن عمر سے کہ وہ جب پڑھتے نماز اور تین
امام میت پیچھے کرتے تھے دو آدمیوں کو اور آگے ہوتے تھے آپ اور روایت کی انھوں نے حضرت علی سے کہ فرمایا سنت
ہوں تین آدمی تو آگے ہو اونکے ایک آدمی اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے [illegible] اوپر کہنے اور یہی مذہب ہمارا
تابعین کا **ص** اور اگر امام کی نماز میں فساد معلوم ہو مقتدی بھی پڑھیں [illegible] فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ
جو شخص امامت کرے قوم کی پھر ظاہر ہو کہ وہ بیوضو تھا یا جنب [illegible] اور روایت کی
حدیث غریب ہے نہیں پایا اوسکو میں اور روایت کی محمد بن الحسن نے کتاب [illegible] اور روایت کی
انھوں نے عمر سے یا [illegible] انھوں نے حضرت علی سے کہ کہا انھوں نے اوس شخص سے جو پڑھے نماز قوم میں جنب کہ یاد کرے نماز
لوگ بھی اعادہ کریں اور روایت کیا اوسکو عبدالرزاق نے کہ حضرت علی نے پڑھائی نماز جھولے سے اور وہ جنب ہے یا بے وضو
اعادہ کیا انھوں نے نماز کا اور حکم کیا اون لوگوں کو اعادے کا اور روایت کی امام احمد نے بسند صحیح حضرت صلی اللہ علیہ
فرمایا امام ضامن ہے اور روایت ہے ابی امامہ سے کہا کہ نماز پڑھی عمر نے ساتھ انھوں کے جماعت سے جنب ہو اعادہ کیا اون لوگوں نے
حضرت علی نے کہ جا ہیئے جسنے تمہارے ساتھ نماز پڑھی کہ اعادہ کرے سو رجوع کیا انھوں نے طرف قول حضرت علی کے روایت
عبدالرزاق نے اور بدہ بھی روایت کی دارقطنی نے جو یہ سے انھوں نے ضحاک بن مزاحم سے انھوں نے براء سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ
جو امام بھول جاوے اور نماز پڑھاوے قوم کی اور وہ جنب ہو تو تحقیق کہ جائز ہے قوم کی نماز اونکی اور غسل کرے امام پھر اعادہ کرے

اور اگر نماز پڑھے بغیر وضو تو اوسکا بھی یہی حکم ہی ضعیف ہی جو کہ متروک ہی اور ضحاک نے نہین ملاقات کی براء کی اور یہ حکم اتفاقا ہی ص اور پہلے مرد صف باندھین پھر لڑکے پھر خنثے پھر عورتین ف اسی طرح حدیث مین آیا ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قریب ہون مجھسے عقل والے لوگ یعنی بالغ پھر جو انسے نزدیک ہین پھر جو اونسے نزدیک ہین آخر حدیث تک روایت کیا اسکو مسلم اور ترمذی اور ابوداود اور نسائی نے اور صف مین چاہیے کہ خوب ملکے کھڑے ہون اور جگہ باقی نرہے اور جو شخص صف کی جگہ خالی کو بند کرے یعنی اوسمین کھڑا ہو جاوے یا کسی اور کو اوسمین کھڑا کرے تو حدیث مین ہی کہ مغفرت ہوگی اوسکی روایت کیا اسکو بزار نے اسناد حسن سے اور بہت سی حدیثین اس باب مین آئی ہین فتح القدیر مین سب مذکور ہین اور خنثی اوسکو کہتے ہین کہ اوسمین عورت اور مرد دونون کی علامتین موجود ہون اور اوسکو عورتون پر مقدم کیا کیونکہ ایک شائبہ مرد کا اوسمین موجود ہی اور لڑکون سے موخر کیا کیونکہ ایک شائبہ عورت کا اوسمین موجود ہی ص تو اگر عورت مرد کے پہلو مین برابر کھڑی ہوگئی اور بیچ مین کچھ حائل نہین اور وہ عورت اہل شہوت ہو اور امام نے اوسکی امامت کی نیت کی ہو اور نماز مین اور اوامین دونون شریک ہین مرد کی نماز فاسد ہو جاویگی اور اگر امام نے عورت کی نہین کی ہو نماز عورت کی باطل ہو جاویگی اور نماز کی شرکت کے معنی یہ ہین کہ دونون اپنے تحریمے کو امام کے تحریمے پر بنا کرنے والے ہون اور اون دونون کے واسطے وہ امام ہو اور مرد کی نماز مین جو وہ دونون پڑھتے ہین یا حقیقۃً مثلاً دونون مقتدی ہون یا حکماً مثلاً اگر مرد اور عورت کو نماز مین حدث ہوا اور اوسنے اور عورت نے بنا کی اور امام فارغ ہوا اور عورت مرد کے برابر ہو گئی تو نماز فاسد ہو جاویگی اور سبق کی اگر ما سبق کے ادا کرنے مین برابر ہو گئی تو مرد کی نماز فاسد نہوگی جب تک کہ امام عورتون کی نیت کرے اور اگر نیت نہ کی ہو عورت کی نماز باطل ہو جاویگی اور اس سے معلوم ہوا کہ عورت اگر اقتدا کرے ساتھ امام کے برابر ایک شخص کے تو اقتدا اوسکی صحیح نہوگی مگر یہ کہ امام اوسکی امامت کی نیت کرے [illegible] مسئلہ مین کی ایک روایت مین نیت امام کی شرط ہی ایک روایت مین نہین ہی تفصیل اسکی شرح وقایہ عربی مین جو ہمارے پاس ہی دیکھ لے اور اگر امامت کی ان پڑھے نے قاری ان پڑھون کی تو اوسکی نماز فاسد ہو جاوے یا نہ کی یہ اختلاف ہی اگرچہ بھلی طرح قرأت نہین ہو سکی نماز فاسد ہو جاویگی ایک روایت مین نماز قاری کی [illegible] قرأت باوجود قدرت کے ترک کی ہو [illegible] شرط ہی کہ جب خون نجاست کا بہ جاوے قاری کے ساتھ وقت اگر ان تا نماز [illegible] اوسکی ان لوگونکی قرأت ہو جاوے تو گویا اون لوگون نے بھی قرأت ترک کی اور دوسرے مسلک مین خلاف امام زفر کا ہی

باب حدث مین ہیچ نماز کے

عملی کو اگر نماز مین حدث ہو وے وضو کر کے تمام کر لیوے خلاف شافعی کے اور بعد تشہد کے ہو تو بھی تمام کرے اور ہمارے صاحبین کے نزدیک تمام ہو جاویگی اور شروع سے پڑھنا افضل ہی ف اور امام شافعی کے نزدیک شروع سے پڑھے اور باقی نماز کو بنا نہ کرے کیونکہ حدث سبانی نماز کا ہی اور چلنا فاسد کرتا ہی نماز کو اور یہی موافق قیاس کے ہی لیکن ترک کیا ہمنے بدلیل اوسکے جو فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص قے کرے یا نکسیر اوسکی بہوے یا مذی نکلے اوسکی نماز مین تو چاہیے کہ پھرے اور وضو کرے اور بنا کرے اپنی نماز پر اور یہ حدیث اوپر گذری نواقض وضو کے بیان مین اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے مانند اسکے موقوفاً اوپر عمرؓ اور علیؓ اور ابوبکر صدیقؓ کے اور ابن عمر اور سلمان فارسی رضی اللہ عنہم اجمعین سے اور تابعین سے مثل علقمہ اور طاؤس اور سالم اور سعید بن جبیر اور شعبی اور ابراہیم نخعی اور عطاء اور مکحول اور سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کی اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے حدیث

حضرت عائشہؓ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب نماز پڑھے کوئی تم مین سے اور حدث ہو جاوے اوسکو تو چاہیئے کہ پکڑے رہے ناک اپنی پھیر پھر اور اس جگہ حدث سے مراد ناک سے خون نکلنا ہو اسیواسطے آگے فرمایا کہ پکڑے رہے ناک اپنی ص اور اگر امام کو حدث ہووے تو مقتدیون مین سے کسیکو خلیفہ کردے پھر وضو کرے اور نماز جہان وضو کیا ہی اوس جگہ یا پہلی جگہ پر تمام کرے اور جو شخص اکیلا ہووے وہ بھی وضو کی جگہ یا پہلی جگہ پر تمام کرے اگر خلیفہ فارغ ہو جاوے اور اگر فارغ نہین ہوا امام خلیفہ کے پیچھے نماز کو تمام کرے اور مقتدی بھی ایسا ہی کرے ف کیونکہ مروی ہی حدیث مین کہ جب نماز پڑھے کوئی تم مین سے سوتی کرے یا نکسیر اوسکی پھوٹے تو چاہیئے کہ رکھے ہاتھ اپنا اوپر منہ کے اور آگے کرے اپنی جگہ پر اوسکو جسکو کوئی حدث نہ پونہچا ہووے ایسا ہی ہدایہ مین اور کہا شیخ ابن الہمام نے غریب ہی اور اسپر اجماع صحابہ کا ہی اور بیان کیا اسکو احمد اور ابن المنذر نے عمرؓ اور علیؓ سے اور روایت کی اثرم نے حضرت ابن عباسؓ سے کہ نکلے ہمارے اوپر حضرت عمر واسطے نماز ظہر کے تو جب داخل ہوئے نماز مین تو پکڑا انھون نے ہاتھ ایک شخص کا جو اونکے داہنی طرف تھا پھر پھیر چیرتے تھے صفونکو تو جب نماز پڑھی ہمنے یکایک دیکھا کہ حضرت عمر نماز پڑھتے ہین پیچھے ایک ستون کے تو جب ادا کی انھون نے نماز کہا کہ جب داخل ہوا مین نماز مین تو دیکھی مینے ایک چیز اور چھوا مینے اوسکو ہاتھ سے تو پائی مینے اوسکو تری مذی کی اور روایت کی بخاری نے عمرو بن میمون سے استخلاف کو یعنی خلیفہ کرنے کو اور روایت کی سعید نے کہا کہ نماز پڑھی ساتھ ہمارے حضرت علیؓ نے ایکدم سو کسیر پھوٹی اونکی سو پکڑا ہاتھ ایک شخص کا اور آگے کیا اوسکو اور پھرے وہانسے اور صاحبین کی دلیل یہ ہی جو روایت کی ترمذی نے عبداللہ بن عمرو ابن العاص سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حدث کرے کوئی شخص اور وہ بیٹھا تھا اخیر جلسہ واسطے آخر نماز کے قبل سلام کے تو تحقیق کہ جائز ہوئی نماز اوسکی اور کہا ترمذی نے نہین ہی اسناد اوسکی قوی اور اضطراب کیا ہی اوسکی اسناد مین ص اور اگر کوئی شخص نماز مین مجنون یا بیہوش ہو گیا یا سو گیا اس طرح کہ وضو نہین جاتا اور اوسکو احتلام ہوا یا قہقہہ کیا یا قصداً حدث کیا یا درہم سے زیادہ پیشاب یا اور نجاست اوسپر پڑ گئی یا اوسکے زخم لگ کے خون جاری ہوا یا اوس نے جانا کہ مینے حدث کیا اور مسجد سے اگر مسجد مین ہو یا صفون سے اگر باہر مسجد ہو کے نکل گیا پھر اوسکو معلوم ہوا کہ حدث نہین ہوا تھا ان سب صورتون مین نماز باطل ہو گئی پھر سرے سے پڑھے اور اگر مسجد کے باہر نہین نکلا یا صفون سے متجاوز نہین ہوا تو بنا کرنا درست ہی اور اگر بعد تشہد کے قصداً حدث یا کوئی اور عمل منافی صلوٰۃ کے کیا نماز اوسکی تمام ہو جاویگی اور بعد تشہد کے اگر تیمم کرنے والے نے پانی پر قدرت پائی یا ننگے نے کپڑا پایا یا اتنا اوس نے تھوڑے عمل سے جو منافی نماز نہین اوتار لیا یا مدت موزے کی تمام ہو گئی یا ان پڑھے کو سورت یاد آگئی یا آنکھ والے نے کپڑا پایا یا اتنا کرنے والا رکوع اور سجدہ پر قادر ہو گیا یا ترتیب والے کو نماز قضا یاد آگئی اور اسکا بیان آگے آویگا یا امام نے ان پڑھے کو خلیفہ کیا یا نماز فجر تین آفتاب نکل آیا یا نماز جمعہ مین عصر کا وقت آگیا یا عذر والے کا عذر زائل ہو گیا یا پٹی زخم سے تندرستی کے سبب سے گر پڑی ان سب بارہ صورتون مین امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نماز فاسد ہو گئی اور صاحبین کے نزدیک تمام ہو گئی اور اگر بعد تشہد کے امام نے قہقہہ کیا یا قصداً حدث کیا مسبوق کی نماز باطل ہو جاویگی اور اگر باتین کین یا مسجد سے نکل گیا تو جائز ہو گی اور اگر امام قرأت مین رک گیا تو دوسرے کو خلیفہ کرنا درست ہی اگر کم ایک آیت سے پڑھا ہووے تو اگر اتنا پڑھ چکا کہ نماز جائز ہو جاویگی اور پھر خلیفہ کیا نماز فاسد ہو گی اگر امام نے مسبوق کو خلیفہ کیا تو درست ہی اور مسبوق نماز کو تمام کرے اور مدرک کو خلیفہ کرے تاکہ وہ سلام پھیرے اور مسبوق باقی نماز اپنی پڑھ لیوے ف مسبوق اوسکو کہتے ہین جو بعد ایک رکعت یا زیادہ کے شریک ہوا ہو اور

ل بنا اس پر یہ ہے کہ جائز نہین اس پر اقتدا کرنا اور نماز اوسکو کہتے ہین جو نماز کے افعال سے کسی فعل کا تارک ہو عمداً یا سہواً اور نقص حال کا اور نقص کمال کا اور نہ ہو اوسکو شامل نہ ہو گا اور نقص قول علیہ السلام کا ہو من قاء او رعف فی صلاتہ فلینصرف ولیتوضأ ولیبن علی صلاتہ ولم یتکلم

ع ہووے اسطرح کہ بیٹھا ہو قدر تشہد کے پھر کھڑا ہو جاوے تیسری رکعت کے لئے یا پانچویں کے لئے یا چوتھی کے لئے یا نفل پڑھنے لگے یا نماز فاسد کر دے یا اوس مفسد کو کرے جو نماز کو فاسد کرتا ہی اور اوسکو وہ بیہوشی کا نہ ہو یا بیہوشی کا ہو مگر اوسکو معلوم ہو کہ حدث ہوا تھا اور اوسکو وضو کرنا ممکن ہو اور نماز تمام نہ کی ہو اور نہ فاسد کی ہو

ف یعنی جو نماز کا بعض پڑھا ہو اور بعض نہ پڑھا ہو

ساری نماز اوسنے امام کے ساتھ بنائی ہو اور مدرک اوسکو کہتے ہین جسنے ساری نماز امام کے ساتھ پڑھی ہو وے تو مطلب اسکا یہ ہی کہ مسبوق تو سلام پھیر نہین سکتا کیونکہ اوسکی نماز تو ابھی باقی ہی اور مقتدیون کی نماز ختم ہو چکی اسواسطے وہ کسی مدرک کو خلیفہ کر دیگا کہ وہ اون مقتدیون کے ساتھ سلام پھیرے ص اور جب مسبوق نماز کو امام کی تمام کرے تو پھر اگر کوئی عمل منافی صلوٰۃ اوسنے کیا مانند قہقہہ اور کلام کے اور مسجد سے نکلنے کے فاسد ہو جاویگی نماز اوسکی اور پہلے امام کی جسنے مسبوق کو خلیفہ کیا تھا مگر جب پہلا امام فارغ ہو جاوے جیسے اوسنے وضو کیا اور پایا خلیفہ کو اسطرح پر کہ کچھ نماز اوسکی نہ گئی اور تمام کر لی اوس نے نماز پیچھے خلیفہ کے اور مقتدیون کی نماز کسی صورت مین فاسد نہوگی کیونکہ وہ اپنی نماز تمام کر چکے اور اگر رکوع یا سجدے مین حدث ہوا اور وضو کر کے بنا کیا رکوع اور سجدے کو پھر دوبارہ کرے اور اگر رکوع یا سجدے مین یاد کیا کہ ایک رکعت کا رکوع اور سجدہ نہین کیا تھا اور اوسی وقت اوسکو قضا کیا تو جس رکوع اور سجدے مین یاد کیا تھا اوسکا بھی لوٹانا مستحب ہی اور اگر نہ لوٹایا تو کچھ حرج نہین اور اگر امام کے ساتھ ایک ہی مقتدی تھا اور امام کو حدث ہوا تو وہ شخص اوسکا خلیفہ ہو جاوے اگرچہ امام خلیفہ نہ کرے تو اگر وہ مقتدی عورت یا لڑکا ہی امام کی نماز فاسد ہو جاویگی اور بعضون نے کہا ہی کہ فاسد نہوگی کیونکہ اوسنے خلیفہ نہین کیا ہی اور یہ عورت اور لڑکا امامت کی صلاحیت نہین رکھتے تو مقتدی بغیر امام کے رہ جاویگا سو نماز انکی فاسد ہو جاویگی اور امام کی فاسد نہوگی

باب نماز کے مفسدات اور مکروہات کے بیان مین

مفسدات یعنی جو نماز کو فاسد کرتے ہین بہت ہین پہلے کلام کرنا اگرچہ بھولے سے یا خواب مین ہووے ف اور امام شافعی کے نزدیک اگر بھولے سے کلام کرے تو نماز فاسد نہوگی اور دلیل اونکی یہ حدیث کہ قولہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رُفِعَ عَنْ اُمَّتِیَ الْخَطَاءُ وَالنِّسْیَانُ یعنی اوٹھایا گیا میری امت سے خطا اور نسیان اور اس لفظ سے یہ حدیث پائی نہین گئی بلکہ اس لفظ سے وُضِعَ عَنْ اُمَّتِیَ الْخَطَاءُ وَالنِّسْیَانُ یعنی وضع کر لیا گیا امت میری سے خطا اور نسیان اور جسپر وہ لوگ زبردستی کیے گئے روایت کیا اسکو ابن ماجہ اور ابن حبان نے اور حاکم نے اور کہا کہ صحیح ہی اوپر شرط بخاری اور مسلم کے اور ہماری دلیل قول ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطے معاویہ بن حکم سلمی کے کہ یہ نماز نہین لائق ہی اوسمین کلام آدمیون کا اور یہ تو تسبیح اور تکبیر اور قرارت قرآن ہی روایت کیا اوسکو مسلم نے اور وہ جو امام شافعی نے روایت کی ہی محمول ہی اوپر معافی گناہ کے اور نماز کے فاسد ہونے پر دلالت نہین کرتی ص دوسرے قصداً سلام کرنا اور اگر بھولے سے کریگا نماز فاسد نہوگی ف کیونکہ سلام ایک ذکر ہی اذکار سے اور حالت نسیان مین محمول ہوگا اوپر ذکر کے بخلاف اوسکے کہ جب قصداً کوئی سلام کرے تو وہ کلام ہو جاویگا ص تیسرے جواب سلام کا کہنا قصداً ہو یا بھولے سے چوتھے آہ یا اوہ یا اُف کہنا پانچوین آواز سے رونا کسی مصیبت یا درد سے چھٹے بغیر عذر کے کھانسنا ساتوین جواب چھینک کا دینا آٹھوین بُری خبر کا جواب اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ سے دینا اور خبر خوش کا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ سے اور خبر عجیب کا سُبْحَانَ اللّٰہِ یا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سے نوین سوا امام کے اور کو قرارت کا بتانا اور اپنے امام کو بعض مشایخ نے کہا ہی کہ اگر مقدار فرض کے پڑھ چکا ہو یا ایک آیت سے اوسنے دوسری آیت پڑھی اور اوس نے لقمہ یا بتانے والے کی نماز جاتی رہیگی اور اگر امام نے لقمہ لے لیا تو اوسکی بھی نماز فاسد ہو جاویگی اور بعضون نے کہا ہی کہ اگر امام کو بتاویگا تو کسی صورت مین نماز نہ جاویگی اور اسی پر فتوی ہی دسوین مصحف سے دیکھ کے پڑھنا گیارھوین نجس جگہ پر سجدہ کرنا بارھوین جو کہ آدمیون سے مانگتے ہین وہ مانگنا جیسے کہے یا اللہ تعالیٰ فلانی عورت سے میرا

ف امام عورت یا بچہ یا مقتدی کا خلیفہ کرنا بعضون کے نزدیک صحیح ہی

ف عورت کے فاسد ہونے کی وجہ

ف جواب سلام کلام مخاطب کی آدمیون کے ساتھ اور کلام عمداً اللہ صحیح مفسد نماز ہی

نکاح کردے یا مجکو ہزار دینار دے تیرھوین کھانا پینا چودھوین عمل کثیر کرنا اور عمل کثیر بعضوں کے نزدیک وہ ہی جسمین دونون ہاتھون کے لگانے کی حاجت ہو اور بعضون نے کہا عمل کثیر وہ ہی جسکو دیکھنے والے جانین کہ یہ عامل نماز مین نہین اور بعضون کے نزدیک عمل کثیر وہ ہی جسکو معمولی کثیر جانے اور یہی مذہب امام ابو حنیفہ کے قریب ہی اور اگر کسینے ایک رکعت نماز پڑھی اور پھر نیت ابتدا سے کی اور تکبیر تحریمہ کہی لیکن ہاتھ نہ اوٹھائے تو اگر دوسری نماز پڑھنا چاہتا ہی پہلی رکعتا سمین سے محسوب نہوگی اور اگر وہی نماز پڑھتا ہی تو یہ رکعت اوسمین محسوب ہوگی اور اگر کوئی جنت یا دوزخ کے ذکر سے نماز مین رووے یا عمل قلیل کرے یعنی عمل کثیر تک پونہچے یا عذر سے کھانسے یا کوئی اوسکے سامنے سے گذر جاوے تو نماز نہین جاتی اور گذرنے والا گنہگار ہوتا ہی اگر مقام سجدے مین نہ مین پر بغیر کسی چیز حائل کے گذرے اور پوشیدہ نہ رہے کہ وہ شخص اگر چھوٹی مسجد مین نماز پڑھتا ہی تو جس جگہ گذریگا گنہگار ہوگا اور اگر بڑی مسجد یا جنگل مین پڑھتا ہی تو بعضون کے نزدیک اگر مقام سجدہ مین گذریگا تو گنہگار ہوگا والا نہین ہوگا اور بعضون کے نزدیک جہان تک اوسکی نظر مقام سجدے پر نظر کرنے مین ہو پونچتی ہی وہ مقام سجدے مین داخل ہی تو اگر کوئی شخص دکان پر پڑھتا ہی اور نیچے دکان کے کوئی گذرا تو اول روایت کے موافق گنہگار ہوگا اور دوسری روایت کے موافق اگر گذرنے والیکے اور مصلی کے کچھ اعضا مقابل ہوگئے تو گنہگار ہوگا ورنہ گنہگار نہوگا **ف** جاننا چاہیے کہ گذرنا نمازی کے سامنے سے نماز مین نہایت برا ہی اور برائی مین سکی احادیث صحیحہ وارد ہوئی ہین فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر جانے گذرنے والا سامنے مصلی کے کہ کیا عذاب ہی اوسپر البتہ بہتر ہی اوسکے واسطے کہ کھڑا رہے چالیس برس سے کہ گذر جاوے اوسکے سامنے سے کہا ابو النضر راوی نے کہ نہین جانتا مین کیا ارشاد فرمایا آپنے چالیس دن یا چالیس ماہ یا چالیس سال اور روایت کیا اوسکو ہر اور ابو جہیم نے اور ابو جہیم نے کہا ہی چالیس برس یعنے بعضون کے نزدیک اگر سامنے سے عورت یا کتا یا گدھا نکل جاوے تو نماز جاتی رہتی ہی اور بعضون کے نزدیک سیاہ کتے سے گذرنے سے نماز نہین جاتی دلیل ہماری قول ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ نہین توڑتی ہی نماز کو کوئی چیز اور دفع کرو اوسکو اپنی طاقت شیطان ہی روایت کیا اوسکو حاکم نے سوائے کتے کے اور سندمین ابو صلی مجہول ہی اور دوسرے مین کلام ہی اور کہا بیہقی نے لڑائی کرے کیونکہ وہ شیطان ہی اور روایت کی دارقطنی نے سالم بن عبد اللہ سے انہون نے اپنے باپ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر اور عمر نے کہا کہ نہین قطع کرتا نماز کو کچھ پس دفع کرو جہانتک طاقت ہی اور ضعیف کہا اوسکو اور وقف کیا اوسکے موطا مین اور کہا نووی نے شرح صحیح مسلم مین حدیث لا یقطع الصلوٰۃ مرفوعا ضعیف ہی اور کہا شیخ ابن الہمام نے کم درجہ حسن سے اسواسطے کہ وہ مروی ہی چند طریقون سے ابو سعید اور ابن عمر اور ابو امامہ اور انس سے اور یہ روایتین ابو داؤد اور دارقطنی اور معجم اوسط طبرانی مین ہین اور بہرحال نہین برابر ہی اوسکے جو صحیح مسلم مین ہی حضرت ابو ذر سے کہ قطع کرتا ہی صلوٰۃ کو جب سامنے مصلی کے مانند لکڑی پالان اونٹ کے کتا سیاہ اور عورت اور گدھا کہا مینے کہ کیا سبب ہی کہ کتے سیاہ کو فرمایا اور سرخ کتے کو کہا کہا آپنے بھائی حیے کے پوچھا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جیسا کہ پوچھا تجھسے کہا کہ کتا سیاہ شیطان ہی کہا امام احمد نے نہین شک ہی کہ کتا نماز کو توڑ دیتا ہی لیکن شک ہی دل مین گدھے اور عورت سے کہا ابن الجوزی نے اور کہا امام احمد نے یہ قول اسواسطے کہ صحیح ہوئی حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی کہ مین لیٹی تھی رات کو حضرت کے سامنے اور حضرت نماز پڑھتے تھے پھر جب سجدہ کرتے ہٹا دیتے تھے ہاتھ سے پیر میرا اور گھروں مین اوسدن چراغ نتھے روایت کیا اوسکو بخاری و مسلم وغیرہما نے اور یہ حدیث نہایت صحیح ہی اور صحیح ہوا ابن عباس سے کہ مین آیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور آپ نماز پڑھتے تھے سوار اون گدھے پر سے اور چھوڑا مینے اوسکو آگے

صف کے سو کچھ پروا نکی اوسکی آپنے اور نیا یا ہنے کتے ہین کچھ اور روایت کیا اس حدیث کو ابوداؤد اور ابن ابی شیبہ نے ساتھ اسناد صحیح کے کہتا ہون مین کہ کتے کے باب مین بھی ایک حدیث آئی ہر روایت ہی فضل بن عباسؓ سے کہ زیارت کی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچ جنگل کے اور ہمارے ایک کتیا چھوٹی اور گدھی تھی تو نماز پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی اور وہ دونون اونکے سامنے تھین تو نہ زجر کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روایت کیا اسکو ابوداؤد اور نسائی نے اور کتیا اور کتے کا ایک حکم ہر ہان اگر قید ہو مذکر کی اور پھر سیاہ کی بھی ہووے تو وابستہ کوئی حدیث اس تصریح سے نہین ملی واللہ اعلم وعلمہ اتم **ص** جو شخص جنگل مین نماز پڑھتا ہر نزدیک اپنے دونون ابرو مین سے ایک ابرو کے برابر سترہ کھڑا کرے کہ طول اوسکا ایک گز کا ہووے اور ایک انگل کا موٹا اور سترے کو رکھدینا زمین پر یا نجاے سترے کے زمین پر خط کھینچ لینا درست نہین **ف** اور سترے کی طرف قریب ہونا چاہیے کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب نماز پڑھے کوئی تم مین سے تو قریب ہو سترے سے روایت کیا اوسکو حاکم نے اور روایت کیا اوسکو ابوداؤد نے اور واجب ہر کہ نہ قطع کرے شیطان نماز اوسکی اور روایت کی مسلم نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر تو کرے ساتھ اپنے مثل لکڑی پالان اونٹ کے تو نہ ضرر کریگا تجکو جو ساتھ تیرے ہوگا اور اخراج کیا مسلم نے عائشہؓ سے کہ پوچھے گئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک مین سترہ نماز سے سو کہا کہ مثل لکڑی پالان کے اور ہدایہ مین ہر کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا عاجز ہر کوئی تم مین کہ اس سے کہ جب نماز پڑھے سمرا مین ہر کہ ہووے اوسکے مثل پالان اونٹ کے اور یہ حدیث اس لفظ سے نہین ملی اور مراد سے سمرا ایک آدمی ہر اور یہی گزرا ہر شرح مین اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب نماز پڑھے کوئی تم مین سے جنگل مین تو کرے ساتھ اپنے ایک سترہ ایسا ہی ہووے مین اور کہا شیخ کمال الدین ابن الہمام نے کہ یہ حدیث غریب ہر نہین ملی لیکن روایت کی ابن حبان اور حاکم نے ابن عمرؓ سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب نماز پڑھے کوئی تم مین سے تو نماز پڑھے طرف سترے کے اور نہ چھوڑے اوسکو جو گذرے اوسکے سامنے ہو کے اور روایت کیا اوسکو احمد اور بزار نے اور زیادہ کیا ابن حبان نے کہ اگر وہ انکار کرے تو لڑے اوس سے اور کرے سترے کو ایک دونون ابرو کے سامنے اسواسطے کہ روایت کی ابوداؤد نے ضباعہ بنت المقداد بن الاسود سے انھون نے اپنے باپ سے کہا کہ نہین دیکھا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ نماز پڑھتے تھے طرف ستون یا لکڑی یا درخت کے مگر کرتے اوسکو مقابل دہنی ابرو یا بائین ابرو کے اور نہین قصد کرتے تھے اوسکا قصد کرنے کر یعنی نماز مین اوسی کیطرف نگاہ نہ رکھتے تھے تاکہ تشبیہ ہووے ساتھ پرستون کے اور دلیل ہر کل اوسکی اسناد مین ضعیف ہر اور ضباعہ مجہول ہر اور جواب اسکا یہ ہر کہ جہل قرن ثانی مین مقبول ہر اور دوسرے کہ سکوت کیا اس حدیث سے ابوداؤد نے اور روایت کی نسائی نے کہ جب نماز پڑھے کوئی تم مین سے طرف ستون کے تو نہ کرے اوسکو دریان آنکھون کے بلکہ کرے اوسکو بائین ابرو کے مقابل اور روایت کی ابو علی بن سکن نے اپنی سنن مین ضباعہ سے مثل اسکے اور ضعیف کیا اس حدیث کو احمد اور ابن حزم نے اور کہا فتح القدیر مین کہ یہ دلیل ہر اوپر اضطراب کے **ص** اور اگر سترہ نہووے اور کوئی شخص گذرنا چاہے یا سترے اور آدمی کے بیچ مین گذرے تو اوسکو تسبیح یا اشارہ سے منع کرے اور دونون سے منع نکرے **ف** کیونکہ اوپر گذرا کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دفع کرے جہانتک کہ قدرت ہو اور اشارہ سے دفع کرے کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ سے دفع کیا ام سلمہ کے دونون لڑکون کو روایت کیا اوسکو ابن ماجہ نے اور ضعیف کیا اوسکو ابن القطان نے کہ محمد بن قیس مجہول ہر اور نہین پہچانی جاتی ماں اوسکی یکین [illegible] ابن ماجہ مین اوسکے باپ سے روایت ہر اور اوسکا مجہول ہونا

ثابت نہین ہوتا اور کمالی اور تہذیب مین ہی کہ اخراج کیا اوسکے واسطے مسلم نے اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب حادث ہو کوئی حادثہ تو تسبیح کہے روایت کیا اُسکو علما سوائے **ص** اور امام کا سترہ مقتدیونکو بھی کفایت کرتا ہی اور جو جانے کہ اس راہ مین کوئی نہ آویگا یا اوسجگہ راہ نہووے تو ستر لیکا نہ گاڑنا درست ہی **ف** کیونکہ نماز پڑھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بطحا مکہ مین اور اونکے سامنے ایک نیزہ تھا اور عورتین اور گدھے گذرتے تھے اوسکے اودھر اور نتھا واسطے قوم کے سترہ اور روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے اور اخراج کیا ابوداؤد نے اسی باب مین باسناد صحیح سے عبداللہ بن عمرو بن العاص سے

فصل مکروہات نماز مین

ص پہلے سدل کپڑیکا اور وہ یہ ہی کہ چادر کو سر یا کندھے پر ڈالے اور اوسکے کنارون کو چھوڑدے اسطرح پر کہ لٹکے رہین اور قبا مین یہ کہ کندھون پر ڈالے اور دونون آستین کو ہاتھو نمین نہ ڈالے اور دونون طرفونکو نہ ملے **ف** اسواسطے کہ منع کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سدل سے نماز مین اور اس سے کہ آدمی ڈھانپ لیوے مونھ اپنا روایت کیا اسکو ابوداؤد اور حاکم نے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے کہ منع کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کہ ڈھانپے مونھ اپنا نماز مین لیکن اسناد مین اسکی صحابی کا نام مذکور نہین بہرصورت ہمارے نزدیک حجت ہی اور حضرت عبداللہ بن عباس نے منع کیا ناک کو چھپانے سے روایت کی یہ عکرمہ نے اور اسیطرح سعید المسیب اور ابراہیم نخعی اور عطا مکروہ رکھتے تھے اوسکو اخراج کیا ان آثار کا ابن ابی شیبہ نے مصنف مین **ص** دوہے کپڑیکو مینا خاک اور غبار سے تیرے کپڑے یا بدن سے کھیلنا **ف** کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ نے مکروہ رکھین واسطے تمہارے تین چیزین عبث یعنی بیہودہ کام کرنا نماز مین اور رفث روزہ مین اور بخل قبر مین روایت کیا اسکو قضاعی نے طریق ابن المبارک سے انھون نے اسمٰعیل بن عیاش سے انھون نے عبداللہ بن دینار سے انھون نے یحیی بن ابی کثیر سے مرسل **ص** سب بالونکا جمع کرنا یا بالونکو لپیٹنے کے واسطے نماز مین **ف** کیونکہ روایت کی عبدالرزاق نے انھون نے ثوری سے انھون نے منصور سے انھون نے ایک شخص سے انھون نے ابورافع سے کہ منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز مین اوس شخص کو کہ باندھے ہو بالونکو سر پر اور اوسکو عربی مین عقص کہتے ہین اور روایت کیا اوسکو طبرانی نے اور اوس شخص کے بجا نام سعید مقبری کا لیا اور کہا کہ انھون نے ابورافع سے انھون نے ام سلمہ سے اور یہی حدیث روایت کی اور روایت کیا اسکو احمد بن راہویہ نے سفیان سے اوسی سند اور متن سے اور یہی مضمون مروی ہی صحاح مین **ص** پانچون اونگلیون کو چٹخانا **ف** کیونکہ روایت کی ابن ماجہ نے حارث سے انھون نے حضرت علی رضی سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چٹخاؤ اونگلیون کو اور توکا نہین ہووے اور ضعف ہی حارث مین بلکہ کہا شعبی نے کہ وہ کذاب ہی اور رافضی ہی **ص** پھیرنا گردن کا پھیرے دیکھنا اور آنکھ کے گوشے سے بغیر گردن پھیرنے کے مکروہ نہین **ف** کہا صاحب ہدایہ نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر جانے مصلی کہ کسکو پکارتا ہی اور کس سے سرگوشی کرتا ہی البتہ نہ التفات کرے اور یہ حدیث اس لفظ سے نہین ملی لیکن روایت کی بیہقی نے شعب الایمان مین کعب سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین ہی کوئی مومن کہ نماز پڑھے کھڑے ہوکے مگر مؤکل کردیتا ہی اللہ اوسپر ایک فرشتہ کہ پکارتا ہی اے بیٹے آدم کے اگر جانتا تو کہ کیا ہی نماز مین تیری اور کس سے سرگوشی کرتا ہی تو تو نہ التفات کرتا اور التفات کے معنی یہ ہین کہ ادھر ادھر دیکھنا اور روایت کی حاکم نے اور صحیح کیا اوسکو ابوداؤد نے ابوذر سے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ رہتا ہی اللہ متوجہ طرف

بندے کے اور وہ نماز مین ہوتا ہی پھر جب التفات کرتا ہی بندہ پھیر لیتا ہی اللہ منہ اپنا اوس سے اور روایت ہی انس سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بچو التفات سے نماز مین اسواسطے کہ التفات ہلاک کرنیوالا ہی تو اگر ضرور ہو تو نفل مین نہ فرض مین روایت کیا اوسکو ترمذی نے اور صحیح کیا اوسکو اور بے گردن پھیرے مکروہ نہین کیونکہ روایت کی ترمذی اور نسائی اور ابن حبان اور حاکم نے اور صحیح کیا اوسکو عبداللہ بن عباس رضی سے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم التفات کرتے نماز مین داہنے بائین اور نہ پھیرتے تھے گردن اپنی کہا ترمذی نے کہ یہ غریب ہی اور کہا ابن القطان نے کہ یہ صحیح ہی اگرچہ ترمذی کے طریقے سے غریب ہی اور ظاہر ہوا اوسکا ایک طریقہ دوسرا مسند بزار مین **ص** ساتوین کنکریون کا ہٹانا مگر ایکبار سجدے کے لیے **ف** اسواسطے کہ یہ بھی ایک قسم عبث سے ہی مگر یہ کہ جب سجدہ کرنے کی جانہوے تو اوسوقت ایکبار ہاتھ سے ہٹا دینا جائز ہی کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے ابوذر کے کہ ایکبار ای ابوذر نہ چھوڑا اوسکو اور یہ حدیث اس لفظ سے نہین ہی اور روایت کیا اوسکو عبدالرزاق نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے کہ پوچھا مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ ہر شی کو یہانتک کہ پوچھا مینے آپسے کنکریون کے ہٹانے کو کہا کہ ایکبار رخصت دیتا ہون مین اور اسیطرح روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے اور روایت کیا گیا موقوف کہا دارقطنی نے اور وہی صحیح ہی اور روایت ہی کہ تسعہ مین کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسح کر کنکریون کو اور تو نماز پڑھتا ہو اور اگر ضرورت پڑے تو ایکبار اور راوی اسکے معقیب ہین **ص** آٹھوین کمر پر ہاتھ رکھنا **ف** کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا اس سے روایت کی جماعت نے سوا ابن ماجہ کے ابوہریرہ سے کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کہ نماز پڑھے آدمی کمر پر ہاتھ رکھکے اور دوسری وجہ کراہت کی یہ ہی کہ مخالف ہی سنت مشہورہ کے اور وہ ہاتھون کا باندھنا ہی ناف کے نیچے **ص** نوین دونون ہاتھون کا کھینچنا اور سینے کو آگے کرنا واسطے سننے کے دسوین کتے کی طرح بیٹھنا اسطرح کہ دونون سرین پر بیٹھے اور دونون رانون کو کھڑا کرے گیارھوین سجدے مین دونون بازو کو بچھا دینا **ف** کیونکہ ہدایہ مین ہی کہ فرمایا حضرت ابوذر نے کہ منع کیا مجکو میرے دوست نے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین چیزون سے ایک کہ چونچ مارون مثل چونچ مارنے مرغ کے یعنی جلدی جلدی سجدے مین جاؤن اور پھر جلدی اوٹھ کھڑا ہون اور یہ کہ بیٹھون مثل بیٹھک کتے کے اور یہ کہ بچھاؤن مین بچھانا لومڑی کا اور یہ حدیث غریب ہی نہین ملی مجکو اور مسند احمد مین ہی ابوہریرہ سے کہ منع کیا مجکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین چیزون سے اور ذکر کین وہی دو چیزین اول کی لیکن اخیر مین یہ بیان کیا کہ التفات سے مانند التفات لومڑی کے اور صحیح حدیث حضرت عائشہ کی ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منع کرتے تھے گھاٹی شیطان سے اور گھاٹی شیطان کی کتے کیطرح بیٹھنا ہی اور اس سے کہ بچھائے آدمی دونون بازو اپنے مانند بچھانے درندون کے واللہ اعلم **ص** بارھوین چار زانو بیٹھنا **ف** اسواسطے کہ خلاف سنت ہی **ص** تیرھوین اکیلے امام کا کھڑا ہونا مسجد کی محراب مین یا دکان پر امام کا کھڑا ہونا اور قوم کا نیچے یا قوم کا دکان پر اور امام کا نیچے **ف** اسواسطے کہ وہ مشابہ ہی اہل کتاب کے کہ وہ امام کے واسطے ایک مکان اونچا بناتے ہین اور اسمین امام کھڑا ہوتا ہی اور دکان کی بلندی بعضون نے کہا ہی کہ بقدر قامت آدمی کے اور بعضون نے کہا ہی کہ ایک ہاتھ اور اوس سے کم مین کراہت نہین اور بعضون نے کہا ہی کہ مسجد جب تنگ ہووے تو کچھ مضایقہ نہین کہ امام محراب مین کھڑا ہووے **ص** چودھوین کھڑا ہونا مصلی کا صف کے پیچھے جسمین جگہ باقی ہی **ف** اور اوپر بیان اسکا گذرا اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص نظر کرے

ل اسی طرح جب امام خلاف محراب پیدا ہو اور سجدہ محراب مسجد مین کرے یا امام کے ساتھ کوئی مقتدی بھی محراب مسجد مین ہووے تو مکروہ نہین ۱۲

طرف غربے کے یعنی صف میں جو جگہ باقی ہو تو اوسکو بند کرے اور بعض روایات میں ہو کہ نماز کا اعادہ لازم ہوگا اگر بیچ رستہ تنہا پیچھے صف کے پڑھیگا **ص** بندہ مرد میں تصویر کا ہونا سکے اوپر یا اوسکے آگے یا برابر داہنے بائیں اور اگر پیچھے یا نیچے قدم کے ہو تو مکروہ نہیں **ف** کیونکہ حضرت جبرئیل نے کہا کہ ہم نہیں داخل ہوتے اوس گھر میں جسمیں کتا ہو یا تصویر ہو روایت کیا اوسکو مسلم نے عائشہ رضہ سے ایک حدیث طویل میں اور اوسکے معنی میں بہت حدیثیں صحیح آئی ہیں فرمایا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں داخل ہوتے ملائکہ اوس گھر میں جسمیں کتا ہو یا تصویریں ہوں **ص** سونے والے سے نماز پڑھنا مستی اور کاہلی کے سبب سے اور اگر واسطے عاجزی کے پڑھے تو مکروہ نہیں [illegible] اور اوسکے پاس ہوکر نہیں جاتا اوس کپڑوں سے نماز پڑھنا **ف** کیونکہ لوگوں کی [illegible] یا اوسکے کپڑے پہننے سے اور نماز کی پھر عزت و تعظیم نہیں حال آنکہ اگر [illegible] ہوتا ہے تو واسطے وہ کپڑے ہوتے ہیں اوسکو پہن کے جاتا ہے کہ جب درگاہ احکم الحاکمین میں جاؤں تو اچھے کپڑے پہنوں بعزت تمام اوس سے نماز پڑھے اور یہ جب ہو کہ اوسکے پاس ہوکر اوس اور نہ اگر کسی پاس اچھے کپڑے نہیں تو اوسی کپڑوں سے جو پہنے ہو نماز پڑھے **ص** اٹھارہ ہوں خاک کے دور کرنیکے واسطے نماز میں پیشانی کا زمین پر ملنا اور میوں آسمان پر نظر کرنا بیوں سجدہ میں گھٹنے کے بیچ پر کرنا **ف** کیونکہ روایت کی ابن ابی شیبہ نے عیاض بن عبداللہ قرشی سے کہ دیکھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کرتا ہوا اوپر بیچ عمامے کے سو اشارہ کیا ہاتھ سے کہ اوٹھا لے عمامے اپنے کو یعنی پیشانی پر سے اوٹھا کر لے کہ پیشانی کھلی رہے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے عبادہ بن صامت سے کہ وہ جب سجدہ کرتے تھے نماز کا اوتار لیتے تھے عمامہ سر سے اور اوسکو باندھتے تھے حضرت علی اور ابن عمر اور جعد بن ہبیرہ سے **ص** اکیسوں اوتاروں کا گننا **ف** اسواسطے کہ یہ شغل ہے نماز میں **ص** اکیسوں پیشانی کا زمین پر ملنا اور اوسکا پہننا **ف** کیونکہ وہ مشابہ ہے صف کے اوٹھانے والے کے ساتھ اور نماز جاتا رہے **ص** اور سجدے کے اوپر ٹھلی اور پیشاب اور پیخانہ مکروہ ہے **ف** سب سے اور حرمت سجدے کے **ص** اور دروازہ مسجد کا بند کرنا بھی مکروہ ہے **ف** کیونکہ اسمیں قلت جماعت ہوگی **ص** اور مسجد کا نقش کرنا ساتھ رنگ اور ساج یا سونے پانی کے مکروہ نہیں اور کھڑا ہونا امام کا مسجد میں اور سجدہ کرنا محراب میں مکروہ نہیں اور جو شخص کہ بیٹھا باتیں کر رہا ہو اوسکے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ نہیں **ف** کیونکہ روایت کی ابن ابی شیبہ نے نافع سے کہ ابن عمر جب پیشاب کرتے تھے راہ طرف ستون وغیرہ کے کہتے تھے کہ میرے واسطے تیری پیٹھ ہے اور مخالف ہو اوسکے جو روایت کی بزار نے حضرت علی سے کہ دیکھا اوسنے ایک شخص کو کہ نماز پڑھتا تھا پیچھے ایک شخص کے سو حکم کیا اوسکو کہ اعادہ کرے نماز کا اور اسیطرح سوتیکے پیچھے بھی درست ہے کیونکہ صحیح ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور اوپر گذرا کہ نماز پڑھتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیچھے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اور وہ سوتی تھیں درمیان اونکے اور درمیان قبلے کے اور مخالف ہو اوسکے جو مروی ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپنے نماز پڑھو پیچھے سوتے اور باتیں کرنیوالیکے لیکن وہ ضعیف ہے اور بھی روی ہے مسند بزار میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منع کیا گیا میں کہ نماز پڑھوں میں طرف اون لوگوں کے جو کھڑے ہیں اور باتیں کرتے ہیں اور کہا بزار نے کہ نہیں جانتا ہوں میں اوسکو مگر ابن عباس سے اور جواب اوسکا یہ ہے کہ جب آواز اونکی شدت سے ہوا اور اس سے خوف شغل کا ہو نماز میں واللہ اعلم **ص** اور جس قرش پر

کہ تصویریں بنی ہیں اگر اوسپر سجدہ نہیں کرتا تو نماز پڑھنا وہاں مکروہ نہیں اور جو صورت اتنی چھوٹی ہو کہ دکھلائی نہیں دیتی یا سوا حیوان کے اور کسی چیز کی تصویر یا حیوان کی مگر اوسکا سر کٹا ہو تو مکروہ نہیں اور مار ڈالنا بچھو اور سانپ کا بھی نماز میں مکروہ نہیں ف کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُقْتُلُوا الْاَسْوَدَیْنِ وَلَوْ کُنْتُمْ فِی الصَّلٰوۃِ یعنی قتل کرو بچھو اور سانپ کو اگرچہ تم نماز میں ہو کہا ترمذی نے حدیث صحیح ہے اور اسمیں اگر عمل کثیر بھی ہووے تو بھی نماز میں کچھ حرج نہیں اور یہی صحیح ہے ص اور جس گھر میں مسجد ہو اوسکے چھت پر پیشاب کرنا مکروہ نہیں اسواسطے کہ وہ حکم مسجد کا نہیں رکھتا کہ پیشاب اوسپر مکروہ ہووے

باب وتر اور نوافل کے بیان میں

وتر کی تین رکعت امام اعظم کے نزدیک واجب ہے اور نزدیک صاحبین اور امام شافعی کے سنت ہے ف اور دلیل اسکے وجوب کی یہ ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ نے زیادہ کیا تمہاری نمازوں میں ایک نماز کو آگاہ ہو کہ وہ وتر ہے تو پڑھو اوسکو درمیان عشا کے طلوع فجر تک ایسا ہی ہے ہمارے میں اور یہ حدیث مروی ہے عمرو بن ابی العاص اور عقبہ بن عامر اور ابن عباس اور ابن عمر اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہم سے اور حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ میں بھی مروی ہے اور خارجہ بن حذافہ اور ابو بصرہ غفاری سے تو حدیث عمرو بن العاص کو روایت کیا احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں ثنا سُوَیْدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِیْزِ ثنا قُرَّۃُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ یَزِیْدَ بْنِ حَبِیْبٍ عَنْ اَبِی الْخَیْرِ مَرْثَدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ الْیَزَنِیِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ وَعُقْبَۃَ بْنِ عَامِرٍ عَنْہُ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَنَّ اللّٰہَ زَادَکُمْ صَلٰوۃً ھِیَ لَکُمْ خَیْرٌ مِّنْ حُمْرِ النَّعَمِ الْوِتْرُ وَھِیَ لَکُمْ فِیْمَا بَیْنَ الْعِشَاءِ اِلَی الْفَجْرِ یعنی تحقیق کہا اللہ نے زیادہ کیا اللہ نے تمہارے ایک نماز کہ وہ بہتر ہے واسطے تمہارے سرخ چارپایوں سے اور وہ وتر ہے درمیان عشا کے طلوع فجر تک اور ضعیف کیا یحیی بن معین نے قرۃ بن عبدالرحمن کو اور لیکن حدیث ابن عباس کی سو روایت کیا اوسکو دارقطنی اور طبرانی نے نصر ابو نصر سے اوسنے عکرمہ سے اوسنے ابن عباس سے اور ضعیف کیا اوسکو دارقطنی نے بسبب نصر کے اور لیکن حدیث ابو سعید کی تو صحیح کیا اوسکا دارقطنی نے غرائب مالک میں اور ضعیف کیا اوسکو ساتھ حمید بن ابی الجون کے اور الفاظ اوسکے یہ ہیں اِنَّ اللّٰہَ زَادَکُمْ صَلٰوۃً وَھِیَ الْوِتْرُ اور لیکن حدیث ابو سعید خدری کی روایت کیا اوسکو طبرانی نے اور الفاظ اوسکے وہی ہیں جو حدیث ابن عباس کے ہیں جسکو روایت کیا طبرانی نے اور لیکن حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کی اخراج کیا اوسکا دارقطنی نے اور اوسمیں یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا ہمکو سو جمع ہوئے ہم سو بیان کی حضرت نے تعریف اللہ کی اور ثنا اوسکی پھر کہا کہ تحقیق اللہ نے زیادہ کیا تمہارے واسطے ایک نماز کو اور حکم کیا ہمکو وتر کا اور ضعیف کیا اوسکو ساتھ محمد بن عبیداللہ عزرمی کے اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے مصنف میں حَدَّثَنَا اَبُوْ خَالِدٍ الْاَحْمَرُ عَنْ حَجَّاجٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ زَادَکُمْ صَلٰوۃً اِلٰی صَلٰوتِکُمْ وَھِیَ الْوِتْرُ یعنی اللہ نے زیادہ کیا واسطے تمہارے ایک نماز کو اور وہ وتر ہے اور اسناد اسکی صحیح ہے لیکن حجاج میں کچھ کلام ہے بہرحال درجہ حسن سے کم نہیں اور حدیث ابو بصرہ کی روایت کیا اوسکو حاکم نے ابن لہیعہ سے انہوں نے عمرو بن العاص سے کہا کہ سنا میں نے ابو بصرہ غفاری سے کہ کہتے تھے سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے تحقیق کہ زیادہ کی اللہ نے ہمکو ایک نماز اور وہ وتر ہے تو پڑھو اوسکو درمیان عشا کے نماز صبح تک اور سکوت کیا اوس سے حاکم نے لیکن ابن لہیعہ ضعیف ہے کہا شیخ ابن الہمام نے

وَاعَلَّ بِابْنِ لَهِيعَةَ یعنی ضعیف کی گئی یہ حدیث ساتھ ابن لہیعہ کے اور لیکن حدیث خارجہ کی روایت کیا اوسکو حاکم اور ابوداؤد اور ترمذی نے اور ابن ماجہ نے کہ نکلے ہمارے اوپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو کہا تحقیق کہ اللہ نے مدد کی تمہارے ساتھ ایک نماز کی وہ بہتر ہی واسطے تمہارے سُرخ چارپایوں سے اور وہ وتر ہی تو کیا اوسکو درمیان عشا کے طلوع فجر تک کہا حاکم نے صحیح ہی اور نہیں خراج کیا اوسکا شیخین نے بسبب ضعیف ہونے تابعی کے صحابی سے اور وہ جو کہا ہی ترمذی نے کہ یہ غریب ہی اوسکی صحت کے منافی نہیں کیونکہ ترمذی اکثر جگہ کہتا ہی حسن صحیح غریب اور وہ جو ابن الجوزی نے ضعیف کیا اس حدیث کو بسبب ضعف ابن اسحٰق اور عبداللہ بن راشد کے اور نقل کی تضعیف عبداللہ کی دارقطنی سے صحیح نہیں کیونکہ ابن اسحٰق ثقہ ہی نہیں شبہہ ہی اوسکے ثقہ ہونے میں نزدیک محققین کے محدثین سے اور اگر تسلیم بھی کیا جاوے تو متابع ہی اوسکے لیث بن سعد یزید بن حبیب سے اور لیکن جو نقل کی تضعیف عبداللہ بن راشد کی دارقطنی سے تو غلطی کی اوسمیں کیونکہ دارقطنی نے عبداللہ بن راشد بصری مولی عثمان بن عفان راوی کو ابوسعید حذری سے ضعیف کیا ہی اور لیکن عبداللہ ہذا اس حدیث کا یعنی حدیث خارجہ کا اور وہ عبداللہ روقی ہی ابوالضحاک مصری ذکر کیا اوسکو ابن حبان نے ثقات میں اور متابعت لیث کی اور تصریح اس بات کی کہ یہ عبداللہ روقی ہی دونوں باتیں اسناد نسائی میں ہیں حدیث مذکور کے کتاب الکنی میں جو ہیں ثابت ہوگئی صحت اس حدیث کی اور اگر یہ بھی نہ ہوتیں حدیث ضعیف جتنے طریقوں سے مروی ہو تو وہ خواہ مخواہ حسن ہو جاویگی بلکہ بعض طریقے خود حسن ہیں مثل طریقہ اسحٰق بن رہ ہویہ کے اور قرہ راوی کو اگرچہ ضعیف کیا احمد نے اور کہا کہ منکر الحدیث ہی لیکن کہا ابن معین نے نہیں دیکھی میں نے اوسکی کوئی حدیث منکر اور میں جانتا ہوں کہ کچھ حرج نہیں ساتھ اوسکے اور ذکر کیا اوسکو ابن حبان نے ثقات میں اور یہ قول حضرت کا زاد کم دلالت کرتا ہی کہ ان پانچ نمازوں سے ملحق ہی وتر بھی اور ثابت ہوتا ہی اس سے وجوب اسکا جیسا کہ نہیں پوشیدہ ہی عاقل پر اگر کوئی کہے کہ اس سے فرضیت ثابت ہوتی ہی جیسے کہ فرضیت ہی پانچوں نمازوں کی تو جواب اوسکا یہ ہی کہ دلیل ظنی ہی اور فرضیت دلیل قطعی سے ثابت ہوتی ہی لیکن یہ خیال اس مقام پر وارد نہ ہوا یہ کہ روایت کی حاکم اور بیہقی نے بسند صحیح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ زیادہ کیا اللہ نے ایک نماز کو طرف نمازوں تمہارے کی اور وہ بہتر ہی واسطے تمہارے سُرخ چارپایوں سے آگاہ ہو کہ وہ دو رکعتیں ہیں قبل نماز فجر کے یعنی سنتیں فجر کی تو اگر یہ لفظ زاد کم موجب وجوب کو ہو تو بتقدیر اوسکے لازم آتا ہی کہ سنتیں فجر کی بھی واجب ہو جاویں حالانکہ وہ بالاتفاق سنت ہیں تو اس صورت میں اولیٰ یہ ہی کہ استدلال کریں ساتھ اس حدیث کے جو سنن ابوداؤد میں ہی بواسطہ ابی الخیر کے اور نام اوسکا عبداللہ بن عبداللہ عتکی ہی انہوں نے عبداللہ بن بریدہ سے انہوں نے اپنے باپ سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر حق ہی جو وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں وتر حق ہی اور جو وتر نہ پڑھے تو وہ ہم میں سے نہیں وتر حق ہی اور جو وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں اور روایت کیا اوسکو حاکم نے اور صحیح کیا اوسکو اور کہا ابوالسلیح تابعی ہی اور توثیق کی اوسکی ابن معین نے اور کہا ابن ابی حاتم نے سنا میں نے باپ اپنے سے کہتے تھے کہ وہ صالح الحدیث ہی اور انکار کیا گیا ہی بخاری پر اس وجہ سے کہ اوسنے داخل کیا اوسکو ضعفا میں اور کلام کیا اوسمیں نسائی اور ابن حبان نے اور کہا ابن عدی نے کچھ حرج نہیں ساتھ اوسکے تو حدیث حسن ہوگئی اور روایت کی بزار نے اسود سے انہوں نے عبداللہ سے کہ فرمایا حضرت نے اَلْوِتْرُ وَاجِبٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ یعنی وتر واجب ہی ہر مسلمان پر اور کہا کہ نہیں جانتے ہم کہ روایت کیجاتی ہو یہ حدیث ابن مسعود سے مگر اسی وجہ سے اور اس جگہ ایک اشکال ہی اور وہ یہ کہ روایت کی بخاری و مسلم نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وتر پڑھتے تھے اونٹ پر اور اس سے نفلیت وتر کی معلوم ہوتی ہی اور حضرت معاذ کو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

یمن کی طرف رخصت کیا تو کہا کہ تو اونسے تحقیق کہ اللہ نے فرض کین اوپر پانچ نمازین دن رات مین اور جب وفات سے تمو کے دن پہلے آپ نے کہا تھا اور روایت کی ابن حبان نے تحقیق کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوے اونکے ساتھ رمضان مین تو پڑھین آٹھ رکعتین اور وتر پڑھا پھر انتظار کیا صحابہ نے آپکا دوسری رات اور آپ نکلے نماز کیواسطے تو پوچھا اونسے صحابہ نے پھر فرمایا آپنے خوف کیا مین نے کہ نہ فرض ہو جاے وتر پھر اور اس حدیث سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تراویح آٹھ رکعتین پڑھی تھین اور بھی مروی ہی سنن مین سواترمذی کے کہ فرمایا حضرت نے وتر واجب ہی حق ہی اوپر ہر مسلمان کے سو جو شخص چاہے وتر نہ پڑھے ساتھ پانچ رکعتون کے اور چاہے ساتھ تین رکعتون کے اور چاہے ساتھ ایک رکعت کے اور اس سے ثابت ہوتا ہی کہ وتر واجب نہین اور روایت کیا اوسکو ابن حبان نے اور حاکم نے اور کہا کہ صحیح ہی اوپر شرط بخاری و مسلم کے اور جواب اول سے یہ ہی کہ یہ ایک واقعہ ہی کہ اوس سے عموم نہین ثابت ہوتا تو جائز ہی کہ بسبب عذر کے ہووے اور سب اس پر اتفاق ہی کہ فرض چار پانچ بسبب زکیچڑ وغیرہ کے پڑھنا جائز ہی یا یہ کہ یہ واقعہ قبل وجوب وتر کے ہوگا کیونکہ وجوب وتر کا ساتھ وجوب پانچون نمازون کے نہین ہی بلکہ متاخر ہی اور دوسرے یہ کہ مروی ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ وہ اوترتے تھے سواری پر سے واسطے وتر کے اور روایت کی طحاوی نے نافع سے انھون نے ابن عمر سے تحقیق کہ وہ نماز پڑھتے سواری پر اور وتر پڑھتے تھے زمین پر اور جانتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے معتمر سے اوسنے حمید سے اوسنے بکر سے کہ ابن عمرؓ جب ارادہ رکھتے تھے وتر پڑھنے کا اوترتے تھے اور وتر پڑھتے تھے زمین پر اور کہا ابن عون نے کہ پوچھا مین نے قاسم سے کہ جو شخص وتر پڑھے سواری پر کیا حکم ہی اوسکا سو کہا کہ جانا ان سب لوگون نے کہ حضرت عمر وتر پڑھتے تھے زمین پر اور کہا ابراہیم نخعی نے کہ صحابہ نماز پڑھتے تھے اپنی سواریون اور جانورون پر جس طرف ہوتا تھا موہ انکا مگر فرض اور وتر کو کہ وہ پڑھتے تھے اون دونون کو زمین پر اور جو روایتون کو ابن ابی شیبہ نے مصنف مین تو معلوم ہوا کہ سواری پر وتر پڑھنا آپکا یا تو قبل وجوب کے ہی یا بعذر تھا اور معاذ کی روایت سے جواب یہ ہی کہ جائز ہی کہ وجوب وتر کا بعد سفر کے ہووے اور دوسرے یہ کہ مراد حضرت کی اون نمازون سے وہ نمازین ہین جنکا ایک ایک وقت خاص علیحدہ مقرر ہی مثل پانچون نماز کے بخلاف وتر کے کہ وہ تابع ہی عشا کے اور وقت اوسکا وقت عشا کا ہی جیسا کہ عاقل پر پوشیدہ نہ ہیگا اور تیسری روایت سے جواب ہی کہ یہ حکم قبل وجوب وتر کے ہوگا اور دوسرے یہ کہ وتر سے اوسجگہ ساری رکعتین تراویح کی مع وتر مراد ہین کیونکہ آٹھ رکعتین تراویح کی اور تین وتر کی ملکے گیارہ وتر ہین یعنی طاق ہین جفت نہین اور دلیل اوسپر یہ ہی کہ تصریح ہی روایت پچھلی مین اس حدیث کی کہ فرمایا آپ نے خَشِيتُ أَنْ تُكْتَبَ عَلَيْكُمْ صَلٰوةُ اللَّيْلِ یعنی خوف ہی مجکو کہ فرض ہو جاوے تمپر نماز رات کی تو اب معلوم ہوا کہ وجب کی لفظ سے حدیث مین وجوب لغوی یعنی ضرور کے مراد نہین بلکہ وجوب شرعی ہی اور اسی واسطے آپنے یہ کلمہ ارشاد فرمایا بطور تاکید کے فَمَنْ لَّمْ يُوتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا یعنی جو وتر نہ پڑھے وہ ہم مین سے نہین اور وتر پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین نے مواظبت کی ہی وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ **ص** اور وتر کی تین رکعتین ہین ایک سلام سے اور امام شافعی کے نزدیک دو سلام کرے **ف** دلیل ہماری یہ ہی کہ روایت کی حضرت عائشہ رضی نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وتر پڑھتے تھے تین رکعتین نہین سلام پھیرتے تھے مگر آخر مین روایت کیا اسکو حاکم نے اور کہا صحیح ہی اوپر شرط بخاری و مسلم کے اور اسیطرح روایت کی نسائی نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہین سلام پھیرتے تھے بیچ دونون رکعتون وتر کے اور روایت کی حاکم نے حسن سے کہ ابن عمرؓ تھے سلام پھیرتے دو رکعتون کے بعد وتر مین

سو کہا حسن نے کہ عمر زیادہ فقیہ تھے اوسنے اور وہ کھڑے ہو جاتے تھے دوسری رکعت سے ساتھ تکبیر کے اور سکوت کیا اوس سے اور روایت کی طحاوی نے ابن عباس سے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر پڑھتے ساتھ تین رکعتوں کے پڑھتے تھے اول رکعت میں سبح اسم ربک الاعلیٰ آخر حدیث تک موافق اوس حدیث کے جو روایت کی حضرت عائشہ رضؓ سے اصحاب سنن اربعہ نے اور ابن حبان نے اور حاکم نے مستدرک میں اور روایت کیا حدیث ابن عباس کو باسناد صحیح طبرانی نے معجم صغیر میں مثل حدیث طحاوی کے اور کہا لم یرو ہذا الحدیث عن سفیان الا قتادۃ یعنی نہیں روایت کیا اوسکو سفیان سے مگر قتادہ نے اور روایت کی طبرانی نے اوسی معجم صغیر میں **حدثنا** محمد بن یزید بن عبد الصمد الدمشقی **ثنا** هشام بن عمار **حدثنا** محمد بن شعیب بن شابور قال کان معظم بن المقدام یحدث عن سعید بن ابی عروبۃ عن قتادۃ عن زرارۃ بن اوفی عن سعید بن هشام عن عائشۃ قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یسلم فی رکعتی الوتر یعنی تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں سلام پھیرتے بعد دو رکعتوں کے وتر سے اور کہا لم یرو ہذا عن المعظم الا محمد بن شعیب تفرد بہ هشام یعنی نہیں روایت کیا اوسکو معظم سے مگر محمد بن شعیب نے متفرد ہوا اوسکے ساتھ ہشام اور روایت کیا اسی حدیث کو ابن ابی شیبہ نے اسی اسناد سے اور روایت کی اوسنے ابو سلمہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وتر پڑھتے تھے تین رکعتیں آخر رات میں اور روایت کی ابن عبد البر نے عثمان بن محمد بن ربیعہ بن عبد الرحمن سے **حدثنا** عبد العزیز الدراوردی عن یزید بن یعنی عن ابیہ عن ابی سعید الخدری رضؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہی عن البتیراء ان یصلی الرجل رکعۃ واحدۃ یوتر بہا یعنی منع کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رکعت وتر پڑھنے سے اور اوسکو ناقص فرمایا اور ذکر کیا اس حدیث کو ابن عبد البر نے بہ تحقیق محدثین کے نزدیک احکام میں ایسا ہی ہے برہان میں اور اکثر صحابہ اور تابعین اسی پر ہیں کہ وتر کی تین رکعتیں ہیں روایت کی طحاوی نے **ثنا** ابو بکرۃ **ثنا** ابو داود **ثنا** ابو خالد قال سألت ابا العالیۃ عن الوتر فقال علمنا اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الوتر مثل صلوٰۃ المغرب هذا وتر اللیل وهذا وتر النهار یعنی کہا ابو خالد نے کہ پوچھا میں نے ابو العالیہ سے وتر سے کہا سکھایا ہمکو اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وتر مثل نماز مغرب کے ہووے وتر رات کا ہی اور یہ وتر دن کا ہی اور روایت کیا اسے طحاوی نے ثابت ہے کہ نماز پڑھی ساتھ ہمارے انس نے وتر کی سو میں اوسکی رہنی طرف تھا اور ام ولد اوسکی پیچھے ہمارے تھی تین رکعتیں سلام پھیرا اگر اوسکے آخر میں اور اسطرح صحیح ہوا ابن مسعود رضؓ سے وتر اللیل ثلث کوتر النہار یعنی وتر رات کے تین ہیں مانند وتر دن کے اور بعضوں نے اس حدیث کو مرفوع کیا ہی اور ضعیف ہی رفع اوسکا کیونکہ نہ رفع کیا ہی اوسکو عائش سے اوسنے عبد اللہ سے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مگر یحیی بن ابی المواجب نے اور وہ ضعیف ہی اور روایت کی ابو حنیفہ نے مسند میں حضرت عائشہ سے کہ تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وتر پڑھتے ساتھ تین رکعتوں کے پڑھتے تھے اول رکعت میں سبح اسم ربک الاعلیٰ اور دوسری میں قل یا ایها الکافرون اور تیسری میں قل هو اللہ احد اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے ابن عباس سے مانند اسکے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے عبد الرحمن بن زہری سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وتر پڑھتے تھے ساتھ سبح اسم ربک الاعلیٰ اور قل یا ایها الکافرون اور قل هو اللہ احد کے اور کہتے تھے بیچ آخر نماز کے جب بیٹھتے تھے سبحان الملک القدوس تین بار اور آخر بار میں پکار کے کہتے تھے اور حسن بصری نے کہا

اجماع کیا مسلمانوں نے کہ وتر تین رکعت ہیں کہا ابن ابی شیبہ نے **حَدَّثَنَا** حفص **حَدَّثَنَا** عمرو عن الحسن قال اجتمع المسلمون علی ان الوتر ثلث لا یسلم الا فی اخرھن یعنی اجماع کیا مسلمانوں نے کہ وتر تین رکعتیں ہیں نہ سلام پھیرے مگر انکے آخر میں اور روایت کی طحاوی نے عبدالرحمن بن ابی زیاد سے انھوں نے اپنے باپ سے انھوں نے سات فقیہوں سے کہ سب تابعی ہیں سعید بن المسیب اور عروہ اور قاسم بن محمد اور ابوبکر بن عبدالرحمن اور خارجہ بن زید اور عبیداللہ بن عبداللہ اور سلیمان بن یسار کہا سب نے کہ وتر تین رکعتیں ہیں نہ سلام پھیرے مگر اخیر رکعت کے بعد اور امام شافعی کے نزدیک چاہے ایک رکعت پڑھے چاہے تین چاہے پانچ اور دلیل انکی وہ حدیث ہے جو اوپر گذری اور فرمایا حضرت نے اوتروا رکعۃ واحدۃ من اخر اللیل یعنی وتر ایک رکعت ہے آخر رات میں اور یہ حدیث صحیح بخاری میں ہے غرض حاصل سب باتوں کا یہ ہے کہ حدیثیں دونوں طرف موجود ہیں لیکن مذہب اصح یہی ہے کہ تین سے کم بھی نہ پڑھے اور نہ زیادہ کرے کیونکہ تین رکعت کا ثبوت بہ نماز مغرب بھی ہو سکتا ہے اور پانچ اور سات وغیرہ کا نظیر موجود نہیں اور اسیطرح ایک رکعت پڑھنے سے نہی وارد ہوئی تو مقتضای احتیاط یہی ہے کہ تین رکعت پڑھے کہ سب کے نزدیک درست ہو **وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ** **ص** ہمیشہ تیسری رکعت وتر میں قبل رکوع کے دونوں ہاتھ اوٹھا کے تکبیر کہکے دعا قنوت پڑھا کرے اور امام شافعی کے نزدیک پندرھویں رمضان سے آخر مہینے تک قنوت پڑھے اور پھر کبھی وتر میں نہ پڑھے **ف** جاننا چاہیے کہ اسجگہ پر تین خلاف ہیں اول تو یہ کہ جب قنوت پڑھے وتر میں تو قنوت پڑھے قبل رکوع کے یا بعد رکوع کے دوسرے یہ کہ قنوت وتر میں تمام سال پڑھا کرے یا فقط نصف آخر رمضان میں تیسرے یہ کہ سوا وتر کے اور جگہ بھی قنوت پڑھے یا نہ پڑھے تو ہمارا مذہب ہے کہ سوا وتر کے اور کسی نماز میں دعا قنوت پڑھنا درست نہیں اور امام شافعی کے نزدیک فجر کی اخیر رکعت میں بعد رکوع کے بھی قنوت پڑھا کرے **ف** تو اول سنلے میں امام شافعی کی دلیل ہے جو روایت کی دارقطنی نے سوید بن غفلہ سے کہا کہ سنا میں نے ابوبکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم سے کہ کہتے تھے پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قنوت آخر وتر میں اور آخر وتر کا بعد رکوع کے ہے لیکن جواب اسکا یہ ہے کہ آخر شی کا جب ہوتا ہے کہ نصف سے بڑھ جاوے اور اس صورت میں قبل رکوع بھی قنوت پڑھنا آخر نماز میں ہے اور ایک حدیث صحیح اونکی دلیل ہے وہ یہ ہے کہ روایت کی حاکم نے حسن بن علی سے اور صحیح کیا اوسکو کہا کہ سکھائے مجھکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ کلمات کہ کہتا ہوں میں اونکو وتر میں جب اوٹھاتا ہوں سر اپنا (یعنی رکوع سے ۱۲) **اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ فِیْمَنْ ھَدَیْتَ** آخر تک اور بیان اسکا قنوت میں آویگا اور دلیل ہماری یہ ہے جو روایت کی نسائی اور ابن ماجہ اور ابوداؤد وغیرہم نے ابی بن کعب سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر میں پڑھتے تھے قنوت قبل رکوع کے اور ایک لفظ نسائی کے یہ ہے کہ تھے وتر پڑھتے ساتھ تین رکعت کے اول میں سبح اسم ربک الاعلیٰ اور دوسری میں قل یا ایھا الکافرون اور تیسری میں قل ھو اللہ احد پڑھتے تھے اور ضعیف کیا اس حدیث کو ابوداؤد نے بسبب اضطراب کے اور صحیح یہ ہے کہ زیادت ثقہ کی اگرچہ متفرد ہو مقبول ہے اگر تسلیم کریں تو روایت کی خطیب نے کتاب القنوت میں باسناد صحیح عبداللہ بن مسعود سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قنوت پڑھی وتر میں قبل رکوع کے اور ذکر کیا اسکو ابن الجوزی نے تحقیق میں اور سکوت کیا اوس سے اور بھی روایت کی ابن ابی شیبہ نے **حَدَّثَنَا** وکیع **حَدَّثَنَا** سفیان عن ابان ابن ابی عیاش عن ابراھیم عن علقمہ عن عبداللہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قنت قبل الرکوع فی الوتر

یعنی قنوت پڑھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبل رکوع کے وترمیں لیکن اسناد اسکی ضعیف ہے بسبب ابان بن ابی عیاش کے
اور روایت کی ابونعیم حلیے میں عطاء بن سائب سے انھوں نے علاء بن سیب سے انھوں نے حبیب بن ابی ثابت سے انھوں نے ابن عباس سے
کہا کہ وتر پڑھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ تین رکعتوں کے سو قنوت پڑھی اوسمیں قبل رکوع کے اور اخراج کیا طبرانی نے
اوسطا میں محمود بن مجمع مروزی سے ثنا سہیل بن عباس الترمذی ثنا سعید بن سالم القداح عن نافع عن عبداللہ
بن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یوتر بثلث رکعات ویجعل القنوت قبل الرکوع
کہ کہا ابن عمر نے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم وتر پڑھتے تھے ساتھ تین رکعتوں کے اور کرتے تھے قنوت کو قبل رکوع کے اور
قول ابونعیم کا غریب ہے حدیث حبیب سے اور علاء تفرد کیا اوس سے عطاء بن سائب نے اور قول طبرانی کا کہ نہیں روایت کیا اوسکو عبداللہ سے
مگر سعید بن سالم کچھ موجب تعجب کو نہیں کیونکہ اوپر بیان کیا ہے نے کہ زیادتی ثقہ کی مقبول ہے باوجود اس بات کے کہ انفراد سفیان ثوری کا
بہ بیہ روایت نسائی میں اور تفرد عطاء کا علاء سے اور تفرد سعید کا عبداللہ سے ساتھ ہونے حدیث ابن مسعود کے بروایت ابن ابی شیبہ
اور خطیب کے حجت قاطع ہے کیونکہ اب انفراد نہوا بلکہ کثرت ہوگئی اور خصوصا جب کہ ہر طریقہ حسن یا صحیح ہووے اور وہ جو حدیث
اسمیں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قنوت پڑھی بعد رکوع کے تو مراد اوس سے یہی ہے کہ ایک مہینا پڑھی تھی اور پھر ترک کی
بدلیل اوسکے جو روایت کی عاصم احول نے کہ پوچھا میں نے انس سے قنوت کو نماز میں تو کہا کہ ہاں پھر کہا میں نے کہ قبل رکوع کے یا بعد
رکوع کے کہا قبل رکوع کے کہا میں نے کہ فلانے شخص نے خبر دی مجکو تمسے کہ بعد رکوع کے کہا وہ جھوٹ ہے نہیں قنوت پڑھی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد رکوع کے مگر ایک مہینے کہا شیخ ابن الہمام نے وعاصم کان ثقۃ جدا یعنی اور عاصم تھا ثقہ نہایت درجے کا اور عمل
صحابہ کا اسی پر ہے روایت کی ابن ابی شیبہ نے کہ ابن مسعود اور اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قنوت پڑھتے تھے قبل رکوع کے
اور دوسرے مسئلے میں امام شافعی کی دلیل یہ ہے وہ جو روایت کی ابوداود نے کہ عمر رضی نے جمع کیا آدمیوں کو اوپر ابی بن کعب کے تو وہ نماز
پڑھتے تھے ساتھ اونکے بیس راتیں مہینے سے یعنی رمضان سے اور نہیں قنوت پڑھتے تھے ساتھ اونکے مگر نصف اخیر میں
رمضان سے تو جب عشرہ اخیر آتا تھا جماعت نہیں کرتے تھے اور پڑھتے تھے اپنے گھر میں اور اس حدیث کے لیے ایک طریقہ دوسرا ہے
ضعیف کیا اوسکو نووی نے خلاصے میں اور وہ جو روایت کی ابن عدی نے انس رضی سے کہ تھے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قنوت
پڑھتے نصف رمضان میں ضعیف ہے ساتھ ابوعاتکہ کے اور ضعیف کیا اوسکو بیہقی نے اور دلیل ہماری وہ ہے جو ہے میں ہے کہ فرمایا
حضرت نے حسن سے جب سکھائی اونکو دعا قنوت کہ کہا اسکو اپنے وتر میں اور یہ روایت غریب ہے نہیں ملی اور مشہور وہ ہے جو مروی
ہے سنن اربعہ میں یزید بن ابی مریم انھوں نے ابی الجوزا سے انھوں نے حسن بن علی سے کہا سکھائے مجکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
کلمات وتر میں یا قنوت وتر میں اللھم اھدنی فیمن ھدیت وعافنی فیمن عافیت وتولنی فیمن تولیت و
بارک لی فیما اعطیت وقنی شر ما قضیت انک تقضی ولا یقضی علیک انہ لا یذل من والیت
تبارکت ربنا وتعالیت کہا ترمذی نے اسناد اوسکی صحیح ہے یا حسن ہے اور روایت کیا اوسکو حاکم نے اور کہا آمین
کہ جب اوٹھاتا میں ہر اپنا اور نہ باقی رہتا تھا مگر سجدہ اور اخراج کیا اربعہ نے اور حسن کہا اوسکو ترمذی نے حضرت علی سے
کہا کہ وہ کہتے تھے آخر وتر میں اللھم انی اعوذ برضاک من سخطک وبمعافاتک من عقوبتک

وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ لیکن وجوب قنوت ثابت نہیں ہوتا مگر جب کہ وہ حدیث ثابت ہو جاوے کہ اجعل هذا فی وترك یعنی کر اسکو وتر میں کیونکہ صیغہ امر کا واسطے وجوب کے ہے اور ایک طریقہ اسکے وجوب کا اور طرح ثابت ہو سکتا ہے وہ یہ کہ روایت کی ابن ابی شیبہ نے ابراہیم نخعی سے کہ کہا انھوں نے لَا وِتْرَ إِلَّا بِقُنُوتٍ یعنی نہیں وتر ہے مگر ساتھ قنوت کے اور وتر واجب ہے تو قنوت بھی واجب ہے اور مشہور قنوت میں یہ دعا ہے جو روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے بسند صحیح عبدالرحمن سے کہ سکھایا ہمکو ابن مسعود نے پڑھنا قنوت کا اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْتَعِينُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُؤْمِنُ بِكَ وَنُثْنِي عَلَيْكَ الْخَيْرَ وَنَشْكُرُكَ وَلَا نَكْفُرُكَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَفْجُرُكَ اَللّٰهُمَّ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّي وَنَسْجُدُ وَإِلَيْكَ نَسْعَى وَنَحْفِدُ وَنَرْجُو رَحْمَتَكَ وَنَخْشَى عَذَابَكَ إِنَّ عَذَابَكَ الْجِدَّ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ اور رفع یدین بھی وقت قنوت کے حدیث ابن عباس سے جو اوپر گذری ثابت ہوتا ہے اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے بسند صحیح عبداللہ سے کہ وہ اوٹھاتے تھے ہاتھ اپنے وقت قنوت کے وتر میں اور اس دعا قنوت کو روایت کیا ابوداؤد نے مرسل من طریق ابن ابی عمران سے اور الفاظ اوسکے یہ ہیں اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْتَعِينُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُؤْمِنُ بِكَ وَنَخْضَعُ لَكَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَفْجُرُكَ یا من تکلرک کہا اَللّٰهُمَّ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّي وَنَسْجُدُ وَإِلَيْكَ نَسْعَى وَنَحْفِدُ وَنَرْجُو رَحْمَتَكَ وَنَخْشَى عَذَابَكَ إِنَّ عَذَابَكَ الْجِدَّ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ اور کہا احمد بن عمران فقیہ نے حدثنی فرج مولی ابی یوسف قال رأیت مولای ابا یوسف اذا دخل فی القنوت الوتر رفع یدیه فی الدعاء یعنی جب جاتے امام ابی یوسف قنوت وتر میں اوٹھاتے ہاتھ اپنے دعا میں کہا ابن ابی عمران نے کان فرج ثقة فرج ثقہ تھا اور جسکو قنوت یاد نہ ہو وہ بجاے قنوت کے رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ کہے اور تیسرے مسئلے میں دلیل امام شافعی کی حدیث ابوجعفر رازی کی ہے انس سے کہ ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے قنوت صبح میں یہانتک مفارقت کی دنیا کی روایت کیا اوسکو دارقطنی وغیرہ نے اور بخاری میں ہے ابوہریرہ سے کہ کہا انھوں نے میں قریب تر ہوں ساتھ نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سو تھے ابوہریرہ قنوت پڑھتے اخیر رکعت میں نماز صبح کے بعد کہنے سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کے تو دعا کرتے تھے واسطے مومنوں کے اور لعنت کرتے تھے کافروں کو اور حدیث ابن ابی فدیک کی عبداللہ بن سعید مقبری سے انھوں نے اپنے باپ سے انھوں نے ابوہریرہ سے انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ تھے جب سر اوٹھاتے آپ نماز صبح میں رکوع سے ہاتھ اوٹھاتے اور دعا کرتے ساتھ اس دعا کے اَللّٰهُمَّ اهْدِنِي فِيمَنْ هَدَيْتَ اور عبداللہ بن سعید مقبری ضعیف ہے نہایت درجے کا کہا ترمذی نے وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيُّ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيثِ یعنی عبداللہ بیٹا سعید مقبری کا ضعیف کیا جاتا ہے حدیث میں کما شیخ ابن الہمام فتح القدیر میں وَالْجَوَابُ أَوَّلًا أَنَّ حَدِيثَ ابْنِ أَبِي فُدَيْكٍ الَّذِي هُوَ النَّصُّ فِي مَطْلُوبِهِمْ ضَعِيفٌ یعنی پہلے جواب یہ ہے کہ حدیث ابن ابی فدیک کی کہ وہ نص ہے اونکے مطلوب میں ضعیف ہے فَإِنَّهُ لَا يَحْتَجُّ بِهِ اللّٰهُ هٰذَا اکیونکہ نہیں حجت پکڑی جاویگی ساتھ اس عبداللہ کے اور ماقبل کی حدیثیں منسوخ ہیں ساتھ اوسکے جو روایت کی بزار اور ابن ابی شیبہ طبرانی اور طحاوی نے حدیث شریک قاضی سے انھوں نے ابوحمزہ ثمالی سے انھوں نے ابراہیم سے انھوں نے علقمہ سے انھوں نے

عبداللہ سے کہا کہ نہیں قنوت پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح میں مگر ایک مہینے پھر ترک کیا اوسکو نہ پڑھا اوسکو قبل اوسکے اور نہ بعد اوسکے اور ضعیف کیا اوسکو ساتھ قصاب کے ترک کیا اوسکو احمد بن حنبل نے اور ابن معین نے اور ضعیف کیا اوسکو عمرو بن علی فلاس اور ابو حاتم نے اور حاصل اونکی تضعیف کا یہ ہی کہ وہ کثیر الوہم تھا تو اب یہ حدیث رافع اوس حدیث قوی کی جو ابو ہریرہ سے مروی ہی نہوگی اور جواب اوسکا یہ ہی کہ اسیطرح ابو جعفر میں کلام ہو کہا ابن المدینی نے غلط کرتا تھا حدیث میں اور کہا ابن معین نے خطا کرتا تھا اور کہا احمد نے قوی نہیں اور کہا ابو زرعہ نے کان یہم کثیرا و ہم کرتا تھا بہت اور کہا ابن حبان نے کہ منفرد ہوتا تھا ساتھ ذکر حدیثوں کے جنکا مشہور ہیں سے اور مقوی ہی قصاب کی حدیث کو وہ جو روایت کی قیس بن ربیع نے عاصم بن سلیمان سے کہا کہ کہا ہمنے واسطے انس کے کہ کچھ لوگ گمان کرتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ پڑھتے تھے قنوت فجر میں سو کہا انس نے کہ جھوٹ بولے وہ نہیں پڑھی قنوت حضرت نے مگر ایک مہینے کہ بد دعا کرتے تھے ایک قبیلے پر قبیلہ والون مشرکین سے تو یہ حدیث خود مخالف ہی حدیث انس کے اور قیس راوی اس حدیث میں اگرچہ ضعیف ہی ضعیف کیا اوسکو یحیی بن معین نے لیکن توثیق کی اوسکی اور لوگونے اور بہرحال ابو جعفر سے کم نہیں بلکہ اوسکے برابر ہی یا اوس سے زیادہ ہی اعتبار میں کیونکہ ضعیف کرنیوالے قیس کے کم ہین ضعیف کرنیوالون ابو جعفر سے اور ضعیف کیا یحیی بن معین نے بسبب اوسکے جو کہا احمد بن سعید بن ابی مریم نے پوچھا میں نے یحیی سے قیس بن ربیع کو سو کہا کہ ضعیف ہی نہیں لکھی جاویگی حدیث اوسکی کیونکہ وہ حدیث بیان کرتا ہی عبیدہ سے اور وہ منصور سے ہوتی ہی اور یہ ضعف موجب رد حدیث کو نہیں سو اسطے کہ غالب اوسکی غلطی ہی اوسکی ذکر عبیدہ میں بدل منصور کے لیکن ضعیف کیا اوسکو اور لوگونے سے یحیی بن سعید قطان نے اور نسائی نے متروک ہی اور کہا دارقطنی نے ضعیف ہی اور مروی ہی احمد سے کہ وہ کثیر الخطا تھا اور روایت کہین اوسنے حدیثین منکر اور وکیع اور ابن المدینی ضعیف کرتے تھے اوسکو اور کلام کیا اوسمین امام المحدثین یحیی بن سعید القطان نے لیکن بسبب کہ نہ ملتے تھے قیس سے اور تشنیع کی انھون نے یحیی بن سعید پر بسبب تضعیف اونکی کے قیس کو کہا ابو قتیبہ نے کہا واسطے میرے شعبہ نے لازم پکڑ قیس بن ربیع کو اور کہا ابن حبان نے دیکھیں میں نے حدیثین قیس کی روایات قدما اور متاخرین سے اور تلاش کی میں نے اونکی تو دیکھا میں نے اوسکو سچا امانت دار جب جوان تھا اور جب زیادہ ہوا اوسکا تو بگڑ گیا حفظ اوسکا اور اکثر روایتین اوسکی مستقیم ہین اور کہا ابو حاتم نے محل اوسکا صدق ہی اور قوی نہیں اور کہا شمس الدین ذہبی نے قول معتبر قول شعبہ کا ہی اور نہیں حرج ہی ساتھ اوسکے تو کم نہوگا ابو جعفر رازی سے اور مؤید ہی اوسکی وہ جو روایت کیا اوسکو اوس سے خطیب بغدادی نے کتاب القنوت مین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہین قنوت پڑھتے تھے مگر جب کہ بد دعا کرتے کسی قوم کو اور سند اسکی صحیح ہی اور ضعیف کیا ابن الجوزی نے اوس حدیث انس کو کہ پڑھتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قنوت نماز صبح مین یہانتک کہ انتقال کیا اور تشنیع کی اوسپر اور کہا کہ یہ اون حدیثون مین سے ہی جن سے ہماری کتابون کی محافظت چاہیے بسبب اس بات کے کہ وہ جانتا تھا کہ یہ حدیث باطل ہی اور بعض روایات اوسکی مشہور بالوضع ہوئی ہین اور فرمایا حضرت نے جو حدیث بیان کرے ہمسے ایسی حدیث جو جانتا ہی کہ وہ جھوٹ ہی تو وہ بھی کاذبین مین سے ہی اور ایک حدیث صحیح روایت کی امام ابو حنیفہ صاحب نے حماد بن ابی سلیمان سے انھون نے ابراہیم سے انھون نے علقمہ سے انھون نے عبداللہ بن مسعود سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہین قنوت پڑھی فجر مین کبھی مگر ایک مہینہ اور نہ دیکھا قبل اوسکے اور نہ بعد اوسکے اور اس حدیث مین قنوت پڑھی واسطے بد دعا کے ایک قوم پر مشرکین سے اور اس اسناد مین سیطرح کا عیب نہین اور سوا اسطے خود انس نے صبح مین قنوت نہین پڑھی جیسا کہ روایت کی طبرانی نے **حدثنا** عبید اللہ بن محمد

ثنا شیبان بن فروخ ثنا غالب بن فرقد قال کنت عند انس بن مالک رضی اللہ عنہ شہرین فلم یقنت فی صلوٰۃ الغداۃ یعنی کہا غالب بن فرقد نے تھا میں ساتھ انس کے دو مہینے سو نہ قنوت پڑھی انھوں نے نماز فجر میں اور کبھی قنوت بمعنی طول قیام کے بھی آتی ہے اور جائز ہے کہ یہ غلطی ابو جعفر سے واقع ہوئی ہو کہ انس نے کہا ہو اس قنوت کو (یعنی طول قیام کو ۱۲) اور وہ سمجھا ہو دعا قنوت کو ایسا ہی کہا بعض محدثین نے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے افضل الصلوٰۃ طول القنوت یعنی افضل صلوٰۃ وہ ہے جسمیں طول ہو قیام کا تو ثابت ہو گیا نسخ قنوت کا اور روایت کی ابن حبان نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں قنوت کرتے نماز صبح میں مگر یہ کہ دعا کریں واسطے کسی قوم کے یا بد دعا کریں کسی قوم کو اور اس قنوت سے مراد طول قیام ہے کیونکہ قنوت بمعنی دعا کے کسطرح ثابت ہو گی اور روایت میں ہوئی ابو مالک سعد بن طارق اشجعی سے انھوں نے اپنے باپ سے کہا کہ نماز پڑھی میں نے پیچھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سو نہ قنوت پڑھی اور پیچھے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے سو نہ قنوت پڑھی اور پیچھے عمر رضی اللہ عنہ کے (یعنی نماز فجر کی ۱۲) سو نہ قنوت پڑھی اور پیچھے عثمان رضی اللہ عنہ کے سو نہ قنوت پڑھی اور پیچھے علی رضی اللہ عنہ کے سو نہ قنوت پڑھی ہم کہا کہ اے بیٹے میرے یہ بدعت ہے روایت کیا اوسکو نسائی اور ابن ماجہ نے اور ترمذی نے اور کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ابن ماجہ میں ہے کہ میں نے اپنے باپ سے کہا کہ اے باپ میرے نماز پڑھی تو نے پیچھے حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ابو بکر اور عمر اور عثمان کے اور پیچھے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کوفے میں پانچ برس تک کیا قنوت پڑھتے تھے فجر میں کہا کہ اے بیٹے میرے محدث یعنی بدعت ہے اور اخراج کیا مانند اسکے ابن ابی شیبہ نے اور اس سے باطل ہو گیا قول غازی کا کہ قنوت فجر میں منقول ہے خلفاء اربعہ سے اور اسی پر جمہور ہیں اور بھی روایت کی ابن ابی شیبہ نے ابو بکر اور عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم سے کہ وہ نہیں قنوت پڑھتے تھے فجر میں اور روایت کی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ جب قنوت پڑھی انھوں نے نماز صبح میں نکلا کیا لوگوں نے اوپر سو کہا انھوں نے مدد مانگی ہے اپنے دشمن پر اور انکار کرتے ہیں لوگ صحابہ اور تابعین سے اور بھی روایت کی ابن عباس اور ابن مسعود اور ابن عمر اور ابن الزبیر رضی اللہ عنہم سے کہ وہ نہیں پڑھتے تھے قنوت فجر میں اور روایت کی ابن عمر سے کہ کہا انھوں نے قنوت فجر میں نہیں دیکھا میں نے اور نہیں جانا میں نے اور کتاب غایت میں ہے کہ پوچھے گئے ابن عمر قنوت فجر سے کہا کہ نہیں قسم اللہ کی نہیں بجا لاتے ہیں ہم اوسکو اور سعید بن جبیر نے کہا گواہی دیتا ہوں میں کہ سنا میں نے ابن عباس سے کہتے تھے قنوت نماز فجر میں بدعت ہے ذکر کیا اوسکو ابن مندہ نے اور وہ جو نقل کی غازی نے کہ ابن عمر بھول گئے اور قنوت پڑھی انھوں نے ساتھ اپنے باپ کے نماز فجر میں سو یہ غلط ہے کیونکہ اوپر گذرا کہ حضرت عمر نے نہیں قنوت پڑھی فجر میں اور سند اوسکی نہایت صحیح ہے اور دوسرے یہ کہا محمد بن الحسن نے ثنا ابو حنیفۃ عن حماد بن ابی سلیمان عن ابراھیم النخعی عن الاسود بن یزید انہ صحب عمر بن الخطاب سنین فی السفر والحضر فلم یرہ قانتا فی الفجر یعنی اسود صحبت میں رہے عمر بن الخطاب کی برسوں سفر اور حضر میں اور قنوت نہ پڑھتے دیکھا اونھوں نے حضرت عمر کو نماز فجر میں اور اس سند پر کسطرح کا غبار نہیں اور نسبت ابن عمر کی طرف نسیان کی اس امر میں نہایت بعید ہے کیونکہ نسیان اوس امر میں ہوتا ہے جو کبھی کبھی وقوع میں آتا ہے اور یہ ہر نماز صبح میں بھلا تو کیونکر نسیان اونکا قبول کیا جاویگا باوجود اسکے کہ خود اونکا قول ہے ما شہدت وما علمت یعنی نہیں دیکھا میں نے اور نہیں جانا میں نے واللہ اعلم ص اور پڑھے وتر کی ہر رکعت میں فاتحہ اور سورت یعنی تیسری رکعت میں بھی سورت پڑھے ف اور دلیل اسکی یہ ہے کہ حضرت نے پہلی رکعت میں سبح اسم ربک الاعلیٰ پڑھا اور دوسری میں قل یا ایہا الکافرون

اور تیسری مین قل ہو اللہ احد کو روایت کیا اسکو امام ابوحنیفہ نے اور ابوداؤد اور ابن ابی شیبہ نے اور بہت محدثین نے اور بیان اسکا اوپر تفصیل سے گذرا ف اگر شافعی مذہب کے پیچھے حنفی نماز پڑھتا ہو اور وتر مین اوسنے قنوت نہ پڑھی حنفی بھی نہ پڑھے اور صبح مین اوسکی تابعداری نکرے بلکہ چپکا کھڑا رہے ف اور جاننا چاہیے کہ وتر حنفی کا پیچھے شافعی کے بعض لوگون کے نزدیک درست ہو اور بعضون کے نزدیک درست نہین کیونکہ وتر شافعی کے نزدیک سنت ہو اور ہمارے نزدیک واجب اور اقتدا واجب پڑھنے والے کی پیچھے نفل پڑھنے والے کے درست نہین واللہ اعلم

فصل نوافل کے بیان مین

ص قبل فجر اور بعد ظہر اور عشا اور مغرب کے دو رکعتین پڑھنا سنت ہو اور قبل ظہر اور جمعے کے اور بعد جمعے کے چار رکعتین ایک سلام سے اور چار قبل عصر اور عشا اور بعد عشا کے مستحب ہو ف اور اصل اس باب مین قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہو جو شخص مواظبت کرے اوپر بارہ رکعتون کی سنت سے بنائے اللہ ایک گھر اوسکے لیے جنت مین چار رکعتین قبل ظہر کے اور دو رکعتین بعد اوسکے اور دو رکعتین بعد مغرب کے اور دو رکعتین بعد عشا کے اور دو قبل فجر کے روایت کیا اوسکو ترمذی اور ابن ماجہ نے مغیرہ بن زیاد سے انھون نے عطاء سے انھون نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث غریب ہو اسوجہ سے اور مغیرہ بن زیاد کلام کیا ہو اوسمین بعض اہل علم نے اوسکے حفظ کے سبب سے انتہی لیکن اس حدیث کا ایک شاہد ہی روایت کیا اسکو جماعت نے سوا بخاری کے ام حبیبہ بنت ابی سفیان سے کہ انھون نے سنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے نہین ہو کوئی بندہ مسلمان کہ پڑھے واسطے اللہ کے ہر روز بارہ رکعتین نفل غیر فرض کے بنا دیگا اللہ واسطے اوسکے گھر جنت مین زیادہ کیا ترمذی اور نسائی نے کہ چار رکعتین قبل ظہر کے اور دو بعد اوسکے اور دو بعد مغرب کے اور دو بعد عشا کے اور دو قبل نماز صبح کے اور ایک روایت مین نسائی کی ہو کہ دو رکعتین قبل عصر کے بدل دو رکعتون کے بعد عشا کے باقی رہین چار قبل عصر کے اور چار قبل جمعہ اور چار بعد جمعہ اور چار قبل عشا اور چار بعد عشا تو واجب جانا چاہیے کہ چار قبل عصر کے مستحب ہین روایت کی ابوداؤد اور احمد اور ابن خزیمہ اور ابن حبان نے دونون نے اپنی صحیح مین اور ترمذی نے ابن عمر سے کہ فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رحم کرے اللہ اوس مرد پر جسنے پڑھین چار رکعتین قبل عصر کے کہا ترمذی نے حسن غریب ہو اور بعضون نے کہا ہو کہ دو قبل عصر کے پڑھے اور دلیل اوسکی اوپر گذری اور روایت کی ابوداؤد نے عاصم بن ضمرہ سے اوسنے حضرت علی سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے قبل عصر کے دو رکعتین اور روایت کیا اوسکو ترمذی اور احمد نے اور کہا چار بعد کے اور لیکن چار رکعتین قبل جمعے کے تو ثابت ہین چار رکعتون قبل ظہر سے اور چار رکعتین بعد جمعے کے تو اسواسطے کہ روایت کی ابوہریرہ نے کہ فرمایا حضرت نے جب نماز پڑھے کوئی تم مین سے جمعے کی تو پڑھے بعد اوسکے چار رکعتین روایت کیا اوسکو مسلم اور ابوداؤد اور ترمذی نے اور اکثر روایتون مین آیا ہو کہ دو رکعتین بعد جمعے کے روایت کیا اسکو ابوداؤد نے سنن مین اور لیکن چار بعد عشا کے اور چار قبل عشا کے سو روایت کی ابوداؤد نے شریح بن ہانی سے کہا کہ پوچھا مین نے حضرت عایشہ سے نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سو کہا مین پڑھتی آپ عشا اور آتے میرے پاس پھر پڑھین چار رکعتین یا چھ رکعتین آخر حدیث تک اور روایت کی سعید بن منصور نے بسند ابن عباس سے کہ فرمایا حضرت نے جو شخص پڑھے قبل عشا کے چار رکعتین گویا کہ اوسنے تہجد پڑھا رات مین اور جسنے پڑھا چار رکعتون کو بعد عشا کے گویا کہ پڑھین اوسنے چار شب قدر مین اور بعضونکا مذہب ہو کہ دو بعد عشا کے پڑھے اور دلیل اونکی اوپر گذری اور کہا حضرت عائشہ نے کہ نہین چھوڑتے تھے آپ چار قبل ظہر کے اور دو قبل صبح کے اور فجر کی سنتون کی بڑی تاکید ہو فرمایا حضرت نے دو رکعتین قبل فجر کے

بہتر ہین ہماری دنیا سے روایت کیا اسکو نسائی نے اور چار رکعتین قبل ظہر کے اوسمین ایک ہی سلام ہے یعنی دو رکعتون کے بعد سلام نہ پھیرے بلکہ جب چارون پڑھ لے اور امام شافعی کے نزدیک دو دو کرکے پڑھے اور تمسک کیا ہے اوس سے جو روایت کی ابوداؤد نے اور ترمذی نے شمائل مین ابوایوب انصاری سے کہ فرمایا حضرتؐ نے کہ چار قبل ظہر کے نہین ہین اونمین سلام کھولے جاتے ہین اونکے واسطے دروازے آسمان کے اور ضعیف ہے یہ حدیث بسبب ابوعبیدہ بن معتب ضبی کے اور ایک لفظ مین ترمذی کے شمائل مین یہ ہے کہا مین نے ای رسول اللہ کیا اونمین سلام فاصل ہے کہا کہ نہین اور اسکا ایک اور طریقہ ہے جو روایت کیا اوسکو امام محمد بن الحسن نے موطا مین حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ عَامِرٍ الْبَجَلِيُّ عَنْ إِبْرَاهِيمَ وَالشَّعْبِيِّ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يُصَلِّي أَرْبَعًا إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ فَسَأَلَهُ أَبُو أَيُّوبَ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ إِنَّ أَبْوَابَ السَّمَاءِ تُفْتَحُ فِي هَذِهِ السَّاعَةِ فَأُحِبُّ أَنْ يَصْعَدَ لِي فِي تِلْكَ السَّاعَةِ خَيْرٌ فَقُلْتُ أَفِي كُلِّهِنَّ قِرَاءَةٌ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ أَيُفْصَلُ بَيْنَهُنَّ بِسَلَامٍ قَالَ لَا یعنی تھے حضرت پڑھتے چار رکعتین قبل ظہر وقت زوال آفتاب کے تو سوال کیا اوسسے ابوایوب نے اس سے پھر فرمایا حضرتؐ نے کہ کھولے جاتے ہین اس ساعت مین دروازے آسمان کے سو چاہتا ہون مین کہ چڑھے اس ساعت مین میری کوئی نیکی کہا مین نے کیا سب رکعتون مین قرأت ہے فرمایا کہ ہان کہا مین نے کیا فصل کیا جاوے اون چارون مین ساتھ سلام کے فرمایا کہ نہین یعنی چار رکعت کے بیچ مین سلام نہ پھیرے ص اور دن مین چار رکعت نفل زیادہ پڑھنا ایک سلام سے مکروہ ہین اور رات کو آٹھ رکعت سے زیادہ اور چار رکعتین دن رات مین ایک سلام سے پڑھنا افضل ہین ف اور صاحبین کے نزدیک رات مین ہر دو رکعت مین ایک سلام چاہیے اور دلیل اسکی یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین زیادہ کیا اوسپر اگر کراہیت ہوتی تو زیادہ کرتے واسطے تعلیم جواز کے اور افضل رات مین نزدیک صاحبین کے دو دو ہین اور دن مین چار چار اور امام شافعی کے نزدیک رات دن مین دو دو پڑھنا افضل ہین اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک چار چار پڑھنا رات دن مین افضل ہین امام شافعی کی دلیل قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے صَلٰوۃُ اللَّیْلِ وَالنَّہَارِ مَثْنٰی مَثْنٰی یعنی نماز رات دن کی دو دو ہین روایت کیا اسکو اصحاب سنن اربعہ نے ابن عمرؓ سے اور صاحبین کے نزدیک اعتبار تراویح پر ہوا اور اس حدیث کی اسناد مین شعبہ ہے کہا ترمذی نے اختلاف کیا اصحاب شعبہ نے اوسمین تو بعضون نے اوسکو رفع کیا اور بعضون نے وقف کیا اور روایت کیا اسکو ثقات نے عبداللہ بن عمرؓ سے اور ذکر کیا اوسمین رات کی نماز کو اور نہین بیان کیا دن کی نماز کو اور ایسا ہی ہے مجمعین مین اور کہا نسائی نے یہ حدیث نزدیک میرے خطا ہے اور وہ جو نسائی نے کہا سنن کبری مین کہ اسناد اسکی جید ہے نہین معارض ہے اوس کلام کی اسواسطے کہ وجود سند کا نہین مانع ہے خطا کے دوسری جہت سے کہ عارض ہوئی ہو ثقات کو اور اسواسطے رد کیا اوسکو حاکم نے اپنی کتاب علوم الحدیث مین پھر کہا کہ رجال اسکے ثقہ ہین مگر یہ کہ اسمین علت ہے کہ اوسکے ذکر سے کلام طویل ہوگا انتہی اور بر تقدیر تسلیم قریب ہے کا جواب ہم دینگے اور خود صاحبین کی دلیل ہے کہ فرمایا حضرتؐ نے صَلٰوۃُ اللَّیْلِ مَثْنٰی مَثْنٰی یعنی نمازرات کی دو دو ہین اور نہین ذکر کیا اوسمین دن کی نماز کو اور دلیل امام صاحب کی یہ ہے جو کہا حضرت عائشہؓ نے نہین نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عشا کی کبھی اور آئے میرے پاس مگر پڑھین چار رکعتین اور اس سے معلوم ہوا کہ رات مین چار رکعتین ایک سلام سے آپنے پڑھین اور روایت کی ابوداؤد نے حضرت عائشہؓ سے کہا تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے نماز عشا کی جماعت سے پھر جاتے تھے گھر مین اور پڑھتے تھے چار رکعتین پھر جاتے تھے اپنے فرش پر سوتے کو آخر حدیث تک اور صحیح مسلم مین ہے حدیث معاذ سے کہ پوچھا اوسنے حضرت عائشہ سے

کہ کتنی رکعتیں پڑھتے تھے نماز ضحیٰ کی کہا کہ چار رکعتیں اور زیادہ کرتے تھے جتنا چاہتے تھے اور روایت کی ابو یعلی موصلی نے اپنی مسند میں **حدثنا** سلیمان بن مورح **ثنا** منیب بن سلیمان قال قالت عمرۃ سمعت ام المومنین عائشۃ تقول کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی الضحیٰ اربع رکعات لا یفصل بینھن بسلام یعنی تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے چاشت کی چار رکعتیں نہیں کرتے تھے بیچ میں انکے سلام اور لیکن اول حدیث سے ثابت نہیں ہوتا کہ ایک ہی سلام سے چاروں پڑھتے تھے اور ایک دلیل ہے جو مروی ہے صحیحین میں ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے کہ انھوں نے پوچھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کس طرح تھی نماز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رات میں رمضان کی کہا کہ نہیں زیادہ کرتے تھے رمضان میں اور نہ غیر رمضان میں گیارہ رکعت پر پڑھتے تھے چار رکعتیں تو نہ پوچھ اون رکعتوں کے حسن اور طول سے پھر چار سو نہ پوچھ اونکے حسن اور طول سے یعنی بہت اچھی طرح طول سے پڑھتے تھے اور یہ جو جدا جدا چار چار کو بیان کیا اس سے مطلوب ثابت ہوتا ہے والا کہ تین آٹھ رکعت سو نہ پوچھ اونکے حسن اور طول سے اور اوپر بیان کر چکے ہم سنت ظہر میں کہ آپنے چار رکعتیں ایک ہی سلام سے پڑھی تھیں اور اس حدیث سے مراد یہ ہے کہ دو دو رکعت کا ایک ایک شفع علیحدہ ہے یا یہ کہ ہر دو رکعت کے بعد تشہد کے واسطے بیٹھے نہ یہ کہ ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیرے اور دلیل اسپر یہ ہے جو اخراج کیا اوسکو ترمذی اور نسائی نے ابن المبارک سے انھوں نے لیث بن سعد سے انھوں نے عبد اللہ بن سعید سے انھوں نے عمران بن ابی انس سے انھوں نے عبد اللہ بن نافع سے انھوں نے ربیعہ بن الحارث سے انھوں نے فضل بن عباس سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نماز دو دو رکعتیں ہیں تشہد پڑھا جاتا ہے ہر دو رکعت میں واللہ اعلم **ص** فرض کی دو رکعتوں میں اور وتر اور نوافل کی سب رکعتوں میں قرأت فرض ہے **ف** کیونکہ مروی ہے صحیحین میں ابو قتادہ سے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے ظہر میں دو رکعتوں میں فاتحہ اور سورت اور پچھلی دو رکعتوں میں فقط فاتحہ آخر حدیث تک اور اوپر گذر چکا کہ اگر تسبیح پچھلی دو رکعتوں میں کہے یا چکا رہے تو بھی درست ہے روایت کی ابن ابی شیبہ نے شریک سے انھوں نے ابی اسحق سبیعی سے انھوں نے علی اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے کہ کہا انھوں نے قرأت کرا دل کی دو رکعتوں میں اور تسبیح کہ پچھلی دو رکعتوں میں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت غریب ہے اور روایت کی امام محمد نے موطا میں **ثنا** محمد بن ابان المکی عن حماد عن ابراہیم عن علقمۃ بن قیس ان عبد اللہ بن مسعود کان لا یقرأ خلف الامام فیما یجھر فیہ ولا فی ما یخافت فیہ من الاولیین ولا فی الاخریین واذا صلی وحدہ قرأ فی الاولیین بفاتحۃ وسورۃ ولم یقرأ فی الاخریین یعنی حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نہیں پڑھتے تھے پیچھے امام کے نہ فاتحہ اور نہ سورت نہ نماز جہری نہ نماز سری میں اور نہ پچھلی دو رکعتوں میں اور جب نماز پڑھتے تھے اکیلے تو پڑھتے تھے اول دو رکعتوں میں فاتحہ و سورت اور نہ پڑھتے تھے کچھ پچھلی دو رکعتوں میں **ص** اور جس نفل کو قصداً شروع کر لیا ہو اوسکو تمام کرنا اوسکا لازم ہے اگرچہ طلوع یا غروب آفتاب کے وقت شروع کیا ہو اگر بھولے سے شروع کیا ہو اوسکو مثلاً اوسکو معلوم ہو کہ ظہر میں نے نہیں پڑھی اور اسنے شروع کی اور بعد اوسکے معلوم ہوا نماز میں کہ پڑھ چکا ہوں اور اسنے نماز توڑ دی قضا کرنا اوسکا واجب نہیں اور اگر چار رکعت نفل شروع کی پہلے دوگانے میں تو دیا ایک دوگانے کی قضا لازم آویگی اور امام ابی یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک چاروں رکعت کی اور اگر دو رکعتوں کے بعد بیٹھ کے تیسری رکعت کیواسطے کھڑا ہوا اور اوسکو توڑ دیا تو فقط دوسرے دوگانے کی قضا کرے کیونکہ اول دوگانہ تمام ہو چکا اور یہ اسپر مبنی ہے کہ ہر دوگانہ ایک نماز علیحدہ ہے **ف**

کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صلوٰۃ اللیل والنہار مثنیٰ مثنیٰ یعنی نماز رات دن کی دو دو رکعتیں ہیں یعنی ہر دو رکعت ایک نماز علیحدہ ہے **ص** اگر چار رکعت نفل کی نیت کی اور دونوں دوگانے یا پہلے دوگانے یا دوسرے میں یا دوسرے دوگانے کی ایک رکعت میں یا اول دوگانے کی ایک رکعت میں اور دوسرے کی ایک رکعت میں قرارت ترک کی دو رکعتوں کی قضا لازم آویگی لہٰذا اگر ہر دوگانے کی ایک رکعت میں یا دوسرے دوگانے میں اور ایک رکعت میں اول کی ترک کی تو چار رکعتوں کی قضا لازم آویگی اور پہلی اور چھٹی صورت میں امام ابی یوسف کے نزدیک چار رکعتوں کی قضا لازم آویگی اور ساتویں اور آٹھویں صورت میں امام محمد کے نزدیک دو رکعتوں کی قضا واجب ہوگی اور دوسری اور تیسری اور چوتھی اور پانچویں صورت میں سب کے نزدیک قضا دو رکعتوں کی لازم آویگی تو امام صاحب کے نزدیک چھ صورتوں میں دو رکعتوں کی قضا لازم آویگی اور دو صورتوں میں چار رکعت کی اور امام ابی یوسف کے نزدیک چار صورت میں دو رکعتوں کی اور چار صورت میں چار رکعتوں کی اور امام محمد کے نزدیک سب صورتوں میں دو رکعت لازم آوینگی اور سب آٹھ صورتیں ہیں اور اگر چار رکعت نفل شروع کیے اور اول دوگانے کے تشہد میں توڑ ڈالا دوسرے دوگانے کی قضا لازم نہ آویگی اور اگر چار رکعتیں نفل پڑھیں اور بیچ میں اونکے نہ بیٹھا اول دوگانے کی قضا لازم نہ آویگی اور بیٹھکے نفل پڑھنا شروع سے اگرچہ کھڑا ہو سکتا ہو درست ہے **ف** کیونکہ روایت کی جماعت نے سوا مسلم کے عمران بن حصین سے کہا کہ پوچھا میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اوس شخص کی نماز سے جو بیٹھا ہو تو فرمایا جو پڑھے کھڑے ہوکے تو وہ افضل ہے اور جو شخص بیٹھکے پڑھے اوسکو اجر برابر نصف قائم کے ہے اور جو شخص پڑھے لیٹکے تو اوسکو اجر برابر نصف قاعد کے ہے اور قائم کے معنی کھڑے ہوکے نماز پڑھنے والا اور قاعد کے معنی بیٹھکے پڑھنے والا کہا امام نووی نے کہ کہا علماء نے کہ یہ نفل میں ہے اور فرض میں بیٹھکے پڑھنا بعذر جائز نہیں تو اگر عاجز ہی قیام سے اور بیٹھکے پڑھے تو اوسکا اجر قائم سے کم نہیں انتہی کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بیمار ہووے مرد یا مسافر تو ثواب اوسکا مثل صحیح تندرست اور مقیم کے لکھا جاویگا اخراج کیا اوسکا بخاری نے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسمیں مخصوص ہیں کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھی نفل کی بیٹھکے اور پوچھا صحابہ نے ارشاد فرمایا آپ نے کہ ثواب قاعد کا نصف ہے قائم کے فرمایا کہ میں نہیں ہوں مثل تمہارے روایت کیا اوسکو مسلم نے ابن عمر سے **ص** اور کھڑے ہوکے شروع کرنا اور پھر بیچ میں بیٹھ جانا مکروہ ہے اور نفل باہر شہر کے سواری پر اگرچہ قبلے کی طرف منہ نہ ہو اشارے سے درست ہے **ف** اور باہر شہر کے اسمیں قبلہ ہی شہر کے اندر درست نہیں کیونکہ فرمایا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ نماز پڑھتے تھے حمار پر دردہ متوجہ تھے طرف خیبر کے یعنی منہ آپکا خیبر کی جانب تھا اشارے سے اور جب کہ یہ فعل مخالف قیاس ہے تو اپنے مورد میں منحصر ہوگا اور یہ حدیث خود شرح دقایے میں مذکور ہے روایت کیا اوسکو مسلم اور ابوداود اور نسائی نے اور اوسمیں اشارہ کا ذکر نہیں ہے غلطی بیان کی دارقطنی اور نسائی نے عمرو بن یحییٰ کی کہ اوسنے علی حمار کا لفظ کہا اور صحیح علی راحلتہ ہے یعنی اپنی اونٹنی پر تھے اور روایت کی دارقطنی نے غرائب مالک میں انس سے کہ دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور وہ متوجہ تھے طرف خیبر کے حمار پر نماز پڑھتے تھے اشارے سے اور سکوت کیا اسپر اور امام میں شیخ تقی الدین نے نسبت کی اشارے کی طرف صحیحین کے اور نہیں دیکھا اوسکو صحیحین سے اور کہا عبدالحق نے جمع الصحیحین میں کہ متفرد ہوئے بخاری ساتھ ذکر اشارے کے کہا شیخ ابراہیم نے ذکر کیا اوسکو بخاری فی باب الوتر فی السفر فی صحیحہ البخاری من حدیث ابن عمر یعنی دیکھا میں نے

اس حدیث کو صحیح بخاری باب لو ترفی السفر مین حدیث ابن عمر رضی سے اور روایت کیا اوسکو ابن حبان نے نوع اول مین قسم رابع کی صحیح مین جابر رضی اللہ عنہ سے کہ دیکھا مین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھتے تھے نوافل راحلے پر ہر طرف اشارے سے اور راحلہ اونٹ کو کہتے ہین **ص** تو اگر سواری پر نفل شروع کیا اور پھر اترا اور تمام کیا جائز ہو اور اگر نیچے شروع کیا اور سواری پر تمام کیا نماز فاسد ہوگا

فصل تراویح کے بیان مین

تراویح رمضان مین قبل وتر کے بعد عشا کے بیس رکعتین سنت ہین اور ہر چار رکعت کے بعد جتنی دیر مین کہ اوسکو پڑھا ہوا بیٹھے اور پانچ ترویحے ہوتے ہین اور ترویحہ ہر چار رکعت کو کہتے ہین اور ہر ترویحے مین دو سلام ہین اور ایک ختم رمضان مین سنت ہوا در قوم کی سستی سے ترک نہین کرنا چاہئے اور سوا رمضان کے وتر جماعت سے نہ پڑھین اور رمضان مین وتر جماعت سے پڑھین **ف** جاننا چاہئے کہ تراویح کے سنت ہونے مین اختلاف ہو بعضون کے نزدیک سنت موکدہ ہی اور بعضون کے نزدیک مستحب ہوا اور ہدایہ مین لفظ مستحب کا وارد ہوا اوسیطرح جامع صغیر مین امام محمد کی مذکور ہی لیکن کہا صاحب ہدایہ نے وَالْاَصَحُّ اَنَّهَا سُنَّةٌ كَذَا رَوَى الْحَسَنُ عَنْ اَبِىْ حَنِيْفَةَ لِاَنَّهٗ وَاظَبَ عَلَيْهِ الْخُلَفَاءُ الرَّاشِدُوْنَ وَالنَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيَّنَ الْعُذْرَ فِىْ تَرْكِ الْمُوَاظَبَةِ وَهُوَ خَشْيَةُ اَنْ تُكْتَبَ عَلَيْنَا یعنی صحیح یہ ہی کہ تراویح سنت ہوا اور ایسی ہی روایت کی حسن نے ابو حنیفہ سے کیونکہ مواظبت کی اوسپر خلفاے راشدین نے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا عذر کو ترک مواظبت مین (یعنی جماعت) اور وہ خوف اس بات کا کہ فرض ہو جاوے اور کہا امام المحدثین شیخ الفقہاء والاصولیین مولانا کمال الملۃ والدین نے فتح القدیر مین کہ ظاہر منقول یہ ہو کہ شروع تراویح کا زمانہ حضرت عمر رضی سے ہی اور وہ یہ ہی کہ مروی ہی عبدالرحمن بن القاری سے کہ اکثر لیلۃ مین مع عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے ایک رات طرف مسجد کے تو ناگاہ لوگ متفرق منتشر ہین یعنی جدا جدا نماز پڑھ رہے ہین کوئی شخص نماز پڑھتا ہی اور کوئی شخص نماز پڑھتا ہی اور کوئی شخص نماز پڑھتا ہی اور کچھ آدمی اوسکے ساتھ اسیطرح سو فرمایا حضرت عمر رضی نے کہ مین جانتا ہون کہ اگر جمع کردون مین ان سب کو ایک قاری پر البتہ اچھا ہوتا تو جمع کیا اوسکو ابی بن کعب پر پھر مین دوسری رات اون کے ساتھ نکلا اور لوگ اپنے قاری کے ساتھ پڑھ رہے تھے تو فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نِعْمَتِ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ یعنی اچھی ہی یہ بدعت روایت کیا اسکو اصحاب سنن نے اور صحیح کیا اوسکو ترمذی نے اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لازم پکڑو تم اپنے اوپر سنت میری اور سنت خلفاے راشدین کی بعد میرے اور ایک حدیث مین آیا ہی کہ فرض کیے اللہ تعالیٰ نے رمضان کے اور سنت کیا قیام اوسکا اور بیان کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عذر اوسکے ترک مین اور وہ عذر یہ تھا کہ آپ کو خوف فرض ہو جانیکا تھا جیسا کہ بیان کیا اوسکو ہمنے باب الوتر مین حدیث ابن حبان سے اور اوپر یہ حدیث گذر چکی اور صحیحین مین ہی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی نماز مسجد مین تو پڑھی اوسکے ساتھ نماز لوگون نے پھر دوسری رات پڑھی تو بہت ہوئے آدمی پھر سب جمع ہوئے تیسری رات اور آپ نکلے تو کہا آپ نے جب صبح ہوئی کہ مین نے جانا جو تم نے کیا لیکن مین اسواسطے نہ نکلا کہ تم پر فرض نہو جاوے اور یہ رمضان مین تھا زیادہ کیا بخاری نے کتاب الصوم مین ہوا انتقال کیا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور حکم ایسا ہی رہا اور اوپر ہم باب النوافل مین حدیث ابوسلمہ بن عبدالرحمن سے بیان کر چکے کہ انھون نے پوچھا حضرت عائشہ رضی سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو رمضان مین کیسا حضرت عائشہ نے نہین زیادہ کرتے تھے رمضان اور نہ غیر رمضان مین گیارہ رکعت پر آخر حدیث تک اور جو روایت کی ابن ابی شیبہ نے مصنف مین اور طبرانی نے اور بیہقی نے اوس سے اور بغوی نے ابن عباس سے کہ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے رمضان مین بیس رکعتین سوا وتر کے سو ضعیف ہی بسبب ابو شیبہ ابراہیم بن عثمان جد امام ابو بکر بن ابی شیبہ کے اتفاق کیا گیا ہی اوسکے ضعف پر باوجود اسکے کہ مخالف ہی روایت صحیحہ کے مترجم کہتا ہی کہ ابراہیم بن عثمان واسطی کو ذکر کیا شمس الدین ذہبی نے میزان الاعتدال مین کہ روایت کی عثمان دارمی نے ابن معین سے کہ وہ ثقہ نہین ہی اور کہا احمد نے ضعیف ہی اور کہا بخاری نے سکوت کیا اوس سے اور کہا نسائی نے متروک ہی حدیث اوسکی اور منکر ابو شیبہ سے ایک وہ ہی جو روایت کی یعلی نے حدیث بیان کی ہمسے منصور بن ابی مزاحم نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابو شیبہ نے اوسنے حکم سے اوسنے مقسم سے انھون نے ابن عباس سے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑھتے رمضان مین سوا جماعت کے بیس رکعت اور وتر اور پھر کہا شیخ ابن الہمام نے ہان بیس رکعتین حضرت عمرؓ سے ثابت ہوئین موطا مین ہی یزید بن رومان سے کہا کہ تھے لوگ کھڑے ہوتے زمانہ عمر الخطابؓ مین بیس تیئیس رکعتون کے یعنی تراویح کی بیس رکعتین اور وتر کی تین اور روایت کی بیہقی نے معرفت مین سائب بن یزید سے کہا کہ کھڑے ہوتے تھے ہم زمانہ عمرؓ مین بیس رکعتون اور وتر کے کہا نووی نے خلاصے مین باسناد اوسکی صحیح ہی مترجم کہتا ہی کہ روایت کی ابن ابی شیبہ نے عمر الخطاب سے کہ انھون نے حکم کیا ایک شخص کو کہ پڑھاوے اون کے ساتھ بیس رکعتین اور روایت کی ابو الحناء سے کہ حضرت علیؓ نے حکم کیا ایک شخص کو کہ پڑھے اونکے ساتھ بیس رکعتین اور عبد العزیز بن رفیع سے کہا کہ تھے ابی ابن کعب نماز پڑھتے ساتھ لوگون کے مینے مین پھر رمضان کے بیس رکعتین اور وتر پڑھتے تھے تین رکعتین اور ربیع سے انھون نے ابی البختری سے کہ وہ پڑھتے تھے پانچ ترویحے رمضان مین اور وتر پڑھتے تھے تین رکعت اور ابی اسحق سے انھون نے حارث سے کہ وہ امامت کرتے لوگون کی رمضان مین رات کو ساتھ بیس رکعتون کے اور وتر پڑھتے تھے ساتھ تین رکعتون کے اور قنوت پڑھتے تھے قبل رکوع کے اور عطاء سے کہ کہا انھون نے پایا مین نے لوگونکو اور وہ پڑھتے تھے تیئیس رکعتین مع وتر کے اور پھر کہا شیخ ابن الہمام نے ایک روایت موطا مین گیارہ رکعت ہین اور جمع دونون روایتون کا اسطرح ہی کہ پہلے گیارہ رکعت ہون اور پھر مستقر ہوا امر بیس رکعت پر پس مشکل یہ ہی تو ثابت ہوا حاصل ہوا ان سب روایتون سے کہ قیام رمضان کا سنت ہی مع تین رکعت وتر کے جماعت سے کیا اوسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر ترک کیا بسبب خوف فرضیت کے اور اگر نہوتا یہ خوف البتہ مواظبت فرماتے آپ اور نہین شک ہی کہ یہ امر موافق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متحقق ہوا پس تراویح سنت ہوگی اور بیس رکعتین سنت خلفاء راشدین کی ہین اور قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تمپر لازم ہی سنت میری اور سنت خلفاء راشدین کی بلاہی طرف سنت اونکی کے اور یہ مستلزم اس بات کو نہین کہ تراویح کی بیسون رکعتین سنت ہوجاوین اسواسطے کہ سنت اوس امر کو کہتے ہین جسپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مواظبت کی ہووے مگر عذر سے اور بر تقدیر ہونے عذر کے مواظبت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گیارہ رکعت پر جسمین سے تین رکعتین وتر کی ہوئین تو اس صورت مین بیس رکعتین مستحب ہونگی اور آٹھ اونسے سنت جیسے کہ پاکر رکعت بعد عشا کے مستحب ہین اور دو سنت اور ظاہر کلام مشایخ کا یہی ہی کہ سنت بیس رکعتین ہین اور مقتضا دلیل کا وہ ہی جو ہم نے بیان کیا تو اس صورت مین اولی وہ ہی جو عدد دوسری مین ہی لفظ یستحب کا نہ جو ذکر کیا صاحب ہدایہ نے انتہی ما قال الشیخ ابن الہمام

فصل نماز خسوف اور کسوف اور استسقا کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ خسوف چاند کے تاریک ہونے کو کہتے ہین اور کسوف آفتاب کے تاریک ہونے کو اور بعض ایک کو دوسرے پر

اطلاق کرتے ہین اور ہندی مین اسکو گہن کہتے ہین **ص** وقت کسوف کے امام جمعے کا آدمیون کے ساتھ دو رکعت پڑھے بغیر اذان اور اقامت کے مانند نفل کے اور ہر رکعت مین ایک رکوع کرے اور امام شافعی کے نزدیک دو رکوع کرے اور قرارت کا اخفا کرے اور طول قرارت کا کرے دونون رکعتون مین اور بعد اسکے دعا مانگے یہانتک کہ آفتاب روشن ہو جاوے اور خطبہ نہ پڑھے اور جو امام جمعے کا حاضر نہو اکیلے اکیلے پڑھین اور نماز خسوف بھی ایسی ہی ہے مگر اسمین جماعت نہین **ف** اور رکوع کے باب مین روایتین مختلف ہوئین بعض روایات مین ہر رکعت مین دو رکوع ہین اور بعض مین تین اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت مین چار رکوع ہین ہر رکعت مین اور ایک روایت مین ابوداؤد کی ابی بن کعب سے پانچ رکوع ہین اور کسی روایت مین ایک رکوع ہے مثل اور نمازون کے اسواسطے کہا علما ہمارے نے کہ جب مختلف ہوئین روایتین متمسک کیا ہمنے ساتھ حال اور نمازون کے اور بھی روایت کی ابوداؤد اور ترمذی نے شمائل مین اور نسائی نے عبداللہ بن عمرو بن العاص سے کہ کسوف ہوا آفتاب کا عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین سو کھڑے ہوے آپ اور طول کیا قیام کو پھر رکوع کیا سو کسی طرح نہ اٹھاتے تھے سر اپنا پھر اٹھایا سو کسی طرح سجدہ نہین کرتے تھے پھر سجدہ کیا سو کسی طرح سر نہ اٹھاتے تھے پھر اٹھایا تو کسی طرح سجدہ نہین کرتے تھے پھر سجدہ کیا تو کسی طرح سر نہین اٹھاتے تھے پھر اٹھایا سر اور کیا ایسا ہی دوسری رکعت مین آخر حدیث تک اور مروی ہے یہ حکم عبدالرحمن بن سمرہ سے بھی غرض مختلف ہوئین اس باب مین روایتین اور روایت کیا حدیث عبداللہ بن عمرو بن العاص کو حاکم نے اور کہا صحیح ہے اور نہین اخراج کیا اسکا بخاری و مسلم نے بوجہ عطا بن السائب کے اور یہ توثیق ہے اونسے عطا کی اور تحقیق کہ اخراج کیا اس سے بخاری نے ساتھ ابوبشر کے اور کہا یحیی بن معین نے لا یحتج بحدیثہ نہین حجت ہوگی اسکی حدیث اور فرق کیا امام احمد نے اس شخص مین جسنے پہلے اونسے سنا اور جسنے پیچھے اونسے سنا یعنی اول سن کی روایت صحیح ہے اور پھر عطا کا حافظہ خراب ہو گیا تھا اور سکوت کیا اس سے ابوداؤد نے اور روایت کی ابوداؤد نے اور نسائی نے سمرہ بن جندب سے ایک رکوع اور طول کیا اسمین شیخ ابن الہمام نے اور اس کتاب مین بوجہ خوف طول ترک کیا اور دعا بھی بعد نماز کے آفتاب کے صاف ہونے تک لازم ہے کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث مغیرہ مین کہ جب دیکھو تم اسکو تو ذکر کرو اللہ کا اور دعا کرو اور نماز پڑھو یہانتک کہ روشن ہو جاوے آفتاب اور بعض مشایخ نے کہا کہ آندھی اور تاریکی مین بھی یہ نماز مستحب ہے ابن عباس نے پڑھی نماز واسطے نزلے کے بصرے مین اور خسوف کسوف کی نماز مین جہر چاہیے صاحبین کے نزدیک اور دلیل انکی حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہے صحیحین مین کہ جہر کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز خسوف مین اور بخاری مین ہے کہ جہر کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کسوف مین اور روایت کیا اسکو ترمذی اور ابوداؤد وغیرہما نے اور ہمارے امام صاحب کے نزدیک سر چاہیے کیونکہ مروی ہے حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مسند احمد اور ابویعلی مین کہ نماز پڑھی مین نے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز کسوف کی اور نہ سنا مین نے اونسے ایک حرف قرارت سے اور اسناد مین انکی ابن لہیعہ ضعیف ہے اور روایت کیا اسکو بیہقی نے معرفت مین دو طریقون سے اور طریقہ حاکم بن ابان سے جیسا کہ روایت کیا اسکو طبرانی نے پھر کہا کہ اگرچہ ان لوگون سے حجت نہین لیکن روایتین انکی شاہد ہین روایت ابن عباس کو اور حدیث سمرہ مین ہے فلا نسمع لہ صوتا یعنی ہم نہین سنتے تھے آواز قرارت کی **ص** اور اگر جسپر نماز واجب ہے بہرا ہو جاوے تو ہر شخص عاکرے اور استغفار نہ اسمین جماعت ہے اور نہ خطبہ اور اگر اکیلے اکیلے نماز پڑھ لیوین تو درست ہے **ف** کیونکہ فرمایا اللہ تعالی نے استغفروا ربکم انہ کان غفارا یعنی استغفار مانگو اللہ سے کہ وہ بڑا بخشش کرنے والا ہے اور کہا

امام محمد نے نہیں نماز استسقا میں اور اسکے نہیں کہ آسمان دعا ہے اور پانی آنا ہمکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے اور دعا کی اور پانی آنا ہمکو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہ وہ چڑھے منبر پر اور دعا مانگی اور طلب پانی کی اور نہیں پہنچا ہمکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی حدیث مین کہ نماز پڑھی ہو آپنے مگر ایک حدیث شاذ مین کہ نہین متمسک کیا جاویگا ساتھ اسکے اور حق یہ ہے کہ اکثر احادیث مین نماز کا ذکر نہین لیکن ذکر نماز کا بعض احادیث مین وارد ہے بیان کیا اسکو شیخ ابن الہمام نے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے مصنف مین وکیع سے انھون نے عیسی بن حفص بن عاصم سے انھون نے عطا ابن ابی مروان اسلمی سے انھون نے اپنے باپ سے کہا کہ نکلے ہم ساتھ عمر بن الخطاب کے واسطے استسقا کے سو نہ کیا کچھ مگر استغفار **ص** اور منہ قبلے کی طرف کرین اور چادر کو نہ الٹین **ف** بعض احادیث مین چادر کو الٹنا اسطرح پر ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے داہنا کنارہ چادر کا بائین طرف کیا اور بایان کنارہ داہنی طرف کیا اور ظاہر چادر کا باطن ہوگیا اور باطن چادر کا ظاہر ہوگیا روایت کیا اسکو ابوداؤد نے اور اکثر احادیث مین اسکا ذکر نہین اسواسطے ہمارے نزدیک مکروہ نہ کرین کہ شاید یہ بھی داخل ہو **ص** اور ذمی حاضر نہووے **ف** ذمی کافر کو کہتے ہین اسلام مین جسکو امن دیگئی ہو اور اسپر جزیہ مقرر ہوا ہو تو ذمی اسواسطے حاضر نہووے کہ یہ عادۃ واسطے طلب نزول رحمت کے ہوا ہے اور اسپر لعنت برستی ہے

ص باب فرض پانے کے بیان مین

جسنے کہ نماز فجر یا مغرب تنہا شروع کی اور پھر تکبیر کہی گئی واسطے جماعت کے نماز توڑے اور جماعت سے پڑھے اگرچہ ایک رکعت پڑھ چکا ہووے اسلیے کہ جو دوسری رکعت لاویگا تو دو رکعت فجر مین اسکی نماز تمام ہوجاویگی اور مغرب مین اکثر نماز ہوگئی اور اکثر کو حکم کل کا ہے پس فوت ہوجاویگی جماعت یا یہ دو رکعت نفل بعد غروب کے ہونگی اور وہ مکروہ ہین اور نماز کے توڑنے مین اگرچہ ابطال عمل ہے اور ابطال عمل ممنوع ہے بحکم خدا تعالی وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ لاکن ابطال بقصد اکمال ابطال نہین اور جسنے عشا یا عصر یا ظہر مین شروع کیا اور پھر تکبیر ہوئی واسطے جماعت کے توڑ دے اور ملجاوے مگر اگر پہلی رکعت کا سجدہ کرلیا ہو تو دوسری رکعت بھی اسکے ساتھ ملالیوے تاکہ ایک دوگانہ نفل پورا ہوجاوے اور ایک رکعت ضائع نہوجاوے فرمایا اللہ تعالی نے وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ یعنی نہ باطل کرو اپنے عملون کو بعد اسکے سلام پھیرے جماعت مین ملے اور بغیر دوسری رکعت ملائے نہ توڑے اور اگر ایک رکعت سے کم پڑھی ہو تو توڑ دیوے اور جماعت مین شریک ہووے اگر چار رکعتی نماز مین تین پڑھ چکا ہو اور تکبیر ہوئی نماز کو تمام کرے بعد اسکے نفل جماعت سے پڑھے مگر عصر مین پھر امام کے ساتھ نہ پڑھے کیونکہ نفل بعد عصر کے مکروہ ہے اور اگر مسجد مین اذان ہوگئی تو مسجد سے نکلنا قبل نماز کے مکروہ ہے مگر اسکو جو دوسری جماعت کا منتظم ہو **ف** کیونکہ روایت کی ابن ماجہ نے مولی عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے کہ پائی اذان مسجد مین پھر نکلا بغیر کسی حاجت کے اور وہ پھر آنے کا ارادہ نہین رکھتا سو وہ منافق ہے اور روایت کی ابوداؤد نے مراسیل مین سعید بن المسیب سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین نکلتا ہے کوئی شخص مسجد سے بعد اذان کے مگر منافق لیکن جس شخص کو کسی حاجت نے نکالا ہووے اور وہ پھر آنے کا ارادہ رکھتا ہو اور مراسیل سعید کے مقبول ہین بالاتفاق کیونکہ پایا ان لوگون نے انکے مراسیل کو مسانید اور روایت کی جماعت نے سوا بخاری کے ابوالشعثا سے کہا کہ تھے ہم ساتھ حضرت ابوہریرہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد مین سو نکلا ایک شخص جب اذان دی مؤذن نے تب کہا ابوہریرہ نے کہ اس شخص نے نافرمانی کی ابوالقاسم

صلی اللہ علیہ وسلم کی اور ابو القاسم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت ہے اور روایت کیا اوسکو ابن راہویہ نے مسند میں
اور زیادہ کیا اوسمیں کہ حکم کیا ہمکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہ نکلو مسجد سے بعد اذان کے ص اور جو ظہر یا عشا کی
نماز پڑھ چکا ہو اوسکو بعد اذان کے مسجد سے نکلنا مکروہ نہیں مگر جب اقامت ہوئی مکروہ ہے کہ قبل نماز کے دہان سے نکلے
اگرچہ آپ نماز پڑھ چکا ہو مگر یہ کہ دوسری جماعت کا مقیم ہووے اور فجر عصر مغرب میں اگر نکل جاوے تو جائز ہے بغیر کراہت کے
اگرچہ تکبیر ہو چکی ہو کیونکہ اگر جماعت میں شریک ہو جاوے گا تو وہ نماز نفل ہو گی اور نفل بعد فجر اور عصر کے مکروہ ہے اور
مغرب میں تین رکعتیں ہیں اور تین رکعت نفل مشروع نہیں اور جو شخص ڈرتا ہے کہ اگر سنت فجر کی پڑھونگا تو نماز فرض
جماعت سے نہ ملیگی سنت کو ترک کرے اور جو ایک رکعت ملنے کی امید ہو تو ترک نکرے اور اگر سنت فجر کی بدون
فرض کے فوت ہوئی تو قضا کرے جب تک کہ آفتاب نہ نکلے ف کیونکہ فرض تو پڑھ چکا اور فقط نفل باقی رہا اور
نفل بعد فجر کے مکروہ ہے یہانتک کہ آفتاب نکلے اور دلیل ہمکی گذری ص اور بعد آفتاب نکلنے کے بھی شیخین کے
نزدیک قضا نکرے اور امام محمد کے نزدیک زوال تک قضا کرے اور بعد زوال کے نکرے اور اگر ساتھ فرض کے
فوت ہوئی ہو تو اگر قبل زوال کے قضا کرے تو دونوں کی قضا کرے اور بعض مشایخ کے نزدیک بعد زوال کے بھی اور
بعض کے نزدیک بعد زوال کے فقط فرض کی قضا پڑھے ف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جب رات تعریس
میں فجر فوت ہوئی تھی تو آپ نے قضا کیا تھا ساتھ سنت کے قبل زوال کے ساتھ اذان اور اقامت کے جماعت سے اور جہر کیا
قرات کا یہ حدیث شرح وقایہ میں موجود ہے اور روایت ہے ابو قتادہ سے کہا کہ سیر کی ہمنے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کے ایک رات یعنی جب تھوڑی رات باقی تھی سو کہا ہم میں سے بعض لوگوں نے کاش کہ سوتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سو فرمایا آپ نے خوف کرتا ہوں میں کہ سو جاؤ تم نماز سے یعنی نماز فجر سے تب کہا بلال نے جگاؤنگا میں آپ کو اے رسول اللہ
سو لیٹ رہے سب لوگ اور بلال نے اپنی اونٹنی پر تکیہ لگایا اور وہ بھی سو گئے پھر جب جاگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
تو کیا دیکھا کہ نکل آیا کنارہ آفتاب کا پھر کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کہاں گیا وہ جو تھے کہا جواب دیا بلال نے کہ کبھی
ایسی نیند آج تک مجکو نہیں آئی اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ نے قبض کی ہیں روحیں تمہاری اور پھر پھیر دیتا ہے
جو وقت چاہتا ہے پھر بلال کھڑا ہوا اور اذان دی نماز کی اور وضو کیا اور جب بلند ہو گیا آفتاب اور سفید ہوا کھڑے ہوئے
آپ اور نماز پڑھی جماعت سے روایت کیا اسکو بخاری مسلم ابو داؤد نسائی ترمذی وغیرہم نے اور ابو داؤد کی روایت
میں ہے کہ جب جگایا اونکو آفتاب کی گرمی نے سو کھڑے ہوئے اور چلے کچھ اور تہرے اور وضو کیا اور اذان دی بلال نے
پھر پڑھی انہوں نے سنت فجر کی بعد اوسکے پڑھی نماز فجر کی اور سوار ہوئے آخر حدیث تک اور روایت کیا اسکو مالک نے
زید بن اسلم سے مرسل اور روایت کی نسائی نے ابن عباس سے اور اس سے ثابت ہوا کہ اور نمازوں کی قضا کرے تو بھی اذان
اور اقامت کہے اور جماعت سے پڑھے اور یہ حکم فقط سنت فجر میں ہے کیونکہ اوسمیں تاکید زیادہ ہے سنتوں سے
اور باقی سنتوں میں یہ حکم نہیں ص سنت ظہر کی چاہے خوف ہو جماعت کے جاتا رہنے کا یا نہو ترک کیجائے گی اور بعد
فرض کے قبل دو گانہ سنت کے پڑھ لیوے اور سوا اوسکے کوئی سنت قضا نہیں کیجاویگی ف کیونکہ سنتیں عصر اور عشا کی

مستحب ہین اور مغرب کے اول مین سنت ہی نہین اور مغرب اور عشا کے بعد کی سنتین اگرچہ سنت ہین لیکن اونکی تاکید نہین اور سنت فجر مین آپنے ارشاد فرمایا لَا تَدَعُوْهُمَا وَاِنْ طَرَدَتْكُمُ الْخَيْلُ یعنی پڑھلو اون دو رکعتون کو اگرچہ روندڈالین تمکو گھوڑے اور نہ چھوڑو اونکو روایت کیا اوسکو ابوداؤد نے ابوہریرہ سے اور اسناد اسکی ضعیف ہی لیکن قابل قبول کے ہی اور صحیحین مین ہی حضرت عائشہ رضہ سے کہ نتھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ نگاہ رکھنے والے کسی نفل کو سنت فجر سے اور سنن نسائی مین ہی کہ دو رکعتین قبل فجر کے بہتر ہین دنیا سے اور جو اسمین ہی اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنت ظہر مین کہ جو شخص چھوڑیگا چار رکعت کو قبل ظہر کے نہ پہونچیگی اوسکو شفاعت میری اور یہ حدیث ہدایہ مین ہی کما ساشیخ ابن الہمام نے وَاَمَّا مَا ذَكَرَهُ مِنْ حَدِيْثِ سُنَّةِ الظُّهْرِ فَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِهٖ یعنی جو ذکر کیا اوسکو مصنف نے سنت ظہر مین سو اللہ اوسکو جانتا ہی اور یہ حدیث اونکو نہین ملی لیکن صحیح بخاری مین ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہین چھوڑتے تھے چار رکعت کو قبل ظہر کے اور دو رکعتون کو قبل فجر کے اور ایک روایت مین ہی کہ نہین چھوڑتے تھے اوسکو کبھی اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لَا تَتْرُكُوْا رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ فَاِنَّ فِيْهِمَا الرَّغَائِبَ یعنی نہ ترک کرو دو رکعتون کو قبل فجر کے کیونکہ اوسمین بہت عطائین ہین اللہ تعالیٰ سے اخراج کیا اسکا ابویعلی نے ابن عمر رضہ سے اور کہا حضرت عائشہ نے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے سنتونکو اور کبھی ترک کرتے تھے لیکن نہین دیکھا مین نے آپ کو کہ ترک کی ہون دو رکعتین قبل فجر کے سفر اور حضر مین روایت کیا اسکو طبرانی نے اوسط مین قابوس بن ابی ظبیان سے انھون نے اپنے باپ سے انھون نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ص اور جس شخص نے ایک رکعت ظہر کی جماعت سے پائی جماعت سے نہین پڑھی بلکہ فضیلت جماعت کی پائی تو اگر کسینے قسم کھائی کہ ظہر کی نماز مین جماعت سے پڑھونگا اور اوسنے ایک رکعت پائی قسم اوسکی جھوٹی ہوئی کیونکہ اوسنے جماعت کو نہین پایا بلکہ فضیلت جماعت کو پایا اور جو شخص کہ مسجد مین آیا اور جماعت اوسمین ہو چکی تھی تو اوسنے چاہا کہ فرض کو تنہا ادا کرے تو کرخی وغیرہ کے نزدیک سنتین نہ پڑھے اور حسن بن زیاد کے بھی نزدیک فرض سے شروع کرے لیکن اصح یہ ہی کہ سنتین پڑھے لیکن جب وقت تنگ ہو تو ترک کرے اور فرض پڑھے تو فوت نہو جاوے اور جسنے کہ اقتدا کی اور امام رکوع مین ہی اور ٹھہرا یہانتک کہ امام نے سر اوٹھالیا تو وہ رکعت اوسکو نہین ملی اور امام کے نزدیک مل گئی اگر کسی شخص نے قبل امام کے رکوع کیا پھر امام رکوع مین گیا درست ہو گیا اور امام کے نزدیک درست نہین ہوا

باب قضا نمازون کے پڑھنے کے بیان مین

اگر کسی شخص کی ایک دن رات کی نماز یعنی پانچ نمازین اور دو تر فوت ہوئے ترتیب سے پڑھنا فرض ہی اور جب بعض وقتی ہون اور بعض قضا اوسمین بھی ترتیب فرض ہی ف کیونکہ روایت کی دارقطنی نے پھر بیہقی نے اسمعیل بن ابراہیم سے انھون نے سعید بن عبدالرحمن جمحی سے انھون نے عبداللہ سے انھون نے نافع سے انھون نے ابن عمر سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص بھول جاوے نماز اور نہ یاد کیا اوسکو مگر اوسوقت مین کہ وہ ساتھ امام کے نماز پڑھتا ہی سو تمام کرلے نماز اپنی اور بعد اوسکے اوس قضا نماز کو پڑھے اور جب فارغ ہو اوس نماز سے تو اعادہ کرے اوس نماز کو جو ساتھ امام کے پڑھی تھی اور روایت کیا اوسکو مالک نے نافع سے انھون نے ابن عمر سے سو قوفا اور صحیح کیا دارقطنی اور

ابو زرعہ نے وقف اوسکا اور اختلاف کیا اونھون نے اوس شخص مین جسنے رفع مین خطا کی سوا نہین ہے وہ ابو کریب ہین جنھون نے
نسبت کی خطا کی طرف سعید بن عبد الرحمن کے اور بعضون نے طرف ترجمانی کے اور لیکن شک نہین اس بات مین کہ رفع
زیادت ہے اور زیادت ثقہ سے مقبول ہے اور یہ دونون شخص ثقہ ہین کہا یحیی بن معین نے ترجمانی مین نہین حرج ہے ساتھ اونکے
اور ایسا ہی کہا ابو داود اور احمد نے اور اسیطرح توثیق کی ابن معین نے سعید کی اور ذکر کی ذہبی نے توثیق اوسکی بہت لوگون سے
میزان الاعتدال مین تو اگر کوئی کہے کہ یہ دونون برابر مالک کے نہین اور مالک نے وقف کیا اوسکا جواب اوسکا یہ ہے کہ
یہ کچھ معارضہ نہین ہے جسمین برابری توثیق مین دونون راویون کی شرط ہے بلکہ زیادت ثقہ اور زیادت مین برابر ہونا
راویون کا قوت مین شرط نہین اور حجت نہ پکڑی جاویگی ساتھ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جو شخص کہ سو جاوے
کسی نماز سے یا بھول جاوے اوسکو تو پڑھ لے اوسکو جب یاد کرے اوسکو کیونکہ اس سے یہ معلوم نہین ہوتا کہ اول جو
اوسنے نماز بھولے سے پڑھلی ہے اوسکو پھر اعادہ کرے اور وہ نماز فاسد ہوگئی اور دلیل اول مسئلے کی یہ ہے کہ روایت
کی ترمذی اور نسائی نے عبد اللہ بن مسعود سے کہا کہ تحقیق مشرکین نے روک رکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چار نمازون
سے دن خندق کے یہانتک کہ کچھ رات بھی گذر گئی تھی سو حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال کو اور اونھون نے اذان دی
پھر اقامت کہی اور نماز پڑھی اول ظہر کی پھر اقامت کہی اور نماز پڑھی عصر کی پھر اقامت کہی اور نماز پڑھی مغرب کی
پھر اقامت کہی اور نماز پڑھی عشا کی کہا ترمذی نے نہین ہے ساتھ اسناد اوسکی کے کچھ حرج لیکن ابو عبیدہ نے اپنے باپ
ابن مسعود سے نہین سنا یعنی وہ منقطع ہے جواب اوسکا یہ ہے کہ منقطع درصورت ثقہ ہونے راویون کے مرسل مین داخل ہے اور
مرسل ہمارے نزدیک حجت ہے اور کہا شیخ محی الدین نووی نے خلاصے مین کہ ابو عبیدہ نے نہین پایا اپنے باپ کو اور یہ قول
صحیح نہین کہا ابو داود سلیمان بن اشعث نے تُوُفِّيَ وَلَدُ أَبِي عُبَيْدَةَ لِسَبْعِ سِنِينَ یعنی وفات کی عبد اللہ بن مسعود نے
اور ابو عبیدہ سات برس کے تھے نقل کیا یہ شیخ ابن الہمام نے علاوہ اسکے اخراج کیا اسکا نسائی نے حذری سے اور ابن حبان نے
صحیح مین اور روایت کی بزار نے جابر بن عبد اللہ سے أَنَّهُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ سُغِلَ مِنَ الْخَنْدَقِ عَنْ صَلٰوةِ
الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ حَتّٰى ذَهَبَتْ سَاعَةٌ مِنَ اللَّيْلِ فَأَمَرَ بِلَالًا فَأَذَّنَ فَأَقَامَ فَصَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ أَمَرَهُ
فَأَذَّنَ فَأَقَامَ فَصَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَذَّنَ فَأَقَامَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَذَّنَ فَأَقَامَ فَصَلَّى الْعِشَاءَ قَالَ مَا عَلٰى
وَجْهِ الْأَرْضِ قَوْمٌ يَذْكُرُونَ اللّٰهَ فِي هٰذِهِ السَّاعَةِ غَيْرُكُمْ اور معنی اوسکے وہی ہین جو اوپر گذرے لیکن اسمین ہر نماز
مین اذان بھی ہے اور اسناد مین اوسکی عبد الکریم بن ابی المخارق ضعیف ہے ضعیف کیا اوسکو ایک حدیث نے مثل ترمذی وغیرہ کے
اور روایت کیا اس مضمون کو صحیحین مین اور ابن حبان نے اور سوا اونکے بہت لوگون نے ص اور جسکو یاد ہے کہ اوسنے رات کے
وتر نہین پڑھی فجر کی نماز اوسکی جائز نہوگی امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک جائز ہوگی اور اگر اوسکو معلوم
ہوا کہ فرض عشا کے بے وضو اوسنے پڑھے تھے اور سنت اور وتر کو باوضو امام صاحب کے نزدیک فرض اور سنت کا اعادہ
کرے اور وتر کا اعادہ نکرے اور صاحبین کے نزدیک وتر کا بھی اعادہ کرے اور ترتیب کو ساقط کر دیتی ہے وقت کی تنگی تو
مثلاً عشا اور وتر فوت ہوگئے اور فجر کا وقت اتنا باقی ہے کہ پانچ رکعتین پڑھ سکتا ہے صبح کی نماز اور وتر پڑھ لیوے

امام ابوحنیفہ کے نزدیک اور اگر ظہر اور عصر فوت ہوئین اور وقت مغرب کا اتنا باقی ہو کہ سات رکعتین پڑھ سکتا ہو ظہر اور مغرب پڑھ لیوے اور بھول جانا بھی ترتیب کو ساقط کر دیتا ہے مثلاً ادا پڑھنے کے وقت قضا یاد نہ رہی اور پانچ نمازون سے زیادہ اگر فوت ہو جاوین تو بھی ترتیب ساقط ہوتی ہے اگرچہ اگلی ہون یعنی چھ سے زیادہ ہون یا حادث ہون یعنی چھ سے کم ہون یا چھ ہون اور اگر کسیکی ایک مہینے کی نمازین قضا ہوئین اور اوسنے نادم ہوکے وقتی نمازین پڑھنا شروع کین پھر اوسنے ایک نماز چھوڑ دی اور اوسکو یاد ہے تو اوسکو وقتی پڑھنا بغیر ادا کرنے اوسکی قضا کے درست ہے اور اسیطرح اگر سارے مہینے کی قضا نمازونکو پڑھ لیا مگر ایک دو فرض باقی رہے تو اوسکو ترتیب فرض نہین کیونکہ ترتیب جب ہے جب پانچ یا کم قضا ہوئی ہون ہان جب سب ادا کریگا ترتیب آجاویگی اور بعض مشایخ کے نزدیک جب پانچ یا کم باقی رہین تو پھر ترتیب فرض ہو جاتی ہے اور یہلا مذہب مختار امام سرخسی کا ہے اور صاحب محیط نے کہا ہے کہ اسی پر فتویٰ ہے اور اگر کسیکی ایک نماز قضا ہو گئی تھی اور اوسکو یاد تھی اور بغیر ادا کے اوسکے پانچ نمازین پڑھین سب فاسد موقوف ہونگی تو اگر ایک نماز اور پڑھ لی سب صحیح ہو جاوینگی اور اگر قضا بعد پانچ نمازون کے پڑھی تو فرض نمازین سب نفل ہو جاوینگی نزدیک امام ابوحنیفہ اور ابو یوسف کے اور اونکو پھر پڑھنا پڑیگا اور امام محمد کے نزدیک نفل بھی نہونگی بلکہ سب باطل ہو جاوینگی

باب سجدۂ سہو کے بیان مین

اگر ایک رکن کو دوسرے رکن پر مقدم کیا یا تاخیر کیا یا ایک کو دوبار کیا یا کسی واجب کو بدل دیا یا بھولے سے چھوڑ دیا جیسے رکوع قبل قرأت کے کر لیا یا پہلے کے تشہد مین بعد تشہد کے پھر بیٹھا رہا اور امام صاحب سے مروی ہے کہ اگر ایک حرف تشہد پر زیادہ کیا تو سجدہ سہو واجب ہوگا اور بعضون نے کہا ہے کہ اگر اللّٰھم صل علی محمد آخر زیادہ کیا تو واجب نہوگا مگر جب ایک رکن کے موافق زیادہ ہو جیسے قیام یا قعود یا دوبار رکوع کرے یا جہری نماز مین آہستہ سے پڑھے اور آہستہ والی مین پکار کے پڑھے یا پہلا قعدہ ترک کر دے فرض ترک واجب کرے تو ان سب صورتون مین واجب ہے بعد ایک سلام کے دو سجدے کرے اور پھر تشہد وغیرہ پڑھکے سلام پھیرے ف اور امام شافعی کے نزدیک قبل سلام کے اور پھر اسمین اختلاف ہے کہ بعد دونون سلامون کے سجدۂ سہو کرے یا بعد ایک سلام کے اور اول کو اختیار کیا صاحب ہدایہ نے اور دوسرے کو صاحب غنیہ نے اور مین کہتا ہون کہ صحیح یہی ہے کہ بعد دونون سلام کے کرے اور یہی مروی ہے احادیث مین اور ایک سلام کی روایت مین نے نہین پائی دلیل امام شافعی کی یہ ہے کہ روایت کی بخاری و مسلم ابوداؤد و نسائی ترمذی وغیرہم نے عبداللہ بن بحینہ سے انہون نے کہا کہ پڑھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ظہر کی سو کھڑے ہو گئے بعد دو رکعتون کے اور نہ بیٹھے تو کھڑے ہوئے لوگ بھی ساتھ آپکے یہانتک کہ جب تمام کر لی نماز آپنے اور انتظار کیا لوگون نے سلام کا تکبیر کہی اور وہ بیٹھے تھے تو سجدے کیے دو سجدے قبل اسکے کہ سلام پھیرین اور سجدہ بعد سلام کے بھی مروی ہے صحاح ستہ مین حدیث ذوالیدین سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھین پھر دو رکعتین پہلی اور سلام پھیرا پھر تکبیر کہی اور سجدہ کیا اور ایک روایت مین مسلم اور ابوداؤد اور نسائی کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی عصر اور سلام پھیر دیا آپنے بعد تین رکعتون کے یہانتک کہ کہا راوی نے کہ پڑھی باقی رکعت پھر سلام پھیرا پھر دو سجدے کیے اور سلام پھیرا اور لیکن قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لکل سھو سجدتان بعد السلام یعنی ہر سہو کیواسطے دو سجدے ہین

السلام سے اور روایت کیا اسکو ابوداؤد اور ابن ماجہ نے اور اس حدیث سے ثابت ہوا کہ فرمایا حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے یکی سہو کیجیو تا کہ اس سے مستقر ہو ساتھ اوسکے اسمٰعیل بن عیاش اور وہ
قوی نہیں اور ہمارے نزدیک یہ منسوخ ہے کیونکہ اسمٰعیل بن عیاش نے قصد توثیق کی اوسکی ۱۲ البرجرد التعدیل کن
الدین شیخ یحیی بن معین نے اور اسحٰق بن راہویہ اوسکی بوا سحٰق فزاری سے مقبول نہیں اور دیکھو کہ ابوزرعہ جو امام ہیں اس فن میں
کہا انھوں نے نہیں تھا شام میں اجدا وزاعی اور سعید بن عبدالعزیز کے حافظ زیادہ اسمٰعیل بن عیاش سے اور عبید اللہ
بن عبید کلاعی اوسکی اسناد میں ثقہ ہے اور کہا ابن معین نے نہیں حرج ہے ساتھ اوسکے اور زہیر بن اسحٰق علفی نے ذکر کیا اوسکو
ابن حبان نے ثقات میں اور عبدالرحمن بن جبیر بن نفیر کہا ابوزرعہ اور نسائی نے ثقہ ہے اور کہا ابوحاتم نے صالح الحدیث اور ذکر کیا اوسکو
ابن حبان نے ثقات میں اور جنھوں نے منکر گنا اس حدیث کو نہیں التفات کیا گیا طرف کلام اونکے کے علاوہ اسکے کہ سکوت
کیا اوس سے ابوداؤد نے اور بفرض تسلیم ایک حدیث قول اور موجود ہے روایت کی ابوداؤد نے عبداللہ بن جعفر سے
کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ شک کرے نماز اپنی میں تو چاہیے کہ سجدہ کرے دو سجدہ بعد سلام کے
اور فعلی حدیثین تو بہت ہیں کہ بیان میں اونکے طول ہوگا بلکہ صحیح بخاری میں ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد سجدہ
سہو کرنیکے جب شک کرے کوئی تم میں سے نماز اپنی میں تو چاہیے کہ سوچے صواب کو تو اوسی پر عمل کرے اور نماز کو
تمام کرے اور سلام پھیرے پھر سجدے کرے دو سجدے اور روایت کی امالی محاملی میں حسین بن اسمٰعیل نے ایک حدیث
ابن مسعود سے بسند صحیح کہا اوسنے **حَدَّثَنَا** السَّرِيُّ **ثَنَا** مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ **ثَنَا** شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ
عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ صَلَّى الظُّهْرَ خَمْسًا فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ مَا سَلَّمَ
قَالَ شُعْبَةُ وَسَمِعْتُ حَمَّادًا وَسُلَيْمَانَ يُحَدِّثَانِ أَنَّ إِبْرَاهِيمَ كَانَ لَا يَدْرِي ثَلَاثًا صَلَّى أَوْ خَمْسًا حاصل اس
حدیث کا یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد سلام کے دو سجدے کیے اور اسیطرح بہت حدیثیں اس باب میں آئی ہیں عاقل
کو ایک شمار کافی ہے اور روایت کیا بخاری نے بھی اس حدیث کو اور یہ حدیث اول میں ہے امالی محاملی کے **ص**
مقتدی کے سہو سے کسی پر سجدہ لازم نہ آویگا بلکہ امام کے سہو سے اگر سجدہ کرے اور مسبوق بھی امام کے ساتھ سجدہ کرے اور بعد
اوسکے باقی نماز پڑھ لیوے ساتھ امام اور جو قعدہ اولی کو بھولے اور بیٹھنے کی طرف نزدیک ہو بیٹھ جاوے اور سجدہ سہو نکرے
اور اگر قیام سے نزدیک ہو کھڑا ہو جاوے اور اخیر نماز میں سجدہ کرے اور جو قعدہ اخیرہ بھول کے کھڑا ہو گیا جب تک
اوس رکعت کا سجدہ نہیں کیا اگر یاد آوے تو بیٹھ جاوے اور سجدہ سہو کرے اور اگر سجدہ کر لیا تو فرض اوسکے نفل ہو جاوینگے
تو اوسکے ساتھ چھٹی رکعت بھی اگر چاہے ملا لیوے **ف** اور یہ اوسکی مشیت پر ہے اسلئے موقوف کیا کہ نفل شروع سے اگر
قصداً ہو تو واجب نہیں ہوتا تمام کرنا اوسکا جیسا کہ گذرا اور بتلایا کہ ایک رکعت کا اچھا ہو کیونکہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے ایک رکعت پڑھنے سے کیا اخراج کیا اوسکا ابن عبدالبر نے ابوسعید خدری سے **ص** اور اگر قعدہ اخیرہ
کرکے بھولے سے کھڑا ہو جاوے تو جب تک پانچویں رکعت کا سجدہ نہیں کیا ہے بیٹھ جاوے اور سلام پھیرے اور بعد سجدے
کے ایک رکعت اور ملا لیوے اور سلام پھیرے اور سجدہ سہو کرے تو ہو جاوینگی اور دو نفل

اسمٰعیل ابن عیاش

عبید اللہ بن عبید کلاعی

عبدالرحمن بن جبیر بن نفیر

ف

ہوجاوے اور اگر تورڈے تو قضا لازم نہ آویگی جیسے امام قضا نہیں کرتا اور اگر دو رکعت نفل میں سہو ہوا
ہو تو کہے سلام پھیرے اور بعد سجدے کے بغیر سلام کے دوسرا نفل اوسکے ساتھ ملاوے اور اگر ملا لیا تو درست ہوجاویگا اور اگر کسیکو
نماز میں سہو ہوا اور اخیر نماز میں سجدۂ سہو کی نیت سے سلام پھیر لیا تو اگر اوسنے بعد سلام کے سجدہ نکیا تو گویا نماز سے وہ فارغ
ہوچکا اور اگر سجدہ کیا تو وہ نماز میں ہے تو اگر اوسنے سلام کیا اور کسینے اوسکے ساتھ اقتدا کی پھر اوسنے سجدۂ سہو کیا اقتدا
اوسکی صحیح ہوجاویگی اور اگر نکیا تو اقتدا اوسکی باطل ہوجاویگی اور اگر سلام کیا اور قہقہہ کیا اور پھر سجدۂ سہو کیا وضو اوسکا
باطل ہوجاویگا اور اگر سجدہ نکیا تو باقی رہیگا اور اگر سلام پھیرا اور وہ مسافر تھا اوسنے نیت اقامت کی کی پھر سجدۂ سہو
کیا تو اب چار رکعتیں اوسپر فرض ہوجاوینگی اور اگر سجدہ نکیا تو فرض نہونگی اور اگر نماز میں سہو ہوا اور اوسنے تمام کرنیکی
نیت سے سلام پھیرا نیت اوسکی باطل ہوگی اور سجدۂ سہو کرنا اوسکو لازم ہوگا اور اگر نماز میں شک ہوا کہ کتنی رکعتیں
پڑھی ہیں اگر پہلی مرتبہ شک ہوا ہو اور کبھی نہیں ہوا تھا تو نماز شروع سے پڑھے ف کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے جب شک کرے کوئی تم میں سے سو نہ جانے کہ کتنی رکعتیں پڑھیں تو چاہیے کہ دوہرا دے نماز کو اور یہ
حدیث ہدایہ میں ہے اور مجکو نہیں ملی کما شیخ ابن الہمام نے وھو غریب ص اور اگر اکثر شک ہوتا ہو تو سوچے جو ذہن
پر غالب ہو اوسپر عمل کرے ف کیونکہ روایت کی ترمذی اور ابوداؤد نے اور بخاری و مسلم نے اور نسائی نے بھی ابن مسعود
سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب شک کرے کوئی تم میں سے اپنی نماز میں سوچاہیے کہ تلاش کرے
صواب کو اور بنا کرے اوسپر پھر سجدے کرے دو سجدے اور روایت کی سوا بخاری کے ابوداؤد ترمذی مالک و غیرہم نے
ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب شک کرے کوئی تم میں سے اپنی نماز میں اور
نہ جانے کہ تین پڑھیں یا چار پڑھیں تو چاہیے کہ دفع کرے شک کو اور بنا کرے یقین پر پھر سجدے کرے قبل سلام کے
تو اگر پڑھا ہوگا پانچ رکعتیں شفاعت کریگی اوسکی نماز اور اگر پوری چار پڑھیں تو ذلت ہوگی واسطے شیطان کے مردود کے
اور روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے بھی ص اور اگر سوچنے میں کچھ نہ معلوم ہو تو کم کو اختیار کرے اور جسکو اخیر نماز کا
خیال کرے اوس جگہ بیٹھ جاوے تو اگر اوسنے شک کیا کہ تین رکعتیں یا چار رکعتیں پڑھی ہیں اور کچھ اوسکے ذہن میں
معلوم نہوے تو تین رکعت کو لیوے لیکن بیٹھ کے پھر چوتھی رکعت پڑھے ف تاکہ قعدۂ اخیرہ ترک نہوجاوے اور مروی
ہے عبدالرحمن بن عوف سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سہو کرے کوئی تم میں نماز میں سو نہ جانے کہ ایک پڑھی
یا دو پڑھیں تو بنا کرے ایک پر اور اگر نہ جانے کہ دو پڑھیں یا تین پڑھیں تو بنا کرے دو پر اور اگر نہ جانے کہ تین پڑھیں یا چار
پڑھیں تو بنا کرے تین پر اور سجدے کرے دو سجدے قبل سلام کے اخراج کیا اوسکا ترمذی نے اور روایت کیا اوسکو ابن ماجہ نے بھی

ص باب بیمار کی نماز کے بیان میں

اگر کوئی شخص جماعت سے یا کوئی مرض نماز کے اندر عارض ہونے سے کھڑا نہوسکے تو بیٹھ کے نماز پڑھے

اور سجدہ اور رکوع کرے اور اگر سجدے اور رکوع پر بھی قادر نہو بیٹھ کے سر سے اشارہ کرے اور سجدے میں رکوع سے
زیادہ جھکے اور کوئی اونچی چیز سجدے کے واسطے نہ رکھے اور اگر بیٹھنے پر بھی قادر نہو چت لیٹے اور پیر قبلے کی طرف کرے
اور اشارے سے رکوع کے نماز پڑھے یا کروٹ پر لیٹے مگر منہ قبلے کی طرف کرے اور چت لیٹنا بہتر ہو اور اگر اشارہ
بھی متعذر ہو تو نماز کی تاخیر کرے اور آنکھ اور پلک اور دل سے اشارہ نکرے **ف** روایت کی جماعت نے سوا مسلم کے عمران
بن حصین سے کہا کہ تم مجھکو بوسیر اور پوچھا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی نماز کو کیسا کہ پڑھ کھڑے ہو کے اور اگر نہ قدرت
ہو تو بیٹھ کے اور اگر نہ قدرت ہو تو پہلو پر زیادہ کیا نسائی نے اور اگر نہ قدرت رکھے تو چت لیٹ کے نہیں تکلیف دیتا
ہے اللہ کسیکو مگر موافق طاقت اوسکی کے اور نہیں ذکر کیا اشارے کا لیکن جب بیٹھ کے پڑھے گا تو بالضرور اشارے
سے پڑھیگا اور کوئی اونچی چیز واسطے سجدے کے نرکھے کیونکہ ہدایہ میں حدیث ہے اگر قدرت رکھے تو کہ سجدہ کرے
زمین پر تو سجدہ کرا ور نہیں تو اشارہ کر اپنے سر سے اور یہ حدیث اس لفظ سے نہیں ملی لیکن روایت کی بزار نے
مسند میں اور بیہقی نے معرفت میں جابر سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عیادت کی ایک مریض کی سو دیکھا اوسکو
کہ سجدہ کرتا ہے تکیے پر سو پھینک دیا آپ نے تب اوس مریض نے ایک لکڑی کی کہ سجدہ کرے اوسپر حضرت نے اوسکو
بھی پھینکدیا اور کہا کہ اگر قدرت رکھتا ہو تو زمین پر پڑھ اور نہیں تو اشارے سے پڑھ اور کر سجدے کو زیادہ جھکا کے
رکوع سے کہا بزار نے نہیں جانتے ہیں ہم کسی سے روایت کیا ہوا سوائے اس حدیث کے اور نہیں کہا ابو بکر جصاص نے اور نماز حسکی اسکی
عبدالوہاب بن عطا سے توری سے انہوں نے ابو بکر ثقہ ہو کما یشیخ ابن الہمام نے اور میں کہتا ہوں کہ اس باب میں نہیں
آثار صحیحہ مروی ہوئے ہیں روایت کی بخاری نے ابن عمر سے کہ عیادت کی انہوں نے صفوان بن امیہ کو اور پایا اوسکو کہ سجدہ کرتے
ہیں تکیے پر روانہ کیا اوسکو اور کہا کہ اشارے سے پڑھ اور روایت کی بزار نے بسند صحیح سے کہا کہ اطلع ابو عبیدہ اپنے بھائی پر
تو دیکھا اوسکو کہ نماز پڑھتے ہیں لکڑی پر جھکے ہوئے اور دور کیا اوسکو اور کہا اشارہ کر جہانتک تیرا سر
پہنچے اور روایت کی بیہقی نے بسند صحیح سے کہ پوچھا میں نے ابن عمر سے نماز مریض سے اور پکڑی کے کہا نہیں جھک کر اشارہ
تکیہ ساتھ عبادت جو ان کے بلکہ اگر استطاعت رکھو تو پڑھو صحت ہو کے ورنہ بیٹھ کے ورنہ کروٹ لیکے اور روایت کی
عروہ سے کہا انہوں نے کہ مریض اشارہ کرے اور نہ اوٹھاوے اپنے موتھ کی طرف کسی چیز کو اور کہا ابن ابی شیبہ نے کہ ہم
باب میں روایت ہے ابو سعید سے اور اگلے طرف اوسکے تابعین میں ابراہیم اور سعید بن مسیب اور حسن بصری اور ابن سیرین
اور عامر اور عطا اور طاؤس سے سوائے اوسکے کی روایت کی دارقطنی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ نماز پڑھے
بیمار کھڑا ہو کے تو اگر قدرت رکھے پڑھے بیٹھ کے اور دونوں پیر اوسکے طرف قبلے کے اور یہ حدیث ضعیف ہی ساتھ
حسن بن حسین کے **ص** اگر رکوع اور سجدہ نکر سکے اور بیٹھ سکتا اور کھڑا ہو سکتا ہو بیٹھ کے اشارے سے پڑھے
اور یہ کھڑے ہو کے اشارہ کرنے سے بہتر ہے اور جو شخص نماز اشارے سے پڑھتا ہو اور دو شخص نماز کے اندر اچھا ہو گیا
نماز پھر سر سے پڑھے اور جو بیٹھنے والا کہ رکوع اور سجدہ کرتا تھا نماز میں کھڑے ہونے پر قادر ہو گیا باقی نماز کو کھڑے
ہو کے پڑھے اور جو کشتی جاری ہو اوسمیں بیٹھ کے نماز پڑھے اور جو اندھی ہو اور کعبہ کی سمت نہ پہچانتا ہو

تو درست نہین اور اگر کوئی ایک دن رات تمام دیوانہ یا بیہوش رہا واجب ہو کہ نمازون کو اوس دن کی قضا کرے اور اگر گھڑی بھر بھی اس سے زیادہ بیہوشی رہی یا جنون رہا تو قضا کرے امام اعظم اور امام ابو یوسف کے نزدیک اور امام محمد کے نزدیک اگر پانچ وقتون تک یہ حالت رہی تو قضا لازم آویگی اور جو چھ وقت نماز تک یا زیادہ تک رہی تو قضا ساقط ہوگی ف اور کہا صاحب ہدایہ نے کہ قیاس ہی کہ جب کسی نماز کا وقت گذر جاوے بیہوشی مین تو وہ نماز اوس سے ساقط ہوتی ہو اور پانچ نمازون تک قضا کرنا باستحسان ہو اور یہی مذہب ہو مالک اور شافعی کا اور دلیل وہ ہو جو روایت کی دار قطنی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے تحقیق کہ پوچھا انھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اوس شخص کو جو بیہوش ہو جاوے اور ترک کرے نماز کو کہا کہ نہین ہو اون نمازون کی قضا مگر اوس نماز کی جسکا وقت باقی ہو اور اوسمین ہوشیار رہا ہو اور یہ حدیث نہایت ضعیف ہو اسناد مین اوسکی حکم بن عبداللہ بن سعد آملی ہو کہا احمد نے کہ حدیثین اوسکی موضوع ہین اور کہا ابن معین نے نہین ہو ثقہ اور نہین ہو مامون اور کاذب کہا اوسکو ابو حاتم وغیرہ نے اور کہا بخاری نے ترک کردی گئی ہو حدیث اونکی اور دلیل ہماری یہ ہو کہ روایت کی محمد بن حسن نے عَنْ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ اَبِیْ سُلَیْمَانَ عَنْ اِبْرَاھِیْمَ النَّخَعِیِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّہٗ سُئِلَ فِی الَّذِیْ یُغْمٰی عَلَیْہِ یَوْمًا وَّلَیْلَۃً قَالَ یَقْضِیْ یعنی کہا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہ جو شخص بیہوش ہو جاوے ایک دن رات تمام کرے اور روایت کی عبدالرزاق نے نافع سے کہ بیہوش رہے ابن عمر رضی اللہ عنہ ایک مہینے سو نہ قضا کی اوسکی جو فوت ہوا اور روایت کی ابراہیم حربی نے آخر کتاب غریب الحدیث کے ثنا احمد بن یونس ثنا زائدۃ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ عَنْ نَافِعٍ قَالَ اُغْمِیَ عَلٰی عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ یَوْمًا وَّلَیْلَۃً فَاَفَاقَ وَلَمْ یَقْضِ مَا فَاتَہٗ یعنی بیہوش رہے ابن عمر رضی اللہ عنہ ایک دن اور ایک رات اور نہ قضا کی اوسکی جو فوت ہوا واللہ اعلم

ص باب سجدۂ تلاوت کے بیان مین

سجدۂ تلاوت کا ایک سجدہ ہو سب نماز کی شرطون سے دو تکبیرون کے بیچ مین بغیر ہاتھ اوٹھانے کے اور تشہد اور سلام کے اور سجدۂ تلاوت مین جو نماز کے سجدے مین پڑھتا ہو پڑھے اور چودہ آیتون مین سے جو ایک آیت پڑھے سجدہ واجب ہوتا ہو پہلی آیت سورۂ اعراف کے اخیر کی دوسری سورۂ رعد کی تیسری سورۂ نحل کی چوتھی بنی اسرائیل کی پانچوین مریم کی چھٹی پہلی آیت سجدے کی سورۂ حج کے اور امام شافعی کے نزدیک دوسری آیت سجدہ یعنی وَارْکَعُوْا وَاسْجُدُوْا مین بھی سجدہ کرے ف اور ہمارے نزدیک اسواسطے سجدہ اوس جگہ نکرے کہ وہ سجدہ نماز کا ہو ذکر کیا ہو اسکو تفصیل سے شیخ ابن الہمام نے اور امام شافعی جو دلیل لاتے ہین حدیث عقبہ بن عامر کی کہ کہا مین نے اے رسول اللہ کیا فضیلت دی گئی سورت حج کی اس سبب سے کہ اوسمین دو سجدے ہین فرمایا کہ ہان اور جو اون دونون سجدون کو نکرے تو اوس سورت کو بھی نہ پڑھے کہا ترمذی نے نہین ہو اسناد اوسکی قوی اور یہ اس سبب سے کہ اسناد مین اوسکی ابن لہیعہ ضعیف ہو اور روایت کی ابو داؤد نے مراسیل مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپ نے تفضیل دی گئی سورت حج کی اس سبب دو سجدون کے کہا ابو داؤد نے یہ حدیث مسند کی گئی ہو اور صحیح نہین ہو اور خراج کیا حاکم نے اس حدیث ترمذی کو اور کہا کہ عبداللہ بن لہیعہ امامون مین سے ہو لیکن خبیر عمر مین اوسکو اختلاط ہو گیا تھا اور مین کہتا ہون کہ اگر یہ قول مسلم بھی

ہووے تو بھی صحت حدیث کی جب ہوگی کہ اس حدیث کے راوی نے قبل حالت اختلاط کے عبداللہ سے سنا ہو ورنہ
حدیث ضعیف بہر صورت ہی اور اس باب میں ایک اور حدیث ہی کہ روایت کیا اوسکو ابوداؤد اور ابن ماجہ نے
ابن مُرثد سے انھوں نے عمرو بن العاص سے کہا کہ پڑھائے مجکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پندرہ سجدے قرآن میں
اونمیں سے تین مفصل میں ہیں اور سورہ حج میں دو سجدے ہیں اور یہ بھی حدیث ضعیف ہی کہا عبدالحق نے ابن لہیعہ نہیں
حجت ہی ساتھ اوسکے اور کہا ابن القطان نے وہ مجہول ہی اور نہیں پہچانا جاتا حال اوسکا ص سات توقیف قان میں آٹھویں
نمل میں نوین سورہ سجدہ میں دسویں ص میں ف اور امام شافعی کے نزدیک ص میں سجدہ نہیں اور دلیل انکی یہ
جو روایت کی ابوداؤد نے کہ خطبہ پڑھا ہمپر ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تو پڑھی سورہ ص اور جب آیا سجدہ اوپر
اور سجدہ کیا اور کیا ہمنے بھی ساتھ آپکے اور پھر ایک اور بار آپنے پڑھا ص کو تو جب سجدہ کا وقت آیا ہم واسطے سجدے کے
اور دیکھا آپنے ہمکو فرمایا کہ یہ توبہ ایک نبی کی ہی اور لیکن میں نے تکلوت سجدہ کے لیے جانا اور پھر اوترے آپنے سجدہ کیا
تو اس سے معلوم ہوا کہ سجدہ ص کا واجب نہیں اور دوسرے یہ کہ روایت کی ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی وغیرہم نے
ابن عباس سے کہ کہا اونھوں نے نہیں سجدہ ص کا من اجابات سجدہ میں دیکھا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
سجدہ کرتے تھے ص میں اور فرماتے تھے سجدہ کیا اوسکا داؤد علیہ السلام نے قبول توبت سے اور ہم سجدہ کرتے ہیں واسطے
شکر کے اور جواب اسکا یہ ہو کہ اس حدیث سے عدم وجوب ثابت نہیں ہوتا اور ہمارا سجدے کا شکر کے لیے سبب وجوب
نہیں غایۃ الامر یہ ہو کہ آپنے سبب سجدہ کرنے کا حق داؤد علیہ السلام میں بیان فرمایا جیسا کہ اس پر پوشیدہ نہیں ہوگا اور کہا امام حافظ ابوعمر عبداللہ بن یعقوب بن [illegible] نے کہ روایت کی ہی امام ابوحنیفہ نے اپنی
سند سے عن ابی حذیفہ عن سماک بن حرب عن عباس الاشعری عن ابی موسیٰ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
سجد فی ص یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کیا ص میں اور یہ دلیل ہماری ہی اور روایت کی امام احمد نے
بکر بن عبداللہ مزنی سے انھوں نے ابوسعید سے ایک حدیث اور آخر اوسکا یہ ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ سجدہ
کرتے تھے ص میں نقل کیا اوسکو شیخ ابن الہمام نے ص گیارھویں سجدہ میں بارھویں والنجم میں تیرھویں اذا السماء
میں چودھویں اقرأ میں اور امام شافعی کے نزدیک بھی چودہ سجدے ہیں مگر ص میں اونکے نزدیک سجدہ نہیں اور حج
میں دو سجدے ہیں اونکے نزدیک اور حم سجدہ میں شافعی کے نزدیک جب ان کنتم ایاہ تعبدون پڑھے تب
سجدہ کرے اور ہمارے نزدیک جب وھم لا یسأمون پڑھے تب سجدہ کرے اور چاہیے کہ قصد سجدہ کی
جائز نہیں اور تاخیر جائز ہو تو احتیاط اسمیں ہی کہ وھم لا یسأمون پر سجدہ کرے ف لما یاتے ہیں کہ دلیل
ہماری قول حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہی اور وہ قول ہمکو نہیں ملا اور کہا شیخ ابن الہمام نے وان ذلک قول عمر
فغریب یعنی یہ قول حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا غریب ہی لیکن خرج کیا ابن ابی شیبہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ
وہ سجدہ کرتے تھے حم سجدہ میں نزدیک قول اللہ تعالیٰ لا یسأمون کے اور زیادہ کیا ایک روایت میں کہ
انھوں نے دیکھا ایک شخص کو کہ سجدہ مکرر کرتا ہو نزدیک ان کنتم ایاہ تعبدون کے سو کہا آپنے جلدی کی تو نے ص

اور اگر کوئی شخص آیت سجدے کی سنے تو سجدہ کرے اگرچہ قصداً وسکا سننے کا نہو ف کیونکہ ہدایے مین ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ اوسپر ہی جو سنے آیت سجدہ کو اور جو پڑھے اوسکو اور کہا شیخ ابن الہمام نے وَحَدِیْثُ السَّجْدَۃِ عَلٰی مَنْ سَمِعَہَا رَفْعُہٗ غَرِیْبٌ یعنی یہ حدیث جو صاحب ہدایہ نے بیان کی مرفوع ہونا اسکا غریب ہی اور اخراج کیا ابن ابی شیبہ نے مصنف مین ابن عمرؓ سے کہ سجدہ اوسپر ہی جسنے سنا اوسکو اور بخاری مین ہی تعلیقاً کہا عثمانؓ نے کہ سجدہ اوسپر ہی جو سنے اوسکو اور اس جملے کو اخراج کیا عبدالرزاق نے اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّہْرِیِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَیَّبِ اَنَّ عُثْمَانَ مَرَّ بِقَاصٍّ فَقَرَأَ سَجْدَۃً لِیَسْجُدَ مَعَہٗ عُثْمَانُ فَقَالَ عُثْمَانُ اِنَّمَا السُّجُوْدُ عَلٰی مَنْ سَمِعَ ثُمَّ مَشٰی وَلَمْ یَسْجُدْ یعنی گذرے حضرت عثمانؓ ایک قصہ خوان پر سو پڑھی اوسنے آیت سجدے کی تاکہ سجدہ کرین حضرت عثمانؓ ساتھ اوسکے سو فرمایا حضرت عثمانؓ نے کہ سجدہ اوسپر ہی جو قصداً سنے پھر چلے گئے اور سجدہ نکیا واللہ اعلم ص اور اگر امام آیت سجدے کی پڑھے مقتدی بھی اوسکے ساتھ سجدہ کرے اگرچہ اوسنے نہ سنا ہو اور اگر مقتدی نے پڑھی امام اور مقتدی نہ اندر نماز کے اور نہ باہر نماز کے کبھی سجدہ نکرین اور جو کوئی نماز مین نتھا اوسنے اگر سنا تو وہ سجدہ کرے اور اگر مصلی نے آیت سجدے کی اوس سے سنی جو اوسکے ساتھ نماز مین شریک نہین سجدہ کرے بعد نماز کے اور جو سجدہ نماز کے اندر کرے تو بعد نماز کے پھر کرے اور نماز کو نہ لوٹاوے اور اگر کسینے باہر نماز کے امام سے آیت سجدے کی سنی اور اوسنے اقتدا نکی یا اور رکعت مین امام کے ساتھ ملا بعد نماز کے سجدہ کرے اور نماز کے اندر نکرے اور اگر پہلی رکعت مین قبل سجدے کے ملا امام کے ساتھ سجدہ کرے اور اگر بعد سجدے کے ملا سجدہ نکرے ۵۱ اور جو سجدہ کہ نماز مین واجب ہوا ہی اور محل اوسکا نماز ہی باہر نماز کے اوسکو قضا نکرینگے اور اگر کسینے آیت سجدہ باہر نماز کے پڑھی اور قبل سجدہ کرنیکے نماز پڑھنے مین مشغول ہوا اور نماز مین پھر اوسی آیت کو پڑھا ایک ہی سجدہ اوسکو کافی ہی اور اگر آیت پڑھی اور سجدہ کر لیا اور پھر نماز مین اوسی آیت کو پڑھا تو پھر سجدہ کرے اور اگر ایک مجلس مین آیت سجدہ کو کئی بار پڑھا ایک سجدہ کافی ہی خواہ سب بار پڑھنے کے اخیر مین سجدہ کیا یا ایکبار پڑھکے سجدہ کیا اور پھر پڑھا کیا ۵۲ اور اگر ایک رکعت مین کئی بار پڑھا ایک ہی سجدہ لازم ہی خواہ سب کے بعد ایک ہی سجدہ کرے یا ایک بار پڑھکے سجدہ کرے اور پھر کئی بار پڑھے اور اگر ایک رکعت مین آیت سجدہ کو پڑھا اور پھر دوسری رکعت مین بھی اوسی آیت کو پڑھا امام ابی یوسف کے نزدیک ایک سجدہ لازم آویگا اور امام محمد کے نزدیک دو سجدے اور اگر آیت سجدہ کو بدل دیا یا مجلس کو تو ایک سجدہ کافی ہوگا مثلاً ایک مجلس مین دو آیتین سجدے کی پڑھین یا دو مجلس مین ایک آیت اور جولاہا جو تانا تنتا ہی تو آگے جانے مین مجلس اوسکی بدل جاتی ہی اور درخت پر ایک شاخ سے دوسری شاخ پر چلا جاوے تو بھی مجلس بدل جاویگی اور اگر ایک شخص نے ایک مجلس مین کئی بار آیت سجدہ کو پڑھا اور سننے والے کی مجلسین بدل گئین تو سننے والے پر کئی سجدے واجب ہونگے اور اگر پڑھنے والے کی مجلسین بدلین لیکن سننے والے کی ایک ہی مجلس رہی تو اوسپر ایک سجدہ لازم آویگا اور ایک کام سے دوسرے کام کے شروع کرنے مین مجلس بدل جاویگی اور اسیطرح ایک مکان سے دوسرے مکان ۵۳ مین اور کونے گھر اور مسجد کے حکم مین ایک مکان کے ہین اور ایک درخت کی شاخین کئی مکان ہین ظاہر روایت مین اور نوادر کی روایت مین ایک مکان اور اگر بیٹھے سے اوٹھ کھڑا ہو مجلس نہ بدلے گی اور اگر کسی عورت کو

ف قولہ لانہ فی الہدایۃ الخ

ف قولہ وعلی ما فی الخانیۃ الخ

ف قولہ وہو ظاہر الخ

طلاق کا اختیار دیا اور وہ بیٹھے سے کھڑی ہوگئی اوس جگہ سے مجلس مین اٹھ دیگی اور اگر کسنے ساری سورت پڑھی اور آیت سجدے کی نہ پڑھی تو مکروہ ہی اور اگر آیت سجدہ کو پڑھے اور باقی سورت چھوڑ دے تو مکروہ نہین اور دو آیتین یا ایک آیت اوسکے ساتھ ملانا مستحب ہی اور آہستہ سے بھی پڑھنا مستحب ہی تاکہ کوئی نہ سنے اور اوسکو سجدہ لازم آوے اور شاید وہ اوسوقت بیوضو ہووے

باب مسافر کی نماز کے بیان مین

جو شخص کہ تین دن اور تین رات کی راہ کا اوسط چال سے ارادہ کرے اور شہر کے گھرون سے نکل جاوے تو وہ مسافر ہی اور اوسط چال خشکی مین اونٹ کی اور پاپیادے کی ہی اور دریا مین جب ہوا موافق ہو اور پہاڑ مین جو کچھ کہ پہاڑ کے لائق ہووے

ف اور تین دن تین رات ہمارے نزدیک مدت قصر کی ہی کیونکہ یہ بھی ایک سفر کی رخصتون مین سے ہی جیسے سمح موزے کا تین دن تین رات مسافر کے واسطے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسح کرے مقیم ایک دن اور ایک رات اور مسافر تین دن اور تین رات اور یہی حدیث ہماری حجت ہی اور امام شافعی کے نزدیک مدت قصر کی ایک دن اور ایک رات ہی اور رخصت کیا ابن ابی شیبہ نے عطا بن ابی رباح سے کہ کہا مین نے ابن عباس سے کیا قصر کرون مین عسفان تک کہا کہ نہین اور قصر کرو مر ظہران تک کہا کہ نہین اور قصر کرو مین طائف تک اور عسفان تک کہا کہ ہان اور یہ اوسکا میل تھا اور اشارہ کیا انھون نے ہاتھ سے اور دوسری روایت مین ہی عمرو سے کہ خبر دی مجکو عطا نے ابن عباس سے کہا کہ قصر کرے عرفہ سے بطن نخلہ تک اور قصر کرے طرف عسفان اور طائف اور جدے کے آخر حدیث تک آوے۔ دلیل امام شافعی کی کوئی مجکو نہین ملی اور روایت ہی انس سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب نکلتے تھے تین میل قصر کرتے تھے اور تفصیل اسکی فتح القدیر مین ہی

ص مسافر کے واسطے اگرچہ سفر سے اوسکو گناہ کا قصد ہو جب تک کہ اپنے شہر مین داخل ہووے یا آدھے مہینے کے رہنے کی نیت نکرے کسی شہر مین یا گانون مین تب تک اوسکے واسطے رخصت ہی یعنی اجازت ہی کہ چار رکعتی نماز کو قصر کرے پھر اگر نیت کی مسافر نے آدھے مہینے سے کم رہنے کی یا نیت نکی مدت اقامت کی یعنی آدھے مہینے کے رہنے کی دو جگہ مین یا کسی شہر مین داخل ہوا مگر اوس ارادے پر کہ وہان سے کل یا پرسون چلا جاویگا اور اسمین اوسکو دیر ہوگئی تو ان صورتون مین قصر کرے ف اگرچہ ایک سال یا زیادہ اسیطرح سے گذر جاوے کہ آج جاؤنگا یا کل جاؤنگا اور نیت پندرہ دن رہنے کی نکرے اور پندرہ دن مدت اقامت کے ہین اور قیاس کیا اوسکو فقہا نے ظہر پر کہ اوسکی بھی اقل مدت پندرہ دن ہین اور یہی ماثور ہی ابن عباس اور ابن عمر سے روایت کیا ان دونون سے طحاوی نے کہا انھون نے

إِذَا قَدِمْتَ بَلْدَةً وَأَنْتَ مُسَافِرٌ وَفِي نَفْسِكَ أَنْ تُقِيمَ خَمْسَ عَشْرَةَ يَوْمًا وَلَيْلَةً فَأَكْمِلِ الصَّلٰوةَ بِهَا وَإِنْ كُنْتَ لَا تَدْرِي مَتَى تَظْعَنُ فَاقْصُرْهَا یعنی جب آئے تو کسی شہر مین اور تو مسافر ہو اور نیت کرے پندرہ دن رہنے کی تو پورا کر نماز کو اور اگر نہین جانتا ہی تو کہ کب جاویگا وہان سے تو قصر کر نماز کو اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے مجاہد سے کہ ابن عمر جب اجماع کرتے اوپر اقامت پندرہ دن کے تمام کرتے تھے نماز کو اور کہا امام محمد نے کتاب الآثار مین

ثنا ابو حنیفہ ثنا موسیٰ بن مسلم عن مجاہد عن عبد اللہ بن عمر قال إذا كنت مسافرا فرضيت نفسك على إقامة خمسة عشر يوما فأتم الصلوٰة وإن كنت لا تدري متى تظعن فاقصر اور معنی اسکے

وہی ہین جو اوپر گذرے تمام ہوا مضمون فتح القدیر کا مترجم کہتا ہے کہ اخراج کیا ابن ابی شیبہ نے سعید بن المسیب سے کہا کہ جب جمع کرے خاطر کوئی شخص پندرہ دن کی اقامت پر تمام کرے نماز کو اور سعید بن جبیر سے کہا کہ جب اقامت کرے تو پندرہ دن پر تمام کرے نماز کو اور کہا سفیان نے جب ارادہ کرے کوئی شخص کسی مقام پر پندرہ دن رہنے کا تو نماز کو تمام کرے جیسے کہ ارادہ کرے اور جب نجانے کہ کب نکلیگا پڑھے دو رکعتین اگرچہ گذر جاوے ایک سال اور یہی قول ہوا ونکا یہ عبارت مصنف ابن ابی شیبہ کی ہے ص اگر لشکر اسلام دار الحرب مین داخل ہووے یا دار الحرب کے قلعے کو گھیر لیوے یا باغیون کے تئین دار الاسلام مین شہر کے باہر گھیر لیا تو ان سب صورتون مین اگرچہ وہ سب اقامت کی مدت کی نیت کرینگے مگر مقیم نہونگے نماز کو قصر کرینگے اسواسطے کہ وہ مقیم نہین ہوتے ہین اقامت کی نیت کرنے سے مگر بجارے لوگ اپنے خیمون مین اگر آدھے مہینے کی اقامت کی نیت کرینگے تو وہ مقیم ہوجاوینگے اسواسطے کہ نیت اقامت اونکی باہر شہر کے درست ہے اور جو بجارے وغیرہ ہین اونکی نیت اقامت کی جنگل مین صحیح نہین اور اگر مسافر نے چار رکعتین پوری پڑھین اور پہلے قعدے مین بیٹھا تو فرض اوسکا تمام ہوا مگر گنہگار رہا سلام کی تاخیر کرنے کے سبب سے اور اللہ تعالیٰ کا صدقہ قبول کرنے سے اور دو رکعتین جو زیادہ اوسنے پڑھی ہین وہ نفل ہوجاوینگی اور اگر پہلا قعدہ نہین کیا تو نماز اوسکی باطل ہوجاویگی کیونکہ مسافر پر پہلا قعدہ فرض ہے اور اگر مقیم نے امامت کی مسافر کی نماز چہارگانہ کے وقت مین تو مسافر چار رکعت ادا کرے اور وقت کے بعد مقیم مسافر کی امامت نکرے کیونکہ وقت مین امام مقیم کی تابعداری سے مسافر پر بھی چار رکعت فرض ہوجاتی ہین اور وقت کے بعد مسافر کا فرض ہرگز نہین بدلتا ہے اور اگر مسافر امام ہووے اور مقیم مقتدی تو مسافر قصر کرے اور مقیم پوری کرے اور مستحب ہے کہ مسافر کہدیوے کہ تم لوگ اپنی نماز پوری پڑھو (بصفحہ ۱۴۱ الاتمام کے ۱۲) اور مین تو مسافر ہون ف ایک بار حضرت امام ابی یوسف حج کو ہارون رشید بادشاہ کے ساتھ تشریف لیگئے تو نماز پڑھی اپنے رشید کے ساتھ دو رکعتین یعنی قصر کیا اور سلام پھیرکے یہ کہا کہ تمام کرو نماز اپنی اے اہل مکہ کہ ہم مسافر ہین تو کہا ایک شخص نے اونمین سے کہ مین زیادہ ہون تجھ سے فقہ مین اور حاکم زیادہ ہون تجھ سے کہا امام صاحب نے کہ اگر تو فقیہ ہوتا نہ کلام کرتا تو نماز مین ایسا ہی ہے سفر اجیہ مین ص اور اگر ایک شخص نے اپنے وطن اصلی کو چھوڑکے دوسری جگہ وطن اصلی بنایا تو پہلا وطن اصلی باطل ہوجاویگا اور دونون وطن کے درمیان مین مدت سفر کی ہووے خواہ نہووے یہانتک کہ اگر وہ اوس پہلے وطن اصلی مین داخل ہوا تو بغیر اقامت کی نیت کے مقیم نہوگا مگر وطن اصلی سفر کرنے سے نہین باطل ہوتا ہی یہانتک کہ اگر مسافر وطن اصلی مین داخل ہوا تو فی الفور داخل ہوتے ہی مقیم ہوجاویگا اور لیکن وطن اقامت کا یعنی جس مقام مین پندرہ روز رہنے کی نیت کی ہو وہ باطل ہوتا ہے دوسری جگہ کے وطن اقامت سے مثلاً ایک شخص کا وطن اقامت کسی جگہ پر تھا پھر اوسنے دوسری جگہ کو وطن اقامت کیا اگرچہ اون دونون کے درمیان مدت سفر کی نہین ہے تو اس صورت مین پہلی جگہ وطن اقامت نرہیگی یہانتک کہ اگر وطن اقامت مین پھر داخل ہوا تو بغیر نیت اقامت کے مقیم نہوگا اور اسیطرح سے اگر وطن اقامت سے سفر کرے یا اپنے وطن اصلی کی طرف جاوے تو وطن اقامت باقی نرہیگا اور وطن اصلی اوسکو کہتے ہین جو اوسکا اصل مسکن ہووے اور سفر اور حضر دونون قضا نماز ونکو نہین بدلتے

مین تو اگر سفر کی قضا نماز وطن حضر مین قضا کرے تو قصر کرے اور اگر حضر کی نماز وطن حضر مین پڑھے تو قصر کرے اور حضر کہتے ہین اقامت کو

باب جمعے کی نماز کے بیان مین

جمعے کے فرض ہونے کے واسطے چند امور شرط ہین پہلے شہر مین مقیم ہونا مسافر پر جمعہ واجب نہین دوسرے تندرست ہونا بیمار پر جمعہ واجب نہین تیسرے آزاد ہونا غلام پر جمعہ واجب نہین چوتھے مرد ہونا عورت پر واجب نہین پانچوین بالغ ہونا لڑکے پر واجب نہین چھٹے عاقل ہونا دیوانے پر واجب نہین ساتوین آنکھ کا سلامت ہونا اندھے پر واجب نہین آٹھوین پانون کا سلامت ہونا لنگڑے پر جمعہ واجب نہین آدا اگر وہ شخص جس پر جمعہ واجب نہین حاضر ہووے اور جمعہ ادا کرے تو درست ہو ظہر کا فرض اوسکا ادا ہو جاویگا اور جمعے کے ادا کے واسطے بھی شرطین ہین پہلی یہ کہ شہر ہو یعنے خواہ شہر کا کنارہ ف جاننا چاہیے کہ جمعہ فرض ہی منکر اوسکا کافر ہے ماخذ کتاب و سنت و اجماع کے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ یعنی جب پکارا جاوے نماز کے واسطے دن جمعے کے تو دوڑو واسطے ذکر اللہ تعالیٰ کے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الجمعۃ حق واجب علی کل مسلم فی جماعۃ الا اربعۃ عبد مملوک او امرأۃ او صبی او مریض یعنی جمعہ حق ہے واجب ہر مسلمان پر جماعت سے مگر چار شخص غلام اور عورت اور لڑکا اور بیمار اور فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص جمعہ کو آیا پس غسل کیا اور کہا محمد بن کثیر نے کہا ہے ابن سماعہ نے کہا ہے فقط انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے اور روایت نہین کی اور یہ قول ہے اصل صحت کا قادح نہین کیونکہ صحابی ہونے مین فقط دیکھنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شرط ہے اور روایت کرنا اوسکا حدیث کا یہ ہے کہ حدیث مرسل ہوگی اور مرسل حجت ہے جب راوی کی توجیہ ہو کما تو دی حدیث اور شرط ہے تحسین کے ہونا اور اصح کیا بیہقی نے طریق ابن عباس سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص سنے اذان جمعہ کی اور نہ آوے مسجد مین تو نہین ہے نماز اوسکے واسطے مگر عذر سے اور صحیح کیا اوسکو ابن حبان نے اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص چھوڑ دیوے تین جمعے سستی سے مہر کریگا اللہ اوسکے دل پر روایت کیا اوسکو احمد اور ابو داود اور ترمذی اور نسائی نے اور صحیح کیا اوسکو ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اپنی صحیحین مین اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص چھوڑ دیوے تین جمعے بغیر عذر کے لکھا جاویگا وہ منافقون مین روایت کیا اوسکو طبرانی نے معجم کبیر مین حدیث ابی الجعد کی اور ضعیف ہے لیکن اوسکے واسطے شواہد ہین تو مجموعہ کر کے قوی ہو جاویگی اور عمل ہوگا اوسکے مضمون پر اور گذرا بیان اوسکا اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے کہ پوچھے گئے حضرت علی رضی اللہ عنہ غسل دن جمعے کے کہا کہ غسل دن جمعے کا اور عیدین اور دن عرفے کے سنت ہے اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص پیدا کرتا ہے اللہ پر اور پچھلے دن پر تو واجب ہے اوسپر غسل جمعہ ہر دن جمعے کے مگر عورت اور اوسکے اور غلام اور مریض پر اور فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہ نہین ہے اوسکے واسطے جو شریک ہوا اور عید غسل اور اضحی اور فطر شہر جامع مین اور مثل اوسکے مردی ہے جماعت سے اخراج کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے مصنف مین اور صحیح کیا اوسکو ابن خزیمہ نے اور اسناد اوسکی یہ ہے حدثنا یزید عن منصور عن طلحۃ بن سعد عن عبید کا ابن

عبدالرحمٰن استقی اور یہ سند صحیح ہے اور جو روایت کیا ابن عباسؓ نے کہ اول جمعہ جو پڑھا بعد جمعے کے مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تھا ایک قریے میں یعنی کانوبین کہتے ہیں اسکے مخالف نہیں کیونکہ قریے کا اطلاق عرب کے عرف میں شہر پر ہوتا ہے اور شاید ہوا کا کلام اللہ تعالیٰ کا کہ ولکا نزل ھذا القرآن علی رجل من القریتین عظیم اور یہ دونوں قریتین سے مراد مکہ اور طائف ہے اور نہیں شک ہے اس بات میں کہ مکہ شہر ہے اور مدینہ میں اس حدیث کو رفع کیا ہے لیکن مرفوع نہیں پائی گئی واللہ اعلم **ص** اور شہر کی تفسیر میں اختلاف ہے بعضوں کے نزدیک شہر وہ جگہ ہے کہ جس جا پر امیر اور قاضی ہو جو کہ جس جا پر امیر اور قاضی ہو جو کہ شرع کا حکم جاری کرے اور حدوں کو قائم کرے اور بعضوں کے نزدیک شہر وہ جگہ ہے کہ جو وقت وہاں کے لوگ جمع ہوں تو وہ جگہ کسی بڑی مسجد میں نہ سما وے اور صاحب ہدایہ نے اسی کو اختیار کیا ہے اور شہر کا کنارہ وہ ہے جو مقام شہر کے متصل ہو اور شہر کے فائدے کے واسطے مقرر ہو مثلاً گھوڑا دوڑانے کے واسطے یا لشکر اترنے کے واسطے یا مردہ دفن کرنے کے واسطے یا جنازہ پڑھنے کے واسطے یا اسبطرح اور کاموں کے لیے مقرر ہو اور جمعے کا پڑھنا جمعے کے حکم میں خطبہ کے واسطے اور امیر حجاز کے واسطے درست ہے اور ایسا ہونا حکم واسطے اور وقات میں درست نہیں ہے شرط یہ ہے کہ بادشاہ ہو یا اس کا نائب تیسری شرط یہ ہے کہ ظہر کا وقت ہو **ف** یعنی قبل وقت ظہر اور زوال آفتاب کے جمعہ درست نہیں کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب زوال ہو جاوے آفتاب تب پڑھ ساتھ اور میرے جمعے کا اور یہ حدیث مروی ہوئی ہے سعب بن عمرو سے کہ جب بچا اوندھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جمعے کو جب زوال ہو جاوے آفتاب اور صحیح بخاری میں حضرت انس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے جمعے کو جب زوال ہوتا تھا آفتاب اور روایت کی مسلم نے سلمہ بن اکوع سے کہتے تھے ہم جمعہ پڑھتے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جب زوال ہوتا تھا آفتاب اور لیکن روایت کی دارقطنی نے عبداللہ بن سیدان سے کہا کہ میں حاضر ہوا ساتھ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے جمعے میں سو تھا خطبہ اونکا قبل زوال کے اور ذکر کیا گیا ایسا ہی اور عثمان رضی اللہ عنہ سے اور نہیں دیکھا ہم نے کسی کو کہ عیب جانتا ہو اسکو اور یہ دلالت کرتا ہے اس بات پر کہ خطبہ قبل زوال کے تھا لیکن ہر پختہ قول نہیں ہوتا ہے کہ اتفاق کیا ہو اس پر صحابہ رضی اللہ عنہم سے **ص** چوتھی شرط یہ ہے کہ نماز کے پہلے خطبہ ہو متصل ایک دوسرے کے وقت ظہر میں ہو اور یہ مذہب امام ابوحنیفہ کا ہے اور صاحبین کے نزدیک ایک کے طویل یعنی ایک خطبہ دراز پڑھا جاوے اور امام شافعی کے نزدیک دو خطبے ضرور ہیں کہ ہر خطبے میں حمد اور دعا اور حکم تقویٰ کا ہو اور پہلا خطبہ قراءت کے طور پر ہو اور دوسرا دعا کے طور پر پانچویں شرط یہ ہے کہ جماعت ہو اور جماعت کی حد یہ ہے کہ امام کے سوا تین مرد ہوں اگر امام کے سجدہ کرنیکے پہلے مقتدی بھاگ جاویں تو اس صورت میں امام ظہر شروع کرے اور اگر مقتدی پیچھے جاویں اور تین مرد رہ جاویں یا امام کے سجدہ کرنیکے بعد سب بھاگ جاویں تو ان دونوں صورتوں میں امام جمعہ تمام کرے چھٹی شرط یہ ہے کہ اذن عام ہو یعنی تمام لوگوں کو مسجد میں جانے کا حکم ہو اور جو شخص جمعے کے ساتھ نماز دن امامت کے لائق ہو وہ جمعے میں بھی امامت کے لائق ہو تو اگر مسافر یا بیمار یا غلام جمعے میں امام ہو تو درست ہو جاویگا اور امام زفر کے نزدیک درست نہ ہوگا اور معذور اور قیدی کی اقتدا جماعت کے ساتھ دن جمعے کے شہر میں یکدہ ہو اور امام ابی یوسف کے نزدیک دو جگہ شہر میں جمعہ درست ہے اگر جمعہ ایک ہو کر دونوں جانب ہو تو شہر کا حکم رکھیگا جیسے عیدگاہ اور امام محمد کے نزدیک دو جگہ

یا تین جگہ یا زیادہ جمعہ ایک شہر مین جائز ہی برابر ہی کہ شہر کے دو جانب ہون یا نہون اور اسی پر فتوی ہی اور جسکو عذر نہین اوسکی
بھی نماز اگر ظہر کی شہر مین قبل جمعہ ہو جانیکے مکروہ ہوگی اور جس شخص کو عذر نہین اوسنے ظہر پڑہی اور جمعے کے وسطے دوڑا
جس وقت کہ امام جمعے کا نماز مین مشغول ہو تو ظہر اوسکی باطل ہو جاویگی جمعے کی نماز پاوے یا نہ پاوے یہ امام صاحب کا
مذہب ہی اور صاحبین کے نزدیک ظہر نہ باطل ہوگی مگر جب کہ نماز جمعے کی پالیوے اور جو شخص کہ جمعے کی نماز مین تشہد مین
یا سجدہ سہو مین ملے تو وہ شخص جمعے کی نماز پوری کرے اور ظہر نہ پڑہے اور اوسنے جمعہ پایا ف یہ مذہب امام ابو حنیفہ اور
امام ابو یوسف کا ہی اور امام محمد کا مذہب یہ ہی کہ اگر مقتدی امام کے ساتھ دوسری رکعت کے اکثر کو پالیوے جمعے کو اوسنے پا لیا
اور اگر دوسری رکعت کا اکثر نپاوے اور شامل ہووے تو اوسپر ظہر پڑہنا لازم ہی اور جمعے کو اوسنے نہین پایا کیونکہ فرمایا
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ما ادرکتم فصلوا وما فاتکم فاتموا یعنی جو پاؤ تم پڑہو اور جو جاتا رہے تو اوسکو ادا
کرلو اس پوری حدیث یون ہی کہ جب قائم کی جاوے نماز تو نہ آؤ تم دوڑتے ہوے بلکہ اہی چال سے اور لازم ہی تمپر اطمینان
اور سکون سو جو پاؤ اوسکو پڑہو اور جو فوت ہو جاوے تمام کرو روایت کیا اسکو احمد اور ابن حبان نے اور اسمین بجای فاقضوا کے
فاتموا ہی اور بھی خراج کیا اس حدیث کو بخاری مسلم ابو داؤد ترمذی نسائی ابن ماجہ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ایک روایت مین
صحیح ابن حبان یہ لفظ بھی واقع ہی یعنی فاقضوا اور سیدھے بیان کیا اوسکو صاحب ہدایہ نے کہا مسلم نے خطا کی سفیان
بن عیینہ نے اس لفظ مین اور نہین جانتا ہون کون کیوجہ سے کیا ہی اس لفظ کو زہری سے سو سفیان کے کہا ابو داؤد نے نہین کہا سو سفیان کے کیسے یہ لفظ ادا جواب
اسکا یہ ہی کہ روایت کی امام احمد نے مسند مین عبد الرزاق سے انھون نے معمر انھون نے زہری سے اور اسمین فاقضوا کا لفظ ہی اور روایت کی بخاری نے اور مسلم نے
اور نسائی نے زہری سے کہا اقضوا اور سفیان کی روایت زہری سے مانند اوسکے اور ترمذی نے کہا ابن ابی عمر نے حدیث بیان کی ثنا ابن عیینہ عن الزہری عن ابی سلمۃ وسعید عن ابی
ہریرۃ مانند اسکے اور بھی روایت کی ابو نعیم مستخرج مین ابو داؤد طیالسی سے انھون نے ابن ابی ذئب سے انھون نے زہری سے
مانند اسکے تو باطل ہو گیا اس صورت مین قول ابو داؤد کا اور تفصیل اسکی فتح القدیر مین ہی ں اور جب پہلی اذان ہووے
تو لوگ خرید نا بیچنا چھوڑ دین ف اور جمعے کی طرف متوجہ ہون سو اسکے کہ فرمایا اللہ تعالی نے فاسعوا الی ذکر اللہ
وذروا البیع یعنی دوڑو طرف یاد اللہ کے اور چھوڑ دو بیع یعنی بیچنے کو ف اور جب خطبہ پڑہے کو امام اوٹھے نماز اور
بات حرام ہو جاتی ہی ف کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہے تو اپنے امام کو انصت تو نماز ہی یہ کلام اور رفع اسکا غریب
ہی اور عرف یہ ہی کہ یہ کلام زہری کا ہی روایت کیا اسکو مالک نے موطا مین کہا کہ نکلنا امام کا منع کرتا ہی نماز کو اور کلام اوسکا
منع کرتا ہی کلام کو اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے مصنف مین عطا سے کہ عبد اللہ بن عباس اور ابن عمر مکروہ رکھتے تھے
نماز اور کلام کو بعد نکلنے امام کے اور کہا ابن ابی شیبہ نے ثنا عباد بن العوام عن یحیی بن سعید عن یزید بن
عبد اللہ عن ثعلبۃ بن ابی مالک القرظی قال ادرکت عمر وعثمان فکان الامام اذا خرج یوم الجمعۃ
ترکنا الصلوٰۃ والکلام یعنی پایا مین نے عمر اور عثمان کو کہ جب نکلتا تھا امام دن جمعے کے ترک کرتے تھے ہم نماز اور کلام کو
اور مروی ہی حضرت علی رضی سے مانند اسکے اور بھی روایت کی عروہ سے کہا کہ جب بیٹھے امام منبر پر تو نہین ہی نماز اور کہا
زہری نے کہ جو شخص آوے دن جمعے کے اور امام خطبہ پڑہتا ہو بیٹھے اور نماز نہ پڑہے اور خراج کیا علمای ستہ نے

ابوہریرہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تو نے کلام کیا اپنے صاحب سے اور امام خطبہ پڑھتا ہی سو لغو کیا تو نے اور جو معارضہ کیا اسکا بعض لوگوں نے کہ آیا ایک شخص اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھتے تھے تو فرمایا کہ پڑھی تو نے نماز اے فلانے کہا نہیں کہا کہ پڑھ دو رکعتیں لغو ہی کیونکہ دوسری روایت میں ہی انس رضی اللہ عنہ سے کہ آیا ایک شخص مسجد میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھتے تھے سو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کھڑا ہو اور پڑھ دو رکعتیں اور باز رہ جب آپ خطبے سے یہانتک کہ فارغ ہوا وہ شخص نماز سے خراج کیا اوسکا دارقطنی نے اور کہا کہ اسناد کی اوسکی عبید بن محمد عبدی نے اور وہم کیا اوسمیں پھر لکھا دارقطنی نے احمد بن حنبل سے یہی حدیث مرسل اور اسمیں ہی کہ انتظار کیا آپ نے اوسکا اور کہا کہ یہ مرسل ہوا سب ہوا اور ہم کہتے ہیں کہ مرسل حجت ہی تو اوسکے مقتضی پر عمل ضرور ہو پھر اسناد اوسکی زیادت ہی جب کہ ماقبل کے معارض نہو کیونکہ اور حدیث میں اسکا ذکر نہیں نہ یہ کہ اسکا مخالف مذکور ہی اور زیادت ثقہ کی مقبول ہی اور فقط زیادت اوسکی موجب غلط نہیں ورنہ نہ مقبول کیجاوے زیادت سلم کی اس حدیث میں واللہ اعلم **ص** جب تک کہ تمام کرے خطبے کو اور جب امام منبر پر بیٹھے تمام اذان کہی جاوے دوسری یا امام کے آگے **ف** اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں فقط یہی اذان تھی جب امام بیٹھتا منبر پر حضرت کی ساتھ اوسکے سو جب کہا سائب بن یزید سے کہا کہ تمہی اذان دن جمعہ کے اول سے جب بیٹھتا امام منبر پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اور ابوبکر اور عمر کے سو جب خلافت ہوئی عثمان رضی کی زیادہ کیا دوسری اذان کو اوزوراء میں جو کہ زیادہ کیا دوسرا ہی اذان کو ایک گھر میں کہ نام اوسکا زوراء تھا اذان دیجاتی اور بعض دونوں میں ہی کہ زیادہ کی حضرت عثمان نے تیسری اذان اس وجہ ہی کہ ایک اقامت کو ہی اذان میں تمام کیا اور جیسا کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اقامت ہی درمیان دونوں اذانوں کے نماز ہی یعنی ایک اذان اور ایک اقامت کے تو نقل ہوگیا اسکے وہ اعتراض جو وارد کیا اوسکو بعض لوگوں نے کہ اذان ہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھتے تھے اور اوسکے بعد نماز تو سنتیں کیسو فت ہوتیں کیونکہ یہ اول اذان حضرت کے وقت میں تھی تو وہ جو جواب دیا اسکا بعض لوگوں نے کہ سنتیں پڑھتے تھے بعد اذان کے تو وہ جہالت ہی کیونکہ یہ اذان متصل ہوتی ہی خطبے کے بلا فصل اور جائز ہی یہ بات کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد زوال کے نکلتے ہوں اور سنتیں پڑھتے ہوں اور پھر اذان ہو کے خطبہ شروع ہوتا ہو کیونکہ اوپر ہم باب النوافل میں بیان کر چکے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے بعد زوال آفتاب کے دو رکعتیں اور کہتے تھے کہ یہ وہ ساعت ہی کہ کھولے جاتے ہیں اوسمیں دروازے آسمان کے تو میں چاہتا ہوں کہ چڑھے میری جانب سے اوسوقت میں کوئی عمل نیک **ص** اور لوگ امام کی طرف منہ کر کے خطبہ سنیں اور امام بالطہارت کھڑا ہو کے دو خطبے پڑھے اور اون دونوں کے بیچ میں ایک بار بیٹھے **ف** کیونکہ کہا ابن ابی شیبہ نے مصنف میں ثنا الحمانی عن حجاج عن الحکم عن مقسم عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ کان یخطب یوم الجمعۃ قائما ثم یقعد ثم یقوم فیخطب یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے خطبہ پڑھتے دن جمعہ کے کھڑے ہو کے پھر بیٹھتے تھے پھر کھڑے ہو کے خطبہ پڑھتے تھے **ص** اور جب خطبہ تمام ہو جاوے تب اقامت کہی جاوے اور امام لوگوں کے ساتھ دو رکعتیں پڑھاوے **ف** جاننا چاہیے کہ خطبہ طول کرنا

نہایت مکروہ ہی روایت کیا ابن ابی شیبہ و غیرہ نے جابر بن سمرہ سے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبے کا قصر کرتے اور نماز کا بھی قصر کرتے اور کہا حضرت عبداللہ بن مسعود نے کہ قصر خطبے کا اور طول نماز کا مخالف ہین سنت سے اوس شخص کے اور عمار سے مروی ہی کہ سنا کہ لوگ طول کرین خطبے کو یہ مصنف ابن ابی شیبہ مین ہی اور بہت مذمت بیان کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اون لوگون کی جو طول کرتے ہین خطبے کا اور نماز مین کمی کرتے ہین اور یہ علامت قیامت مین سے آپنے ارشاد فرمائی اور اسیطرح یہ جو لوگون کی عادت ہی کہ دو خطبون کے بیچ مین جب امام بیٹھتا ہی تو دعا مانگتے ہین بدعت ہی اور نہایت مکروہ ہی اور اسیطرح قبل نماز جمعے کے جو لوگ الصلوٰۃ الصلوٰۃ کہکے پکارتے ہین بدعت ہی اور ہرگز جائز نہین اور جمعے کے دن سے پہلے بلانا خوشبو لگانا مستحب ہی حدیث مین جمعے کو عید فرمایا ہی فقط

ص باب عیدین کی نماز کے بیان مین

مستحب ہی کہ عید فطر کے روز نماز کے پہلے کھانا کھاوے اور مسواک کرے اور غسل کرے اور خوشبو ملے اور اپنا اچھا کپڑا پہنے ف لیکن نماز کے پہلے کھانا کھانا خصوصا جبکہ کھانا میٹھا ہو مستحب ہی کیونکہ صحیح بخاری مین ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہین نکلتے تھے واسطے نماز عید کے یہانتک کہ کھالیتے تھے کچھ خرمے اور کھاتے تھے اونکو طاق اور لیکن مسواک کرنا سو اسواسطے کہ ہر وضو اور نماز کے وقت سنت ہی اور لیکن غسل کرنا سو بیان اسکا غسل کے باب مین گذرا اور لیکن خوشبو ملنا تو اسواسطے کہ یہ دن شیخ کا ہی اور اجتماع کا اور جب جمعے مین خوشبو لگانا مستحب ہی تو عیدین مین بطریق اولیٰ مستحب ہوگا اور اچھا کپڑا پہننے کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے پہنتے دن عید کے ایک جبہ صوف کا تھا یا کسی اور کپڑے سے اور یہ حدیث ہدایہ مین ہی اور روایت کی بیہقی نے مانند اسکے طریق شافعی سے اور اخراج کیا ابن ابی شیبہ اور طبرانی نے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہنتے دن عید کے ایک جوڑا نفیس اور بیان ہر نفیس سے عبارت ہی کہ یمن مین ایک کپڑا ہوتا ہی اور مین خط ہوتے ہین شیخ اور سبز ص اور صدقہ فطر کا ادا کرے عید اور بیان اسکا کتاب الزکوٰۃ مین آویگا ص اور مسجد کی طرف پیدل جاوے اور سنت ہی کہ جاوے ف خلاف جہر تکبیر مین عید فطر مین اس لیے کہ یہ دن مشہور ہی تو مکروہ ہوا ذکر خدا مین داخل ہو تو صاحبین کے نزدیک جہر کرے جیسا کہ عید قربان مین امام صاحب کے نزدیک جہر نکرے اور ایک روایت مین ابن ابی لیلیٰ سے جہر کرے اور کہا امام صاحب نے کہ جہر کرنا اور آواز کا بلند کرنا ساتھ ذکر کے بدعت ہی اور مخالف ہی اللہ تعالیٰ کے قول کے وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ یعنی یاد کر اللہ کو عاجزی سے اور ڈر سے اور حدیث مین آیا ہی کہ تم نہین پکارتے ہو بہرے کو اور نہ غائب کو یعنی اللہ تعالیٰ کو سنتا جانتا ہو جو اور روایت کی دارقطنی نے عبداللہ بن عمر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے تکبیر کہتے فطر مین جب نکلتے تھے اپنے گھر سے عید گاہ تک اور روایت کی انھون نے ابن عمر سے کہ وہ جب جاتے تھے صبح کو دن عید فطر اور دن عید قربان تو جہر کرتے تھے ساتھ تکبیر کے یہانتک کہ آتا تھا امام کہا بیہقی نے صحیح ہی وقف اوسکا ابن عمر پر اور پھر فعل صحابی کا ساتھ آنے کلام اللہ کے سا رفع ہوگا ص اور عید کی نماز کے پہلے نفل نہ پڑھے ف اور اکثر مشایخ نے اسکو مکروہ جانا ہی اور دلیل ہماری حدیث مین حضرت عبداللہ بن عباس سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نکلے اور نماز پڑھی ساتھ صحابہ کے عید گاہ کی اور نہ نماز پڑھی قبل اسکے اور نہ بعد اسکے اور روایت کی ترمذی نے ابن عمر سے کہ وہ نکلے دن عید کے تو نماز پڑھی قبل اوسکے اور بعد اوسکے اور ذکر کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کیا صحیح کیا اوسکو ترمذی نے اور یہ نفی محمول ہی اس بات پر کہ عید گاہ

مین سوا عید کے اور کچھ نہ پڑھتے تھے اور روایت کی ابن ماجہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہین پڑھتے تھے قبل عید کے کچھ
اور جب جاتے اپنے گھر مین پڑھتے تھے دو رکعتین ف۱ اور جو شرطین کہ جمعے کے واسطے ہین وہی شرطین عید کیواسطے بھی ہین واجب
ہونے اور ادا کرنے کے جن مین مگر خطبہ عیدین مین سنت ہے اور نماز عید کی واجب ہے اور یہی روایت ہے امام ابو حنیفہ سے اور یہی صحیح
ہے اور مضمون اس کا ہے کہ عید کی نماز سنت ہے ہمارے علماؤن کے نزدیک کیونکہ امام محمد نے کہا ہے کہ جب دو عیدین ایک دن مین جمع ہوئین
تو اصل سنت ہے اور ثانی فرض ہے اور اسکا جواب یون دیا ہے کہ سنت سے مراد یہ ہے کہ ہمیشہ سے وجوب کا ثابت ہو ف۲ اور وجہ
وجوب کی یہ ہے کہ مواظبت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوپر اور ہمیشہ ہونے کی یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
حدیث اعرابی مین فرمایا جو وقت اسنے پوچھا کہ کیا مجھ پر لازم ہے سوا ان پانچ نمازون کے فرمایا کہ نہین مگر یہ کہ نفل پڑھے اور کہا صاحب
ہدایہ نے کہ صحیح وجوب ہے اور یہی مذہب ہے اکثر مشایخ کا لیکن یہ کہا ہو اثبت نماز عید سے وجوب کا ثابت ہوتا ہے اسیطرح
وجوب خطبہ عید کا ثابت ہوتا ہے ہر صورت قائل ہوا ساتھ وجوب نماز عید کے اور سنیت خطبہ عید کے جو صحیح بلا مرجح ہے ف۳
اور عید کی نماز کا وقت شروع ہوتا ہے جب آفتاب ایک نیزے کے برابر بلند ہوتا ہے اور باقی رہتا ہے جب تک کہ زوال ہو
آفتاب کا ف۴ کیونکہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے نماز عید کی جب آفتاب بلند ہو جاتا تھا موافق ایک
نیزے یا دو نیزے کے اور عمرو بن عوف اور ابو داؤد اور ابن ماجہ مین ہے زید بن خبیر سے کہا کہ نکلے عبد اللہ بن بسر صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے ساتھ اوقات کے دن عید فطر یا عید اضحی کے سو برا کہا انھون نے امام کو دیر کی اوسنے اور کہا کہ فارغ ہو جاتے تھے ہم اب تک
نماز کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو داؤد و نسائی نے روایت کی کہ آئے کچھ سوار طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گواہی
دیتے تھے کہ انھون نے دیکھا چاند کو کل تو آپ نے حکم کیا لوگون کو کہ افطار کرین اور جب صبح ہو تو جاوین طرف عیدگاہ کے اور بیان کیا گیا
روایت ابن ماجہ مین اور دار قطنی مین کہ وہ سوار آئے تھے آخر دن مین اور صحیح کی دار قطنی نے اسناد اوسکی اور صحیح کیا اوسکو نووی نے
خلاصہ مین اور روایت کی طحاوی نے ثنا عبد اللہ بن صالح ثنا ھشیم بن بشیر عن ابی بشر جعفر بن ابی وحشیہ عن ابی
عمیر بن انس بن مالک اخبرنی عمومتی من الانصار رضی اللہ عنہم قالوا اغمی علی الناس فی آخر لیلۃ من شہر رمضان
فلم نہر الہلال فاصبحنا صیاما فجاء رکب من آخر النہار فشہدوا عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد
زوال الشمس انہم رأوا الہلال اللیلۃ الماضیۃ فامر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الناس ان یفطروا فی
تلک الساعۃ وخرجوا من الغد فصلی بہم صلاۃ العید یعنی تحقیق کہ چاند پوشیدہ ہوا لوگون پر اخیر رات مین
رمضان کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مین تو صبح کو انھون نے روزہ رکھا اور آئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاس بعد زوال کے لوگ کہ انھون نے دیکھا چاند کو گذشتہ رات مین پس حکم کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگون کو فطر کا اور کھولا
انھون نے روزہ اوسی وقت اور نکلے آپ ساتھ لوگون کے دوسرے روز صبح کے وقت اور پڑھی ساتھ دن کے عید کی نماز ف۵ اور امام مقتدیون
کے ساتھ دو رکعت پڑھتا ہے اسطرح سے کہ پہلے تکبیر تحریمہ کہے اور پھر ثنا پڑھے بعد اوسکے تین تکبیرین کہے تب فاتحہ اور سورت پڑھے
تکبیر کہے رکوع کرے تکبیر کہتا ہوا اور دوسری رکعت مین پہلے قرآن پڑھنا شروع کرے اور بعد قرأت کے تین تکبیرین کہے اور پھر ایک تکبیر
اور کہکے رکوع مین جاوے اور چھ تکبیرین جو زیادہ ہین دو تکبیرون مین ہاتھ اوٹھاوے اور نماز کے بعد دو خطبے پڑھے اونمین احکام متعلق

ف۱ اور ہاتھون کو اٹھاوے ۱۲
ف۲ ہاتھ نہ اٹھاوے ۱۲

فطر کے بتاوے ف جاننا چاہیے کہ تکبیرات ہمارے نزدیک عیدین میں چھ چھ ہیں اور حدیثیں مختلف اسمیں وارد ہوئی ہیں
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ سے لیکن جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے سو یہ ہے کہ روایت کی ابوداؤد اور
ابن ماجہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتے ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر کہتے عیدین میں سات اول رکعت میں اور دوسری رکعت میں پانچ
قبل قراءت کے سوا دو تکبیروں رکوع کے اور یہی مذہب ہے امام شافعی رحمہ اللہ کا اور روایت کیا اوسکو حاکم نے اور کہا کہ تفرد
کیا ساتھ اوسکے ابن لہیعہ نے اور تحقیق کہ استشہاد کیا اوس سے مسلم نے اور کہا کہ اس باب میں مروی ہے حضرت عائشہ اور ابن عمر اور
ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے اور طریق اون کے فاسد ہیں یعنی ضعیف ہیں اور سنن ابوداؤد اور ابن ماجہ میں ہے عبداللہ بن عمرو بن
العاص سے کہ کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر عید فطر میں سات ہیں پہلی رکعت میں اور پانچ دوسری رکعت میں اور قراءت
دونوں رکعتوں میں بعد اون کے ہے زیادہ کیا دارقطنی نے اور پانچ دوسری رکعت میں سوا تکبیر نماز کے کہا نووی نے کہا ترمذی
نے علل میں کہ پوچھا میں نے بخاری سے اس حدیث کو سو کہا کہ وہ صحیح ہے اور صحیح کیا ترمذی اور ابن ماجہ نے کثیر بن عبداللہ سے انہوں
نے اپنے باپ عبداللہ سے انہوں نے اپنے دادا عوف مزنی سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر کہی عیدین میں اول رکعت میں سات
قبل قراءت کے اور دوسری رکعت میں پانچ قبل قراءت کے کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث حسن ہے اور زیادہ اچھی ہے سب حدیثوں میں جو
مروی ہیں اس باب میں اور کہا ترمذی نے علل کبری میں کہ پوچھا میں نے بخاری سے اس حدیث کو سو کہا کہ میں صحیح ہے اس
باب میں کوئی حدیث اس حدیث سے اولیٰ نہیں اور ذکر کرا ہوں میں مروی ہوئیں ہیں حدیثیں سوا اسکے کہ موافق ہیں ان
حدیثوں کی اوسمیں ابوداؤد میں ہے جو معارض ہے اسکی ہے کہ پوچھا سعید بن العاص نے ابوموسیٰ اشعری سے اور حذیفہ بن الیمان سے
کہ کسطرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر کہتے تھے اضحیٰ اور عید فطر میں سو کہا ابوموسیٰ نے کہ کہتے تھے تکبیر کہتے چار تکبیر جنازہ
سو کہا حذیفہ نے سچ کہا پھر کہا ابوموسیٰ نے ایسا ہی کہتا تھا میں جب میں تھا تمہارے درمیان پھر حدیث تا اسے سکوت کیا اوس سے ابوداؤد نے
پھر منذری نے اپنی مختصر میں اور یہ روایت برابر دو حدیثوں کے ہے کیونکہ تصدیق کی اوسکی حذیفہ نے تو گویا انہوں نے بھی روایت کیا اوسکو
اور سکوت ابوداؤد اور منذری کا تصحیح ہے دو واسطے اوس حدیث کے اور جو ضعیف کیا ابن الجوزی نے اوسکا سبب ضعیف عبدالرحمن
بن ثوبان کے اور نقل کیا اوسکو ابن معین سے اور امام احمد سے معارض ہے ساتھ قول صاحب تنقیح کے اپنی کتاب میں کہ توثیق کی
اوسکی بہت لوگوں نے کہا ابن معین نے نہیں جرح ہے ساتھ اوسکے لیکن اسناد میں ہے اسکی ابوعائشہ ہے کہا ابن القطان نے
نہیں جانتا ہوں میں حال اوسکا اور کہا ابن حزم نے مجہول ہے اور اگر سلم ہو تو بھی حدیث ابن لہیعہ کی ضعیف ہے کیونکہ ظاہر ہوا
اضطراب اوس حدیث کا تو کبھی تو اوسمیں ہے عن ابن لہیعۃ عن یزید بن حبیب عن الزہری اور کبھی ہے عن عقیل عن
الزہری اور بعض میں ہے عن ابن لہیعۃ عن ابی الاسود عن عمرۃ عن عائشۃ اور بعض میں ہے عن ابن لہیعۃ عن
ابی مرزوق کہا دارقطنی نے کہ اضطراب ہوا اوسمیں بوجہ ابن لہیعہ کے اور جو اور دو حدیثیں بیان کیں منع کیا انکی تصحیح کو ابن القطان
نے اپنی کتاب میں اور کہا اوسنے کہ کثیر بیٹا عبداللہ کا نزدیک محدثین کے متروک ہوا اور کہا احمد نے کہ کچھ نہیں اور
نہیں روایت کی اوس سے اپنی مسند میں اور ایسا ہی کہا ابن معین نے اور کہا نسائی اور دارقطنی نے متروک ہے اور کہا ابوزرعہ
نے واہی ہے حدیث اوسکی یعنی ضعیف ہے اور کہا امام احمد نے نہیں ہے تکبیر عیدین میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث

صحیح ہے پڑی کی اوسمین ساتھ قول ابوہریرہ کے اور لیکن جو مروی ہی صحابہ سے سو لکا لا عبد الرزاق نے ثنا سفیان عن ابی اسحاق عن علقمۃ والاسود ان ابن مسعود کان یکبر فی العیدین تسعا اربعا قبل القراءۃ ثم یکبر فیرکع وفی الثانیۃ یقرأ فاذا فرغ کبر اربعا یعنی ابن مسعود تکبیر کہتے تھے عیدین مین نو تکبیرین چار قبل قراءت کے پھر تکبیر کہتے تھے اور رکوع کرتے تھے اور دوسری رکعت مین قراءت کرتے تھے اور جب فارغ ہوتے تھے قراءت سے تکبیر کہتے تھے چار با اور اول رکعت مین تین تکبیرین عید کی ہین اور ایک تکبیر تحریمہ اور دوسری مین بھی تین عید کی اور ایک رکوع کی اور روایت کی اوسنے باسناد صحیح دوسری اسناد سے کہا کہ تھے ابن مسعود بیٹھے اور نزدیک اون کے ابو موسی اشعری تھے اور حذیفہ سو پوچھا اونسے سعید بن العاص نے تکبیر سے نماز عید مین کہا حذیفہ نے پوچھا ابو موسی سے کہا ابو موسی نے کہ پوچھ عبد اللہ بن مسعود سے کیونکہ وہ ہم مین قدیم ہین اور سب سے زیادہ جاننے والے ہین پھر پوچھا اونسے تو کہا ابن مسعود نے تکبیر کہے چار پھر قراءت کرے اور تکبیر کہے اور رکوع کرے پھر کھڑا ہو دوسری رکعت مین اور قراءت کرے پھر تکبیر کہے چار بعد قراءت کے اور ایک دوسرا طریقہ ہی کہ روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے باسناد صحیح مسروق سے کہ تھے سکھاتے ہمکو عبد اللہ بن مسعود تکبیر عیدین مین نو تکبیرین پانچ پہلی رکعت مین اور چار دوسری رکعت مین اور اس سے مراد یہ ہی کہ ایک تکبیر تحریمہ کی اور تین عیدین کی اور ایک رکوع کی اول رکعت مین اور دوسری مین ایک رکوع کی اور تین عیدین کی اور ایک دوسرا طریقہ ہی اس حدیث کا روایت کیا اوسکو امام محمد نے ثنا ابو حنیفۃ عن حماد بن ابی سلیمان عن ابراہیم النخعی عن عبد اللہ بن مسعود وکان قاعدا فی مسجد الکوفۃ ومعہ حذیفۃ بن الیمان وابو موسی الاشعری فخرج علیہم الولید بن عقبۃ بن ابی معیط وھو امیر الکوفۃ یوما فقال ان غدا عیدکم فکیف اصنع فقالا اخبرہ یا ابا عبد الرحمن فامرہ عبد اللہ بن مسعود ان یصلی بغیر اذان ولا اقامۃ وان یکبر فی الاولی خمسا وفی الثانیۃ اربعا وان یوالی بین القراءتین وان یخطب بعد الصلوٰۃ علی راحلتہ یعنی ایک روز حضرت عبد اللہ بن مسعود بیٹھے تھے مسجد کوفہ مین اور تھے اون کے ساتھ حذیفہ بن الیمان اور ابو موسی اشعری تو نکلے اونکے اوپر ولید بن عقبہ اور وہ امیر کوفے کے تھے اوس زمانے مین اور کہا کہ کل عید ہی تمہاری تو کیا کرونمین یعنی کسطرح نماز پڑھاؤن مین کہا ابو موسی اور حذیفہ نے کہ بتاؤ اوسکو ای ابن مسعود رض تو حکم کیا انھون نے اوسکو کہ پڑھے بغیر اذان اور اقامت کے اور تکبیر کہے پہلی رکعت مین پانچ اور دوسری مین چار اور موالات کرے درمیان دونون قراتون کے اور خطبہ پڑھے بعد نماز کے اپنی سواری پر اور یہ اثر صحیح ہی اور بیٹھے ہوئے تھے ساتھ صحابہ کے ابن مسعود اور گواہ تھے ساتھ اوسکے حذیفہ اور ابو موسی تو اگر کوئی کہے کہ مروی ہی ابو ہریرہ رض اور ابن عباس رض سے جو مخالف ہی اوسکے جواب اوسکا یہ ہی کہ معارض ہونگے باثر عبد اللہ بن مسعود کے اور ترجیح ہوگی اثر عبد اللہ کو کیونکہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فقیہ ۷ تھین مین زیادہ عبد اللہ بن مسعود سے اور بدری نہین ہین وہ بخلاف ابن مسعود رض کے اور ابن عباس رض سے جو مروی ہی مصنف ابن ابی شیبہ مین کہ تکبیرین کہین انھون نے عید مین تیرہ ۱۳ تکبیرین سات پہلی رکعت مین اور چھ دوسری رکعت مین اور ایک روایت مین ہی کہ بارہ ۱۲ تکبیرین سات اول رکعت مین اور پانچ دوسری رکعت مین معارض ہی اوسکے وہ جو روایت کی اوسنے خود ابن عباس سے کہ نماز پڑھی انھون نے دن عید کے اور تکبیرین کہین نو تکبیرین پانچ اول رکعت مین اور چار دوسری مین اور

موالات کی درمیان دونون قراءتون کے اور روایت کیا اوسکو عبد الرزاق نے اور زیادہ کیا اوسمین کہ کہا مغیرہ نے مانند اسکے تو باقی رہا اثر ابن مسعودؓ کا سالم معارضے سے اور اوسی سے حجت پکڑی ہمارے عالمون نے واللہ اعلم اور دو خطبے بعد نماز عید کے پڑھے روایت کی ابن ماجہ نے جابرؓ سے کہ نکلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دن فطر کے یا اضحی کے سو خطبہ پڑھا آپ نے کھڑے ہوکے پھر بیٹھے آپ پھر کھڑے ہوکے پڑھا اور کہا نووی نے خلاصے مین اور جو مروی ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ سنت ہے یہ بات کہ خطبے پڑھے دو عید مین اور فاصلہ کرے اوسمین ایک خطبے کو ضعیف ہے متصل نہین اور نہین ثابت ہوا دو خطبے پڑھنے مین کچھ اور معتمد اوسمین قیاس ہے جمعے پر تو اگر خطبہ پڑھا قبل نماز کے خلاف کیا سنت کا لیکن پھر اعادہ نکرے خطبے کا **ص** اور اگر امام نے نماز عید پڑھی اور کسی شخص نے اوسکے ساتھ نماز نہ پڑھی قضا نکرے اور اگر عید فطر کی نماز کسی عذر سے پہلے روز نہ پڑھی گئی دوسرے دن پڑھی جاوے اور تیسرے دن نہ پڑھی جاوے **ف** اور دلیل اسکی اوپر گذری **ص** اور عید اضحے کے احکام عید فطر کے موافق ہین مگر عید قربان مین مستحب ہے کہ جب تک نماز نہ پڑھی جاوے کھانا نہ کھاوے اور نماز کے قبل کھانا مکروہ نہین اور اسی پر فتویٰ ہے **ف** روایت کی ترمذی اور ابن ماجہ نے اور ابن حبان نے صحیح مین اور حاکم نے مستدرک مین اور صحیح کیا اوسکو عبد اللہ بن بریدہ سے انھون نے اپنے باپ سے کہا کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہین نکلتے دن عید فطر کے یہانتک کہ کچھ کھا لیتے تھے اور تین کھاتے تھے دن بقرعید کے یہانتک کہ لوٹتے تھے زیادہ کیا دارقطنی اور احمد نے کہ کھاتے تھے قربانی سے اور صحیح کیا اوسکو یحیی بن القطان نے اپنی کتاب مین اور دارقطنی کی زیادت کو بھی صحیح کیا **ص** اور عید اضحی مین تکبیر تشریق کے راستے مین ہے **ف** اور بیان اسکا اوپر گذرا **ص** اور خطبے مین تکبیرات تشریق اور قربانی کے احکام بتلاوے اور اگر کسی عذر سے بغیر عذر کے نماز پڑھی گئی تو دو روز تک بعد عید کے نماز درست ہے اور بعد اوسکے نہین درست اور عرفے کے روز واقفون کی مشابہت کے واسطے یعنی اون لوگون کی جو حج مین کہ میدان مین جمع ہوتے ہین اور وقوف کرتے ہین جمع ہونا کچھ معتبر چیز نہین ہے کہ اوسمین ثواب ہووے اسواسطے کہ ایک مکان خاص کہ جسکو عرفات کہتے ہین یعنی عرفات ہین اوسمین حاضر ہونا حج کے موسم مین فرض اور موجب ثواب ہے اور عرفات کے سوا دوسرے مکان مین نہین اور واجب ہے کہنا تکبیرات تشریق کا یعنی اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد عرفے کی فجر سے ہر فرض کے بعد جو مردون کی جماعت کے ساتھ پڑھا جاوے شہر کے مقیم پر **ف** جاننا چاہیے کہ اسمین اختلاف ہے کہ تکبیرات تشریق کی واجب ہین یا سنت بعضون نے کہا ہے کہ واجب ہین اور بعضون نے سنت اور اکثر کا مذہب ہے کہ واجب ہین روایت کی ابن ابی شیبہ نے حضرت علی رضہ سے کہ وہ تکبیر کہتے تھے بعد فجر کے دن عرفے سے نماز عصر تک اخیر دن تک تین دن تشریق سے اور روایت کی محمد بن حسن نے نا ابو حنیفہ عن حماد بن ابی سلیمان عن ابراہیم النخعی عن علی بن ابی طالب اسی طرح سنا دے مثل اوسکے اور مذہب امام صاحب کا یہ ہے کہ فجر عرفے سے شروع کرے اور دن قربانی تک یعنی عید کے روز عصر کی نماز تک پڑھے اور دلیل اونکی یہ ہے جو روایت کی ابن ابی شیبہ نے ثنا ابو الاحوص عن ابی اسحٰق عن الاسود قال کان عبد اللہ یکبر من صلوٰۃ الفجر یوم عرفۃ الی صلوٰۃ العصر من یوم النحر یقول اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد یعنی عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تکبیر کہتے تھے نماز فجر سے دن عرفے کے قربانی کے دن نماز عصر تک اللہ اکبر اللہ اکبر اخیر تک روایت کی حاکم نے علی اور عمار رضی اللہ عنہما سے کہا دونون نے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جہر کرتے بیچ فرائض کے

بسم اللہ الرحمن الرحیم اور تھے قنوت پڑھتے نماز فجر میں اور رکھتے تکبیریں دن عرفے کے نماز صبح سے اور فرق کرتے تھے اوسکو نماز عصر تک اخیر ایام تشریق میں اور صحیح کیا اوسکو حاکم نے اور کہا ذہبی نے کہ یہ حدیث واہی ہے گویا موضوع ہے کیونکہ عبدالرحمن اسناد میں ہے اوسکی حدیثیں اوسکی منکر ہیں اور سعید اوسکی اسناد میں اگر سعید کرنیوالی ہے تو وہ ضعیف ہے اور اگر سعید اور ہے تو مجہول ہے اور اخراج کیا اوسکا بیہقی نے اور ضعیف کیا اوسکو ص اور اوس عورت پر جسنے مرد کے ساتھ قصر کی اور اوس مسافر پر جو معتبر کرلے مقتدی ہو عصر روز عید تک اوسے کما صاحبین نے ایام تشریق کے آخر روز کے عصر تک اور اسی پر فتویٰ ہے اور مقتدی تکبیر تشریق کی ترک نکرے اگرچہ امام ترک کرے ف کیونکہ متابعت امام کی فرض نماز کے واجب ہے باہر نماز کے واجب ہے

ص باب خوف کی نماز کے بیان میں

جسوقت کہ دشمن کا خوف زیادہ ہووے تو اوسوقت امام دو گروہ کرے ایک گروہ کو اوس گروہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھے اگر مسافر ہے اور دو رکعتیں اگر مقیم ہو تب یہ گروہ دشمن کیطرف چلا جاوے اور دوسرا گروہ جو دشمن کیطرف تھا آوے اوسپر اوسکے ساتھ امام جو باقی ہے نماز اور سلام پھیر دیوے امام اکیلا اور چلے جاویں یہ طرف دشمن کے اور پہلا گروہ آوے اور تمام کرے نماز کو بغیر قرأت کے پھر دوسرا آوے اور وہ ساتھ قرأت کے نماز تمام کرے اور فجر کا حکم بھی ایسا ہی ہے ف اور دلیل ہماری حدیث ابن مسعود کی ہے خارج کیا اوسکا ابوداؤد نے اور اوسمیں یہی مذکور ہے اور ضعیف کیا اس حدیث کو لوگوں نے بسبب ابوعبیدہ کے کہ نہیں سنا اوسنے اپنے باپ ابن مسعود سے اور ضعیف راوی قوی نہیں ہے تفصیل سے بیان کیا اسکو شیخ ابن الہمام نے فتح القدیر میں ص اور فجر کی نماز میں پہلے گروہ کے ساتھ دو رکعتیں پڑھے اور دوسرے کے ساتھ ایک رکعت اور اگر زیادہ ہووے خوف کہ گھوڑے سے اوترے یکبین تو اکیلے اکیلے سوار نماز پڑھیں اور رکوع اور سجدہ اشارے سے کریں اور اگر قبلے کی طرف مونہ نکر سکیں تو جس طرف چاہیں مونہ کریں اور باطل کرتا ہے نماز کو لڑائی کرنا اور چلنا اور سوار ہونا ف اسلئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چار نمازیں جنگ خندق میں قضا ہوئی تھیں اور اگر لڑائی میں نماز پڑھنا درست ہوتا تو کیوں قضا کرتے آپ

ص باب جنازے کے احکام کے بیان میں

جو شخص کہ قریب مرنے کے ہووے اوسکے واسطے سنت ہے کہ مونہ اوسکا قبلے کیطرف کیا جاوے داہنی کروٹ سے اور کلمہ شہادت کا سکھایا جاوے اور چت لٹانا اسطرح کہ مونہ اور پانوں اوسکے قبلے کی جانب ہوں مختار ہے ف اور اول موافق سنت کے ہے اور چت لیٹنے میں آسانی ہے اور دلیل اوسکی یہ ہے کہ روایت کی حاکم نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب تشریف لائے مدینے میں تو پوچھا حال براء بن معرور کا سو کہا صحابہ نے وفات کی اور تین وصیتیں کیں ایک یہ کہ میں جب قریب ہوں موت کے تو کر دینا مونہ میرا طرف قبلے کے کما حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پونچا وہ صواب کو آخر حدیث تک ولیکن یہ بات کہ داہنی کروٹ پر لیٹے تو ممکن ہے استدلال اوسپر جو صحیحین میں ہے براء بن عازب سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپنے جب آئے تو خوابگاہ اپنی کو تو وضو کر مثل وضو نماز کے پھر لیٹ داہنی کروٹ پر اور کہہ اللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْلَمْتُ نَفْسِیْ اِلَیْکَ آخر تک یہانتک کہ کہا اگر مر جائیگا تو مریگا موافق شرع کے اور لیکن داہنی کروٹ پر لیٹنا اور مونہ قبلے کی طرف بھی کرنا سو بعض لوگ حجت پکڑتے ہیں اوس سے جو روایت کیا اوسکو امام احمد نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہ حضرت فاطمہ نے وقت موت

موتہ قبلے کی طرف کیا تھا اور بہت طویل حدیث بیان کی ذکر کیا اوسکو شیخ ابن الہمام نے لیکن یہ حجت ضعیف ہی کذا فی الحاشیہ
نہین ذکر کیا اوسکو ابن شاہین نے مختصر کے باب مین کتاب الجنائز سے سوا ایک اثر کے ابراہیم نخعی سے کہ موتہ کرے میت کو طرف
قبلے کے اور عطاء سے بھی ایسا ہی لیکن زیادہ کیا اونسے کہ اوپر داہنی کروٹ کے اور مین نہین جانتا ہون کسیکو کہ ترک کیا ہو اوسکو مردے سے
اور کلمہ شہادت سکھایا جاوے اسواسطے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھاؤ تم مردون کو شہادت اس بات کی کہ نہین ہی کوئی
معبود سوا اللہ کے روایت کیا اوسکو جماعت نے سوا بخاری کے اور ایسا ہی مروی ہی حدیث ابوہریرہ سے اور روایت کی مسلم نے مانند اوسکے
ص اور جب مرجاوے تب اوسکے دونون جبڑے باندھے اور اوسکی آنکھ کو بند کرے اور خوشبو آگ پر رکھکے اوسکا تخت اور کفن بساوے اور بسانے کا
شمار طاق ہووے **ف** اسواسطے کہ حدیث مین آیا ہی اللہ وتر ہی یعنی خدا طاق ہی اور دوست رکھتا ہی طاق کو **ص** اور تخت پر رکھا جاوے اور
ننگا کیا جاوے اور عورت اوسکی چھپائی جاوے اور وضو کرایا جاوے بغیر کلی اور ناک مین پانی ڈالنے کے اور اوس مردے کے اوپر پانی جاری
کرے جسکو بیر کی پتی یا اشنان گھاس ڈال کے جوش کیا ہووے ورنہ خالص پانی کے ساتھ دھووے **ف** اور وارد ہوئی ہی اس مضمون
مین حدیث روایت کیا اوسکو حاکم نے مستدرک مین اور ایک روایت مین ہی کہ اغسلوہ بماء وسدر یعنی غسل دو اوسکو
ساتھ پانی اور بیر کی پتی کے **ص** اور اوسکا سر اور داڑھی گل خیرو سے دھووے بعد اوسکے مردے کو بائین کروٹ
لٹاکے غسل دیوے اسقدر کہ جو بدن تخت سے ملا ہووے اوسکو پانی پونہچے پھر داہنی کروٹ لٹاوے اور اسیطرح غسل دیوے
ف اسواسطے کہ شروع کرنا داہنی سے مستحب ہی **ص** اور پہلے بائین کروٹ لٹانا اسواسطے کہا کہ جسمین داہنی طرف سے غسل
شروع ہووے پھر اوسکو ٹیکن دیکے بٹھلاوے اور اوسکے پیٹ کو نرم نرم ملے اور جو کچھ نکلے اوسکو دھووے اور غسل کو نہ دہرادے تب
بعد اوسکے ایک کپڑے سے پانی پونچھے اور اوسکے ناخون نہ تراشے اور بال مین کنگھی نکرے اور امام شافعی کے نزدیک کرے
ف کیونکہ کہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جب دیکھا ایک عورت کو کہ کھینچے جاتے ہین بال اوسکی پیشانی کے یعنی کنگھی کی جاتی ہی کہ کیون
کھینچتے ہو تم پیشانی اوسکی کو یعنی کنگھی کرنا تو واسطے زینت کے ہی اور مردے کو حاجت زینت کی نہین اخراج کیا اسکا عبدالرزاق نے
سفیان ثوری سے انھون نے حماد سے انھون نے ابراہیم سے انھون نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور روایت کیا اسکو امام ابوحنیفہ نے حماد سے
انھون نے ابراہیم سے اور روایت کی ابراہیم حربی نے اپنی کتاب غریب الحدیث مین **ثنا** هشيم **وثنا** المغيرة عن ابراهيم عن
عائشة انها سئلت عن ميت يسرح رأسه فقالت يعني پوچھی گئین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مردے کہ کنگھی
کیا جاوے تب کہا اونھون نے وہ قول **ص** اور اوسکی داڑھی اور سر پر خوشبو ملے اور سجدے کے اعضا پر کافور ملے یعنی پیشانی اور ناک
اور دونون ہاتھ اور دونون زانو اور دونون قدم پر **ف** اور کافور لگانا مساجد پر حدیث سے ثابت ہی **ص** سنت کفن کی مرد
واسطے ازار اور کرتا اور لفافہ ہی اور لفافہ کہتے ہین اوس چادر کو جو سب کپڑون کے اوپر لپیٹی جاتی ہی اور متاخرین نے عمامہ بھی
باندھنا سنت رکھا ہی اور اوسکے واسطے ازار اور لفافہ بھی کفایت ہی **ف** اور کفن سنت کی حجت یہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کفن دیے گئے تین کپڑون مین سحول کے اور سحول نام ایک مقام کا ہی ملک یمن سے کہ کپڑے اوس جگہ کے بہت اچھے
ہوتے ہین اور روایت کیا اسکو اصحاب صحاح نے حضرت عائشہ رضی سے لیکن اوس حدیث مین یہ بھی مذکور ہی کہ نتھا اون کپڑون مین
کرتا اور نہ عمامہ تو اگر یہ کہا جاوے کہ کرتا اس سے خارج ہی اور وہ بھی کفن مین لازم ہی جیسا کہ کہا امام مالک نے تو چار کپڑون مین کفن ہوگا

اور وہ غلط ہو کیونکہ بخاری مین ہو عَنْ اَبِیْ بَکْرٍ قَالَ لِعَائِشَۃَ فِیْ کَمْ کُفِّنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ فِیْ ثَلٰثَۃِ اَثْوَابٍ قَمِیْصٍ وَّاِزَارٍ وَّلِفَافَۃٍ یعنی پوچھا حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ کتنے کپڑونمین کفن دیے گئے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا کہ تین کپڑونمین کرتا اور ازار اور لفافہ اور یہ ضعیف ہی بسبب نافع بن عبد اللہ کوفی کے اور ضعیف کیا اوسکو نسائی نے اور اگر ہووے اون لوگونمین سے جنکی حدیث لکھی جاویگی تو بھی حدیث حضرت عائشہ کی معارض نہوگی اور جو روایت کی امام محمد نے امام ہمارے ابو حنیفہ سے عَنْ حَمَّادِ بْنِ اَبِیْ سُلَیْمَانَ عَنْ اِبْرَاھِیْمَ النَّخَعِیِّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُفِّنَ فِیْ حُلَّۃٍ یَمَانِیَّۃٍ وَّقَمِیْصٍ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کفن دیے گئے ایک جوڑے یمنی مین اور کرتے مین مرسل ہو اور مرسل اگرچہ ہمارے نزدیک حجت ہو لیکن تقدیم اوسکی حدیث حضرت عائشہ پر کسطرح سے ہوگی ہان اگر یہ کہا جاوے کہ حدیث قمیص کی مروی ہو چند طریقون سے تو معارض ہوویگی حدیث حضرت عائشہ کے اور اون طریقون مین سے دو طریقے بیان کیے۔ اور تیسرا طریقہ وہ ہو جو روایت کی عبد الرزاق نے حسن بصری سے مرسلاً اور چوتھا طریقہ وہ ہو جو روایت کی ابو داود نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ کفن دیے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین کپڑونمین اوس کہتے ہین جسمین انتقال کیا اور ایک جوڑے یمنی مین نجرانی مین نجران ایک شہر کا نام ہو اور یہ ضعیف ہی بسبب یزید بن ابی رباح راوی کے لیکن ترجیح شاید اس طور پر ہووے کہ کفن کو مرد عورت سے زیادہ جانتے ہین ورنہ اس مقام مین شک ہو کیونکہ مروی ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غسل دیے گئے اور یہ قمیص مین جسمین انتقال کیا پھر اوپر کسطرح سے کفن پہنایا جاویگا وَاللّٰہُ اَعْلَمُ اور حُلَّہ یعنی جوڑا عرب کے عرف مین دو کپڑونکا نام ہو ازار اور چادر اور ہمارے نزدیک عمامہ نہین لیکن اچھا جانا اوسکو بعض لوگون نے کیونکہ مروی ہو ابن عمرؓ سے کہ وہ عمامہ باندھتے تھے مردے کا اور مستحب کفن مین یہ ہو کہ سفید ہووے مرد کیواسطے اور عورت کے لیے اور جائز ہو عورت کو زعفرانی اور رزدنگ وغیرہ جیسا کہ حالت حیات مین اوسکو درست تھا اور جو لڑکا کہ قریب بلوغ کے ہووے اور اسیطرح لڑکی بھی حکم بالغ اور بالغہ مین ہو اور دو کپڑے کفایت مین کیونکہ کہا حضرت ابوبکرؓ نے کہ نظر کرو میرے دو کپڑونمین جو دھواؤ نکو اور کفن دو مجکو اونمین کیونکہ زندے کو زیادہ احتیاج ہو نئے کپڑے کی طرف مردے یعنی کچھ حاجت نئے کپڑے کی نہین اسمین کفایت ہو کیونکہ زینت لباس اور جمیع امور دنیاوی کی تا بہ حیات ہو اور جب جیاتے قصد انفکاک کیا تو اوسوقت زینت وغیرہ بیفائدہ ہو اور روایت کی عبد الرزاق نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ کہا ابوبکرؓ نے اپنے دونون کپڑونمین جنمین بیمار ہوئے تھے کہ دھواؤ نکو اور کفن دو مجکو اونمین تو کہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کیا نہ خرید کرین ہم تمھارے واسطے نیا کپڑا فرمایا کہ نہین زندہ زیادہ محتاج ہو طرف نئے کپڑے کے مردے سے اور صحیح بخاری مین جو مروی ہو ابوبکرؓ سے خلاف اوسکے معارض ہو اوسکے جو ذکر کیا ہمنے مصنف عبد الرزاق سے اور سند عبد الرزاق کی کچھ کم نہین سند بخاری سے بلکہ اوس سے بھی زیادہ صحیح ہو اور سند اونکی یہ ہو اَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّھْرِیِّ عَنْ عُرْوَۃَ عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ الخ ص اور عورت کے واسطے پیراہن اور ازار اور دامنی اور لفافہ اور سینہ بند جس سے اوسکے پستان باندھے جاوین سنت ہو اور اوسکے واسطے ازار اور لفافہ اور دامنی بھی کفایت ہو ف اور کفن سنت کی دلیل یہ ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اون عورتونکو جنھون نے ام کلثوم اونکی بیٹی کو کفن دیا تھا پانچ کپڑے عطا فرمائے تھے ایسا ہی ہدایہ مین بیان کیا اسکو ام عطیہ نے اور بعضون نے کہا ہو کہ صواب بجاے ام عطیہ کے لیلیٰ بنت قانف ہو کما اوسنے کہ تھی مین اون عورتون مین جنھون نے کفن دیا تھا ام کلثوم بیٹی آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم کو سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اول جو دیا اوسکو ازار تھی پھر پیراہن پھر دامنی پھر چادر پھر ایک اور کپڑا دیا گیا
روایت کیا اوسکو ابوداؤد نے اور حسن کہا اوسکو نووی نے اور کہا منذری نے کہ ام کلثوم نے وفات کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غائب تھے یعنی اوس جگہ
نتھے اور معارض ہی اس قول کے وہ جو کہا ابن الاثیر نے کتاب الصحابہ مین کہ انتقال کیا ام کلثوم نے سنہ نو مین بعد زینب کے ایک
برس اور نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسپر اور کہا کرده ہی جسکو غسل دیا تھا ام عطیہ نے اور ایک سند قوی موجود ہی جو
دلالت کرتی ہی ضعف پر قول منذری کے وہ جو روایت کی ابن ماجہ نے بسند صحیح ام عطیہ سے کہا کہ داخل ہوے ہم پر رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اور ہم غسل دے رہے تھے اونکی بیٹی ام کلثوم کو سو فرمایا آپنے کہ غسل دین اوسکو تین بار یا پانچ بار ساتھ پانی اور
بیری کی پتی کے اور اخیر بار مین کافور کرین سو جب فارغ ہو جاوین خبر دین مجکو تو جب فارغ ہوے ہم خبر دی ہمنے آپکو تو پھینکی
طرف ہمارے ایک ازار اور کہا کہ پہنا دو یہ اوسکو ذکر کیا یہ شیخ ابن الہمام نے فتح القدیر مین ص پہلے لفافہ بچھاوے اوسکے اوپر
ازار تب مرد کو پیراہن پہنا کے ازار پر رکھے اور ازار کو پہلے بائین طرف سے لپیٹے تب داہنی طرف سے لپیٹے تب بعد اوسکے لفافہ بھی اسیطرح
لپیٹے اور عورت کو پہلے پیراہن پہناوے اور اوسکے سر کے بال کو دو حصہ کرکے اوسکی چھاتی پر پیراہن کے اوپر رکھدیوے تب اوسکے اوپر
دامنی اوڑھا دے پھر ازار تب اوسکے اوپر لفافہ لپیٹے اور اگر کفن کے کھل جانے کا ڈر ہووے تو اوسکو باندھ دیوے ف اور کفن کفایت
سے بھی کم کرنا مکروہ ہی مگر وقت ضرورت کے جیسا کہ روایت کی جماعت نے سوا ابن ماجہ کے حباب بن الارت سے کہا کہ ہجرت کی ہمنے ساتھ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے اللہ کے تو واقع ہوا اجر ہمارا اللہ پر تو بعضے ہمنین سے ایسے ہوے جنھون نے کچھ اجر لیا اور گذر گئے اونمین سے
تھے مصعب بن عمیر رض کہ قتل کیے گئے دن اُحد کے اور چھوڑ گئے ایک چادر تو ہم جب ڈھانپتے تھے سر اوسکا کھل جاتے تھے پیر اوسکے
اور جب پیر کو بند کرتے تھے کھل جاتا تھا سر اوسکا تو حکم کیا ہمکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ چھپاؤ سر اوسکا اور کر دو پیرون پر گھاس
اذخر کی اور کفن بھی قبل باندھنے کے خوشبو دیا جاوے طاق بار کیونکہ روایت کی حاکم نے مستدرک مین کہ فرمایا حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے کہ خوشبو دو تم میت کو تین بار اور ایک روایت مین بیہقی کی ہی جمّروا الکفن المیت ثلثا یعنی خوشبو دو کفن کو
مردے کے تین بار اور کہا گیا ہی کہ سند اوسکی صحیح ہی اور بعد اوسکے اوسپر نماز پڑھین کیونکہ ص نماز پڑھنا جنازے کی
فرض کفایہ ہی یعنی اگر بعض پڑھ لین سب کے ذمے سے ساقط ہوگی اور اگر کسینے نہ پڑھی تو سب گنہگار رہونگے ف تو اس جگہ (جگہ جہ ہوگی ۱۲)
پر دو باتین ثابت کرنا ضرور ہین ایک یہ کہ نماز فرض ہی دوسری یہ کہ فرض کفایہ ہی تو دلیل فرضیت کی یہ ہی کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے
وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ یعنی پڑھ نماز اوپر کیونکہ نماز تیری ای محمد آرام ہی اونکے واسطے اور دلیل دوسری
کی یہ ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد پر خود نماز نہین پڑھی اور کہا صحابہ سے کہ پڑھو نماز اپنے صاحب پر تو اگر فرض عین
ہوتی نہ ترک کرتے اوسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور شرط اوسکی یہ ہی کہ مردہ امام کے سامنے حاضر ہووے تو نماز غائب پر درست
نہین اور جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی پر نماز پڑھی تھی تو اسواسطے کہ تخت اوسکا آپکے سامنے حاضر ہو گیا تھا اگرچہ متعدیون
کو نہ معلوم ہوا اور دلالت کرتی ہی اوسپر جو روایت کی ابن حبان نے صحیح مین عمران بن حصین سے کہ کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
کہ بھائی تمہارا نجاشی انتقال کیا اوسنے سو کھڑے ہو اور نماز پڑھو اوسپر تب کھڑے ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صف باندھی
صحابہ نے پیچھے آپکے اور تکبیر کہین چار تکبیر کہین اور دو نہین جانتے تھے کہ جنازہ اونکے سامنے ہی اور اس سے معلوم ہوتا ہی کہ گمان اونکا اسی طرف تھا کہ

جنازے پر بغیر ہوئے جنازے کے نماز کسطرح ہوگی تو شاید کہ کشف ہوا ہو آپ پر یا خصوصیات بنجاشی میں ہو واللہ اعلم تو اگر کوئی اعتراض کرے کہ سوا بنجاشی کے آپنے معاویہ بن معاویہ مزنی پر نماز پڑھی اور وہ حاضر تھے جیسا کہ اوپر سے حضرت جبرئیل علیہ السلام تبوک میں آکر کہا اے رسول اللہ معاویہ نے وفات کی مدینے میں تو اگر چاہو تم لپیٹ دون میں تمہارے واسطے زمین کو یعنی اوس زمین کو جہاں وہ دفن ہوئے ہیں حاضر کردون اور تم نماز پڑھو اوپر فرمایا کہ اچھا تو مارا اپنا بازو زمین پر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے تو اوٹھا آپکے واسطے تخت اونکا اور نماز پڑھی آپنے اوپر اور پیچھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو صفین تھیں فرشتون کی ہر صف میں ستر ہزار فرشتے تھے پھر پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے کہ کس سبب سے یہ درجہ پایا اوسنے کہا کہ اچھی لگتی تھی اونکو سورت قل ہو اللہ احد کی اور پڑھتے تھے اوسکو آتے جاتے اور چلتے اور کھڑے اور بیٹھے روایت کیا اوسکو طبرانی نے حدیث ابی امامہ سے اور ابن سعد نے طبقات میں حدیث انس سے اور نماز پڑھی آپنے زید بن حارثہ اور جعفر طیار پر جیسے کہ روایت کی واقدی نے مغازی میں حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ وَحَدَّثَنِي عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ عُمَارَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ قَالَ لَمَّا الْتَقَى النَّاسُ بِمُؤْتَةَ جَلَسَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَكُشِفَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الشَّامِ فَهُوَ يَنْظُرُ إِلَى مَعْرَكَتِهِمْ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَخَذَ الرَّايَةَ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ فَمَضَى حَتَّى اسْتُشْهِدَ وَصَلَّى عَلَيْهِ وَدَعَا لَهُ وَقَالَ اسْتَغْفِرُوا لِلّٰهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَهُوَ يَسْعَى ثُمَّ أَخَذَ الرَّايَةَ جَعْفَرُ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَمَضَى حَتَّى اسْتُشْهِدَ فَصَلَّى عَلَيْهِ وَدَعَا لَهُ وَقَالَ اسْتَغْفِرُوا لِلّٰهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَهُوَ يَطِيرُ فِيهَا بِجَنَاحَيْنِ حَيْثُ شَاءَ یعنی بیٹھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر اور ظاہر ہوا اونکو شام تک دیکھتے تھے اونکی لڑائی کی جگہ کو پھر فرمایا آپنے لیا نشان کو زید بن حارثہ نے اور گذرے اور شہید ہوئے اور نماز پڑھی اوپر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور دعا کی اون کے واسطے اور کہا کہ بخشش مانگو اللہ سے اوسکے لیے داخل ہو جنت میں اور وہ دوڑتا ہی جنت میں پھر لیا نشان کو جعفر بن ابی طالب نے اور گذرے اور شہید ہوئے پھر نماز پڑھی اوپر اور دعا کی اون کے واسطے اور کہا کہ بخشش مانگو اللہ سے اوسکے لیے اور داخل ہوا وہ جنت کو اور اوڑتا ہی جنت میں ساتھ دونوں بازو کے جہان چاہتا ہی تو جواب اوسکا یہ ہی کہ خصوصیت بنجاشی کا ہمنے دعوی اوس تقدیر پر کیا ہی کہ بخبر مرنے کا نہ ظاہر ہوا ہو آپکے واسطے اور نہ دیکھیں آپنے اوسکو اور جو مذکور ہوا اوسکے خلاف ہی باوجود ضعف روایات کے سو جو مغازی سے مروی ہی مرسل ہی دونوں طریقون سے اور جو ابن سعد نے طبقات میں ضعیف ہی ساتھ علاوے کے اور وہ بیٹا زید کا ہی اور کہا ہی کہ بیٹا زید کا اتفاق کیا محدثین نے اوسکے ضعف پر اور طبرانی کی روایت میں بعینہ بیٹا ولید کا ہی اور وہ بھی ضعیف ہی اور اگر اسکو تسلیم کرین تو لازم آتا ہی کہ جتنے لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ملکون میں مرے ہون نماز پڑھی ہو آپنے اون سب پر اور یہ ہرگز ثابت نہین ہوا اصل نماز جنازے کی یہ ہی کہ پہلے تکبیر کہے دونون ہاتھون کو اوٹھا کے پھر بعد اوسکے ہاتھ نہ اوٹھائے اور شافعی کے نزدیک ہر تکبیر میں اوٹھاوے اور ثنا پڑھے پھر تکبیر کہے اور درود بھیجے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پھر تیسری تکبیر کہے اور یہ دعا پڑھے اگر مردہ بالغ ہو اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيرِنَا وَكَبِيرِنَا وَذَكَرِنَا وَأُنْثَانَا اَللّٰهُمَّ مَنْ أَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَأَحْيِهِ عَلَى الْإِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الْإِيمَانِ اور اگر لڑکا ہو تو اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًا اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا ذُخْرًا اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا شَافِعًا وَمُشَفَّعًا اور اگر لڑکی ہو تو اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا لَنَا فَرَطًا اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا لَنَا ذُخْرًا اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا لَنَا

اور پھر جو تھی تکبیر کہکے اور سلام پھیرے اور قرأت امین نہین ہی اور شافعی کے نزدیک قرأت بھی
ہی ف اور ہمارے نزدیک چار تکبیرین ہین اور پہلے جو آپ پانچ یا زیادہ تکبیرین کہتے تھے منسوخ ہو ساتھ اوسکے جو روایت کی امام
محمد نے ابو حنیفہ سے انھون نے حماد سے انھون نے ابراہیم سے کہ تھے لوگ تکبیر کہتے جنازے پر پانچ یا چھ یا چار یہانتک کہ انتقال کیا
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر تکبیر کہتے تھے ایسا ہی زمانہ حضرت ابوبکر رضہ صدیق مین پھر جب والی ہوے حضرت عمر رضہ تو کہا انھون نے واسطے
اون کے کہ تم گروہ ہو اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اگر تم اختلاف کروگے اختلاف کرینگے لوگ بعد تمھارے اور ابھی لوگون کو تھوڑا
زمانہ گذرا ہی جاہلیت سے تو اجماع کرو ایسی چیز پر کہ اجماع کرین اوسپر لوگ بعد تمھارے تو سب لوگون کی رائے متفق ہوئی اس
بات پر کہ اخیر جنازے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جتنی تکبیرین کہی تھین اوتنی ہی کہین اور اوسکے ساتھ تمسک کرین اور
چھوڑدین اوسکے ماسوا کو ڈھونڈھا انھون نے اور پایا اخیر جنازے کو کہ تکبیرین کہی تھین اوسپر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چار تکبیرین
اور یہ حدیث منقطع ہی کیونکہ نہین پایا ابراہیم نے حضرت عمر رضہ کو لیکن انقطاع ارسال مین داخل ہی اور وہ ہمارے نزدیک حجت
ہی اور باوجود اسکے کہ وصل کیا اوسکو امام احمد نے روایت عامر بن شقیق سے انھون نے ابو وائل سے اور روایت کی حاکم نے
مستدرک مین ابن عباس سے کہ آخر جو تکبیر کہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جنازے پر چار تکبیرین تھین اور تکبیرین کہین حضرت عمر رضہ نے
چار اور ابن عمر نے عمر پر چار اور حسن بن علی نے علی پر چار اور حسین بن علی نے حسن پر چار راضی ہو اللہ ان سب سے گواہ رہو اور
اور تکبیر کہی ملائکہ نے حضرت آدم پر چار اور سکوت کیا اوس سے حاکم نے اور ضعیف کیا اوسکو دارقطنی نے اور ثابت بن سباب کے
کہا متروک ہی اور روایت کیا اوسکو بیہقی نے سنن مین اور طبرانی نے نصر بن عبد الرحمن سے اور ضعیف کیا اوسکو بیہقی نے اور
کہا کہ مروی ہی بہت وجھون سے اور سب ضعیف ہین مگر یہ کہ اجماع صحابہ کا چار پر دلیل ہو اس بات پر کہ یہ ثابت ہو اور روایت کیا
اوسکو ابو نعیم اصبہانی نے تاریخ اصبہان مین حدثنا ابو بکر محمد بن اسحاق بن عمران ثنا ابراهيم بن محمد بن
الحارث ثنا سليمان بن الفروخ ثنا نافع بن هرمز ثنا عطاء عن ابن عباس ان النبي صلى الله عليه
وسلم كان يكبر على اهل بدر سبع تكبيرات وعلى بني هاشم خمس تكبيرات فلما كان آخر صلاته اربع
تكبيرات الى ان خرج من الدنيا یعنی تکبیرین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اہل بدر پر سات اور بنی ہاشم پر
پانچ پھر تھین آخر نماز مین چار تکبیرین یہانتک کہ نکلے دنیا سے اور مرفوع ہو اطرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ اخیر نماز مین تکبیرین
کہی تھین آپ نے چار تکبیرین عمر سے روایت کیا اسکو دارقطنی نے اور ضعیف کیا اوسکو اور روایت کی ابو عمر دمشقی نے
استذکار مین سلیمان بن ابی حثمہ سے کہا کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر کہتے جنازے پر چار اور پانچ اور سات اور آٹھ
یہانتک کہ آئی خبر مرنے نجاشی کی تو نکلے آپ طرف مصلے کے اور صف کی لوگون نے پیچھے آپکے اور تکبیرین چار بار پھر ثابت
رہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چار پر یہانتک کہ اوٹھالیا اوسکو اللہ تعالی نے اور روایت کیا اوسکو حارث بن ابی اسامہ نے
مسند مین ابن عمر سے مثل روایت ابن عباس کے اور زیادہ کیا کچھ اور نکالا عازمی نے کتاب الناسخ والمنسوخ مین انس بن مالک
سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر کہتے تھے اہل بدر پر سات تکبیرین اور بنی ہاشم پر بھی سات اور اخیر نماز کہ پڑھی تھی اوسکو آپنے
تکبیرین کہی تھین اسمین چار یہانتک کہ نکلے دنیا سے اور ضعیف کی گئی یہ حدیث بالجملہ ثابت ہوا کہ صحیح چار تکبیرین ہین اور ایسا ہی

بیان کیا اوسکو مشایخ عظام نے واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم اور شروع کرنا ساتھ درود اور ثنا کے سنت دعا کی ہی روایت کی ابوداؤد اور نسائی نے اور ترمذی نے دعوات مین فضالہ بن عبید سے کہ سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو کہ دعا کرتا ہی اور نہین درود بھیجا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اور نہ ثنا کی اللہ تعالیٰ پر سو کہا کہ جلدی کی اس شخص نے تو بلایا اوسکو اور کہا کہ جب دعا کرے کوئی تم مین سے تو چاہیے کہ شروع کرے ساتھ حمد اور ثنا کے پھر درود بھیجے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر پھر دعا کرے بعد اوسکے جو چاہے صحیح کیا اوسکو ترمذی نے اور یہ دعائین بھی حدیث مین وارد ہوئی ہین ص اور جو شخص کہ نماز پڑھے وہ مرد کے سینے کے برابر کھڑا ہو ف اسواسطے کہ یہ مقام قلب کا ہی اور اوسمین نور ایمان ہی تو کھڑا ہونا سینے کے پاس اشارہ ہی طرف شفاعت کے واسطے ایمان اوسکے کے اور ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ وہ کھڑا ہو سامنے اوسکے سر کے اور ایسا ہی مروی ہی حضرت انس سے اور کہا کہ یہی سنت ہی لیکن اوسکی اسناد مین کلام ہی ص اور بہتر ہی امامت کے واسطے پادشاہ پھر قاضی پھر امام محلے کا پھر ولی میت کا عصبات کی ترتیب سے اور ولی سے مرد کی اجازت لیکے غیر کو امامت کرنا درست ہی اور اگر ولی کے سوا دوسرون نے نماز جنازہ پڑھ لی تو اختیار ہی کہ نماز کو دوہرا وے یا نہین اور اگر ولی نے پڑھ لی تو اور لوگ نہ دوہراوین اور جو مردہ بغیر نماز پڑھے ہوئے دفن کیا گیا تو اوسکی قبر پر نماز پڑھی جاوے جب تک شبہ سڑنے کا نہ ہووے یعنی تین روز تک ف اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی ایک عورت پر انصار سے اور وہ دفن ہو چکی تھی اوسکی قبر پر روایت کیا اوسکو ابن حبان اور حاکم نے اور سکوت کیا [illegible] اور اخراج کیا مالک نے موطا مین یہی مضمون ص اور سواری پر نماز جنازہ درست نہین ف اور قیاس اوسکو مقتضی ہی کہ جائز ہو کیونکہ نماز جنازہ حقیقۃ نماز نہین بوجہ ہونے ارکان نماز کے اور استحسان سے نہین جائز ہی کیونکہ ایک وجہ سے وہ نماز ہی کہ اوسمین [illegible] ص اور جس مسجد مین جماعت ہوئی ہو اوسکے اندر مردے کو رکھکے نماز پڑھنا مکروہ ہی اور اگر مردہ اوسکے باہر ہو [illegible] اور بعض کے نزدیک مکروہ نہین اور بعض کے نزدیک مکروہ ہی ف روایت کیا ابوداؤد اور ابن ماجہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص نماز پڑھے مردے پر مسجد مین تو نہین جسکا ہی واسطے اوسکے اور ایک روایت مین [illegible] اور رجال اوسکا ثقہ ہی اور رجال اوسکا ثقہ ہی لیکن اختلاط ہو گیا تھا اوسکو آخر عمر مین نقل کیا نسائی نے [illegible] کہ وہ ثقہ ہی اور جسنے قبل اختلاط کے اوس سے سنا تو وہ روایت اوسکی صحیح ہی اور ابن ابی ذئب نے سنا اوس سے قبل اختلاط کے اور تفصیل اوسکی شیخ ابن الہمام نے لکھی ہی اور وہ جو مسلم مین ہی کہ نماز پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد مین جنازے کی ایک واقعہ ہی کہ اوس سے عموم ثابت نہین ہوتا اور جائز ہی کہ بعذر ہوا اور وہ جو بیہقی نے روایت کی کہ حضرت ابوبکر پر پڑھی گئی نماز مسجد مین اوسکی اسناد مین اسمٰعیل عنوی متروک ہی واللہ اعلم ص اور جو لڑکا پیدا ہوا اور مر گیا تو اگر رویا ہی تو نام اوسکا رکھا جاوے اور غسل دیا جاوے اور نماز پڑھی جاوے ف روایت کی نسائی نے جابر سے کہ جب روئے لڑکا نماز پڑھی جاوے اوسپر اور وارث ہوگا کہا نسائی نے اور واسطے مغیرہ بن مسلم حدیث منکر ہی اور روایت کیا اوسکو حاکم نے سفیان سے اونھون نے ابوالزبیر سے اسی اسناد سے اور صحیح کیا اوسکو اور جابر سے مروی ہی مرفوعاً کہ لڑکا نہین نماز پڑھی جاویگی اوسپر اور نہ وارث ہوگا اور نہ اوسکا کوئی وارث ہوگا یہانتک کہ روووے اخراج کیا اسکا ترمذی اور ابن ماجہ نے اور صحیح کیا اوسکو حاکم اور ابن حبان نے کہا ترمذی نے روایت کیا اوسکو موقوف اور وہی صحیح ہی اور وہ جو معارضہ کیا ہی ساتھ اوسکے جو روایت کی

سنہ ۱ اور نماز پڑھنا اوسکی اور اوسپر اور اوسکے واسطے دعا کرنا اور اوسکے حق مین [illegible] اور [illegible] ۱۲

سنہ ۲ [illegible] ۱۲

سنہ ۳ [illegible] ۱۲

ترمذی نے حدیث مغیرہ سے اور صحیح کیا اوسکو کہ کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سقط نماز پڑھی جاویگی اوسپر اور دعا کی جاویگی واسطے والدین اوسکے کے ساتھ مغفرت کے ساقط ہی کیونکہ نہیں استقلال مین متعدم ہی اثبات پر ص اور اگر ایک لڑکا قید ہو دار الاسلام مین آیا اور مرگیا اگر اپنے نانا یا باپ کے ساتھ قید ہوا ہو اور کوئی اونمین سے مسلمان نہین اور نہ وہ خود عاقل تھا نماز اوسپر نہ پڑھی جاویگی اور اگر کوئی اونمین سے مسلمان ہوا تو نماز اوسپر پڑھی جاویگی اور اگر اکیلا قید ہوا تو اوسپر نماز پڑھی جاویگی یا وہ لڑکا مسلمان ہوا لیکن اوسکو عقل نتھی یا مسلمان ہوا اور اوسکا کوئی ماں باپ بھی مسلمان ہوا تو بھی نماز پڑھی جاویگی اور اگر ایک کافر مرا اور اوسکا ولی مسلمان تھا تو اوسکا ولی غسل دیوے طرح جسکو چیز دھوئی جاتی ہی اوسکو دھوئے یا تیمم کرے اوسکو اوسکے کپڑے مین اوسکو پہنیے اور ایک کپڑا کفن دے اوسکو اور اوسکو اوسمین لپیٹ دے روایت کی ابن سعد نے طبقات مین اخبرنا محمد بن عمر الواقدی ثنی معاویۃ بن عبد اللہ بن سعید اللہ بن ابی رافع عن ابیہ عن جدہ عن علی قال لما اخبرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم بموت ابی طالب بکی ثم قال لی اذہب فاغسلہ وکفنہ ودفنہ قال ففعلت ثم اتیتہ فقال لی اذہب واغتسل قال وجعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یستغفر لہ ایاما ولا یخرج من بیتہ حتی نزل علیہ جبرئیل علیہ السلام بہذہ ما کان للنبی والذین امنوا ان یستغفروا للمشرکین یعنی فرمایا حضرت علی رضی نے کہ جب خبر دی مین نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ موت ابو طالب کے روئے پھر کہا واسطے میرے جا اور غسل دے اوسکو اور کفن دے اوسکو اور چھپا اوسکو کہا حضرت علی رضی نے کہ کیا مین نے ایسا ہی اور آیا مین پھر فرمایا کہ جا اور غسل کر اور رہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بخشش مانگتے واسطے اوسکے کئی دن تک اور نہ نکلے گھر سے یہانتک کہ اوترے جبرئیل علیہ السلام ساتھ اس آیت کے کہ نہین جائز ہی واسطے نبی کے اور اون لوگون کے جو ایمان لائے یہ کہ بخشش مانگین مشرکون کے واسطے اور اس سے معلوم ہوا کہ شرک کی بخشش اگرچہ نبی کے عزیز و اقارب مین سے ہووے نہین ہوتی اور روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے اور اس سے معلوم ہوتا ہی کہ غسل دینے والے کو بھی بعد غسل میت کے غسل واجب ہوتا ہی اور ایسی ہی روایت کی ابو داود نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم غسل کرتے جنابت سے اور دن جمعے کے اور غسل میت سے اور یہ ضعیف ہی اور روایت کی اوسنے اور ترمذی نے مرفوعا کہ جو غسل دے میت کو سو غسل کرے اور جو اوٹھاوے اوسکو تو وضو کرے حسن کہا اوسکو ترمذی نے اور ضعیف کہا اوسکو جمہور نے اور اس باب مین کوئی حدیث صحیح وارد نہین ہوئی ہان محمول استحباب پر ہو سکتا ہی کہ مثلا بعد غسل میت کے غسل مستحب ہووے اور اسیطرح وضو بعد اوٹھانے جنازے کے ص اور سنت ہی جنازے کے اوٹھانے مین چار آدمی لگا ہونا اسطرح پر کہ پہلے اوسکے آگے کے پایے کو پھر پیچھے کے پائے کو اپنے داہنے کاندھے پر رکھین پھر اوسکے دوسری طرف کے آگے کے پائے اور پیچھے کے پائے کو اپنے بائین کاندھے پر رکھین اور جلدی جلدی چلین اور دو رکعتین نماز ت اور یہ تدبیر اوٹھانے کی وارد ہوئی ہی بہت صحابہ و تابعین سے روایت کی ابن ابی شیبہ اور عبد الرزاق نے مصنف مین علی ازدی سے کہا کہ دیکھا مین نے ابن عمر رض کو ایک جنازے مین کہ وہ اوٹھایا جاتا تھا چارون کونون سے تخت کے اور روایت کی اونھین دونون نے عبد اللہ بن مسعود رض سے کہا کہ جو جاوے ساتھ جنازے کے تو پکڑے چارون کونے تخت کے کیونکہ یہی سنت ہی اور روایت کی امام محمد نے اونھین سے کہ کہا اونھون نے سنت سے ہی یہ بات

کہ اوٹھاوے جنازے کو چارون کونون سے تخت کے اور سراج کیا اسکا ابن ماجہ نے اور لفظ اوسکا یہ ہی کہ جو اوٹھاوے جنازے کو تو پکڑے چارون کونے تخت کے اور امام شافعی کے نزدیک آگے کا شخص گردن کی جڑ پر رکھے اور پیچھے کا شخص سینے سے اونچا اور ایسا ہی روایت کیا سعید بن منصور نے معاذ کے جنازہ اوٹھانے کو ابن سعد نے طبقات مین اور امام شافعی نے ساتھ سند ضعیف کے اور مروی ہی یہ بھی بہت صحابہ سے لیکن جواب اوسکا یہ ہی کہ اوسوقت ہجوم تھا ملائکہ کا اسواسطے جنازہ اسطرح پر اوٹھایا گیا اور مروی ہی حدیث مین کہ ستر ہزار فرشتے جنازے مین حاضر ہوئے تھے یا اور کوئی سبب ہوگا اور جلدی چلنا حدیث مین وارد ہی روایت کی ابوداؤد اور ترمذی نے عبداللہ بن مسعود سے کہا کہ پوچھا ہمنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ کسطرح چلین ساتھ جنازے کے فرمایا کہ کم سے اور خب سے ایک قسم ہی دوڑنے کی اور یہ حدیث ضعیف ہی اور نکا الاصحاب ستہ والون نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جلدی کرو ساتھ جنازے کے تو اگر مردہ نیک ہی تو تم جلدی لیے جاتے ہو اوسکو طرف نیکی کے اور اگر غیر ہی تو جلدی رکھتے ہو تم اوسکو کندھون سے اپنے ص قبل جنازہ رکھے جانے کے بیٹھنا مکروہ ہی ف کیونکہ بیٹھ جانے سے معلوم ہوتا ہی کہ اوس سے اعراض اور تغافل ہی اور جو شخص بیٹھا ہو اور جنازہ اوسکے سامنے سے گذرے تو کھڑا نہ ہووے اور بعضون نے کہا ہی کہ کھڑا ہووے اور صحیح اول ہی کیونکہ روایت کی حضرت علی نے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حکم کرتے ہمکو کھڑے ہونے کا ساتھ جنازے کے پھر بیٹھنے لگے بعد اوسکے اور حکم کیا ہمکو بیٹھے رہنے کا اور روایت کیا اوسکو امام احمد نے و مسلم نے ص اور جنازے کے پیچھے چلنا مستحب ہی ف اور اس باب مین دونون طرح کے آثار وارد ہین اور حضرت علی سے مروی ہی کہ وہ پیچھے جنازے کے چلتے تھے اور حضرت عمر اور ابوبکر وغیرہم سے آگے چلنا ثابت ہی اور حق یہ ہی کہ جسطرح چاہے چلے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوار چلے پیچھے جنازے کے اور پیدل جسطرف چاہے اور لڑکا نماز پڑھی جاوے اوسپر روایت کیا اوسکو اصحاب سنن نے اور ترمذی نے صحیح کیا اوسکو اور ایک روایت مین ہی کہ چلو آگے اوسکے اور پیچھے اوسکے اور داہنے اوسکے اور بائین اوسکے اور روایت کی ترمذی ابوداود و ابن ماجہ و غیرہم نے کہ چلتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر اور عمر آگے جنازے کے ص قبر کھودے اور لحد بناوے ف کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لحد ہمارے واسطے ہی اور شق واسطے غیر ہمارے کے ہی روایت کیا اوسکو ترمذی نے ابن عباس سے اور اسناد مین اوسکی عبدالاعلی بن عامر ہی کہا اوسنے کہ اسمین گفتگو ہی اور ابن ماجہ مین ہی انس بن مالک سے کہ جب انتقال کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو تھے مدینے مین دو شخص ایک لحد بناتا تھا اور ایک نہین بناتا تھا تو کہا ہمنے کہ جو پہلے آویگا اوسی سے قبر بنوائین گے تو پہلے آیا بنانے والا لحد کا اور لحد بنائی گئی واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور لحد کی وصیت کی سعد نے واسطے اپنے مرض موت مین ص اور مردے کو لحد مین جو قبلے کی طرف قبر ہو رکھے ف اور ایسا ہی روایت کی ابن ابی شیبہ نے ابراہیم نخعی سے اور ابوداؤد نے مراسیل مین کہ رکھے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبر مین قبلے کی طرف سے اور نہین کھینچے گئے کھینچنے کریعنی سل نہین کیے گئے اور امام شافعی کے نزدیک سل چاہیے اور وہ یہ ہی کہ رکھا جاوے جنازہ پیچھے قبر کے کہ ہووے سر مردے کا مقابل مین دونون قدمون کے قبر سے پھر داخل کیا جاوے سر مردے کا قبر مین اور اندر کیا جاوے اور ہووے بین پر اوسکے مقام اوسکے کے پھر داخل کیے جاوین پیر اوسکے اور اندر کیے جاوین اسیطرح اور یہ بھی مروی ہی چند صحابہ سے کہ اسیطرح رکھے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبر مین خبر اج کیا اوسکا امام شافعی نے اور تفصیل فتح القدیر مین ہی

ف قبر مین صندوق کرکو قبر اور لحد کی قبر کو طرف نکالنا سنت ہی

ہین سے ہین اور مرسلات انکے مانند مرفوع کے ہین اور اگر مسلم ہو تو جب قوت دیگی اوسکو دوسری حدیث مرفوع تو توجہ ہوگی اور وہ یہ ہے جو روایت کی حاکم نے جابر سے کہا کہ گم کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حمزہ رضی اللہ عنہ کو یعنی اونکی نعش نہین ملتی تھی سب شہدا کے بعد شدت کے پھر کھڑے ہوے لوگ قتال سے سو کہا ایک شخص نے کہ دیکھا مین نے اونکو فلانے درخت کے نیچے تب آئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوس درخت کے پاس اور دیکھا اونکو اور اونکا حال اور رو دیئے پکار کے سو کھڑا ہوا ایک شخص انصار مین سے اور ڈالا اوپر ایک کپڑا پھر لائے گئے حمزہ رضی اللہ عنہ اور نماز پڑھی آپنے اوپر بھرتی شہید پڑھتے جاتے تھے اوپر نماز پہلو مین حضرت حمزہ کے اور اوٹھتے جاتے تھے اور حمزہ رضی اللہ عنہ وہین رکھے گئے یہانتک پڑھی نماز سب شہیدون پر اور فرمایا آپنے کہ حمزہ سردار شہیدون کے ہین اللہ کے نزدیک اور قیامت کے اور کہا کہ صحیح ہے اسناد اوسکی اور نہین نکالا اوسکو شیخین نے لیکن اسناد مین اوسکی مفضل بن صدقہ ہے اور اوسکو اگرچہ ضعیف کیا یحییٰ اور نسائی نے لیکن کہا اہوازی نے کہ عطاء بن مسلم توثیق کرتے تھے اونکی اور احمد بن سعید نے ثنا کی اوپر پوری ثنا اور کہا ابن عدی نے نہین دیکھتا ہون مین باتمہ اوسکے کچھ جرح تو نہ کم ہوگی حدیث درجہ حسن سے اور وہ حجت ہے اور شک نہین کہ یہ تقویت دیگی حدیث ابوداؤد کو اور کہا احمد نے **ثنا** عطاء بن مسلم **ثنا** حماد بن سلمۃ **ثنا** عطاء بن السائب عن الشعبی عن ابن مسعود قال کان النساء یوم احد خلف المسلمین یرمین حتی کما فوضع حمزۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وجیء برجل من الانصار فوضع الی جنبہ ثم صلی علیہ فوضع الانصاری وترک حمزۃ حتی جیء بآخر فوضع الی جنب حمزۃ فصلی علیہ ثم رفع وترک حمزۃ فصلی علیہ یومئذ سبعین صلوۃ یعنی تھین ستر مرد انصار مین سے احد کے پیچھے مسلمان تو آنے یہانتک کہ پاس رکھے گئے حمزہ کے واسطے ہی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور لایا گیا ایک مرد انصار مین سے اور رکھا گیا اون کے پہلو مین سو نماز پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسپر پھر اوٹھایا گیا وہ شخص اور چھوڑ دیے گئے حمزہ رضی اللہ عنہ پھر لایا گیا دوسرا شخص پس رکھا گیا پہلو مین حمزہ کے اور نماز پڑھی آپنے اوسپر پھر اوٹھایا گیا وہ شخص اور چھوڑ دیے گئے حمزہ رضی اللہ عنہ یہانتک کہ پڑھی اوسپر اوسنے نماز ستر بار اور یہ بھی درجہ حسن سے کم نہین اور عطاء بن السائب اگرچہ آخر عمر مین حفظ اونکا بگڑ گیا تھا لیکن جن لوگون نے اون سے اول عمر مین روایت کی تو وہ صحیح ہے اور مین جانتا ہون کہ حماد بن سلمہ نے اون سے قبل تغیر کے سنا کیونکہ حماد بن زید نے تو ثابت ہوا ہے کہ قبل تغیر کے سنا اور وفات اونکی عطاء کے بعد پہلے سے ہوئی اور حماد بن سلمہ نے انتقال کیا قبل حماد بن زید کے بارہ برس پہلے اور روایت اونکی صحیح ہوگی اور بشرط عدم تسلیم حسن سے کم ہوگی اور روایت کی دارقطنی نے ابن عباس سے کہ جب پھرے مشرک لوگ شہیدون احد سے یہانتک کہا پھر آگے کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حمزہ کو اور تکبیر کہی اوپر دس بار اور ذکر کیا مانند اور روایتون کے اور یہ بھی درجہ حسن سے کم نہین تو درصورتیکہ سب ضعیف ہوتین تب بھی حاصل اون حدیثون کا حسن ہو جاتا کہ ہر حدیث حسن ہووے علاوہ اسکے کہا واقدی نے مغازی مین **حدثنی** عبد ربہ بن عبد اللہ عن عطاء عن ابن عباس اور ذکر کیا اوس حدیث کو اور رفع ہو گیا اوسکا اور روایت کی علی بن زید بن قیس نشکری سے کہا کہ تھا مین اوس لشکر مین کہ بھیجا تھا اوسکو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ساتھ عمرو بن العاص کے ایلیا اور فلسطین کیطرف اور ذکر کیا حدیث کو اور کہا کہ قتل کیے گئے اونمین مسلمانون مین سے ایک سو تیس آدمی اور نماز پڑھی اوپر عمرو بن العاص اور اون لوگون نے جو اونکے ساتھ تھے اور تھے اوسوقت ساتھ عمرو کے نو ہزار مسلمان اور دوسرے یہ کہ نماز واسطے ظاہر کرنے کرامت کے ہو اور وہ شہید ہین ضرور ہی **ص** اور لڑکے اور حائض اور جنب اور نفسا کو غسل دیا جاوے **ف** دلیل اوسکی اوپر گذری کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ غسل دیتے ہین حنظلہ کو ملائکہ اور لڑکے کو

۱ یعنی نماز جنازہ فقط

اسواسطے غسل دیا جاوے کہ سیف کافی ہوئی شہدائے احد کے حق مین غسل کے بدلے کیونکہ وہ معصوم تھے بخلاف لڑکے کے کہ اوسکا گناہ نہین ہی تو اون کے حکم مین نہوگا **ص** اور اگر ایک شخص کو شہر مین مقتول پایا اور قاتل اوسکا معلوم نہین برابر ہی کہ قتل اوسکا لوہے یا بڑی لاٹھی یا چھوٹی لاٹھی سے ہوا ہو غسل اوسکو دیوینگے اگر ایسے موضع مین ہی جہان رہیت اور قسامت لازم آتی ہی جیسے محلہ اور گھر وغیرہ مین پڑا ہووے اور اگر سڑک یا مسجد جامع مین پڑا ہووے تو اگر معلوم ہوا کہ تیز چیز سے قتل ہوا ہی غسل نہ دیا جاویگا کیونکہ وہ شہید ہی اور اگر تیز چیز سے نہین قتل کیا گیا ہی بلکہ بڑی لاٹھی سے ہی لائق ہی کہ امام صاحب کے نزدیک غسل دیا جاوے اور صاحبین کے نزدیک نہین دیا جاویگا اور اگر چھوٹی لاٹھی سے قتل ہوا ہی سب کے نزدیک غسل دیا جاویگا اور اگر کچھ نہ معلوم ہو کہ کس سے قتل ہوا ہی تو غسل دیا جاویگا اور اگر کوئی شخص معرکے مین زخمی ہوا بعد اوسکے سویا یا کچھ کھایا یا پیا یا اوسکا علاج کیا یا جیتے تک زندہ گیا یا ایک وقت نماز تک قائم رہا یا کچھ وصیت کی غسل دیا جاویگا اور نماز پڑھی جاویگی ان سب صورتون مین اور امام محمد کے نزدیک فقط وصیت سے غسل نہ دینگے اور اگر باغی یا ڈاکے والا مارا گیا اوسکو غسل دینگے اور نماز نہین پڑھینگے **ف** کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نہین نماز پڑھی باغیون پر لیا ہی ہدایہ مین

ص باب کعبے مین نماز پڑھنے کے بیان مین

کعبے مین فرض اور نفل پڑھنا درست ہی اور امام شافعی کے نزدیک ہدایہ مین کہا ہی کہ درست نہین اور اونکی کتابون مین لکھا ہی کہ درست ہی جب متوجہ ہو طرف دیوار کعبے کے یہانتک کہ اگر مونہ کیا طرف دروازے کے اور وہ کھلا ہی اور چوکھٹ بھی برابر اونٹ کے پالان کی لکڑی کے نہین تو نہین جائز ہوگا اور یہی ہی اونکی کتابون مین کہ اگر معاذ اللہ مثلاً کعبہ گرایا جاوے تو نماز اوسکے باہر اوس طرف مونہ کرکے درست ہوا اور اوسکے اندر جائز نہین اگر چہ اوسکے سامنے ستر ہو یا بقیہ ہو دیوار کا اور اعتراض کیا اوسپر صاحب شرح وقایہ نے **ف** اور ہمارے نزدیک اوسکے واسطے درست ہو کیونکہ روایت ہی صحیحین مین ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوئے کعبے مین اور اسامہ اور بلال اور عثمان بن طلحہ اور بند کرلیا اوسکو پھر رہے تھوڑی دیر اوسمین کہا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہ پوچھا مین نے بلال سے جسوقت نکلے کہ کیا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ کیے دو ستونون بائین طرف اور ایک داہنی طرف اور تین پیچھے اپنے پھر نماز پڑھی تو تھا خانہ کعبے کا اوس دن چھ ستون پر اونچی اور رہی دل فیئے مکہ کا تھا جیسا کہ تصریح کی انھون نے ساتھا اوسکے نافع سے انھون نے ابن عمر سے تو یہ حدیث اور سوا اوسکے معارض ہی اوسکے جو نکالا اون دونون نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوئے کعبے مین اور اوسمین چھ ستون تھے سو کھڑے ہوئے نزدیک اپنے رب کے اور دعا کی اور نماز پڑھی تو ترجیح ہوگی حدیث ابن عمر کو کیونکہ اثبات مقدم ہی نفی پر اور بعضون نے جو تاویل کی حدیث بلال کی کہ صلوٰۃ سے اوسمین جگہ مراد دعا ہی غلط ہی کیونکہ خود بخاری مین ہی ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ پوچھا مین نے حضرت بلال سے کہ نماز پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبے مین کہا کہ ہان دو رکعتین آخر تک لیکن معارض ہی اوسکے جو صحیحین مین ہی قول ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ بھول گیا مین پوچھنا اون سے کہ کتنی رکعتین پڑھی تھین تو اس صورت مین جمع اس طور پر ہوگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار داخل ہوئے کعبے مین دن فتح کے سو نہین نماز پڑھی اور داخل ہوئے پھر دوسرے روز سو نماز پڑھی اور حج وداع مین تھا اور یہ مروی ہی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ساتھ سند حسن کے اخراج کیا اوسکا دارقطنی نے تو ہم محمول کرتے ہین حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ کو اول روز پر واللہ اعلم **ص** کعبے کے اندر نماز پڑھنا جائز ہی اگر چہ مقتدی کی پیٹھ امام کی پیٹھ کی طرف ہو مگر جسکی پیٹھ امام کے مونہ کی طرف ہوگی اوسکی نماز درست نہوگی کیونکہ وہ امام سے آگے ہوگیا اور کعبے کے اوپر نماز پڑھنا مکروہ ہی تعظیم کے

واسطے اور ہمارے مین ہو کر شافعی کے نزدیک جائز نہین ف اسواسطے کہ کعبہ اونکے نزدیک اون بنا کا نام ہی اور ہمارے نزدیک کعبہ ایک احاطہ ہی اور ہوا ہر آسمان تک بنا کیونکہ نقل ہو سکتا ہی اور دلیل اسپر یہ ہی کہ اگر پہاڑ پر کوئی شخص نماز پڑھے تو وہ کعبے سے اونچا ہی تو اس صورت مین جب عمارت کا نام ہو نماز نہ جائز ہوگی اور مکروہ ہی اسواسطے کہ اوسمین ترک تعظیم ہی اور وارد ہوئی ہی اوسمین نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ابن ماجہ نے سنن مین حضرت عمر رضی سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سات جگہ ہین نہین جائز ہی نماز اونمین پیٹھ خانہ کعبہ کی اور مقبرہ آخر حدیث تک اور ضعیف کی گئی یہ حدیث ساتھ ابو صالح کاتب اللیث کے لیکن توثیق کی اوسکی جماعت نے اور کلام کیا بعضون نے اور زجائز ہونے سے مراد یہ ہی کہ مکروہ ہی اور نماز کامل نہین ہوتی ص اور اونکی کتابون نہین لکھا ہی کہ جب کوئی شتر آگے کھڑا کر لیوے تو درست ہی اور بغیر اوسکے جائز نہین اور اگر ایک امام کے ساتھ لوگون نے اقتدا کی کعبے کے گرد حلقہ باندھکے تو درست ہی مگر کوئی انمین سے اگر اپنے امام سے زیادہ کعبے کیطرف نزدیک ہی مثلاً امام دو گز کے فرق پر ہی اور مقتدی ایک گز کے تو اس صورت مین اگر دو شخص اوسطرف ہی جسطرف امام ہی تو نماز اوسکی درست نہوگی اور اگر اوطرف مین ہی تو درست ہوگی جاننا چاہیے کہ کعبے کی چار جانب ہین چار دیوار کے حساب سے تو پھر جو شخص کہ اوسطرف کھڑا ہی کہ جسطرف امام ہی تو وہ شخص جسوقت کہ کعبے کیطرف امام سے زیادہ نزدیک ہی تو امام پر آگے ہوجاویگا بخلاف دوسرے تین طرف کھڑے ہونے والون کے کیونکہ وہ جو شخص کہ انمین امام سے زیادہ کعبے کے نزدیک ہی وہ امام کے آگے نہین ہی فقط ۔

کتاب الزکوٰۃ

زکوٰۃ چاندی اور سونا اور سوائم اور تجارت کے مالون مین اگر حاجت اصلی سے زائد ہون اور نصاب کے موافق ہون اور تصرف مین مالک آزاد اور عاقل بالغ مسلمان کے ہو دین بعد ایک سال گذرنے کے ان چیزون پر واجب ہوتی ہی ف زکوٰۃ فرض ہی کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ یعنی ادا کرو زکوٰۃ مالون اپنے کی اور اوپر اجماع امت کا اور واجب ہونے سے مراد استقام مین فرض ہونا ہی اور شرط آزاد ہونے کی اسواسطے ہی کہ کمال ملک کا ساتھ حریت کے ہوتا ہی اور غلام کی کچھ ملک نہین ہی اور بلوغ اور عقل کو بیان کرینگے اور اسلام شرط ہی اسواسطے کہ زکوٰۃ عبادت ہی اور عبادت کافر سے صحیح نہین ہوتی اور نصاب بھی ضرور ہی اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شرط کیا نصاب کو اور روایت کی بخاری و مسلم نے ابو سعید خدری سے کہ فرمایا حضرت نے نہین ہی کم مین پانچ وسق سے کھجور کے زکوٰۃ اور وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہی اور صاع چار مد کا اور مد ایک رطل اور تہائی رطل ہوتا ہی اور فرمایا کہ نہین ہی کم مین پانچ اوقیہ سے چاندی کے صدقہ یعنی زکوٰۃ اور اوقیہ چالیس درم کا ہوتا ہی تو پانچ اوقیہ کے دو سو درم ہوئے اور دو سو کے ستاون روپے تین ماشے بحساب فی روپیہ گیارہ ماشے کے ہوتے ہین اور فرمایا کہ نہین ہی پانچ اونٹون سے کم مین زکوٰۃ اور ایک سال گذرنے کی اسواسطے قید ہی کہ روایت کی مالک اور نسائی نے نافع سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص حاصل کرے مال تو نہین ہی زکوٰۃ اوسپر یہانتک کہ گذر جاوے اوسپر ایک سال اور روایت کی ابو داؤد نے عاصم بن ضمرہ رضی اللہ عنہ سے اور حارث اعور سے انھون نے حضرت علی سے کہ فرمایا حضرت نے جب ہون تیرے واسطے دو سو درم اور اوسپر گذر جاوے ایک سال تو اوسمین پانچ درم ہین اور پھر جا بجا بیان کیا کہ نہین ہی کسی مال مین زکوٰۃ یہانتک کہ گذر جاوے ایک سال اور حارث اگرچہ ضعیف ہی لیکن عاصم ثقہ ہی اور روایت کی مالک نے کہ کہا قاسم نے نہین لیتے تھے حضرت ابوبکر کسی مال سے زکوٰۃ یہانتک کہ گذرے اوسپر ایک سال ص اور جو مال نصاب یا زائد حاجت اصلی سے ہو جیسے غلام واسطے خدمت کے اور غلہ واسطے کھانے کے اور کپڑے پہننے کے اور اسباب خانگی اور جانور سواری کے اور ہتھیار کہ اونکو استعمال

کرتا ہو اور مزدوری کے ہتھیار اور کتابین پڑھنے کی تو زکوۃ واجب نہین ف کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہین ہے مسلمان پر صدقہ اوسکے غلام مین اور اوسکے گھوڑے مین اور ایک روایت مین ہے کہ نہین ہے اوسکے غلام مین صدقہ مگر صدقۂ فطر روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ص اور نیت تجارت کی بھی ضرور ہے مثلاً غلام اوسکی خدمت سے زیادہ ہون یا گھر اوسکے رہنے کے سوا اور ہون تو اگر نیت تجارت کی نہوگی زکوۃ واجب نہوگی اور مکاتب پر زکوۃ واجب نہین ف اور مکاتب اوس غلام کو کہتے ہین کہ اوسکے مالک سے کہدے کہ اگر اتنے روپے تو مجھے دیدے تو تو آزاد ہے اور زکوۃ اسواسطے اوسپر واجب نہین کہ حریت صرف اوسمین نہین ہے بلکہ ایک طرح کی عبدیت یعنی غلامی ہونا متحقق ہے جب تک اپنی قیمت ادا کر لیوے ص اور جو شخص کہ قرضدار ہے بقدر قرض اوسکے زکوۃ اوسپر واجب نہوگی یہ جب ہے کہ قرض کسی شخص کا آتا ہو اور اگر قرض خدا کا ہو جیسے بندہ طلب کرے جیسے نذر یا کفارہ تو زکوۃ واجب ہوگی اور مال ضمار یعنی اوس مال مین کہ ملک سے غائب ہے اور امید اوسکے ملنے کی نہین ہے جیسے مال گما ہوا یا دریا مین ڈوبا ہوا یا غصب کیا ہوا اور اوسپر کوئی گواہ نہین یا جنگل مین مثلاً گاڑا اور پھر جگہ اوسکی بھول گیا یا جو قرض کہ لینے والے نے اوسکا انکار کیا پھر اقرار کیا لوگون کے سامنے بعد برسون کے یا جو ظالم نے مال لے لیا اور پھر بعد برسون کے مل گیا تو ان سب صورتون مین زکوۃ اون برسون گذشتہ کی لازم نہ آویگی اور امام شافعی کے نزدیک لازم آویگی اور جو قرض کہ مماطل غنی پر ہو اور وہ اقرار کرتا ہو مقر کرتا ہو یا گواہ اوسکے لینے پر موجود ہون یا قاضی اوس سے واقف ہو تو یہ مال اگر اوسکو ملجاوے تو اوسکی زکوۃ اون گذرے دنون کی واجب ہوگی اور اگر کسی چیز کو تجارت کی نیت سے خریدا بعد اوسکے نیت خدمت کی کی زکوۃ اوسمین واجب نہوگی اگرچہ پھر نیت تجارت کی کرے جب تک کہ بیچ نہ ڈالے اور جس چیز کو تجارت کے لیے خریدا وہ تجارت کے واسطے ہوگی اور زکوۃ اوسپر واجب ہوگی اور جو چیز ورثے مین ملی اور نیت تجارت اوسمین کی وہ تجارت کے واسطے نہوگی جب تک کہ اوسکو نہ بیچے اور جو شخص کسی مالکل سوا جاندی اور سونے اور سوا کے ہمسیا وصیت یا نکاح یا صلح یا دیت کے مالک ہو جاوے اور وقت ملک کے نیت تجارت کی ہووے تو امام ابو یوسف کے نزدیک واسطے تجارت کے ہوگا اور زکوۃ واجب ہوگی اور نزدیک امام محمد کے واجب نہوگی اور جصوص نے کہا ہے کہ ابو یوسف کے نزدیک واجب نہوگی اور محمد کے نزدیک واجب ہوگی اور اگر ملک کے وقت نیت تجارت کی نہو اگرچہ پھر نیت تجارت کی ہو زکوۃ واجب نہوگی اگرچہ نیت تجارت کے وقت تک کی ہووے یہ جب ہے کہ سبب ملک کا اختیاری نہو اور اگر اختیاری ہو جیسے ورثہ وغیرہ تو اوسمین فقط نیت تجارت کرنے سے زکوۃ واجب نہوگی اور زکوۃ مین دینے کے وقت نیت زکوۃ کی چاہیے یا مال زکوۃ کو جدا کرے تو اگر کوئی شخص ہزارون کا مال بانٹتا ہے خیر نیت زکوۃ کے وقت بانٹنے یا جدا کرنیکے تو وہ مال زکوۃ سے محسوب نہوگا اور اگر سب مال کوئی شخص اللہ کی راہ مین دیدیوے تو زکوۃ اوسکی ساقط ہوگی اور اگر تھوڑا مال دیوے تو جتنا مال دیا ہے اوسکی زکوۃ امام محمد کے نزدیک ساقط ہوگی اور ابو یوسف کے نزدیک نہین ہوگی مثلاً اگر اوسکے پاس دو سو درم ہون اوسنے سو درم اوسمین سے اللہ دیدیے بہ امام محمد کے نزدیک زکوۃ اون سو کی ادا ہو جاویگی اور ابو یوسف کے نزدیک ادا نہوگی فقط ۔

باب مالون کی زکوۃ کے بیان مین

نصاب اونٹ کی پانچ ہین اور گلے کی تیس اور بکری کی چالیس تو جب اونٹ پانچ سے یا گائے تیس سے یا بکریان چالیس سے کم ہون زکوۃ واجب نہوگی ف کیونکہ فرمایا حضرت نے اور جسکے نہون مگر چار اونٹ تو نہین ہے اوسمین صدقہ مگر یہ کہ چاہے مالک اوسکا یعنی فرض نہین ہے زکوۃ اوسمین اور جب ہو جاوین پانچ تو اوسمین ایک بکری ہے اور فرمایا کہ جب ہون کم چالیس بکریون سے آدمی کے پاس

تو نہین ہی اسمین صدقہ مگر یہ کہ چاہے مالک اپنی سکا دے سر مایا وفی البقر فی کل ثلثین تبیع یعنی گاے مین ہر تیس مین ایک بچہ گاے کا ہر
ایک سال اور دوسرے برس مین گاہو **ص** ہر بچے مین اونٹ کے بختی ہون **عربی ف** بختی اونٹ اوسکو کہتے ہین کہ عربی اونٹ
اور عجمی سے مل کے پیدا ہوا ہو اور عربی جسکے ماں باپ دونون عربی ہون **ص** ایک بکری واجب ہو تو دس مین دو بکریان اور پندرہ مین
تین اور بیس مین چار واجب ہونگی اور جب پچیس اونٹ ہو جاوین ایک بنت مخاض یعنی ایک برس کی اونٹنی کہ دوسرے مین لگی ہو اور جب
ہو جاوین چھتیس تو ایک بنت لبون یعنی دو برس کی اونٹنی کہ تیسرے برس مین لگی ہو اور جب چھیالیس ہون تو ایک حقہ یعنی تین برس
کی کہ چوتھے مین لگی ہو اور جب اکسٹھ ہون تو ایک جذعہ کہ چار برس کی کہ پانچوین مین لگی ہو اور جب چھہتر ہون تو دو بنت لبون اور
جب اکانوے ہون تو ایک سو بیس تک دو حقے پھر اسطرح ہر پانچ مین ایک بکری پھر ایک سو پینتالیس مین ایک بنت مخاض اور دو حقے اور ڈیڑھ سو
مین تین حقے واجب ہونگے پھر ہر پانچ مین ایک بکری پھر ہر پچیس مین ایک بنت مخاض اور ہر چھتیس مین ایک بنت لبون پھر ایک سو
چھیانوے مین دو سو تک چار حقے واجب ہونگے پھر بعد دو سو کے ہمیشہ اسیطرح ہر پانچ سے شروع کیا جاویگا جیسا کہ بعد ڈیڑھ سو کے شروع
کیا گیا **ف** اور ایسا ہی وارد ہوا ہی حدیث مین اور اسمین خلاف امام شافعی کا ہی واللہ اعلم **ص** اور جب تیس گاے ہون یا
بھینس تو ایک تبیعہ یعنی بچہ ایک سال کا دیوے زیادہ اور جب چالیس ہون تو ایک مسنہ یعنی دو برس کا پڑیا پڑوا اور پھر
ساٹھ تک حساب لگا کر دے اور جب ساٹھ ہون دو تبیعے اوسطرح ستر تک پھر جب ستر ہون ایک مسنہ اور ایک تبیعہ پھر جب اسی ہون
تو دو مسنے اور جب نوے ہون تو تین تبیعے اور جب سو ہون تو دو تبیعے اور ایک مسنہ اور جب ایک سو دس ہون تو ایک تبیعہ اور
دو مسنے پھر جب سو اور بیس ہون چار تبیعے یا تین مسنے دیوے اسیطور ہر ایک تیس مین تبیعہ اور ہر چالیس مین مسنہ دیا کریگا اور جب
بکریان یا بھیڑین ہون تو ایک بکری ہو پھر ایک سو اکیس مین دو بکریان پھر جب دو سو ایک بکری ہوتین بکریان دے پھر جب
چار سو ہون تو چار بکریان دے پھر اسیطرح ہر سیکڑے مین ایک بکری دیا کرے **ف** اور ایسا ہی حدیث مین آیا ہی روایت کیا اوسکو
ابو داود نے حضرت علی رضی سے اور اسناد اوسکی ضعیف ہی اور مروی ہی کتاب حضرت ابوبکر مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہی ذکر
کیا ہی اوسکو بخاری نے **ص** اور جو چیز پالے تجارت کے نہین ہین اونمین زکوۃ واجب نہین مگر یہ کہ تجارت کے لیے ہون **ف**
اسواسطے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین نازل ہوا مجپر اوسمین کچھ اور جب تجارت کے لیے ہون تو زکوۃ واجب ہوگی کیونکہ
حال اونکا مثل حال اور مہال کے ہی **ص** اور اونٹ گاے بکری اگر گھر مین سے اونکو کھلایا جاتا ہو اور چارہ دیا جاتا ہو تو
اونمین زکوۃ واجب نہین اور یہ جو زکاتین گذرین جسمین کہ وہ جانور سوائم یعنی جنگل سے چرے جاتے ہون اکثر مدت مین سال کی اور جو
جانور کہ کام کے لیے ہین جیسے بیل ہل جوتنے کے یا بوجھ لادنے کے لیے تو اونمین بھی زکوۃ واجب نہین بکری کے اور اونٹ کے
اور گاے کے بچون مین جتنے چاہے ہون زکوۃ نہین ہی مگر بڑے کے ساتھ مین مثلاً چالیس بچون مین بکریون کے اور پانچ بچے مین
اونٹون کے اور تیس بچے مین گایون کے اگر ایک بھی بڑا ہوگا تو زکوۃ واجب ہوگی اور بڑے اگر گھوڑے ہون تو زکوۃ واجب نہین
اور زیادہ ہون تو بھی ایک روایت مین واجب نہین اور اگر زیادہ ملے جلے ہون ہر گھوڑے مین ایک دینار لازم آویگا یا اوسکی
قیمت لگا کے اگر نصاب ہووے چالیسوان حصہ لازم آویگا **ف** اور یہ مذہب امام ابو حنیفہ کا ہی اور قول امام احمد رحمہ اللہ کا ہی اور کہا
صاحبین نے نہین زکوۃ ہی گھوڑے مین کیونکہ حدیث مین آیا ہی کہ نہین ہی صدقہ مسلمان پر اوسکے غلام اور گھوڑے مین روایت کیا

اوسکو بخاری و مسلم وغیرہما نے اور جواب اسکا یہ ہو کہ مراد اسجا وہ گھوڑا ہو جو در سطے جہاد ہی کے ہو اور ایسا ہی منقول ہی زید بن ثابت سے یا وہ جو گھر مین کھاتا ہو اور دلیل امام صاحب کی یہ ہو کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر گھوڑے چرنے والے مین ایک دینار ہی یا دس درہم ذکر کیا اس حدیث کو شیخ تقی الدین نے امام مین دار قطنی سے روایت ہا بر رضی اللہ عنہ سے اور بعضون نے کہا ہی کہ پہلے واجب تھی زکوٰۃ گھوڑونمین پھر منسوخ ہوگئی جیسا کہ روایت کی ترمذی اور نسائی نے حضرت علی سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق مین نے معاف کی تمسے زکوٰۃ گھوڑے اور غلام کی تو نکالو صدقہ دراہم مین اور یہ صحیح نہین کیونکہ جائز ہی کہ عفو اس حکم سابق سے ہو اور رشید دار قطنی ناسخ اس حدیث کی ہو اور دلالت کرتی ہی اسپر جو روایت کی دار قطنی نے زہری سے کہ سائب بن یزید نے خبر دی اونکو کہا کہ دیکھا اونکے باپ اپنے کو کہ کھڑا کرتے تھے گھوڑون کو پھر دیتے تھے صدقہ اوسکا حضرت عمر کو اور حکم کیا حضرت عمر نے ایسا ہی روایت کیا اسکو عبد الرزاق نے اور روایت کی عبد الرزاق نے ابن سیرین سے انھون نے ابن شہاب سے کہ عثمان رضی اللہ عنہ صدقہ لیتے تھے گھوڑونکا اور سائب بن یزید نے خبر دی اوسکو کہ عمر بن خطاب لیتے تھے صدقہ گھوڑونکا کہا زہری نے نہین جانتا ہون مین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنت رکھا ہو صدقہ گھوڑونکا اور روایت کی امام محمد نے آثار مین **ثنا** ابو حنیفۃ عن حماد بن ابی سلیمان عن ابراھیم النخعی انہ قال فی الخیل السائمۃ التی یطلب نسلھا ان شئت فی کل فرس دینارا او عشرۃ دراھم وان شئت فالقیمۃ فیکون فی کل مائتی درھم خمسۃ دراھم فی کل فرس ذکرا او انثی انتھی یعنی جو گھوڑے چرنیوالے کہ طلب کی جاوے اولاد اونکی اگر چاہے ہر گھوڑے مین ایک دینار یا دس درہم اور اگر چاہے تو قیمت کے حساب سے ہر دو سو درہم مین پانچ درہم ہر گھوڑے مین مذکر ہو یا مؤنث اور روایت کی دار قطنی نے کہ مشورہ کیا اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ٹھہرا کہ ہر گھوڑے سے دس درہم لیے جاوین **ص** زکوٰۃ اور کہا ہے اور نذر اور عشر مین قیمت کا بھی دیدینا درست ہی اور جو مصدق یعنی صدقہ لیتا ہو حاکم کی طرف سے اوسکو چاہیے کہ اوسط مال لیوے تو اگر اوس کا جانور جو واجب ہوا ہو اوسطے ملے ادنی لیوے اور کمی قیمت ادنی لیوے یا اعلی لیوے اور قیمت جو بڑھے دیوے **ف** اور اوسط مال سو اسطے لیوے کہ فرمایا حضرت نے واسطے معاذ کے لے تو اچھے مال اونکے اور ایسا ہی مروی ہی سنن ابو داؤد اور نسائی مین **ص** اور جو مال کہ بیچ سال مین بڑھ جاوے اصل نصاب سے اپنی قسم مین مل جاویگا مثلا اوسکے پاس دس سال مین دو سو درہم تھے اور بیچ سال مین سوا اور بڑھ گئے تو یہ سو بھی اون دو سو کے ساتھ ملائے جاوینگے تین سو کی زکوٰۃ لازم آویگی اگرچہ اس سو پر پورا سال نہین گذرا ہی اور زکوٰۃ نصاب سے متعلق ہوتی ہی اور جو کچھ عفو ہو اوسکا حساب نہین مثلا جو کوئی پینتیس اونٹ کا مالک ہووے تو واجب ایک بنت مخاض ہی چھبیس مین اور جو زیادہ ہین وہ معاف ہین یہانتک اگر ایک سال مین دس ہلاک ہو جاوین زکوٰۃ ویسی ہی واجب ہوگی اور اگر بعد ایک سال کے تمام نصاب ہلاک ہو جاوے زکوٰۃ ساقط ہوگی اور اگر بعض ہلاک ہووے تو مبنا ہلاک ہوا ہی اوسکی زکوٰۃ ساقط ہوگی اور پہلے جو کچھ نصاب سے ہلاک ہووے اوسکو عفو مین صرف کرینگے بعد اوسکے اوس نصاب مین جو عفو سے متصل ہی بعد اوسکے اوس نصاب مین ہے کہ اوس سے متصل ہی مثلا اگر ساٹھ بکریون مین سے بیس بکریان ہلاک ہو جاوین یا چھ اونٹ سے ایک اونٹ بعد سال کے تو چالیس بکریون پر اور پانچ اونٹ پر ایک بکری باقی رہیگی اسیطرح اگر چالیس اونٹ سے پندرہ ہلاک ہو جاوین چار کو عفو مین صرف کرین اور گیارہ کو نصاب چھتیس مین کہ اوس سے متصل ہی تو پچیس اونٹ رہ جاوینگے اور اونمین ایک بنت مخاض لازم آویگی اور اگر چالیس اونٹ سے بیس ہلاک ہوئے تو چار عفو مین صرف کیے جاوینگے اور گیارہ اوس نصاب مین جو عفو کے قریب ہی اور پانچ اوس نصاب مین جو اوس نصاب سے قریب ہی یہانتک کہ بیس اونٹ مین چار بکریان باقی رہ جاوینگی اور جو پچیس ہلاک ہون پندرہ رہجاوینگے تو تین بکریان لازم آوینگی اور جو تیس ہلاک ہون دس

۱ اور دو گیارہ اونٹ درمیان نصاب پچیس اور چھتیس ۱۲

۲ یعنی درمیان نصاب اور چھتیس ۱۲

رہجاوینگے تو دو بکریان لازم آوینگی اور جو پینتیس ۳۵ ہلاک ہوجاوین پانچ رہجاوینگے تو ایک بکری لازم آویگی یہانتک کہ نصاب ہو نہ رہیگا
اور چرنا جانورونکا اکثر سال مین کافی ہو یعنی چھ مہینے سے زیادہ جنگل مین چرین اور جاننا چاہیے کہ یہ خراج کا امام کو پہنچتا ہو اور اسیطرح
دسوان حصہ خارج کا اور زکوۃ سوائم اور زکوۃ مالون تجارت کی سب امام لیویگا تو اگر باغیون نے خراج لے لیا تو مالکون سے دوسری بار نہ لیا جاویگا
کیونکہ خراج حق لڑنے والون کا ہو اور وہ کافرون سے لڑتے ہین اور اگر زکوۃ مال تجارت کی باغیون نے لی اور زکوۃ کے مصارف مین صرف کیا تو
مالکونکو دوبارہ دینا نہوگا اور اگر انھون نے اوسکے مصرفون مین صرف نہین کیا تو اون لوگونکو چاہیے کہ پچھلے سے دوبارہ زکوۃ دیوین اور اسی پر
فتوی ہو اور بعضون کے نزدیک اونکو پھیر دینا لازم نہین اور بعضون کے نزدیک اگر انھونے زکوۃ دینے کے وقت نیت تصدق کی کرینگے تو زکوۃ اونسے
ساقط ہوجاویگی اور شیخ ابو منصور ماتریدی نے اسکو قبول نہین کیا ف اور باقی تفصیل اسکی اصل مین لکھی ہو اسنے اس جگہ بسبب
اس باتکے کہ عوام فہم تھا ترک کیا ص اور جو لڑکا تغلبی ہو تو اوسکے مال سے جزیہ نہ لیا جاویگا اور عورت تغلبی کے مال سے مثل اون کے
مردون کے لیا جاویگا جاننا چاہیے کہ تغلبی منسوب ہو طرف تغلب کے اور بنو تغلب وہ ہین کہ ایک قوم تھی مشرکون سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے
جزیہ طلب کیا اونھون نے انکار کیا اور کہا کہ ہم صدقہ دونا دیوینگے تو اس بات پر صلح ہوئی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہی جسکو تم جزیہ کہتے ہو تم
چاہو اپنے یہان نام رکھ لو اوسکا تو جب اونسے زکوۃ کے دونے پر صلح ہوگئی اون کے لڑکون سے نہین لیا جاویگا اور عورتون سے لیا جاویگا
اور جو صاحب نصاب ہو اوسکو ایک سال کے پہلے یا زیادہ ایک سال سے زکوۃ کا دیدینا اور بھی اوسکو کئی نصابون کی زکوۃ کا پیشتر دینا درست
ہو مثلاً اوسکے پاس دو سو درم تھے اور اوسنے کئی نصابون کی زکوۃ اوسمین سے ادا کی اور بعد اوسکے وہ نصاب اوسکو ملی پہلی زکوۃ اوسسے
بھی کافی ہوگی اور جو پوری ایک نصاب کا مالک نہین اور وہ پیشتر کئی نصابون کی زکوۃ دے تو درست نہین ف پہلے سال سے زکوۃ دینا
اسواسطے درست ہو کہ روایت کی ابو داود اور ترمذی نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے کہ پوچھا عباس رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
زکوۃ جلدی دینے مین قبل گذرنے سال کے واسطے سارعت کے طرف نیکی کے تو اذن دیا آپنے اونکو ص نصاب سونے کا
بیس مثقال ہو اور چاندی کا دو سو درم کہ ہر دس درہم سات مثقال کے برابر ہون اور اوس وزن کو وزن سبعہ کہتے ہین تو ایک
درم آدھا اور پانچوان حصہ مثقال کا ہوویگا تو دس درم سات مثقال کے ہونگے اور مثقال بیس قیراط کا ہوتا ہو اور درم چودہ
قیراط کا اور قیراط پانچ جو کا ہوتا ہو ف کیونکہ فرمایا حضرت نے نہین کم پانچ اوقیے سے چاندی مین زکوۃ اور ذکر کیا پہلے اوپر اس
حدیث کو اور اوقیہ چالیس درم کا ہوتا ہو تو پانچ اوقیے کے دو سو درم ہوئے اور روایت کی ابو داود اور ترمذی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے
اور اوسمین ہو کہ نکالو صدقہ چاندی کا ہر چالیس درہم مین سے ایک درہم اور نہین ہر ایک سو نوے مین کچھ اور جب دو سو ہوون تو
اوسمین پانچ درہم ہین اور روایت کی دار قطنی نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو جب بھیجا اونکو یمن
کیطرف یہ کہ لیوے ہر چالیس دینار مین سے ایک دینار اور ہر دو سو درہم سے پانچ درہم اخیر تک اور وہ ضعیف ہو ساتھ عبد اللہ بن
شعیب کے اور روایت کی دار قطنی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لیتے تھے ہر بیس دینار سے آدھا
دینار اور چالیس دینار سے ایک دینار اور یہ ضعیف ہو ساتھ ابراہیم بن اسمعیل بن مجمع کے اور دینار ایک مثقال کا ہوتا ہو اور
روایت کی ابو احمد بن زنجویہ نے کتاب الاموال مین عمرو بن شعیب سے انھون نے اپنے باپ سے انھون نے اپنے دادا سے کہ فرمایا حضرت نے
نہین ہو دو سو درہم سے کم مین کچھ اور نہ بیس مثقال سے کم سونے مین کچھ اور دو سو مین پانچ درہم ہین اور بیس مثقال مین آدھا مثقال ہو

اور اسناد اوسکی ضعیف ہی اور روایت کی ابوداؤد نے مراسیل مین اور نسائی نے دیات مین عمرو بن حزم سے اور اوسمین ہی کہ فرمایا آپ نے ہر چالیس دینار مین ایک دینار ہی اور یہ حدیث ثابت ہی اور کہا ابن الہمام نے وَهُوَ حَدِيثٌ لَا شَكَّ فِي ثُبُوتِهِ عَلَى مَا قَدَّمْنَاهُ یعنی یہ وہ حدیث ہی کہ نہین شک ہی اوسمین جیسا اوپر ہمنے اوسکو بیان کیا **ص** سونا یا چاندی مین سکہ دار اور معمول ہو یا ڈلا ہو چالیسوان حصہ زکوٰۃ مین واجب ہوتا ہی **ف** تو اگر زیور چاندی یا سونے کا ہوگا زکوٰۃ واجب ہوگی اور امام شافعی کے نزدیک نہین واجب ہی اور دلیل امام صاحب کی یہ ہی جو روایت کی ابوداؤد اور نسائی نے کہ ایک عورت آئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور اوسکے ساتھ اوسکی بیٹی تھی اور اوسکے ہاتھ مین دو کنگن تھے موٹے سونے کے سو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکی بیٹی سے کیا ادا کرتی ہو تو زکوٰۃ اوسکی کہا نہین کہا کہ خوشی ہی تجکو کہ پہناوے اللہ تجکو دو کنگن دن قیامت کے آگ کے کہا راوی نے کہ اوتارا انکو اوسنے اور پھینک دیا حضرت کے سامنے اور کہا کہ یہ دونون واسطے اللہ اور رسول کے ہین کہا ابوالحسن قطان نے اسناد اوسکی صحیح ہی اور کہا منذری نے مختصر مین کہ نہین ہی گفتگو اوسکی اسناد مین اور سنن ترمذی مین ہی ابن لہیعہ سے کہا کہ آئین دو عورتین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور ذکر کیا اوس حدیث کو اور اوسمین ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ادا کرو زکوٰۃ اوسکی اور وہ جو ضعیف کیا اوسکو ترمذی نے اور کہا کہ نہین صحیح ہی اس باب مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مراد نہین ہی کہ اس طریقے سے کوئی حدیث صحیح نہین ہوئی ورنہ خطا ہی کہا منذری نے کہ شاید قصد کیا اوسنے اون دو طریقون کو جو ذکر کیا اونکو اور طریقہ ابوداود کا نہین گفتگو ہی اوسمین اور کہا ابن القطان نے بعد تصحیح کے حدیث ابی داؤد کو کہ ضعیف کیا ترمذی نے اس حدیث کو اسواسطے کہ نزدیک اوسکے اوسمین دو ضعیف ہین ابن لہیعہ اور مثنی بن الصباح اور روایت کی ابوداؤد نے عبداللہ بن شداد سے کہا کہ داخل ہوئے ہم حضرت عائشہ پر کہا کہ داخل ہوئے مجپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دیکھین مینے ہاتھ مین بڑی بڑی انگوٹھیان چاندی کی سو فرمایا کہ کیا ہی یہ اے عائشہ سو کہا مینے بنایا مین نے اونکو کہ زینت کرون مین واسطے تمہارے اے رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم فرمایا کہ ادا کرتی ہو زکوٰۃ اونکی کہا مینے نہین فرمایا کہ وہ کافی ہی تجکو آگ کے لیے اور روایت کیا اوسکو حاکم نے اور صحیح کیا اوسکو اور ضعیف کیا اوسکو دارقطنی نے اسطرح پر کہ محمد بن عطا مجہول ہی اور پچھا کیا اونکا بیہقی اور ابن القطان نے کہ محمد بن عمرو بن عطا ثقہ لوگون مینسے ہین اور لیکن وہ اونکی اسناد مین اپنے دادا کی طرف منسوب ہوا اسواسطے دارقطنی نے اوسکو مجہول جانا اور متابعت کی اوسکی عبدالحق نے اور بیان کیا حسن ابوداود مین اور بیان کیا اوسکو شیخ نے اوسکے محمد بن ادریس رازی سے اور وہ ابوحاتم رازی ہین امام جرح اور تعدیل کے اور روایت کی ابوداؤد نے ام سلمہ سے کہا کہ مین پہنتی تھی اوضاح سونے سے اور اوضاح ایک قسم زیور کی ہی سو کہا مینے کہ اے رسول اللہ کیا کنز ہی یہ فرمایا کہ جو پہنچے یہانتک کہ ادا کی جاوے زکوٰۃ اوسکی اور زکوٰۃ اوسکی دیجاوے تو وہ کنز نہین ہی اور کنز سے مراد یہ ہی کہ روکنا چاندی اور سونے کا اور زکوٰۃ نہ دینا اوسکی گناہ ہی اور خراج کیا اوسکو حاکم نے مستدرک مین محمد بن مہاجر سے انھون نے ثابت سے اوسی اسناد سے اور کہا کہ صحیح ہی اوپر شرط بخاری کے اور لفظ اوسکا یہ ہی کہ جب ادا کی جاوے زکوٰۃ اوسکی تو وہ کنز نہین ہی لیکن کہا بیہقی نے کہ متفرد ہوا ساتھ اوسکے ثابت بن عجلان اور کہا صاحب تنقیح نے یہ کچھ ضرر نہین کرتا کیونکہ ثابت بن عجلان روایت کی اوسسے بخاری نے اور توثیق کی اوسکی ابن معین نے اور وہ جو کہا عبدالحق نے کہ نہین حجت پکڑی جاویگی ساتھ اوسکے قول ہی ضعیف نہین کہا یہ کسینے اور انکار کیا اوپر شیخ تقی الدین ابن دقیق العید نے

اور وہ جو کہا ابن الجوزی نے کہ محمد بن حباب راوی اسکی ہے ناوین ہے کہا ابن حبان نے کہ بناتا ہے احادیث کو اور نسبت کرتا ہے اونکی طرف ثقات کے پس ساقط ہے تفرد اسکا دہم ابن الجوزی کا قبیح ہے اسواسطے کہ محمد بن حباب کذاب وہ اور رہے اور یہ جو روایت کرتا ہے ثابت بن عجلان سے فقیہ ہے شامی ہے روایت کی اوس سے مسلم نے اور توثیق کی اوسکی احمد اور ابن معین اور ابو زرعہ اور ابو حاتم اور ابو داود وغیرہم نے اور عتاب بن بشیر روایت ابو داود مین توثیق کی اوسکی ابن معین نے اور روایت کی اوس سے بخاری نے ساتھ متابعت کے اور وہ جو مروی ہے جابر سے انھون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ نہین ہے زیور مین زکوۃ کما بیہقی نے باطل ہے نہین ہے اصل اوسکی اور ذکر کیا اوسکو شوکانی نے موضوعات مین اور یہ مروی ہے جابر سے کا قول اور جو آثار کہ مروی ہین ابن عمر سے اور حضرت عائشہ رضہ اور اسماء سے سو وہ موقوف ہین اور معارض ہین اون کے اور آثار روایت ہے حضرت عمر سے کہ انھون نے لکھا ابو موسی اشعری کو کہ زکوۃ دیوین عورتین اپنے زیورون کی روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے اور ابن مسعود سے کہ زیور مین زکوۃ ہے روایت کیا اوسکو عبد الرزاق نے اور لکھا عبد اللہ بن عتبہ نے طرف بیوی سالم کے کہ نکالے زکوۃ اپنی بیٹیون کے زیورون کی روایت کیا اوسکو دار قطنی نے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے عطا اور ابراہیم اور سعید بن جبیر اور طاؤس اور عبد اللہ بن شداد سے کہ کہا انھون نے وفی الحلی زکوۃ یعنی زیور مین زکوۃ ہے اور بھی روایت کی عطا اور ابراہیم نخعی سے کہ کہا انھون نے جاری ہوئی سنت کہ زیور مین زکوۃ ہے اور بہت سے آثار اس باب مین آثار اور وہ جو روایت کی مالک نے حضرت ابن عمر رضہ اور حضرت عائشہ رضہ سے کہ نہین اونکی انھون نے زیور مین زکوۃ معارض ہے اوسکے جو اوپر گذرا تو صحیح مذہب امام صاحب کا ہے واللہ اعلم وعلمہ اتم ص اور ایسا ہی اسباب تجارت مین بھی چالیسوان حصہ دیا جاویگا اگر قیمت اوسکی بقدر نصاب سونے یا چاندی کے ہو اور تقویم نصاب اور چالیسوان حصہ دینے کی اگر اوسمین فقیرون کو نفع ہو دینار سے یا دینار سے کرینگے اگر اوسمین زیادہ نفع ہو اور جب نصاب سے پانچوان حصہ بڑھ جاویگا تو اوسمین بھی اسی حساب سے زکوۃ واجب ہوگی جیسے دو سو درہم مین چالیس بڑھ جاوین تو اونمین اور زکوۃ مین دینا پڑیگا اور جو اسی بڑھین دو درہم بڑھ جاوینگے اور اگر پانچوین حصہ نصاب سے کم بڑھین تو کچھ لازم نہین آتا ف اور صاحبین کے نزدیک جو دو سو پر زیادہ ہو تو زکوۃ اوسکی اوسکے حساب سے واجب ہوگی چاہے پانچوان حصہ یعنی چالیس درہم پورے ہون یا نہون اور یہی قول ہے امام شافعی کا اور دلیل اونکی یہ ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور ہو لازم ہو دو درہم پر تو زکوۃ اوسکی اوسکے حساب سے ہے اور دلیل امام ابو حنیفہ کی یہ ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے معاذ کے جب بھیجا اونکو النبی صلی اللہ علیہ وسلم امرہ ان لا یاخذ فی الکسور شیئا یعنی حکم کیا اونکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہ لیوے کسور سے کچھ یعنی چالیسک جو بیچ مین کسرات واقع ہین اونمین زکوۃ نہ لی جاویگی مثلا دو سو پینتیس بڑھین تو پانچ درہم اور آدھا درہم آوے اور دس بڑھین تو ربع درہم اور تیس بڑھین تو تین حصہ درہم کے اور روایت کیا اس حدیث کو دار قطنی نے معاذ سے اور وہ ضعیف ہے ساتھ منہال بن حزم کے اور کہا عبد الحق نے احکام مین کہ روایت کی ابو داود نے عبد اللہ اور محمد سے انھون نے اپنے باپ سے انھون نے اپنے دادا سے انھون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ لکھی اپنے کتاب واسطے عمرو بن حزم کے کہ نہین ہے چاندی مین صدقہ یہانتک کہ پورے ہون اونکے دو سو درہم کو تو اونمین پانچ ہین اور ہر چالیس مین ایک ہے اور نہین ہے چالیس سے کم مین صدقہ اور روایت ہے کتاب ابن حزم مین بروایت نسائی اور ابن حبان اور حاکم کے کہ ہر پانچ اوقیہ مین

چاندی سے پانچ درہم مین اور جو زیادہ ہو تو ہر چالیس سے ایک درہم ہو اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے حدثنا عبد اللہ بن سلیمان عن عاصم عن الحسن قال کتب عمر الی ابی موسی الاشعری فما زاد علی المائتین ففی کل اربعین درھما درھم یعنی لکھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے طرف ابی موسی اشعری کے اور لیکن جو زائد ہو دو سو پر تو ہر چالیس درہم مین ایک درہم ہو اور ایک روایت مین ہے کہ لاؤ چوتھا حصہ دسوین حصہ کا یعنی چالیسواں حصہ ہر چالیس درہم سے ایک ص اور اگر درم مین کچھ خلل ہو تو اگر چاندی زیادہ ہو تو سکہ کا اعتبار ہوگا اور اگر غش یعنی تانبا وغیرہ زائد ہو تو اوسکی قیمت لگائی جاویگی اور اگر نصاب کا بیچ سال مین نقصان ہو جاوے اور پھر آخر سال مین پورا ہو جاوے زکوۃ واجب ہوگی مثلاً اگر اوسکے پاس اول سال مین نصاب یعنی بیس دینار موجود تھے پھر سال کے درمیان مین کم ہو گیا اور پھر آخیر سال مین بیس دینار ہو گئے زکوۃ ویسی ہی واجب ہوگی اور سونا چاندی کی طرف ملایا جاویگا اور اسباب دونون کی طرف ملایا جاویگا بحساب قیمت کے مثلاً اگر اوسکے پاس دس دینار اور نوے درہم تھے کہ قیمت اوسکی دس دینار ہین زکوۃ امام صاحب کے نزدیک واجب ہوگی اور صاحبین کے نزدیک نہین واجب ہوگی اور جب اوسکے پاس دس دینار اور سو درہم تھے سب کے نزدیک زکوۃ واجب ہوگی

باب عشر کے بیان مین

عاشر اوسکو کہتے ہین جسکو بادشاہ نے راہگذر پر تاجرون کے صدقہ لینے کے لیے مقرر کیا ہو اور اگر کسی تاجر نے عاشر سے کہا کہ تمام سال مجھ پر کچھ قرض نہین ہے میں خارج نہین ہوں یا سوا سوائم کے اور مال نہین کہا کہ شہر مین فقیر کو دیچکا ہون تو عاشر اوسکے قول کو قبول کرے اور اگر کہے سوائم مین فقیر کو دیچکا ہون تو اوسکا قول سچ نہ جانے کیونکہ سوائم مین فقیر کے دینا درست نہین بلکہ بادشاہ کو دینا چاہیے کہ وہ اوسکو مصرف مین اوسکے صرف کرے اور اگر دعوی کیا کہ زکوۃ اس سال کی مین دے چکا ہون اگر وہ عاشر وہ سال کا عاشر تھا تو قول اوسکا ساتھ قسم کے مان لینگے اور اوس عاشر کی چٹھی وصول نکالنا ضرور نہوگا اور جب تک مسلمان کا اعتبار کیا جاتا ہے ذمی کا بھی بہت بار کیا جاویگا مثلاً ذمی کا گذر جس لونڈی مین کے کہ یہ میری ام ولد ہے تو بیچنا جاویگا اور اوسمین سے کچھ نہ لیا جاویگا اور مسلمان کے عاشر یا میون حصہ لیوے اور ذمی سے بیسوان اور حربی سے دسوان حصہ اگر اوسکا نصاب کو پہونچ جاوے ف اور ایسا ہی کیا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے روایت کی امام محمد نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہ بھیجا اوسنے ایک شخص کو اور حکم کیا کہ مسلمانون کے مال سے جب تجارت کے لیے ہون چوتھا حصہ دس حصون مین سے اور ذمیون کے مال سے آدھا حصہ دس حصون مین سے اور حربی کے مال سے دسوان حصہ اور ایسا ہی روایت کیا اوسکو عبد الرزاق نے اور نوکون نے واللہ اعلم ص اور جتنا کہ کافر ہمارے تاجرون سے لیتے ہین معلوم ہووے اور اگر معلوم ہو جاوے تو اتنا ہی ہم بھی اون سے لینگے اگر کل مال وہ نہ لیتے ہون تو اگر اہل حرب ہمارا کل مال لیوین تو ہمارا عاشر حربی سے کل مال نہ لیویگا اور اگر نصاب سے کم ہو تو اوسمین سے نہ لیا جاویگا اگرچہ اوسنے اقرار کیا باقی نصاب کا کہ گھر مین ہے اور اگر اہل حرب ہم سے کوئی چیز نہین لیتے تو ہم بھی اونسے کچھ نہ لینگے اور اگر حربی سے عشر لیا اور پھر قبل سال گذرنے کے پھر عاشرون مین سے گذرا گر دار الحرب سے آیا ہو تو اوس سے دوبارا دسوان حصہ لیا جاویگا اور اگر لوٹ کے اپنے وطن جاتا ہو تو نہ لیا جاویگا اور جو ذمی شراب لیکے گذرے تو بیسوان حصہ لیا جاویگا اور سور مین کچھ نہ لیا جاویگا فقط شراب یا سور کو یا دونون کو لیجاوے یا امام ابو حنیفہ کا مذہب ہے اور شافعی کے

نزدیک کسیکا بیسوان حصہ نہ لیا جاویگا اور نزدیک امام زفر کے دونون کا لیا جاوے گا اور ابو یوسف کے نزدیک اگر دونون کو لیکے گذرے تو دونون کا بیسوان حصہ لیا جاوے گا اور اگر فقط شراب لیکے گذرے تو شراب کا بیسوان حصہ لیا جاویگا اور اگر فقط سور لاوے تو کچھ نہ لیا جاویگا اور اگر کوئی شخص مال بضاعت یا مال مضاربت سے گذرے جائز نہین ہو کہ اوس مال سے عاشر کچھ لیوے اسواسطے کہ وہ مال اوسکے پاس امانت ہو مگر یہ کہ مال مضاربت مین اگر اوسکا حصہ نصاب کو پونہچے تو اوسکے حصے کے موافق اوس سے لیا جاوے اور اگر کوئی غلام یا زن (یعنی مسلمان عورت ۱۲) سے گذرے تو اگر قرضدار ہو تو کچھ نہ لیوے اور اگر قرضدار نہو تو اگر مولی اوکا اوسکے ساتھ ہو تو لیوے اور اگر ساتھ نہین تو نہ لیوے

باب رکاز کے بیان مین

رکاز اوس مال کو کہتے ہین کہ زمین کے نیچے پیدا ہوا ہو یا رکھا گیا ہو تو کان پیدا ہوتی ہو اور خزانہ رکھا جاتا ہو کان سونے کی اور مثل اوسکے زمین خراجی یا عشری مین ہو پانچوان حصہ واجب ہوتا ہو ف کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ رکاز مین پانچوان حصہ ہو اخراج کیا اوسکا صحاح ستہ والون نے ص اور باقی سب پانے والون کا ہو اگر اوس زمین کا کوئی مالک نہین ہو اور اگر وہ زمین کسیکی ملک ہو تو باقی مالک کو ہو اور اگر کسیکے گھر مین کچھ نکلا تو اوسمین کچھ واجب نہین ہوتا اور اگر اپنی زمین مین پایا تو اوسمین ایک روایت مین کچھ لازم نہین آتا اور ایک مین لازم آتا ہو اور موتیون اور عنبر اور فیروزے مین اگر پہاڑ پر ملین تو پانچوان حصہ اونمین واجب نہین ف اسواسطے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لَا خُمُسَ فِي الْحَجَرِ یعنی نہین ہی پانچوان حصہ پتھر مین اور یہ حدیث ہدایہ مین ہی لیکن اس لفظ سے نہین ہی ہان روایت کی ابن عدی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لَا زَكَاةَ فِي حَجَرٍ یعنی نہین ہی زکوۃ پتھر مین دو طریقون سے اور دونون ضعیف ہین پہلا سبب ضعف بن ابی عمر کلاعی کے اور دوسرا ساتھ محمد ابن عبد العزیز رملی کے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے عکرمہ سے کہ نہین ہی موتی اور نہ زمرد مین زکوۃ مگر یہ کہ تجارت کے لیے ہون اور ایسا ہی ہی عنبر مین اور یہ مذہب امام ابو حنیفہ اور محمد کا ہو اور ابو یوسف کے نزدیک جو چیز زیور کے قسم سے دریا سے نکالی جاوے اوسمین پانچوان حصہ ہو اسواسطے کہ حضرت عمر رضی نے لیا خمس عنبر سے اور یہ حدیث ہدایہ مین ہو اور روایت کیا اوسکو قاسم بن سلام نے کتاب الاموال مین لیکن سناد اوسکی ضعیف ہی علاوہ اسکے کہا شیخ ابن الہمام رحمہ اللہ نے اَنَّ ثُبُوتَهُ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَمْ يَصِحَّ اَصْلًا انتہی یعنی ثبوت اس حدیث کا عمر رضی اللہ عنہ سے نہین صحیح ہوا ہرگز لیکن روایت کی عبد الرزاق نے ثنا معمر عن سماك ابن الفضل عن عمر بن عبد العزیز اَنَّهُ اَخَذَ مِنَ الْعَنْبَرِ الْخُمُسَ یعنی لیا عمر بن عبد العزیز نے عنبر سے پانچوان حصہ اور حسن بصری اور ابن شہاب زہری سے کہ کہا انھون نے عنبر اور معدن مین پانچوان حصہ ہو اور روایت کی شافعی نے ابن عباس سے اَنَّ اِبْرَاهِيمَ بْنَ سَعْدٍ كَانَ عَامِلًا لِابْنِ عَبَّاسٍ سَأَلَ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنِ الْعَنْبَرِ فَقَالَ لَوْ كَانَ فِيهِ شَيْءٌ فَالْخُمُسُ یعنی پوچھا ابن عباس رضی سے عنبر سے کہ اگر ہوا اوسمین کچھ تو پانچوان حصہ ہو اور اس سے شک معلوم ہوتا ہو اور دلیل ہماری یہ ہی جو روایت کی ابو عبید نے کتاب الاموال مین اور شافعی نے بھی ثنا ابن ابی مریم عن داود بن عبد الرحمن العطار سمعت عمرو بن دینار یحدث عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال لیس فی العنبر خمس کہا ابن عباس رضی نے کہ نہین ہی عنبر مین پانچوان حصہ اور کہا حدثنا مروان بن معاویۃ عن ابراہیم الملائی عن ابی الزبیر عن جابر بخوہ اور جابر سے بھی ایسا ہی مروی ہو ص جو خزانہ کہ رکاز اوسکا اسلام کا ہی اگر پاوے تو اوسکو لوگون سے

پہچنوائے جیسے لقطہ یعنی پڑی چیز کا حکم ہو اور اگر سکہ کفر کا ہو تو پانچوان حصہ لازم آویگا اور باقی پانے والے کا اگر وہ زمین اسکی ملک نہین اور نہین تو جو مالک اول اسلام کی فتح کا ہو اوسکو ملیگا اور اگر تاجر ہمارا امن لیکے دار الحرب مین گیا اور وہان کا رکاز پایا سب اوسکی ہو اور اگر کسی حربی کے گھر مین پائی تو گھر کے مالک کی ہو اور اگر زمین دار الحرب کے کسیکی ملک نہین ہے پائی پانچوان حصہ اوسکا نہین اور باقی سب اوسکا ہو

باب زکوۃ خارج کے بیان مین

زمین عشری کے شہد مین اور پہاڑ کے شہد مین اور میوے مین اور زمین مین نکلنے والی چیزون مین اگر اوسکو اپنی جاری یا مینہ سے سینچا ہو اگر پانچ وسق نہون یا برس بھر باقی نہ رہتا ہو امام ابو حنیفہ کے نزدیک دسوان حصہ لازم آویگا اور صاحبین اور امام شافعی کے نزدیک پانچ وسق سے کم مین کچھ لازم نہ آویگا اور وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اور صاع آٹھ رطل یعنی چار سیر شاہجہانی کا ہوتا ہے ف لیکن شہد سے دسوان حصہ اگرچہ پانچ وسق کے برابر نہو دے سو اسواسطے کہ روایت کی بخاری نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ جسکو تر کرے آسمان یا چشمہ اور زمین عشری ہو تو اوسمین دسوان حصہ ہے اور جو ڈول وغیرہ سے پانی دیا جاوے تو اوسمین بیسوان حصہ ہو اور حدیث مین مطلق ہے اور ذکر پانچ وسق کا نہین ہے تو حمول ہوگی اطلاق پر اور اس باب مین بہت آثار ہین نکالا عبد الرزاق نے عمر بن عبد العزیز سے کہا کہ جواد کے کم یا بہت اوسمین دسوان حصہ ہے اور نکالا مانند اسکے مجاہد اور ابراہیم نخعی سے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے مانند اسکے عمر بن عبد العزیز اور مجاہد اور نخعی سے اور زیادہ کیا حدیث نخعی مین یہانتک کہ ہر چیز مین دسوان حصہ ہو اور امام شافعی کی دلیل یہ ہے کہ فرمایا حضرت نے لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ صَدَقَةٌ نہین ہے پانچ وسق سے کم مین صدقہ اور اوپر حدیث گذر چکی روایت کی عبد الرزاق نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ انھون نے انکی طرف یمن کے یہ کہ لیا جاوے شہد والون سے دسوان حصہ اور روایت کی عبد اللہ بن عمرو بن العاص نے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لیا شہد سے دسوان حصہ نقل کی یہ ابن حبان نے اور روایت کی شافعی نے سعد بن ابی ذباب سے کہ آیا مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور کہا مین نے اے رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم کردو واسطے قوم میری کے وہ چیز کہ اسلام لائے اوپر دیا اور عامل کیا مجکو ابو بکر نے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سو جب آئے وہ اپنی قوم پر کہا اے قوم ادا کرو زکوۃ شہد کی کیونکہ نہین عمدہ ہے دل مال مین کہ ندیجاوے زکوۃ اوسکی کہا انھون نے کیا جانتے ہو تم یعنی کتنی زکوۃ دیوین کہا کہ دسوان حصہ اور لیا مین نے اون سے دسوان حصہ اور لایا مین اوسکو حضرت عمر کے پاس سو پوچھ ڈالا انھون نے اوسکو اور کر دیا اوسکو مسلمانون کے صدقون مین اور ایسا ہی روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے صفوان بن عیسی سے کہا انھون نے حدیث کی ہمسے اوسکی حارث نے اور روایت کیا اوسکو صلت بن محمد نے انس بن عیاض سے انھون نے حارث بن ابی ذباب سے انھون نے منیر بن عبد اللہ سے انھون نے اپنے باپ سے انھون نے سعد سے اور نہین پہچانا ابن المدینی نے والد منیر کو اور پوچھا اون سے ابو حاتم نے کہا صحیح ہے حدیث اوسکی فرمایا کہ ہان اور نکالا ابو عبید قاسم بن سلام نے کتاب الاموال مین عمرو بن شعیب سے انھون نے اپنے باپ سے انھون نے اپنے دادا سے کہ لیتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے زمانے مین شہد سے دسوان حصہ ہر دس مشکون سے ایک مشک اور اسناد مین اوسکی ابن لہیعہ ضعیف ہے اور ایسی ہی روایت کی ترمذی نے اور ضعیف کیا اوسکو اور روایت کیا ابن ماجہ نے اس حدیث کو بسند صحیح کہا اور حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ثَنَا نُعَيْمُ بْنُ حَمَّادٍ ثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ ثَنَا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ جَدِّہٖ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو وَعَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ اَخَذَ مِنَ الْعَسَلِ الْعُشْرَ یعنی لیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شہد سے دسوان حصہ اور یہ حدیث صحیح ہی اس باب مین اور اسی سے لازم ہی تمسک کرنا اور اسناد اوسکی صحیح ہی اور روایت کی ابن ماجہ نے ابو سیارہ متعی سے کہ کہا مین نے اے رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میرے پاس شہد ہی فرمایا کہ ادا کر عشر کو یعنی دسوین حصے کو سو کہا مین نے اے رسول اللہ محافظت کرو اوسکی تم میرے واسطے سو کی آپنے اور ایسا ہی روایت کیا اوسکو امام احمد اور ابو داؤد طیالسی نے اور ابو یعلی موصلی نے اپنے مسندون مین کہا بیہقی نے کہ یہ صحیح ہی جو روایت کیا گیا واجب ہونے عشر مین اور وہ منقطع ہی کہا ترمذی نے پوچھا مین نے محمد بن اسمعیل سے اس حدیث کو سو کہا کہ یہ منقطع ہی سلیمان بن موسی نے نہین پایا سکو صحابی سے اور نہین ہی صحیح شہد کی زکوۃ مین کچھ اور روایت کی مثل اسکے طبرانی نے معجم مین اور تفصیل اوسکی شیخ ابن الہمام نے لکھی ہی واللہ اعلم بالصواب لیکن حق یہ ہی کہ ان سب حدیثون سے زکوۃ شہد کی ثابت ہوگئی اگرچہ ایک ایک حدیث سے ثابت نہوا اور دوسرے یہ کہ حدیث عمرو بن شعیب کی جسکو روایت کیا ابن ماجہ نے صحیح ہی اسناد اوسکی اور نہین پائی گئی اوسمین کوئی قدح ص اور سبزون وغیرہ مین یا جو چیزین کہ برسین رہتین صاحبین اور شافعی کے نزدیک صدقہ نہین اور امام صاحب کے نزدیک واجب ہی کہ مالک سبزون وغیرہ کا فقیر کو صدقہ دیوے زکہ بادشاہ اوسکو یوسے ایسا ہی لکھا ہی اسرار مین قاضی امام ابو زید دبوسی کے ف اور دلیل امام صاحب کی یہ ہی جواوپر گذری کہ جو اگاوے آسمان یا چشمہ اور زمین عشری ہو تو اوسمین دسوان حصہ ہی اور اطلاق حدیث کا اون کے نزدیک حجت ہی اور صاحبین کی دلیل ہی جو جامع ترمذی مین ہی حدیث معاذ کہ نہین ہی سبزون مین صدقہ اور کہا کہ نہین ہی اسناد اوسکی صحیح اور نہین صحیح ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ اس باب مین اور روایت کیا حاکم نے یہ مضمون اور صحیح کیا اوسکو اور غلطی کی اوسنے اسناد مین اور اوسکی اسحق بن یحیی متروک ہی ترک کیا اوسکو احمد اور نسائی وغیرہما نے اور اچھی اس باب مین ایک حدیث ہی روایت کیا اسکو دارقطنی نے موسی بن طلحہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا کہ لیا جاوے سبزون مین سے صدقہ اور مراد ہمارے نزدیک حجت ہی ص اور لکڑی وغیرہ جیسے نرکل یا گھاس مین صدقہ واجب نہین اور جو کہ زمین سے نکلے اور ڈول یا دولاب سے پانی دیا جاوے تو اوسمین بیسوان حصہ دیا جاویگا تو پہلے صدقہ دیدے اور بعد اوسکے کاٹنے وغیرہ کی مزدوری نکالین ف اور دلیل اسکی اوپر گذری ص اور جو زمین عشری تغلبی کی ہو اوسمین سے جو نکلے تو پانچوان حصہ لازم آویگا لڑکا اور مرد اور عورت سب اون کے برابر ہین اگرچہ وہ مسلمان نہوے یا اوسکو مسلمان نہ خریدے کیونکہ دسوان حصہ لازم آتا ہی ہمارے نزدیک زمین پر تو اون کے زمین پر اوسکا دونا لازم آویگا اگرچہ مسلمان ہوجاوین ظہیریہ کے نزدیک اور ابو یوسف کے نزدیک اگر مسلمان ہوجاوین تو دسوان حصہ لازم آویگا اور عشری مین کہ بیچدی خریدا تو وہ خراجی ہوجاویگی اور اگر پھر اوسکو مسلمان نے لیا تو پھر عشری ہوجاویگی ف زمین عرب کی اور جو زمین کہ اہل اوسکے اسلام لاوین اور وہ زمین کہ اوسکو بعد فتح کے ساتھ غلبے کے لشکر مین تقسیم کیا عشری ہی اور وہ زمین کہ اوسکو بعد غلبے کے اونہین کفار پر رہنے دیا اور وہ زمین کہ اون کے مالکون سے صلح کی ہی خراجی ہی ص اگر اپنی زمین کو ذمی نے باغ بنایا خراجی ہوجاویگا اور اگر اوسکو مسلمان نے بنایا تو اگر اوسکو خراج کے پانی سے سینچا ہی تو خراجی ہی اور اگر عشر کے پانی سے تو عشری ہی اور پانی آسمان کا اور کنوئین کا اور چشمے کا عشری ہی اور پانی اون نہرون کا جنکو عجمیون نے کھودا ہی جیسے نہر یزدجرد کی خراجی ہی اور اسیطرح سیحون اور جیحون اور دجلہ اور فرات کا

پانی امام ابو یوسف کے نزدیک خراجی ہو اور امام محمد کے نزدیک عشری ہو اور قیر اور نفط کے چشمے مین اگر زمین عشری مین ہو تو کچھ نہین اور اگر زمین خراجی مین ہو مگر وہ چشمے کے کھیتی ہو سکتی ہو تو خراج اوسمین لازم ہوگا نہ چشمے مین ۱۲

باب مصارف زکوۃ کے بیان مین

ف جاننا چاہیے کہ اصل اس باب مین قول اللہ تعالی کا ہو اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ اخیر آیت تک اور ساقط ہو گئے اونمین سے وہ کافر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اونکو بوجہ ضعف اسلام کے واسطے تالیف قلوب کے دیا کرتے تھے کیونکہ اب اسلام قوی ہو گیا اب کچھ حاجت کافرون کے الفت دلانے کی نہین اور اون لوگونکو اللہ تعالی نے وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ یعنی الفت کرائے گئے دل اونکے فرمایا اور دلیل اوسکی یہ ہو کہ کہا حضرت عمر بن خطاب نے جب آیا اون کے پاس عیینہ بن حصین کہ یہ دین سچ ہی اللہ کیطرف سے تو جسکا جی چاہے ایمان لاوے اور جسکا جی چاہے کافر رہے روایت کیا اوسکو طبری نے تفسیر مین یعنی اب ہم کچھ کافرون کو واسطے ملانے کے مال نہ دینگے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے شعبی سے کہ تھے مؤلفہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین اور جب خلیفہ ہوے حضرت ابو بکرؓ قطع کیا اوسکو اور اسی پر اجماع منعقد ہو اور ایک روایت مین حضرت عمرؓ سے ہو کہ کہا انھون نے یہ چیز ہو کہ دیتے تھے تمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تاکہ ملا دین دل تمھارا اوپر اسلام کے اور اب عزت دی اللہ نے اسلام کو تو اگر تم توبہ کرو اسلام پر تو اچھا ورنہ ہمارے تمھارے درمیان مین تلوار ہو اور کیا حضرت ابو بکرؓ نے ایسا ہی اور نہ کیا انکار اسکا کسینے صحابہ مین سے تو ثابت ہوا اتفاق ص مصارف زکوۃ کے سات ہین ایک فقیر یعنی جو شخص کہ مالک نصاب کا نہو وے دوسرے مسکین جسکے پاس کچھ نہین تیسرے عامل صدقہ کا اوسکو اپنے عمل کے موافق دیا جاویگا چوتھے مکاتب تو اوسکی آزادگی مین مال زکوۃ سے مدد کیجاویگی پانچوین قرضدار جو شخص کہ فاضل اپنے قرض سے نصاب کا مالک نہین چھٹے فی سبیل اللہ یعنی جو شخص کہ جہاد سے بسبب نہونے خرچ کے رکا گیا ہو امام ابی یوسف کے نزدیک یا جو شخص کہ حج سے رک جاوے امام محمد کے نزدیک ف اسواسطے کہ کیا تھا ابو معقل نے ایک اونٹ کو اپنے اللہ کی راہ مین سو حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ چڑھے اوسپر ایک حج کرنے والی کو روایت کیا اسکو ابو داود نے اور ذکر کی ایک حدیث طویل اور وہ حج کرنے والی ام معقل تھی ص ساتوین مسافر کہ اوسکے پاس مال ہو لیکن بالفعل سفر مین اوسکے پاس موجود نہین اور مالک نصاب کو درست ہو کہ زکوۃ اپنے مال کی ان سب مصارف کو دیوے یا بعض کو اور امام شافعی کے نزدیک واجب ہو کہ سب مصارف مین صرف کرے اور ہر صنف مین تین شخصونکو دیوے ف اور دلیل ہماری موافق ہمارے مذہب کے روایت کی بیہقی نے ابن عباسؓ سے اور ابن ابی شیبہ نے عمرؓ سے اور روایت کی طبری نے اس آیت کے تحت مین اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ آخر اَنَا عِمْرَانُ بْنُ يَحْيَى نَا عَنْ عَطَاءٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ الْآيَةَ قَالَ فِي اَيِّ صِنْفٍ وَضَعْتَهُ اَجْزَأَكَ یعنی کہا حضرت عبد اللہ بن عباس نے کہ جس قسم مین ان مین سے زکوۃ کو رکھیگا کافی ہو جاویگی تجھے اور کہا اوسنے اَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ لَيْثٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ عُمَرَ اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ الْآيَةَ قَالَ اَيَّمَا صِنْفٍ اَعْطَيْتَ مِنْ هٰذَا اَجْزَأَ عَنْكَ ثَنَا حَفْصٌ عَنْ لَيْثٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ عُمَرَ اَنَّهُ كَانَ يَأْخُذُ الْفَرْضَ فِي الصَّدَقَةِ فَيَجْعَلُهُ فِي صِنْفٍ وَاحِدٍ وَرُوِيَ اَيْضًا عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ اَرْطَاةَ عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ عَنْ حُذَيْفَةَ اَنَّهُ قَالَ اِذَا وَضَعْتَهَا فِي صِنْفٍ وَاحِدٍ

اجزأ اور اخرج یحیٰی عن سعید بن جبیر وعطاء بن ابی رباح وابراہیم النخعی وابی العالیۃ ومیمون بن مہران
باسانید صحیحۃ واستدل ابن الجوزی فی التحقیق بحدیث معاذ فاعلمہم ان اللہ قد افترض علیہم صدقۃ تؤخذ
من اغنیائہم وترد علی فقرائہم والفقراء صنف واحد وفیہ نظر تسمعہ قریبا قال ابو عبید فی کتاب
الاموال ومما یدل علی صحۃ ذلک ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اداہ بعد ذلک مالا فجعلہ فی صنف
واحد وہم المؤلفۃ قلوبہم الی اخرہ ذکرہ الشیخ ابن الہمام یعنی کہا حضرت عمرؓ نے اوس آیت میں کہ جس
قسم میں عطا کریگا تو اوسکو اونمیں سے کافی ہوجاویگا تجھے اور حضرت عمر لیتے تھے مال صدقے سے اور کرتے تھے اوسکو ایک ہی
قسم میں اور ایسا ہی کہا حذیفہ نے اور نکالا مانند اسکے سعید اور عطاء اور ابراہیم اور ابو العالیہ اور میمون بن مہران نے
کبار تابعین سے ساتھ سندوں حسن کے اور دلیل لائے ابن الجوزی ساتھ حدیث معاذ کے کہ بتا تو اونکو کہ اللہ نے فرض کیا صدقہ اونپر لیا جاوے
اونکے امیروں سے اور رد دیا جاوے اونکے فقیروں کو اور کہا ابو عبید نے کتاب الاموال میں کہ دلالت کرتا ہے اسکی صحت پر کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے ادا کیا مال بعد اس آیت کے اوترنے کے اور کیا اوسکو ایک ہی قسم میں ص اور مال زکوٰۃ سے مسجد بنانا یا میت کے
کفن میں دینا یا قرض میت کا ادا کرنا یا غلام لیکے اوسکو آزاد کرنا درست نہیں ف اور جو فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور صرف کرو
صدقے کو گردنوں میں اوس سے مراد یہ ہے کہ مکاتب کو قسمت میں اوسکی مدد کرکے آزاد کرادیوے ایسا ہی مروی ہے ابو موسیٰ سے اخراج کیا
اوسکا طبری نے اور لفظ اوسکا یہ ہے عن الحسن البصری ان مکاتبا قام الی ابی موسیٰ الاشعری وہو خطب فقال لہ
یا ایہا الامیر حث الناس علی فحث علیہ ابو موسیٰ فالقی الناس علیہ ہذا یلقی عمامۃ وہذا یلقی
ملاءۃ وہذا یلقی خاتما حتی القی الناس علیہ سوادا کثیرا فلما رای ابو موسیٰ ما القی علیہ قال
اجمعوہ ثم امر بہ فبیع فاعطی المکاتب مکاتبتہ ثم اعطی الفضل فی الرقاب ولم یردہ علی الناس
وقال ان ہذا الذی اعطوہ فی الرقاب اور روایت کی حسن بصری اور زہری اور عبد الرحمن بن زید بن اسلم سے
کہ کہا انہوں نے وفی الرقاب میں وہ مکاتب لوگ ہیں واللہ اعلم ص اور درست نہیں مال زکوٰۃ کو اپنے باپ دادا
نانی نانا اسول سے یا بیٹا بیٹی یا پوتا پوتی فروع سے اور خاوند جورو کو اور جورو خاوند کو دیکر اور بھی مولیٰ کا دینا اپنے غلام کو
اگرچہ کچھ آزاد ہوچکا ہو درست نہیں ف اور صاحبین کے نزدیک عورت کا خاوند کو دینا درست ہے اور دلیل اوسکی یہ ہے کہ
سنت کی بخاری و مسلم اور نسائی اور ابن ماجہ نے کہ پوچھا زینب بیوی نے عبد اللہ بن مسعود کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ کیا کافی ہے
مجکو صدقے میں کہ دوں میں اپنے خاوند کو اور یتیموں کو کہ میری گود میں ہیں تو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اوسکو دو اجر ہیں ایک اجر
صدقے کا اور ایک اجر قرابت کا اور روایت کیا اوسکو بزار نے مسند میں اور ذکر کیا اوسکو ابن الہمام ص اور درست نہیں کہ زکوٰۃ
مالدار کو یا مالدار کے غلام کو یا اوسکے کو دیوے اور مکاتب کو مالدار کے دینا درست ہے ف کیونکہ فرمایا حضرت نے کہ نہیں حلال ہے
صدقہ واسطے مالدار کے اور نہ جو جوان مضبوط ہو روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ترمذی نے ابن عمرؓ سے اور ابن ماجہ نے ابو ہریرہؓ
سے اور ضعیف کیا بعضوں نے اس حدیث کو کہ اسناد میں اوسکی زید بن ریحان ہے اور اوسمیں کلام ہے اور توثیق کی اوسکی ابن معین نے
اور کہا ابن حبان نے کہ وہ صدوق ہے علاوہ اسکے اس حدیث کے بہت سے طریقے ہیں سب طریقوں میں یہ مرفوع ہے اور روایت کیا ابو داؤد اور

نسائی نے کہ آئے دو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور حضرت تقسیم کرتے تھے صدقے کو اور انھون نے مانگا آپ سے سو فرمایا آپ نے وَلَا حَظَّ فِيهَا لِغَنِيٍّ وَلَا لِقَوِيٍّ مُكْتَسِبٍ یعنی نہین ہی حصہ اوسمین واسطے غنی کے اور نہ واسطے قوی کمائی کرنیوالے کے کہا صاحب تنقیح نے یہ حدیث صحیح ہی اور کہا امام احمد نے یہ حدیث احسن ہی اسنادا وسکی اور کہا شیخ ابن الہمام نے کہ یہ حدیث سائم حدیث معاذ کے کہ لے صدقہ مسلمانون کے امیرون سے اور دیدے اونمی کے فقیرونکو جحت ہی امام شافعی پر کہ تجویز کیا انھون نے صدقے کو واسطے مالدار جہاد کرنیوالے کے اور دلیل امام شافعی کی یہ ہی جو روایت کی ابوداود اور ابن ماجہ اور مالک نے کہ فرمایا حضرت نے نہین حلال ہی صدقہ واسطے غنی کے مگر پانچ شخصون کے لیے ایک جو شخص کہ عامل ہو صدقے پر اور وہ شخص کہ جسنے خریدا وسکو اپنے مال سے اور قرضدار اور جہاد کرنیوالا اللہ کی راہ مین اور مرد مسکین کہ جسنے اوسکو صدقہ دیا اور اوسنے جاکے ایک امیر کو تحفہ دیا تو وہ اوس امیر کے واسطے درست ہی جیسا کہ حضرت نے بریرہ لونڈی سے ارشاد فرمایا اور گوشت کے حق مین جو اوسکو صدقے مین ملا تھا لَكِ صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ یعنی تیرے واسطے صدقہ ہی اور ہمارے واسطے ہدیہ ہی اور ذکر کیا شیخ ابن الہمام نے قِيلَ لَمْ يَثْبُتْ وَلَوْ ثَبَتَ فَإِنَّهُ لَمْ يَقْوَ قُوَّةَ حَدِيثِ مُعَاذٍ بِأَنَّهُ مَانِعٌ وَمَا رَوَاهُ مُثْبِتٌ یعنی یہ حدیث ثابت نہین ہی اور اگر ثابت ہو تو نہ ہوگی قوت اوسکی قوت حدیث معاذ کی ہی اسواسطے کہ روایت کیا اسکو اصحاب کتب ستہ نے باوجود اسکے کہ ایک اور حدیث ابن عمر کی اوسکے معین ہی آخر تک ص زکوۃ نہ ہاشم کو یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ اور عباس رضی اللہ عنہ و عقیل اور حارث کی اولاد کو اور اونکے غلامون آزاد کو دینا درست نہین ف کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین حلال ہی صدقے تمھارے ال محمد کے واسطے کچھ اسواسطے کہ وہ میل ہی آدمیون کے ہاتھون کا اور تمھارے واسطے پانچوین حصے مین پانچوان حصہ ہی جو تمکو غنی کریگا روایت کیا اسکو طبرانی نے اور روایت کی بخاری نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپنے ہم اہل بیت ہین نہین حلال ہی ہمارے لیے میل آدمیون کا اور روایت کیا مسلم نے ایک مضمون طویل اس باب مین اور آزاد اونکے مولی یعنی جو غلام اونکا آزاد کیا ہوا ہو اوسکو بھی درست نہین اور روایت کی ابوداود اور ترمذی اور نسائی نے ابورافع سے مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آنحضرت نے بھیجا ایک شخص کو بنی مخزوم سے اوپر صدقے کے سو کہا اوسنے واسطے ابورافع کے کہ ساتھ میرے کہ شاید تمکو بھی کچھ اوسمین سے ملیگا کہا ابورافع نے کہ آیا مین حضرت کے پاس اور پوچھا مینے اونسے سو فرمایا کہ مولی قوم کا اونمین سے ہی اور ہمارے واسطے نہین حلال ہی صدقہ کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن صحیح ہی اور صحیح کیا اوسکو حاکم نے اور ابورافع نام اونکا اسلم ہی اور باپ کا نام عبید اللہ ہی اور وہ کاتب تھے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ص ذمی کو زکوۃ کے سوا اور چیزین دینا صدقہ وغیرہ درست ہی ف اور زکوۃ درست نہین کیونکہ حدیث معاذ مین ہی کہ صرف کر زکوۃ کو مسلمانون کے فقیرونمین اور ذمی کافر ہی ص اور اگر مالک نصاب نے کسیکو زکوۃ دیدی اور پھر معلوم ہوا کہ وہ مصرف نہین اگر وہ غلام یا مکاتب ہے سکا تو پھیر ادا کرے زکوۃ کو اور اگر معلوم ہوا کہ اوسکا باپ لڑکا ہی غنی یا ذمی یا ہاشمی نکلا تو پھیر نہ ادا کرے زکوۃ کو اور امام ابو یوسف کے نزدیک پھیر ادا کرے اور مستحب ہی زکوۃ دینی ایک فقیر کو اتنی کہ ایک دن کو اوسکے سوال سے بے پروا کرے اور بقدر نصاب مدینا ایک فقیر کو مثلاً دو سو درہم جبکہ وہ قرضدار نہین کردہ ہی اور مال زکوۃ کا دوسرے شہر مین بھیجنا مکروہ ہی مگر اپنے غریبونکو یا اونکو جو اپنے شہر سے زیادہ محتاج ہین

باب صدقہ فطر کے بیان مین

صدقہ فطر کا گیہون یا اوسکے آٹے یا اوسکے ستو سے یا سوکھے انگور سے آدھا صاع اور فرمایا جو سے ایک صاع اور وہ صاع جسمین آٹھ رطل ہاشمی یا مور سماوی ف صدقہ مخطر واجب ہی کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ زکوۃ عید فطر کی یعنی صدقہ اوسکا پاکی ہی واسطے مسلمانون کے لغو اور رفث سے اور کھانا ہی واسطے مسکین کے سو جسنے ادا کیا اوسکو قبل نماز کے سو وہ زکوۃ مقبول ہی اور جسنے ادا کیا اوسکو بعد نماز کے تو وہ ایک صدقہ ہی صدقون سے روایت کیا اسکو دارقطنی نے اور ابو داود اور ابن ماجہ نے اور کہا دارقطنی نے کہ نہین ہی اوسمین کوئی مجروح ضعیف اور وہ جو حدیث صاحب ہدایہ نے بیان کی ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطبے مین کہ ادا کرو ہر آزاد اور غلام چھوٹے بڑے سے آدھا صاع گیہون سے یا ایک صاع کھجور سے یا ایک صاع جو سے روایت کیا اوسکو ثعلبہ بن صعیر عدوی نے یا صعیر عدوی نے یعنی اختلاف ہی اسمین صعیر دال سے ہی یا عذری ذال معجمہ سے ہی تو وہ حدیث مروی ہی سنن ابو داود اور دارقطنی اور مسند عبد الرزاق مین اور اختلاف ہی اوسکی نسبت اور نام اور متن حدیث مین لیکن اختلاف نسبت مین سو یہ ہی کہ عدوی ہی یا عذری ہی ذال کے پیش اور زے سے تو بعضون نے کہا ہی کہ عدوی ہی نسبت ہی عدی کی طرف اوسکے بڑے دادا کے اور کہا ہی کہ عذری اور یہی صحیح ہی اور ذکر کیا اوسکو مغرب نے غیرہ مین اور صحیح کیا ابو علی غسانی نے عذری کو اور کنیت اوسکی ابو محمد ہی اور اختلاف نام مین سو یہ ہی کہ وہ ثعلبہ بن ابی صعیر ہی یعنی ثعلبہ بن عبد اللہ بن ابی صعیر یا ثعلبہ بن عبد اللہ بن صعیر اور اختلاف متن مین سو ایک روایت مین ہی صَدَقَةُ الْفِطْرِ صَاعٌ مِنْ تَمْرٍ اَوْ قَمْحٍ عَنْ كُلِّ رَأْسٍ یعنی صدقہ فطر کا ایک صاع ہی کھجور سے یا گیہون سے ہر آدمی کے پیچھے اور ایک مین ہی صَدَقَةُ الْفِطْرِ صَاعٌ مِنْ بُرٍّ اَوْ قَمْحٍ عَلَى كُلِّ اثْنَيْنِ یعنی صدقہ فطر کا ایک صاع ہی گیہون سے دو آدمیون مین کہا صاحب امام نے کہ ممکن ہی تحریف راس کی طرف اثنین کے انتہی لیکن یہ احتمال بعید ہی کیونکہ اکثر طریقون صحیحہ مین لفظ اثنین کا وارد ہی کہا عبد الرزاق نے اَخْبَرَنَا جُرَيْجٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ ثَعْلَبَةَ قَالَ خَطَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ قَبْلَ يَوْمِ الْفِطْرِ بِيَوْمٍ اَوْ يَوْمَيْنِ فَقَالَ اَدُّوْا صَاعًا مِنْ بُرٍّ اَوْ قَمْحٍ بَيْنَ اثْنَيْنِ اَوْ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ اَوْ شَعِيْرٍ عَنْ كُلِّ حُرٍّ وَعَبْدٍ صَغِيْرٍ اَوْ كَبِيْرٍ کہ خطبہ پڑھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگون پر قبل دن فطر کے ایک دن یا دو دن سو کہا کہ ادا کرو ایک صاع گیہون سے دو آدمیون کے یا ایک صاع کھجور سے یا جو سے ہر آزاد اور غلام چھوٹے بڑے کی طرف سے اور یہ سند صحیح ہی اور روایت کی بخاری مسلم ابن ماجہ وغیرہم نے ابن عمرؓ سے کہ فرض کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوۃ فطر کو رمضان سے لوگون پر ایک صاع کھجور سے یا جو سے اور ہر آزاد اور غلام مرد اور عورت کے مسلمانون مین سے اور ایک روایت مین ہی کہ حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوۃ فطر کا اور لازم ہی کہ بحث پکڑی جاوے اوس حدیث سے جسکو روایت کیا حاکم نے مستدرک مین ابن عباس سے اَنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَمَرَ صَارِخًا بِبَطْنِ مَكَّةَ يُنَادِيْ اَنَّ صَدَقَةَ الْفِطْرِ حَقٌّ وَّاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ صَغِيْرٍ اَوْ كَبِيْرٍ حُرٍّ اَوْ مَمْلُوْكٍ الحدیث یعنی صدقہ فطر کا حق ہی واجب ہی ہر مسلمان چھوٹے بڑے پر آزاد ہو یا غلام آخر حدیث تک اور امام شافعی کے نزدیک سب پیزون مین سے ایک ہی صاع ہی اور دلیل لاتے ہین ساتھ حدیث ابو سعید عذری کے کہ ہم نکالتے تھے جب ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زکوۃ فطر کی ہر چھوٹے اور بڑے آزاد اور غلام سے ایک صاع طعام سے یا ایک صاع اقط سے یا ایک صاع جو سے یا کھجور سے یا انگور خشک سے تو ہم ایسا ہی نکالتے رہے یہانتک کہ آئے معاویہؓ حج کرنے کو یا عمرہ تو بیان کیا لوگون سے منبر پر تو اونکا یہ کلام تھا کہ

جاتا ہون کہ دو مد گیہون شام سے برابر ہون ایک صاع کھجور کے تو لیا اوسکو لوگون نے اور مین ایسا ہی نکالتا تھا جیسا کہ نکالتا تھا
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مین اور دلیل ہماری بہت حدیثین مشہور ہین ایک حدیث ثعلبہ کی جو اوپر گذری اور
ابوداود اور نسائی نے حسن سے انھون نے ابن عباسؓ سے کہ خطبہ پڑھا انھون نے آخیر رمضان مین بصرہ مین سو کہا کہ فرض کیا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ صدقہ ایک صاع کھجور یا جو سے یا آدھا صاع گیہون سے آخر حدیث تک اور راوی اس حدیث کے سب
سب ثقہ ہین مگر حسن نے نہین سنا ابن عباسؓ سے تو وہ مرسل ہے اور ہمارے نزدیک مرسل حجت ہے اور روایت کی ابوداود نے مراسیل مین
سعید بن مسیب سے کہ فرض کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ فطر کی دو مد گیہون سے اور روایت کیا اوسکو طحاوی نے کہا صحیح
ہین اسناد اوسکی صحیح ہے مانند آفتاب کے اور ہونا اوسکا مرسل نہین ضرر کرتا ہے اور مراسیل سعید کے حجت ہین اور نہایت طول کیا اس
مقام مین شیخ ابن الہمام نے اور ضعیف کیا امام شافعی کی سب دلیلون کو اس باب مین جسکا جی چاہے دیکھ لیوے اور ہمنے بوجہ خوف
تطویل کے ترک کیا ص اور مراد صاع سے صاع عراقی ہے اور صاع عراقی چار مد کا ہوتا ہے اور من عالمگیری ۱۲ سیر کا ہوتا ہے
اسٹار ساڑھے چار مثقال کا تو اس حساب سے من ایک سو اسی مثقال کا ٹھہرا اور امام شافعی کے نزدیک مراد صاع حجازی ہے ف اور
دلیل وہی ہے کہ فرمایا حضرت نے صاع ہمارا سب صاعون سے چھوٹا ہے اور اس حدیث کے ثبوت مین کلام ہے ان روایت کی ابن حبان نے اپنی
سنن مین حضرت ابوہریرہؓ سے کہ کہا گیا واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ اے رسول اللہ صاع ہمارا چھوٹا ہے سب صاعون سے اور مد ہمارا
بڑا ہے اور مدون سے سو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اے اللہ برکت دے ہمارے صاع مین اور برکت دے ہمارے مد مین اور
کثیر ہین اور کر ہمارے ساتھ ایک برکت کے دو برکتین اور ابو یوسف کا قول اور شافعی کا یہی ہے کہ صاع پانچ رطل اور ثمانی رطل ہے
اور دلیل اوکی یہ ہے کہ وہ آٹے پیسے ہین اور دیکھا قریب پچاس برس کے مہاجرین و انصار اور مہاجرین کی اولاد مین کہ صاع اونکا پانچ رطل کا
تھا اور کچھ زیادہ اور کما انہون نے کہ یہی صاع ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سو کہا انھون نے ترک کیا ہمنے قول ابوحنیفہ کو روایت کیا
اوسکو بیہقی نے اور مروی ہے کہ ساظر کیا اون نے امام مالک کو اور حجت پکڑی اون ساعون کو کہ پائے تھے اوسکو وہ لوگ سو رجوع
کی ابو یوسف کے طرف اون کے قول کے اور ہماری دلیل ہے کہ مروی ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وضو کرتے تھے ساتھ مد کے
برابر دو رطلون کے اور غسل کرتے تھے صاع سے برابر آٹھ رطلون کے اور ایسا ہی مفسر واقع ہوا روایت اسود اور حضرت عائشہ مین تین رطلون
مین روایت کیا اوسکو دارقطنی نے اور ضعیف کیا اوسکو اور جابر سے بھی روایت کی اون نے ابن عدی نے اور ضعیف کیا اوسکو ساتھ
عمر بن موسیٰ کے اور یہ حدیث صحیحین مین ہے اور وزن اوسمین صاع اور مد کا مذکور نہین اور اسی حدیث سے دلیل لائے صاحب ہدایہ اور کہا کہ
ایسا ہی تھا صاع عمرؓ کا اور روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے یحیی بن آدم سے کہا کہ سنا مین نے حسن بن صالح سے یقولون صاع
عمر ثمانیۃ ارطال یعنی کہتے تھے کہ صاع عمرؓ کا آٹھ رطل کا ہوتا ہے اور کہا شریک نے کہ اکثر تھا ساتھ سے اور کم تھا آٹھ رطل سے اور
روایت کی مانند اسکے موسیٰ بن طلحہ نے عمر بن خطابؓ سے اور روایت کیا اوسکو طحاوی نے بھی بہرحال یہ روایت صحیح ہے ص اور اگر
صدقہ فطر مین دو من گیہون دیدے بغیر اسکے کہ گیہون کو کیل سے ناپے درست ہے اور امام محمد کے نزدیک بغیر کیل کے درست
نہین اور گیہون دینا مستحب ہے جہان کہ اور چیزون کو گیہون سے خریدتے ہین اور ابو یوسف کے نزدیک درہمون کا دینا
ہر جگہ مستحب ہے اور صدقہ فطر کا واجب ہے اوس شخص پر جو حر یعنی آزاد ہووے اور مسلمان ہو اور وہ شخص مالک ہو نصاب کوتہ کا

ل
اوون کی ہی روایت
چالیس اسٹار کا ہوتا ہے
اور سیر اسٹار کا ہوتا ہے
اور سیر مثقال کا اور مثقال
ساڑھے چار ماشہ کا
اور ماشہ آٹھ رتی کا
تولہ بارہ ماشہ کا ہوتا ہے
اور سیر ۸۰ تولہ کا ہوا
کل ۱۲ سیر کا ہوا
اور من ۴۰ سیر کا ہوا
اور صاع ۵ سیر کا ہوا
اور مد ۱ سیر ۱۲ تولہ کا ہوا
اور صاع ۸ رطل کا ہوا
اور رطل ۱۲ تولہ کا ہوا
اور ۱۲ تولہ ۱۲ سو ۱۲ ماشہ کا ہوا
اور ۱۲ سو ۱۲ ماشہ ۱۲ سو ۱۲ رتی کا ہوا
اور ۱۲ سو ۱۲ رتی ۱۲ سو ۱۲ جو کا ہوا
اور ۱۲ سو ۱۲ جو ۱۲ سو ۱۲ گیہون کا ہوا
اور ۱۲ سو ۱۲ گیہون ۱۲ سو ۱۲ جو کا ہوا
اور ۱۲ سو ۱۲ جو ۱۲ سو ۱۲ رتی کا ہوا
اور ۱۲ سو ۱۲ رتی ۱۲ سو ۱۲ ماشہ کا ہوا
اور ۱۲ سو ۱۲ ماشہ ۱۲ تولہ کا ہوا
اور ۱۲ تولہ ۱ رطل کا ہوا
اور ۸ رطل ۱ صاع کا ہوا
اور ۱ صاع ۵ سیر کا ہوا
اور ۵ سیر ۱۲۰ تولہ کا ہوا
اور ۱۲۰ تولہ ۱۲۰ سو ۱۲۰ ماشہ کا ہوا
اور ۱۲۰ سو ۱۲۰ ماشہ ۱۲۰ سو ۱۲۰ رتی کا ہوا
اور ۱۲۰ سو ۱۲۰ رتی ۱۲۰ سو ۱۲۰ جو کا ہوا
اور ۱۲۰ سو ۱۲۰ جو ۱۲۰ سو ۱۲۰ گیہون کا ہوا
اور ۱۲۰ سو ۱۲۰ گیہون ۱۲۰ سو ۱۲۰ جو کا ہوا
اور ۱۲۰ سو ۱۲۰ جو ۱۲۰ سو ۱۲۰ رتی کا ہوا
اور ۱۲۰ سو ۱۲۰ رتی ۱۲۰ سو ۱۲۰ ماشہ کا ہوا
اور ۱۲۰ سو ۱۲۰ ماشہ ۱۲۰ تولہ کا ہوا
اور ۱۲۰

درست نہیں اور قدوری میں ہے کہ زوال تک درست ہے اور اصح اول ہے ف اور امام شافعی کے نزدیک نیت رات سے درست ہے اور دنکو جائز نہیں اور دلیل لاتے ہیں ہاتھ اوس حدیث کے کہ روایت کیا جسکو اصحاب سنن اربعہ نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں روزہ ہے اوس شخص کا جسنے نہ نیت کی روزے کی رات سے اور اختلاف کیا ہے انھوں نے فقط لفظ حدیث میں روایت ابن ماجہ میں ہے کہ نہیں صیام ہے اوسکا جسنے نہ فرض کیا اوسکو رات سے اور جنی ایک ہیں اور اختلاف ہے اوسکے رفع اور وقف میں اور نہیں روایت کیا اوسکو مالک نے موطا میں مگر کلام ابن عمر اور حضرت عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہم سے اور اکثر اوسکے وقف پر ہیں اور تحقیق رفع کیا اوسکو عبداللہ بن ابی بکر نے زہری سے پہنچاتے ہیں اوسکو حفصہ رضی اللہ عنہا تک کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ نہ ثابت کرے روزے کو قبل فجر کے تو نہیں روزہ ہے واسطے اوسکے اور وقف کیا اوسکو زہری سے حفصہ پر عمرہ اور زبیدی اور ابن عیینہ اور یونس ایلی نے اور عبداللہ بن ابی بکر ثقہ ہے اور رفع زیادتی ثقہ کی مقبول ہے اور روایت کی دارقطنی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور اسمیں لفظ یہ ہے کہ مَنْ لَّمْ يُبَيِّتِ الصِّيَامَ قَبْلَ الْفَجْرِ فَلَا صِيَامَ لَهٗ یعنی جو شخص کہ رات سے نہ رکھے روزہ قبل فجر کے تو نہیں روزہ ہے واسطے اوسکے کہا دارقطنی نے تفرد کیا ساتھ اوسکے عبداللہ بن عباد نے مفضل سے ساتھ اسناد کے اور ثقہ ہیں اور کہا بیہقی نے کہ اسناد میں اوسکی عبداللہ بن عباد غیر مشہور ہے اور یحیی بن ایوب قوی نہیں اور وہ اوسکے رجال میں سے ہے اور کہا ابن حبان نے عبداللہ بن عباد بصری بدل دیتا ہے حدیثوں کو اور اولت دیتا ہے اونکو اور روایت کیا اوسنے روح بن الفرج سے ایک نسخہ موضوع اور دلیل ہماری یہ ہے کہ روایت کی صحیحین میں سلمہ بن اکوع سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا ایک شخص کو اسلم سے یہ کہ خبر کر لوگوں کو تو جسنے کھا لیا تو چاہیے کہ روزہ رکھے باقی دن تک اور جس شخص نے نہیں کھایا تو روزہ رکھے واسطے اسکے کہ یہ دن عاشورا کا ہے اور عاشورا فرض تھا رمضان کے فرض ہونے کے پہلے اور وہ جو منع کیا اوسکو ابن الجوزی نے کہ عاشورا فرض تھا بلکہ سنت تھا کیونکہ روایت ہے صحیحین میں معاویہ سے کہ سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے یہ دن عاشورا کا ہے نہیں فرض کیا گیا ہے اوپر تم روزہ اوسکا جسکا جی چاہے روزہ رکھے اور میں روزے سے ہوں تو روزہ رکھا لوگوں نے ساتھ آپ کے اور ایک اور دلیل سنت ہونے پر اوسکے یہ ہے کہ نہیں حکم کیا حضرت نے قضا کا اوسکو جسنے کھا لیا تھا اور جواب یہ ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے ہیں فتح مکہ میں تو اگر سنی انھوں نے یہ حدیث قبل اسلام کے تو سنا اونکا نہیں ہے بعد سنہ حجری یا سنہ پہلی میں ہوگا اور یہ بعد نسخ عاشورا کے تھا ساتھ رمضان کے اور اگر قبل اسلام کے سنا تو قبل وجوب عاشورا کے ہوگا اور روزہ عاشورا کا فرض تھا اور پھر بوجہ رمضان کے منسوخ ہوا اور ثابت ہے صحیحین میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ قریش جاہلیت میں روزہ رکھتے تھے عاشورا کا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی روزہ رکھتے تھے اوسدن تو جب آئے مدینے میں روزہ رکھا اوسکا اور حکم کیا لوگوں کو روزے کا اوسدن اور جب فرض ہوا رمضان کما حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اب جسکا جی چاہے رکھے روزہ اوس روز یا نہ رکھے تو اب حدیث سلمہ بن اکوع کی حجت ہوگی اور وہ قوی ہے اوس حدیث سے جس سے استدلال لائے امام شافعی کیونکہ ذکر کیا ہمنے اختلاف کو اوس حدیث میں اور وہ جو صاحب ہدایہ ہمارے مذہب پر دلیل لائے ہیں کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب آیا اوسکے پاس اعرابی اور کہا اوسنے کہ دیکھا میں نے چاند کو کہ جس شخص نے نہیں کھایا وہ روزہ رکھے اور جسنے کھا لیا تو نہ کھائے باقی دن تو یہ حدیث کہیں ثابت نہیں گئی اور مشہور روایت یوں ہے کہ آیا اعرابی اوسکے پاس اور کہا کہ دیکھا میں نے چاند کو سو حکم کیا آپنے ہمیں کہ روزہ رکھیں کل کے روزہ روایت کیا اوسکو دارقطنی نے اور مروی ہے سنن اربعہ میں ابن عباس سے کہ آیا ایک اعرابی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور کہا کہ دیکھا میں نے چاند کو کہا

حسن نے یعنی چاند رمضان کا سو پوچھا اوس سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا گواہی دیتا ہے تو اس بات کی کہ نہین ہے کوئی معبود سوا اللہ کے کہا ہان پھر پوچھا کہ گواہی دیتا ہے اس بات کی کہ محمد رسول اللہ کے ہین کہا کہ ہان فرمایا اے بلال پکار دے لوگون کو کہ روزہ رکھین تو یہ حدیث اس بات پر دلالت نہین کرتی کہ وہ اعرابی رات کو آیا تھا یا دن کو آیا تھا کب آیا تھا اور تفسیر کرتی ہے اوسکی حدیث دارقطنی کی جو بیان کی ہے اوسنے اور وہ جو امام شافعی نے حدیث روایت کی ہے معنی اوسکے یہ ہین کہ نہین کمال ہر روزے کا بدون نیت کے جیسے لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ اور لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَّا اَمَانَۃَ لَہٗ اور لَا صَلٰوۃَ لِلْعَبْدِ الْاٰبِقِ اور لَا صَلٰوۃَ فِی الْاَرْضِ الْمَغْصُوْبَۃِ اور لَا دِیْنَ لِمَنْ لَّا عَمَدَ لَہٗ اور سوا اسکے واللہ اعلم

ص اور اگر نیت فقط روزے کی کرے کہ مین روزہ اللہ کا کل رکھونگا اور معین نہ کرے یا نیت نفل کی کی تو روزہ رمضان کا درست ہو جاویگا اور اگر رمضان کے مہینے مین دوسرے واجب کی نیت کی تو رمضان کا روزہ اور نیت سے بھی ادا ہو جاویگا اور اگر مریض یا مسافر رمضان مین دوسرے واجب کی نیت کریگا تو وہی واجب ادا ہوگا اور اگر ایک شخص نے ایک روزہ رکھنے کی نذر کی یعنی کہا کہ مین فلانے روز روزہ رکھونگا اور اوس روز دوسرے واجب کی نیت کی تو وہی واجب ادا ہوگا جسکی نیت کی خواہ مسافر ہو خواہ مقیم تندرست ہو یا مریض اور نفل کا روزہ ادا ہوتا ہے نفل کی نیت سے اور صرف روزے کی نیت سے اور نیت قبل از دوپہر کرے اور دوپہر کے بعد نہین

ف اور امام مالک کے نزدیک رات سے نیت کرنا چاہیے کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین ہے روزہ اسکا جسنے نیت نہین کی اوسکی رات سے اور یہ حدیث مطلق ہے شامل ہے فرض روزے اور نفل روزے کو اور ہماری دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کو روزہ دار نہین ہوتے تھے اور پھر پوچھتے تھے گھر مین کچھ کھانے کو ہے اگر کہا جاتا کہ نہین کہتے تھے مین روزہ دار ہون اور اگر کہا جاتا کہ ہے کھا لیتے تھے اور نیت کر چکتے تھے روزے کی روایت کیا اوسکو مسلم اور غیر نے حضرت عائشہ سے

ص اور قضا اور کفارہ اور نذر غیر معین کے واسطے شرط ہے رات سے نیت کرنا اور نہین درست ہے کرنا اگر شک کی رات مین کہ آج رمضان کی رات ہے یا شعبان کی اور نہ کہے کہ کل کو روزہ رکھونگا رمضان کا

ف کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ روزہ رکھو چاند دیکھکے اور افطار کرو چاند دیکھکے تو اگر ابر ہو تمہارے اوپر تو پوری کرو گنتی شعبان کی تیس دن کی

ص اگر نفل

ف کیونکہ حدیث مین ہے کہ نہین روزہ ہوتا شک کے رمضان سے مگر نفل ایسا ہی ہے جیسا مین اور یہ حدیث مجھکو نہین ملی اور بعضون کے نزدیک جائز نہین اور دلیل لاتے ہین حدیث کے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جسنے روزہ رکھا دن شک کے سو مخالفت کی اوسنے ابو القاسم یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اور ذکر کیا اوسکو ابن طاہر نے تذکرے مین موضوعات مین اور ایسا ہی کہا صاحب خلاصہ نے لیکن زیادتی ہو گویا کہ حدیث کو ذکر کیا بخاری نے تعلیقاً اور روایت کیا اوسکو اصحاب سنن اربعہ نے اور صحیح کیا اوسکو ترمذی اور ابن حبان اور حاکم نے اور روایت کیا اوسکو خطیب نے تاریخ بغداد مین اس لفظ سے مَنْ صَامَ الْیَوْمَ الَّذِیْ یَشُکُّ فِیْہِ فَقَدْ عَصَی اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ یعنی جسنے روزہ رکھا دن شک کے تو نافرمانی کی اوسنے اللہ کی اور رسول کی واللہ اعلم اور تفصیل اسکی فتح القدیر مین ہے

ص اور اگر دوسرے واجب کا روزہ اوسدن رکھا تو مکروہ ہے اور ادا ہو جاویگا واجب ہے صحیح مذہب مین اگر معلوم نہو اسکو کہ یہ رمضان کا دن ہے اور اگر معلوم ہو اسکو کہ رمضان کا دن تھا تو وہ روزہ رمضان کا ہو جاویگا اور دن شک کے نفل روزہ رکھنا مستحب ہے سب کے نزدیک اگر وہ دن اوسکے روزہ رکھنے کا ہو اور نہین تو خاص لوگ جیسے قاضی اور مفتی روزہ رکھین اور عوام لوگ بعد زوال کے افطار کرین اور اگر رات مین شک کی نیت کی کہ اگر کل کا دن رمضان سے ہے تو روزہ میرا رمضان کا ہے ورنہ روزہ

نہین رکھتا ہون مین روزہ اوسکا درست نہوگا اور بکر وہ یہ کہ نیت کرے کہ اگر کل کا دن رمضان کا ہے تو روزہ میرا رمضان کا ہے اور نہین تو دوسرے واجب کا ہے نہین تو دوسرے نفل کا لیکن اگر کل کا دن رمضان کا نکلا تو وہ روزہ رمضان کا ہوجاویگا اور نہین تو دونون صورتون مین نفل ہوجاویگا اور جس شخص نے رمضان کا یا عید کا چاند اکیلے آپ ہی دیکھا تو روزہ رکھے دونون صورتون مین اگرچہ اوسکا قول قبول نکرے قاضی اور اگر افطار کرے تو قضا کا روزہ رکھے اور کفارہ اوسپر نہین اور امام شافعی کے نزدیک کفارہ بھی لازم ہوگا **ف** لیکن روزہ رکھنا تو اسواسطے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صُوْمُوْا لِرُؤْیَتِہٖ وَاَفْطِرُوْا لِرُؤْیَتِہٖ یعنی روزہ رکھو چاند دیکھکے اور افطار کرو چاند دیکھکے یعنی روزہ موقوف کرو جب چاند دیکھلو شوال کا اور شروع کرو جب دیکھلو چاند رمضان کا اور اوس شخص نے چاند دیکھا اگرچہ قاضی کے نزدیک قبول نہوا اور کفارہ امام شافعی کے نزدیک لازم ہوگا کیونکہ قصداً چاند دیکھکے اوسنے افطار کیا اور ہمارے نزدیک اسواسطے واجب نہوگا کہ جب قاضی نے اوسکی شہادت قبول نکی ساتھ دلیل شرعی کے تو ایک طرح کا شبہہ پڑگیا اور حدود اور کفارہ دفع ہوجاتے ہین شبہے سے لِاَنَّ الْخَطَاَ اَیْدًا اور اگر قبل اسکے کہ قاضی اوسکی شہادت رد کرے افطار کیا تو اوسپر اختلاف ہے مشایخ کا اور اگر اس شخص نے اپنے حساب سے تیس دن پورے کرلیے تو روزہ موقوف نکرے جب تک کہ امام موقوف نکرے اسواسطے کہ وجوب اوسپر قطعی ہے اور ادا بعد اسکے آخیر فطا مین ہی اور اگر اپنے حساب سے قبل امام کے افطار کیا تو اوسپر کفارہ نہین **ص** اگر آسمان مین مبل یا غبار ہووے تو رمضان کے لیے ایک شخص عادل کی خبر کفایت کرے اگرچہ وہ شخص غلام یا عورت ہو یا زنا کی تہمت سے لکائی ہووے اور اوسکے بدلے مین وہ درے مارا گیا ہو اور پھر اوسنے توبہ کی ہو اور دعوی اور شہادت کا لفظ کہنا اوسکو ضرور نہین **ف** اور امام شافعی کے نزدیک دو آدمی لازم ہین اور دلیل اونکی یہ ہے کہ روایت کیا اوسکو اصحاب سنن اربعہ نے ابن عباس رضی سے کہ آیا ایک اعرابی طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کہا کہ دیکھا مین نے چاند کو موقوف یا آپ نے کہ گواہی دیتا ہو تو اس بات کی کہ نہین ہے کوئی معبود سوا اللہ کے کہا اوسنے ہان پھر پوچھا آپنے کہ گواہی دیتا ہو تو کہ محمد رسول اللہ ہین کہا اوسنے کہ ہان فرمایا کہ اے بلال پکار دے لوگونکو کہ روزہ رکھین اور بیان کیا اوپر اسنے اس حدیث کو **ص** اور شوال اور نیچے تین دن کے اور دلیل ہمارے اور حنفیون کی خبر دین کہ ہمنے چاند دیکھا یعنی گواہی دین اور دعوی ضرور نہین **ف** اور بعضی روایتون مین ہے کہ ایک شخص کی گواہی ہمین بھی قبول ہوگی اور ایسا ہی ہے کتابون مین اور کہا اوسمین کہ یہی صحیح ہے انتہی اور کہتا ہون مین کہ اسکو موافقت کرتے ہین احادیث کی واللہ اعلم اور سبب نہ دیکھنے اوسنے اسکو اختیار نہین کیا **ص** اور جب کوئی آسمان مین علت نہووے اور مطلع صاف ہووے تو شرط ہے کہ تیسون دن کے اوپر اسلیے کہ تیسون دن کے بعد سے آدمی ہون تو اونکا قول قبول کیا جاوے یعنی اتنا گروہ ہو کہ اون کے جھوٹ پر مجتمع ہونا عادۃً محال ہو اور اگر ایک شخص عادل نے رمضان کے چاند کی گواہی دی اور آسمان مین کچھ علت تھی پس سب آدمیون نے تیس دن روزے رکھے اور چاند نہ دیکھا گیا تو افطار نکرینگے اسلیے کہ افطار ایک کے قول سے جائز نہین اور روزہ جائز ہے اور جو دو شخص عادل نے رمضان کے چاند کی گواہی دی ہو تو بعد گذرنے تیس روز کے افطار جائز ہے اور امام محمد کے نزدیک ایک شخص کی گواہی مذکورہ سے بھی افطار درست ہوجاویگا اسلیے کہ افطار اونکے نزدیک تبعیت سے ثابت ہوجاتا ہے اور اگر اشیا تبعاً ثابت ہوجاتے ہین اگرچہ قصداً ثابت نہون **ف** اور قیاس بھی اسکو چاہتا ہے کیونکہ مہینا تو معلوم ہے کہ تیس دن سے زیادہ نہین ہوتا اور اوسل ایک شخص کی گواہی روزہ رکھنے مین مقبول ہوئی تھی اور اوس حساب سے آپ تیس دن ہوا اور چاند ہوا نہ دیکھا تو گویا یہ ایک گواہ ہوئی اور ایک اس شخص کی ملکے دو گواہ ہوگئے تو لازم ہوگیا افطار واللہ اعلم

ص باب روزے کے فاسد ہونے کے بیان مین اور اوسکی قضا اور کفارے کے حال مین

جو شخص کہ قصد جماع کرے یا جماع کیجاوے قبل یا دبر مین یا کچھ کھاوے یا پیوے غذا یا دوا کی قسم سے یا بچنے ... رمضان کرے کہ میرا روزہ افطار ہوگیا اور پھر قصد کھالیوے تو ان صورتون مین قضا روزے کی کرے اور کفارہ دیوے جیسے ظہار کا کفارہ ہوتا ہی اور کفارہ فقط رمضان کے روزہ ادا قصدا توڑنے مین ہی اور دوسرے روزے کے واسطے نہین ف ظہار اوسے کہتے ہین کہ اپنی بیوی کو یا اوسکے جزو شائع یا اوس عضو کو جس سے تعبیر ساتھ کل کے کرتے ہین مثل رقبہ اور رس کے تشبیہ دیوے اپنے محارم اوس عضو سے جسکی طرف نظر کرنا اوسکو حرام ہی اور اس کہنے سے جماع اور دواعی اوسکے حرام ہوجاتے ہین جب تک کفارہ ادا کرے اور کفارہ یہ ہی ایک غلام آزاد کرے اور اگر نہو سکے تو دو مہینے پے در پے روزے رکھے اور اگر نہو سکے تو ساٹھ مسکینون کو کھانا کھلاوے لیکن قصد کھانے یا پینے مین ہو اسواسطے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جسنے افطار کیا رمضان مین سو اوسپر ہی جو ظہار کرنیوالے پر ہو ذکر کیا اسکو صاحب ہدایہ نے اور یہ حدیث نہین ملی لیکن صحیحین مین مروی ہی حضرت ابو ہریرہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا ایک شخص کو کہ افطار کیا تھا اوسنے رمضان مین یہ کہ آزاد کرے ایک غلام یا روزے رکھے دو مہینے برابر یا ساٹھ مسکینون کو کھانا کھلاوے اور جماع بھی روزے کو افطار کرتا ہی وہ بھی اسی مین داخل ہوا اور روایت کیا اوسکو دارقطنی نے بھی اور مروی ہی صحاح ستہ مین ابو ہریرہ سے کہ آیا ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور کہا کہ ہلاک ہوا مین فرمایا کہ کیا ہوا تجکو کہا اوسنے کہ جماع کیا مین نے اپنی عورت سے روزہ رمضان مین سو فرمایا آپنے کیا پاتا ہی تو غلام کو کہ آزاد کرے اوسکو کہا نہین فرمایا کہ طاقت رکھتا ہی تو دو مہینے روزے رکھے کہا نہین فرمایا کہ ساٹھ مسکینون کو کھلاوے کہا نہین فرمایا بیٹھ تو آئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک ٹوکرا کہ وہمین کھجورین تھین سو فرمایا کہ تصدق کر اونکو فقیرون پر کہا اوسنے یا رسول اللہ قسم خدا کی نہین ہی شہر کے کناروون تک اور اوسکے بیچ مین اوسی گھر کہ فقیر زیادہ ہوسے گھر سے سو ہنسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہانتک کہ آگے کے دانت آپکے ظاہر ہوگئے پھر فرمایا کہ لیجا اسکو اور کھلا اپنے گھر کو کہا زہری نے کہ یہ اوسکے واسطے خاص رخصت تھی اور اگر کوئی شخص اب ایسا کرے تو نہین جائز ہی اوسکو کفارے سے اور واقع ہو روایت ہدایہ مین کُلْ اَنْتَ وَعِیَالُکَ یُجْزِئُکَ وَلَا یُجْزِئُ اَحَدًا بَعْدَکَ یعنی تو کھالے اور تیرے عیال کافی ہوجاوینگے تجھے اور کافی ہوگا سوا تیرے کسیکو بعد تیرے لیکن کہا ابن الہمام نے کہ یہ قول کسی طریقے مین اس حدیث کے نہین ہی اور ظاہر یہ ہی کہ یہ خصوصیت ہو کیونکہ دارقطنی کی روایت مین ہی فَقَدْ کَفَّرَ اللّٰہُ عَنْکَ یعنی کفارہ قبول کیا اللہ نے یہ تجھسے وَاللّٰہُ اَعْلَمُ ص اگر خطا سے روزہ افطار کیا ہو مثلاً اوسکو روزہ یاد تھا اور کلی کرنے لگا تب اوسکے حلق مین بغیر قصد کے ہوے پانی چلا گیا یا کسی نے اوسکو زبردستی افطار کرا دیا یا حقنہ لیا یا ناک یا کان مین دوائی ڈالی یا سر کے زخم مین دوا لگائی اور دماغ مین گئی یا پیٹ کے زخم مین لگائی اور اوسکے پیٹ مین دوا گئی یا اوسنے سنگریزہ نگلا یا بھر سو نہ اپنی خواہش سے قے کی یا سہری کھائی یا افطار کیا اس شبہے سے کہ رات ہی اور وہ دن تھا یا بھولے سے کچھ کھا لیا اور شبہ کیا کہ میرا روزہ افطار ہوگیا تب پھر قصدا کھایا یا عورت سوتی تھی اور جماع اوس سے کیا گیا یا رمضان کے تمام مہینے مین نہ روزہ رکھنے کی نیت کی نہ افطار کی یا صبح تک نیت نہ کیے ہوے تھا اور پھر کھایا تو ان سب صورتون مین قضا کا روزہ رکھے ف روایت کی ابو یعلی موصلی نے مسند مین حدیث حضرت عائشہ سے اور وہمین ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے افطار اوس چیز سے ہو کہ داخل ہووے اور نہین ہی اوس سے جو نکلے کہا ابن الہمام نے لَاشَکَّ فِیْ ثُبُوْتِہٖ مَوْقُوْفًا عَلٰی اُمِّ عَلْقَمَۃَ یعنی نہین شک کے

اوسکے ثابت ہین سو قوت اوسکی جماعت پر اور جو بخاری مین ہے تعلیقاً کہ کہا ابن عباس اور عکرمہ نے کہ فطر اوس سے ہے جو داخل ہو
اور نہین ہے اوس سے جو خارج ہوا اور کہا ابن ابی شیبہ نے حدثنا وکیع عن الاعمش عن ابی ظبیان عن ابن
عباس قال الفطر مما دخل ولیس مما خرج اور عبد الرزاق نے ابن مسعود سے کہ کہا انھون نے وضو اوس سے
ہے جو نکلے اور نہین ہے اوس سے جو داخل ہو اور فطر روزے مین اوس سے ہے جو داخل ہو اور نہین ہے اوس سے جو خارج ہوا اور حضرت علی رضی
سے بھی یہ قول مروی ہے کہا اوسکو بیہقی نے **ص** اور اگر کھایا یا پیا یا جماع کیا اور اوسکو روزہ یاد تھا یا سویا اور اوسکو احتلام ہوا یا
کسیکی طرف نظر کی پھر زوال ہوا تیل ملا یا سرمہ لگایا یا کسی چیز کی بو اوسپر غالب ہوئی اور اوسنے قے کی یا جنب تھا اور صبح
ہو گئی یا اپنے ذکر کے سوراخ مین تیل ڈالا یا کان مین پانی ٹپکایا یا غبار یا دھوان یا مکھی اوسکے حلق مین داخل ہوئی تو ان سب
صورتون مین روزہ **ف** روایت ہے صحیحین وغیرہما مین حضرت ابو ہریرہ رضی سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص
بھول جاوے اور وہ روزے سے ہے سو کھایا یا پیا تو تمام کرے اپنے روزے کو کیونکہ کھلایا اوسکو اللہ تعالی نے اور پلایا اوسکو اور
ہے اوسمین ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے کسی شخص کے کہ کھایا تھا اوسنے یا پیا تھا پورا کرے روزہ اپنا کیونکہ کھلایا اوسکو
اور پلایا اللہ تعالی نے اور یہ حدیث مروی ہے صحیح ابن حبان اور دارقطنی مین کہ ایک شخص نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور کہا
کہ مین روزہ دار تھا سو کھایا اور پیا مین نے بھولے سے سو کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تمام کر روزہ اپنا کیونکہ کھلایا اور پلایا
تجکو اللہ نے اور ایک لفظ مین ہے لا قضاء علیک اور روایت کیا اسکو بزار نے ساتھ لفظ جماعت کے اور زیادہ کیا اوسمین فلا
تفطروا نہ افطار کرو اور روایت کی ابن حبان نے ابو ہریرہ سے کہ انہ علیہ الصلوۃ والسلام قال من افطر فی رمضان
ناسیا فلا قضاء علیہ ولا کفارۃ یعنی جسنے افطار کیا رمضان مین بھولے سے تو نہین قضا ہے اوسپر اور نہ کفارہ اور
روایت کیا اوسکو حاکم نے اور صحیح کیا اوسکو اور کہا بیہقی نے معرفت مین تفرد بہ الانصاری عن محمد بن عمرو و
کلہم ثقات یعنی منفرد ہوا ساتھ اوسکے انصاری محمد بن عمرو سے اور سب ثقہ ہین اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین چیزین
ہین کہ نہین افطار کرتی ہین روزہ دار کو حجامت اور قے اور احتلام اور اوسناد مین اوسکی عبد الرحمن بن زید بن اسلم روایت کرتا ہے
اپنے باپ سے اور وہ ضعیف ہے اور ذکر کیا اسکو بزار نے بھائی عبد الرحمن سے اور نام اونکا اسامہ ہے اور ضعیف کیا اوسکو احمد نے
اور ابن معین نے ساتھ برائی حفظ اوسکے کے اور اگرچہ مرد صالح تھے اور کہا نسائی نے نہین ہے قوی اور روایت کیا اوسکو دارقطنی
نے اور طریقے سے اور اوسمین ہشام بن سعید نے زید بن اسلم سے روایت کی اور ہشام ضعیف کیا اوسکو نسائی اور احمد اور ابن معین نے اور ضعیف کیا
اوسکو ابن عدی نے اور کہا کہ لکھی جاویگی حدیث اوسکی اور نہین حجت ہوگی ساتھ اوسکے لیکن حجت پکڑی اوس سے مسلم نے اور
استشہاد کیا اوس سے بخاری نے اور روایت کیا اوسکو بزار نے حدیث ابن عباس سے کہ فرمایا حضرت صلعم لا یفطر من الصائم
القیء والحجامۃ والاحتلام قال وھذا من احسنہا اسنادا واصحہا یعنی نہین افطار کرتی ہے صائم کو
قے اور حجامت اور احتلام اور کہا کہ یہ حدیث احسن ہے اور صحیح ہے سے اس باب مین سے اسناد کی رو سے اور اصح ہے اوسمین انتہی اور اوسناد مین
اوسکی سلیمان بن حبان ہے کہا ابن معین نے سچا ہے اور نہین ہے حجت ساتھ اوسکے اور روایت کیا اوسکو طبرانی نے حدیث ثوبان سے
اور کہا کہ نہین روایت کیجاتی یہ حدیث مگر اسی اسناد سے اور متفرد ہوا ساتھ اوسکے ابن واسب تو ظاہر ہوئی یہ بات کہ حدیث

ف
جن باتون سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اونکا بیان کرنا

حسن ہی اور حسن حجت ہی مثل صحیح کے اور پچھنے لگانے سے روزہ نہیں جاتا اور دلیل اوسکی یہی حدیث ہی اور امام احمد کے نزدیک حجامت یعنی پچھنے لگانا روزے کو توڑتا ہی کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُومُ یعنی افطار کیا پچھنے لگانے والے نے اور جسکے پچھنے لگے روایت کیا اوسکو ترمذی نے اور ہماری دلیل یہ ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین چیزیں ہیں کہ نہیں توڑتی ہیں روزہ حجامت اور قے اور احتلام اور دوسری یہ کہ مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگائے اور آپ احرام سے تھے اور پچھنے لگاتے اور وہ روزہ دار ہوتے تھے روایت کیا اوسکو بخاری نے عمرو اور کہا گیا واسطے انس کے کیا تم مکروہ رکھتے تھے حجامت کو واسطے صائم کے زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سو کہا انھوں نے کہ نہیں مگر بسبب ضعف کے روایت کیا اوسکو بخاری نے اور کہا انس نے اَوَّلُ مَا کَرِهْتُ الْحِجَامَةَ لِلصَّائِمِ اَنَّ جَعْفَرَ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ اِحْتَجَمَ وَهُوَ صَائِمٌ فَمَرَّ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَفْطَرَ هٰذَانِ ثُمَّ رَخَّصَ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ فِی الْحِجَامَةِ بَعْدُ لِلصَّائِمِ وَکَانَ اَنَسٌ یَحْتَجِمُ وَهُوَ صَائِمٌ رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِیُّ وَقَالَ فِیْ رِوَایَةٍ کُلُّهُمْ ثِقَاتٌ وَلَا اَعْلَمُ لَهٗ عِلَّةً یعنی اول جو مکروہ رکھا ہمنے حجامت کو واسطے صائم کے تو اس سبب سے کہ جعفر بن ابی طالب نے حجامت کی اور وہ روزہ دار تھے اور گذرے اوپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو فرمایا افطار کیا اوسنے پھر رخصت دی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجامت میں واسطے روزہ دار کے اور تھے انس حجامت کرتے اور وہ روزہ دار ہوتے تھے روایت کیا اوسکو دارقطنی نے اور کہا کہ سب ثقہ ہیں اور نہیں جانتا ہوں میں اوسمیں کسی طرح کی علت اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلْفِطْرُ مِمَّا دَخَلَ لَیْسَ مِمَّا خَرَجَ یعنی فطر اوس سے ہی جو داخل ہووے اور نہیں ہی اوس سے جو خارج ہوا اور قے اگر آپ آجاوے تو روزہ نہیں جاتا کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جسکو غلبہ کرے قے اور وہ روزہ دار ہو تو نہیں ہی اوپر قضا اور جو قے کرے قصداً تو قضا کرے روایت کی اوسکو ترمذی نے یہ حدیث حسن غریب ہی نہیں پہچانتے ہیں ہم اوسکو حدیث ہشام بن حسان سے انھوں نے ابن سیرین سے انھوں نے ابوہریرہ سے انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مگر حدیث عیسیٰ بن یونس سے کہا بخاری نے نہیں دیکھتا ہوں میں اوسکو محفوظ بسبب اسکے اور صحیح کیا اوسکو حاکم نے اوپر شرط شیخین کے اور ابن حبان نے اور روایت کیا اوسکو دارقطنی نے اور کہا کہ روایت سب ثقہ لوگوں کی ہی اور کہتا ہوں میں کہ متابعت کی عیسیٰ بن یونس کی ہشام بن حسان سے حفص بن غیاث نے روایت کیا اوسکو ابن ماجہ نے اور روایت کیا اوسکو حاکم نے اور سکوت کیا اوسپر اور روایت کیا اوسکو مالک نے موطا میں موقوف اوپر ابن عمرؓ کے اور روایت کیا اوسکو نسائی نے حدیث اذاعی ہیثم موقوف اوپر ابوہریرہؓ کے اور وقف کیا اوسکو عبدالرزاق نے ابوہریرہؓ سے اور وہ جو سنن ابن ماجہ میں مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایکدن کہ تھے آپ روزہ رکھتے اوسدن اور نگایا ایک بدن اور پانی پیا سو کہا صحابہ نے اے رسول اللہ کہ آج کے دن آپ روزہ رکھتے تھے فرمایا کہ ہاں لیکن قے کی تھی میں نے معمول ہی اوپر قبل شروع کرنے روزے کے یا بوجہ ضعف کے واللہ اعلم اور سر لگانے سے بھی روزہ نہیں جاتا واسطے کہ روایت کی ترمذی نے ابوعاتکہ سے انھوں نے انس سے کہ ایک شخص آیا پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ہماری بیان کی اپنی انھوں کی کہا سر لگاتا ہوں میں اور میں روزہ دار ہوں فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہاں کہا ترمذی نے نہیں اسناد اوسکی قوی اور نہیں صحیح ہی اس باب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ اور ابوعاتکہ اجماع ہی اوسکے ضعف پر اور روایت کی ابن ابی

تقیہ سے حدثنا الزبیدی عن ہشام بن عروۃ عن ابیہ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت اکتحل النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو صائم یعنی سرمہ لگایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ روزہ دار تھے اور گمان کیا بعض علما نے کہ زبیدی سند ابن ماجہ میں وہ محمد بن ولید ہے اور وہ ثقہ ہے اور یہ وہم ہے کیونکہ یہ زبیدی سعید بن ابی سعید زبیدی حمصی ہے جیسا کہ تصریح کی اسکی بیہقی نے اپنی سند میں اور لیکن چھپایا اس مقام پر اسکو اوسی نے کہا تنقیح میں کہ وہ مجہول نہیں ہے جیسا کہ کہا اوسکو ابن عدی اور بیہقی نے بلکہ وہ سعید بیٹا عبدالجبار کا ہے کہا ابن عدی اور بیہقی نے بلکہ وہ سعید بن عبدالجبار حمصی ہے اور وہ مشہور ہے لیکن اتفاق ہے اوسکے ضعف میں اور ابن عدی نے اپنی کتاب میں فرق کیا درمیان سعید ابن ابی سعید اور سعید بن عبدالجبار کے کہ وہ دو شخص ہیں اور صحیح یہ ہے کہ وہ ایک ہی شخص ہے اوسکے باپ کی کنیت ابوسعید ہے اور نام عبدالجبار ہے اور اخراج کیا اوسکو بیہقی نے محمد بن عبیداللہ بن ابی رافع سے کہا بیہقی نے کہ وہ قوی نہیں اوسنے اپنے باپ سے اوسنے اپنے دادا سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سرمہ لگاتے تھے اور وہ روزہ دار ہوتے تھے کہا صاحب تنقیح نے اسناد اوسکی قریب ہے طرف صحت کے کہا ابوحاتم نے عتبہ بن حمید ضبی ابومعاذ بصری صالح الحدیث ہے تو یہ چند طریقے ہیں اگر ایک طریقے سے حجت نہ ہوگی تو سب طریقوں سے ملکے حجت ہوگی اور وہ جو سنن ابوداؤد میں ہے عبدالرحمن بن نعمان بن معبد بن ہوذہ سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے اپنے دادا سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ حکم کیا آپ نے ساتھ لگانے اثمد خوشبودار کے وقت سونے کے اور کہا کہ پرہیز کرے اوس سے روزہ دار تو خود اوس حدیث میں ابوداؤد نے کہا قال ابو یحیی بن معین ھو منکر یعنی حدیث الکحل یعنی کہا واسطے میرے یحیی بن معین نے کہ یہ حدیث منکر ہے یعنی حدیث سرمہ لگانے کی اور کہا صاحب تنقیح نے کہ معبد اور بیٹا اوسکا نعمان دونوں مجہول ہیں اور اسکے سوا اور کوئی حدیث انکی نہیں پہچانی جاتی اور عبدالرحمن بن نعمان کہا ابن معین نے ضعیف ہے اور کہا ابوحاتم نے سچا ہے اور انکے کلام میں منافات نہیں کیونکہ صدق مجمع وجہ ضعف کو نفی نہیں کرتا اور روایت کی ابوداؤد نے باسناد صحیح عائشہ سے کہا کہ نہیں دیکھا میں نے کسیکو اپنے اصحاب میں سے کہ مکروہ رکھتا ہو سرمے کو واسطے صائم کے اور ابراہیم رخصت دیتے تھے سرمے کی واسطے صائم کے واللہ اعلم **ص** اور اگر سینہ پر سناہی یا برف پڑتی ہے اور اوسکے موسم میں جاڑا تو اوسکا روزہ فاسد ہوگا صحیح مذہب میں اور اگر وطی کی مرد یا چارپائے سے یا فرج کے سوا اور مقاموں میں جس طرح ران ہے یا بوسہ لیا یا مساس کیا تو ان سب صورتوں میں اگر انزال ہو تو قضا کرے اور اگر انزال نہ ہو تو قضا نکرے **ف** اور بوسہ لینا مرد کیواسطے جسکا انزال سے امن ہو تو کچھ حرج نہیں ہے اور مباشرت بھی مثل بوسے کے جائز ہے روایت ہے صحیحین میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بوسہ لیتے تھے اور مباشرت کرتے تھے اور وہ روزہ دار تھے اور وہ روزہ دار ہوتے تھے اور ام سلمہ سے مروی ہے کہ بوسہ لیتے تھے اوسکا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور وہ روزہ دار ہوتے تھے روایت کیا اوسکو نجاری و مسلم نے اور اچھا ہے کہ اگر جوان ہو تو احتراز ایسے امر سے اچھا ہے اور بڈھے وغیرہ کو مضایقہ نہیں اور یہ تفصیل حدیث میں وارد ہے روایت کی ابوداؤد نے ساتھ اسناد صحیح کے ابوہریرہ سے کہ ایک شخص نے پوچھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مباشرت سے واسطے روزہ دار کے تو رخصت دی اوسکو آپ نے اور آیا دوسرا شخص اور منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو پھر معلوم ہوا کہ جسکو رخصت دی تھی وہ بوڑھا تھا اور جسکو منع کیا وہ جوان تھا واللہ اعلم **ص** ایک شخص نے وہ گوشت کھایا جو اوسکے دانت میں چنے کے برابر رہا تھا تو قضا کرے فقط

اور اگر چنے سے کم ہو تو قضا لازم نہیں ہو مگر جسوقت کہ اوس گوشت کو مونہ سے نکالے اور ہاتھ میں لیوے اور پھر کھاوے تو اگر چنے سے کم بھی ہو قضا کرے اور اگر کسینے ایک تل نگلا تو اوسکا روزہ فاسد ہوا اگر اوسکو جب چباویگا تو روزہ نہیں جاویگا اور پھر مونہ میں لگے پھر پیٹ میں چلی جاوے یا وہ خود آپسے پیٹ میں نگلے روزہ فاسد ہوگا اور تھوڑی سی قی سے دونوں حالت میں فاسد نہوگا اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اگر قی کو آپسے پھیرے اگرچہ تھوڑی سی ہو تو فاسد ہوگا اور خود پھر جاوے میں اگرچہ بہت سی ہو روزہ فاسد نہیں ہوتا اصل ابو یوسف رح کے نزدیک فساد روزہ میں اعتبار کثرت قی یعنی بھر مونہ کا ہی اور امام محمد کے نزدیک فعل صائم کا ہی تو بہت سی قی کے آپ پھیرنے میں سب کے نزدیک روزہ فاسد ہوگا اور تھوڑی سی قی پھر جانے میں کسیکے نزدیک فاسد نہوگا اور تھوڑی سی قی کے پھیرنے میں ابو یوسف کے نزدیک فاسد نہوگا اور امام محمد کے نزدیک فاسد ہوگا اور بہت سی قی اگر لوٹ جاوے تو ابو یوسف کے نزدیک فاسد ہوگا اور امام محمد کے نزدیک نہیں فاسد ہوگا

باب روزے کے مکروہات کے بیان میں

مکروہ ہی روزہ دار کو چکھنا کسی چیز کا اور چبانا مگر لڑکے کے واسطے وقت ضرورت کے اور مکروہ ہی بوسہ لینا اگر امن جماع سے نہوے اور سرمہ لگانا اور موچھ میں تیل لگانا اور مسواک کرنا اگرچہ زوال کے بعد ہووے مکروہ نہیں اور امام شافعی کے نزدیک مکروہ ہی ف دلیل امام شافعی کی یہ ہی کہ روایت کی طبرانی اور دارقطنی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ جب روزہ رکھو تم تو مسواک کرو صبح کے وقت اور نہ مسواک کرو تو بعد شام کے کیونکہ روزہ دار جب خشک ہوجاتے ہین دونوں ہونٹھ اوسکے تو ہوگا واسطے اوسکے نور دن قیامت کے اور روایت کیا اوسکو دارقطنی نے موقوف حضرت علی رض پر اور دونوں طریقون مین کیسان ابو عمر وضعاف ہی ضعیف کیا اوسکو ابن معین نے اور کہا عبداللہ بن احمد بن حنبل نے کہ پوچھا مینے اپنے باپ سے کیسان ابو عمر وسے سو کہا کہ وہ ضعیف الحدیث ہی اگر کیا اوسکو میزان مین اور ایک دلیل اونکی یہ ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بو مونہ روزہ دار کی اللہ کے نزدیک پاک زیادہ ہی مشک سے تو مسواک سے وہ بو زائل ہوجاویگی اور دلیل ہمارے مذہب پر کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق کہ بہتر خلال روزہ دار کا مسواک ہی روایت کیا اوسکو ابن ماجہ نے حدیث حضرت عایشہ رض سے اور دارقطنی نے اور اسناد مین اوسکی مجالد ہی ضعیف کیا اوسکو بہت لوگون نے اور دلیل ہماری یہ ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر نہ شاق ہونا میری امت پر البتہ حکم کرتا مین اونکو مسواک کا نزدیک ہر نماز کے اور یہ عام ہی روزہ دار وغیرہ کو اور مسند احمد مین ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نماز مسواک سے بہتر ہی ستر نمازون سے بغیر مسواک کے اور یہ بھی عام ہی اور روایت کی طبرانی نے

ثنا ابراهيم بن هاشم البغوي حدثنا هرون بن معروف ثنا محمد بن سلمة الحراني ثنا بكر بن خنيس عن ابي عبد الرحمن بن عبادة بن نسي عن عبد الرحمن بن غنم قال سالت معاذ بن جبل اتسوك وانا صائم قال نعم قلت اي النهار استسوك قال اي النهار شئت غدوة وعشية الحديث

یعنی کہا عبدالرحمن بن غنم نے کہ پوچھا مینے معاذ رض سے کہ مسواک کرون مین اور مین روزہ دار ہون کہا اونھون نے ہان کہا مینے کسوقت دنکو کرون مین کہا جسوقت چاہے تو صبح اور شام سے آخر حدیث تک ذکر کیا اوسکو ابن الہمام نے اور روایت کی بیہقی نے اسحق سے کہ پوچھا مینے عاصم احول سے کیا مسواک کرے روزہ دار ساتھ مسواک تر کے کہا کہ ہان کیا دیکھتا ہی تو تر زیادہ اوسکو پانی سے کہا مینے اول روز مین اور آخر دن مین کہا کہ ہان ہمارے مینے کہ کس سے پونہچا یہ تکو حدیث کہ کہے تم پر اللہ کہا انس رضی اللہ عنہ سے اونھون نے ہی

صلی اللہ علیہ وسلم سے اور کہا بیہقی نے تفرد کیا ساتھ اوسکے ابراہیم بن محمد الرحمن خوارزمی نے اور تحقیق کہ حدیثین علی ان کین انھون نے عاصم سے منکر حدیثین کہ نہین ہی حجت ساتھ اونکے اور روایت کی ابن حبان نے کتاب الضعفا مین ابن عمرؓ سے قال کَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَاكُ آخِرَ النَّهَارِ وَهُوَ صَائِمٌ یعنی تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسواک کرتے آخر روز مین اور آپ روزہ دار ہوتے تھے اوضعیف کیا اوسکو بسبب ابو بیسر کے کہا نہین ہی حجت ساتھ اوسکے اور رفع کرنا اوسکا باطل ہی اور صحیح ابن عمر کا فعل ہی اور روایت ہی حضرت انسؓ سے کہ پوچھا انھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا مسواک کرے صائم اور وہ روزہ دار ہو فرمایا کہ ہان کہا مینے کہ ساتھ تر مسواک کے اور خشک کے فرمایا کہ ہان کہا مینے اول روز مین او آخر روز مین فرمایا کہ ہان تو کہا گیا واسطے انس کے کس سے سنا تمنے یہ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا اوسکو تمام نے انسؓ سے مرفوعاً کہا ابن حبان نے لَا اَصْلَ لَهٗ نہین ہی اصل اوسکی اور اسناد مین اوسکی ابراہیم بن بیطار خوارزمی ہی روایت کرتا ہی عاصم احول سے منا کیر کو کہا صاحب لآلی نے اخراج کیا اوسکو نسائی نے کتاب مین اور بیہقی نے سنن مین اور کہا کہ منفرد ہوا ساتھ اوسکے ابراہیم اور منکر ہی حدیث اوسکی اور کہا شیخ ابن حجر نے کہ واسطے اوسکے ایک شاہد ہی حدیث معاذ سے جو اوپر گذری ص شیخ فانی اگر روزہ رکھنے سے عاجز ہو تو وہ روزہ نہ رکھے اور ہر روزے کے بدلے ہر مسکین کو کھانا دیوے جتنا کہ صدقۂ فطر دیا جاتا ہی اور جب بڈھے کو روزہ رکھنے کی طاقت ہو تو اوسکی قضا کرے ف وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ قول اللہ تعالیٰ کا اس باب مین حجت ہی ص عورت حاملہ اور عورت دودھ پلانے والی جسوقت کہ اپنی جان یا بچے کی جان کا خوف کرے یا جو مریض ہووے اور زیادتی مرض کا اوسکو خوف ہووے یا مسافر ہو تو یہ سب افطار کرین اور پھر جب عذر انکا جاوے تو قضا ادا کرین بغیر صدقے کے ف اسواسطے کہ روایت ہی حضرت انسؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ نے وضع کیا مسافر سے روزہ اور آدھی نماز کو اور حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت سے روزے کو روایت کیا اوسکو ابو داؤد وغیرہ نے اور مریض بھی اسواسطے نہ رکھے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ یعنی جو بیمار ہو یا مسافر ہو تو اوتنے ہی روزے اور دنون سے یعنی اوتنے ہی روزے جتنے قضا ہو گئے اور دنون مین رکھے اور اسی طرح بڈھا بھی روزہ نہ رکھے اور دلیل اوسکی وہ آیت ہی جو گذری لیکن وہ منسوخ ہی جب معنی اوسکے لَا يُطِيْقُوْنَهٗ کے نہونگے دوسری آیت سے اور کہا ابن عباسؓ نے کہ وہ منسوخ نہین ہی اور وہ بڈھے مرد اور عورت کیواسطے ہی جو طاقت روزے کی نہین رکھتے تو کھلاوین بدلے ہر روزے کے ایک مسکین کو روایت کیا اوسکو بخاری نے اور ایسا ہی مروی ہی حضرت علی اور ابن عباس اور ابن عمر اور سوا انکے صحابہ سے اور کسی سے خلاف اسکا مروی نہین تو اجماع ہو جاویگا اوپر ص اور جس مسافر کو کچھ روزے سے نقصان نہوتا ہو تو اوسکو سفر مین روزہ رکھنا مستحب ہی تو اگر وہ سفر مین یا مرض مین مر گیا تو اوسکے روزے کے بدلے مین صدقہ دینا واجب نہین اور اگر بیمار تھا اور اچھا ہوا تب مرا یا مسافر تھا اور مقیم ہوا تب مرا تو اوسکے روزے کے بدلے مین اوسکا ولی صدقہ دیوے اس طرح پر کہ اگر وہ شخص صحت اور اقامت کے بعد اوسکے جتنے روزے فوت ہوئے تھے اوتنے روزے جی کے مرا ہووے تو اوسکے سب روزون کے بدلے صدقہ دیوے اور اگر اوتنے روز نہین جیا تو جتنے روز تندرست اور مقیم رہا اوتنے دنون کا صدقہ دیوے مثلاً اوسکے دس روزے فوت ہوئے تھے سو وہ بعد رمضان کے پانچ دن تک مقیم یا تندرست رہا تب مرا تو پانچ دن کا اوسکا

ولی صدقہ دیوے اور وجوب صدقہ دینے کے واسطے یہ بھی شرط ہی کہ مرتے وقت وہ شخص وصیت کر گیا ہو یعنی کہہ گیا ہو کہ میرے بعد میرے روزے کی طرف سے صدقہ دینا تو اوسنے جتنا مال چھوڑا ہی اوسکے تیسرے حصے مین ادا کیا جاویگا ف اور امام شافعی کے نزدیک سفر مین روزہ نرکھنا افضل ہی اور دلیل لاتے ہین اوس سے جو مروی ہی صحیحین مین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے سفر مین تو ایک جگہ دیکھا کہ بہت لوگ جمع ہین اور ایک شخص پر سایہ کر رہے ہین سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کیا ہی یہ کہا انھون نے کہ وہ روزہ دار ہی تب فرمایا آپنے لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصِّيَامُ فِي السَّفَرِ یعنی نہین ہی کچھ نیکی سے روزہ رکھنا سفر مین اور دلیل لاتے ہین اوس سے جو روایت کی مسلم نے جابرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نکلے سال فتح مکے کے طرف مکے کے رمضان مین یہان تک کہ پونہچے کسی منزل کو تو روزہ رکھا لوگون نے پھر منگایا آپنے ایک قدح پانی کا اور پیا اوسکو سو کہا گیا آپسے کہ بعض لوگون نے روزہ رکھا سو فرمایا آپنے اُولٰٓئِكَ الْعُصَاةُ وہ لوگ گنہگار ہین انتہی اور جواب یہ ہی کہ اول حدیث مین تو آپنے صورت ضرر اور نقصان مین منع کیا تھا اور یہ ہمارے نزدیک بھی ہی کیونکہ جب خوف ضرر کا ہووے تو روزہ نرکھنا افضل ہی اوسیطرح روایت مسلم مین بھی کیونکہ ایک لفظ اوسکا یہ ہی کہ آدمیون کے اوپر شاق ہووے روزہ اور روایت کیا اوسکو واقدی نے مغازی مین اور اوسمین یہ ہی کہ حکم کیا تھا اونکو افطار کا اور انھون نے قبول نکیا جب یہ کلمہ آپنے ارشاد فرمایا اور اس توجیہ مین موافقت ہوگی درمیان احادیث کے کیونکہ روایت ہی صحیح مسلم مین حمزہ اسلمی سے کہ انھون نے کہا ای رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم پاتا ہون مین قوت روزے پر سفر مین تو کیا مجھپر گناہ ہی روزہ رکھنے مین تو فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وہ رخصت ہی اللہ کی طرف سے سو جو قبول کرے اوسکو تو اچھا ہی اور جو دوست رکھے روزے کو تو نہین ہی کچھ گناہ اوسپر اور صحیحین مین ہی کہ تھے ہم سفر کرتے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تو بعض ہم مین سے روزہ رکھتے تھے اور بعض نہین تو کوئی عیب نہین کرتا تھا دوسرے پر اور مروی ہی سنن ابوداؤد وغیرہ مین ابو الدرداء سے کہ نکلے ہم ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض جہادون مین نہایت گرمی مین یہان تک کہ رکھتے تھے ہم مین سے لوگ ہاتھ اپنے سر پر بسبب گرمی کے اور نہین تھا ہم مین کوئی روزہ دار مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور عبداللہ بن رواحہ تو یہ حدیثین دلالت کرتی ہین اوپر مستحب افضل ہونے روزے کے سفر مین اور یہی ہی حجت ہماری اور خلاف پر بھی اسکے حدیثین آئی ہین مسند عبدالرزاق مین ہی کعب بن عاصم اشعری سے انھون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپنے لَيْسَ مِنْ امْبِرِّ امْصِيَامُ فِي امْسَفَرِ یعنی نہین ہی نیکی سے روزہ رکھنا سفر مین اور ایک روایت مین ہی کہ روزہ رکھنے والا سفر مین مانند افطار کرنے والے کے ہی اقامت مین روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور بزار نے اور دفع تعارض کی وہی توجیہ ہی جو اوپر بیان کی ہمنے فقط اور ولی اوسکے روزون کے بدلے اگر مر گیا ہو تو صدقہ دیوے اور اوسکے بدلے روزہ نرکھے اور بعضون کے نزدیک رکھے دلیل اون لوگون کی یہ ہی کہ آیا ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور کہا کہ مان میری مر گئی اور اوسپر ایک مہینے کے روزے تھے کیا قضا کرون مین اوسکے بدلے سو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر تیری مان پر کچھ قرض ہوتا تو تو ادا کرتا یا نہین کہا اوسنے ہان ادا کرتا فرمایا کہ پھر کیسا جب قرض اللہ کا ہو روایت کیا بخاری مسلم نے اسکو حدیث ابن عباس سے اور ایک روایت مین ہی کہ آئی ایک عورت اور کہا اوسنے کہ ای رسول اللہ تحقیق کہ مان میری مر گئی اور اوسپر ایک روزہ نذر کا ہی کیا روزہ رکھون مین

اوسکے بدلے فرمایا کہ روزہ رکھے تو اوسکے بدلے اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص مرجاوے اور اوسکے اوپر روزے زمہ رہین روزے رکھے اوسکے ولی اوسکا روایت کیا اوسکو بخاری مسلم ابوداود وغیرہ نے حضرت عایشہ سے اور جواب اسکا یہ ہی کہ روایت کی نسائی نے سنن کبری مین ابن عباس سے اور وہ راوی حدیث کے ہین کہ نہ نماز پڑھے کوئی بدلے کسیکے اور نہ روزہ رکھے بدلے کسیکے اور فتوی راوی کا بخلاف روایت کے بمنزلہ نسخ کے ہی اور ایسا ہی کہا حضرت عمر نے روایت کیا اوسکو عبدالرزاق نے اور ذکر کیا اوسکو مالک نے موطا مین اور کہا مالک نے کہ نہین سنا مینے کسی سے صحابہ اور تابعین سے مینے مین کہ کوئی انمین روزہ رکھتا ہو کسیکے بدلے یا نماز پڑھتا ہو کسیکے بدلے اور یہ مؤید ہی نسخ کو اوس حدیث کے واللہ اعلم ص صدقہ ایک وقت کی نماز کا ایک روزے کے صدقے کے برابر ہی اور یہی صحیح ہی اور یہ حنفیون کے نزدیک فدیہ پانچ نمازون کا یعنی ایک دن کی نمازون کا مانند فدیے ایک دن کے روزے کے ہی اور رمضان کی قضا لگاتار چاہیے ادا کرے اور چاہے تھوڑی تھوڑی کرکے ادا کرے اور اگر دوسرا رمضان آجاوے تو قضا کے روزے رکھے بلکہ اوس رمضان کے رکھے تب بعد رمضان کے پھر وہی قضا کے روزے رکھے اور صدقہ ہر روزے کی طرف سے نہ دیوے اور امام شافعی صاحب کے نزدیک صدقہ بھی واجب ہوگا ف اور دلیل لیتے ہین ساتھ اوس حدیث کے کہ بیمار ہوئے ایک رمضان مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر افطار کیا یہان تک کہ تندرست ہوئے پھر نہ روزے رکھے یہان تک کہ دوسرا رمضان آگیا اور روزے رکھے اوسی رمضان کے پھر روزے رکھے اوسکے بعد قضا کے تھے اور کھانا دیتے تھے ایک مسکین کو ہر روزہ اور دلیل ہمارے قول اللہ تعالی کا ہی فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ یعنی شمار ہی اوتنا دوسرے دنون مین سے اور یہ عام ہی اور وہ جو امام شافعی نے روایت کی ثابت نہین ہی کیونکہ سند مین اوسکی ابراہیم بن نافع ہی کہا ابوحاتم رازی نے جھوٹ بولتا تھا حدیث مین اور اوسی مین ایک اور شخص ہی جسکو تہمت ہی وضع حدیث کی ص روزے کا ولی مرے کے روزے کے بدلے روزہ نہ رکھے اور اوسکی نماز کے بدلے نماز نہ پڑھے اور نفل کا روزہ جب کوئی شخص شروع کرے تو اوسپر تمام کرنا اوسکا لازم آتا ہی تو اگر اوسکو توڑ ڈالیگا تو قضا اوسکی ادا کرے ف کیونکہ حضرت نے روزہ نفل صبح کو رکھا تھا پھر کھا لیا اور یہ حدیث اوپر گذری اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے افطار کیا روزے کو سفر مین بعد اسکے کہ روزہ رکھ چکے تھے اور اسی لیے ضیافت کے واسطے روزہ نفل توڑنا درست ہی اور قضا اوسکی لازم ہی کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا حضرت عایشہ اور حفصہ کو جب کھا لیا تھا انھون نے کھانا اور روزہ رکھا تھا صبح کو کہ اِقْضِيَا يَوْمًا اٰخَرَ مَكَانَهٗ یعنی قضا کرو دوسرے دن بدلے اوسکے اور ضعیف کیا اوسکو بخاری نے اور روایت کیا اوسکو ابوداود اور ترمذی اور نسائی نے اور دفع کیا گیا ہی ضعف اوسکا بیان کیا اوسکو شیخ ابن الہمام نے علاوہ اسکے روایت کیا اوسکو ابن حبان نے صحیح مین سوا اوس طریقے کے اور ابن ابی شیبہ نے اور طبرانی نے اور طریقے سے اور روایت کیا اوسکو طبرانی نے اوسط مین سوا ان سب طریقون کے اور طریقون سے پھر کہا شیخ ابن الہمام نے فَقَدْ ثَبَتَ هٰذَا الْحَدِيْثُ ثُبُوْتًا لَا مَرَدَّ لَهٗ یعنی ثابت ہوگئی یہ حدیث اس طرح پر کہ نہین ہی رد کرنے والا اوسکا کوئی اور روایت کی دارقطنی نے جابر سے کہ طیار کیا ایک شخص نے واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کھانا تو بلایا اوسنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور سب اصحاب کو تو جب لائے وہ کھانا کھنکھارا ایک شخص نے کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہی تجکو کہا اوسنے مین روزے سے ہون تو کہا حضرت علیہ السلام نے تکلیف کی تیرے بھائی نے اور بنایا واسطے تیرے کھانا اور تو کہتا ہی کہ مین روزہ دار ہون کھالے اور روزہ رکھ لے بدلے اوسکے اور بعضون نے کہا ہی کہ روزے کو نہ توڑے اور دلیل لاتے ہین اوس حدیث سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بلایا جاوے کوئی تم مین سے طرف کھانے کے تو قبول کرے اور اگر روزہ نہو تو کھاوے اور روزہ دار ہو تو دعا کرے یعنی اور

روایت کیا اوسکو مسلم نے ابو ہریرہ سے اور تفصیل کی اس مقام مین شیخ ابن الہمام نے ص مگر جس ایام مین کہ روزہ رکھنا منع ہی اونمین اگر شروع کریگا تو تمام کرنا اوسکا لازم آویگا اور وہ پانچ دن ہین ایک عید الفطر کا دن اور دوسرے تقریب کا دن اور تین دن اوسکے بعد یعنی گیارھوین اور بارھوین اور تیرھوین تشریق کی اور نفل کا روزہ بے عذر نہ توڑے ایک روایت مین اور ایک روایت مین جائز ہی کیونکہ قضا اوسکے قائم مقام ہی اور ضیافت کے عذر سے نفل کا روزہ توڑنا درست ہی اور یہ حکم ضیافت کرنے والے اور کھانے والے دونون کے واسطے ہی اور اگر رمضان مین دونون کا ایک لڑکا بالغ ہوا یا کافر مسلمان ہوا تو اوس روز باقی روز مین کچھ نہ کھاوے اور نہ پیوے رمضان کی بزرگی کے سبب سے اور اوس روز کی قضا اور کفارہ اگرچہ نیت روزے کی ان دونون نے کی اور پھر کھا لیا تب بھی قضا نہین کرے اور اگر عورت حیض سے پاک ہوئی یا مسافر اپنے گھر آیا تو یہ دونون باقی روز کچھ کھاوین اور نہ پیوین اور اوس روز کے روزے کی قضا ادا کرین اور اگر ایک مسافر نے افطار کی نیت کی بعد اوسکے اپنے گھر آیا تب نفل روزے کی نیت کی اور نیت کرنے کا وقت تھا یعنی دوپہر کے پہلے تو وہ روزہ درست ہوا اور اگر وہ مہینہ رمضان کا تھا تو اوسپر اوس روز کا پورا کرنا واجب ہو گیا یا متیمم نے اوس ان مقدر کیا تو اوسکا بھی یہی حکم ہی اور اون دونون نے اگر افطار کیا تو کفارہ نہین ہی جن دونون مین بیہوشی رہا اونکی قضا ادا کرے مگر جسمین بیہوشی شروع ہوئی ہو اور وہ نیت روزے کی کر چکا ہی یا اوس دن کی رات کو بیہوشی تھی تو اونکی قضا نکرے خلاصہ یہ ہی کہ اگر تمام مہینہ کی نیت کر چکا تو روزہ صحیح ہو جاویگا اور جو معلوم ہو کہ نہین نیت کی تو ہرگز صحیح نہوگا اور جو کچھ حال نیت کا معلوم نہو تب بھی اول روز کی جسمین بیہوشی طاری ہوئی قضا نہین اور اگر سارے رمضان بھر مجنون رہا قضا نکرے اور اگر بعض دن رمضان مین دیوانہ رہا تو جتنے روز گذرے ہین اونکی قضا کرے تو اگر وہ مثلاً بالغ تھا اور حالت جنون مین بالغ ہوا یا بالغ عاقل تھا اور پھر مجنون ہو گیا تو بھی یہی حکم ہی ظاہر روایت مین اور محمد بن حسن شیبانی کے نزدیک اگر حالت جنون مین بالغ ہوا تو روزے اوسپر واجب نہونگے باوجود اوسکے کہ سارے رمضان دیوانہ رہا ہو ف اور دلیل اسکی شرح عربی مین مذکور ہی ص اور اگر اون پانچ دن مین جنمین روزہ رکھنا حرام ہی روزے کی نذر کی یا پورے سال بھر کے روزے کی نیت کی تو صحیح ہی اور ان پانچ دن مین روزے نرکھے بلکہ ان دونون کی قضا ادا کرے اور اگر روزہ رکھ لیگا تو پھر قضا نہین مگر گنہگار ہوگا تو اگر کچھ نیت نہ کی یا نیت فقط نذر کی کی یا نیت کی نذر کی اور یہ نیت کی کہ قسم نہین ہی تو ان صورتون مین نذر ہوگی اور اگر نیت کی قسم کی اور نیت کی کہ نذر نہین ہی تو قسم ہوگی اور اگر افطار کریگا کفارہ قسم کا لازم آویگا اور اگر دونون کی نیت کی یا قسم کی اور یہ ذکر نہ کیا کہ نذر نہین ہی یا ہی تو اندونون صورتون مین نذر اور قسم دونون ہونگی اور اگر افطار کر دیگا تو قضا نذر کی اور کفارہ قسم کا لازم آویگا اور امام ابو یوسف کے نزدیک دونون کی نیت مین نذر ہوگی اور فقط قسم کی نیت مین قسم ہوگی اور باقی تفصیل اسکی شرح عربی مین مذکور ہی شش عید یعنی چھ روزے جو شوال مین رکھتے ہین تو اونکو روزہ عید سے جدا رکھنا مستحب ہی متصل روزہ عید کے رکھے تو کراہت اور مشابہت نصاریٰ کی دور ہو ف اولا استحباب ان چھ روزون کا احادیث سے بیان کرنا لازم ہی سو وہ یہ ہی جو روایت کی مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی وغیرہم نے ابو ایوب سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص روزے رکھے رمضان کے اور پیچھے رکھے اوسکے چھ روزے شوال مین تو ہوگا ایسا جیسے کسینے سارے زمانے کے روزے رکھے اور ابو جو تشبیہ ساتھ نصاریٰ کے بیان کرنا واجب ہی وہ یہ ہی کہ اہل کتاب عید کے روز بھی روزہ رکھتے تھے اور جب چھ روز بعد فطر کے متصل

رکھے گیا تو ایک طرح کی تشبیہ نصاری کے ساتھ متحقق ہوئی اور بعضوں کے نزدیک جائز ہی کیونکہ وہ کہتے ہین کہ جب عید فطر کے روز روزہ نرکھا تو تشبیہ جاتی رہی واللہ اعلم اور جسنے شعبان کے روزے رکھے اور ملا دیا اوسکو ساتھ رمضان کے تو اچھا کیا اوسنے اور مستحب ہین روزے ایام بیض یعنی تیرھوین چودھوین پندرھوین تاریخ کو ہر مہینے مین روایت کی نسائی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ ہمین امر فرماتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایام بیض مین نہ سفر مین اور نہ اقامت مین فقط اور حکم کیا حضرت نے صحابہ کو ان تین دنون کے روزے رکھنے کا روایت کیا اسکو ابو داؤد اور نسائی نے اور عید فطر اور ایام تشریق یعنی تین دن بقر عید کے بعد اور ان دنون کا روزہ رکھنا حرام ہی روایت کی بخاری اور مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی نے ابو سعید رضی اللہ عنہ سے کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین چاہیے روزہ دو دنون مین ایک دن فطر کے اور دن قربانی کے اور عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دن عرفے کے اور دن قربانی کے اور ایام تشریق کے یعنی دن عید کے اور تین دن بعد اسکے ہین اور مراد عرفے کے دن سے یہ ہی کہ عرفے کے دن مین مقام عرفہ پر روزہ رکھنا مکروہ ہی اور صحیح اسکی دوسری حدیث مین آئی ہی روایت کی ابو داؤد نے کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزے سے دن عرفے کے بیچ عرفے کے اور اگر مقام عرفہ مین نہو تو عرفے کے دن روزہ رکھنا مستحب ہی اور روایت ہی نبیشہ ہذلی سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایام تشریق کے دن کھانے اور پینے کے ہین اور اللہ کے ذکر کے اور ایام تشریق اونکو اسواسطے کہتے ہین کہ عرب لوگ گوشتون کو قربانی کے ان دنون مین آفتاب کے بیچے خشک کرتے تھے اور روایت کی طبرانی نے ابن عباس سے کہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَرْسَلَ اَیَّامَ مِنًی مُنَادِیًا یُنَادِیْ اَنْ لَا تَصُوْمُوْا هٰذِهِ الْاَیَّامَ فَاِنَّهَا اَیَّامُ اَکْلٍ وَّشُرْبٍ وَّبِعَالٍ یعنی بھیجا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنون منی کے یعنی ایام تشریق کے ایک پکارنے والے کو کہ پکارے کہ نہ روزہ رکھو ان دنون مین کیونکہ یہ دن کھانے اور پینے اور جماع کے ہین اور روایت کیا اوسکو دارقطنی نے حدیث ابو ہریرہ سے اور اسناد مین اوسکی سعید بن سلام ہی کاذب کہا اوسکو احمد نے اور روایت کی دارقطنی نے عبداللہ بن حذیفہ سہمی سے کہ بھیجا مجکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سوار ہی پکارنے والا ایام تشریق کے کہ ایام منی کے دن کھانے اور پینے اور جماع کرنے کے ہین اور ضعیف کیا اسکو بسبب واقدی کے اور توثیق کی اوسکی بعض لوگون نے اور ذکر کیا اوسکو شیخ ابن الہمام نے باب المیاہ مین کتاب الطہارۃ سے اور روایت کی ابن ابی شیبہ اور اسحاق بن راہویہ نے مسندین قَالَا حَدَّثَنَا وَکِیْعٌ عَنْ مُوْسَی ابْنِ عُبَیْدَۃَ عَنْ مُنْذِرِ بْنِ جَهْمٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ خَلْدَۃَ عَنْ اُمِّهٖ قَالَتْ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلِیًّا یُنَادِیْ اَیَّامُ مِنًی اَیَّامُ اَکْلٍ وَّشُرْبٍ وَّبِعَالٍ یعنی بھیجا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو کہ پکارین ان دنون کے دن کھانے اور پینے اور جماع کے ہین اور سحری کھانا سنت ہی فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سحری کھاؤ کیونکہ اوسمین برکت ہی روایت کیا اسکو بخاری مسلم ترمذی نسائی وغیرہم نے اور فرمایا کہ فرق درمیان ہمارے روزے اور درمیان اہل کتاب کے روزے کے کھانا سحری کا ہی روایت کیا اسکو مسلم اور ترمذی اور ابو داؤد نے اور درست ہی سحری کھانا یہان تک کہ صبح صادق ہووے اور روزہ کھولنا جلدی افضل ہی تاخیر فطر کی بعد وقت آجانے کے مکروہ ہی فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہمیشہ رہینگے لوگ ساتھ بہتری کے جب تک جلدی کرینگے فطر کو روایت کیا اوسکو بخاری مسلم امام مالک نے اور ترمذی نے بھی سہل بن سعد سے اور جسوقت افطار کرے کہے اَللّٰهُمَّ

سعید بن سلام

واقدی

لک صمت وعلی رزقک افطرت یعنی ای اللہ تیرے ہی واسطے مینے روزہ رکھا تھا اور تیرے ہی رزق پر افطار کرتا ہون روایت کیا اوسکو ابوداؤد نے کہ ایسا ہی کرتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور سنت ہی کہ کھجور سے روزہ افطار کرے اور جو نپاوے تو پانی سے اور یہ وارد ہوا ہی حدیث مین اور عورت کو چاہیے کہ نفل روزہ بدون اذن خاوند کے نرکھے روایت کیا اوسکو بخاری مسلم وغیرہما نے اور جو شخص کسی قوم پر جاکے اترے تو بغیر اذن انکے کے روزہ نرکھے نکالا اوسکو ترمذی نے اور کہا یہ حدیث منکر ہی واللہ اعلم

ص باب اعتکاف کے بیان مین

اعتکاف سنت مؤکدہ ہی اور اعتکاف کے معنی یہ ہین کہ بنیت روزہ دار کا مسجد جماعت مین بنیت اعتکاف **ف** لیکن سنت مؤکدہ ہونا تو فقط عشرہ اخیر مین ہی کیونکہ روایت کی بخاری مسلم نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے اعتکاف کرتے عشرہ اخیر مین رمضان سے یہان تک کہ اونھا لیا اونکو اللہ تعالے نے پھر اعتکاف کیا بعد اونکے ازواج مطہرات نے تو یہ مواظبت دلالت کرتی ہی سنت ہونے اعتکاف پر اور ایک اعتکاف واجب ہی وہ یہ کہ نذر کرے اعتکاف کی اور ایک مستحب ہی یہ کہ سوا ان دس دنون مین اخیر رمضان کے اور دنون مین اعتکاف کرنا اور اون دنون مین مواظبت ثابت نہین ہوئی بیان کیا اوسکو شیخ ابن الہمام نے اور دیر تک رہنا یہ کہ اعتکاف کا اور نیت شرط ہی اوسکی اور روزہ بھی شرط ہی اور امام شافعی کے نزدیک شرط نہین دلیل ہماری یہ ہی کہ روایت کی دارقطنی اور بیہقی نے حضرت عایشہ رضی سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لا اعتکاف الا بصوم نہین ہی اعتکاف مگر روزے سے کہا بیہقی نے یہ وہم ہی سفیان بن حسین سے یا سوید سے اور ضعیف کیا اوسنے سوید کو لیکن کمال مین ہی کہا علی بن مدینی سے کہ پوچھا مینے حنفی سے اون دونون کے احوال سے تو ثنا کی انھون نے اوپر اور روایت کی ابوداؤد نے عبدالرحمن بن اسحق سے انھون نے زہری سے انھون نے عروہ سے انھون نے حضرت عایشہ رضی سے کہ کہا اونھون نے سنت ہی اوپر اعتکاف کرنے والے کے کہ نہ جایا کرے کسی مریض کی اور نہ حاضر ہو جنازے مین اور نہ مس کرے کسی عورت کو اور نہ مباشرت کرے اوسسے اور نہ نکلے کسی حاجت کو مگر جو ضروری ہی اور نہین ہی اعتکاف مگر روزے سے اور نہین ہی اعتکاف مگر مسجد جامع مین کہا ابوداؤد نے سوا عبدالرحمن کے اور کوئی اوسمین لفظ السنۃ کا نہین ذکر کرتا اور عبدالرحمن بن اسحق اگرچہ کلام کیا گیا ہی اوسمین مگر اخراج کیا اوسسے مسلم نے اور توثیق کی اوسکی ابن معین نے اور ثنا کی اوسپر غیر اوسکے نے اور روایت کی ابوداؤد نے اور نسائی نے ابن عمر سے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے نذر کیا تھا اپنے اوپر کہ اعتکاف کرین جاہلیت مین ایکدن اور ایک رات نزدیک کعبے کے سو پوچھا انھون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سو فرمایا آپ نے کہ اعتکاف کر اور روزہ رکھ اور ایک روایت مین نسائی کی ہی کہ حکم کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو کہ اعتکاف کرین اور روزہ رکھین کہا دارقطنی نے متفرد ہوا ساتھ اوسکے عبداللہ بن بدیل ابن ورقاء الخزاعی عمرو سے اور وہ ضعیف الحدیث ہی اور ثقات لوگون نے اصحاب عمرو بن دینار سے نہین ذکر کیا روزے کا انمین سے ہین ابن جریج اور ابن عیینہ اور حماد بن سلمہ اور حماد بن زید اور سوا انکے اور یہ حدیث صحیحین مین ہی نہین ہی ذکر اوسمین روزے کا بلکہ اتنا ہی ہی کہ کہا حضرت عمر نے کہ نذر کی تھی مینے جاہلیت مین کہ اعتکاف کرون مسجد حرام مین ایک رات سو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری کر اپنی نذر اور ایک روایت مین ہی حضرت عمر سے کہ نذر کی تھی مینے جاہلیت مین کہ اعتکاف کرون ایک دن نزدیک مسجد حرام کے تو مراد یہ ہی کہ ایک دن

ساتھ رات کے یا ایک رات ساتھ ایک دن کے تاکہ مطابقت ہووے حدیثون مین اور جواب دیا جاویگا کہ غایت اسکی یہ ہی کہ سکوت کیا روزے کے ذکر سے ان لوگون نے اور یہ بات اصول حدیث مین مقرر ہوئی ہی کہ زیادت ثقہ ضابط کی مقبول ہی اور تم جو ضعف ثابت کرتے ہو عبد اللہ بن بدیل کا مسلم نہین کیونکہ کہا ابن معین نے کہ وہ صالح الحدیث ہی اور ذکر کیا اوسکو ابن حبان نے ثقات مین اور دوسرے یہ کہ مؤید ہی اسکی حدیث حضرت عائشہؓ کی جو نقل کی ہمنے اوپر ابو داؤد و نسائی سے اور نکالا بیہقی نے ابن جریج سے انھون نے عطاء سے انھون نے ابن عباس اور ابن عمرؓ سے کہ کہا اون دونون نے اَلْمُعْتَكِفُ يَصُوْمُ یعنی اعتکاف کرنے والا روزہ رکھے تو یہ قول ابن عمر کا بھی مؤید اوسکے ہی کیونکہ نقل کیا اونھون نے اسکو اپنے باپ سے اور یہ واقف تھے اوس واقعے سے اور امام شافعی دلیل لاتے ہین اوس سے جو روایت کیا اوسکو حاکم نے ابن عباسؓ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین ہی اعتکاف کرنے والے پر روزہ مگر یہ کہ کرلے اپنے نفس پر اور تصحیح کی اوسکی حاکم نے اور جواب یہ ہی کہ تصحیح اونکی تمام نہین سنا بین اوسکی عبد اللہ بن محمد ربعی جو اوہ مجہول ہی اور باوجود جہالت اوسکی کے نہین رفع کیا اوسکو کسینے سوا اوسکے بلکہ موقوف کرتے ہین اوسکو ابن عباسؓ سے اور مؤید ہی اوسکے وقف کے جو ذکر کیا اوسکو بیہقی نے بعد ذکر اسباب کے کہ متفرد ہوا ساتھ اوسکے ربعی کہ روایت کیا اوسکو یونس حمید نے عبد العزیز بن محمد سے انھون نے ابو سہیل بن مالک سے کہا کہ جمع ہوا مین اور ابن شہاب نزدیک عمر بن عبد العزیز کے اور اونکی عورت نے نذر کی تھی اعتکاف کی مسجد حرام مین سو کہا ابن شہاب نے کہ نہین ہوتا ہی اعتکاف مگر ساتھ روزے کے سو کہا عمر بن عبد العزیز نے کہ کیا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی کہا انھون نے نہین سو کہا کہ ابو بکرؓ سے کہا انھون نے نہین کہا کہ نہین کہا ابو سہیل نے کہ پھر پھرا مین سو پایا مینے طاؤس اور عطا کو تو پوچھا مینے اونسے یہ سو کہا طاؤس نے ابن عباسؓ سے دیکھتے تھے معتکف پر صیام مگر یہ کہ خود اپنے نفس پر مقرر کرلے اور کہا عطا نے یہ اگر صحیح ہی تو البتہ ابن عباسؓ رفع کیا ہوتا اوسکو نہ وقف کرتے طاؤس اور اوسکو ابن عباسؓ پر اور اسیواسطے اعتراض کیا بیہقی نے کہ رفع اوسکا وہم ہی اور صحیح یہ ہی کہ وقف ہے معارضے سے سالم نہین اسواسطے کہ اوپر ہم ذکر کرچکے ابن عباسؓ اور ابن عمرؓ سے کہ کہا اون دونون نے معتکف روزہ رکھے اور کہا عبد الرزاق نے حَدَّثَنَا الثَّوْرِيُّ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ قُسَيْمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ مَنِ اعْتَكَفَ فَعَلَيْهِ الصَّوْمُ یعنی جو اعتکاف کرے تو اوسپر روزہ ہی اور سہنا دا اوسکی صحیح ہی اور نکالا عبد الرزاق نے حضرت عائشہؓ سے موقوفاً مَنِ اعْتَكَفَ فَعَلَيْهِ الصَّوْمُ اور زہری اور عروہ سے بھی کہ کہا اون دونون نے لَا اعْتِكَافَ إِلَّا بِالصَّوْمِ اور موطا مین مالک کی ہی کہ پونہچا اونکو قاسم بن محمد اور نافع مولی بن عمرؓ کہ کہا اون دونون نے نہین ہی اعتکاف مگر ساتھ روزے کے بسبب قول اللہ تعالے کے ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ یعنی تمام کرو روزے کو رات تک اور نہ مباشرت کرو عورتون سے جب تم اعتکاف کرتے ہو مسجدون مین تو ذکر کیا اللہ تعالے نے اعتکاف کو ساتھ روزے کے کہا یحیی نے کہا مالک نے وَالْأَمْرُ عَلَى ذَلِكَ عِنْدَنَا أَنَّهُ لَا اعْتِكَافَ إِلَّا بِصِيَامٍ یعنی حکم نزدیک ہمارے اوسپر ہی کہ نہین ہی اعتکاف مگر ساتھ روزے کے اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ اعتکاف اوس مسجد مین صحیح ہی جہان جماعت ہوتی ہو روایت کی طبرانی نے ابراہیم نخعی سے کہ کہا حذیفہ نے واسطے ابن مسعودؓ کے کیا تم تعجب نہین کرتے ہو اون لوگون سے کہ درمیان تمھارے گھر کے اور گھر ابو موسی کے ہین اور گمان کرتے ہین کہ

ہم اعتکاف سے ہین سو کہا ابن مسعودؓ نے کہ شاید وہ لوگ صواب پر ہون اور تم خطا پر اور ان لوگون کو یاد ہوا اور تم بھول گئے ہو کہا حذیفہ نے لیکن مین سوجانتا ہون کہ نہین ہے اعتکاف مگر مسجد جماعت مین اور کہا الاعمش نے ابن عباسؓ سے کہ بدترین سنتون مین اللہ کے نزدیک عتبہ بن ابی فرقد کہ بیوت مین ہے اعتکاف کرنا اون مسجدون مین جو گھرون مین ہین اور روایت کی ابن ابی شیبہ و عبد الرزاق دونون نے اپنے مصنف مین ثنا سفیان الثوری اخبرنی جابر عن سعید بن عبید عن عبد الرحمن السلمی عن علی قال لا اعتکاف الا فی مسجد جماعۃ اور اوپر گذر چکا مرفوعا حدیث حضرت عائشہؓ مین اور ایک روایت مین امام ابو حنیفہؒ سے یہ مروی ہے کہ نہین صحیح ہے اعتکاف مگر اوس مسجد مین جسمین پانچون نمازین پڑھی جاتی ہین اور دلیل لائے ہین ساتھ اوس حدیث کے جسکو روایت کیا ابن الجوزی نے حذیفہ سے کہ کہا انھون نے سنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے جو مسجد کہ واسطے اوسکے امام ہے اور مؤذن سوا اعتکاف اوسمین صحیح ہوتا ہے واللہ اعلم بالصواب ص اور کم مدت اوسکی ایک دن ہے جو اعتکاف شروع کرے اور ایک دن رات تمام ہونے کے پہلے چھوڑ دے تو اوسپر قضا ہے اور امام محمدؒ کے نزدیک کم مدت ایک ساعت ہے اور وہ ہوگئی تو قضا نہین اور معتکف مسجد مین سے باہر نہ نکلے مگر حاجت انسانی جیسے پیشاب یا حاضر ہونے کے واسطے ف کیونکہ مروی ہے حضرت عائشہ رضؓ سے کہ نہین داخل ہوتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر مین مگر واسطے حاجت انسانی کے جب بیٹھے ہوتے تھے معتکف نکالا اسکو اصحاب صحاح ستہ نے ص یا جمعے کے واسطے اگر نکلے اور جسکا مکان جامع مسجد سے دور ہو تو وہ ایسے وقت نکلے کہ جمعہ پالیوے اور سنتین پڑھے چار جمعے کے پہلے اور ایک روایت مین چھ رکعتین چار سنت اور دو تحیۃ المسجد کی اور بعد جمعے کے چار امام صاحبؒ کے نزدیک اور چھ صاحبینؒ کے نزدیک اور اسقدر سے زیادہ دیر لگانا معتکف کو جامع مسجد مین اعتکاف کو فاسد نہین کرتا اور اگر بغیر عذر کے مسجد سے ایک ساعت بھی نکلے تو فاسد ہوگا ف اور صاحبینؒ کے نزدیک نہین فاسد ہوگا مگر جب کہ برابر آدھا دن نکلا ہے ص معتکف کھانے اور پینے اور سونے ف اسواسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نہین ہوتی تھی کوئی جگہ اعتکاف مین مگر درمیان مسجد کے ص اور بیچنے اور خریدنے مسجد مین بغیر سودا حاضر کرنے کے اور سوا متکلف کے اور کوئی شخص مسجد مین یہ کام نکرے ف روایت کی اصحاب سنن نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچنے اور خریدنے سے مسجد مین آخر حدیث تک اور ایک روایت مین ہے کہ بچاؤ مسجدون کو اپنے لڑکون سے یہان تک کہ فرمایا اونچے سے اور خریدنے سے روایت کیا اسکو عبد الرزاق نے اور پوری حدیث یون مروی ہے ف مین اوسکے حدثنا محمد بن مسلم عن عبد ربہ بن عبد اللہ عن مکحول عن معاذ بن جبل ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال جنبوا مساجدکم صبیانکم ومجانینکم وشراءکم وبیعکم وخصوماتکم ورفع اصواتکم واقامۃ حدودکم وسلسلکم وافتحوا ابوابہا المطاہر وجمروہا من الجمع ص اور چپ رہے ف یعنی ایسا نکرے کہ بالکل بات کرنے کو موقوف کرے ص بلکہ بہتر اور نیک باتین کرے اور اعتکاف کو جماع باطل کرتا ہے ف کیونکہ فرمایا اللہ تعالی نے ولا تباشروہن وانتم عاکفون فی المساجد یعنی نہ مباشرت کرو عورتون سے جب کہ تم اعتکاف کرنے والے ہو مسجدون مین ص اگرچہ رات کو ہو یا بھولے سے اور اگر سوا فرج کے اور جگہ ملی کرے یا بوسہ لیوے یا چھوے تو اگر انزال ہوا اعتکاف باطل ہوگا اور اگر انزال نہوا تو باطل نہوگا اگرچہ یہ کام اعتکاف مین حرام ہین اور عورت اپنے گھر مین اعتکاف کرے اور اگر کچھ دنون کے اعتکاف کی نذر کی تو اون دنون

رات میں بھی اوسکو اعتکاف کرنا واجب ہوگا برابر یکی تار اگرچہ اوسنے ایسی نیت نہ کی ہو وسنے اور جو دو روز کی نیت کی تو دونوں روز کی رات بھی داخل ہوجاویگی اور صرف دن کی نیت صحیح ہوجاویگی فقط

کتاب الحج

جان تو کہ حج فرض ہی اور منکر اوسکا کافر ہی **وفرضیت** اوسکی قرآن شریف سے ثابت ہی فرمایا اللہ تعالیٰ جل شانہ نے وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ یعنی اللہ کے واسطے لوگوں کے ذمے پر ہی حج خانہ کعبہ کا اور عمر میں ایک بار فرض ہی روایت کی احمدؒ نے مسند میں اور دارقطنی نے سنن میں اور حاکم نے مستدرک میں اور کہا صحیح ہی اور بیہقی نے سنن میں حج کے باب عباس رضی اللہ عنہ سے کہ خطبہ پڑھا ہمپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور فرمایا اے لوگو فرض کیا اللہ نے تمپر حج کو سو کھڑے ہوے اقرع بن حابسؓ اور کہا کہ اے رسول اللہ کیا ہر سال میں ہو فرمایا آپنے اگر میں کہتا ہاں البتہ واجب ہوتا ہر سال میں اور تم اوسکی قدرت نہ رکھتے حج ایکبار ہی اور جو زیادہ ہو وہ نفل ہی اور روایت کی مسلم نے حج [illegible] ہر آزاد مسلمان مکلف تندرست آنکھ والے پر جب اوسکے واسطے توشہ اور سواری ہو فاضل ضروری حج اور عیال کے نفقے سے لوٹنے تک اور راہ کی بھی امن ہو **وشرط** آزاد اور بالغ ہونا اسواسطے شرط ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بچہ حج کرے پھر بالغ ہو تو واجب ہی اوسپر حج اور جو غلام حج کرے پھر آزاد ہو تو واجب ہی اوسپر حج اور روایت کیا اوسکو حاکم نے ابن عباس سے اور کہا صحیح ہی شرط صحیح ہی بدن اور نفقہ اور محرم یا عیال کا ساتھ رفع اوسکے سے کہ حج نہیں کرتا کیونکہ منع ہی اور زیادتی ثقہ سے مقبول ہی اور شرط ہی اوسکے ایک مرد ثقہ حدیث روایت کیا جسکو ابو داؤد نے اپنی سنن میں محمد بن کعب قرظی سے کہ کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ کہ حج کریں اہل اوسکے اور مرد جو کافی ہو جاویگا اوسکے اور مرجا کو کافی ہو جاویگا اوسکے تو آزاد کرے [illegible] بلوغ کو کہ حج کریں اسکے ساتھ جو کچھ کہ حج کریں لوگ اوسکے کافی ہو جاویگا اور [illegible] آزاد کرے [illegible] اور یہ حدیث اگرچہ مرسل ہی اور یہ حدیث [illegible] ہی اور حدیث [illegible] ہی اور روایت کیا اوسکو دارقطنی نے ابن عباس سے اور کہا کہ صحیح ہی اور شرط ہی استطاعت ہونا شرط ہی بیان [illegible] اگرچہ مالدار ہو حج نہیں تو کسب اور سواری شرط ہی اسواسطے کہ روایت کی حاکم نے [illegible] اور ابن ماجہ نے انس سے اسکے قول میں وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ [illegible] جو شخص طاقت سبیل کی رکھتا ہو کہا گیا اے رسول اللہ کیا چیز ہی سبیل فرمایا کہ توشہ اور [illegible] اور شرط ہی [illegible] نہ سکے اور نہیں نکالا اون دونوں نے اوسکو اور متابعت کی سعید بن منصور نے [illegible] اور کہا کہ صحیح ہی اور شرط ہی سلامتی کے اور [illegible] سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible] آیت میں کہ سبیل زاد اور راحلہ ہی روایت کی اسکو [illegible] اور ابن عمر اور ابن عباس اور حضرت عائشہ اور جابر اور عبداللہ بن عمرو بن العاص وغیرہم سے [illegible] کہ فاضل ہو حاجت اصلی ضروری مانند خادم اور سواری جانگی اور کپڑوں وغیرہ اسواسطے کہ یہ چیزیں ہونا ضروری ہیں اور شرط ہی کہ اہل و عیال کے نفقے سے فارغ ہو اور اسواسطے کہ نفقہ فرض ہی اور حج نفل کا مقدم ہی اوسکے حق پر نزدیک شرع کے اور جو لوگ مکے سے قریب ہیں اونکو سواری شرط نہیں کیونکہ اونکی مشقت اتنی نہیں کہ سواری بھی ضروری ہو بخلاف دور والوں کو اور راہ کی بھی امن شرط ہی اسواسطے کہ محافظت

جان و مال کی ضرور ہی ص عورت کو بغیر محرم یا خاوند کے حج درست نہین اگر اوس عورت سے مکے تک مدت سفر کی برابر راہ ہووے ف اور اگر اس سے کم ہووے تو شرط نہین اور امام شافعی کے نزدیک عورت کو بے محرم کے حج جائز ہی جب کہ ایک قافلہ ہووے اور اوسکے ساتھ معتبر عورتین ہون اور ہمارے نزدیک جائز نہین اور دلیل امام شافعی کی عموم آیت کا ہی وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ آخر تک اور قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حج کرو مطلق آور ذکر نہ کیا مرد اور عورت کا اور دلیل ہماری یہ ہی کہ فرمایا حضرت نے لَا تَحُجَّنَّ امْرَأَةٌ اِلَّا وَمَعَهَا ذُو مَحْرَمٍ فَقَالَ رَجُلٌ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اِنِّي اكْتُتِبْتُ فِي غَزْوَةِ كَذَا وَامْرَأَتِي حَاجَّةٌ قَالَ ارْجِعْ فَحُجَّ مَعَهَا رواہ البخاری و اخرجہ الدارقطنی ایضا عن حجاج عن ابن جریج بہ ولفظہ لا تحجن امرأۃ الا ومعہا ذو محرم یعنی نہ حج کرے عورت مگر اوسکے ساتھ محرم ہو سو کہا ایک شخص نے اے نبی اللہ کے مین لکھا گیا ہون غلانے غزوے مین اور عورت میری حج کرنے والی ہی کہا آپنے لوٹ جا اور حج کر ساتھ اوسکے اور روایت کیا اوسکو دارقطنی نے اور معنی اوسکے یہی ہین اور مدت سفر کی اسواسطے شرط ہی کہ دوسری حدیث مین صحیحین کی ہی ابو سعید سے اور بعضون نے ابن عباس سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ سفر کرے عورت مگر ساتھ محرم کے اور سفر کے معنی اوپر ہم کتاب الصلوٰۃ مین بیان کر چکے کہ تین دن اور تین رات سے کم نہین ہوتا اور احتیاط اسمین ہی کہ کسی جا کا ارادہ بغیر محرم کے نکرے اگرچہ مدت سفر سے کم ہووے اسواسطے کہ روایت کی بخاری نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ سفر کرے عورت دو دن مگر اوسکے ساتھ اوسکا خاوند ہووے یا اور کوئی محرم ہووے اور ایک روایت مین البتہ ہی کہ نہین علامات ہی جو ایمان لائی ہی واسطے اللہ کے اور دن قیامت پر یہ کہ سفر کرے ایک رات بغیر محرم کے اور ایک روایت مین طبرانی کی ہی کہ نہ سفر کرے تین میل بھی بغیر محرم کے ص عمر مین ایک بار فرض ہی جسوقت قدرت ہووے علی الفور فرض ہووے گا یہ مذہب امام ابی یوسف کا ہی اور امام محمد کے نزدیک فی الفور واجب نہین ہوتا تو اگر اوسی سال مین حج نہ کیا اور دوسرے یا تیسرے سال مین ادا کیا تو اوسکے نزدیک ادا ہوگا اور اگر ادا نہین کیا اور مر گیا تو سب کے نزدیک گنہگار ہوگا پس اگر پہلے سال سے تاخیر کی امام ابی یوسف کے نزدیک گنہگار ہوگا اور امام محمد کے نزدیک نہین ہوگا اور اگر لڑکے نے احرام باندھا اور بالغ ہو گیا یا غلام نے اور آزاد ہو گیا اور حج کیا فرض ادا نہ ہوگا اور لڑکے نے احرام پھر باندھا اور پھر وقوف کیا فرض اوسے ادا ہو جاویگا اور غلام کا نہ ہوگا فرض حج کے تین ہین احرام باندھنا اور عرفات مین ٹھیرنا اور طواف کرنا زیارت کا اور واجب پانچ ہین مزدلفے مین ٹھیرنا اور دوڑنا صفا مروہ کے بیچ مین اور کنکریان پھینکنا اور طواف صدر کا یعنی اخیر کا طواف وقت رخصت کے واسطے آفاقی کے اور مکی و انا سر کا اور ان آٹھ کے سوا باقی سنت یا مستحب ہین ف اور ان سب چیزون کا ذکر تفصیل سے آگے آویگا ص میقات حج کے شوال اور ذیقعدہ اور دس دن ذیحجہ کے ہین اور اونکے قبل احرام باندھنا مکروہ ہی ف فرمایا اللہ تعالیٰ نے اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُومَاتٌ یعنی حج کے کچھ مہینے ہین معلوم اور روایت کی بخاری و غیرہ نے ابن عمر سے کہ مہینے حج کے شوال اور ذیقعدہ اور دس دن ذیحجہ کے ہین اور موقوف ہی یہ بخاری ہین تعلیقاً اور روایت کیا اوسکو حاکم نے اور صحیح کیا اوسکو اور ایسا ہی مروی ہی ابن عباس سے روایت کیا اوسکو دارقطنی نے اور ایسا ہی روایت کیا اوسکو ابن مسعود سے اور وصل کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے اور حدیث عبداللہ بن زبیر کی روایت کیا اوسکو دارقطنی نے کہ مہینے حج کے شوال اور ذیقعدہ اور ذی الحجہ ہین تو یہ سب اعمال سے مروی ہی عبادلہ کہتے ہین عبداللہ بن مسعود و عبداللہ

ابن عمر عبداللہ بن عباس عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم کو اور بعضوں کے نزدیک عبداللہ بن عمرو بن العاص کو بھی **ص** عمرہ سنت ہے اور عمرہ طواف اور سعی یعنی دوڑنے کو درمیان صفا اور مروہ کے کہتے ہیں اور وقوف یعنی ٹھہرنا اور احرام نہیں ہے اور سارے برس میں جب چاہے درست ہے اور مکروہ ہے دن عرفے کے اور چار دن میں بعد عرفے کے **ش** اور سنت ہونا اسکا حدیث سے ثابت ہے روایت کی ترمذی نے جابرؓ سے کہ پوچھے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمرے سے کیا واجب ہے وہ فرمایا نہیں مگر یہ کہ عمرہ کرو تو وہ فضل ہے اور اوسکا بیان آگے آویگا **ص** میقات مدینے کے رہنے والے کا ذوالحلیفہ ہے اور عراق والوں کا ذات عرق اور شام والوں کا جحفہ اور نجد والوں کا قرن اور یمن والوں کا یلملم **ف** میقات اوسکو کہتے ہیں جہاں سے احرام باندھتے ہیں اور ذوالحلیفہ اور ذات عرق اور جحفہ اور قرن اور یلملم یہ سب مقاموں کے نام ہیں اور یہ تعیین حدیث میں مروی ہے روایت ہے صحیحین میں حضرت ابن عباسؓ سے کہ مقرر کیا میقات نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے اہل مدینہ کے ذوالحلیفہ اور واسطے اہل شام کے جحفہ اور واسطے اہل نجد کے قرن اور واسطے اہل یمن کے یلملم اور اخراج کیا اوسکا ترمذی اور ابوداؤد وغیرہما نے اور آخر حدیث کا یہ ہے کہ یہ مقام ان لوگوں کے واسطے ہیں جو اونکے پاس ہے اور اون لوگوں میں سے ہو کوجو ارادہ کرے حج اور عمرے کا اور جو اونکے سوا ہو تو جہاں سے چاہے یہاں تک کہ اہل مکہ احرام باندھیں مکے میں اور نہیں ذکر کیا اومیں میقات اہل عراق کو لیکن ذکر کیا اوسکو جابرؓ نے روایت کیا اوسکو مسلم نے اور شک کیا راوی نے اوسکے رفع میں اور ابن ماجہ نے روایت کیا اوسکو اور اومیں شک نہیں اور اوسی میں ہے کہ مقام اہلال اہل مشرق کا ذات عرق ہے مگر اسناد میں اوسکا ابراہیم بن یزید جزری ہے اونمیں شک ہے اوسکی حدیث میں اور روایت کی ابوداؤد نے حضرت عائشہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر کیا میقات واسطے اہل عراق کے ذات عرق اور اسناد میں اوسکی اقلح بن حمید ہے اور رکھتے احمد بن حنبل انکار کرتے اسکا اور کہا عبدالرزاق نے مالک سے انھوں نے نافع سے انھوں نے ابن عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میقات مقرر کیا واسطے اہل عراق کے ذات عرق اور صحیح ہوئی یہ حدیث **ص** ان مقاموں سے آگے بڑھنا بغیر احرام کے حرام ہے جسکا قصد مکے میں داخل ہونے کا ہو **ف** برابر ہے کہ قصد کرے حج اور عمرے کا یا انکے کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ تجاوز کرے کوئی میقات سے مگر احرام باندھ کے اور یہ عبارت ہدایہ میں ہے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے مصنف میں **حدثنا** عبدالسلام بن حرب عن خصیف عن سعید بن جبیر عن ابن عباسؓ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یجاوز الوقت الا بإحرام یعنی نہ تجاوز کرے میقات سے مگر ساتھ احرام کے اور ایسا ہی روایت کیا اوسکو طبرانی نے اور کہا شافعی نے اپنی سند میں **حدثنا** ابن عیینہ عن عمرو عن ابی الشعثاء انہ رأی ابن عباسؓ یرد من جاوز المیقات یعنی اطراف یعنی پھیر دیتے تھے ابن عباس اوسکو جو آگے جاتا تھا میقات کے بغیر احرام کے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے **ثنا** وکیع عن سفیان عن حبیب بن ابی ثابت عن ابن عباسؓ اور ذکر کیا اوسکو اور روایت کی اسحق بن راہویہ نے اپنی مسند میں **حدثنا** فضیل بن عیاض عن لیث ابن ابی سلیم عن عطاء عن ابن عباسؓ قال اذا جاوز الوقت فلم یحرم حتی دخل مکۃ رجع الی الوقت فاحرم وان خشی ان یرجع الی الوقت فانہ یحرم ویھریق دما یعنی کہا ابن عباس نے کہ جب تجاوز کرے کوئی شخص میقات سے اور نہ احرام باندھے یہاں تک کہ داخل ہو جاوے

حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ کی تخریج

سکے یعنی لوٹے طرف میقات کے اور احرام باندھے اور اگر خوف کرے رجوع کا طرف میقات کے تو وہ احرام باندھے اور اوسکے بدلے مین ایک قربانی کرے **ص** اور قبل پہونچنے کے ان مکانون مین اگر پہلے سے احرام باندھ لے تو درست ہی **ف** روایت کی حاکم نے بالتفسیر مین مستدرک سے کہ پوچھے گئے حضرت علیؓ قول اللہ تعالےٰ وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ یعنی تمام کرو حج اور عمرے کو واسطے اللہ کے سو کہا انھون نے کہ احرام باندھے تو اپنے گھر سے اور کہا کہ صحیح ہی علی شرط الشیخین یعنی اتمام صحیح ہی بشرط صحیح بخاری و مسلم کے اور مروی ہی یہ حدیث ابو ہریرہؓ سے مرفوعاً اور اسمین ضعف ہی اور حدیث ابن مسعود کی ذکر کیا اوسکو صاحب ہدایہ نے اور نہین پایا مینے اوس حدیث کو **ص** اور جو ان مقاموں کے رہنے والے ہین اونکو مکے مین بغیر احرام کے داخل ہونا درست ہی تو اونکی میقات حل ہی اور جو مکے کا رہنے والا ہی وہ احرام حج کے لیے حرم سے باندھے اور عمرے کے لیے حل سے **ف** حل سوا حرم کے اور زمین کو کہتے ہین اسواسطے کہ حکم کیا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو کہ احرام باندھین جوف مکہ سے روایت کی مسلم نے جابرؓ سے کہ حکم کیا مکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ہم حلال تھے یعنی احرام نہین باندھا تھا کہ احرام باندھین ہم جب توجہ کرین طرف منی کے کہا جابر نے کہ اہلال کیا ہمنے بالحج سے اور حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہؓ کے بھائی کو کہ عمرہ کرا دین اونکو تنعیم سے اور تنعیم حرم مین نہین ہی اور دلیل قوی یہ ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وَمَنْ كَانَ دُوْنَ ذٰلِكَ فَمِنْ حَيْثُ شَاءَ حَتّٰى اَهْلُ مَكَّةَ مِنْ مَكَّةَ یعنی جو ان مقاموں سے نہ آیا ہو تو وہ جہان سے چاہے احرام باندھے یہان تک کہ اہل مکہ کے واللہ اعلم **ص** جو شخص ارادہ احرام کا کرے وضو کرے اور غسل کرنا اچھا ہی **ف** اسواسطے کہ غسل کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام کے لیے روایت کیا اوسکو ترمذی نے زید بن ثابت سے اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہی غریب ہی اور روایت کی حاکم نے ابن عباس سے کہ غسل کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر پہنے کپڑے اپنے سو جب آئے ذوالحلیفہ مین پڑھین دو رکعتین پھر سوار ہوا اونٹ پر تو جب چڑھ چکا اوسپر احرام باندھا حج کے لیے اور کہا حاکم نے صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ الْاَسْتَاذَيْنِ یعنی یہ حدیث صحیح ہی اور نہین نکالا اوسکو بخاری و مسلم نے اور نکالا ابن خزیمہ نے کہا انھون نے مِنَ السُّنَّةِ اَنْ يَّغْتَسِلَ اِذَا اَرَادَ اَنْ يُّحْرِمَ وَصَحَّحَهٗ عَلٰى شَرْطِهِمَا وَاَخْرَجَهٗ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَالْبَزَّارُ وَقَوْلُ الصَّحَابِيِّ مِنَ السُّنَّةِ حُكْمُهُ الرَّفْعُ عِنْدَ الْجُمْهُوْرِ یعنی کہا حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے کہ سنت سے ہی یہ بات کہ غسل کرے جب ارادہ احرام کا کرے اور صحیح کیا اوسکو حاکم نے بخاری مسلم کی شرط پر اور نکالا اوسکو ابن ابی شیبہ اور بزار نے اور قول صحابی کا من السنۃ بنزدیک رفع کے ہی **ص** اور ایک ازار اور چادر پاک پہنے اور جو شبو لگاوے اور ایک دو گانہ نفل پڑھے **ف** اسواسطے کہ پہنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ازار اور چادر اور صحابہ نے آپکے نکالا اوسکو بخاری نے اور لیکن جو شبو لگانا سو اسواسطے کہ کہا حضرت عائشہؓ نے خوشبو لگائی مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان دونون ہاتھون سے جسوقت احرام باندھا آپنے اور لگائی مینے خوشبو آپکے جب کھولا احرام آپنے قبل طواف خانہ کعبہ کے اور اوس خوشبو مین مشک تھی اور لیکن دو رکعتین نفل پڑھنا سو اسواسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے دو رکعتین ذوالحلیفہ مین وقت احرام کے روایت کیا اوسکو مسلم نے ابن عمرؓ سے اور ایسا ہی کرتے تھے حضرت عمرؓ بھی روایت کیا اوسکو بخاری نے اور سعد کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ابوداؤد اور حاکم نے بروایت ابن عباسؓ کے

ص تو اگر حج مفرد یعنی فقط حج کرتا ہی تو کہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ اے اللہ میں ارادہ کرتا ہون حج کا پس آسان کر تو اوسکو میرے واسطے اور قبول کر اوسکو میری طرف سے پھر لبیک کہنے بعد نماز کے اور نیت حج کی کرے اور وہ یہ ہی لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ اور اس سے کم نکرے اور اگر زیادہ کرے تو درست ہی ف لیکن لبیک کہنا بعد نماز کے سو حدیث سے ثابت ہی روایت کی ترمذی اور نسائی نے ابن عباسؓ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لبیک کہی بعد نماز کے اور کہا ابن الہمام نے کہ یہ حدیث صحیح ہی اور ثابت کیا اوسکو اور اگر سواری پر چڑھ کے لبیک کہے تو بھی درست ہی اور یہ بھی احادیث صحیحہ سے ثابت ہی روایت کیا انکو بخاری مسلم نے اور زیادہ کرنا اس سے جائز ہی اور امام شافعیؒ کے نزدیک جائز نہین اور دلیل ہماری یہ ہی کہ حضرت عمر بن الخطابؓ نے زیادہ کیا ان کلمات پر اور کہا وَسَعْدَیْکَ وَالْخَیْرُ فِیْ یَدَیْکَ وَالرَّغْبَاءُ اِلَیْکَ مروی ہی یہ صحاح مین اور زیادہ کیا ابوداؤد نے ایک روایت مین کہ زیادہ کرتے تھے لوگ ان کلمات پر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سنتے تھے اور کچھ نہین کہتے تھے اور زیادہ کیا ابن مسعودؓ نے اسپر مروی ہی یہ مسند اسحٰق بن راہویہ مین اور امام حسن بھی زیادہ کرتے تھے ان کلمات پر روایت کیا اسکو ابن سعدؒ نے طبقات مین وَاللّٰہُ اَعْلَمُ ص اور جب لبیک نیت کرکے کہہ لی احرام اوسکا بندھ چکا تو جماع اور فحش کلام موقوف کرے اور ذکر کرنے کو جماع سے عورتون کے سامنے روایت ہی کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے جب یہ شعر پڑھا **شعر** وَھُنَّ یَمْشِیْنَ بِنَا ھَمِیْسًا ۔ اِنْ یَّصْدُقِ الطَّیْرُ نَنِکْ لَمِیْسًا ۔ کہ یعنی اور واسکے یہ ہین کہ اونٹ چلتے ہین ہمارے ساتھ درانحالیکہ اونکے موزون کے نعل سے آواز آتی ہی ۔ اگر فال سچ ہو تو ہم ملیں گے کہ ایک عورت ہی اوس سے جو ہمارا جی چاہیگا کریںگے تو لوگون نے کہا کہ رفث کرتے ہین احرام مین تو فرمایا کہ رفث اوسکو کہتے ہین جسمین عورتین مخاطب ہون اور بیچے فسوق یعنی گناہون سے اور جدال سے اور وہ یہ کہ اپنے رفیق سے لڑے یا مشرکون سے حج کی تقدیم اور تاخیر مین ف کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِی الْحَجِّ یعنی نہین ہی رفث اور فسوق اور جدال حج مین ص اور نہ شکار کرے خشکی کا احرام مین اور دریا کا شکار منع نہین اور شکار کے جانور کو کسیکو نہ بتلاوے اور نہ اوسکی طرف اشارہ کرے ف اسواسطے کہ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے شکار کیا تھا ایک حمار وحشی کا اور وہ احرام سے نتھے تو پوچھا صحابہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اوسکے کھانے کو سو فرمایا آپ نے کیا تمنے اوسکے شکار مین کچھ مدد کی تھی یا اشارہ کیا تھا کچھ تمنے کہا اونھون نے نہین تب فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سو کھاؤ جو اوسکا گوشت باقی ہی روایت کیا اوسکو اصحاب صحاح ستہ نے اور دوسرے یہ کہ دلالت کرنے والا یعنی بتانے والا کسی چیز کا مثل کرنے والے کے ہی اور یہی حکم نیک کامون کے باب مین بھی ہی فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلدَّالُّ عَلَی الْخَیْرِ کَفَاعِلِہٖ یعنی بتلانے والا بہتری کا مانند اوسکے کرنے والے کے ہی اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَلَا تَقْتُلُوا الصَّیْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ۔ یعنی نہ شکار کرو جب احرام باندھے ہو تم

ص اور پرہیز کرے خوشبو لگانے سے اور ناخن کاٹنے سے ف اور یہ منع حدیث مین وارد ہی ص اور مُنہ ڈھانپنے سے اور سر ڈھانپنے سے ف اور امام شافعیؒ کے نزدیک جائز ہی واسطے مرد کے چھپانا منہ کا اسواسطے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اِحْرَامُ الرَّجُلِ فِي رَأْسِهِ وَاِحْرَامُ الْمَرْأَةِ فِي وَجْهِهَا یعنی احرام مرد کا اوسکے سر مین ہی اور احرام عورت کا اوسکے منہ مین ہی روایت کیا اوسکو دارقطنی اور بیہقی نے موقوفاً ابن عمرؓ پر اور ذکر کیا اوسکو مرفوع صاحب ہدایہ نے اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کے باب مین جسکو مرگیا تھا احرام مین کہ چھپاؤ منہ اوسکا اور نہ چھپاؤ سر اوسکا روایت کیا اسکو امام شافعیؒ نے اور دلیل ہماری یہ ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کے باب مین جسکو مرگیا تھا احرام مین کہ نہ چھپاؤ منہ اوسکا اور نہ چھپاؤ سر اوسکا اسواسطے کہ وہ اوٹھیگا دن قیامت کے لبیک کہتا ہوا اور دوسرے یہ کہ جب عورت نے باوجود اس بات کے کہ اوسکے منہ کھولنے مین خوف فتنے کا ہی منہ نہ چھپایا تو مرد کو ضرور منہ کھولنا واجب ہوگا اور دلیل امام شافعیؒ کی وہ بھی ہی جو روایت کی امام مالک نے حضرت عثمان سے کہ وہ چھپاتے تھے مُنہ اپنا اور وہ محرم ہوتے تھے اور روایت کیا اوسکو دارقطنی نے مرفوعاً اور کہا کہ صواب وقوف ہونا اس حدیث کا ہی ص اور سر دھونے اور داڑھی دھونے سے ساتھ خطمی کے ف اسواسطے کہ خطمی خوشبودار چیز ہی اور سر کے کیڑون کو قتل کرتی ہی اور غسل کرنا احرام مین درست ہی اسواسطے کہ حضرت ابن عمرؓ غسل کرتے تھے احرام مین روایت کیا اسکو مالک وغیرہ نے ص اور داڑھی کترنے سے اور سر منڈانے سے اور بال بدن کے مونڈنے سے ف اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَلَا تَحْلِقُوا رُءُوسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ اور نہ مونڈو سر اپنا یہانتک کہ پہونچ جاوے قربانی اپنی جگہ مین اور کترنا بھی مونڈنے کے حکم مین ہی ص اور کرتا پہننے اور سراویل اور قبا اور عمامہ اور ٹوپی اور موزون کے پہننے سے ف اسواسطے کہ منع کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان چیزون کے پہننے سے احرام مین روایت کیا اسکو صحاح ستہ والون نے اور اگر موزہ پہنے تو اوسکو کاٹ کے ٹخنے سے نیچا کرلے اور اسی طرح اگر تہمت نہو تو اوسکے بدلے سراویل پہن لیوے اور بعضون کے نزدیک کاٹے اور پہن لیوے جب نعل نہووے جو لوگ موزے کے کاٹنے کو کہتے ہین دلیل لاتے ہین ساتھ حدیث ابن عمرؓ کے کہ فرمایا آپنے اور نہ پہنے موزہ مگر جب نہ پاوے نعلین تو کاٹ لے اونکو اور نیچا کرلے ٹخنون سے اور جو کہتے ہین نہ کاٹے دلیل لاتے ہین حدیث ابن عباسؓ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو نہ پاوے تہمت پہنے سراویل اور جو نہ پاوے موزہ پہن لیوے نعلین روایت کیا اوسکو بخاریؒ و مسلم و ابو داود وغیرہم نے ص اور اوس کپڑے سے جو خوشبودار رنگ مین رنگا ہووے مگر بعد زائل ہوجانے خوشبو کے ف اسواسطے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ پہنو اوس کپڑے کو جسمین زعفران اور ورس ہو احرام مین ذکر کیا اسکو صاحب ہدایہ نے اور روایت کیا اوسکو بہت محدثین نے مثل طحاوی کے ابن عمرؓ سے ص اور حمام مین جانا اور سایہ لینا گھر سے اور محمل سے یعنی کجاوے سے جائز ہی ف اور کپڑا تان دینا واسطے سایے کے سر کے آگے ہمارے نزدیک جائز ہی اور امام مالکؒ کے نزدیک مکروہ ہی اور حضرت عثمان سے یہ منقول ہی روایت کی ابن ابی شیبہ نے ثنا وَكِيعٌ ثنا الصَّلْتُ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ صُهْبَانَ قَالَ رَأَيْتُ عُثْمَانَ بِالْاَبْطَحِ وَاَنَّ قُسْطَاطَهٗ مُضْرُوْبٌ وَّسَيْفُهٗ مُعَلَّقٌ بِالشَّجَرَةِ یعنی کہا عقبہ نے کہ دیکھا مینے عثمان کو ابطح مین کہ قسطاط اوکا تنا ہوا تھا اور تلوار اونکی لٹکتی تھی درخت مین اور سایہ کیا صحابہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کپڑے کا بسبب گرمی کے حج مین روایت کیا اسکو مسلم نے حدیث ام الحصین مین اور حضرت عمرؓ ڈال دیتے تھے کھال کو درخت پر اور اوسکے سایے مین بیٹھتے تھے اور آپ احرام سے ہوتے تھے اور حمام مین جانا درست ہی اسواسطے

کہ حضرت عمرؓ نے غسل کیا اور آپ احرام سے تھے روایت کیا اسکو شافعیؒ نے اور روایت کیا اسکو مالکؒ نے موطا میں اور نقل کیا حضرت ابو ایوبؓ نے سر دھونے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے صحیحین میں واللہ اعلم **وص** اور ہمیانی کا باندھنا بار ہو کمر میں **ف** یہ اسواسطے بیان کیا کہ احرام میں سیا ہوا کپڑا پہننا نہیں جائز ہے اور ہمیانی سی ہوئی ہوتی ہے تو اوسکا باندھنا ضرورت کے سبب سے جائز ہے **وص** اور زیادہ کہے لبیک کو جب نماز پڑھ چکے یا کسی اونچی جگہ پر چڑھے یا نیچی جگہ میں اترے یا سواروں سے ملاقات ہو اور صبح کا وقت ہو **ف** اسلئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم لبیک کہتے تھے اور صحابہ آپکے ان وقتوں میں روایت کی ابن ابی شیبہؒ نے **ثنا** معاویۃ عن الاعمش عن خیثمۃ قال کانوا یستحبون التلبیۃ عند ست دبر الصلوٰۃ واذا استقبلت بالرجل راحلتہ واذا صعد ثنیۃ او عبط وادیا واذا لقی بعضھم بعضا وبالاسحار یعنی تھے صحابہ کہ مستحب جانتے لبیک کہنے کو چھ جگہ پر پیچھے نماز کے اور جب سامنے آوے مرد کے سوار ہو اوسکی اور جب چڑھے چڑھائی پر اور جب اترے اوتار میں اور جب ملاقات کریں بعض بعض سے اور صبح کے وقت اور روایت کی ابن ناجیہ نے فوائد میں جابرؓ سے قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکبر اذا لقی راکبا یعنی تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر کہتے جب ملاقات کرتے سواروں کی اور ذکر کیا انھوں نے سب مقاموں کو سوا اسکے کہ جب سامنے آئے سواری جیسا کہ روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ **ص** اور جب داخل ہو مکہ میں پہلے جاوے مسجد حرام میں **ف** اسلئے کہ صحیحین میں ہے کہ جب آتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے شروع کرتے تھے سب سے تو پہلے تھے اوسمیں دو رکعتیں پڑھ لیتے تھے کے پھر بیٹھتے تھے ساتھ دسویں کے اور نہیں ہے مضایقہ اسمیں کہ جاوے مسجد میں رات کو یا دن کو روایت کی نسائیؒ نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوئے مکہ میں رات کو اور دن کو داخل ہوئے تھے حج و داع میں رات کو اور دنکو عمرے میں **ص** اور جب پہنچے خانہ کعبہ کو تو تکبیر اور تہلیل کہے **ف** تہلیل کہنی لا الٰہ الا اللہ کا اور روایت ہے عطاء سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب جاتے تھے اندر کعبہ کے پاس لیتے تھے اور دیکھتے تھے البیت والکعبۃ والفتح وسجد فی الصفۃ وقال لیلۃ القدر اور ارخاتے تھے دونوں ہاتھ اور دعا مانگتے تھے اللہ تعالیٰ سے جنت میں داخل ہونا بغیر حساب کے اور مانگے کہ حاجت روا ہوتی ہو وقت کعبہ کے **ص** پر سامنے دروازہ کے حجر اسود کے اور تکبیر کہے اور تہلیل کہے اور اٹھاوے دونوں ہاتھ بمانند نماز کے اور چومے اوسکو اور سجدہ لگاوے اگر قدرت رکھے اوپر بدون ایذا کسی مسلمان کے اور اگر چومنا نہ ہو سکے تو چھوئے اوسکو ہاتھ سے پھر ہاتھ چومے اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو سامنے ہو سکے تو جاوے اور تکبیر اور تہلیل کہے اور تعریف کرے اللہ تعالیٰ کی اور درود بھیجے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر **ف** لیکن ہاتھ نہ اٹھاوے حجر اسود کے اور تکبیر کہنا اور تہلیل کہنا اوپر اسکے ثابت ہے نزد امام اعظمؒ کے مذہب میں سے یہ ہے انھوں نے حضرت عمرؓ سے کہ کہا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے اوسکے تم ایک مرد قوی ہو سونہ اذیت کرو اوگوں کی نزدیک حجر اسود کے تو ایذا ہوگی ضعیف کو اگر تو خالی پاوے تو چوم لے اوسکو ورنہ سامنے جاوے اوسکے اور تکبیر اور تہلیل کہے اور ہاتھ نہ اٹھاوے اسواسطے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ ہاتھ اوٹھائے جاویں مگر سات جگہ میں اور ذکر کیا انمیں سے وقت چومنے حجر اسود کے ذکر کیا اسکو صاحب ہدایہ نے اور نہیں ہے یہ قول اس حدیث میں جیسا کہ کتاب الصلوٰۃ میں یہ حدیث گذری اور چومنا سو اسطرح چاہیے کہ اوسپر دونوں ہاتھ رکھے اور بوسہ لگا کے چوم لیوے اسواسطے کہ صحیحین میں ہے کہ حضرت عمرؓ آئے حجر اسود پاس اور چوما اوسکو اور کہا قسم اللہ کی میں جانتا ہوں کہ تو پتھر ہے نہ تو ضرر کر سکتا ہے نہ نفع کر سکتا ہے اور اگر میں نہ دیکھتا

ف اور ہمیانی کہتے ہیں کمر بند کو جسمیں روپیہ اشرفی رکھتے ہیں اور بعض نے کہا ہے کہ ہمیانی لڑکی کو کہتے ہیں اور اسکو کپڑا کہتے ہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ چومتے تھے تجکو نہ چومتا میں تجکو اور مروی ہے حضرت ابن عباسؓ سے کہ وہ چومتے تھے حجر اسود کو اور سجدہ کرتے تھے اوسپر یعنی سر اپنا واسطے چومنے کے اوسپر رکھ دیتے تھے اور کہا اونھوں نے کہ دیکھا میں نے عمرؓ کو کہ چومتے تھے اوسکو اور سجدہ کرتے تھے اوسپر اور پھر کہا کہ دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتا ایسا ہی سو کرتا ہوں میں اوسکو روایت کیا اسکو ابن المنذر اور حاکم نے اور صحیح کیا اوسکو اور روایت کی حاکم نے ابن عباسؓ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کرتے تھے حجر اسود پر بعد بوسہ لینے کے اور ایسا ہی کرتے تھے ابن عباسؓ اور کہا کہ دیکھا میں نے عمرؓ کو کہ بوسہ دیا اوسکو پھر سجدہ کیا اوسپر اور کہا کہ دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا ایسا ہی سو کرتا ہوں میں اوسکو روایت کیا اسکو ابن المنذر اور حاکم نے اور صحیح کیا اوسکو اور جب ہجوم ہو تو چومنے سے باز رہے تاکہ کسی کو اذیت نہ ہو واسطے کہ چومنا سنت ہے اور مسلمان کے ایذا دینے سے باز رہنا واجب ہے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ یعنی مسلمان وہ شخص ہے کہ بچیں مسلمان اوسکی زبان اور ہاتھ سے یعنی کسیکو زبان سے کچھ برا نکہے اور نہ ہاتھ سے کچھ اذیت پہونچاوے اور طواف کرے خانہ کعبہ کا طواف قدوم اور سنت ہے یہ طواف واسطے آفاقی کے بعد اضطباع کیے ہوئے اپنی داہنی طرف کو پہلے اور طواف کے حجر اسود سے شروع کرے اور طواف میں حطیم کو بھی شامل کر لیوے اور اضطباع اوسکو کہتے ہیں کہ چادر کو داہنی بغل کے نیچے کرکے دونوں کنارے اوسکے بائیں کندھے پر ڈالے اور سات پھیرے اسی طرح کرے حطیم اوس مقام کعبے کا ہے کہ اوسمیں میزاب ہے قریش نے جب کعبہ بنایا اور بقدر حلال نہ پایا کہ اوتنی جگہ کو بھی کعبے میں داخل کریں تو اوسکو باہر رکھا تھا اور اوسی واسطے اوسکو حطیم کہتے ہیں یعنی ٹوٹا ہوا اور ایسا ہی طواف کیا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روایت کی ترمذی اور ابن ماجہ نے یعلی بن امیہ سے کہ طواف کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اضطباع کرکے ساتھ ایک چادر سبز اور مروی ہے حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ نذر کی تھی انھوں نے کہ اگر فتح ہوگا مکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر پڑھینگی اوسمیں دو رکعتیں سو جب فتح ہوا مکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عایشہ کا ہاتھ پکڑا اور کر دیا اونکو حطیم میں اور فرمایا کہ پڑھو اس جگہ سو واسطے کہ حطیم خانہ کعبہ ہے اور تیری قوم نے جب بنایا اونکو خرچ تو خارج کیا اوسکو خانہ کعبہ سے تو اگر نہ قریب ہوتا زمانہ جاہلیت کا البتہ میں توڑتا کعبے کی بنا کو اور بناتا میں اوسکو جیسا حضرت ابراہیمؑ نے اوسکو بنایا تھا اور داخل کرتا میں حطیم کو کعبے میں اور چوکھٹ کو زمین سے ملا دیتا اور کرتا میں اوسکے دو دروازے ایک دروازہ شرقی اور ایک دروازہ غربی اور اگر میں جیونگا اگلے سال تک تو کرونگا ایسا ہی روایت کیا اسکو مسلم اور ابو داود اور ترمذی وغیرہم نے تو نہ جیتے رہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگلے سال تک اور نہ فراغت ہوئی خلفای راشدین کو اس امر کی یہان تک کہ زمانہ ہوا حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کا اور سنی تھی انھوں نے یہ حدیث حضرت عایشہؓ سے تو کیا انھوں نے ایسا ہی اور ظاہر کیے قواعد حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے اور بنا کیا اوسکو جیسا بنا کیا تھا انھوں نے بہت لوگوں کے ساتھ اور داخل کیا حطیم کو خانہ کعبہ میں تو جب قتل کیا حجاج ظالم نے اونکو برا جانا اوس نے کعبے کو رکھنا اس طرح پر کہ بنایا تھا اوسکو عبداللہ بن زبیر نے اور کر دیا اوسکو جیسا تھا جاہلیت میں تو جب حطیم خانہ کعبہ ٹھہرا تو اس صورت میں طواف حطیم کو اندر رکھ کے کیا جاویگا یہان تک کہ اگر خالی جگہ میں داخل ہو کر طواف میں حطیم کو چھوڑ دیا نہیں جائز ہوگا لیکن اگر ٹوٹی مصلی منہ کرکے حطیم کی طرف نماز پڑھیگا جائز ہوگی اسواسطے کہ منہ کرنا طرف کعبے کے قرآن شریف سے ثابت ہے تو نہیں ادا ہوگی نماز ساتھ خبر واحد کے اور طواف میں احتیاط کیو واسطے داخل کیا اسکو مضمون شرح وقایہ کا ہے اور پہلے تین پھیروں میں رمل کرے اور ایک پھیرا تمام ہوتا ہے حجر اسود تک اور رمل اوسکو کہتے ہیں کہ دونوں کندھوں کو ہلاتے ہوئے اکڑتے ہوئے جلدی جلدی چلنا جیسے سپاہی معرکے میں کرتے ہیں اور سبب اسکا شجاعت کے دکھلانا تھا مشرکین کو

۱۲ جبکہ مسجد حرام میں جماعت ہو رہی ہو اور عورتوں کے نکلنے کا اندیشہ ہو تو طواف کرنے والے کو جماعت میں شریک ہونا بہتر ہے

۱۳ اضطباع کی تعریف اور اسکے سنت ہونے میں اختلاف

۱۴ طواف کے شروع میں حجر اسود کے محاذات کا اعتبار ہے

۱۵ رمل کی تعریف اور اسکے سنت ہونے میں اختلاف

کیونکہ کہا تھا انھون نے واسطے صحابہ کے ضعیف کیا اونکو شرب یعنی مدینے کی گرمی نے پھر باقی رہا یہ حکم اپنے حال پر بعد زائل ہونے سبب کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین اور بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے **ف** روایت کیا بخاری مسلم نے اس حدیث کو ابن عباس سے اوآگے ہین اس باب مین بہت حدیثین **ص** اور یہ حجر اسود پر گذرے بوسے دے اسی طرح ہر پھیرے مین اور بوسہ دیوے رکن یمانی کو اور وہ مستحب ہے پھر ختم کرے طواف کو ساتھ بوسہ لینے حجر اسود کے پھر پڑھے دو رکعت اور دو رکعتین پڑھنا واجب ہین ہر طواف مین ساتھ پھیرون کے بعد مقام ابراہیم مین یا جس جگہ میسر ہو جاوے مسجد مین سے **ف** کیونکہ حدیث جابر مین ہے کہ جب آئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مقام ابراہیم پر فرمایا وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ اِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى یعنی لو مقام ابراہیم کا مصلی تو اس سے وجوب اس نماز کا ثابت ہوتا ہے اور وہ جو صاحب ہدایہ نے دلیل وجوب کی قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وَلْيُصَلِّ الطَّائِفُ لِكُلِّ اُسْبُوعٍ رَكْعَتَيْنِ یعنی طواف کرنے والا پڑھے بعد ہر سات پھیرون کے دو رکعتین بیان کیا ہی نہین پایا گیا ہا ان فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ثابت ہی صحیحین مین ہی حدیث ابن عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب طواف کرتے تھے حج اور عمرے مین تو آپ جلدی چلتے تھے پہلے تین پھیرون مین اور آہستہ چلتے تھے پچھلے چار پھیرون مین پھر پڑھتے تھے دو رکعتین اور روایت کی عبد الرزاق نے مرسلاً ابن جریج سے انھون نے عطاء سے اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي لِكُلِّ اُسْبُوعٍ رَكْعَتَيْنِ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے بعد طواف کے دو رکعتین **ص** پھر لوٹ آوے اور چومے حجر اسود کو **ف** حدیث جابر مین ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھ چکے دو رکعتین لوٹ آئے طرف حجر اسود کے **ص** اور نکلے اور چڑھے صفا پہاڑ پر اور منہ کرے طرف خانہ کعبہ کے اور تکبیر کہے اور تہلیل کہے اور درود بھیجے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اور اوٹھاوے دونون ہاتھ اور دعا مانگے جو جی چاہے **ف** اسواسطے کہ حدیث جابر مین ہے سو چڑھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صفا پر یہانتک کہ دیکھا خانہ کعبہ کو سو توحید بیان کی اللہ تعالیٰ کی اور منہ کیا قبلے کی طرف اور تکبیر کہی اور فرمایا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَنْجَزَ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهُ پھر دعا کی درمیان اسکے اور کہا مانند اسکے تین بار اور ماثور یہ ہے کہ کہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّا اِيَّاهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ اور اوٹھاوے دونون ہاتھ واسطے دعا کے اور درود بھیجے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پھر دعا مانگے اور جب پانچ اور تہلیل کہے اللّٰهُمَّ كَمَا هَدَيْتَنَا لِهٰذَا وَلَمْ تَكُنْ لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا اَنْ هَدَيْتَنَا لِهٰذَا بِسُنَّةِ نَبِيِّكَ وَتَوَفَّنِي عَلٰى مِلَّتِهِ وَاَعِذْنِي مِنْ مُضِلَّاتِ الْفِتَنِ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ **ص** پھر چلے طرف مروہ پہاڑ کے دوڑتا ہوا درمیان دو میلون سبز اور سرخ کے اور چڑھ جاوے اوپر اور کرے جیسا کیا تھا صفا پر اسی طرح کرے سات بار شروع کرے صفا سے اور ختم کرے مروہ پر **ف** دو میل نشان ہین بطن وادی مین درمیان صفا اور مروہ کے تو جب پہنچے بطن وادی مین درمیان ان دو میلون کے کہے رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَتَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَكْرَمُ یہ مروی ہی حضرت عبید اللہ بن عمرؓ سے اور کہے مروہ پر مثل صفا کے اور صفا کی طرف جس روانے سے چاہے نکلے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نکلے تھے دروازہ بنی مخزوم سے روایت کی بیہقی نے ابن عمرؓ سے اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ مِنَ الْمَسْجِدِ اِلَى الصَّفَا مِنْ بَابِ بَنِي مَخْزُومٍ وَاَسْنَدَ اَيْضًا عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى اَنْ قَالَ ثُمَّ مِنْ بَابِ الصَّفَا وَرَوَى ابْنُ اَبِي شَيْبَةَ عَنْ عَطَاءٍ مُرْسَلًا اَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ خَرَجَ اِلَى الصَّفَا مِنْ بَابِ بَنِي مَخْزُومٍ یعنی نکلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دروازہ بنی مخزوم سے اور کہا جابر نے باب صفا سے اور ابن ابی شیبہ کی روایت مین ہے کہ نکلے صفا کو دروازہ بنی مخزوم سے اور سات بار صفا سے مروہ کو جانا حدیث سے ثابت ہی صحیحین مین ہی ابن عمرؓ سے کہ آئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکے مین سو طواف کیا خانہ کعبہ کا سات بار اور پڑھین پیچھے مقام ابراہیم کے

دو رکعتیں اور طواف کیا درمیان صفا اور مروہ کے سات بار اور دوڑا درمیان صفا اور مروہ کے ہمارے نزدیک واجب ہے اور امام شافعی کے نزدیک فرض ہے دلیل اول کی یہ ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اِسْعَوْا فَاِنَّ اللّٰہَ کَتَبَ عَلَیْکُمُ السَّعْیَ یعنی دوڑو واسطے اس کے فرض کیا اللہ نے تم پر دوڑنا یعنی درمیان صفا اور مروہ کے اور دلیل ہماری یہ ہے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے فَلَا جُنَاحَ عَلَیْہِ اَنْ یَّطَّوَّفَ بِہِمَا یعنی نہیں گناہ ہے اوپر کسی کے طواف کرے درمیان ان دونوں کے ذکر کیا اسکو صاحب ہدایہ نے اور ذکر کیا اس حدیث کو ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور پوری حدیث یوں ہے عَنْ صَفِیَّۃَ بِنْتِ شَیْبَۃَ عَنْ حَبِیْبَۃَ بِنْتِ اَبِیْ تَجْرَاۃَ اِحْدٰی نِسَاءِ بَنِیْ عَبْدِ الدَّارِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَطُوْفُ وَالنَّاسُ بَیْنَ یَدَیْہِ وَھُوَ وَرَآءَھُمْ وَھُوَ یَسْعٰی حَتّٰی اَرٰی رُکْبَتَیْہِ مِنْ شِدَّۃِ مَا یَسْعٰی وَھُوَ یَقُوْلُ اِسْعَوْا فَاِنَّ اللّٰہَ کَتَبَ عَلَیْکُمُ السَّعْیَ اور روایت کیا اوسکو دار قطنی اور طریقے سے کہا صاحب تنقیح نے اِسْنَادُہٗ صَحِیْحٌ یعنی اسناد اوسکی صحیح ہے اور صفات اسواسطے شروع کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰہِ یعنی صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اِبْدَءُوْا بِمَا بَدَاَ اللّٰہُ بِہٖ یعنی شروع کرو اوس سے جس سے شروع کیا اللہ تعالیٰ نے اور شروع کیا اللہ تعالیٰ نے صفا سے اپنے کلام میں روایت کیا اس حدیث کو اس لفظ سے نسائی اور دار قطنی نے اور اخراج کیا اوسکا مسلم اور ابو داود اور ترمذی اور ابن ماجہ اور مالک غیر ہم نے ص اور ایک پھیرا صفا سے مروہ تک کا ہوتا ہے پھر مروہ سے صفا تک دوسرا پھیرا تو شروع کرے دوڑنے کو صفا سے اور ختم کرے اوسکو ساتویں بار میں مروہ پر اور روایت طحاوی میں ہے کہ سعی صفا سے مروہ تک اور پھر مروہ سے صفا تک ایک پھیرا ہے مطلع ہے کہ صفا سے جانا اور پھر صفا پر آنا یہ ایک پھیرا ہے تو اس حساب سے چودہ پھیرے ہونگے اور ختم صفا پر ہوگا اور صحیح اول مذہب ہے پھر مقیم ہے مکے میں اور احرام باندھے رہے اور طواف کرے خانہ کعبہ کا نفل جتنا چاہے ف اسواسطے کہ طواف مثل نماز کے ہے اور نماز نفل کی کوئی وقت و مقدار معین نہیں فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلطَّوَافُ بِالْبَیْتِ صَلٰوۃٌ یعنی طواف خانہ کعبہ کا مثل نماز کے ہے اِلَّا اَنَّ اللّٰہَ اَحَلَّ فِیْہِ الْمَنْطِقَ فَمَنْ نَطَقَ فَلَا یَنْطِقْ اِلَّا بِخَیْرٍ یعنی حلال کیا اللہ تعالیٰ نے اوسمیں کلام کو سو جو کوئی کلام کرے تو نکرے مگر بھلا اور حدیث مرفوع اور موقوف دونوں طرح مروی ہے لیکن مرفوع سو روایت عثمان سے انھوں نے عطا ابن سائب سے انھوں نے طاؤس سے انھوں نے ابن عباس سے روایت کیا اوسکو حاکم اور ابن حبان نے اور نکالا اوسکو بیہقی نے روایت وہبی بن خالد سے انھوں نے لیث بن ابی سلیم سے انھوں نے عطاء سے انھوں نے طاؤس سے مرفوعاً ساتھ اوسی لفظ کے اور روایت کیا اوسکو ابن خزیمہ نے اوسکو اور طریقے سے اور روایت کیا اوسکو ثقات نے موقوفاً لیکن عطاء ابن السائب ثقہ ہے اور زیادتی ثقہ کی مقبول ہے اور حفظ اوسکا اخیر میں متغیر ہو گیا تھا اور جس نے اوس سے قبل تغیر کے سنا تو روایت اوسکی صحیح ہے اور سفیان نے اوسنے قبل تغیر کے سنا ہے اور روایت کیا اوسکو طبرانی نے طاؤس سے انھوں نے ابن عمرؓ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلطَّوَافُ بِالْبَیْتِ صَلٰوۃٌ فَاَقِلُّوْا فِیْہِ الْکَلَامَ یعنی طواف خانہ کعبہ کا نماز ہے سو کم کرو اوسمیں کلام ص اور خطبہ پڑھے امام مکے میں ساتویں تاریخ اور سکھائے اوسمیں طریقے حج کے مثلاً نکلنا طرف منیٰ کے اور نماز اور کھڑا ہونا عرفات میں اور افاضہ یعنی لوٹنا اوس جگہ سے ان سب کے طریقے بتلاوے اور دوسرا خطبہ نویں تاریخ عرفات میں اور تیسرا خطبہ گیارھویں تاریخ منیٰ میں تو ہر خطبے میں ایک دن کا فاصلہ چاہیے ف ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے اور اسی طرح پڑھا حضرت ابوبکرؓ نے اور امام زفر کے نزدیک تین دن برابر خطبہ پڑھے آٹھویں تاریخ سے دسویں تک ص پھر نکلے صبح کے وقت دن ترویہ کے یعنی آٹھویں تاریخ ذی حجہ کے منا کی طرف اور ترویہ کے معنی سیراب کرنے کے ہیں

اور عرب لوگ آج کے دن مین اونٹون کو سیراب کرتے ہین اور ٹھہرے وہان روز عرفے کے فجر تک پھر وہان سے عرفات کو جاوے
ف ایسا ہی کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث جابر مین ہی کہ جب ہوا دن ترویہ کا (یعنی نوین تاریخ ۱۲) توجہ کی انھون نے طرف منا کے
اور اہلال کیا ساتھ حج کے سو سوار ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور پڑھین اونکے ساتھ ظہر اور عصر اور مغرب اور عشا اور
فجر پھر ٹھہرے تھوڑی دیر یہان تک کہ طلوع ہوا آفتاب اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہی کہ نماز فجر کی دن ترویہ مین مکے مین پڑھے
اور جب عرفات کو جاوے کہے اَللّٰھُمَّ اِلَیْکَ تَوَجَّھْتُ وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَوَجْھَکَ اَرَدْتُّ فَاجْعَلْ ذَنْبِیْ
مَغْفُوْرًا وَّحَجِّیْ مَبْرُوْرًا وَّارْحَمْنِیْ وَلَا تُخَیِّبْنِیْ وَاقْضِ بِعَرَفَاتٍ حَاجَتِیْ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ
اور لبیک کہے اور تکبیر کرے اور تہلیل کرے اور مروی ہی یہ ابن مسعودؓ سے روایت کیا اوسکو ابوذر نے **ص** اور عرفات مین جہان
چاہے ٹھہرے مگر بطن عُرنہ مین کہ ایک مقام ہی اوس جگہ نہ ٹھہرے **ف** کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ عرفہ سب ٹھہرنے کی جگہ ہی
اور نہ ٹھہرو بطن عُرنہ مین اور مزدلفہ سب وقوف کی جگہ ہی اور نہ ٹھہرو بطن محسر مین روایت کیا اوسکو طبرانی اور حاکم نے ابن عباسؓ سے
اور کہا کہ صحیح ہی اور پر شرط مسلم کے اور روایت کیا اوسکو ابن عدی نے کامل مین ابن عمر سے اور ابوہریرہؓ سے مانند حدیث ابن عباس
کے اور روایت کیا اوسکو ابن ماجہ نے اور اسناد اوسکی ضعیف ہی **ص** اور جب زوال ہو آفتاب کا خطبہ پڑھے امام دو خطبے مانند
جمعے کے اور سکھائے اوسمین طریقے حج کے مثلاً کھڑا ہونا عرفے مین اور مزدلفہ مین اور رمی جمار اور نحر اور حلق اور طواف زیارت
ف اور یہ مروی ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اخراج کیا اوسکا ابوداود اور امام احمد وغیرہ نے **ص** اور پڑھے اونکے ساتھ
ظہر اور عصر کو وقت ظہر مین ساتھ ایک اذان اور دو اقامتون کے **ف** اور جمع کرنا اس مقام مین صحیح حدیثون سے ثابت ہی
ذکر کیا ہمنے اونکو کتاب الصلوٰۃ مین **ص** اور شرط ہی اسکے واسطے یہ کہ امام ہو اور احرام سے ہو دونون نمازون مین تو نہین جائز
ہوگی عصر اوسکی ساتھ امام کے جسنے نہین پڑھی ظہر ساتھ جماعت کے اور جسنے احرام نہین باندھا اور جس شخص نے کہ ظہر کی نماز جماعت
سے پڑھی اور پھر احرام باندھا تو نہین جائز ہی عصر اوسکو پڑھنا ساتھ امام کے مگر وقت عصر مین **ف** اور ظہر جائز ہی کیونکہ ظہر تو اپنے وقت مین
ہی اور عصر نہین جائز ہی وقت ظہر مین مگر ساتھ شرط جماعت کے ظہر اور عصر مین اور احرام کے دونون نمازون کے وقت مین **ص** پھر جاوے
طرف موقف کے اور غسل کرنا اس وقت سنت ہو **ف** تو اگر فقط وضو کیا جائز ہی اور دلیل سنت ہونے غسل عرفے کی کتاب الصلوٰۃ
مین گذری **ص** اور کھڑا ہو امام اونٹ پر قریب جبل رحمت کے منہ قبلے کی طرف کرکے اور دعا مانگے خوب کوشش اور عجز و زاری
سے اور سکھائے طریقے حج کے اور کھڑے ہوون لوگ پیچھے امام کے نزدیک اوسکے منہ سب کا قبلے کی طرف ہووے اور امام کے کلام کو سنین
ف لیکن کھڑا ہونا امام کا سواری پر سو اسواسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے تھے اونٹ پر روایت کی یہ جابر نے اور منہ کرنا قبلے کیطرف
سو اسواسطے کہ ذکر کیا صاحب ہدایہ نے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خَیْرُ الْمَوَاقِفِ مَا اسْتُقْبِلَ بِہِ الْقِبْلَۃُ یعنی بہتر
موقف وہ ہین کہ منہ ہووے اونمین طرف قبلے کے اور یہ حدیث اس لفظ سے نہین پائی گئی لیکن روایت کی حافظ ابونعیم نے تاریخ
اصبہان مین محمد بن صلت سے انھون نے ابن شہاب سے انھون نے نافع سے انھون نے ابن عمرؓ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خَیْرُ
الْمَجَالِسِ مَا اسْتُقْبِلَ بِہِ الْقِبْلَۃُ یعنی بہتر مجلسین وہ ہین کہ منہ ہووے نمین طرف قبلے کے اور روایت کیا حاکم نے ادب مین
ایک حدیث طویل کو اور اول اوسکا یہ ہی اِنَّ لِکُلِّ شَیْءٍ شَرَفًا وَّاِنَّ شَرَفَ الْمَجَالِسِ مَا اسْتُقْبِلَ بِہِ الْقِبْلَۃُ

اور ضعیف کیا گیا یہ ساتھ ہشام بن ابی زیاد کے اور مرفوع ہے ابن عمرؓ سے اَکْرَمُ الْمَجَالِسِ مَا اسْتُقْبِلَ بِهِ الْقِبْلَةُ اور اسناد مین اوسکی حمزہ نصیبی ہے منسوب ہے طرف وضع کے اور لیکن دعا کرنا سوا سوا سطے کہ روایت کی ہے ابن عباسؓ سے انھون نے فضل سے کہ دیکھا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھڑے ہوئے عرفے مین دعا کرتے تھے دونون ہاتھ پھیلائے جیسے کوئی کھانا طلب کرتا ہے اور اسناد مین اوسکی حسین بن عبداللہ ہے ضعیف کیا اوسکو نسائی اور ابن معین نے لیکن کہا ابن عدی نے کہ لکھی جاویگی حدیث اوسکی کیونکہ نہین دیکھی مینے اوسکی کوئی حدیث منکر کہ تجاوز کرے حد کو علاوہ اسکے روایت کی بیہقی نے ابن عباسؓ سے کہ دیکھا مینے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بیک عُوْ بِعَرَفَةَ یَدَاہُ اِلٰی صَدْرِہٖ کَالْمُسْتَطْعِمِ الْمِسْکِیْنِ دعا مانگتے تھے عرفے مین اور دونون ہاتھ اونکے سینے تک تھے جیسے کھانا مانگنے والا مسکین اوپر کوشش کرے دعا مین اسواسطے کہ حدیث مین آیا ہے کہ دعا مانگی آپنے کوشش سے اس موقف مین اپنی امت کیواسطے سو قبول ہوئی دعا اونکی روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے آخر حدیث تک اور یہ بیک اس مقام پر دمبدم کہے اور امام مالک کے نزدیک اس مقام مین تلبیک موقوف کرے اور دلیل ہماری یہ ہے جو مروی ہے صحاح ستہ مین فضل بن عباسؓ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لبیک کہا کرتے یہان تک کہ رمی کرتے جمرۂ عقبہ کی اور زیادہ کیا ابن ماجہ نے کہ جب رمی کر چکتے تھے جمرۂ عقبہ کی موقوف کرتے تھے لبیک کو اور جمرۂ عقبہ کا بیان آگے آویگا **ص** اور جب غروب ہو جاوے آفتاب دن عرفے کے آوے مزدلفہ مین اور جہان چاہے وقوف کرے مگر وادی محسر مین **ف** ٹھہرے اور دلیل اسکی اوپر گذری **ص** اور اوترے نزدیک جبل قزح کے اور پڑھے مغرب اور عشا کو ساتھ اذان اور اقامت کے وقت مین عشا کے مغرب کو بھی پڑھے اور اس مقام مین جمع کرے **ف** اور ایسا ہی کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روایت کی ابو داود اور ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت علیؓ سے کہ وقوف کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہان تک کہ ڈوب گیا آفتاب اور جب ڈوب چکا چلے وہان سے یہان تک کہ آوے مزدلفہ مین اور پڑھین لوگون کے ساتھ دونون نمازین مغرب اور عشا کی اور جب صبح ہوئی آئے قزح پہاڑ پر اور وقوف کیا اوپر صحیح کیا اوسکو ترمذی نے اور بعد آفتاب کے ڈوبنے کے وہان سے چلنا اسمین مخالفت مشرکین کی ہے جیسا روایت کیا اوسکو حاکم نے مستدرک مین مسور بن مخرمہ سے کہ کہا انھون نے خطبہ پڑھا ہے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات مین اور حمد کی اللہ تعالی کی اور ثنا کی اوسپر پھر فرمایا اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ اَهْلَ الشِّرْكِ وَالْاَوْثَانِ كَانُوْا يَدْفَعُوْنَ مِنْ هٰذَا الْمَوْضِعِ اِذَا كَانَتِ الشَّمْسُ عَلٰى رُءُوْسِ الْجِبَالِ كَاَنَّهَا عَمَائِمُ الرِّجَالِ عَلٰى رُءُوْسِهَا وَاِنَّا نَدْفَعُ بَعْدَ اَنْ تَغِيْبَ الشَّمْسُ الحدیث یعنی مشرک اس مقام سے قبل غروب آفتاب کے جاتے ہین اور ہم بعد آفتاب کے ڈوبنے کے جاتے ہین اور اگر خوف ہو ازدحام کا تو ٹھہر جانے مین کچھ حرج نہین اور جب ہجوم موقوف ہو جاوے وہان سے روانہ ہو روایت کی ابن ابی شیبہ نے کہ حضرت عائشہؓ منگاتی تھین پانی اور افطار کرتی تھین پھر وہان سے جاتی تھین **ص** اور جس نے مغرب کی نماز راستے مین پڑھ لی یا عرفات مین پڑھ لی اعادہ کرے جب تک فجر نہ طلوع ہووے کیونکہ اوسنے اگر نماز پڑھی مغرب کی قبل وقت عشا کے نہین جائز ہے نزدیک امام ابو حنیفہؒ اور محمدؒ کے تو واجب ہے اعادہ اوسکا جب تک کہ فجر طلوع نہووے اور بعد طلوع فجر کے اعادہ نکرے اسلیے کہ حکم عدم جواز کا اوسطے پانے فضیلت جمع دونون نمازون کے ہے اور یہ طلوع فجر تک ممکن ہے پس جب فوت ہو گیا وقت جمع ساقط ہوئی قضا مغرب کی اسواسطے کہ قضا اگر واسطے ادراک فضیلت جمع کے ہو تو وہ ممکن نہین کہ اوسکا مثل نہین اور اگر واسطے قضا نفس نماز کے ہو تو اوسکو اپنے وقت پر ادا کیا ہے پھر کیونکر واجب ہو قضا اوسکی اور پڑھے صبح کی نماز تاریکی مین **ف** اسواسطے کہ روایت کی ابن مسعودؓ نے کہ پڑھی اوس روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز فجر کی قبل وقت معمول کے روایت کیا اوسکو بخاری و مسلم نے صحیحین مین **ص** پھر وقوف کرے اور دعا مانگے **ف** اسواسطے کہ حدیث جابر

ف یعنی جو وقوف ہو تا کہ ثابت ہو کہ آنحضرت صلعم نے وقوف کیا قزح پر اعادہ کیا قبل طلوع فجر کے اور نماز پڑھی قبل وقت کیا تو نہ طلوع فجر تک اعادہ نماز سابق کا واجب ہوگا اور نہ طلوع فجر کے بعد اعادہ کا جائز ہوگا کیونکہ یہ تشریع ہے عدم جواز منافی سقوط قضا کا ۱۲ منہ

ف یعنی اول وقت مین مزدلفہ مین طلوع فجر صادق سے ۱۲

مین ہی کہ نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب معلوم ہوئی اونکو صبح ساتھ اذان اور اقامت کے پھر سوار ہوئے قصواء[1] پر یہان تک کہ آئے مشعر حرام مین اور منہ کیا طرف قبلے کے اور دعا مانگی اور تکبیر اور تہلیل کہی اور توحید بیان کی اللہ تعالی کی تو آپ وقوف کرتے رہے یہان تک کہ خوب روشنی ہوگئی سو وقوف کیا آفتاب کے طلوع ہونے تک **ص** اور یہ وقوف ہمارے نزدیک واجب ہی اور رکن حج کا نہین **ف** اور امام شافعی کے نزدیک رکن ہی کیونکہ فرمایا اللہ تعالی نے فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ایسا ہی ذکر کیا صاحب ہدایہ نے اور یہ وہم ہی کیونکہ امام شافعی کی کتابون مین اس وقوف کو سنت لکھا ہی اور دلیل ہماری ابن الہمام نے فتح القدیر مین بیان کی ہی اور ایک دلیل یہ ہی جو روایت کی اصحاب سنن نے ابن عباس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آتے تھے اپنے گھر کے ضعیفون کے پاس تاریکی مین یعنی رات باقی ہوتی تھی اور فرماتے تھے کہ نہ رمی کرین جمرہ کی یہان تک کہ طلوع ہو آفتاب تو اگر رکن ہوتا نہ حکم کرتے آپ اونکو ترک کا اور وجوب کی دلیل یہ ہی کہ روایت کی ابو داود اور ترمذی و نسائی و ابن ماجہ نے عروہ بن مضرس سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص حاضر ہو ہماری اس نماز مین اور وقوف کرے ہمارے ساتھ یہان تک کہ کوٹے اور وقوف کر چکا تھا وہ عرفے مین رات یا دن کو سو تمام ہوا حج اوسکا کہا حاکم نے صَحِيحٌ عَلٰى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ الحدیث یعنی صحیح ہی اوپر شرط اکثر محدثین کے اور تفصیل فتح القدیر مین ہی **ص** اور جب خوب فجر روشن ہو جاوے آئے منی مین اور رمی کرے جمرۂ عقبہ کی بطن وادی سے سات کنکریون سے اور کہے ساتھ ہر کنکری کے **ف** یعنی سات کنکریان چھوٹی سی لیکے پھینکے اور منی ایک بستی ہی اطراف مکہ مین اور چھوٹی کنکریان اسوا ضلع پھینکنے کی رات ہو شیطان کی اور تاکہ لوگون کو اذیت نہو اور جس مقام سے چاہے کنکریان اوٹھالے مگر نزدیک جمرہ کی کیونکہ اوسکے نزدیک جو کنکریان ہین مردود ہین اور یہ حدیث مین وارد ہی اور جمرہ کے معنی چھوٹا سنگریزہ اور عقبہ تنگ گھاٹی کو جو پہاڑون مین ہوتی ہی کہتے ہین اور کہا حضرت سعید بن جبیر نے کیا حال ہی سنگریزون کا کہ پھینکتے ہین لوگ اوسکو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے سے اور وہ معلوم نہین ہوتے اور اب تک تو چاہیے تھا کہ ایک پہاڑ کنکریون کا ہو جاتا سو کہا حضرت ابن عباس نے کہ نہین جانا تو نے جسکا حج قبول ہو جاتا ہی تو اوسکی کنکریان اوٹھتی جاتی ہین اور جسکا قبول نہین ہوتا اوسی جگہ پڑی رہتی ہین کہا مجاہد نے کہ جب سنا مینے یہ اولے تو مینے اپنی کنکریون پر نشانی مقرر کر دی پھر یا مین پاس جمرے کے اور ڈھونڈھا مینے اونکو سو نہ پایا مینے اور جائز ہی رمی جو قسم سے زمین کے ہوے مثلاً کنکر پتھر مٹی وغیرہ نہ لعل اور یاقوت اور چاندی اور سونا اور پیسا اور چھوٹی کنکریان انگوٹھے اور کلے کی اونگلی سے پھینکنا چاہیے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عَلَيْكُمْ بِحَصَى الْخَذْفِ یعنی لازم ہی تمپر پھینکنا کنکریون کا اونگلیون سے اور مروی ہی یہ صحاح مین روایت کیا اوسکو مسلم وغیرہ نے اور آسان یہ ہی کہ کنکری کو انگوٹھے اور کلے کی اونگلی کے کنارے سے پکڑے اور اوسکو پھینکے اور اگر بڑی کنکریان پھینکے درست ہی اور اگر بڑے بڑے پتھر پھینکنے لگے کہ لوگون کو اذیت ہو اور اگر رمی کی عقبے کے اوپر سے درست ہی لیکن مستحب یہ ہی کہ بطن وادی سے کرے کیونکہ روایت کی ابو داود نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمی کرتے تھے جمرہ کی بطن وادی سے اور آپ سوار تھے تکبیر کہتے تھے ساتھ ہر کنکری کے آخر حدیث تک یہان تک کہ رمی جمار تمام ہوا تو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ جھگڑا کرین بعض تم مین سے بعض سے اور جب پھینکو تم تو پھینکو مثل کنکری خذف کے یعنی چھوٹی کنکریان اونگلیون سے اور مروی ہی بہت احادیث مین اور اگر بدلے تکبیر کے سُبْحَانَ اللّٰهِ کہا تو جائز ہی اور لبیک کہنا موقوف کرے جب پہلی کنکری پھینکے ایسا ہی کرتے تھے سردار ہمارے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اگر کنکری کو ڈال دیوے کافی ہو جاویگا لیکن مخالفت ہوگی

[1] قصواء اونٹنی کا نام تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی

سنت کی اور اسقدر پھینکے کہ کنکری پانچ گز تک جاوے ایسے ہی روایت کی حسن نے امام ابو حنیفہ سے اور اگر کنکری کو پھینکا اور وہ گر پڑی قریب جمرہ کے کافی ہی اور اگر وہان سے دور جا پڑی نہین جائز ہی **ص** اور موقوف کرے تلبیک کو جب اول کنکری رمی کرے **ف** اور دلیل اسکی اوپر گذری **ص** پھر ذبح کرے اگر چاہے پھر قصہ کرے اور حلق افضل ہی **ف** اور قربانی کرنا اس حج مین لازم نہین لیکن اگر چاہے تو کرے روایت کی جماعت نے سوا ابن ماجہ کے حضرت انس رض سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے منیٰ مین سو آئے جمرہ کے پاس اور رمی کی پھر اپنے مقام پر آئے منیٰ مین اور قربانی کی پھر کہا واسطے حجام کے اور اشارہ کیا طرف داہنی طرف کے پھر بائین طرف پھر شروع کیا آپنے دینا بالوںکا لوگون کو اور اسی طرح پر منڈانا سنت ہی **ص** اور اب حلال ہوئین اوسکے واسطے سب چیزین مگر عورتین **ف** اور امام مالک کے نزدیک خوشبو لگانا بھی درست نہین اور ہمارے نزدیک حلال ہی دلیل امام مالک کی یہ ہی کہ روایت کی حاکم نے مستدرک مین عبداللہ بن زبیر رض سے کہ کہا انھون نے سنت سے حج کی یہ بات ہی کہ جب رمی کر چکے جمرہ کی حلال ہوگئین اوسکو سب چیزین سوا عورات اور خوشبو کے یہان تک کہ زیارت کرے خانہ کعبہ کی اور کہا حاکم نے صحیح ہی اوپر شرط بخاری و مسلم کے اور قول صحابی کا سنت سے ہی حکم رفع مین ہی اور عمر رض سے ہی کہ کہا انھون نے اِذَا رَمَیْتُمُ الْجَمْرَةَ فَقَدْ حَلَّ لَکُمْ مَا حَرُمَ عَلَیْکُمْ اِلَّا النِّسَآءَ وَالطِّیْبَ یعنی جب رمی کر چکے تم جمرہ کی تو حلال ہوئین واسطے تمھارے جو چیزین حرام ہوئی تھین سوا عورتون اور خوشبو کے اور اسناد اوسکی مستقیم ہی ذکر کیا اوسکو شیخ تقی الدین نے امام مین اور ہمارے دلیل یہ ہی کہ روایت کی نسائی اور ابن ماجہ نے سفیان سے انھون نے سلمہ بن کہیل سے انھون نے حسن سے انھون نے ابن عباس رض سے کہ کہا انھون نے جب رمی جمرہ کی کر چکے تم تو حلال ہوئین تمھارے لیے سب چیزین مگر عورتین تو کہا ایک شخص نے کہ خوشبو بھی حلال ہی سو فرمایا انھون نے کہ دیکھا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ تر کرتے تھے سر کو اپنے مشک سے تو کیا مشک خوشبو ہی یا نہین روایت کی ابن ابی شیبہ نے **حَدَّثَنَا** وَکِیْعٌ عَنْ ھِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رض عَنْهُ عَلَیْهِ السَّلَامُ اِذَا رَمَی اَحَدُکُمْ جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ فَقَدْ حَلَّ لَهٗ کُلُّ شَیْءٍ اِلَّا النِّسَآءَ یعنی فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب رمی کر چکا کوئی تم مین سے جمرہ عقبہ کی تو حلال ہوئین اوسکے واسطے سب چیزین مگر عورتین اور نہین ذکر کیا خوشبو کو اور روایت کیا اوسکو ابو داود نے اور اسناد مین اوسکی حجاج بن ارطاۃ ہی اور وہ ضعیف ہی اور روایت کیا اوسکو دار قطنی نے اور اوسمین بھی حجاج ہی اور کہا انھون نے کہ نہین روایت کیا اوسکو مگر حجاج بن ارطاۃ نے کہتا ہون مین کہ ایک دلیل قوی ہی اس باب مین وہ یہ کہ روایت کی بخاری و مسلم نے حضرت عایشہ رض سے کہ کہا انھون نے خوشبو لگائی مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت احرام کے جب احرام باندھا اور دن قربانی کے قبل طواف خانہ کعبہ کے اور اوسمین مشک تھا **ص** پھر طواف کرے زیارت کا کسی دن مین ایام نحر کے سات بار بغیر رمل اور سعی کے اگر پیشتر رمل اور سعی کر چکا ہو ورنہ رمل اور سعی بھی کرے اور اول وقت اوسکا بعد طلوع فجر کے ہی دن نحر کے اور اوسی دن یہ طواف کرنا افضل ہی اور حلال ہین اب اوسکے واسطے عورتین بھی تو اگر تاخیر کی طواف کی ایام نحر سے مکروہ ہی اور واجب ہوتی ہی قربانی پھر آئے منیٰ مین اور جب دوسرا دن نحر کا ہو تو بعد زوال آفتاب کے رمی کرے تین جمرونکی شروع کرے اوس جمرے سے جو نزدیک ہی مسجد خیف کے پھر جو اوس سے نزدیک ہی پھر جمرۃ العقبہ پر سات سات بار اور تکبیر کہے ساتھ ہر کنکری کے اور وقوف کرے بعد پہلی رمی کے اور دوسری رمی کے نہ بعد تیسری رمی کے اور نہ بعد رمی کے دن نحر کے اور دعا مانگے پھر دوسرے دن ایسا ہی کرے پھر بعد اوسکے ایسا ہی کرے اگر ٹھہرے اور یہ اچھا ہی اور اگر پہلے کیا رمی کو چوتھے دن زوال پر جائز ہی اور درست ہی اور اسکو وہان سے چلا جانا

قبل فجر ہونے چوتھے دن کے نہ بعد طلوع فجر کے اور اگر ٹھہرا طلوع فجر تک تو واجب ہوگیا اوسپر رمی کرنا ف اسواسطے کہ روایت ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ جب حلق کیا انھون نے رجوع کیا طرف مکے کے اور طواف کیا خانۂ کعبہ کا سات پھیرے پھر لوٹ آئے منی مین اور نماز پڑھی ظہر کی منی مین اخراج کیا اوسکا مسلم نے ابن عمرؓ سے کہا نافع نے اور تھے ابن عمرؓ لوٹتے دن نحر کے پھر رجوع کرتے تھے طرف منی کے اور پڑھتے تھے ظہر اوس جگہ اور ذکر کرتے تھے کہ ایسا ہی کیا ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اور حدیث جابر مین ہی جو صحیح مسلم مین موجود ہی خلاف اسکے کہ سوار ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آئے خانۂ کعبہ مین اور نماز پڑھی ظہر کی مکے مین اور نہین شک ہی اس بات مین کہ کوئی انمین سے وہم ہی اور ثابت ہی حضرت عائشہؓ سے مثل حدیث جابر کے اور اسناد اوسکی اسحق ہی اور وہ حجت ہی صحیح مذہب پر اور اسیواسطے کہا منذری نے مختصر مین یہ حدیث حسن ہی اور کہا شیخ ابن العاصم نے جب تعارض ہوئین حدیثین اور ضرور ہی پڑھنا نماز ظہر کا کسی جاہین تو مسجد حرام مین بہتر ہی بوجہ کثرت ثواب کے اوس جاہین اور باقی سب امور حدیث جابر مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہین ص اور جائز ہی رمی کرنا سوار ہوکے اور رمی جمرۂ اولی کی جو مسجد خیف کے پاس ہی اور جمرۃ الوسطی کی جو اوسکے بعد ہی بغیر سواری کے کرنا افضل ہی اور جمرۂ عقبہ کی سوار ہوکے افضل ہی ف اور مروی ہی یہ حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے نقل ہی کہ ابراہیم جراح نے کہا کہ داخل ہوا مین ابو یوسف کے پاس اوس بیماری مین کہ انتقال کیا انھون نے اوسمین تو کھول دین آنکھین اپنی اور کہا مجھسے کہ رمی کرنا سوار ہوکے افضل ہی یا پیدل کرنا افضل ہی سو کہا مینے پیدل کہا خطا کی تونے سو کہا مینے سوار ہوکے کہا خطا کی تونے اور کہا کہ جو رمی کرا اوسکے بعد ٹھہرنا اور تسبیح اور تہلیل اور دعا لازم ہی وہ پیدل افضل ہی اور جو ایسی نہین اوسمین سوار ہوکے افضل ہی اور بیان کی وجہ اسکی تو مین چلا اونکے پاس سے یہان تک کہ نہ پونہچا تھا گھر کے دروازے تک کہ خبر اونکے انتقال کی سنی سو تعجب کیا مینے اوسکے حفظ و یاد سے کہ موت کے وقت بھی اسطرح مسائل کا حضور ہی ص اور اگر اسباب اپنا مکے مین بھیجدیا اور اقامت کی منی مین واسطے رمی کے مکروہ ہی ف اسواسطے کہ روایت کی ابن ابی شیبہ نے عن عروۃ مَنْ قَدَّمَ ثِقْلَهُ قَبْلَ النَّفْرِ فَلَا حَجَّ لَهُ یعنی جو شخص بھیجدے اسباب اپنے کو قبل کوچ کے سو نہین ہی حج اوسکا اور عطاء سے کہا انھون نے کہ فرمایا حضرت عمرؓ نے مَنْ قَدَّمَ ثِقْلَهُ مِنْ مِنًى لَيْلَةَ النَّفْرِ فَلَا حَجَّ لَهُ اور منی مین جب رہے تو چاہیے کہ رات کو بھی اوسی جا رہے اور مکروہ ہی کہ رات کو رمی کی اور جگہ پر رہے اسواسطے کہ مصنف ابن ابی شیبہ مین ہی عَنْ عُمَرَ اَنَّهُ كَانَ يَنْهٰى اَنْ يَّبِيْتَ اَحَدٌ مِّنْ وَّرَاءِ الْعَقَبَةِ وَكَانَ يَأْمُرُهُمْ اَنْ يَّلِدُوْا مِنًى وَاَخْرَجَ اَيْضًا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ نَحْوَهٗ وَاَخْرَجَ اَيْضًا عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ كَرِهَ اَنْ يَّنَامَ اَحَدٌ اَيَّامَ مِنًى بِمَكَّةَ اور معنی اسکے یہ ہین کہ مکروہ ہی ایام منی مین سوا منی کے اور جگہ رات کو رہنا اور امام شافعی کے نزدیک واجب ہی ص اور جب کوچ کرے مکے کو اوترے محصب مین ف اسواسطے کہ اوترے تھے اوسمین سردار ہمارے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مروی ہی یہ صحاح ستہ مین ص پھر طواف کرے طواف صدر کا سات پھیرے بغیر رمل اور سعی کے اور یہ طواف واجب ہی مگر اہل مکہ پر ف اسواسطے کہ روایت کی ترمذی نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص حج کرے خانۂ کعبہ کا تو آخر کام اوسکا ساتھ خانۂ کعبہ کے یہ طواف ہووے مگر حائضہ عورتین اور رخصت دی اونکو اوسکے ترک مین کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن صحیح ہی اور صحیحین مین ہی ابن عباسؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا اسکا اور اس سے وجوب اسکا ثابت ہوتا ہی اور جو لوگ مکے کے رہنے والے ہین اونپر یہ طواف واجب نہین

اسواسطے کہ یہ طواف وداع یعنی رخصت کا ہی اور مکے کے لوگ کعبے سے رخصت نہین ہوتے ہین **ص** پھر پیوے پانی زمزم کا **ف** روایت ہی حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہتر پانی دنیا مین پانی زمزم کا ہی کہ اوسمین کھانا ہی سیر کرنے والا اور شفا ہی بیمار کی یعنی جو پانی زمزم کا بھوکا شخص سیر ہونے کی نیت سے پی لیوے خدا اوسکو اپنی قدرت سے سیر کرتا ہی روایت کیا اس حدیث کو طبرانی نے معجم کبیر مین اور راوی اوسکے ثقہ ہین اور روایت کیا اوسکو ابن حبان نے بھی آخر حدیث تک اور روایت کی بزار نے ساتھ اسناد صحیح کے ابوذرؓ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی زمزم کا کھانا ہی سیر کرنے والا اور شفا ہی بیمار کی اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہی کہ ہم نام رکھتے تھے زمزم کا شباعہ یعنی سیر کرنے والا اور ہم پاتے تھے اوسکو اچھی مدد عیال و اطفال پر یعنی وہ اگر بھوکے ہوتے تھے تو اوسکے پانی سے سیر ہو جاتے تھے روایت کیا اوسکو طبرانی نے کبیر مین اور اسناد اوسکی صحیح ہی اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہی کہ کہا مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ إِنْ شَرِبْتَهُ لِتَشْفِيَ شَفَاكَ اللّٰهُ وَإِنْ شَرِبْتَهُ لِتَشْبَعَ أَشْبَعَكَ اللّٰهُ وَإِنْ شَرِبْتَهُ لِقَطْعِ ظَمَئِكَ قَطَعَهُ اللّٰهُ وَهِيَ هَزْمَةُ جِبْرِيلَ وَسُقْيَا اللّٰهِ إِسْمَاعِيلَ یعنی پانی زمزم کا جس واسطے پیا جاتا ہی اوسی کے واسطے ہوتا ہی اگر پیے تو اوسکو شفا کے لیے شفا دیگا تجکو اللہ تعالی اور اگر سیر ہونے کے واسطے پیے تو سیر کریگا تجکو اللہ اور اگر پیاس موقوف ہونے کے لیے پیے تو موقوف کر دیگا پیاس کو تیری اللہ تعالی اور وہ پانون مارنا حضرت جبرئیلؑ کا ہی اور پانی پلانا اللہ کا حضرت اسمعیل کو روایت کیا اوسکو دارقطنی نے اور سکوت کیا اوس سے باوجودکہ شیخ اونکا اوسمین محمد بن حسین اشنانی ہی طعن کیا اوسپر ذہبی نے بسبب سکوت کرنے اونکے کے اوس حدیث پر باوجود اس بات کے کہ ضعیف کیا اوسکو دارقطنی نے اور مروی ہی اونسے کہ کاذب کہا انھون نے اوسکو اور اوسکے واسطے اور طعن ہین اور کہا کہ یہ حدیث اس اسناد سے باطل ہی نہین روایت کیا اوسکو ابن عیینہ نے بلکہ معروف حدیث جابر کی ہی روایت عبداللہ سے اور روایت کیا اوسکو حاکم نے مستدرک مین اور زیادہ کیا وَإِنْ شَرِبْتَهُ مُسْتَعِيذًا أَعَاذَكَ اللّٰهُ یعنی اگر پیے گا تو اوسکو دران حالیکہ پناہ مانگنے والا ہی پناہ دیگا اللہ تجکو اور کہتے حضرت عبداللہ بن عباس جب پیتے پانی زمزم کا فرماتے اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا وَرِزْقًا وَاسِعًا وَشِفَاءً مِنْ كُلِّ دَاءٍ اور اس حدیث کی صحت مین کلام ہی بیان کیا اوسکو ابن الہمام نے اور طول کیا اس حدیث کی جرح اور تعدیل مین اور حق یہ ہی کہ یہ حدیث ثابت ہی بہت طریقون سے اور پیا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی اوسکا اور آپنے اوسمین سے ایک ڈول نکال کے کچھ پانی پی لیا اور باقی کو اوسمین ڈال دیا روایت کیا اوسکو ازرقی نے تاریخ مکہ مین اور ابن سعد نے طبقات مین اور بعض روایتون مین ہی کہ آپنے اوسمین تھوک دیا تھا اس سبب سے اوسکو یہ عزت اور شرف حاصل ہوا روایت کیا اوسکو امام احمد اور طبرانی نے ابن عباس سے **ص** پھر بوسہ دیوے چوکھٹ کو اور رکھے سینہ اپنا اور منہ اپنا ملتزم پر اور ملتزم درمیان حجر اسود اور دروازے کے ہی اور پردہ کعبے کا ہاتھ مین پکڑ کر روتا ہوا دعا مانگے نہایت عجز و زاری سے اور وہان سے حسرت کرتا ہوا نکلے جیسا کہ مفارقت اور جدائی مین اولٹے پانون لوٹے یعنی پشت اوس طرف کر کے نہ لوٹے **ف** روایت کی ابوداود نے عمرو بن شعیب سے کہا کہ طواف کیا مینے ساتھ عبداللہ کے تو جب آئے ہم پیچھے کعبے کے کہا مینے کیا نہین پناہ مانگتے ہو کہا کہ پناہ مانگتا ہون مین دوزخ سے پھر گئے اور بوسہ دیا حجر اسود کو اور کھڑے ہوئے درمیان رکن اور باب کے سو رکھا سینہ اپنا اور منہ اور دونون ہاتھ اور دونون کف کو اور کشادہ کیا اونکو پھر کہا کہ ایسا ہی دیکھا تھا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور روایت کیا اوسکو ابن ماجہ نے

ف عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ

اور کہا منذری نے کہ شعیب نے اور محمد نے طواف کیا ساتھ عبداللہ کے اور وہ ضعیف ہی ساتھ مثنی بن الصباح کے اور عبداللہ سے مراد اس جگہ عبداللہ بن عمرو بن العاص ہین تصریح کی اونکے نام کی عبدالرزاق نے اپنی روایت مین ساتھ سند صحیح کے اور ملتزم کو اسواسطے مقرر کیا کہ درمیان رکن اور دروازے کے ملتزم ہی روایت کی بیہقی نے شعب الایمان مین ابن عباسؓ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مَابَيْنَ الرُّكْنِ وَالْبَابِ مُلْتَزَمٌ یعنی درمیان رکن اور باب کے ملتزم ہی اور روایت کیا اوسکو ابن عدی نے کامل مین ابن عباسؓ سے مرفوعاً اور وقف کیا اوسکا عبدالرزاق نے کہا انھون نے حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ الْجَزَرِيِّ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَابَيْنَ الخ اور ایسا ہی ہی وطا مین اور ملتزم اون مکانون مین سے ہی جہان دعا قبول ہوتی ہی مروی ہی یہ ابن عباس سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قسم اللہ کی نہین دعا کی مینے اوس جگہ کبھی مگر قبول کیا اوسکو اللہ نے اور حسن بصری کے رسالے مین ہی کہ دعا وہان پندرہ جگہ پر قبول ہوتی ہی وقت طواف کے اور نزدیک ملتزم کے اور نیچے میزاب کے اور خانہ کعبہ کے اندر اور نزدیک زمزم کے اور پیچھے مقام ابراہیم کے اور صفا اور مروہ پر اور سعی کے وقت اور عرفات مین اور مزدلفہ مین اور منی مین اور وقت جمرات کے اور ذکر کیا بعضون نے کہ وقت دیکھنے خانہ کعبہ کے اور حطیم مین اور مستحب ہی کہ جاوے اندر خانہ کعبہ کے اور ریان ہو چکا اوپر ان سب چیزون کا ص اور ساقط ہو گا طواف قدوم اوس شخص سے جس نے وقوف کیا عرفے مین قبل جانے مکے کے اور اوسکے ترک کرنے سے کچھ اوسپر واجب نہین اسواسطے کہ یہ طواف سنت ہی اور سنت کے ترک سے کچھ واجب نہین ہوتا اور جس نے وقوف کیا عرفات مین ایک ساعت بھی بعد زوال آفتاب نویں تاریخ سے دسوین تاریخ کے طلوع فجر تک تو پایا اوس نے حج کو ف تو اول وقت وقوف کا عرفات مین بعد زوال آفتاب نویں تاریخ کے ہی اور یہ گذرا حدیث جابر مین اور آخر وقت طلوع فجر دسوین تاریخ تک ہی اور روایت کی دارقطنی نے کہ جو شخص وقوف کرے عرفات مین رات کو تو اوس نے پایا حج کو اور جسکو فوت ہوا وقوف عرفات کا تو فوت ہوا اوسکا حج تو حلال ہو جاوے وہ عمرے سے اور لازم ہی اوسپر حج اگلے سال اور اسناد مین اوسکی رحمۃ بن مصعب ہی کما دارقطنی نے اور نہین لایا اوسکو کوئی سوا اوسکے اور روایت کی کچھ اوسمین سے اصحاب سنن اربعہ نے ص اور جو شخص عرفات سے گذر گیا اور وہ سوتا تھا یا بیہوش تھا اور اہلال کیا اوس سے اوسکے رفیق نے یا معلوم نہوا اوسکو کہ یہ عرفہ ہی صحیح ہوا حج اوسکا اور جس نے نہین وقوف کیا عرفات کا فوت ہوا حج اوسکا سو طواف کرے اور سعی کرے اور حلال ہو جاوے اور قضا کرے حج کی اگلے سال یہ اوس شخص کے لیے ہی کہ احرام باندھ چکا ہو حج کا اور عورت بھی سب کامون مین مثل مرد کے ہی لیکن وہ نکھولے سر اپنا ف اور دلیل اسکی بیان کر چکے ص بلکہ کھولے منہ اپنا اور اگر منہ پر کوئی کپڑا ڈال لیوے اور منہ سے جدا رہے تو درست ہی اور لبیک بھی جہر سے نکہے اور نہ سعی کرے درمیان دو میلون کے اور نہ حلق کرے بلکہ قصر کرے اور پہنے سیے ہوئے کپڑے کو اور نہ قریب ہو حجر اسود کے ازدحام مین ف اور منہ پر کپڑا ڈال لینا اور منہ سے جدا رکھنا عورت کے لیے حضرت عایشہؓ سے مروی ہی روایت کیا اسکو ابوداود اور ابن ماجہ نے ص اور اگر عورت حایضہ ہو تو سب کام حج کے کرے سوا طواف کے ف اسواسطے کہ طواف مین مسجد مین جانا پڑتا ہی اور حائضہ کو مسجد مین جانا درست نہین جیسا کہ کتاب الطہارۃ مین گذرا ص اور اگر کسی عورت کو بعد وقوف عرفات کے اور طواف الزیارۃ کے حیض ہوا تو ساقط ہو جاویگا اوس سے طواف رخصت کا یعنی طواف صدر اور احرام جیسے لبیک کہنے سے ہوتا ہی اسی طرح بدنہ بھیجنے سے بھی احرام ہو جاتا ہی تو جس شخص نے تقلید کی بدنہ کی ف یعنی اوسکے گلے مین علامت کے لیے نعل یا ٹکڑا نعل کا یا توشہ دان یا دستہ اوسکا

مثنی بن الصباح

رحمۃ بن مصعب

ع اونٹ

یا داڑھی کسی درخت کی باندھ دیوے تاکہ معلوم ہو کہ یہ بدنہ ہدی ہی یعنی کیسے مین جاتی ہی اور اسکو تقلید بدنہ کہتے ہین **ص** نفل کے طور پر یا نذر کی تھی یا بدلہ تھا شکار کا احرام مین یا مانند اسکے مثل قربانیون کے بسبب جنایت کے جو اگلے سال مین اوس سے واقع ہوئی تھی **ف** یعنی یہ قربانی یا بدلہ ہی شکار کا کہ اوس نے احرام مین کیا تھا کیونکہ احرام مین شکار کرنا حرام ہی اور اگر کرے تو برابر اوسکے دوسرا جانور قربانی کرے اور جنایات کا بیان آگے آویگا **ص** اور وہ ارادہ کرتا ہی حج کا یا قربانی بھیجے اسواسطے کہ وہ تمتع کا ارادہ رکھتا ہی اور متوجہ ہوا ساتھ اوس قربانی کے مکے شریف کا سو وہ محرم یعنی احرام سے ہو گیا جیسا لبیک کہنے سے محرم ہو جاتا ہی **ف** اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مَنْ قَلَّدَ بَدَنَةً فَقَدْ اَحْرَمَ یعنی جس نے تقلید کی بدنہ کی سو وہ محرم ہو گیا اور یہ حدیث ہدایے مین ہی اور مرفوع نہین پائی گئی ہان روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے مصنف مین ابن عباسؓ اور ابن عمرؓ سے اونکا قول اور نکالا سعید بن جبیرؓ سے کہ دیکھا انھون نے ایک شخص کو کہ تقلید کی تھی اوس نے بدنہ کی سو کہا انھون نے کہ اس شخص نے احرام باندھا اور وارد ہوا مثل اوسکے حدیث مرفوع مین نکالا اوسکو عبد الرزاق نے اور روایت کی بزار نے مسند مین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس مضمون کو اور طبرانی نے قیس بن سعدؓ سے انھون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے **ص** اور اگر اشعار کیا یعنی ایک طرف سے اونٹ کی کوہان مین بائین طرف چیر دیا تا معلوم ہو کہ یہ ہدی ہی یا اوسکی پیٹھ پر جھول کو ڈالا یا تقلید کی بکری کی محرم نہوگا **ف** اور اشعار کرنا ہمارے نزدیک مکروہ ہی اور صاحبین اور امام شافعی کے نزدیک اچھا ہی اور اشعار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وارد ہی اور کچھ مضایقہ نہین اور جھول ڈالنے سے اسواسطے محرم نہین ہوتا کہ وہ واسطے حفاظت کرنے مگسیون وغیرہ سے ہوتی ہی تو حج کے افعال مین سے اوسکا شمار نہین **ص** اگر بدنہ بھیجا تو محرم نہوگا جب تک کہ خود اوس سے مل نجاوے اور اگر ساتھ نہوا بدنہ کے بلکہ فقط اوسکو بھیجدیا محرم نہوگا اور جب ملجاویگا محرم ہو جاویگا **ف** کہا حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا نے کہ کرتی تھی مین واسطے بدنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلائد اور نہین بھیجتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اونکو اور حلال ہوتی تھی اور مرد ہی ہے بہت حدیثون صحیح مین روایت کیا اوسکو بخاری نے **ص** اور بدنہ اونٹ اور بیل اور گائے سے ہوتا ہی **ف** اور امام شافعی کے نزدیک بدنہ فقط اونٹ سے ہوتا ہی تو ہمارے نزدیک اونٹ اور بیل ہدی بھیجنا دونون درست ہین اور شافعی کے نزدیک سوا اونٹ کے درست نہین اور دلیلین اونکی فتح القدیر مین مذکور ہین

ص باب قران اور تمتع کے بیان مین

قران افضل ہی حج مفرد اور تمتع سے **ف** جاننا چاہیے کہ حج مفرد کا بیان تو گذر چکا اور حج مفرد اوسکو کہتے ہین کہ تنہا کرنا حج کا اسطرح پر کہ اوس سال مین عمرہ نکرے یا بعد ایام حج یا قبل شوال کے کرے اور تمتع اوسکو کہتے ہین کہ احرام باندھ کر عمرے کے افعال کرنا حج کے مہینون مین اور قبل وطن جانے کے بعد فارغ ہونے کے عمرے سے احرام کھول کے یا بغیر احرام کھولے حج بھی ادا کرنا لیکن اگر قربانی ساتھ لیے ہو تو اوسکو حج سے پہلے حلال ہونا جائز نہین اور تمتع نام اسکا اسواسطے ہی کہ متمتع فائدہ اوٹھا سکتا ہی اون چیزون مین جو احرام مین ممنوع ہین درمیان احرام عمرہ اور حج کے بخلاف قران کرنے والے کے کیونکہ وہ اگر بعد عمرے کے کوئی جنایت کریگا قربانی لازم آویگی **ص** اور قران اوسکو کہتے ہین کہ لبیک کہنا ساتھ حج اور عمرے کے ایک ہی بار مین میقات سے **ف** اور قران افضل ہی تمتع سے اور افراد سے ہمارے نزدیک اور تمتع افضل ہی افراد سے کیونکہ روایت کی طبرانی نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یَا اَهْلَ مُحَمَّدٍ اَهِلُّوْا بِحَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ یعنی اہلال کرو یعنی بلند کرو آوازین اپنی ساتھ لبیک کے واسطے حج اور عمرے کے ایک ساتھ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے

ف اسواسطے کہ اوس نے احرام مین کیا تھا کیونکہ احرام مین شکار کرنا حرام ہی اور اگر کرے تو برابر اوسکے دوسرا جانور قربانی کرے

ف اسواسطے کہ وہ تمتع کا ارادہ رکھتا ہی اور متوجہ ہوا ساتھ اوس قربانی کے مکے شریف کا سو وہ محرم یعنی احرام سے ہو گیا جیسا لبیک کہنے سے محرم ہو جاتا ہی

ف اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مَنْ قَلَّدَ بَدَنَةً فَقَدْ اَحْرَمَ یعنی جس نے تقلید کی بدنہ کی سو وہ محرم ہو گیا اور یہ حدیث ہدایے مین ہی اور مرفوع نہین پائی گئی ہان روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے مصنف مین ابن عباسؓ اور ابن عمرؓ سے اونکا قول اور نکالا سعید بن جبیرؓ سے کہ دیکھا انھون نے ایک شخص کو کہ تقلید کی تھی اوس نے بدنہ کی سو کہا انھون نے کہ اس شخص نے احرام باندھا اور وارد ہوا مثل اوسکے حدیث مرفوع مین نکالا اوسکو عبد الرزاق نے اور روایت کی بزار نے مسند مین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس مضمون کو اور طبرانی نے قیس بن سعدؓ سے انھون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے

ف اسواسطے کہ وہ واسطے حفاظت کرنے مگسیون وغیرہ سے ہوتی ہی تو حج کے افعال مین سے اوسکا شمار نہین

ف کہا حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا نے کہ کرتی تھی مین واسطے بدنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلائد اور نہین بھیجتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اونکو اور حلال ہوتی تھی اور مرد ہی ہے بہت حدیثون صحیح مین روایت کیا اوسکو بخاری نے

ف اور امام شافعی کے نزدیک بدنہ فقط اونٹ سے ہوتا ہی تو ہمارے نزدیک اونٹ اور بیل ہدی بھیجنا دونون درست ہین اور شافعی کے نزدیک سوا اونٹ کے درست نہین اور دلیلین اونکی فتح القدیر مین مذکور ہین

ف جاننا چاہیے کہ حج مفرد کا بیان تو گذر چکا اور حج مفرد اوسکو کہتے ہین کہ تنہا کرنا حج کا اسطرح پر کہ اوس سال مین عمرہ نکرے یا بعد ایام حج یا قبل شوال کے کرے اور تمتع اوسکو کہتے ہین کہ احرام باندھ کر عمرے کے افعال کرنا حج کے مہینون مین اور قبل وطن جانے کے بعد فارغ ہونے کے عمرے سے احرام کھول کے یا بغیر احرام کھولے حج بھی ادا کرنا لیکن اگر قربانی ساتھ لیے ہو تو اوسکو حج سے پہلے حلال ہونا جائز نہین اور تمتع نام اسکا اسواسطے ہی کہ متمتع فائدہ اوٹھا سکتا ہی اون چیزون مین جو احرام مین ممنوع ہین درمیان احرام عمرہ اور حج کے بخلاف قران کرنے والے کے کیونکہ وہ اگر بعد عمرے کے کوئی جنایت کریگا قربانی لازم آویگی

ف اور قران افضل ہی تمتع سے اور افراد سے ہمارے نزدیک اور تمتع افضل ہی افراد سے کیونکہ روایت کی طبرانی نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یَا اَهْلَ مُحَمَّدٍ اَهِلُّوْا بِحَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ یعنی اہلال کرو یعنی بلند کرو آوازین اپنی ساتھ لبیک کے واسطے حج اور عمرے کے ایک ساتھ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے

حج مفرد اور قران اور تمتع سب منقول ہین احادیث صحیحہ مین ذکر کیا اونکو شیخ ابن الہمام نے **ص** اور کہے قران مین بعد نماز کے یعنی بعد اوس دو گانے کے جو وقت ارادہ احرام کے پڑھتے ہین اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَۃَ فَیَسِّرْھُمَا لِیْ وَتَقَبَّلْھُمَا مِنِّیْ ای اللہ ارادہ کرتا ہون حج اور عمرے کا سو آسان کر تو اون دونون کو میرے واسطے اور قبول کر اونکو مجھسے اور طواف کرے واسطے عمرے کے سات پھیرے رمل کرے اول کے تین پھیرون مین اور سعی کرے اور نہ منڈاوے پھر حج کرے جیسا کہ گذرا سو اگر اوس نے دو طواف کیے اور دو بار سعی کی مکروہ ہے یعنی چودہ پھیرے طواف کے کیے سات واسطے عمرے کے اور سات طواف قدوم کے حج کے لیے **ف** اسواسطے کہ طواف قدوم سنت حج مین ہے عمرے مین نہین **ص** پھر سعی کرے دونون کے واسطے اور یہ ہمارے نزدیک مکروہ ہے اس لیے کہ اوس نے تاخیر کی سعی عمرے مین اور تقدیم کی طواف قدوم مین **ف** اور عمرہ کرکے پھر افعال حج کے شروع کرے اور دوبارہ حج کیواسطے بدستور سعی اور طواف کرے اور امام شافعی کے نزدیک ایک ہی طواف کرے اور ایک ہی بار سعی کرے کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے داخل ہوا عمرہ حج مین قیامت تک اور صحیحین مین ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ انھون نے قران کیا اور ایک طواف کیا دونون کیواسطے پھر کہا کہ ایسا ہی کیا تھا اوسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور بخاری نے لیا ہے کہ روایت کی نسائی نے ابراہیم بن محمد بن حنفیہ سے کہا انھون نے طواف کیا مینے ساتھ اپنے باپ کے اور جمع کیا تھا انھون نے حج اور عمرے کو سو طواف کیے اون دونون کے واسطے دو طواف اور دو بار سعی کی اور کہا کہ کیا حضرت علیؓ نے ایسا ہی اور حدیث بیان کی اونسے کہ کیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی اور کہا تھا بعض لوگون نے ایسا ہی سو کہا اونکے واسطے حضرت عمرؓ نے ھُدِیْتَ لِسُنَّۃِ نَبِیِّکَ ہدایت کیا گیا تو واسطے سنت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسا ہی ہر ہدایے مین اور یہ حدیث نہین ملی اور نسائی کی روایت مین حماد بن عبد الرحمن اگرچہ منفرد ہین کیا اوسکو ازدی نے لیکن درج کیا اوسکو ابن حبان نے ثقات مین تو حدیث اوسکی درجہ حسن سے کم نہین اور روایت کی امام محمد نے آثار مین **ثنا** اَبُوْ حَنِیْفَۃَ **ثنا** مَنْصُوْرُ ابْنُ الْمُعْتَمِرِ عَنْ اَبِیْ اِبْرَاھِیْمَ النَّخَعِیِّ عَنْ اَبِیْ نَضْرَۃَ السُّلَمِیِّ عَنْ عَلِیٍّ قَالَ اِذَا اَھْلَلْتَ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَۃِ فَطُفْ لَھُمَا طَوَافَیْنِ وَاسْعَ لَھُمَا سَعْیَیْنِ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَۃِ قَالَ مَنْصُوْرٌ فَلَقِیْتُ مُجَاھِدًا وَّھُوَ یُفْتِیْ بِطَوَافٍ وَّاحِدٍ لِمَنْ قَرَنَ فَحَدَّثْتُہٗ بِھٰذَا الْحَدِیْثِ فَقَالَ لَوْ کُنْتُ سَمِعْتُہٗ لَمْ اُفْتِ اِلَّا بِطَوَافَیْنِ وَاَمَّا بَعْدَہٗ فَلَمْ اُفْتِ اِلَّا بِھِمَا یعنی کہا حضرت علیؓ نے جب اہلال کرے تو ساتھ حج اور عمرے دونون کے تو دو بار طواف کر اور دو بار سعی کر صفا اور مروہ پر کہا منصور نے ملاقات کی مینے مجاہد سے اور وہ فتوی دیتے تھے ساتھ ایک طواف کے جو قران کرے تو یہ حدیث بیان کی مینے اونسے سو کہا اونھون نے اگر مین سنتا یہ حدیث نہ فتوی دیتا مگر ساتھ دو طوافون کے اور لیکن اب بعد اسکے سو نہ فتوی دونگا مگر ساتھ دو طوافون کے اور نہین شبہ ہے اس سند کی صحت مین باوجود اس بات کے کہ مروی ہے یہ حضرت علیؓ سے بہت طریقون سے اور لیے اونکو ترک کیا اور اقتصار کیا اس صحیح طریقے پر اور روایت کیا اوسکو امام شافعی نے اور اوسکی اسناد مین ایک راوی مجہول ہے اور تاویل کی اوسکی امام شافعی نے اسطرح پر کہ طواف کرے خانہ کعبہ کا اور ساتھ صفا اور مروہ کے اور طواف کرے خانہ کعبہ کا طواف زیارت اور یہ صریح مخالف ہے کلام حضرت علیؓ کے اور وہ جو کہا ابن المنذر نے کہ اگر یہ قول ثابت ہو حضرت علیؓ سے تو قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تمسک کرنا ساتھ اوسکے اولی ہے اور وہ یہ ہے کہ فرمایا آپ نے جو شخص لبیک احرام باندھے ساتھ حج اور عمرے کے کافی ہے اون دونون سے ایک طواف اور ایک سعی جواب اوسکا یہ ہے کہ مانند قول حضرت علیؓ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی مروی ہے تو معارض ہوئے دونون قول تو یہ روایت باقی رہی سالم معارض

حماد بن عبد الرحمن

پس تمسک ساتھ اسکے اولی ہی اور ثابت ہوئی یہ حدیث عمران بن حصین رضؓ سے بکالا اوسکو دارقطنی نے محمد بن علی ازدی سے انھون نے عبداللہ بن داؤد سے انھون نے شعبہ سے انھون نے حمید بن ہلال طرف سے انھون نے عمران بن حصین رضؓ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف کیے دو طواف اور سعی کی دو بار اور محمد بن یحیی کہا دارقطنی نے ثقہ ہی اور ذکر کیا اوسکو ابن حبان نے کتاب الثقات مین سوا اسکے کہ دارقطنی نے اس روایت مین اوسکی طرف وہم کی نسبت کی ہی اور کہا کہ صواب یہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قران کیا ساتھ حج اور عمرے کے اور نہین ذکر ہی اوسمین سعی اور طواف کا اور حاصل یہ ہی کہ ذکر سعی اور طواف کا زیادت ہی اور زیادت ثقہ سے مقبول ہی علاوہ اسکے مروی ہی یہ ابن مسعود رضؓ سے اور حضرت علی رضؓ سے کہا ابن ابی شیبہ نے **ثنا** هُشَيْمٌ عَنْ مَنْصُورِ بْنِ زَاذَانَ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ زَيْدِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ عَلِيًّا وَّابْنَ مَسْعُوْدٍ قَالَا فِي الْقِرَانِ يَطُوْفُ طَوَافَيْنِ وَيَسْعٰى سَعْيَيْنِ فَهٰؤُلَاءِ اَكَابِرُ الصَّحَابَةِ عُمَرُ وَعَلِيٌّ وَّابْنُ مَسْعُوْدٍ وَّعِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَاِنْ عَارَضَ مَا ذَهَبُوْا اِلَيْهِ رِوَايَةٌ وَّمَذْهَبًا رِوَايَةٌ غَيْرِهِمْ وَمَذْهَبُهٗ كَانَ قَوْلُهُمْ وَرِوَايَتُهُمْ مُقَدَّمَةً مَعَ مَا يُسَاعِدُ قَوْلَهُمْ وَرِوَايَتُهُمْ مِّمَّا اسْتَقَرَّ فِي الشَّرْعِ مِنْ ضَمِّ عِبَادَةٍ اِلٰى اُخْرٰى اَنَّهٗ يَفْعَلُ اَرْكَانَ كُلٍّ مِّنْهُمَا لِمَا قَالَ الشَّيْخُ ابْنُ الْهُمَامِ فِي حَاشِيَةِ الْهِدَايَةِ

ص اور قربانی کرے قران مین بعد رمی کے دن نحر کے اور اگر عاجز ہو قربانی سے تین روزے رکھے کہ اخیر روزہ اون کا عرفے کے دن ہو یعنی ساتوین تاریخ سے روزہ رکھنا شروع کرے اور سات روزے بعد حج کے رکھے جب چاہے یعنی بعد ایام تشریق کے کہ اندنون مین روزہ رکھنا حرام ہی **ف** اور قربانی یا بکری ہو یا گای ہو یا اونٹ ہو یا ساتوان حصہ گای یا اونٹ کا ہووے اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ یعنی جو شخص تمتع کرے تو اوسپر لازم ہی ہدی اور تمتع بھی مثل قران کے ہی اور روزے رکھنا بھی قران سے ثابت ہین فرمایا اللہ تعالی نے فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ یعنی جو شخص نپاوے قربانی کو تو اوسپر لازم ہین تین روزے حج مین اور سات جب ہاتھ سے لوٹے یہ دس روزے ہوے پورے **ص** تو اگر فوت ہوے یہ تین روزے مقرر ہوئی قربانی **ف** یعنی پھر قربانی کرنا ضرور ہی اور امام شافعی کے نزدیک بعد حج کے یہ روزے رکھ لے اور قربانی واجب ہین اور امام مالک کے نزدیک انھی دنون مین روزے رکھلے اور دلیل ہماری یہ ہی کہ جب عرفے کے دن تک روزے نہ رکھے تو چار دن کا روزہ رکھنا تو حرام ہوا اور جب چار دن گذر گئے تو اب روزے رکھیگا تو حج مین نہوینگے اور اللہ تعالی نے فرمایا فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ یعنی روزے تین دن کے حج مین چاہیے **ص** اور قارن اگر مکے مین نہ گیا بلکہ پہلے ہی سے وقوف کیا عرفات مین باطل ہوا عمرہ اوسکا اور واجب ہوئی اوسپر قربانی عمرے کے ترک سے اور ساقط ہوئی قربانی قران کی اور واجب ہوئی قضا عمرے کی **ف** یعنی عمرے کو ترک کیا اوس نے کیونکہ طواف نکیا اور کھول ڈالا احرام یعنی اوسکے تو واجب ہوگی اوسپر قربانی اور قربانی قران کی واجب نہوئی کیونکہ قران اوس جگہ پایا نہین گیا **ص** اور تمتع بہتر ہی حج مفرد سے **ف** اسواسطے کہ تمتع مین جمع ہی درمیان دو عبادتون کے مثل قران کے **ص** اور تمتع یہ ہی کہ احرام باندھے عمرے کے لیے میقات سے حج کے مہینون مین اور طواف کرے اور سعی کرے اور حلق کرے یا قصر کرے اور موقوف کرے لبیک کو اول طواف مین عمرے کے پھر احرام باندھے حج کا دن ترویے کے اور قبل اوسکے افضل ہی اور حج کرے مفرد کے مانند جیسا کہ گذرا **ف** اور ایسا ہی کیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور حلق اور قصر کرنا امام مالک رح کے نزدیک نہین ہی اور دلیل ہماری یہ ہی کہ روایت کی معاویہ رضؓ نے

کہ قصر کیا تھا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور یہ عمرے مین تھا واللہ اعلم اور لبیک کو اول طواف مین موقوف کرے اسواسطے کہ روایت کی ترمذی نے ابن عباس رض سے کہ تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باز رہتے لبیک سے عمرے مین جب بوسہ دیتے تھے حجر اسود کو اور کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور روایت کیا اوسکو ابو داود نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لبیک کہے عمرہ کرنے والا بوسہ لینے حجر اسود تک اور یہ حدیثین حجت ہین امام مالک رح پر کہ نزدیک اونکے لبیک کو وقت دیکھنے خانہ کعبہ کے موقوف کرے ص مگر فرق یہ ہے کہ رمل کرے طواف زیارت مین اور سعی کرے بعد اوسکے اسواسطے کہ یہ اوسکے لیے اول طواف ہے حج کا بخلاف معتمر کے کہ اوس نے سعی کی ہے ایکبار اور اگر متمتع نے تقبیل حجر کے بعد احرام حج کے طواف کیا اور سعی کی تو اب طواف زیارت مین رمل نکرے اور نہ سعی کرے بعد اوسکے اسواسطے کہ وہ ایک بار دونون کو کر چکا اور اوسپر لازم ہے ذبح کرنا اور نہ کافی ہوویگی اس سے قربانی دن نحر کے اور اگر عاجز ہو اوسسے روزہ رکھے مانند قران کے اور تین روزے رکھنا جائز ہین بعد احرام کے نہ قبل احرام کے اور تاخیر انکی مستحب ہے یعنی تین روزے جو رکھے جاتے ہین حج مین جسکو قربانی میسر نہ ہو تو اوسکو بعد احرام کے حج کے مہینون مین رکھنا اونکا درست ہے اور افضل یہ ہے کہ تاخیر کرے اسطرح پر کہ تین روزے پڑدن پڑے اور اخیر روزہ عرفہ کے دن پڑے اور اگر متمتع قربانی کو ہانکنا چاہے اور یہ افضل ہے احرام باندھے اور اپنی ہدی کو چلاوے اور سوق یعنی پیچھے سے ہدی کو ہانکنا افضل ہے اوسکو آگے چل کے کھینچنے سے اور اوسکو قود کہتے ہین ف اسواسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھا ذوالحلیفہ مین اور ہدی آپکے ہانکے جاتے تھے آگے اونکے پھر جب سوق سے ہدی چلے تو قود کرے ص اور تقلید کرے ہدی کی اور یہ اولی ہے تجلیل سے ف تقلید کے معنی بیان کر چکے اپنی اونٹ بکری کے گلے مین جوتا یا توشہ دان وغیرہ ڈال دینے اور تجلیل جھول ڈالنے کو کہتے ہین اور یہ بھی جائز ہے لیکن تقلید افضل ہے تجلیل سے اسواسطے کہ حدیث مین تقلید وارد ہے جیسا گذرا اور قرآن شریف مین ہے ولا الھدی ولا القلائد ص مراد نہین کہ تجلیل سے محرم ہوتا ہے بلکہ چھوڑ دینا جھول کا تجلیل سے محرم نہین ہوتا جب تک لبیک نہ کہے یا کوئی فعل قائم مقام اون دونون کے نہو اور وہ تقلید ہے اور یہ کہ وہ ہدی اشعار کرے یعنی ہانکنا اونکو بائین طرف سے اور اگر کرے تو بائین طرف سے چھپا ہوا اسواسطے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نیزہ مارا اوسکی بائین طرف مین قصداً اور داہنی طرف مین اتفاقاً اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے مکروہ رکھا اوسکو کیونکہ مشابہ ہے مثلہ کے ف اور مثلہ کے معنی تغیر خلق اللہ ہے اور منع کیا اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث عمران مین ہے کہ نہین کھڑے ہوتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبے مین مگر منع کیا ہمکو مثلے سے اور مثلہ حرام ہے مرتد مین جسکا قتل واجب ہے تو کیونکر ہوگا قربانی مین ص اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو اسواسطے کیا تھا کہ مشرکین تعرض کرتے تھے ہدایا سے مگر جب اشعار کرتے تھے تو باز رہتے تھے اوس سے اور بعضون نے کہا ہے کہ مکروہ رکھا امام ابو حنیفہ نے اشعار کو اپنے زمانے کے لوگون کے واسطے کیونکہ وہ اوسمین مبالغہ کرتے تھے یہان تک کہ خوف ہوتا اوس سے سرایت زخم کا اور بعضون نے کہا ہے کہ اختیار کرنا اوسکا تقلید پر مکروہ ہے ف اور امام شافعی رح کے نزدیک سنت ہے اور صاحبین کے نزدیک مستحب ہے روایت ہے جامع ترمذی مین کہ بیٹھے تھے ایک جگہ وکیع اور حدیث بیان کی انھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ اشعار کیا آپنے اور کہا کہ ابو حنیفہ کہتے ہین کہ اشعار مثلہ ہے تو کہا ایک شخص نے ابراہیم نخعی سے بھی یہی مروی ہے کہ اشعار مثلہ ہے تو نہایت غصے ہوے وکیع رحمۃ اللہ علیہ اور کہا کہ مین تجھسے حدیث بیان کرتا ہون فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور تو بیان کرتا ہے اوسکے مقابلے مین قول ابراہیم کا اس لائق ہے کہ قید کیا جاوے تو پھر نخلاصی ہو تیری جبتک کہ بازنہ آوے تو اس قول سے انتہی اور سب غصے ہونے وکیع کا یہ تھا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی شخص قول بیان کرے تو اوسکے مقابلے مین کوئی دوسرے کا قول مخالف اوسکے بیان کرے تو لائق تنبیہ کے ہے اسواسطے کہ معارضہ کرتا ہے وہ قول غیر کو قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور حضرت ابن عمر

جب حدیث بیان کی کہ [illegible] تو کہا کہ واہ کی لونڈیوں کو تو نے عمر رضی اللہ عنہ کی سمجھ پر چھوڑ دیا ہے تو اونکے پیٹنے لگے کہا کہ تم منع کرتے ہو اور عمر رضی اللہ عنہ اس بات سے خفا ہوئے اور بہت برا کہا اونکو اور تم کیا کلام ہو نئے مرتد ہونگے اور اشعار ہو

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سنا ہے اور روایت کی ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھا ذوالحلیفہ میں اور داخل کیا اونٹ سے خون کو کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن صحیح ہے اور روایت کیا اوسکو مسلم نے اور بخاری نے بھی اور نہیں ذکر کیا داہنی اور بائیں طرف کو اور ہمارے نزدیک بائیں طرف سے اگر کرے روایت ابوداؤد حسان سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اشعار کیا جانب ایسر یعنی بائیں طرف میں پھر بہایا خون اوس سے اور تقلید کی اوسکی دو نعلوں سے روایت کیا اسکو ابن عبدالبر نے اور کہا کہ یہ حدیث منکر ہے حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بلکہ مشہور وہ ہے جو روایت کی مالک نے اور بہت لوگوں نے داہنی طرف میں اور صحیح کیا ابن القطان نے کلام اوسکا اور روایت کی ابو یعلی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بسند صحیح کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اشعار کیا یعنی بائیں جانب میں پھر بہایا خون اوس سے اوگلی سے تو نہ جانتے تھے ابن عمر رضی اللہ عنہ جب مدینے سے تقاید کرتے تھے اوسکی دو نعلوں سے اور اشعار کرتے تھے اوسکا بائیں طرف اور یہ مخالف ہے اوسکے جو روایت کی مسلم نے حاصل جمع کہ ان حدیثوں سے اشعار کرنا ثابت ہے تو عمل کرنا اوپر اوسکے بہتر ہے اور

امام ابوحنیفہ نہیں کیونکہ فرمایا اوسنے صح عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فھو مذھبنا جو صحیح ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہی مذہب ہمارا ہے اور وجہ اسکی یہ تھی کہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو نفس نسبت تھی فقط ظاہر کرنا حق کا منظور تھا اور سبب ترک کرنے امام صاحب کا پہلے معلوم ہوا اور جب سبب کو نہ جانو تو کراہیت بھی نہ ہوگی اور امام محمد رحمہ اللہ سے روایت میں کسیطرح مورد طعن نہیں ہو سکتے تو اشعار میں صحیح یہ ہے کہ سنت ہے اگرچہ کہ بعض لوگ اوسمیں نہایت مبالغہ کرنے لگے اور خوف ہلاکت کا ہے نہ ہونا اور بجز اوسکی نیت اشعار سے جسطرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا واقف نہیں اوسکی تقلید سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے تو احتیاط التقلید میں ہے اشعار سے واللہ اعلم ص اور عمرہ کرے اور نہ نکلے احرام عمرہ کا یا ترک کرے احرام باندھنے حج کا دن ترویہ کے اور قبل اوسکے افضل ہے احرام نکلنے عرفہ کا جب سوق کیا ہو ہدی کا اور اگر نہیں سوق کیا ہدی کا تو حلال ہو جاوے احرام عمرہ سے جسطرح گذرا ف اور اس بات میں اختلاف ہے ذکر کیا اوسکو صاحب ہدایہ نے ص اور حلق کرے دن نحر کے اور حلال ہو جاوے دو نعلین حرم سے ف یعنی ایک حرم حج کا اور ایک احرام عمرہ کا ص اور جو شخص مکہ کا رہنے والا ہو وہ احرام کرے حج اور قران اور تمتع نکرے ف اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے ذلک لمن لم یکن اھلہ حاضری المسجد الحرام یعنی یہ حکم اوسکے لئے ہے کہ نہیں اہل اوسکے حاضر مسجد حرام یہ امام شافعی کے نزدیک مکی بھی قران اور تمتع کرے اور جو حنفیہ کہتے ہیں اندر داخل ہے وہ دلیل ہے کہ ہر اور وہ بھی تمتع اور قران نکرے ص اور جسنے عمرہ کیا اور سوق کیا ہدی کا اور لوٹ آیا اپنے گھر میں تو اوسکو احرام کھولنا صحیح ہے اور اتمام اوسکا کامل ہو گیا اور تمتع باطل ہو جاوے گا اور جسنے سوق کیا ہدی کا تو واجب ہوا اوسکو حج کرنا اور اتمام اوسکا فاسد ہوگا اور جب لوٹے آیا اور احرام باندھا حج کا تمتع اوسکا صحیح ہوگا اور جسنے احرام باندھا قبل حج کے مہینوں کے اور طواف کیا اوسمیں کچھ پھیرے اور پھر جب حج کے مہینے آئے اور تمام کر لیا اوطواف کو اور حج کیا تو تمتع اوسکا درست ہوا اور اگر جائے پیر کرے قبل حج کے مہینوں کے تو متمتع نہ ہوگا اور ایک شخص کو نہ کہا رہنے والا ہو اور حاضر ہوا عمرہ سے حج کے مہینوں میں اور سکونت کی اوسنے مکے میں یا بصرہ میں اور حج کیا تو وہ متمتع ہوا اس لئے کہ سفر اول اوسکا تمام نہیں ہوا بصرہ جانے سے پس میقات سے خارج نہیں ہوا اور اگر آیا اوسنے عمرہ کے اور توڑ ڈالا اوسکو اور قصد کیا پھر بصرے لوٹ آیا اور پھر عمرہ کی قضا کی حج کے مہینوں میں حج کیا اوسی سال میں تو متمتع نہ ہوگا مگر جب کہ لوٹ آیا اپنے گھر میں اور پھر عمرہ کیا حج کے مہینوں میں اور اوسی سال حج کیا تو متمتع ہوگا اور جسنے عمرہ کیا حج کے مہینوں میں اور اوسی سال حج کیا تو جواز میں فاسد کیا اوسکو کرتا چلا جاوے اور ساقط ہوگا دم تمتع کا

باب جنایات کے بیان مین

اگر خوشبو لگائی محرم نے کسی عضو کو یا خضاب کیا سر کا ساتھ مہندی کے یا تیل ڈالا یعنی لگایا تیل کو کسی عضو مین پس اگر تیل خالص ہی زیتون کا یا تل کا تو واجب ہوگا دم نزدیک امام ابو حنیفہؒ کے اور صاحبینؒ کے نزدیک صدقہ واجب ہو اور امام شافعیؒ کے نزدیک اگر تیل کو یا لونگ مین استعمال کیا تو واجب ہوگا دم اور اگر استعمال کیا اوسکو اور جگہ مین تو اوسپر کچھ نہین اور اگر تیل خوشبودار ہو جیسے تیل بنفشے کا تو واجب ہوگا دم بالاتفاق بسبب خوشبو کے یا سیے ہوے کپڑے کو پہنا یا چھپایا سر کو ایک دن تک یا منڈایا چوتھائی سر کو یا پچھنے لگانے کی جگہ کے بال مونڈے یا ایک بغل کے بال یا دونون کے یا بال زیر ناف کے یا گردن کے دور کیے یا ناخون دونون ہاتھون کے کاٹے یا دونون پیرون کے ایک مجلس مین یا ایک ہاتھ یا ایک پیر کے یا طواف قدوم کیا یا طواف صدر کیا اور وہ جنب تھا یا فرض طواف بیوضو کیا یا لوٹا عرفات سے قبل امام کے یا ترک کیا طواف زیارت مین ایک پھیرا یا دو پھیرے یا تین پھیرے کیونکہ اگر تین پھیرے سے زیادہ ترک کیا تو محرم رہیگا یہان تک کہ طواف کرے یا ترک کیا طواف صدر کا یا چار پھیرے اوسکے ترک کیے یا سعی کو ترک کیا یا وقوف مزدلفہ کو یا سب رمی کو یا ایک دن کی رمی کو یا پہلی رمی کو اور وہ رمی ہے جمرۂ عقبہ کی دن نحر کے یا اکثر کو اوسکے ترک کیا مثلاً چار کنکریان پھینکنا ترک کین اور باقی پھینکین یا حلق کیا زمین حل مین واسطے حج کے یا عمرے کے اسواسطے کہ حلق چاہیے منیٰ مین اور وہ حرم مین داخل ہے اور جو عمرہ کرنے والا نکل گیا حرم سے قبل حلال ہونے کے اور پھر آیا حرم مین تو اوسپر کچھ نہین اور حج کرنے والے نے اگر ایسا کیا تو اوسپر دم لازم آویگا یا بوسہ لیا یا چھوا شہوت سے انزال ہو یا نہو یا تاخیر کی حلق کی یا فرض طواف کی ایام نحر سے یا ایک فعل کو دوسرے پر مقدم کیا مثلاً حلق کیا قبل رمی کے یا قربانی کی قران کرنے والے نے قبل رمی کے یا حلق قبل ذبح کے تو ان سب صورتون مین اوسپر دم لازم ہے اور قارن پر دو دم لازم آوینگے اگر حلق کیا اوس نے قبل ذبح کے ایک دم تو حلق کا قبل اوسکے وقت کے اور ایک دم ذبح کی تاخیر کا حلق سے اور نزدیک صاحبینؒ کے ایک دم لازم آویگا ف اور اگر سردی یا مرض کی ضرورت سے محرم سر یا تمام بدن کو ڈھانپے یا سیے ہوے کپڑے پہنے جب تک وہ ضرورت باقی ہو ایک ہی قربانی لازم آتی ہے اگرچہ ایک قمیص کی ضرورت کے وقت دو قمیص بھی پہنے یا ٹوپی پہننے کی ضرورت کے ساتھ عمامہ بھی باندھے اور اگر ایک عضو کے ڈھکنے کی ضرورت کے وقت دو عضو کو چھپایا جیسا کہ سر ڈھانکنے کی ضرورت تھی کرتا بھی پہنا یا فقط ایک وقت ضرورت تھی یہ ضرورت دوسرے وقت بھی سر ڈھانکا تو دوہرا کفارہ لازم آویگا ص اور اگر خوشبو لگائی کم ایک عضو سے یا چھپایا سر اپنا یا سیا ہوا کپڑا پہنا ایک دن سے کم مین یا مونڈا سر کم چوتھائی سر سے یا کترے ناخن کم پانچ سے یا پانچ متفرق یا طواف قدوم اور صدر کا بیوضو کیا یا سات پھیرون مین سے طواف صدر کے تین پھیرے ترک کیے یا تین جمرون مین سے ایک کی رمی ترک کی یا مونڈا دوسرے شخص کا سر قبل دیوے نصف صاع گیہون سے اور اگر خوشبو لگائی یا سر مونڈا عذر سے ذبح کرے یا صدقہ دیوے تین صاع طعام کے چھ مسکینون پر یا تین روزے رکھے اور اگر اوس نے وطی کی اگرچہ بھولے سے ہو قبل وقوف عرفات کے جو فرض ہے باطل ہو جاویگا حج اوسکا اور حج کرتا چلا جاوے اور ذبح کرے اور پھر قضا کرے حج کی اور یہ لازم نہین کہ عورت کو چھوڑ دے حج کی قضا مین اور نزدیک امام مالکؒ کے چھوڑ دے اوسکو جب نکلین دونون اپنے گھرون سے اور امام زفرؒ کے نزدیک جب احرام باندھین اور امام شافعیؒ کے نزدیک جب اوس مقام کو پونہچے جہان جماع کیا تھا اوس سے چھوڑ دے اوسکو اور اگر وطی کی بعد وقوف کے تو نہ فاسد ہوگا حج اوسکا اور واجب ہوگا بدنہ اور وطی مین بعد حلق کے ایک بکری لازم آتی ہے اور عمرے مین اگر اوس نے چار پھیرے طواف کے کر لیے اور بعد اوسکے جماع کیا تو فاسد نہوگا اور واجب ہوگا ذبح اور اگر قبل اسکے کیا عمرہ فاسد ہوگا تو کرتا چلا جاوے اور ذبح کرے اور پھر قضا کرے تو اگر قتل کیا محرم نے صید کو یا بتایا اوسکے قاتل کو اول بار یا دوسری بار بھولے سے یا قصد سے تو اوسپر اوسکی جزا لازم ہے اگرچہ وہ جانور زندہ ہو

یا انسیت رکھتا ہو آدمی کے ساتھ یا کبوتر ہی ایسا کہ اوڑ نہین سکتا یا محرم ناچار ہی اوسکے کھانیکے لیے تو ان سب صورتونمین جزا لازم آویگی **ف** جاننا چاہیے کہ شکار خشکی کا محرم پر حرام ہی اور دریا کا شکار حلال ہی فرمایا اللہ تعالی نے وَاُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ حلال ہی تمھارے واسطے شکار دریا کا اور خشکی کا جانور وہ ہی کہ خشکی مین پیدا ہوتا ہی اور اوسی مین رہتا ہی اور دریا کا جانور وہ ہی کہ اوس مین پیدا ہوتا ہی اور اوسی مین رہتا ہی اور نکال لیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انمین سے کتے کاٹنے والے اور بھیڑیے اور چیل اور کوے اور سانپ اور بچھو کو اور کوے سے مراد وہ ہی جو مردار کھاتا ہی اور جزا اوسکی اسواسطے لازم ہی کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَلَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ وَمَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ آخر آیت تک اور نہ قتل کرو شکار کو اور تم احرام مین ہو اور جو قتل کرے اوسکو تم مین سے قصدا تو لوٹا دینا اوسکی جزا ہی اور بتانا اور اشارہ کرنا بھی شکار کرنے مین داخل ہی بسبب حدیث قتادہ کے جو اوپر گذری اور کہا عطا نے کہ اجماع کیا لوگونے اس بات پر کہ بتانے والے پر ہی جو کرنے والے پر ہی اور دوسری دلیل یہ ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلدَّالُّ عَلَى الْخَيْرِ كَفَاعِلِهٖ دلالت کرنے والا بہتری پر مانند کرنے والے کے ہی تو دلالت کرنے والا بدی پر مانند کرنے والے بدکے ہی **ص** اور جزا اوسکی وہ ہی جو قیمت مقرر کردین اوسکی دو شخص عادل جس جگہ پر وہ جانور قتل ہوا ہی یا اوسکے قریب مکان کے یعنی قیمت اوس جانور کی اوسی حساب سے لگائی جاویگی جہان وہ جانور قتل ہوا ہی اور اگر اوسکی اوس جا پر قیمت نہین تو اوسکے قریب مکان کے قیمت اوسکی لگائی جاویگی لیکن اگر درندہ جانور ہی تو جزا اوسکی ایک بکری پر زائد نہوگی پھر جائز ہی واسطے قاتل کے کہ اوس قیمت سے ہدی کو خرید کرے اور ذبح کرے اوسکو مکے مین یا اوس قیمت مین طعام اور مسکینون پر تصدق کرے ہر مسکین پر نصف صاع گیہون سے یا ایک صاع کھجور سے یا جو سے اور اس سے کم نہ دیوے یا ہر مسکین کے طعام کے عوض ایک ایک روزہ رکھے اور اگر بچے مسکین کے طعام سے سو قدر دیوے اوسکا ایک روز روزہ رکھے اور یہ مذہب امام ابو حنیفہ اور ابو یوسف کا ہی اور امام محمد اور شافعی کے نزدیک اگے اوس جانور کے مثال دوسرا جانور صورت مین ہو تو واجب ہی وہی جانور مثلا ہرن مین اور ضبع مین بکری ہی اور خرگوش مین بکری ہی چھوٹی بچہ اور یربوع مین جفرہ یعنی چار مہینے کی بکری اور شتر مرغ مین بدنہ اور حمار وحشی مین گائے اور کبوتر مین بکری **ف** اور دلائل انکے اور تمسکات ہر ایک کے شرح وقایہ اور ہدایہ مین مذکور ہین جسکا جی چاہے دیکھ لیوے اور کبوتر مین بکری لازم آتی ہی امام محمد اور شافعی کے نزدیک حال آنکہ مشابہت صورت مین متحقق نہین موطا مین امام مالک رح کی ہی کہ حضرت عمر رض نے فیصلہ کیا اس طرح پر کہ ضبع مین بکرا ہی اور ہرن مین بکری ہی اور خرگوش مین عناق اور یربوع مین جفرہ اور روایت کی امام شافعی نے کہ حضرت عمر اور عثمان اور علی اور زید بن ثابت اور ابن عباس اور معاویہ رضی اللہ عنہم ان سب نے کہا کہ شتر مرغ اگر قتل کرے اوسکو محرم تو ایک بدنہ ہو اونٹ سے اور اسمین ضعف اور انقطاع ہی اور روایت کی بیہقی نے ابن عباس رض سے فِيْ حَمَامَةِ الْحَرَمِ شَاةٌ یعنی کہا ابن عباس رض نے کہ کبوتر مین حرم کے ایک بکری ہی وَفِيْ بَيْضَتَيْنِ دِرْهَمٌ وَفِي النَّعَامَةِ جَزُوْرٌ وَفِي الْبَقَرَةِ بَقَرَةٌ وَفِي الْحِمَارِ بَقَرَةٌ یعنی دو انڈونمین ایک درہم ہی اور شتر مرغ مین اونٹ ہی اور گائے مین اور حمار وحشی مین گائے ہی اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ضبع صید ہی اور اوسمین ایک بکری ہی ایسا ہی ہدایہ مین روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے جابر بن عبد اللہ سے کہ پوچھا مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ضبع کو کہ وہ صید ہی فرمایا کہ ہان اور مقرر کیا اوسمین ایک بکرا جب قتل کرے اوسکو محرم اور روایت کیا اوسکو حاکم نے جابر سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ضبع صید ہی تو جب پکڑے اوسکو محرم تو اوسمین ایک بکرا ہی اور کہا کہ صحیح ہی اور نہین نکالا اوسکو بخاری و مسلم نے **ص** اور اگر کسی جانور کو زخمی کیا یا بال اوسکے اوکھاڑ لیے یا اوسکا کوئی عضو کاٹ ڈالا تو جو اوسمین نقصان ہوا ہو اوسقدر دینا پڑیگا اور اگر پر کسی طائر کے اوکھاڑ لیے یا اوسکے پیر کاٹ ڈالے یا بیضہ توڑ ڈالا یا اوسکو توڑا

اور اوسمین سے بچہ مردہ نکلا تو ہر صورت مین قیمت اوسکی دینا پڑیگی اور یہ کاٹنے مین سارے جانور کی قیمت لازم آویگی واسطے کہ اوسکو بیکار کردیا اور انڈے توڑنے مین اوسکی قیمت دیوے اور اگر بچہ بھی مردہ اوسمین سے نکلے تو زندہ بچے کی قیمت دیوے اور جو شخص احرام سے نہین ہو وہ بھی اگر حرم کے جانور کو شکار کرے یا اوسکا دودھ دوہے یا اوسکی گھاس کاٹے اور درخت کو وہان کے جو کسی کی ملک نہین ہے اور نہ آدمی اوسکو بوتے ہین تو قیمت اوسکی لازم آویگی مگر جو گھاس خشک ہوگئی ہو یا درخت خشک ہوگیا ہو اور ان چار چیزون مین روزہ نہین ہے **ف** اگر عمداً اور اتفاق سے

حدثنا سفیان الثوری عن عبد الکریم الجزری عن عکرمة عن ابن عباس قال فی بیض النعام یصیبه المحرم ثمنه وروی ابن ابی شیبة عنه قال فی کل بیضة درهم وفی کل بیضة صیام یوم او اطعام مسکین وروی ابن ابی شیبة عن ابن مسعود قال حدثنا ابن فضیل عن حصین عن ابی عبیدة عن عبد الله قال فی بیض النعامة قیمته وقال عبد الرزاق حدثنا ابو حنیفة عن حصین فذکر مثله اخرج ابن ابی شیبة عن عمر منقطعا واخرج نحوه عن مجاهد والشعبی والنخعی **حا** وابن عباس وفیه حدیث قضی به عمر والدارقطنی وهو ضعیف هکذا قال الشیخ ابن الهمام فی کتابه حاصل یہ ہوکہ ابن مسعود اور عمر اور بہت سے تابعین نے **ص** اور نہ چرانا وہان کی گھاس اور نہ کاٹنا مگر اذخر کو اور جو شخص ان چیزون مین سے کوئی کو قتل کیا صدقہ دے جو چاہے اگرچہ کم ہو مثلاً ایک کف طعام کا اور اگر کوے اور چیل اور بچھو اور سانپ اور چیا اور کتا کاٹنے والا ان چیزون کو قتل کیا تو کچھ نہین لازم ہے **ف** فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ چیزین ہین کہ قتل کیا ہین حلال و حرام مین کوا اور چیل اور بچھو اور سانپ اور کتا کاٹنے والا روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے اور یہ وارد ہوا ہے حدیثون مین اور ایک روایت مین ابو داود کی ہے کہ جو درندہ حملہ کرنے والا ہو **ص** اور اسی طرح مچھر اور پسو اور بچھڑی اور کھٹمل اور درندہ حملہ کرنے والا اگر قتل کرے اوسکو کچھ نہین لازم آتا اور جائز ہے واسطے محرم کے ذبح کرنا بکری اور گائے اور اونٹ اور مرغی اور بطخ جو پلی ہوئی ہو اور محرم کو کھانا اوس جانور کا جسکو حلال نے یعنی جو شخص محرم نہین اوس نے شکار کیا ہو اور ذبح کیا ہو اوسکو درست ہے جبکہ محرم نے نہ بتایا ہو اوس جانور کو اور نہ حکم کیا ہو اوسکے شکار کا **ف** اور اس باب مین حدیث وارد ہے **ص** اور جو شخص داخل ہوا حرم مین اور اوسکے پاس صید ہو تو اوسکو چھوڑ دے جب اوسکے ہاتھ مین ہووے اور جو کسیکے ہاتھ بیچ چکا ہو تو اوسکو پھیر لے جب وہ جانور خریدنے والے کے ہاتھ مین ہووے اور اگر نہو تو اوسپر جزا لازم ہے اور اگر کسی محرم نے صید کو بیچا تو اوسکو پھیر لیوے اگر وہ جانور اوسکے ہاتھ مین یعنی خریدنے والے کے موجود ہو اور اگر نہو تو جزا دے اوسکی برابر ہے کہ جسکے ہاتھ بیچا ہو وہ احرام سے ہو یا نہو اور جس شخص نے احرام باندھا اور اوسکے گھر مین یا پنجرے مین جو اوسکے ساتھ ہے ایک صید ہے تو اوسپر چھوڑنا اوسکا لازم نہین بخلاف اوسکے جو حرم مین صید لے کے داخل ہو تو اوسپر چھوڑنا اوسکا واجب ہے اور جو کوئی شخص محرم نہ تھا اور اوس نے صید پکڑا پھر احرام باندھا اور اوسکے ہاتھ سے دوسرے نے لے کے اوسکو چھوڑ دیا تو چھوڑنے والے پر اوسکی قیمت لازم آویگی اور اگر چھوڑنے کوئی صید پکڑا اور کسی نے اوسکے ہاتھ سے لے کے چھوڑ دیا پس اگر پکڑ لیا اوسکو غیر محرم نے تو اوسکو قیمت اوسکی نہ لازم آویگی اور نہین تو اوسکو قیمت دینا لازم نہین اور جو کسی محرم نے دوسرے محرم کا شکار کیا اوس نے احرام مین پکڑا تھا مار ڈالا تو دونون پر اوسکی جزا لازم ہے اور پکڑنے والا قاتل سے اوسکی قیمت لے لیوے اور جس جنایت سے مفرد حج کرنے والے پر ایک دم ہے تو قارن پر اوس سے دو دم ہین ایک دم حج کا اور ایک دم عمرے کا مگر جس صورت مین قارن نے میقات سے تجاوز کیا بغیر احرام کے تو اوسپر ایک ہی دم لازم ہے کیونکہ جب میقات پر پہونچا تو ایک احرام اوسپر واجب ہے اور ایک وجب کی تاخیر سے

ف اگر محرم نے بچہ مردہ نکلا تو اوسکی قیمت دینا پڑیگی اور یہ کاٹنے مین سارے جانور کی قیمت لازم آویگی واسطے کہ اوسکو بیکار کردیا اور انڈے توڑنے مین اوسکی قیمت دیوے اور اگر بچہ بھی مردہ اوسمین سے نکلے تو زندہ بچے کی قیمت دیوے

ف اگر عمداً اور اتفاق سے

ف فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ چیزین ہین کہ قتل کیا ہین حلال و حرام مین کوا اور چیل اور بچھو اور سانپ اور کتا کاٹنے والا روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے اور یہ وارد ہوا ہے حدیثون مین اور ایک روایت مین ابو داود کی ہے کہ جو درندہ حملہ کرنے والا ہو

ف اور اس باب مین حدیث وارد ہے

ایک ہی دم لازم ہی اور جو دو شخصون نے کہ دونون محرم ہین ایک صید کو قتل کیا تو ہر ایک پر کامل جزا لازم ہی اور اگر ایک صید کو حرم مین دو شخصون نے کہ دونون حلال ہین اور احرام مین نہین ہین مارا تو ان دونون پر ایک جزا نصف نصف لازم ہی اور اگر بچا محرم نے کسی صید کو یا خریدا اوسکو تو بیع باطل ہی اور اگر ذبح کیا اوسکو تو کھانا اوسکا حرام ہی اور اگر اوسمین سے کچھ کھایا تو اوسکے موافق اوسکے بدلے بتنا کھایا ہی قیمت دینی پڑیگی اور جو اوسکو ذبح کیا ہی کسی اور محرم نے یا اوسکی وکالت سے محرم نے تو اوسپر لازم آویگی کھونے والے کو قیمت اوسکی لیکن اوسپر کھانا اوسکا حرام تھا اور اگر کسی نے ایک ہرنی کو زخم کیا اور دوسرے نے ایک بچہ جنا اور بچہ بھی مرگیا اور ہرنی بھی مرگئی تو ہر ایک پر نصف نصف دونون کی جزا لازم ہی اور اگر اوسکی جزا دینے کو روپیہ نہ ہوا اوسکا تو نہین لازم ہی اوسپر جزا بچے کی

باب میقات سے آگے جانے مین بغیر احرام کے

ص ایک آفاقی ہو کہ ارادہ رکھتا ہی کہ آیا عمرے کا اور تجاوز کیا اوسنے میقات سے بغیر احرام کے لازم آویگا اوسپر دم اور جو لوٹ آیا طرف میقات کے اور احرام باندھا تو ساقط ہو جاویگا اوس سے دم بالاتفاق اگر احرام باندھ چکا تھا اور کوئی عمل حج کا بجا نہین لایا تھا اور آیا طرف میقات کے اور لبیک کہی تو ساقط ہو گا اوس سے دم نزدیک ہمارے اور امام زفر کے نزدیک نہین ساقط ہو گا اور جو کوئی عمل حج کا کر لیا مثلاً طواف شروع کر چکا تھا یا بوسہ لیا تھا حجر اسود کا پھر آیا طرف میقات کے لبیک کہتا ہوا تو نہین ساقط ہو گا اوس سے دم اجماعاً اور لبیک کی قید اسواسطے ہی کہ اگر لوٹ آیا طرف میقات کے اور لبیک پکارا تو امام صاحب کے نزدیک دم نہین ساقط ہو گا اور صاحبین کے نزدیک ساقط ہو جاویگا اور اسی طرح یکا ہے والا جو ارادہ کرتا حج کا اور متمتع جو فارغ ہوا عمرے سے اور نکل گئے دونون حرم سے اور احرام باندھا انھون نے تو لازم آویگا دم اون دونون پر اسواسطے کہ میقات ان دونون کا حرم ہی اور اگر کوئی کوفے کا رہنے والا بستانیہ داخل ہوا کسی حاجت کے واسطے تو اوسکے لیے داخل ہونا مکے مین بغیر احرام کے جائز ہی اور میقات اوسکا بستان ہی مانند اوسکے جو بستان مین رہتا ہی اور بستان بنی عامر کا ایک مقام ہی داخل میقات کے اور خارج ہی حرم سے تو اگر کسی شخص نے جو بستان کا رہنے والا ہی یا اوسمین داخل ہوا تھا احرام باندھا انھون نے حل سے اور وقوف کیا عرفے مین تو کچھ حرج نہین اسواسطے کہ احرام باندھا انھون نے اپنی میقات سے اور جو شخص داخل ہوا مکے مین بغیر احرام کے لازم ہی اوسپر حج یا عمرہ جب داخل ہوا مکے مین بغیر احرام کے پھر لوٹ آیا طرف میقات کے اوسی سال اور احرام باندھا حج کا اور سبب سے جیسے نذر کی تھی اوسنے حج کی تو ساقط ہوا اوسپر جو واجب ہوا تھا اوسپر داخل ہونے مکے مین بغیر احرام کے اور وہ حج تھا یا عمرہ تو یہ حج کافی ہو جاویگا اوس سے اور اگر بعد اوس سال کے آیا طرف میقات کے تو یہ حج کافی نہو گا اور جس نے تجاوز کیا اپنی میقات سے اور احرام باندھا عمرے کا اور فاسد کر دیا اوسکو عمرہ کرتا چلا جاوے اور پھر قضا کرے اور نہین ہی دم اوسپر بسبب ترک کرنے احرام کے میقات مین اور جو مکے کا رہنے والا ہی اور طواف کیا اوسنے واسطے عمرے کے اور بھی ایک پھیرا کیا تھا کہ احرام باندھا حج کا ترک کرے حج کو اور لازم ہی اوسپر دم اور حج اور عمرہ اور یہ مذہب امام ابو حنیفہ کا ہی اور صاحبین کے نزدیک ترک کرے عمرے کو اور اگر بچا پھیرے کر لیے تو ترک کرے حج کے احرام کو سب کے نزدیک تو اگر تمام کر لیا اون دونون کو یعنی عمرے اور حج کو تو صحیح ہوا اور ذبح کرے قربانی اور جسنے احرام باندھا حج کا اور حج کیا پھر احرام باندھا دن نحر کے دوسرے حج کا اگلے سال مین تو اگر حلق کیا واسطے اول حج کے قبل اس احرام کے لازم ہو گا اوسکو دوسرا حج بغیر دم کے اور اگر نہ حلق کیا لازم ہو گا اوسکو دوسرا ساتھ دم کے تو اب برابر ہی کہ حلق کرے یا نکرے دم لازم آویگا اور جس شخص نے عمرہ ادا کیا مگر حلق نہین کیا اور احرام باندھا دوسرے عمرے کا ذبح کرے ایک آفاقی نے احرام باندھا حج کا پھر عمرے کا لازم ہوے اوسپر دونون اور عمرہ باطل ہو جاتا ہی ساتھ وقوف کے عرفات مین قبل افعال عمرے کے اور اگر فقط توجہ کرے طرف عرفات کے تو باطل نہین ہوتا

تو اگر طواف کیا حج کا پھر احرام باندھا عمرے کا اور عمرہ اور حج دونون کرتا چلا گیا ذبح کرے اور مستحب ہی ترک کرنا عمرے کا اگر ترک کرے قضا کرے عمرے کی اور اوسپر دم لازم ہی اور جس نے حج کیا اور اہلال کیا عمرے کا دن نحر کے یا اون تین دنون مین جو دن نحر کے متصل ہین یعنی ایام تشریق مین تو لازم آویگا اوسپر عمرہ اور ترک کرے اوسکو اور قضا کرے اور دم بھی اوسپر لازم ہی تو اگر حج اور عمرہ کرتا چلا گیا صحیح ہوا اور لازم ہوا اوسپر دم اور جسکو فوت ہوا حج پھر احرام باندھا حج یا عمرے کا تو وہ ترک کرے اونکو اسواسطے کہ جسکا حج فوت ہوا ہو لازم ہی اوسپر کہ حلال ہو جاوے عمرے کے افعال کرکے اور قضا کرے اور ذبح کرے پھر قضا کرے اوسکی جسکا احرام باندھا ہی واسطے صحیح ہونے شروع کے اور ذبح کرے **ف** اور دلیل اسکی اصل شرح وقایہ اور ہدایہ مین مذکور ہی

ص باب احصار کے بیان مین

اگر محرم کو کسی دشمن نے روکا یا مرض کے سبب سے رک گیا تو جو شخص حج مفرد کرتا تھا وہ ایک دم بھیجے اور قارن دو دم اور مقرر کرے ایک دن ذبح کا اگرچہ قبل دن نحر کے ہووے یہ مذہب امام ابو حنیفہؒ کا ہی اور صاحبینؒ کے نزدیک اگر عمرے سے روکا ہی تو اسی طرح کرے اور اگر حج سے رکا گیا ہو تو نہین جائز ہی ذبح مگر دن نحر کے **ف** اور ہمارے نزدیک روکا جانا یعنی احصار مرض سے بھی ہوتا ہی اور امام شافعیؒ کے نزدیک نہین ہوتا احصار مگر دشمن کے سبب سے اور دلیل ہماری یہ ہی کہ روایت کی طحاوی نے شرح آثار مین **ثنا** فَهْدٌ **ثنا** عَلِيُّ ابْنُ مَعْبَدِ بْنِ سَدَادٍ لِعَبْدِي صَاحِبِ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ **ثنا** جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ لُدِغَ صَاحِبٌ لَنَا وَهُوَ مُحْرِمٌ بِعُمْرَةٍ فَذَكَرْنَا ذَلِكَ لِابْنِ مَسْعُودٍ فَقَالَ يَبْعَثُ الْهَدْيَ وَيُوَاعِدُ أَصْحَابَهُ مَوْعِدًا فَإِذَا ذُكِرَ عَنْهُ حَلَّ وَبِهِ إِلَى جَرِيرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ عُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ يَزِيدَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ ثُمَّ عَلَيْهِ عُمْرَةٌ بَعْدَ ذَلِكَ یعنی کہا علقمہ نے کہ کاٹا سانپ نے ایک شخص کو اور وہ محرم تھا عمرے کا تو ذکر کیا ہمنے یہ ابن مسعودؓ سے کہا انھون نے بھیج دیوے ہدی کو اور وعدہ کر دے اپنے لوگون سے تو جب قربانی کریں وہ لوٹ سے حلال ہو جاوے اور پھر اوسپر لازم ہی عمرہ اور آیت بھی احصار کی مرض کے باب مین نازل ہوئی **ص** اور حل مین اوسکا ذبح کرنا جائز نہین اور جب ذبح ہو گئی قربانی اوسکی تو وہ حلال ہو جاویگا قبل حلق اور قصر کے اور اگر حلال ہوا حج سے تو اوسپر حج اور عمرہ لازم ہی اور عمرے سے تو عمرہ لازم ہی اور قران سے تو ایک حج اور دو عمرے چاہیین **ف** اور مروی ہی اول عبداللہ بن عباسؓ اور ابن عمرؓ سے ذکر کیا اسکو رازی نے اور دوسرا بیان کیا ہمنے اوسکو ابن مسعودؓ سے اور قران مین دو عمرے اسواسطے ہین کہ ایک عمرہ تو حج کے فوت کا ہوا اور ایک عمرہ اوس عمرے کی قضا ہی جو قران مین تھا **ص** اور جب حصار اوسکا مٹ جاوے اور ممکن ہوا اوسکو ہدی اور حج کا پانا تو جاوے اور اگر دونون ملنا ممکن نہون مثلاً حج ملنا ممکن ہو اور قربانی ملنا ممکن نہو یا قربانی ملنا ممکن ہو اور حج کا ملنا ممکن نہو تو جائز ہی اوسکے واسطے کہ حلال ہو جاوے اوسی جگہ یا چلا جاوے اور جو شخص وقوف اور طواف سے مکہ مین دونون سے منع کیا گیا ہی تو احصار اوسکا ثابت ہی اور اگر ایک سے ان دونون مین سے روکا گیا تو احصار اوسکا ثابت نہین اور جو شخص عاجز ہو حج سے اور حج کیا جاوے اوسکی طرف سے تو صحیح ہوگا اور اوسکا حج ادا ہو جاویگا اگر عجز اوسکا موت تک باقی رہا اور نیت کی حج مین اوسکی طرف سے **ف** اسواسطے کہ کہا ایک عورت نے ای رسول اللہ تحقیق فرض کیا اللہ نے حج اپنے بندون پر پایا ہے اپنے باپ کو ضعیف بوڑھا کہ نہین ٹھہر سکتا سواری پر کیا حج کرون مین اوس سے فرمایا آپنے ہان روایت کی بخاری و مسلم نے اور فرمایا آپنے ایک شخص کے واسطے حج عَنْ أَبِيكَ وَاعْتَمِرْ یعنی حج کر تو اپنے باپ سے اور عمرہ کر روایت کیا اوسکو ابو داود و نسائی ترمذی نے اور صحیح کیا اوسکو اور دوسری حدیثون مین **ص** اور اگر کسیکو دو شخصون نے حکم حج کا

دیا اپنی طرف سے اور خرچ دیا ان دونوں نے اور حج کیا اوسنے دونوں کی طرف سے تو وہ حج اوس کرنے والے کا ہوگا اور ان دونوں کا مال دینا پریگا اور نہیں جائز ہے اوسکو کہ کرے اوس حج کو ان دونوں میں سے ایک کے لیے اور اگر حج نفل کیا ہے اپنے ماں باپ سے تو درست ہے اوسکو کہ کرے ثواب اوس حج نفل کا ان دونوں کے لیے اور جو کسی نے ایک شخص کو حکم دیا حج کا اور اوسکو احصار ہوا تو دم احصار کا حکم کرنے والے پر ہے اور دم قران اور جنایت کا حج کرنے والے پر ہے یعنی اگر کسی نے حکم دیا کہ میری طرف سے قران کرنا تو دم قران کا حکم کرنے والے پر نہیں حج کرنے والے پر ہے اور اگر حج کرنے والے نے جماع کیا قبل وقوف عرفات کے تو باطل ہوا حج اوسکا اور دینا پریگا نفقہ اوس شخص کا جسنے حکم کیا تھا اوسکو حج کا اور اگر بعد وقوف کے جماع کیا تو نہ لازم آویگا اوسکو پھیر دینا نفقے کا کیونکہ صحیح ہوگیا حج اوسکا اور اگر کسی شخص نے وصیت کی کہ میری طرف سے حج کرا دینا اور لوگوں نے بعد اوسکے ایک شخص کو واسطے حج کے مقرر کیا اور خرچ حج کا اوسکو دیدیا اور وہ راستے میں گیا پس دوسرا شخص واسطے حج کرنے کے روانہ کیا جائیگا بسبب امر کرنے والے سے نہ اوس جگہ سے جہاں وہ مرا ہے تو جو خرچ دیکے مال باقی رہا ہے اوسکے ثلث میں سے پھر حج کرایا جاویگا اور امام ابو یوسف کے نزدیک کل مال کے ثلث سے حج کرایا جاویگا اور نزدیک امام محمد کے اگر اوس مال میں سے جو پہلے شخص کو واسطے حج کے دیا تھا کچھ باقی ہے حج کرایا جاویگا اور جو کچھ باقی نہیں رہا باطل ہوگی وصیت اوسکی اور ہدی چاہے اونٹ کی ہو اور چاہے بکری ہو یا گائے کی اور ادنی درجہ یہ ہے کہ بکری ہو **ف** اور ہدی میں ہے کہ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے لیکن پایا نہیں گیا روایت کی شافعی نے عطا سے کہ انھوں نے ادنی درجہ دم کا حج میں بکری ہے اور ایسا ہی کہا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے مروی ہے یہ صحیح بخاری میں **ص** اور نہیں واجب ہے ایجانا اوسکا عرفات میں وقوف بعضو نے کہا ہے یہ مراد تعریف سے علام ہے مثل تقلید کے اور ہدی میں اونٹی قسم کا جانور جائز ہے جیسا دن نحر کے قربانی میں جائز ہوتا ہے اور جو اوس میں جائز نہیں اس میں بھی جائز نہیں **ف** مثلاً اونٹ اور گائے میں جو قربانی کے لیے ہو سات آدمیوں کا شریک ہونا درست ہے تو اوس میں بھی درست ہے اور اسیطرح نہایت ہلی جو قربانی کی جگہ تک جاسکے یا اندھی یا لنگڑی یا کان کٹی ہوئی ہو ایسی ہدی درست نہیں اور ذکر اسکا خاتمے میں کچھ تھوڑا سا آویگا **ص** اور جائز ہے بکری ہر جنس میں مگر جب طواف زیارت جنابت کی حالت میں کر لیا یا وطی کی بعد وقوف کے تو ان دونوں صورتوں میں بدنہ یعنی اونٹ یا گائے کی قربانی لازم ہوگی اور جو ہدی نفل ہو اوس میں سے کھا سکتا ہے اور تمتع اور قران کی بھی ہدی سے کھاوے اور سوا انکے اور کسی میں نہ کھائے **ف** حدیث جابر میں ہے کہ کھایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نفل ہدی اور تمتع اور قران کی ہدی سے اور سوا انکے میں مثلاً احصار کی ہدی یا جنایت کی ہدی میں سے نہ کھاوے اور منع کیا اوسکے کھانے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مروی ہے صحیح مسلم اور ابن ماجہ میں **ص** اور تمتع اور قران کی ہدی دن نحر کے ذبح کرے اور باقی جس روز چاہے ذبح کرے اور ذبح کی جگہ حرم ہے **ف** فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سارا عرفہ موقف ہے اور سارا منی قربانی کی جگہ ہے اور جتنے کوچے مکے کے ہیں سب قربانی کی جگہ ہیں روایت کیا اوسکو ابو داود اور ابن ماجہ نے حدیث جابر سے **ص** اور صدقہ دینا قربانی میں سے حرم کے فقیروں کو اور جس کو چاہے فقیروں میں سے درست ہے اور صدقہ میں دیوے اوسکی جھول اور نکیل اور نہ دیوے قصاب کی اجرت میں اوسکو اور نہ سوار ہو ہدی پر مگر واسطے ضرورت کے اور نہ نکالے اوسکا دودھ اور موقوف کرے دودھ کو اس طرح پر کہ پستان کو اوسکے سرد پانی سے دھووے **ف** اور یہ جب ہے کہ ذبح اوسکا قریب ہووے اور لیکن جب ذبح اوسکا قریب نہ ہووے تو اوسکا دودھ نکال کے صدقہ دیوے تاکہ ہدی کو ضرر نہ ہووے اور روایت کی جماعت نے سوا ترمذی کے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ حکم کیا مجکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تقسیم کرو قربانیوں کی کھالوں کو اور اونکی جھولوں کو اور حکم کیا مجکو کہ نہ دوں اوسمیں سے اجر قصاب کا اور فرمایا کہ ہم اوسکو اپنے پاس سے دینگے اور ایک روایت میں ہے کہ صدقہ دو اوسکی کھالوں اور جھولوں کا اور نہ سوار ہو ناوقتیکہ ضرورت ہے اوسپر درست ہے صحیحین میں مروی ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

ف اس سے معلوم ہوا کہ نہیں جائز حج کرنا دونوں کی طرف سے ایک شخص کو اور نہ دونوں کا حج ادا ہوتا ہے ایک حج سے اور نہ دونوں کا مال دینا پڑتا ہے ایک کا مال دینا **ف** اس سے معلوم ہوا کہ نفل حج کا واسطے حج نفل کے جائز ہے **ف** اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی نے حج کرنے کا حکم کیا اور اوس نے حج کیا اور اوس کا مال دینا پڑا تو اوس کا مال دینا پڑیگا اوس کو جس نے حکم کیا تھا **ف** اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی نے حج کرنے کا حکم کیا اور اوس نے حج کیا اور اوس کا مال دینا پڑا تو اوس کا مال دینا پڑیگا اوس کو جس نے حکم کیا تھا **ف** اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی نے حج کرنے کا حکم کیا اور اوس نے حج کیا اور اوس کا مال دینا پڑا تو اوس کا مال دینا پڑیگا اوس کو جس نے حکم کیا تھا

دیکھا ایک شخص کو کہ ہانکتا ہی ہدی کو سو فرمایا آپنے سوار ہو جا اوسپر سو کہا اوسنے کہ یہ بدنہ ہی فرمایا کہ سوار ہو اوسپر سو دیکھا مینے اوسکو کہ سوار تھا اوسپر **ص** اور جس نے ہانکا ہدی کو اور وہ ہلاک ہو جاوے تو اگر نفل ہی تو اوسپر دوسری ہدی لینا ضرور نہین اور اگر واجب ہی تو اوسکی جگہ پر دوسری مقرر کرے اور اگر اوسمین نہایت عیب ہی مثلاً تہائی حصے سے زیادہ اوسکی دم یا کان یا آنکھ جاتی رہی تو اوسکو بھی بدلے اور عیب والی ہدی مالک کی ہی جو چاہے اوسکو کرے اور اگر مرنے لگے ہدی راستے مین اور وہ نفل تھی تو نحر کرے اوسکو اور نعل کو جو اوسکے گلے مین ہی اوسکے خون مین رنگ دیوے اور اوسکو لیکے اوسکے کوہان پر مار دیوے تاکہ اوسمین سے فقیر کھاوے اور غنی نہ کھاوے **ف** اور ایسا ہی حکم کیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناجیہ اسلمی کو **ص** اور اگر وقوف کیا لوگون نے اور گواہی دی ایک قوم نے کہ یہ دن نحر کا تھا اور عرفے کا دن گذر گیا تو نہین قبول کیجاویگی شہادت اونکی اور اگر قبل وقت وقوف کے گواہی دی کہ آج کا دن ترویہ کا تھا اور کل عرفہ ہی تو قبول کیجاویگی شہادت اونکی اور اگر رمی کی جمرۂ وسطی اور تیسرے جمرے کی اور نہ رمی کی جمرۂ اولی کی تو اگر رمی کرے پھر سکی تو اچھا ہی اور اگر فقط جمرۂ اولی کی رمی کی قضا کی تو جائز ہی اور اگر نذر کی کسی شخص نے کہ حج پیدل کرونگا تو پیدل کرے طواف زیارت تک اور بعد طواف زیارت کے جائز ہی اوسکو سوار ہونا اور اگر ایک لونڈی کو خریدا اور وہ محرم تھی اپنے مالک کے اذن سے تو جائز ہی خریدنے والے کو کہ حلال کرے اوسکو اس طرح پر کہ بال اوسکے کاٹے یا ناخون کترے پھر جماع کرے اوسسے اور یہ اولی ہی اوس سے کہ حلال کرے اوسکو ساتھ جماع کے اور اگر جماع سے حلال کیا اوسکو درست ہی اور جو بلا اذن مالک کے اوسنے احرام باندھا ہی تو اوسکا کچھ اعتبار نہین فخدا کا شکر ہی کہ کتاب الحج بھی تمام ہوئی خدائے تعالی اسکو اپنے فضل سے قبول فرماوے آمین یارب العالمین

خاتمہ فوائد متفرقہ کے بیان مین

فائدہ پہلا اوپر گذرا کہ عمرہ سنت ہی ہمارے نزدیک اور امام شافعی کے نزدیک فرض ہی اور بعضون کے نزدیک فرض کفایہ ہی دلیل امام شافعی کی یہ ہی کہ روایت کی حاکم نے مستدرک مین اور دارقطنی نے زید بن ثابت سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلْحَجُّ وَالْعُمْرَةُ فَرِيضَتَانِ لَا يَضُرُّكَ بِأَيِّهِمَا بَدَأْتَ قَالَ الْحَاكِمُ الصَّحِيحُ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ لَا مِنْ قَوْلِهِ یعنی حج اور عمرہ دونون فرض ہین تو نہین ضرر کرتا ہی تجکو جس سے چاہے شروع کر کہا حاکم نے صحیح یہ ہی کہ یہ قول زید بن ثابت کا ہی نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علاوہ اسکے مین کہتا ہون کہ اسناد مین اوسکی اسمعیل بن مسلم مکی ہی ضعیف کیا اوسکو محدثین نے کہا بخاری نے منکر الحدیث وَقَالَ حَذَفْنَاهُ یعنی پھینک دیتے ہین ہم حدیث اوسکی اور روایت کیا اس حدیث کو بیہقی نے ہشام بن حسان سے انھون نے محمد بن سیرین سے موقوفا اور یہی صحیح ہی اور نکالا دارقطنی نے عمر بن الخطاب سے اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا الْإِسْلَامُ قَالَ اَنْ تَشْهَدَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ وَاَنْ تُقِيمَ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِيَ الزَّكٰوةَ وَاَنْ تَحُجَّ وَتَعْتَمِرَ یعنی پوچھا ایک شخص نے کہ اے رسول اللہ کیا ہی اسلام فرمایا یہ کہ گواہی دے تو کہ نہین ہی کوئی معبود سوا اللہ کے اور محمد رسول اللہ کے ہین اور قائم کرے تو نماز کو اور دیوے زکوۃ کو اور حج کرے اور عمرہ کرے تو کہا دارقطنی نے اسناد اوسکی صحیح ہی اور روایت کیا اوسکو حاکم نے کتاب المخرج علی صحیح مسلم مین کہا صاحب تنقیح نے یہ حدیث صحیحین مین ہی اور اوسمین ذکر عمرے کا نہین اور یہ زیادت شاذ ہی اور اس باب مین دو حدیثین ہین لیکن سب ضعیف ہین اور نکالا حاکم نے ابن عمر سے کہ نہین ہی کوئی شخص اللہ کی مخلوق سے مگر لازم ہی اوسپر حج اور عمرہ اور دونون واجب ہین جو شخص طاقت رکھے وہان جانے کی اور تعلیق کی اوسکی بخاری نے اور نکالا ابن عباس سے اَلْحَجُّ وَالْعُمْرَةُ فَرِيضَتَانِ عَلَى النَّاسِ كُلِّهِمْ اِلَّا اَهْلَ مَكَّةَ فَاِنَّ عُمْرَتَهُمْ طَوَافُهُمْ فَلْيَخْرُجُوا اِلَى التَّنْعِيمِ تُخَلِّدُ الْحَدِيثَ یعنی حج اور عمرہ دونون فرض ہین

ف اور فرق مین اوس شخص کے کہ ذبح کرے اوسکو کہ جسکے دین کا دشمن ہی اور اوس شخص کے کہ ذبح کرے اوسکو کہ جسکے دین کا دوست ہی یہ ہی کہ اوسکو کہ دشمن ہی ذبح کرے تو اوسکا گوشت کھاوے اور اوسکو کہ دوست ہی ذبح کرے تو اوسکا گوشت نہ کھاوے اور اوسکے چمڑے اور جھول سے فائدہ اوٹھاوے اور اوسکا صدقہ دینا اوس پر واجب ہی اور اوسکو بیچنا اوسکا درست نہین اور اوسکے بدلے مین کچھ دینا اوسکا درست نہین اور اوسکے بدلے مین کچھ دینا اوسکا درست نہین اور اوسکے بدلے مین کچھ دینا اوسکا درست نہین

اسمعیل بن مسلم مکی

فائدہ حجاج بن ارطاۃ

آخر حدیث تک اور کہا حاکم نے کہ یہ اوپر شرط مسلم کے ہی اور دلیل ہماری یہ ہی جو روایت کی ترمذی نے حجاج بن ارطاۃ سے انھون نے محمد بن منکدر سے انھون نے جابر سے کہ پوچھے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمرے سے کیا واجب ہی وہ فرمایا نہین مگر یہ کہ عمرہ کرنا افضل ہی کہا ترمذی نے حدیث حسن صحیح ہی ایسا ہی ہی ایک نسخے مین جامع ترمذی کے اور ایک نسخے مین ہی حدیث حسن غریب وہ جو ذکر کیا بعضون نے کہ اسناد مین اسکی حجاج بن ارطاۃ ہی اور وہ ضعیف ہی تو جواب اوسکا یہ ہی کہ نہین ہی کم حدیث اوسکی درجہ حسن سے اور متفق ہوئین روایتین ترمذی سے اس بات پر کہ حسن کہا انھون نے اس حدیث کو اور روایت کیا اوسکو ابن جریج سے انھون نے محمد بن منکدر سے انھون نے جابر بن عبداللہ سے اور روایت کیا اوسکو طبرانی نے معجم صغیر مین اور دارقطنی نے اور طریقے سے اور اسناد مین اوسکی یحیی بن ایوب ہی اور ضعیف کیا اوسکو

فائدہ یحیی بن ایوب

اور روایت کی عبدالباقی بن قانع نے ابو ہریرہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حج جہاد ہی اور عمرہ نفل ہی اور یہ بھی حجت ہی اور کہا

فائدہ حجاج بن ارطاۃ

ابن حزم نے کہ یہ مرسل ہی روایت کیا اسکو معاویہ بن اسحق نے ہامان حنفی سے انھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور جواب اوسکا یہ ہی کہ ابن قانع نے رفع کیا اوسکو اور وہ بڑے حافظین حدیث مین سے ہی اور باقی اسناد مین سب راوی ثقہ ہین باوجود اس بات کے کہ مرسل ہمارے

فائدہ عبداللہ بن قانع

نزدیک حجت ہی اور ضعف کرنا ہامان کا صحیح نہین ہی کیونکہ توثیق کی اوسکی ابن معین نے اور روایت کیا اوسے جماعت مشاہیر نے اور مرفوعی ہی حدیث عبداللہ بن عباس سے اور اسناد مین اوسکی مجاہیل ہین اور روایت کی ابن ماجہ نے طلحہ بن عبیداللہ سے کہ انھون نے سنا آنحضرت صلی اللہ

فائدہ عمرو بن قیس

علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے حج جہاد ہی اور عمرہ نفل ہی اور اسناد مین اوسکی عمرو بن قیس ہی کہا صاحب امام نے کلام کیا گیا ہی اوسمین اور بہرحال حدیث اوسکی درجہ حسن سے کم نہین اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے حدیث ابواسامہ سے انھون نے سعید بن ابی عروبہ سے انھون نے ابو معشر سے انھون نے ابراہیم نخعی سے کہ کہا عبداللہ بن مسعود نے کہ حج فرض ہی اور عمرہ نفل ہی اور کافی ہین عبداللہ تقلید کے واسطے اور کلام اونکا حجت ہی

فائدہ دوسرا ضحیے کے بیان مین

درست ہی چھ مہینے کا دنبہ قربانی کرنا اور اس سے کم کا درست نہین اور اونٹ پانچ برس سے کم کا درست نہین اور گائے دو برس یا زیادہ کی اور اس سے کم کی درست نہین اور بکری جب ایک برس کی ہو یا زیادہ ہو تو درست ہی اور اس سے کم کی درست نہین اور اگر قربانی کا جانور منڈا ہووے یعنی بے سینگھ کا یا بدھیا ہووے تو قربانی کرنا درست ہی اور اگر اندھا ہووے یا بہت دبلا ہووے کہ اوسکی ہڈیون مین مغز نرہا ہووے یا لنگڑا ہووے اسقدر کہ قربانی کرنے کی جاے تک نہ جا سکے تو ان سب جانورون کو قربانی کرنا درست نہین اور جس جانور کا ایک ہاتھ یا ایک پانون کٹا ہووے یا اوسکا کان تیسرے حصے سے زیادہ کٹا ہووے یا اوسکی آنکھ تیسرے حصے سے زیادہ گئی ہووے یا اوسکا سرین تیسرے حصے سے زیادہ کٹا ہووے تو ان سب جانورون کو قربانی کرنا درست نہین اور باقی ذکر اسکا کتاب الاضحیہ مین ہی

فائدہ تیسرا مکے کی اور مسجد الحرام کی فضیلت کے بیان مین

روایت ہی ابن عباس سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے مکے کے کیا اچھا شہر ہی تو اور میرے نزدیک زیادہ محبوب ہی اور اگر تیری قوم نے نہ نکالا ہوتا مجکو تجسے البتہ مین نہ رہتا مگر تجھ مین اخراج کیا اوسکا ترمذی نے اور ایک حدیث مین ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک ٹیلے پر کھڑے ہوئے اور فرمایا واللہ انک لخیر ارض اللہ واحب ارض اللہ ولولا انی اخرجت منک ما خرجت یعنی تو بہتر ہی اللہ کی زمین بھر مین اور اگر مین نہ نکالا جاتا تجھ مین سے البتہ نہ نکلتا مین مروی ہی یہ حدیث سنن ترمذی اور ابن ماجہ مین

اور فرمایا آپنے دن فتح مکہ شریف کے اِنَّ هٰذَا الْبَلَدَ حَرَّمَهُ اللّٰهُ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَاِنَّهٗ لَمْ يَحِلَّ الْقِتَالُ فِيْهِ لِاَحَدٍ قَبْلِيْ وَلَمْ يَحِلَّ لِيْ اِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ فَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا يُعْضَدُ شَوْكُهٗ وَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهٗ وَلَا يَلْتَقِطُ لُقَطَتَهٗ اِلَّا مَنْ عَرَّفَهَا وَلَا يُخْتَلٰى خَلَاهَا فَقَالَ الْعَبَّاسُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِلَّا الْاِذْخَرَ فَاِنَّهٗ لِقَيْنِهِمْ وَلِبُيُوْتِهِمْ فَقَالَ اِلَّا الْاِذْخَرَ یعنی یہ شہر حرمت کی اوسکی اللہ تعالی نے جسدن سے پیدا کیا آسمان اور زمین کو تو یہ حرمت دیا گیا ہی اللہ کی حرمت سے دن قیامت تک اور نہین حلال ہوا اوس مین قتال کرنا کسیکو میرے پہلے سو امیر اور میرے واسطے ہی ایک گھڑی بھر دن مین درست ہوا تو وہ حرمت دیا گیا ہی اللہ کی حرمت سے دن قیامت تک نہ توڑے کانٹا اوسکا اور نہ بھگاوے وہان کے صید کو اور نہ لے وہان کی پڑی چیز کو مگر وہ شخص جو اوسکو پہچنوائے اور نہ لے وہان کی گھانس سو کہا حضرت عباس نے اے رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم مگر اذخر کو یعنی اذخر جو گھانس ہی وہان کی اوسکو لیا کرین کیونکہ وہ سلگاتے ہین اوسکو اور اپنے گھرونمین صرف کرتے ہین سو فرمایا آپنے مگر اذخر کو یعنی اوسکا لینا درست کیا روایت کیا اوسکا بخاری و مسلم نے اور روایت ہی عیاش بن ابی ربیعہ مخزومی سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ رہینگے اس امت کے لوگ ساتھ بہتری کے جب تک عظمت اور حرمت خانہ کعبہ کی کرینگے جو حق اوسکی تعظیم کا ہی تو جب ضایع کرینگے اس تعظیم کو ہلاک ہو جاوینگے اخراج کیا اوسکا ابن ماجہ نے اور نماز پڑھنا خانہ کعبہ مین نہایت ثواب ہی حدیث شریف مین ہی کہ کعبے مین ایک نماز برابر ہی لاکھ نماز کے اور مدینہ منورہ کی مسجد نبوی مین ایک نماز برابر ہی پچاس ہزار نماز کے واللہ اعلم

فائدہ چوتھا مدینہ شریف کی زیارت کے بیان مین

نزدیک ہمارے مشایخ کے زیارت قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی افضل مستحبات مین سے ہی اور بنا اسکے فارسی اور شرح مختار مین ہی کہ یہ قریب ہی واجب کے بہرحال زیارت کرنا قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مسلمان پر واجبات اور لوازمات مین سے ہی روایت کی دارقطنی اور بزار نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مَنْ زَارَ قَبْرِيْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِيْ جس نے زیارت کی میری قبر کی واجب ہوئی اوسکے لیے شفاعت میری اور روایت کی دارقطنی نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مَنْ حَجَّ وَزَارَ قَبْرِيْ بَعْدَ مَوْتِيْ كَانَ كَمَنْ زَارَنِيْ فِيْ حَيَاتِيْ یعنی جس نے حج کیا اور زیارت کی میری قبر کی بعد میری موت کے سو گویا کہ اوس نے زیارت کی میری زندگی مین یعنی جب کہ زیارت قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین یہ درجہ ہوا کہ گویا خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت حیات مین زیارت کی تو کون سا مسلمان ایسا ہوگا کہ اس درجے سے محروم اور خائب رہیگا اور آپ کی زیارت سے مشرف نہوگا اور حج اگر فرض ہو تو اولی یہ ہی کہ پہلے حج کرے اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کو جاوے اور اگر حج نفل ہی تو اختیار ہی سو جب نیت کرے زیارت قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تو آپ کی مسجد کی بھی زیارت کی نیت کرے اسواسطے کہ یہ مسجد اون مسجدون مین سے ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکے حق مین لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰى ثَلٰثَةِ مَسَاجِدَ مَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِيْ هٰذَا وَالْمَسْجِدِ الْاَقْصٰى یعنی نہ باندھے جاوین کجاوے مگر تین مسجدون کی طرف مسجد حرام اور میری مسجد اور مسجد اقصی یعنی مسجد بیت المقدس کی اور اس حدیث سے مطلب آپکا یہ ہی کہ مسجدون کی زیارت کیواسطے جانا اور سفر کرنا اوسکے لیے درست نہین مگر ان تین مسجدونکی طرف اور یہ جو معنی اس حدیث کے ہمنے بیان کیے یہی صحیح ہین اور دلالت کرتا ہی اوسپر کلام شیخ ابن الہمام کا بعد بیان کرنے اس حدیث کے وَالْاَوْلٰى عِنْدَ الْعَبْدِ الضَّعِيْفِ تَجْرِيْدُ النِّيَّةِ لِزِيَارَةِ قَبْرِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یعنی اولی نزدیک میرے یہ ہی کہ مجرد کرے نیت کو واسطے زیارت قبر رسول اللہ

۱۲ تا المنیہ

۱۲ آیت شریف زیارت قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی افضل مستحبات مین سے ہی اور بنا اسکے فارسی اور شرح مختار مین ہی کہ یہ قریب ہی واجب کے بہرحال زیارت کرنا قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مسلمان پر واجبات اور لوازمات مین سے ہی روایت کی دارقطنی اور بزار نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مَنْ زَارَ قَبْرِيْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِيْ جس نے زیارت کی میری قبر کی واجب ہوئی اوسکے لیے شفاعت میری اور روایت کی دارقطنی نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مَنْ حَجَّ وَزَارَ قَبْرِيْ بَعْدَ مَوْتِيْ كَانَ كَمَنْ زَارَنِيْ فِيْ حَيَاتِيْ یعنی جس نے حج کیا اور زیارت کی میری قبر کی بعد میری موت کے سو گویا کہ اوس نے زیارت کی میری زندگی مین یعنی جب کہ زیارت قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین یہ درجہ ہوا کہ گویا خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت حیات مین زیارت کی تو کون سا مسلمان ایسا ہوگا کہ اس درجے سے محروم اور خائب رہیگا اور آپ کی زیارت سے مشرف نہوگا اور حج اگر فرض ہو تو اولی یہ ہی کہ پہلے حج کرے اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کو جاوے اور اگر حج نفل ہی تو اختیار ہی سو جب نیت کرے زیارت قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تو آپ کی مسجد کی بھی زیارت کی نیت کرے اسواسطے کہ یہ مسجد اون مسجدون مین سے ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکے حق مین لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰى ثَلٰثَةِ مَسَاجِدَ مَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِيْ هٰذَا وَالْمَسْجِدِ الْاَقْصٰى یعنی نہ باندھے جاوین کجاوے مگر تین مسجدون کی طرف مسجد حرام اور میری مسجد اور مسجد اقصی یعنی مسجد بیت المقدس کی اور اس حدیث سے مطلب آپکا یہ ہی کہ مسجدون کی زیارت کیواسطے جانا اور سفر کرنا اوسکے لیے درست نہین مگر ان تین مسجدونکی طرف اور یہ جو معنی اس حدیث کے ہمنے بیان کیے یہی صحیح ہین اور دلالت کرتا ہی اوسپر کلام شیخ ابن الہمام کا بعد بیان کرنے اس حدیث کے وَالْاَوْلٰى عِنْدَ الْعَبْدِ الضَّعِيْفِ تَجْرِيْدُ النِّيَّةِ لِزِيَارَةِ قَبْرِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یعنی اولی نزدیک میرے یہ ہی کہ مجرد کرے نیت کو واسطے زیارت قبر رسول اللہ

۱۲ آیت شریف زیارت قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی افضل مستحبات مین سے ہی اور بنا اسکے فارسی اور شرح مختار مین ہی کہ یہ قریب ہی واجب کے بہرحال زیارت کرنا قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مسلمان پر واجبات اور لوازمات مین سے ہی روایت کی دارقطنی اور بزار نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مَنْ زَارَ قَبْرِيْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِيْ جس نے زیارت کی میری قبر کی واجب ہوئی اوسکے لیے شفاعت میری اور روایت کی دارقطنی نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مَنْ حَجَّ وَزَارَ قَبْرِيْ بَعْدَ مَوْتِيْ كَانَ كَمَنْ زَارَنِيْ فِيْ حَيَاتِيْ یعنی جس نے حج کیا اور زیارت کی میری قبر کی بعد میری موت کے سو گویا کہ اوس نے زیارت کی میری زندگی مین یعنی جب کہ زیارت قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین یہ درجہ ہوا کہ گویا خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت حیات مین زیارت کی تو کون سا مسلمان ایسا ہوگا کہ اس درجے سے محروم اور خائب رہیگا اور آپ کی زیارت سے مشرف نہوگا اور حج اگر فرض ہو تو اولی یہ ہی کہ پہلے حج کرے اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کو جاوے اور اگر حج نفل ہی تو اختیار ہی سو جب نیت کرے زیارت قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تو آپ کی مسجد کی بھی زیارت کی نیت کرے اسواسطے کہ یہ مسجد اون مسجدون مین سے ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکے حق مین لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰى ثَلٰثَةِ مَسَاجِدَ مَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِيْ هٰذَا وَالْمَسْجِدِ الْاَقْصٰى یعنی نہ باندھے جاوین کجاوے مگر تین مسجدون کی طرف مسجد حرام اور میری مسجد اور مسجد اقصی یعنی مسجد بیت المقدس کی اور اس حدیث سے مطلب آپکا یہ ہی کہ مسجدون کی زیارت کیواسطے جانا اور سفر کرنا اوسکے لیے درست نہین مگر ان تین مسجدونکی طرف اور یہ جو معنی اس حدیث کے ہمنے بیان کیے یہی صحیح ہین اور دلالت کرتا ہی اوسپر کلام شیخ ابن الہمام کا بعد بیان کرنے اس حدیث کے وَالْاَوْلٰى عِنْدَ الْعَبْدِ الضَّعِيْفِ تَجْرِيْدُ النِّيَّةِ لِزِيَارَةِ قَبْرِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یعنی اولی نزدیک میرے یہ ہی کہ مجرد کرے نیت کو واسطے زیارت قبر رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کہا گیا ہے کہ لِاَنَّ فِیْ ذٰلِکَ زِیَادَۃَ تَعْظِیْمِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یعنی اسمین زیادتی تعظیم کی ہے واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور جن لوگون نے یہ معنی اس حدیث کے لیے ہین کہ نہ سفر کیا جاوے کسی مقام کی زیارت کیواسطے مگر ان مسجدون کی طرف تو وہ معنی اس حدیث کے مستقیم نہین کیونکہ کلام شیخ ابن الہمام کا صریح منافی ہی اوسکے علاوہ اسکے امام احمد نے روایت کیا اس حدیث کو اور اوسمین ہی کہ نہ سفر کیا جاوے طرف کسی مسجد کے مگر ان تین مسجدون کی طرف اور وہ جو ضعف بیان کرتے ہین اس حدیث کا کہ اسناد مین اوسکی شہر بن حوشب ہی اور وہ راوی ضعیف ہی اور وہم کیا اوسنے اس روایت مین تو جواب اوسکا یہ ہی کہ جسوقت توثیق ثابت کر دیوین ہم شہر کی تو نسبت وہم کی اوسکی طرف غیر مقبول ہی اور کلام بلا دلیل ہی اور اصول حدیث مین ثابت ہی کہ زیادتی ثقہ ضابط کی مقبول ہی لیکن توثیق شہر بن حوشب کی سو معلوم کیا چاہیے کہ اوسنے ضعیف کیا اوسکو مگر ابن عون اور مسلم نے اور توثیق کی اوسکی احمد بن حنبل اور یحیی بن معین اور بہت لوگون نے قَالَ اَحْمَدُ مَا اَحْسَنَ حَدِیْثَہٗ وَوَثَّقَہٗ وَقَالَ اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ الْعِجْلِیُّ ھُوَ تَابِعِیٌّ ثِقَۃٌ وَقَالَ ابْنُ اَبِیْ خَیْثَمَۃَ عَنْ یَحْیَی ابْنِ مَعِیْنٍ ھُوَ ثِقَۃٌ وَلَمْ یَذْکُرِ ابْنُ اَبِیْ خَیْثَمَۃَ غَیْرَ ھٰذَا وَقَالَ اَبُوْ زُرْعَۃَ لَا بَأْسَ بِہٖ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ قَالَ مُحَمَّدٌ یَعْنِی الْبُخَارِیَّ شَھْرٌ حَسَنُ الْحَدِیْثِ وَقَوِیَ اَمْرُہٗ وَقَالَ اِنَّمَا تَکَلَّمَ فِیْہِ ابْنُ عَوْنٍ ثُمَّ رَوٰی عَنْ ھِلَالِ بْنِ اَبِیْ زَیْنَبَ عَنْ شَھْرٍ وَقَالَ یَعْقُوْبُ بْنُ شَیْبَۃَ شَھْرٌ ثِقَۃٌ اور کہا صالح بن محمد نے شہر کہ روایت کی اوس سے اہل کوفہ اور اہل بصرہ اور اہل شام نے اور نہین معلوم ہوا کذب اوسکا کسیطرح تو جاننا چاہیے کہ یہ کلام متقدمین کا ہی شہر بن حوشب مین اور متاخرین کا کلام سن لینا لازم ہی کہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین بل رُبَّمَا کَثِیْرُوْنَ مِنْ کِبَارِ اَئِمَّۃِ السَّلَفِ وَقَالَ اَیْضًا ھٰذَا الْکَلَامُ ھٰؤُلَاءِ الْاَئِمَّۃِ عَلَی الثَّنَاءِ عَلَیْہِ اور کہا حافظ بن حجر نے شَھْرٌ صَدُوْقٌ اور کہا شیخ ابن الہمام نے فتح القدیر حاشیہ ہدایہ مین وَالصَّحِیْحُ فِیْ شَھْرٍ التَّوْثِیْقُ وَوَثَّقَہٗ اَبُوْ زُرْعَۃَ وَاَحْمَدُ وَیَحْیٰی وَالْعِجْلِیُّ وَیَعْقُوْبُ بْنُ شَیْبَۃَ وَسِنَانُ بْنُ رَبِیْعَۃَ توجب شہر کو امام احمد اور یحیی بن معین اور احمد بن عبداللہ اور ابن ابی خثیمہ اور ابوزرعہ اور بخاری اور ترمذی اور یعقوب اور صالح بن محمد اور سنان بن ربیعہ اسقدر لوگ اجلہ علمای محدثین سے توثیق کرین تو پھر ضعف بیان کرنا اوسکا بسبب تضعیف مسلم اور ابن عون کے باوجودیکہ رجوع کیا ہو اون دونون نے اوسکی تضعیف سے اور نہ قبول کرنا اوسکی زیادت کو نہایت بے انصافی ہی اور وہ جو طعن کیا ہی لوگون نے کہ شہر نے ایک تھیلی بیت المال سے چرائی تو کہا نووی نے قَدْ حَمَلَہُ الْعُلَمَاءُ عَلٰی مَحْمَلٍ صَحِیْحٍ یعنی حمل کیا اوسکو علما نے محمل صحیح پر اور وہ جو طعن کرتے ہین کہ شہر نے سفر حج مین اپنے رفیق کی رسی چرائی غلط ہی اور کذب ہی کہا نووی نے غَیْرُ مَقْبُوْلٍ عِنْدَ الْمُحَقِّقِیْنَ یعنی یہ طعن غیر مقبول ہی نزدیک محققین کے اور بعد اوسکے جب علمای سلف سے توثیق اوسکی ثابت ہی اور شیخ ابن الہمام اور حافظ ابن حجر عسقلانی اور امام نووی قائل اوسکی صحت کے ہین تو زیادتی اوسکی اس حدیث مین بلاشبہہ مقبول ہی اور اگر تسلیم بھی کرین تو بھی جب تصریح حدیث ضعیف مین مروی ہو تو معنی اوسکے اوسکے موافق لیے جاتے ہین بہرحال ترجیح اسی مذہب کو ہی جسکو ہمنے ذکر کیا اور دوسرے یہ کہ کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسری حدیث مین ذکر کیا اوسکو شیخ ابن الہمام نے لَا تُعْمَلُ حَاجَۃٌ اِلَّا لِزِیَارَتِیْ صریح دال ہی اس بات پر کہ مراد حدیث مذکور مین سفر مساجد کا ہی اور جب جاوے واسطے زیارت کے تو کثرت سے بھیجے درود اور سلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر راہ مین اور جب مدینہ شریف کے قریب پونہچے غسل کرے قبل داخل ہونے کے مدینہ طیبہ مین اور چاہیے وضو کرے اور غسل افضل ہی اور اچھے کپڑے

اپنے پہنے اور نئے کپڑے پہننا افضل ہے اور وہ جو لوگ جب مدینے کے قریب پہنچتے ہیں تو سواری سے اتر کے پیدل مدینہ شریف میں جاتے ہیں کما شیخ ابن الہمام نے کہ یہ فعل اچھا ہے کہا انھوں نے وَكُلُّ مَا كَانَ اَدْخَلَ فِي الْاَدَبِ وَالْاِجْلَالِ كَانَ حَسَنًا یعنی جو فعل ادب کا ہووے تو وہ اچھا ہے اور جب مدینے میں داخل ہووے تو یہ دعا پڑھے بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَارْزُقْنِيْ مِنْ زِيَارَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَزَقْتَ اَوْلِيَاءَكَ وَاَهْلَ طَاعَتِكَ وَاغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ يَا خَيْرَ مَسْئُوْلٍ اور چاہیے کہ نہایت تواضع اور عاجزی اور خشوع اور خضوع سے پہلے اور نہ بازے دم بھر درود شریف اور دل میں خیال کرتا جاوے کہ یہ وہ شہر ہے جس میں ہمارے سردار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی ہے اور اسی جگہ قرآن اور وحی اور پیراوتری ہے اور یہ جگہ ہے ایمان اور احکام کی کما حضرت عائشہؓ نے کہ جتنے شہر ہیں سب فتح ہوئے ہیں تلوار سے مگر مدینہ کہ یہ فتح ہوا ہے رحم سے اللہ کے اور قرآن سے اور مستحب ہے کہ مدینہ شریف میں سوار ہو کے نہ چلے اسواسطے کہ فرمایا حضرت امام مالکؒ نے جب سنا یہ حدیث کہ ایک شخص نے کہ کیوں نہیں سوار ہوتے آپ مدینے میں کہا کہ میں شرم کرتا ہوں اللہ تعالیٰ سے کہ روندوں ایک چارپائے کے کھر سے اوس مٹی کو جس میں سوا اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور جب مسجد نبوی میں داخل ہووے بہتر یہ ہے کہ پہلے مسجد میں رکھے اور اندر جاوے اور کہے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ اور مسجد میں باب جبرئیل یا باب السلام سے داخل ہووے مگر باب جبرئیل سے جانا بہتر ہے اور یہ دعا بھی چاہے پڑھے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي الْيَوْمَ مِنْ اَوْجَهِ مَنْ تَوَجَّهَ اِلَيْكَ وَاَقْرَبِ مَنْ تَقَرَّبَ اِلَيْكَ وَاَنْجَحِ مَنْ دَعَاكَ وَابْتَغٰى مَرْضَاتِكَ پھر درمیان سبز اور قبر شریف کے اس طرح پر کہ ستون سبز کا داہنے کندھے کے برابر پڑے سامنے محراب کے دو گانہ تحیۃ المسجد کا ادا کرے اور یہ مقام موقف ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور داخل ہے روضۂ اطہر میں اور سجدہ شکر کا کرے کہ اس نعمت عظمیٰ کو پہنچا پھر آئے قبر شریف پاس اور منہ کرے قبر کی دیوار کی طرف اور بیٹھ کرے طرف قبلے کے اور وہ جو فقیہ ابواللیث سے مروی ہے کہ کھڑا ہووے منہ کر کے طرف قبلے کے صحیح نہیں ہے کیونکہ روایت کی ابو حنیفہؒ نے مسند میں ابن عمر سے کہ کہا انھوں نے سنت سے ہے یہ بات کہ آوے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس قبلے کی طرف ہو کے اور بیٹھ کرے اپنی قبلے کی طرف پھر کہے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ پھر کہے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَيْرَ خَلْقِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خِيَرَةَ اللّٰهِ مِنْ جَمِيْعِ خَلِيْقَتِهٖ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ وُلْدِ اٰدَمَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّكَ عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَشْهَدُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّكَ بَلَّغْتَ الرِّسَالَةَ وَاَدَّيْتَ الْاَمَانَةَ وَنَصَحْتَ لِاُمَّتِهٖ وَكَشَفْتَ اللَّهُمَّ فَجَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا جَزَاكَ اللّٰهُ عَنَّا اَفْضَلَ مَا جَازَى الْاَنْبِيَاءَ عَنْ اُمَّتِهِمُ اللّٰهُمَّ اَعْطِ سَيِّدَنَا مُحَمَّدًا عَبْدَكَ وَرَسُوْلَكَ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَالشَّرَفَ وَالدَّرَجَةَ الْعَالِيَةَ الرَّفِيْعَةَ وَابْعَثْهُ الْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ وَاَنْزِلْهُ الْمَنْزِلَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ سُبْحَانَكَ اِنَّكَ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ اور مانگے اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت کو بوسیلہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور اوس جگہ حسن خاتمہ اور مغفرت کو مانگے پھر مانگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شفاعت کو اور کہے يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَسْاَلُكَ الشَّفَاعَةَ وَاَتَوَسَّلُ بِكَ اِلَى اللّٰهِ فِيْ اَنْ اَمُوْتَ مُسْلِمًا عَلٰى مِلَّتِكَ وَسُنَّتِكَ اور جو دعائیں طلب رحمت

اور محبت کی ہون اونکو پڑھے اور دلمین خیال کرے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ موجود ہین اور میرے حاضر ہونے اور زیارت کو جانتے ہین اور میرے کلام کو سنتے ہین اور نہایت لحاظ اور آداب اور تمیز اور خضوع قلب سے یہ دعا پڑھے اور ابو فدیک رحمۃ اللہ علیہ روایت ہے کہ سنا مینے بعض اہل عسقلان سے کہتے تھے کہ پونچا ہمکو کہ جو شخص وقوف کرے نزدیک قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور پڑھے اس آیت کو اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ اور پھر کہے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَسَلَّمَ یَا مُحَمَّدُ سو بار تو ندا کریگا اوسکو ایک فرشتہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَا فُلَانُ یعنی رحمت بھیجی اللہ نے اوپر تیرے اے فلانے ذکر کیا اس حکایت کا شیخ ابن الہمام نے اور جس شخص نے اوسکو کہا ہو کہ میرا سلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پونچا دینا تو اوسکا سلام پونچا دے اور کہے اَلسَّلَامُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مِنْ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ اور فلان بن فلان کی جگہ اوسکا نام اور اوسکے باپ کا نام لیوے یا اس طرح پر کہے فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ یُسَلِّمُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اور حضرت عمر بن عبد العزیزؒ وصیت کرتے تھے لوگون کو کہ میرا سلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہونچا دینا اور قاصد بھیجتے تھے اسی واسطے شام سے مدینہ شریف کو اور جسکو فرصت نہو سکے ان سب باتون کی تو بقدر طاقت کے بجا لاوے پھر ایک ہاتھ داہنی طرف ہٹ کر سامنے روے شریف حضرت ابو بکر صدیق رضؓ کے ہو کر کہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خَلِیْفَۃَ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَثَانِیَہٗ فِی الْغَارِ اَبَا بَکْرٍ الصِّدِّیْقَ جَزَاکَ اللّٰہُ عَنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَیْرًا پھر اسی طرح ایک ہاتھ اور ہٹ کر حضرت عمر فاروق رضؓ کے سامنے ہو کر کہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ عُمَرَ الْفَارُوْقَ الَّذِیْ اَعَزَّ اللّٰہُ بِہِ الْاِسْلَامَ جَزَاکَ اللّٰہُ عَنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ خَیْرًا پھر منبر اور قبر شریف کے درمیان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سر ہانے آکر دعا مانگے اور شفاعت طلب کرے اپنے اور اپنے والدین کیواسطے اور جس نے درخواست کی ہو اور اپنے دوست کے لیے اور تمام مسلمانون کے لیے دعا خیر کرے اور بعد ختم دعا کے آمین کہے اور درود اور سلام بھیجے اور بعضون نے کہا ہے کہ پھر سرہانے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے آنا صحابہ سے منقول نہین روایت کی ابو داود نے کہ گئے قاسم حضرت عائشہ رضؓ پاس اور کہا اے ماں کھولو میرے لیے قبر منور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور حضرت ابو بکر رضؓ اور عمر رضؓ کی سو کھولیں انھون نے میرے لیے تینون قبرین سو دیکھا مینے کہ وہ قبرین نہ بلند ہین اور نہ زمین سے ملی ہوئی ہین آخر حدیث تک اور حاکم نے روایت کیا اوسکو اور زیادہ کیا کہ دیکھا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آگے اور حضرت ابو بکر رضؓ کو کہ سر اوکا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھون کے درمیان تھا اور حضرت عمر رضؓ کا برابر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیرون کے تھا اور صحیح کیا اوسکو حاکم نے اور جب فارغ ہو زیارت سے تو آوے روضے مین اور بہت بھیجے درود اور سلام اور نماز پڑھے نفل اگر وقت مکروہ نہو اور حدیث صحیح مین آیا ہے مَا بَیْنَ بَیْتِیْ وَمِنْبَرِیْ رَوْضَۃٌ مِّنْ رِّیَاضِ الْجَنَّۃِ درمیان گھر اور منبر میرے کے ایک باغیچہ ہے باغون جنت سے اور ایک روایت مین ہے مَا بَیْنَ قَبْرِیْ وَمِنْبَرِیْ یعنی درمیان قبر میری اور منبر میرے کے اور کھڑا ہو نزدیک منبر کے اور دعا کرے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مِنْبَرِیْ عَلٰی تُرْعَۃٍ مِّنْ تُرَعِ الْجَنَّۃِ منبر میرا ایک سیڑھی پر ہے سیڑھیون جنت سے پھر مقام ستون حنانہ کے پاس جا کر بھی ایسا ہی کرے اور مستحب ہے کہ روز بعد زیارت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بقیع مین جاوے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی وہان تشریف لیجاتے تھے اور اوس جگہ ہزارون صحابہ اور تابعین اور اولیاے کبار مدفون ہین کہ نام اونکے بالتفصیل ہر ایک کے معلوم نہین اور جب بقیع کے پاس جاوے کہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ اَنْتُمْ لَنَا سَابِقُوْنَ وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاَھْلِ بَقِیْعِ الْغَرْقَدِ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلَھُمْ

اور زیارت کرے مشہور قبروں کی مانند قبر حضرت عثمان رضؓ کے اور قبر حضرت عباسؓ کے اور ایک قبہ اہل بیت کا ہے کہ امام حسنؓ اور امام زین العابدینؒ اور امام محمد باقرؒ اور امام جعفر صادقؒ اور حضرت فاطمہؓ صحیح روایت میں اوس میں مدفون ہیں اور ایک قبہ ہے حضرت ابراہیم کا جو بیٹے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور وہ پہلو میں حضرت عثمان بن مظعونؓ کے مدفون ہیں اور عبدالرحمن ابن عوف اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی بھی وہیں قبریں ہیں اسی طرح جتنے مقبرے ہیں اور جو مقامات متبرکہ اور مساجد کہ نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونمیں مثل مسجد قبا وغیرہ کے جہاں تک ہوسکے انکی زیارت کرے اور جب وہاں سے رجوع کا قصد کرے تو مستحب ہے اوسکے واسطے کہ مسجد سے رخصت ہووے اور درود اور سلام پڑھے اور آئے قبر شریف پاس اور سلام بھیجے اور دعا مانگے اپنے والدین اور اقربا اور دوستوں کے واسطے اور سوال کرے اللہ سے کہ پھر گھر اپنے پونہچاوے سلامتی اور صحت اور تندرستی سے ساتھ حفظ بلیات دنیوی اخروی کے اور یہ دعا مانگے اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْ ھٰذَا اٰخِرَ الْعَھْدِ بِنَبِیِّكَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمَسْجِدِہٖ وَحَرَمِہٖ وَیَسِّرْ لِیَ الْعَوْدَ اِلَیْہِ وَالْوُقُوْفَ بَیْنَ یَدَیْہِ وَارْزُقْنِیْ فِی الْعَفْوِ وَالْعَافِیَۃِ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَرُدَّنَا اِلٰی اَھْلِنَا سَالِمِیْنَ غَانِمِیْنَ اٰمِیْنَ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ اور وقت رخصت کے نہایت مبالغہ کرے گریہ وزاری اور آنسو بہانے میں کہ یہ علامت مقبولیت دعا کی ہے اور پھرے حسرت کرتا ہوا روتا ہوا اور پھر آنے کی دعا کرتا ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی پر نہایت غم کرتا ہوا سیدھا پھرے یا اولٹے پانوں اور تعظیم اسمیں ہے کہ اولٹے پانوں پھرے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جو لوگ پاس اور قریب رہتے ہوں اونکو کچھ نذر کرے اور دعا صحت اور عافیت اور مغفرت گناہوں کی ہر حال پر کرتا رہے اور مستحب ہے کہ مدینے سے چھوارے اور خاک شفا اور پانی اون کنوؤں کا جن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی پیا ہے اور تبرکات مثل اسکے لیتا آوے اور اسیطرح مکے سے پانی زمزم کا وغیرہ بطور تبرک ساتھ لیوے اور جب اپنے گھر میں آئے کہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ لَہُ الْمُلْكُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اٰئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ سَاجِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ صَدَقَ اللّٰہُ وَعْدَہٗ وَنَصَرَ عَبْدَہٗ وَھَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَہٗ وَاَعَزَّ جُنْدَہٗ فَلَا شَیْءَ بَعْدَہٗ اور پھر پڑھی محمد و درود شریف اور زیادہ تر سابق سے امور خیر میں مصروف رہے کہ یہ علامت ہے حج مبرور کی فقط اَللّٰھُمَّ وَفِّقْ لَنَا الْحَجَّ وَالْعُمْرَۃَ وَیَسِّرْھُمَا لِیْ وَزِیَارَۃَ قَبْرِ سَیِّدِنَا وَنَبِیِّنَا وَمَوْلٰنَا خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ سِرَاجِ السَّالِكِیْنَ قُدْوَۃِ الْعَابِدِیْنَ مَوْلَی الْعَالَمِیْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَاَحْفَادِہٖ وَعُلَمَاءِ اُمَّتِہٖ وَفُقَھَاءِ اُمَّتِہٖ وَشُھَدَاءِ اُمَّتِہٖ وَاَوْلِیَاءِ اُمَّتِہٖ وَعَلٰی جَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَسَلَّمْ تَسْلِیْمًا كَثِیْرًا كَثِیْرًا

تمت

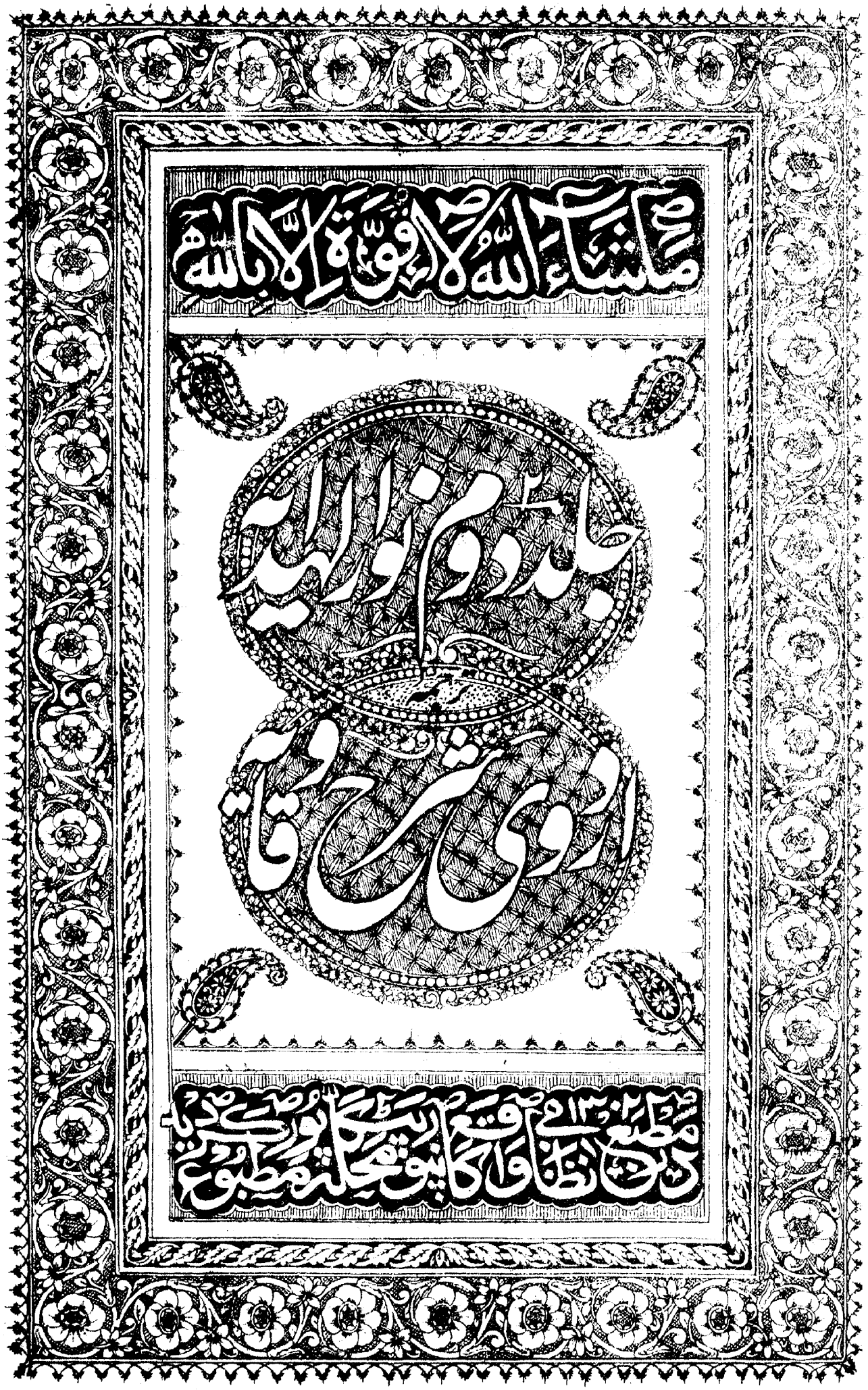
الحمد للہ والمنہ کہ یہ کتاب ہدایت نصاب بارسوم بعد اصلاح عبارات و درستی اغلاط و تصحیح مسائل متن و شرح بر طبق اصل نسخہ عربیہ و تحشیہ حواشی جدیدہ و اضافہ فوائد مفیدہ مطبع نظامی کانپور میں بماہ ربیع الاول ۱۳۰۳ھ بصحت تمام چھاپی گئی فقط

وجہ معرو دستخط کی خاتمے پر

واسطے سند اس بات کے کہ یہ کتاب چھپی ہوئی مطبع نظامی واقع کانپور کی ہے معرو دستخط مہتمم مطبع کے ثبت کیے گئے

محمد روشن خاں حنفی عفی عنہ

محمد عبدالرحمن خاں


ما شاء الله لا قوة إلا بالله
جلد دوم از ذیل
اردوی شرح واقعات
در مطبع نظامی واقع کانپور محله نولکشور طبع یافت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صدر کتاب النکاح

نکاح ایک عقد ہی کہ بنایا گیا[۱] ہی واسطے حلال ہونے اوس نفع کے جو مرد کو عورت سے حاصل ہوتا ہی اور نکاح منعقد ہوتا ہی ایجاب وقبول سے کہ دونون ماضی کے صیغے[۲] سے ہون جیسے نکاح کردیا مینے[۳] اور نکاح کیا مینے یا ایک ماضی کے صیغے سے اور دوسرا مستقبل یعنی امر کے صیغے سے جیسے نکاح کردے میرا تو دوسرے نے کہا نکاح کردیا مینے اگرچہ وہ دونون اسکے معنی کو جانین اور اگر بیع مین کہا کہ بیچ میرے ہاتھ اس شی کو تو کہا دوسرے نے بیچا مینے تو جائز نہوگی یہان تک کہ پھر وہ تیری کو خریدا مینے

ف اور وجہ اسکی شرح عربی مین مذکور ہی ص اگر عورت سے کہا کہ تجھے فلانے کو جورو ہونے مین اپنے تئین بیچ یا سو کہا عورت نے کہ دیا پھر دوسرے سے کہا کہ قبول کیا تو نے اوسنے کہا کہ قبول کیا[۴] نکاح جائز ہوجاویگا اور اسیطرح بیع مین اگر بائع سے کہا بیچا تو نے سو کہا اوسنے بیچا پھر مشتری سے کہا خریدا تو نے اوسنے کہا خریدا صحیح ہوجاویگا اور اگر مرد عورت سے کہا کہ ہم جورو خاوند ہین گواہون کے سامنے تو نکاح جائز نہوگا اور نکاح صحیح ہوجاتا ہی ساتھ لفظ نکاح اور تزویج اور ہبہ اور تملیک اور صدقہ اور بیع اور شرا کے ف نکاح وتزویج کی صورت اوپر بیان ہوچکی اور ہبہ مین اسطرح پر کہین کہ ہبہ کیا مینے اپنے تئین یا موکلہ وغیرہما کو تجکو اور تملیک مین مالک کیا مینے تجکو اور صدقے مین صدقہ کیا مینے اپنے تئین تجھ اور بیع اور شرا مین بیچا مینے یا خریدا مینے تجکو خواہ یہ الفاظ جورو کی طرف سے ہون یا خاوند کی طرف سے یا دونون کی طرف سے ص نہ ساتھ لفظ اجارہ اور اعارہ اور وصیت کے

ف یعنی اگر کسی نے کہا کہ اجارہ دیا مینے تجکو یا عاریت دیا تو نکاح جائز نہوگا اور اسیطرح وصیت مین تو حاصل یہ ہی کہ جو الفاظ اوسیوقت چیز کے مالک کردینے کے لیے بنائے گئے ہین مثل بیع اور ہبہ وغیرہما کے اونسے درست ہوگا اور اجارہ اور اعارہ اور وصیت سے درست نہوگا کیونکہ اجارہ اور عاریت واسطے مالک کردینے کے نہین بنا بلکہ نفع کے مالک کردینے کے لیے اور وصیت اوسی وقت چیز کی ملکیت کے لیے نہین ہی بلکہ بعد موت کے مالک کردینے کو بنی ہی اور امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک

---

[۱] اس قید سے عقد بیع وہبہ خارج ہوگیا یعنے کہ انمین اگرچہ نفع شتری اور موہوبہ کو حلال ہوجاتا ہی لاکن وہ عقد موضوع نہین ہی اسواسطے بیع وغیرہ صحیح ہی اوس عقد مین کہ نفع حلال ہونا اوسکا مقصود ہو

[۲] یعنی جو لفظ ماضی کے صیغے سے ہون جیسے نکاح کردیا مینے

[۳] یعنی جو لفظ مستقبل کے صیغے سے ہون جیسے نکاح کرے

[۴] یعنی جو لفظ امر کے صیغے سے ہون جیسے نکاح کر

نکاح نہین جائز ہوتا مگر لفظ نکاح اور تزویج سے فقط اور بلفظ ہبہ نکاح صحیح ہونا خاص آنحضرت کے لیے تھا اور ہمارے نزدیک
یہ حکم عام ہی کذا فی الاصل **ص** اور شرط نکاح کے جائز ہونے کی یہ ہی کہ ہر ایک دوسرے کے کلام کو سنے اور دو مرد آزاد یا ایک مرد آزاد اور دو
عورتین آزاد حاضر ہوون **ف** کشف الغمہ مین ہی کہ حضرت عمرؓ جائز رکھتے تھے شہادت عورتون کی ساتھ ایک مرد کے نکاح مین اور نکاح
بغیر شہود یعنی گواہ ہونے جائز نہین کیونکہ روایت کی بیہقی نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لَا نِکَاحَ اِلَّا بِالشُّہُوْدِ یعنی
نہین ہی نکاح مگر گواہ ہونے سے اور غریب کہا اوسکو زیلعی نے اور فتح القدیر مین ہی کہ اخراج کیا اوسکا دارقطنی نے اور روایت کی ترمذی نے ابن عباسؓ سے
کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ زانیہ وہ عورتین ہین جو نکاح کر لیتی ہین اپنا بغیر گواہون کے اور کہا کہ صحیح وقف اوسکا ہی ابن عباسؓ
پر اور روایت کیا اوسکو عبدالرزاق نے موقوفاً اور اسی پر اتفاق کیا ہمارے علمانے اور یہی صحیح ہی نزدیک امام شافعیؒ کے اور امام مالکؒ
کے نزدیک اعلان نکاح مین شرط ہی اور شہادت شرط نہین اور یہ حدیث اونپر حجت ہی **ص** اور امام شافعیؒ کے نزدیک بغیر
شہادت دو مردون کے جائز نہوگا اور وہ گواہ بالغ ہون عاقل ہون **ف** اسواسطے کہ شہادت نابالغ اور مجنون کی معتبر نہین
ص مسلمان ہون **ف** اسواسطے کہ گواہی کافر کی مسلمان پر قبول نکی جاوے گی **ص** اور دونون نے معاً عاقدین کی لفظ کو
سنا ہو تو اگر ہر ایک نے متفرق سنا اطرح پر کہ پہلے ایک کے سامنے دونون نے الفاظ نکاح ادا کیے اور وہ چلا گیا اور پھر دوسرے کے
سامنے تو نکاح جائز نہوگا **ف** اسواسطے کہ نہین عقد کو جائز فرض کرین تو فساد لازم آتا ہی کیونکہ ایک کی گواہی مقبول نہین **ص**
اگرچہ وہ دونون فاسق ہون **ف** اور امام شافعیؒ کے نزدیک جبکہ وہ گواہ فاسق معلن ہون تو نکاح جائز نہوگا کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے نہین نکاح ہی بغیر ولی اور دو گواہ عادل کے روایت کیا اوسکو دارقطنی نے عایشہؓ سے اور اسناد مین اوسکی یزید بن سنان
اور باپ اوسکا ہی کہا دارقطنی نے دونون ضعیف ہین اور کہا نسائی نے متروک الحدیث ہی اور ضعیف کیا اوسکو احمد وغیرہ نے اور روایت کی
دارقطنی نے عایشہؓ سے کہ ضرور ہی نکاح مین چار چیزین ولی اور خاوند اور دو گواہ اور اوسکی اسناد مین نافع بن یسار ابو طیب مجہول ہی اور اس
باب مین مروی ہی عبداللہ بن مسعود اور ابن عمر اور جابر رضی اللہ عنہم سے اور اسناد سب روایتون کی واہی ہی **ص** یا اونپر حد قذف
یعنی تہمت زنا ہونے سے ۱۲ منہ
پڑی ہو **ف** یعنی کسی مسلمان کو تہمت زنا کی لگائی ہو اور وہ شرط متعینہ سے ثابت نہوا اور اونپر حد شرعی تہمت زنا کی لگی ہو اور اوسکا
بیان کتاب الحدود مین انشاء اللہ آویگا **ص** یا وہ اندھے ہون **ف** کیونکہ شرط نکاح مین عاقدین کے لفظ کو سننا ہی اور
یہ امر اندھون سے حاصل ہی **ص** یا وہ دونون بیٹے ہون عاقدین کے یا فقط خاوند کے یا فقط جورو کے **ف** اول صورت
کی مثال یہ ہی کہ زید نے زینب سے نکاح کیا اور بعد اسکے اوسکے دو یا تین بیٹے زینب سے پیدا ہوے اور پھر زید نے زینب کو
طلاق دیا پھر بعد گذرنے عدت کے ارادہ نکاح کا کیا تو اون بیٹون کی گواہی سے نکاح درست ہی اور دوسری صورت کی مثال
یہ ہی کہ زید نے زینب سے نکاح کا ارادہ کیا اور دوسری بیوی سے زید کے بیٹے تھے تو اب اونکی گواہی سے نکاح زینب کے
ساتھ درست ہی اور تیسری صورت کی مثال یہ ہی کہ زید نے زینب سے ارادہ نکاح کا کیا اور زینب کے پہلے خاوند سے بیٹے
تھے تو اب زینب کا نکاح ساتھ گواہی اوسکے بیٹون کے زید سے درست ہی **ص** لیکن جسکے بیٹے ہین اگر وہ دعوی کریگا
تو اوسکے واسطے شہادت اوسکے بیٹون کی مقبول نہوگی یعنی اگر خاوند کے بیٹون کے سامنے نکاح ہوا اور خاوند نے دعوی کیا
تو شہادت اوسکے بیٹون کی مقبول نہوگی اور عورت اگر دعوی کریگی تو شہادت خاوند کے بیٹون کی اوسکے واسطے مقبول ہو جاویگی

آور اگر بیوی کے بیٹون کے سامنے نکاح ہوا تو درصورت دعوی کرنے بیوی کے شہادت اونکی مقبول نہوگی اور درصورت دعوی کرنے انعقاد نکاح کے شہادت اونکی مقبول ہوگی **ف** تو اس جگہ چار صورتین ہوگئین **ص** اگر مسلمان نکاح کرے ایک بیحجے اور دو ذمیون کو گواہ کرے نکاح صحیح ہوجاویگا لیکن اگر مسلمان انکار کرے نکاح کا تو اون دو ذمیون کی گواہی سے نکاح ثابت نہوگا اسواسطے کہ گواہی کافر کی مسلمان پر مقبول نہین آور اگر مسلمان دعوی کرے نکاح کا تو گواہی اونکی مقبول ہوجاویگی اسواسطے کہ گواہی ذمی کی واسطے نفع مسلمان کے مقبول ہی **ف** اور اسواسطے کہ اس صورت مین گواہی ذمی کی اوپر ذمیہ کے ہوجاوے گی اور وہ مقبول ہی **ص** اگر کسی شخص نے دوسرے کو حکم کیا کہ میری دختر نابالغ کا کسی سے نکاح کردے سواونسے نکاح کیا اوس لڑکی کا ایک شخص کے سامنے تو اگر اوسکا باپ بھی حاضر ہی تو نکاح جائز ہوگا **ف** اسواسطے کہ اس صورت مین گویا باپ عاقد رہے گا اور وکیل اور وہ ایک شخص دونون ملکے گواہ ہوجاوین گے کذا فی الاصل **ص** اور اگر باپ حاضر نہین جائز نہوگا **ف** اسواسطے کہ اس صورت مین فقط وہ ایک ہی شخص گواہ رہے گا اور ایک شخص کی گواہی سے نکاح جائز نہین **ص** اسیطرح اگر باپ اپنی بالغہ لڑکی کا نکاح کرے ایک شخص کے سامنے اگر وہ لڑکی حاضر ہی تو نکاح جائز ہوجاوے گا **ف** کیونکہ اس صورت مین گویا وہ بالغہ عاقدہ ہوجاوے گی اور باپ اور وہ شخص ملکے گواہ ہوجاوین گے کذا فی الاصل اور امام شافعی کے نزدیک اس صورت مین نکاح درست نہوگا کیونکہ بالغہ کا بھی نکاح بغیر ولی کے اونکے نزدیک جائز نہین **ص** اور اگر وہ لڑکی حاضر نہین تو نکاح جائز نہوگا **ف** اسواسطے کہ اسصورت مین عاقد باپ ہوجاوے گا اور فقط وہ ایک شخص گواہ رہے گا اور ایک شخص کی شہادت سے نکاح جائز نہین

فصل بیان مین اون عورتونکے جنسے نکاح حرام ہی

اور اونکو محرمات کہتے ہین **ص** حرام ہی مرد پر اصل اوسکی **ف** یعنی مان اور دادی اور نانی اور پردادی اور پرنانی اسی طرح جہان تک سلسلہ جاوے کیونکہ فرمایا اللہ تعالے نے حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ یعنی حرام کی گئین تمھارے اوپر مائین تمھاری اور بیٹیان تمھاری اور پوتی بھی بیٹی ہی اور اسی طرح تو اسی یعنی بیٹی کی بیٹی اور نانی یعنی مان کی مان اور دادی بھی مان ہی اس واسطے کہ ام کہتے ہین لغت مین اصل کو اور نانی اور دادی بھی اصل ہین پوتے اور نواسے کی یا یہ کہ انکی حرمت پر اجماع ہوا ہی اور اجماع حجت قاطع ہی **ص** اور فرع اوسکی **ف** یعنی بیٹی اور پوتی اگرچہ چلی جاوین بے نہایت اور دلیل اسکی اوپر گذری **ص** اور حرام ہی مرد پر بہن اوسکی اور بھانجی اور بھتیجی اور پھوپھی اور خالہ **ف** اسواسطے کہ قرآن شریف مین انکی حرمت منصوص ہی فرمایا اللہ تعالی نے وَاَخَوٰتُكُمْ وَعَمّٰتُكُمْ وَخٰلٰتُكُمْ وَبَنٰتُ الْاَخِ وَبَنٰتُ الْاُخْتِ یعنی حرام ہین تمپر بہنین تمھاری اور پھوپھیان تمھاری اور خالائین تمھاری اور بھتیجیان اور بھانجیان **ص** اور اپنی بیوی کی بیٹی اگر اوس بیوی سے صحبت کی ہو **ف** اور اگر صحبت نہ کی ہو تو نکاح کرنا اوسکی بیٹی سے درست ہی کیونکہ فرمایا اللہ تعالے نے وَرَبَآئِبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ یعنی حرام ہین تمھارے اوپر ربائب تمھاری جو گودون مین ہین تمھاری اون عورتون سے

جن سے صحبت کی تمنے اور اگر نہین کی صحبت تمنے اوسنے تو نہین گناہ ہو تمپر اور ربائب جمع ربیبہ کی ہی ربیبہ کہتے ہین
اپنی عورت کی بیٹی کو جو غیر سے ہو روایت ہی عبداللہ بن عمرو بن العاص رض سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے کہ جو مرد نکاح کرے کسی عورت سے اور اوس سے صحبت کرے تو نہین حلال اوسکو نکاح کرنا اوسکی بیٹی سے
اور اگر نہین کی صحبت اوس سے تو چاہے نکاح کرے اوسکی بیٹی سے اور جو شخص کہ نکاح کرے کسی عورت سے تو
حرام ہی اوسپر ان اوس عورت کی برابر ہی کہ اوس عورت سے صحبت کی ہو یا نکی ہو روایت کیا اوسکو ترمذی
نے اور کہا کہ یہ حدیث صحیح نہین اسناد اوسکی اور ابن لہیعہ اور مثنی بن الصباح دونون ضعیف گنے جاتے ہین
حدیث مین اور اس باب مین مروی ہوا ابن عباس رض سے بھی اور اوسپر اتفاق ہی ائمہ اربعہ کا **ص** اور اپنی
بیوی کی مان برابر ہی کہ اوس سے صحبت کی ہو یا نکی ہو **ف** کیونکہ فرمایا اللہ تعالے نے وَاُمَّهَاتُ نِسَآئِكُمْ
یعنی حرام ہین تمہارے اوپر مائین تمہاری بیویون کی اور یہین قید صحبت کی نہین اور اوپر دلیل اسکی
حدیث بھی گذری **ص** اور اپنی اصل کی بیوی **ف** یعنی باپ دادا کی بیوی یا نانا کی بیوی جہان تک بلند ہو وین
کیونکہ فرمایا اللہ تعالی نے وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ یعنی نہ نکاح کرو اون عورتون سے کہ نکاح کیا اون سے
باپون تمہارے نے **ص** اور اپنی فرع کی بیوی **ف** یعنی بیٹے کی بیوی یا پوتے کی بیوی جہان تک نیچے اوترین
کیونکہ فرمایا اللہ تعالی نے وَحَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ اور حرام ہین تمپر بیویان تمہارے
بیٹون کی جو تمہارے نطفے سے ہین اور اس سے نکل گئین بیویان متبنی کی یعنی اوس شخص کی جسکو بیٹا بنا لیا
ہو اور اوسکو ہندی مین لے پالک کہتے ہین **ص** اور بھی حرام ہین یہ سب اگر رضاعی ہون **ف** کیونکہ فرمایا
اللہ تعالی نے وَاُمَّهَاتُكُمُ الّٰتِيْٓ اَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ یعنی حرام ہین تمہارے اوپر
مائین تمہاری جنھون نے دودھ پلایا تمکو اور بہنین تمہاری رضاعت سے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ یعنی حرام ہوتا ہی رضاع سے جو حرام ہوتا ہی نسب سے
روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے عائشہ رض سے اور ایک روایت مین مسلم کی ہی تحقیق کہ اللہ نے حرام کیا رضاعت سے
جو حرام کیا نسب سے اور تفصیل رضاع کی کتاب الرضاع مین آویگی ان شاء اللہ تعالی **ص** اور یہین بہت سی صورتین ہر ایک
مین نکلین گی مثلاً بہن کی بیٹی شامل ہی بہن نسبی کی رضاعی بیٹی کو اور رضاعی بہن کی نسبی بیٹی کو اور رضاعی بہن کی رضاعی
بیٹی کو **ف** اور اسیطرح اور اقسام مین مثلاً بھائی کی بیٹی شامل ہی بھائی نسبی کی رضاعی بیٹی کو اور بھائی رضاعی
کی نسبی بیٹی کو اور رضاعی بھائی کی رضاعی بیٹی کو وقس علی ہذا **ص** اور حرام ہی مرد پر فرع اوس عورت کی
جس سے زنا کی ہو یا چھوا ہو یعنی مس کیا ہو اوسکو شہوت سے یا اوسنے مرد کو مس کیا ہو شہوت سے یا مرد نے
اوسکی فرج داخل پر نظر کی ہو بہ شہوت اور اسیطرح حرام ہی اصل ان عورتون کی **ف** اور یہی مذہب ہی امام احمد کا
اور امام شافعی اور مالک کے نزدیک زنا سے حرمت ثابت نہوگی دلیل ہماری یہ ہی کہ کہا ایک مرد نے یا رسول اللہ
تحقیق کہ مینے زنا کی تھی ایک عورت سے جاہلیت مین کیا نکاح کرون مین اوسکی بیٹی سے سو فرمایا آپ نے مین نہین

تجویز کرتا اسکو آخر حدیث تک کہا شیخ ابن الہمام نے کہ یہ حدیث منقطع ہی اور یہی روایت کی ابن جریج سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس شخص مین جو نکاح کرے کسی عورت سے سوا اوسکو دیکھ لیوے اور اس سے زیادہ کچھ نہ کرے تو نہ نکاح کرے اوسکی بیٹی سے اور یہ بھی مرسل ہی منقطع ہی مگر مرسل ہمارے نزدیک حجت ہی جب اوسکے راوی ثقہ ہون اور امام شافعیؒ کی دلیل یہ ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اَلْحَرَامُ لَا یُفْسِدُ الْحَلَالَ یعنی حرام نہین فاسد کرتا حلال کو روایت کیا اوسکو دارقطنی نے عائشہؓ سے اور اوسکی اسناد مین عثمان بن عبد الرحمن وقاصی ہی کہا یحییٰ بن معین نے لَیْسَ بِشَیْءٍ کَانَ یَکْذِبُ یعنی کچھ نہین جھوٹ بولتا تھا اور ضعیف کیا اوسکو ابن المدینی نے اور ایسا ہی کہا بخاری اور نسائی اور رازی اور ابو داؤد نے اور کہا دارقطنی نے متروک ہی اور کہا ابن حبان نے روایت کرتا تھا ثقات سے موضوعات کو اور نہین جائز ہی احتجاج ساتھ اوسکے اور بھی روایت کیا اوسکو دارقطنی اور ابن ماجہ نے ابن عمرؓ سے اور اوسکی اسناد مین عبد اللہ بن عمر بھائی عبید اللہ کا ہی کہا ابن حبان نے فاحش ہوئی خطا اوسکی سو مستحق ہوا ترک کا اور بھی اوسکی اسناد مین اسحٰق بن محمد عروی ہی کہا یحییٰ نے کچھ نہین کذاب ہی اور کہا بخاری نے ترک کیا محدثین نے اوسکو **ص** مس بشہوت کے معنی یہ ہین کہ دل سے اوسکی اشتہا کرے اور اوس سے لذت پاوے تو عورتون مین یہی ہوگا اور مردون مین بعضون کے نزدیک یہ ہی کہ آلت منتشر ہو جاوے یا زیادتی انتشار ہووے یعنی سر عزیزہ سے اور یہ قول صحیح ہی **ف** اور یہی صحیح ہی کذا فی الہدایہ **ص** نو برس سے کم کی عورت مشتہات یعنی شہوت والی نہین ہوتی اور اسی پر فتوی ہی اور جاننا چاہیے کہ کبھی عورت نو برس کی یا زیادہ کی مشتہات ہوتی ہی اور کبھی نہین بھی ہوتی اور یہ اختلاف بسبب صغر و عظم جثہ کے ہی **ف** اور تفصیل اسکی انشاء اللہ تعالی فصل حد البلوغ مین آوے گی **ص** اور حرام ہی جمع کرنا درمیان دو بہنون کے اور درمیان اون دو عورتون کے کہ اگر اونمین سے ایک کو مرد فرض کرین تو دوسری عورت اوسکو درست نہو **ف** اسواسطے کہ اللہ تعالی نے فرمایا وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَیْنَ الْاُخْتَیْنِ یعنی حرام ہی تم پر جمع کرنا درمیان دو بہنون کے اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فیروز دیلمی سے اور اونکے نکاح مین دو بہنین تھین جب وہ اسلام لائے کہ اختیار کرے جسکو چاہے روایت کیا اوسکو ترمذی اور ابو داؤد نے اور ہدایے مین ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص ایمان لاتا ہی ساتھ اللہ کے اور پچھلے دن کے سو نہ جمع کرے نطفے اپنے کو رحم مین دو بہنون کے کہا زیلعی نے تخریج ہدایہ مین غریب ہی اس لفظ سے **ص** خواہ دونون نکاح مین ہون یا ایک کو طلاق دیوے اگرچہ بائن ہوا اور اوسکی عدت مین دوسری سے نکاح کرے **ف** اور عدت اور طلاق کا بیان آگے آوے گا **ص** اور بھی حرام ہی وطی کرنا دو بہنون کا جو اپنی لونڈیان ہون اور اسیطرح اگر ایک عورت سے نکاح کیا اور پھر دوسری لونڈی ایسی خریدی کہ اگر وہ مرد فرض کیجاوے تو اونکے درمیان مین نکاح جائز نہو تو اوس لونڈی سے وطی حرام ہی اور اگر ایک لونڈی سے وطی کی تو پھر دوسری ایسی عورت سے کہ اگر وہ مرد فرض کیجاوے تو نکاح اون دونون مین حرام ہو وطی خواہ نکاح سے ہو یا ملک یمین سے جائز نہین اور صرف نکاح جائز ہی تو اگر اوس عورت سے نکاح کر لیا تو اب کسی سے وطی نکرے جب تک کہ ایک کو اون مین سے اپنے اوپر حرام نکرے اسطرح پر کہ اوسکو اپنی ملک سے نکال دیوے کل کو یا بعض کو یا کسی دوسرے مرد سے اوسکا نکاح کر دیوے

ف اور اسیطرح ہی حکم شیخین اور صحیح ہی اور جمہور مین

ف اور اسی پر فتوی ہی

ف اور اسی طرح ہی حکم شیخین

ف اور اسی طرح ہی حکم شیخین

ف اور اسی طرح ہی حکم شیخین

ف یہ جو بیان کیا کہ وہ دو عورتین ایسی ہون کہ اونمین سے اگر ایک کو مرد فرض کرین تو دوسری سے اسکا نکاح حرام ہو مثال اوسکی یہ ہی کہ جیسے ایک شخص نے اول ایک عورت سے نکاح کیا اب اوس عورت کی پھوپھی یا خالہ یا بھتیجی یا بھانجی سے نکاح کرنا چاہے تو یہ نکاح جائز نہین کیونکہ اگر پھوپھی کو مرد فرض کرین تو پہلی عورت اسکی بھتیجی ہوئی اور بھتیجی سے نکاح حرام ہی اور اگر خالہ کو مرد فرض کرین تو وہ عورت اسکی بھانجی ہوئی اور بھانجی سے نکاح حرام ہی اور اگر بھتیجی کو مرد فرض کرین تو وہ عورت اسکی پھوپھی ہوئی اور پھوپھی سے نکاح حرام ہی اور اگر بھانجی کو مرد فرض کرین تو وہ عورت اسکی خالہ ہوئی اور خالہ سے نکاح حرام ہی **تو جس** عورت کو مرد فرض کرین تو نکاح پھوپھی یا خالہ یا بھتیجی یا بھانجی سے لازم آتا ہی اور نکاح ان سب سے حرام ہی اور حدیث مین آیا ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ جمع کیا جاوے گا درمیان عورت کے اور اوسکی پھوپھی کے اور نہ درمیان عورت کے اور اوسکی خالہ کے روایت کیا اوسکو بخاری و مسلم نے اور روایت کیا اوسکو ابوداؤد و ترمذی و دارمی نے اور اوسی مین ہی کہ نہ نکاح کیجاوے عورت اپنی پھوپھی پر اور نہ پھوپھی اپنی بھتیجی پر اور نہ عورت اپنی خالہ پر اور نہ خالہ بھانجی پر نہ نکاح کیجاوے بڑی یعنی خالہ اور پھوپھی چھوٹی پر یعنی بھانجی اور بھتیجی پر اور نہ چھوٹی بڑی پر اور خالہ اور پھوپھی کو بڑا اسواسطے ارشاد فرمایا کہ اکثر وہ سن مین بڑی ہوتی ہین اور بھتیجی اور بھانجی چھوٹی ہوتی ہین یا وہ مرتبے مین بڑی ہین اگر صحیح کیا اس حدیث کو ترمذی نے اور روایت کی بخاری نے جابر سے مانند اسکے اور اس باب مین روایت ہی ابن عباس سے اخراج کیا اوسکا احمد اور ابوداؤد اور ترمذی اور ابن حبان نے مگر وہ رکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جمع درمیان پھوپھی اور خالہ کے اور درمیان دو خالہ اور دو پھوپھی کے اور ابوسعید سے روایت کیا اوسکو ابن ماجہ نے اور علی سے روایت کیا اوسکو بزار نے اور ابن عمر سے روایت کیا اوسکو ابن حبان نے اور بہت سے صحابیون سے مروی ہی اس باب مین اور باعث اسکا یہی ہی کہ ان سب عورتون مین آپسمین علاقۂ رحم ہی اور یہ بسبب نکاح کے شاید منقطع ہوجاوے کیونکہ اکثر عورتون مین عداوت و حسد و عناد رہا کرتا ہی اور اوسی پر دلالت کرتا ہی قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اِذَا فَعَلْتُمْ ذٰلِكَ قَطَعْتُمْ اَرْحَامَكُمْ یعنی جسوقت یہ تمنے کیا سو قطع کیا تمنے اونکے رشتونکو روایت کیا اوسکو ابن حبان اور ابن عدی نے حدیث ابن عباس سے اور روایت کی ابوداؤد نے مراسیل مین عیسیٰ بن طلحہ سے کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ کہ نکاح کیجاوے عورت اپنے قرابت دار پر بسبب خوف قطع رحم کے

ص اگر نکاح کیا دو بہنون سے ساتھ دو عقدون کے اور بھول گیا کہ اول کس سے عقد کیا تھا تو درمیان خاوند اور اون دو بہنون کے جدائی کرائی جاویگی **ف** یعنی قاضی تفریق کرادیگا **ص** اور اون دونون کو آدھا مہر ملیگا **ف** اسواسطے کہ دوسرا نکاح تو باطل ہی غیر موجب مہر اور پہلا نکاح صحیح ہی اور تفریق قبل وطی و خلوت مین نصف مہر واجب ہوتا ہی اور معلوم نہین کہ کون اول ہی تو نصف اوس مہر کو دونون مین تقسیم کردینگے ایک ربع ایک کو اور ایک ربع دوسرے کو اور اگر ایک ہی عقد مین دونون کا نکاح کیا تو دونون کا نکاح باطل ہوا اور کچھ مہر واجب نہوگا اور درست ہی جمع کرنا درمیان عورت کے اور اوس کے خاوند کی دختر کے ساتھ درصورتیکہ وہ دختر اوس عورت سے نہو **ف** کیونکہ اگر اوس عورت سے ہوگی تو مرد کی ربیبہ ہوجاویگی اور ربیبہ سے نکاح حرام ہی اور دوسرے یہ کہ پھر جسکو ان دونون مین سے مرد فرض کرین گے اوسکو دوسری عورت حرام ہوگی

اسواسطے کہ اگر دختر کو مرد فرض کرین تو وہ عورت اوسکی مان ہی اور اگر عورت کو مرد فرض کرین تو وہ اوس کی بیٹی ہی **ص**
اسواسطے کہ اگر اوس دختر کو مرد فرض کرو تو تو نکاح اوسکا عورت سے حرام ہی کیونکہ وہ باپ کی بیوی ہی لیکن اگر اس عورت کو
مرد فرض کرین تو یہ دختر اوسپر حرام نہین اور جائز ہی نکاح کتابیہ سے **ف** یعنی یہودی اور نصرانی عورتون سے اسواسطے
کہ اللہ تعالی فرماتا ہی وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اور کچھ فرق نہین درمیان اس بات کے کہ لونڈی
ہو یا آزاد اور جن لوگون نے حنفیہ سے انکو مشرکین سمجھکے نکاح انسے حرام قرار دیا ہی وہ غافل ہین مسائل کتب فقہیہ سے کیونکہ حنفیون
کی کتابون مین تصریح ہی کہ گو کہ وہ نصاری اور یہود قائل ہین کہ حضرت عیسی اور حضرت عزیر اللہ کے بیٹے ہین لیکن پھر بھی وہ
مشرکین سے جدا ہین کیونکہ اللہ تعالی نے قرآن شریف مین جدا کیا اونکو مشرکین سے اور کفایہ مین ہی کہ حذیفہؓ نے نکاح کیا
ایک یہودیہ سے اور کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے بھی **ص** اور صابئیہ سے جب کسی نبی پر ایمان رکھتی ہو اور کسی کتاب کا
اقرار کرتی ہو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک جائز نہین اور بعضون نے کہا کہ یہ خلاف مبتنی ہی تفسیر صابئیہ پر تو
ابو حنیفہ کہتے ہین کہ صابئی اہل کتاب سے ہی اسواسطے نکاح جائز ہی اور صاحبین نے کہا کہ وہ ستارون کی پرستش کرتے ہین
اور اونکی کوئی کتاب نہین اسواسطے اونکے نزدیک نکاح جائز نہین ہی **ف** اور ایسے ہی اختلاف کیا صابئین کی تفسیر مین
اصحاب نے کہا عمرؓ اور ابن عباسؓ نے کہ وہ اہل کتاب مین سے ہین تو عمرؓ نے کہا کہ حلال ہی ذبیحہ اونکا اور کہا ابن عباسؓ نے
کہ نہین درست ہی نکاح اونسے اور کھانا اونکے ذبیحے کا اور کہا مجاہدؒ نے کہ وہ ایک قوم ہی طرف شام کے درمیان یہود اور
مجوس کے اہل کتاب سے اور کہا کلبی نے کہ وہ درمیان یہود اور نصاری کے ہین اور کہا قتادہؒ نے کہ وہ پڑھتے ہین زبور کو
اور عبادت کرتے ہین ملائکہ کی اور نماز پڑھتے ہین کعبے کیطرف اور ہر دین مین سے کچھ کچھ لے لیا ہی **ص** اور اگر ستارون کی
پرستش کرتی ہو اور اوسکی کوئی کتاب نہو تو اوس سے نکاح جائز نہین **ف** اسواسطے کہ وہ اوس صورت مین مانند مشرکین
کے ہی جیسے مجوس آتش پرست وغیرہ اور اونکی عورتون سے نکاح حرام ہی کیونکہ فرمایا اللہ تعالی نے وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ
حَتّٰى يُؤْمِنَّ اور نہ نکاح کرو مشرک عورتون سے یہان تک کہ ایمان لاوین اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سَنُّوْا
بِهِمْ سُنَّةَ اَهْلِ الْكِتٰبِ غَيْرَ نَاكِحِيْ نِسَآئِهِمْ وَلَا اٰكِلِيْ ذَبَائِحِهِمْ یعنی چلو تم اون سے یعنی مجوس سے طریقہ
اہل کتاب کا مگر یہ کہ نہ نکاح کرنے والے ہو اونکی عورتون سے اور نہ کھانے والے ہو اونکے ذبائح کو اور یہ حدیث ہدایہ مین ہی
کہا زیلعی نے تخریج مین اوسکی قلت غریب بھذا اللفظ یعنی اس لفظ سے غریب ہی لیکن روایت کی عبد الرزاق اور ابن
ابی شیبہ نے حسن بن محمد بن علی سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لکھا طرف مجوس ہجر کے پیش کرتے تھے اونپر اسلام کو
کہ جو اسلام لاوے قبول کیا جاوے اوس سے اور جو نہ اسلام لاوے اوسپر جزیہ باندھا جاوے نہ نکاح کرنے والے ہو
اونکی عورتون سے اور نہ کھانے والے ہو ذبیحے اون کے کہا ابن القطان نے کہ یہ حدیث مرسل ہی اور اوسکی اسناد مین
قیس بن مسلم بگڑ گیا حفظ اوسکا اور روایت کی ابن سعد نے طبقات مین عبد اللہ بن عمرو سے تحقیق کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے لکھا طرف مجوس ہجر کے عرض کرتے تھے اون پر اسلام کو تو اگر انکار کرین پیش کیا جاوے اونپر جزیہ اس طرح پر
کہ نہ نکاح کی جاوین عورتین اونکی اور نہ کھائے جاوین ذبیحے اون کے اور اوسکی اسناد مین واقدی ہی کلام کیا گیا ہی اور مین

اور موطا مین اتنا ہی مروی ہو مستوا بھو سنۃ اھل الکتاب انتہی حاصل ما قال الزیلعی ص اور درست ہو نکاح اوس شخص کا جو احرام باندھے ہو مرد ہو یا عورت ف اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نکاح کیا میمونہ سے اور آپ محرم تھے روایت کیا اوسکو بخاری و مسلم رحمۃ اللہ علیہما نے ابن عباسؓ سے اور امام شافعیؒ کے نزدیک جائز نہین کیونکہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لا ینکح المحرم ولا ینکح واخرجہ السنۃ الا البخاری یعنی نہ نکاح کرے محرم اور نہ نکاح کیا جاوے اخراج کیا اسکا صحاح ستہ والون نے سوا بخاری کے اور جواب یہ ہو کہ نکاح سے مراد اس جگہ وطی ہو اور وہ بالاجماع احرام مین ناجائز ہو جیسا کہ بیان اسکا کتاب الحج مین گذرا ص اور جائز ہو نکاح لونڈی سے مسلمان ہو یا کتابی ف اور امام شافعیؒ کے نزدیک نکاح لونڈی کتابیہ سے واسطے آزاد مرد کے جائز نہین کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا سورۂ نسا مین ومن لم یستطع منکم طولا ان ینکح المحصنت المؤمنت فمن ما ملکت ایمانکم من فتیاتکم المؤمنت تو اللہ نے مقید کیا لونڈیون کو ساتھ مومنات کے پس کافرہ سے جائز نہوگا اسلیے کہ تخصیص بالحکم موجب نفی حکم ماعدا کی ہوتی ہو اور ہم کہتے ہین کہ قید لگا دینا مومنات کی اس بات پر دلالت نہین کرتا تا کہ کافرہ کتابیہ سے نکاح جائز نہو ص اگرچہ قدرت رکھتا ہو آزاد سے نکاح کرنے پر یعنی اوسکے مہر اور نفقہ پر قادر ہو اور امام شافعیؒ کے نزدیک جب قدرت نہو حرہ کی تب نکاح لونڈی مسلمان سے جائز ہو ورنہ نہین ف اور دلیل انکی استدلال ہو اوسی آیت سے اور ہمارا وہی جواب ہو جو گذرا ص اور جائز ہو نکاح حرہ کا ف یعنی آزاد عورت سے ص باوصف اسکے کہ اوسکے نکاح مین لونڈی ہو ف کیونکہ روایت کی سعید بن منصور نے سنن مین ابن علیہ سے انھون نے سنا اوس شخص سے جسنے سنا حسن سے تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا یہ کہ نکاح کی جاوے لونڈی اوپر حرہ کے اور کہا کہ نکاح کیجاوے حرہ اوپر لونڈی کے اور روایت کیا اوسکو بیہقی اور طبری نے تفسیر مین ساتھ سند متصل کے حسن سے اور غریب کہا اوسکو روایت عامر احول سے انھون نے حسن سے اور معروف روایت ہی عمرو بن عبید کی حسن سے کہا حافظ نے یہی یعنی عمرو بن عبید متہم ہی روایت سعید بن منصور مین اور روایت کیا اوسکو عبد الرزاق نے حسن سے مرسل اور اسیطرح روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے اون سے اور مرسل ہمارے نزدیک حجت ہو اور امام شافعیؒ کے نزدیک بھی جب مؤید ہون اوسکے اقوال صحابہ اور اس جگہ مؤید ہوے روایت کی ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے حضرت علیؓ سے موقوفا تحقیق کہ لونڈی نہین لائق ہو کہ نکاح کیجاوے اوپر حرہ کے اور ایک روایت مین ہو لا تنکح الامۃ علی الحرۃ اور سند اوسکی حسن ہو اور ابن مسعود سے مانند اسکے اور روایت کی عبد الرزاق نے ابی الزبیر سے کہ انھون نے سنا جابرؓ سے کہ کہتے تھے لا تنکح الامۃ علی الحرۃ وتنکح الحرۃ علی الامۃ یعنی نہ نکاح کی جاوے لونڈی اوپر حرہ کے اور نکاح کی جاوے حرہ اوپر لونڈی کے اور روایت کی بیہقی نے مانند اسکے اور زیادہ کیا من وجد صداق حرۃ فلا ینکح امۃ ابدا یعنی جو شخص پاوے مہر کو حرہ کے تو نہ نکاح کرے لونڈی سے کبھی اور اسناد اوسکی صحیح ہو اور روایت کیا اوسکو عبد الرزاق نے بھی بغیر اس زیادتی کے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے سعید بن المسیبؒ سے کہا انھون نے نکاح کی جاوے حرہ اوپر لونڈی کے اور نہ نکاح کی جاوے لونڈی اوپر حرہ کے اور روایت کی دار قطنی نے حضرت عائشہؓ سے حدیث طویل مین مرفوعا وکذلک الحج

الحرۃ علی الامۃ ولا تزوج الامۃ علی الحرۃ یعنی نکاح کی جاوے حرہ اوپر لونڈی کے اور نہ نکاح کی جاوے لونڈی اوپر حرہ کے اور اسناد مین اوسکی مظاہر بن اسلم ضعیف ہی ص اور جائز ہی نکاح چار عورتون سے فقط آزاد ہون یا لونڈیان اور زیادہ سے درست نہین ف اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالے نے فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنی وثلث ورباع یعنی نکاح کرو جو خوش لگے تمکو عورتون سے دو اور تین اور چار اور یہی مذہب ہی ایمہ اربعہ اور جمہور مسلمین کا اور یہی ثابت ہی حدیث صحیح سے روایت ہی حضرت ابن عمرؓ سے کہ تحقیق غیلان بن سلمہ ثقفی اسلام لائے اور اون کی دس عورتین تھین جاہلیت مین سو وہ سب اسلام لائین اون کے ساتھ سو فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روک لے چار عورتون کو اور چھوڑ دے باقی کو روایت کیا اوسکو شافعیؒ اور احمدؒ اور ترمذیؒ اور ابن ماجہؒ نے اور روایت ہی نوفل بن معاویہ سے کہا اسلام لایا مین اور میرے پاس پانچ عورتین تھین سو پوچھا مینے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تو فرمایا آپنے چھوڑ دے ایک کو اور روک لے چار کو سو چھوڑ دیا مینے اون مین سے ایک عورت کو کہ بہت قدیم الصحبۃ تھی ساتھ میرے پانچ تھی ساٹھ برس کی روایت کیا اوسکو شافعیؒ نے اور بغوی نے شرح السنۃ مین ص اور غلام کو دو سے زیادہ درست نہین ف اور یہی مذہب ہی امام شافعیؒ اور احمدؒ کا اور کہا مالکؒ نے کہ وہ بھی نکاح کرے چار عورتون تک اور دلیل ہماری وہ ہی جو روایت کی ابن ابوشیبہ نے بتحقیق مین عمر رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا اونھون نے نکاح کرے غلام دو عورتون سے اور طلاق دے دو طلاق اور عدت کرے لونڈی دو حیض سے اور ایسی ہی روایت کی بغوی نے معالم مین کہا ابن الجوزی نے کہ حکم ہی کہ اجماع کیا اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ نہ نکاح کرے غلام زیادہ دو عورتون سے اور ان کیا اوسکا ابن ابی لیلیٰ نے ص اور جائز ہی نکاح اوس عورت سے جو حاملہ ہووے زنا سے ف اور اسی پر فتوی ہی اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک نکاح فاسد ہی اور یہ اختلاف اوسمین ہی کہ نکاح کرے اوس سے غیر زانی اور جو زانی خود نکاح کرے تو بالاتفاق صحیح ہی جیسا کہ ہدایہ مین ہی ص اور وطی نہ کرے اوس سے جب تک وہ وضع حمل نکرے ف اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ حنین مین نہین حلال ہی واسطے اوس مرد کے جو ایمان لاتا ہی اللہ پر اور پچھلے دن پر یہ کہ پلاوے پانی اپنا دوسرے کی کھیتی مین روایت کیا اسکو ابوداؤد اور ترمذی نے رویفع بن ثابت الانصاری سے ص اور جائز ہی نکاح اوس عورت سے کہ وطی کی ہو ایک شخص نے زنا سے اور اوس لونڈی سے کہ وطی کی ہو اوس سے مالک نے اوسکے اور دونون صورتون مین خاوند پر استبرا واجب نہین ف استبرا کہتے ہین طلب برءت رحم کو حمل سے اور اسکا بیان آگے آوے گا ص اگر دو عورتون سے نکاح کیا ساتھ ایک ہی عقد کے ف مثلاً کہا نکاح کیا مینے تم دونون سے اور اونھون نے کہا قبول کیا مینے ص اور ایک اون دو عورتون مین سے نکاح کرنے والے پر حرام ہی تو دوسری کا نکاح صحیح ہو جاوے گا اور نہین جائز ہی نکاح اپنی لونڈی سے اور نہ غلام کو اپنی مالکہ سے ف یعنی وہ عورت جو مالک ہی غلام کی اسواسطے کہ نکاح موضوع ہی واسطے مالک ہونے فوائد کے جو مشترک ہون درمیان زوج اور زوجہ کے اور اس صورت مین احد العاقدین مملوک ہی دوسرے کا اور مملوکیت منافی ہی مالکیت کی تو اب دونون مین مشترک نہون گے ص اور نہین جائز ہی نکاح مجوسیہ سے

اور جو عورت بتون کی پرستش کرتی ہو **ف** اور وجہ اسکی اوپر گذری **ص** اور نہ پانچوین عورت سے اگرچہ چوتھی عورت کی عدت مین ہو **ف** یعنی ایک شخص کی چار عورتین ہین اور اوس نے ایک کو اون مین سے طلاق دیا تو جب تک وہ عدت مین ہی نکاح پانچوین عورت سے جائز نہین **ص** اور یہ حکم واسطے آزاد مرد کے ہی اور غلام کے واسطے تیسری عورت جائز نہین دوسری عورت کی عدت مین اور نہین جائز ہی نکاح لونڈی سے باوصف ہونے خرہ کے نکاح مین **ف** اور دلیل اسکی اوپر گذری **ص** یا خرہ کی عدت مین **ف** صورت مسئلے کی یہ ہی کہ ایک شخص کے نکاح مین ایک آزاد عورت تھی اور اوسنے اوسکو طلاق دیا تو جب تک وہ عدت مین ہی نکاح لونڈی سے جائز نہین اور خرہ سے جائز ہی **ص** اور نہین جائز ہی نکاح اوس عورت عاملہ سے جو مقید ہو کے آئی ہی اور اوس عاملہ سے کہ اوسکا نسب ثابت ہی **ف** یعنی یہ معلوم ہی کہ فلانے شخص کا حمل ہی **ص** اگرچہ وہ عاملہ ام ولد ہو اپنے مالک کی اور اوسی سے عاملہ ہوئی ہو وے اور باطل ہی نکاح متعہ کا یعنی اسطرح پر کہ کہے کہ متعہ کرتا ہون مین تجھسے اتنی مدت پر اتنے مال پر **ف** اتفاق کیا ایمہ اربعہ اور علماے امصار نے حرام ہونے متعہ پر اور حجت اوسکی حرمت پر قول اللہ تعالی کا ہی وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ ۝ إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ ۝ فَمَنِ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ ۝ یعنی نجات پانی اون مسلمانون نے جو اپنی فرجون کے حافظ ہین مگر اپنی بیویون پر یا لونڈیون پر پس تحقیق کہ وہ نہین ملامت کیے گئے ہین سو جو شخص تلاش کرے سوا اسکے پس وہی لوگ ہین زیادتی کرنے والے اسواسطے کہ جس عورت سے متعہ کیا ہو اوسکو زوجہ نہین کہتے ہین اور اسی سبب سے جو لوگ قائلین متعہ ہین اون کے نزدیک بھی متوعہ اور مرد ہین وارث نہین برخلاف زوجہ کے روایت کی مسلم نے بروایت ربیع بن سبرہ بن معبد جہنی سے تحقیق کہ اون کے باپ سے حدیث بیان کی اوسنے کہ تھے وہ ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سو فرمایا آپ نے اے لوگو اذن دیا تھا مینے تمکو متعے کا عورتون سے اور اب اللہ نے حرام کیا اوسکو دن قیامت تک سو جس شخص کی اوسی عورت ہو تو چھوڑ دے اوسکو اور نہ لیوے اوسنے جو دیا ہو اونکو اور روایت کیا اوسکو مسلم نے دوسرے طریق سے اور بھی روایت کی ابن ماجہ نے باسناد صحیح حضرت عمر سے کہ انھون نے خطبہ پڑھا سو کہا کہ تحقیق کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اذن دیا متعے کا تین بار پھر حرام کیا اوسکو اگر کوئی متعہ کریگا اور وہ محصن ہوگا البتہ رجم کرونگا مین اوسکو پتھرون سے اور ایک روایت مین ہی کہ خطبہ پڑھا حضرت عمر نے سو کہا کہ کیا حال ہی اون لوگون کا جو نکاح کرتے ہین متعے کا اور تحقیق کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوس سے نہین آویگا میرے پاس کوئی کہ نکاح کیا ہوویگا اوسنے متعے کا مگر رجم کرون گا مین اوسکو اور پوچھے گئے حضرت ابن عمر متعے سے سو کہا حرام ہی سو کہا گیا اونکو کہ ابن عباس فتوے دیتے ہین اوسکی حلت کا کہا انھون نے کہ کیون نہ پہلے زمانہ حضرت عمر مین اور روایت کی مسلم نے سلمہ بن اکوع سے کہا رخصت دی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سال اوطاس کے تین بار پھر منع کیا ہمکو متعے سے اور روایت کی مسلم نے سبرہ بن معبد سے کہ حکم کیا ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سال فتح مین متعے کا جب داخل ہوے ہم مکے مین پھر نہ نکلے مکے سے یہان تک کہ منع کیا ہمکو متعے سے اور روایت کی خازنی نے اپنی سند سے

ف اور بسبب شرع عمومی کے حکم کے نہین کیا ہمنے اوسکو پر خاص اون لوگون کے جو بعد نہین ۱۲ منہ

ص یعنی جسوقت عزت ۱۲ اوسکی آرستہ طلاق دیوے فرمایا اسی وقت لیون نہ جو بیچا اور جنس کی ۱۲ منہ

ص اوطاس ایک مقام ہی طائف کے پاس اور قصہ غزوہ اوطاس کا کتب سیر مین مذکور ہی منہ مدظلہ

جابرؓ سے ایک حدیث مین کہ خطبہ پڑھا ہمپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوۂ تبوک مین اور نہی کی اللہ پر اور منع کیا متعے سے اور روایت کی بخاری و مسلم نے حضرت علیؓ سے تحقیق انھون نے سنا ابن عباسؓ سے کہ نرمی کرتے ہین متعے مین سو کہا چھوڑ دے اے ابن عباسؓ تحقیق کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا اوس سے دن خیبر کے اور گدھون کے گوشت کھانے سے اور ایک روایت مین ہی حضرت علیؓ سے کہ کہا انھون نے واسطے ابن عباسؓ کے تو مرد گمراہ ہی اور رہبت سے آثار اور احادیث حرمت متعہ مین وارد ہوے ہین اور روایت کیا عبدالرزاق نے ابن عباسؓ سے حلت متعہ کو اور فتوی دیا ساتھہ اون کے بعض تابعین نے مثل ابن جریج اور طاؤس اور عطا کے اور سعید بن جبیر اور فقہاے مکہ نے اور کہا اوزاعی نے کہ ترک کیا جاوے گا قول اہل حجاز سے متعہ نساء کا اور قول اہل مدینہ سے حلت وطی فی الدبر کی روایت کیا اوسکو حاکم نے علوم الحدیث مین اونسے اور رہا سے مین ہی کہ ابن عباسؓ نے رجوع کی اوس سے روایت کی بیہقی نے زہری سے کہ انھون نے کہا نہین مرے ابن عباسؓ یہان تک کہ رجوع کی انھون نے فتوے اپنے سے در باب حلت متعہ کے اور ایسا ہی ذکر کیا ابو عوانہ نے صحیح مین اور روایت کی ترمذی نے ابن عباسؓ سے کہ تھا متعہ اول اسلام مین کہ آتا تھا ایک شخص شہر مین اور اوسکو اوس شہر سے معرفت نہوتی تھی تو نکاح کر لیتا تھا عورت سے جب تک جانتا تھا مین کہ مقیم رہونگا تو وہ عورت اوسکے مال کی محافظت کرتی تھی اور اوسکی چیزون کو درست کرتی تھی یہان تک کہ نازل ہوئی یہ آیت اِلَّا عَلٰٓی اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ سو اب ہر فرج سوا اونکے حرام ہی اور روایت کی ابو عوانہ نے رجوع ابن جریج کے بھی فتوے سے اور تفصیل اسکی تفسیر مظہری مین ہی **ص** اور نکاح موقت یعنی اسطرح پر کہ کہ نکاح کرتا ہون مین تجھسے ساتھہ اتنے مہر کے مہینا بھر تک یا دس دن تک **ف** اسواسطے کہ یہ بھی معنون مین متعے کے ہی اور زفر کے نزدیک درست ہی

باب ولی اور کفو کے بیان مین

جائز ہی نکاح عورت مکلفہ یعنی عاقلہ بالغہ کا **ف** بکر ہو یا ثیب **ص** اگرچہ غیر کفو سے ہو بغیر حاضر ہونے ولی کے اور ولی کو درست ہی کہ قاضی سے کہکر فسخ کراوے جب غیر کفو سے ہو اور روایت کی حسن نے ابو حنیفہؒ سے کہ نکاح ساتھہ غیر کفو کے جائز نہین اور اسی پر فتوی ہی قاضی خان کا اور ایک روایت مین امام ابو یوسفؒ سے نکاح نہین منعقد ہوتا ہی مگر ساتھہ ولی کے اور نزدیک محمدؒ کے منعقد ہوگا اور موقوف رہیگا اجازت ولی پر **ف** یعنی اگر ولی چاہے روا رکھے اور چاہے فسخ کرے **ص** اور امام مالکؒ اور شافعیؒ کے نزدیک نکاح نہین منعقد ہوتا ہی ساتھہ عبارت عورتون کے **ف** برابر ہی کہ اپنا نکاح کرین یا اپنی بیٹی کا یا اپنی لونڈی کا دلیل امام شافعیؒ کی یہ ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو عورت نکاح کرے بغیر اذن ولی کے پس نکاح اوسکا باطل ہی پس نکاح اوسکا باطل ہی پس نکاح اوسکا باطل ہی تو اگر داخل ہوا اوسکے ساتھہ تو اوس عورت کے واسطے مہر ہی بدلہ حلال ہونے اوسکی فرج کا تو اگر اختلاف کیا انھون نے تو بادشاہ ولی ہی اوسکا جسکا کوئی ولی نہین روایت کیا اوسکو اصحاب سنن نے ابن جریج سے انھون نے سلیمان بن موسی سے انھون نے زہری سے انھون نے عروہ سے انھون نے حضرت عائشہؓ

سے اور حسن کہا اُسکو ترمذی نے کہا طحاوی نے **حدثنا** ابن ابی عمران قال اخبرنا یحیی بن معین عن ابن عیینة عن ابن جریج انه قال لقیت الزهری فاخبرته عن هذا الحدیث فانکره یعنی کہا ابن جریج نے کہ ملاقات کی مین نے زہری سے سو خبر کی مین نے اُنکو اس حدیث کی پس انکار کیا زہری نے اِسکا اور روایت کی ترمذی اور ابن داؤد اور ابن ماجہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لا نکاح الا بولی والسلطان ولی من لا ولی له یعنی نہین ہی نکاح بغیر ولی کے اور بادشاہ ولی ہی اُسکا جسکا کوئی ولی نہین اور اسناد مین اُسکی حجاج بن ارطات ضعیف ہی اور روایت کی دار قطنی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین نکاح ہی بغیر ولی کے اور دو گواہ عادل کے اور اسناد مین اُسکی یزید بن سنان اور باپ اُسکے دونون ضعیف ہین ضعیف کیا اُنکو نسائی اور احمد وغیرہ نے اور روایت کی دار قطنی نے حضرت عائشہ رضہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ضرور ہین نکاح مین چار چیزین ولی اور زوج اور دو گواہ اور اسناد مین اُسکی نافع بن میسر ابو خطیب مجہول ہی اور روایت کی احمد نے ابی موسی سے انھون نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرمایا آپنے لا نکاح الا بولی نہین نکاح بغیر ولی کے اور روایت ہی ابن عباس رضہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہین نکاح ہی بغیر ولی کے اور بادشاہ ولی ہی اُسکا جسکا کوئی ولی نہین روایت کیا اُسکو احمد رح نے طریق حجاج بن ارطات سے اور وہ ضعیف ہی اور ایک اور طریقے سے اور اُسمین عدی بن فضل اور عبد اللہ بن عثمان دونون ضعیف ہین اور روایت ہی ابن عباس رضہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زانیہ وہ عورتین ہین کہ نکاح کرلیتی ہین اپنا آپ نہین جانتی ہی نکاح مگر ساتھ ولی کے اور دو گواہون کے اور مہر کے تھوڑا ہو یا بہت روایت کیا اُسکو ابن الجوزی نے اور اسناد مین اُسکی ہشام ضعیف ہی ضعیف کیا اُسکو یحیی نے اور کہا ابن عدی نے لا نساوی شیئا اور روایت ہی ابن مسعود اور ابن عمر سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہین نکاح ہی مگر ساتھ ولی کے اور دو گواہ عادل کے اور حدیث ابن مسعود مین بکیر بن بکار ہی کہا یحیی نے کچھ نہین اور عبد اللہ بن محرز ہی کہا دار قطنی نے متروک ہی اور حدیث ابن عمر مین ثابت بن زہیر منکر الحدیث ہی ایسا ہی کہا ابو حاتم نے اور کہا ابن حبان نے لا یحتج به نہین حجت پکڑی جاویگی ساتھ اُسکے اور روایت ہی ابو ہریرہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لا تزوج المرأة المرأة ولا تزوج المرأة نفسها فان الزانية هي التي تزوج نفسها یعنی نہ نکاح کرے عورت عورت کا اور نہ نکاح کرے عورت اپنا پس تحقیق کہ زانیہ وہ عورت ہی جو نکاح کرلے اپنا روایت کیا اُسکو دار قطنی نے دو طریقون سے ایک کی اسناد مین جمیل بن حسن ہی اور دوسری کی اسناد مین مسلم بن ابی مسلم ہی اور دونون نہین پہچانے جاتے اور روایت ہی جابر رضہ سے مرفوعا نہین نکاح ہی مگر ساتھ ولی مرشد کے اور دو گواہ عادل کے روایت کیا اُسکو ابن الجوزی نے اور اُسکی اسناد مین محمد بن عبید اللہ عزمی ہی کہا نسائی اور یحیی نے متروک ہی نہین لکھی جاویگی حدیث اُسکی اور اُسکی اسناد مین قطر بن یسیر ضعیف ہی اور روایت ہی معاذ ابن جبل رضہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس عورت نے نکاح کیا اپنا آپ بغیر ولی کے سو وہ زانیہ ہی اخراج کیا اُسکا دار قطنی نے اور اُسکی اسناد مین ابو عصمة اسم بن ابی مریم ہی کہا یحیی نے کچھ نہین اور کہا دار قطنی نے متروک ہی سب دلیلین شافعی مذہب کی تھین اور حنفیہ حجت پکڑتے ہین ساتھ قول اللہ تعالی کے حتی تنکح زوجا غیرہ کیونکہ نسبت نکاح

فان ابن سنان — فان یزید بن سنان — فان نافع بن میسر ابو خطیب — فان ابو عصمة

کی اسمین طرف عورت کے ہی اور حدیث ابن عباسؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو عورت بے خاوند کے ہی وہ زیادہ حقدار ہی اپنی ذات پر ولی اپنے سے اور باکر سے اذن لیا جاویگا اور اذن اُسکا سکوت ہی روایت کیا اُسکو مسلم و مالک اور ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی نے اور یہ حدیث نہایت صحیح ہی اور حدیث ابی سلمہ بن عبدالرحمن سے کہا کہ آئی ایک عورت طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سو کہا تحقیق کہ میرے باپ نے نکاح کیا میرا ایک شخص سے اور مین ناراض ہون سو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسکے باپ کو نہین نکاح ہی واسطے تیرے جا نکاح کر جس سے چاہے تو روایت کیا اُسکو ابن الجوزی نے اور یہ حدیث اگرچہ مرسل ہی لیکن مرسل نزدیک ہمارے حجت ہی اور حدیث حضرت عائشہؓ سے تحقیق کہ قتادہ داخل ہوئین اُنپر سو کہا کہ میرے باپ نے نکاح کیا میرا اپنے بھتیجے سے تاکہ بڑھے حسب اُسکا اور مین مکروہ رکھتی ہون سو کہا حضرت عائشہؓ نے بیٹھ اور آ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سو خبر کی حضرت عائشہ نے اُنکو سو آپ نے اُنکو بھیجا طرف اُسکے باپ کے اور دیا اختیار قتادہ کو سو کہا قتادہ نے اے رسول اللہ تحقیق کہ اجازت دی مین نے اُسکی جو میرے باپ نے کیا اور نہین ارادہ کیا مین نے مگر یہ کہ آگاہ کروان مین عورتون کو کہ نہین ہی اُنپر اُنکے باپون کا اختیار روایت کیا اُسکو نسائی نے اور واجہ استدلال کی اس حدیث سے یہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سکوت کیا قتادہ کے اس قول پر کہ باپون کا کچھ اختیار نہین تو یہ حدیثین معارض ہین حدیث حضرت عائشہ کو جو پہلے مذکور ہوئی اور حدیث لا نکاح الا بولی پر تو ترجیح حدیث ابن عباس کو ہوگی کیونکہ روایت کیا اُسکو مسلم نے اور یہ اصح ہی اور اقوی ہی از روے سند کے برخلاف اُن احادیث کے جنسے تمسک کیا شافعی نے کہ وہ سب جا بجا ہین مضعف جیسا کہ بیان کیا ہمنے اُسکو اور تاویل حدیث لا نکاح الا بولی کی یہ ہی کہ نہین ہی نکاح بطور سنت کے بغیر ولی کے اور حدیث حضرت عائشہؓ کو حمل کرتے ہین اوپر اُس نکاح کے جو بغیر کفو کے ہووے واللہ اعلم زیادہ تفصیل کی اس کتاب مین گنجایش نہین **ص** جو عورت بکر ہی اور نابالغہ ہی تو اُسپر ولی جبر کر سکتا ہی واسطے نکاح کے اتفاقاً **ف** اور اُسپر اجماع کیا مجتہدین نے **ص** اور بکر بالغہ پر ولی کو جبر نہین پہونچتا ہمارے نزدیک ہر ولی کے لیے ولایت اجبار تو اور امام شافعی کے نزدیک فقط باپ اور دادا کو جبر پہونچتا ہی **ف** امام شافعی دلیل لاتے ہین اس سے جو روایت کی گئی حسن سے مرسلاً کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چاہیے کہ اذن لی جاوین بکر عورتین اپنے نفسون مین پس اگر انکار کرین تو جبر کی جاوین اخراج کیا اُسکا ابن الجوزی نے اور یہ حدیث ساقط ہی از روے متن اور سند کے لیکن از روے متن کے سو اسواسطے کہ درمیان اذن لینے اور جبر کے تناقض ہی کیونکہ اسوقت مین اذن لینے سے کچھ فائدہ نہین اور لیکن از روے سند کے سو اسواسطے کہ اُسکی سند مین عبدالکریم ہی کہا ابن الجوزی نے اجماع کیا محدثین نے اُسکی طعن پر علاوہ اسکے یہ حدیث مرسل تو اور مرسل امام شافعی کے نزدیک مقبول نہین اور دلیل ہماری حدیث ابن عباسؓ کی ہی کہ ایک عورت بکر آئی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سو بیان کیا کہ اُسکے باپ نے نکاح کر دیا اُسکا اور وہ ناراض تھی سو اختیار دیا اُسکو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روایت کیا اُسکو احمد اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے ساتھ سند متصل کے اور رجال اُسکے رجال حدیث صحیح کے ہین اور وہ جو کہا بیہقی نے کہ یہ مرسل ہی کچھ مضر نہین اسواسطے کہ وہ مرسل ہی بعض طریقون سے اور مرسل حجت ہی اور بعض طریقون صحیحہ سے متصل ہی کہا ابن القطان نے حدیث ابن عباسؓ کی صحیح ہی اور نہین ہی یہ عورت خنساء بنت خذام کہ نکاح کر دیا تھا اُسکا

اُسکے باپ نے اور وہ ثیب تھی اور ناراض تھی تو رد کیا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نکاح اُسکا روایت کیا اُسکو بخاری نے اور کہا شیخ ابن الہمام نے ایک روایت میں ہے کہ خنسا بھی بکر تھی اخراج کیا اُسکا نسائی نے لیکن روایت بخاری کی راجح ہے اور روایت کی دارقطنی نے حدیث ابن عباسؓ کو تحقیق کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رد کیا نکاح ایک بکر اور ثیب کا نکاح کر دیا تھا اُن دونوں کا اُنکے باپ نے اور وہ دونوں ناراض تھیں اور روایت کی دارقطنی نے ابن عمرؓ سے تحقیق کہ ایک شخص نے نکاح کیا اپنی بیٹی کا سو وہ ناراض ہوئی تب رد کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نکاح اُسکا اور ایک روایت میں ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے تحقیق کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چھین لیتے تھے عورتیں اُنکے خاوندوں سے ثیب اور بکر کو بعد اسکے کہ نکاح کر دیتے تھے انکا باپ اُنکے جب وہ ناراض ہوتی تھیں اُس سے اور روایت کی دارقطنی نے جابرؓ سے تحقیق ایک شخص نے نکاح کر دیا اپنی بیٹی کا اور وہ بکر تھی بغیر حکم اُسکے کے تو وہ آئی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس اور جدائی کر دی آپ نے درمیان اُسکے اور اُسکے خاوند کے **ص** اور اسی طرح ثیب بالغہ پر ولی کو جبر پہونچتا ہے ہمارے نزدیک اور امام شافعی کے نزدیک اُسپر جبر نہیں پہونچتا اور ثیب بالغہ پر سب کے نزدیک ولی کو جبر نہیں پہونچتا اور ہمارے نزدیک ہر ولی کو جبر پہونچتا ہے

ف اسواسطے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نکاح طرف عصبات کے ہے اور کچھ تعیین نہیں کی اور زیلعی نے نہیں پایا اس حدیث کو اور کہا شیخ ابن الہمام نے کہ مروی ہے حضرت علیؓ سے موقوفاً اور مرفوعاً اور ذکر کیا اُسکو سبط ابن الجوزی نے اور نکاح کر دیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے چچا حمزہ کی بیٹی کو ساتھ عمر ابی سلمہ کے اور وہ صغیرہ تھیں اور ولی کہتے ہیں صغیرہ کو اور اُسکا بیان آگے آویگا **ص** اگر ولی نے بکر بالغہ سے اذن لیا اور وہ چپ ہی یا ہنسی تو اذن ہو گیا

ف کیونکہ روایت ابی ہریرہ میں ہے کہ پوچھا صحابہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسطرح ہے اذن بکر کا سو فرمایا آپ نے اذن اُسکا یہ ہے کہ چپ رہے اخراج کیا اُسکا بخاری و مسلم نے اور ایک روایت میں مسلم کی یہ ہے وَالْبِكْرُ تُسْتَأْمَرُ وَإِذْنُهَا سُكُوتُهَا یعنی بکر اذن لی جاویگی اور اذن اُسکا سکوت ہے اور ایک روایت میں ابن ماجہ کی ہے وَالْبِكْرُ رِضَاهَا صَمْتُهَا یعنی بکر رضا اُسکی چپ رہنا اُسکا ہے **ص** اور اسیطرح اگر روئے بغیر آواز کے اور اگر روئے آواز سے تو وہ رد ہو گا نکاح کا اور اگر اُسکو جبر پوچھی نکاح کی اور وہ چپ ہی تو راضی ہوئی لیکن شرط ہے کہ خاوند کا نام لیا ہو دے دونوں صورتوں میں اور اگر خاوند کا نام نہ لیا تو سکوت اُسکا رضا نہ ہو گا اور مہر کا ذکر کچھ شرط نہیں **ف** اسواسطے کہ نکاح صحیح ہو جاتا ہے بغیر ذکر مہر کے اور اسکا بیان آگے آتا ہے **ص** اور اگر اذن لیا اُس سے ولی کے سوا اور کسی شخص نے یا ایسے ولی نے کہ دوسرا ولی اُس سے زیادہ قریب موجود ہے **ف** جیسے اذن لیا بھائی نے باوجود ہونے باپ کے کذا فی العنایۃ

ص تو نہ ہو گی رضا اُسکی یہاں تک کہ زبان سے کلام کرے جیسا کہ ثیب کی رضا بدون کہنے نہیں ہوتی **ف** اسواسطے کہ ہدایہ میں ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اَلثَّيِّبُ تُشَاوَرُ یعنی ثیب مشورہ لیجاوے اسکے سو زیلعی نے تخریج ہدایہ میں غریب بہذا اللفظ اور مشاورہ دونوں طرف سے ہوتا ہے اور اسواسطے کہ ثیب کا بولنا کچھ عیب شمار نہیں کیا جاتا اور نسبت بکر کے اُسکو حیا بھی کم ہے **ص** جو عورت کہ اُسکی بکارت کودنے سے یا حیض سے یا جراحت سے یا کلان سالی سے یا زنا سے زائل ہو جاوے تو حکم اُسکا حکم بکر کا ہے اس باب میں کہ سکوت اُسکا رضا ہے **ف** اور اسیطرح رونا

ف اسواسطے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نکاح طرف عصبات کے ہے اور کچھ تعیین نہیں کی اور زیلعی نے نہیں پایا اس حدیث کو اور کہا شیخ ابن الہمام نے کہ مروی ہے حضرت علیؓ سے موقوفاً اور مرفوعاً اور ذکر کیا اُسکو سبط ابن الجوزی نے

ف اور اسیطرح رونا اور دبال کرنا دلالت کرتا ہے اوپر رضا کے کذا فی الکفایۃ

ف جیسے اذن لیا بھائی نے باوجود ہونے باپ کے کذا فی العنایۃ

ف اسواسطے کہ ہدایہ میں ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اَلثَّيِّبُ تُشَاوَرُ یعنی ثیب مشورہ لیجاوے اسکے سو زیلعی نے تخریج ہدایہ میں غریب بہذا اللفظ اور مشاورہ دونوں طرف سے ہوتا ہے اور اسواسطے کہ ثیب کا بولنا کچھ عیب شمار نہیں کیا جاتا اور نسبت بکر کے اُسکو حیا بھی کم ہے

ف اسواسطے کہ نکاح صحیح ہو جاتا ہے بغیر ذکر مہر کے اور اسکا بیان آگے آتا ہے

ف اور اسیطرح رونا اور دبال کرنا دلالت کرتا ہے اوپر رضا کے کذا فی الکفایۃ

اُسکا بغیر آواز کے اور ہنسنے یا رضا ہی **ص** اگر کسی مرد نے بکر عورت پر جو بالغ ہو دعوی کیا کہ جب تجکو میرے نکاح کی خبر پونہچی تھی تو تو چپ ہی تھی اور اُس عورت نے اُسکا انکار کیا اور کہا مین نے رد کیا تھا تو معتبر قول عورت کا ہی مگر جب مرد اُسکے سکوت پر گواہ قائم کرے اور اگر مرد نے گواہ پیش نہ کیے تو اُس عورت کو حلف نہ دلاوینگے **ف** اور بیان اسکا کتاب الدعوی مین آویگا **ص** ہر ولی کو جائز ہی نکاح کر دینا اپنے غیر بالغ لڑکے اور غیر بالغہ لڑکی کا اگرچہ ثیب ہو **ف** اور شافعی کے نزدیک ثیب کا جائز نہین **ص** اور اگر نکاح کر دیا باپ یا دادا نے اپنے نابالغ لڑکے یا لڑکی کا اگرچہ ثیب ہو تو یہ نکاح لازم ہو گیا **ف** یعنی وقت بالغ ہونے کے انکو اختیار نکاح کے فسخ کا نہین **ص** اور اگر سوا باپ دادا کے اور کسی ولی نے نکاح کر دیا تو اُس لڑکے اور دختر کو جائز ہی کہ جب بالغ ہون نکاح کو فسخ کرین اگر وہ نکاح کو پہلے سے جانتے تھے اور اگر نکاح کی اُنکو خبر نتھی اور بعد بلوغ کے خبر ہوئی تو جسوقت خبر ہوئی اُسوقت بھی جائز ہی کہ نکاح فسخ کرین اور امام شافعیؒ کے نزدیک قبل بلوغ کے سوا باپ اور دادا کے کسیکو نکاح کر دینا درست نہین اور جب لڑکی بالغ ہوئی اور وہ بکر تھی اور اُسکو نکاح کی خبر تھی اور چپ ہی تو سکوت اُسکا رضا ہو جاویگا اور اگر نکاح کی اُسکو خبر نتھی اور جب خبر پونہچی بعد بلوغ کے اور وہ چپ ہی تو سکوت اُسکا رضا ہو گیا اور اس خیار کا نام خیار البلوغ ہی **ف** اور اگر وہ عورت ثیب تھی اور بالغہ ہوئی تو سکوت اُسکا رضا نہوگا **ص** اور اختیار بکر کا جب بالغ ہو گئی اُسکی آخر مجلس تک باقی رہیگا خواہ پہلے سے نکاح کی اُسکو خبر ہو یا بعد بلوغ کے خبردار ہو **ف** صورت مسئلے کی یہ ہی کہ اگر ولی نے نکاح عورت نابالغہ کا کر دیا اور وہ بالغ ہوئی اور اُسکو خبر تھی نکاح کی یا بعد بلوغ کے خبر پونہچی اور وہ ساکت رہی تو رضا ہو جاویگی اور جب تک یکسان بیٹھی رہی اختیار باقی نہ رہیگا بلکہ بمجرد خبر ہونے بلوغ کے اختیار ہی قبول اور رد کا اور بعد اُسکے سکوت رضا ہی اور پھر اختیار باقی نہین رہیگا **ص** اگرچہ وہ بکر اس بات کو نجانتی ہو کہ مجکو بعد بلوغ کے یا خبر ہونے پونہچنے کے اختیار ہی فسخ نکاح کا برخلاف لونڈی شوہر دار کے کہ اُسکو اگر مالک نے آزاد کر دیا اور اُسکو معلوم نتھا کہ ہر وقت آزادی کے عورت کو اپنے خاوند سے اختیار نکاح کے فسخ کا ہی تو یہ عذر شمار کیا جاویگا **ف** یعنی پھر ہر وقت معلوم ہونے اس مسئلے کے اُسکو نکاح کا فسخ پہونچتا ہی اگرچہ وہ لونڈی وقت آزادی کے چپ ہی ہو برخلاف بکر حرہ کے کہ پھر وقت معلوم ہونے مسئلے کے بعد اس بات کے کہ وقت بلوغ یا خبردار ہونیکے چپ ہی ہوا اُسکو اختیار فسخ کا باقی نہین ہی **ص** اور لونڈی کا جہل اسواسطے مقبول ہی کہ اُسکو خدمت مولی وغیرہ سے فراغت نہین ہوتی کہ علم سیکھے برخلاف اُن عورتون کے جو حرۃ الاصل ہین یا پہلے کسیکی لونڈی تھین پھر آزاد ہو گئین کیونکہ طلب علم فرض ہی ہر مسلمان مرد اور عورت پر **ف** کیونکہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طلب کرو علم کو اگرچہ چین مین ہو اسواسطے کہ طلب علم کی فرض ہی ہر مسلمان پر اور کہا ملا علی قاری نے کہ ایک روایت مین ہی کہ ہر مسلمان مرد پر اور مسلمان عورت پر انتہی اور اخراج کیا اس حدیث کا عقیلی نے اور ابن عدی نے انس رض سے مرفوعاً اور یہ حدیث مروی ہی سنن ابن ماجہ مین ساتھ اس لفظ کے طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ وَوَاضِعُ الْعِلْمِ عِنْدَ غَيْرِ أَهْلِهِ كَمُقَلِّدِ الْخَنَازِيرِ الْجَوْهَرَ وَاللُّؤْلُؤَ وَالذَّهَبَ یعنی طلب علم فرض ہی ہر مسلمان پر اور رکھنے والا علم کا اُس شخص کے پاس جو اُسکے لائق نہین ہی مانند اُس شخص کے ہی کہ سور دن کو

جواہر اور موتی یا در سونا پسنا دے اور روایت کیا اسکو بیہقی نے شعب الایمان مین مسلم تک اور کہا کہ متن اس حدیث کا
مشہور ہی اور اسناد اسکی ضعیف ہی اور بہت سے طریقون سے مروی ہی اور وہ سب طریقے ضعیف ہین انتہی اور کہا
فیروز آبادی نے کہ روایت کیا اسکو احمد نے بھی اور شمار کیا اسکو ابن الجوزی نے موضوعات مین انتہی اور کہا ابن حبان نے
باطل لا اصل لہ اور اسناد مین اسکی ابو عاتکہ ہی اور حدیث اسکی منکر ہی اور جواب اسکا یہ ہی کہ اخراج کیا ہی اس سے ترمذی نے
اور اور اہل علم نے الحاصل یہ حدیث ضعیف ہی موضوع نہین جیسا کہ گمان کیا اسکو ابن حبان اور ابن الجوزی نے اور
اختلاف کیا ہی اس بات مین کہ مقدار اس علم کی جو فرض ہی کیا ہی ملا علی قاری نے لکھا ہی کہ فرض وہ علم ہی کہ جس سے بندے کو
چارہ نہین جیسے پہچاننا خداوند عالم کا اور علم اسکی وحدانیت کا اور اسکے رسول کی نبوت کا اور اسیطرح ضروری مسائل
نماز کے کہ سیکھنا انکا فرض عین ہی برخلاف تحصیل رتبہ اجتہاد اور درجہ افتا یعنی فتوی دینے کے کہ سیکھنا اسکا فرض
کفایہ ہی اور یہ مقام اس بحث کی تفصیل کا نہین جس شخص کو تحقیق اسکی منظور ہووے تو وہ احیاء علوم الدین تصنیف
امام غزالی کی ملاحظہ کرے ص تو اگر آزاد عورت جاہل رہیگی تو جہل اسکا عذر نہوگا اگر کوئی کہے کہ تحصیل علم فرض ہی جب
عورت بالغ ہووے تو کلام ہمارا عورت نابالغہ مین ہی جب بالغ ہووے اور وہ عورت قبل بلوغ کے مکلف نہین ہی تو جواب اسکا یہ ہی کہ
عورت یا مرد جب مراہق یعنی قریب بلوغ کے ہون تو واجب ہی انپر سیکھنا ایمان کا اور احکام ایمان کا اور انکے ولی پر
واجب ہی تعلیم انکی اور یہ نہین چاہیے کہ انکو بے صرف چھوڑ دے کیونکہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم کرو تم
اپنے لڑکون کو نماز کا جب پہونچ جاوین سات برس کو اور مارو انکو جب پہونچ جاوین دس برس کو ف اور نماز نہ پڑھین
روایت کیا اس حدیث کو ابو داؤد نے عبد اللہ بن محمد بن العاص سے اور بغوی نے شرح السنہ مین ص اور ثیبہ
عورت اور لڑکے کا خیار باطل نہین ہوتا وقت بلوغ کے جب تک وہ راضی نہو جاوین تصریح سے یعنی یہ کہین کہ راضی ہوا مین یا
اشارے سے یعنی ایسا فعل کرین کہ جس سے انکی رضا معلوم ہووے مثلا بوسہ لے یا لمس کرے کوئی کسیکا بالغ لڑکا مہر دیوے
اور عورت قبول کرے اور اسیطرح اختیار انکا باطل نہین ہوتا اگرچہ کچھ رہے ہو جاوین مجلس سے اور جب لڑکا لڑکی بالغ ہووین اور
وہ نا راضی ہون تو نکاح کے فسخ کرنے کے واسطے قاضی شرط ہی ف یعنی انکو بغیر قاضی کے فسخ نہین پہونچتا اسواسطے کہ
اسمین تعلق ہی مرد کا اور لازم کر دینا ضرر کا کسی پر بدون قضاے قاضی کے ممکن نہین ہی ص اور جو لونڈی آزاد ہووے تو اسکو
نکاح فسخ کرنے کے لیے قاضی شرط نہین ف اسواسطے کہ وہ لونڈی اپنے تئین دوسرے کی زیادتی ملک سے بچاتی ہی اور
اسمین کچھ قضاے قاضی شرط نہین اور زیادتی ملک شوہر کو ہی کیونکہ جب وہ لونڈی آزاد نہین تھی تو خاوند اسکا مالک وطلاق کا تھا
کیونکہ لونڈی کو دو طلاق سے زیادہ نہین ہوتے اور جب آزاد ہوئی تو خاوند اسکا مالک تین طلاق کا ہوتا ہی اور یہ زیادتی
ملک ہی خاوند کو لونڈی پر ص اور اگر لڑکا یا لڑکی کوئی انمین سے قبل قاضی کے تفریق کرنے کے مر گیا تو دوسرا اسکا وارث
ہوگا برابر ہی کہ بالغ ہون یا نہون ف یعنی اگر قبل بلوغ کے کوئی مر گیا تو توارث ہونگے کیونکہ نکاح قائم ہی اور اسیطرح بعد بلوغ
کے قبل فسخ کرنے قاضی کے کیونکہ فسخ کی شرط نہین پائی گئی تو نکاح قائم رہیگا ص اور ولی وہ شخص ہی جو عصبہ نفسہ ہو یعنی
وہ مرد جو متصل ہو میت کے ساتھ بغیر واسطہ عورت کے ف یعنی جب اسکو مرد سے کیطرف نسبت کرین تو بیچ مین عورت

واسطہ نہ پڑے جیسے باپ یا بیٹا یا بھائی یا چچا تو نانا ولی نہین کیونکہ وہ ماں کا باپ ہی تو ماں واسطہ پڑگئی اور وہ عورت ہی آوے اسیطرح نواسا کیونکہ وہ بیٹی کا بیٹا ہی تو بیچ مین بیٹی پڑگئی اور اسکا بیان انشاء اللہ تعالے آخر کتاب مین آویگا **ص** اور عصبہ بالغیر **ف** اور وہ چار عورتین ہین ایک بیٹی اور ایک پوتی اور ایک بہن حقیقی اور ایک بہن علاتی یعنی جو سوتیلی ماں سے ہو **ص** جیسے بیٹی اسکو ولایت نہین اپنی مجنون ماں پر **ف** مجنون کی قید اسواسطے ہو کہ اگر وہ اچھی ہو ہوشیار ہو تو کسیکو اسپر ولایت نہین **ص** اور عصبہ مع الغیر **ف** یعنی وہ عورت کہ دوسری عورت سے ملکے عصبہ ہو جاوے **ص** جیسے بہن ساتھ بیٹی کے اسکو ولایت نہین اپنی بہن مجنونہ پر **ف** یہان بھی قید مجنونہ کی اسی واسطے ہو اگر بہن مجنونہ نہو تو اسپر کسیکو ولایت نہین کیونکہ بہن نیب ہو بالغہ ہو اسواسطے کہ اسکی بیٹی موجود ہو جسکے ساتھ بہن ملکے عصبہ ہوتی ہو **ص** اور ولایت عصبات کی بشرطیکہ آزاد مکلف مسلمان ہون **ف** کہ اگر کافر ہونگی تو اسکی ولایت مسلمان پر نہین فرمایا اللہ تعالے نے وَلَنْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا یعنی نہین کریگا اللہ کافرون کو مسلمانون پر راہ **ص** اور ترتیب وراثت اور حجب کے ہو **ف** یعنی حاجب مقدم ہو محجوب پر اور اسیطرح وارث مقدم ہو غیر وارث پر یعنی بیٹے کے ہوتے پوتے کو وراثت نہین تو ولایت نکاح بھی نہوگی اور باپ کے ہوتے دادا کو وراثت نہین تو دادا کو باپ کے ہوتے ولایت نکاح بھی نہوگی اور حاجب اسکو کہتے ہین جو غیر کو میراث سے روکے پوتے اور محجوب جو روکا گیا ہووے جیسا کہ بیٹا حاجب ہو پوتے کا اور باپ دادا کا وقس علی ہذا **ص** پوتے **ف** یعنی مع بیٹے **ص** اور پوتے اگرچہ بیٹے سے نیچے چلے جاوین مقدم ہین **ف** یعنی بیٹے کا بیٹا اور پوتے کا بیٹا اور پوتے کا پوتا اور پڑپوتے کا پڑپوتا وقس علی ہذا **ص** اور پھر اصل **ف** یعنی باپ اور دادا **ص** اگرچہ اوپر سے چلے جاوین **ف** یعنی باپ کا باپ اور دادا کا باپ اور دادا کا دادا اور پڑدادا کا پڑدادا وقس علی ہذا **ص** پھر اصل قریب کے جزو جیسے بھائی **ف** کہ جزو ہو اپنے باپ کا اور وہ قریب ہو **ص** پھر بیٹے بھائی کے اگرچہ نیچے چلے جاوین **ف** یعنی بھتیجے کا بیٹا اور بھتیجے کا پوتا اور بھتیجے کا پڑپوتا اور بھتیجے کے بیٹے کا پوتا وقس علی ہذا **ص** پھر اصل بعید کے جزو جیسے چچا **ف** کہ جزو ہو دادا کا اور وہ اصل بعید ہو **ص** پھر چچا کے بیٹے اگرچہ نیچے چلے جاوین **ف** جیسے چچا کا پوتا اور چچا کا پڑپوتا اور چچا کے بیٹے کا پوتا اور چچا کے پوتے کا پڑپوتا وقس علی ہذا **ص** پھر باپ کا چچا پھر اسکے بیٹے اگرچہ نیچے چلے جاوین **ف** یعنی باپ کے چچا کا پوتا اور باپ کے چچا کا پڑپوتا اور باپ کے چچا کے بیٹے کا پوتا اور باپ کے چچا کے پوتے کا پڑپوتا اور باپ کے چچا کے پڑپوتے کا پڑپوتا وقس علی ہذا **ص** پھر دادا کا چچا پھر اسکے بیٹے اگرچہ نیچے چلے جاوین **ف** یعنی دادا چچا کا پوتا اور دادا کے چچا کا پڑپوتا اور دادا کے چچا کے بیٹے کا پوتا اور دادا کے چچا کے پوتے کا پڑپوتا اور دادا کے چچا کے پڑپوتے کا پڑپوتا وقس علی ہذا **ص** قریب بعد قریب کے **ف** یعنی جو قریب ہوگا انمین سے وہ مقدم ہوگا مثلاً فروع مین بیٹا مقدم ہو پوتے پر اور پوتا پڑپوتے پر اور پڑپوتا پوتے کے پوتے پر اور اصول مین باپ مقدم ہو دادا پر اور دادا پڑدادا پر اور بھائیون مین بھائی مقدم ہو بھتیجے پر اور بھتیجا اسکے بیٹے پر اور اسکا بیٹا اسکے پوتے پر اور چچاؤن مین چچا مقدم ہو اسکے بیٹے پر اور بیٹا اسکا پوتے پر اسی طرح پر قیاس کر لینا چاہیے **ص** پھر ترجیح ہوگی ساتھ

قوت قرابت کے یعنی یعنی مقدم ہوگا علاتی پر **ف** تو بھائی حقیقی یعنی یعنی مقدم ہوگا بھائی علاتی پر اور عینی کہتے ہین حقیقی بھائی کو اور علاتی اس بھائی کو کہتے ہین کہ اپنے باپ کا بیٹا ہو مگر اپنی ماں سے نہو **ص** اور کافر کی ولایت مسلمان کو نہین اور نہ مسلمان کی ولایت کافر کو اگرچہ کافر اسکا عصبہ ہو **ف** دلیل پہلے مسئلے کی اوپر گذری اور دلیل اس بات کی کہ مسلمان کو ولایت کافر کی نہین یہ ہی کہ ولایت بسبب ہی میراث کا اور مسلم کو میراث کافر کی نہ پہنچیگی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ وارث ہوگا مسلمان کافر کا اور نہ کافر مسلمان کا روایت کیا اسکو بخاری و مسلم اور اصحاب سنن نے اسامہ بن زید سے اور یہی حدیث دلیل دونون مسئلون کی ہوسکتی ہی اور کافر کافر کی ولایت کریگا کیونکہ فرمایا اللہ تعالی نے وَالَّذِينَ كَفَرُوا بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ + یعنی جو لوگ کافر ہوے بعض انکے ولی ہین بعض کے اور اسمین فرق نہین کہ ایک نصرانی ہو اور دوسرا یہودی کیونکہ کفر ملت واحدہ ہی اور وہ جو حدیث مین آیا ہی لَا يَتَوَارَثُ أَهْلُ مِلَّتَيْنِ شَتَّى رواہ احمد والنسائی وابوداؤد وابن ماجہ والدارقطنی یعنی نہین وارث ہونگے دو ملت والے متفرق کچھ ہمارے منافی نہین ہی اسواسطے کہ ملتین سے مراد اس جگہ کفر و اسلام ہی **ص** پھر ان سب کے بعد مان پھر صاحب عم **ف** صاحب عم وہ شخص ہی کہ نہ اسکا کوئی حصہ کتاب اللہ یا حدیث یا اجماع سے مقرر ہو اور نہ وہ عصبہ ہو جیسے نواسے اور پوتیون کے بیٹے اور نانا اور پرنانا اور بھانجا اور ماموں وغیرہم **ص** قریب بعد قریب کے **ف** یعنی جو قریب ہوگا اسکو قریب ہی ہوگی بعید پر مثلاً نواسا مقدم ہو نواسے کے بیٹے پر اور نانا نانا کے بیٹے پر اور اسی طرح **ص** پھر مولی الموالات اور وہ وہ شخص ہی کہ جسکا وارث نہو اور دوسرے کے ساتھ عہد کیا ہی اگر مجھے جنایت ہو تو تو دیت دیگا اور اگر میں مرون تو تو وارث ہوگا **ف** صورت اسکی یہ ہی کہ ایک شخص مجہول النسب نے کہا دوسرے سے کہ جب میں مرونگا تو تو میرا وارث ہوگا اور تو میری دیت دیگا جب میں جنایت کرونگا اور دوسرے نے اس عقد کو قبول کیا تو یہ قبول کرنے والا اسکا مولی الموالات ہوا تو اسکو اس شخص کا عقد پہونچتا ہی جب اسکا اور کوئی قریب نہوگا اور وجہ اسکی یہ ہی کہ ولایت بسبب ہی میراث کا اور مولی الموالات کو میراث پہونچتی ہی **ص** پھر وہ قاضی کہ اسکے مکتوب مین یہ لکھا گیا ہی کہ اسکو ولایت تزویج کی ہی **ف** یعنی وہ مکتوب کہ اسکو بادشاہ سے ملا ہی وقت ملنے عہدہ قضا کے اور اسمین اشارہ ہی طرف اس بات کے کہ قاضی کو کچھ ولایت اصلی نہین بلکہ بسبب اسکے کہ وہ نائب بادشاہ کا ہی تو جب نائب بادشاہ کو ولایت ہی تو بادشاہ کو بطریق اولی ہوگی اور ایسا ہی ہدایہ مین کہ وقت نہونے اولیا کے ولایت امام کو ہی اور دلیل لائے ہین اسپر صاحب ہدایہ ساتھ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اَلسُّلْطَانُ وَلِيُّ مَنْ لَا وَلِيَّ لَهُ + یعنی بادشاہ ولی ہی اسکا جسکا کوئی ولی نہین روایت کیا اس حدیث کو احمد اور ترمذی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ اور دارمی نے حضرت عایشہ سے اور اوپر یہ حدیث گذر چکی اور دوسرے یہ کہ وقت مرنے کے درصورت نہونے کسی وارث کے مال بیت المال مین جاتا ہی تو حالت حیات مین بھی درصورت نہونے کسی وارث کے ولایت سلطان کو ہوگی **ص** اور جو ولی بعید ہی اسکو درست ہی کہ جب ولی قریب غایب ہو تو نکاح کردیوے اور غایب سے مراد یہ ہی کہ اسکی غیبت منقطعہ ہووے اور غیبت منقطعہ سے مراد وہ تنی مدت ہی کہ کفو نکاح کرنے والا اسکی خبر کا

۲ یعنی جو ہمان باپ دونون مین برابر ہون اسمین ایک ہو اور ہمان جدا

۳ یعنی سلطان کو

انتظار نکرے **ف** یعنی جس شخص کفو سے نکاح ہو رہا ہی وہ اتنی مدت تک اُس ولی قریب کا انتظار نکرے مثلاً بھائی ایک عورت کا ایسے ملک مین ہی کہ وہان سے آدمی ایک مہینے مین آتا ہی اور بھتیجا اُس عورت کا موجود ہی تو جس شخص کفو سے نکاح ہو رہا ہی اگر وہ ایک مہینے تک اُسکے آنے کا انتظار کرتا ہی تو یہ غیبت منقطعہ نہین ہی اب بدون اُسکے بھائی کے آئے ہوے نکاح نکرینگے اور اگر وہ انتظار نہین کرتا تو غیبت منقطعہ ہی بھتیجے کو اُسکا نکاح کردینا درست ہی **ص** اور بعضون کے نزدیک غیبت منقطعہ یہ ہی کہ مدت سفر کی راہ ہووے **ف** یعنی تین دن اور تین رات کی جیساکہ بیان اسکا کتاب الصلوٰۃ مین گذرا جامع الرموز مین ہی کہ یہی صحیح ہی **ص** اور یہی مختار ہی بعض متاخرین کا اور اسی پر فتویٰ ہی اگر ایک عورت مجنونہ ہی اور اُسکے باپ اور بیٹے دونون ہین تو ولی اُسکے نکاح مین بیٹا ہوگا اسواسطے کہ اوپر گذرا کہ بیٹا مقدم ہی باپ پر ولایت مین **ف** اور یہی مذہب امام ابوحنیفہ رح اور ابو یوسف رح کا ہی اور امام محمد رح کے نزدیک باپ ہی کیونکہ باپ کو اپنی دختر پر زیادہ شفقت ہوگی

ص فصل کفو کے بیان مین

اور معتبر ہی کفاءت نکاح مین اہل عرب کی از روے نسب کے **ف** کفاءت کے معنی لغت مین برابری کے ہین اور کفاءت شرعی کہتے ہین برابر ہونے کو مرد کے ساتھ عورت کے اُن باتون مین جنکا بیان آگے آتا ہی **ص** سو قریش کفو ہین ایک دوسرے کے اور جو سوا اُنکے عرب ہین وہ کفو ہین ایک دوسرے کے **ف** کفاءت نکاح مین معتبر ہی کیونکہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لَا تُزَوِّجُ النِّسَاءَ اِلَّا الْاَوْلِيَاءُ وَلَا يُزَوَّجْنَ اِلَّا مِنَ الْاَكْفَاءِ وَلَا مَهْرَ اَقَلُّ مِنْ عَشَرَةِ دَرَاهِمَ رواہ الدارقطنی والبیہقی عن جابر یعنی نہ نکاح کرین عورتون کا مگر ولی اور نہ نکاح کیجاوین مگر اُن مردون سے جو کفو ہین اور نہین مہر کم ہو دس درم سے اور دوسرے یہ کہ عورت فراش ہی مرد کی اور عمدہ فراش خسیس کو لائق نہین اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اختیار کرو یوم اپنے نطفون کے واسطے اور نکاح کرو تم اُن عورتون سے جو کفو ہین تمھاری اور نکاح کردو عورتون کا بھی اُن لوگون سے جو اُنکے کفو ہین روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے اور قریش ایک دوسرے کے کفو ہین اور اُنمین پھر اعتبار نقصان و فضل کا نہین کیونکہ ہدایے مین ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قریش بعض بعض کے کفو ہین ہر بطن دوسرے بطن کا اور عرب بعض اُنکے کفو ہین بعض کے ہر قبیلہ دوسرے قبیلے کا اور موالی کفو ہین بعض بعض کے ہر مرد دوسرے مرد کا اور موالی کہتے ہین اُنکو جو لوگ سوا عرب کے ہین اور اُنکا نام موالی اسواسطے ہوا کہ وہ مددگار ہین عرب کے اور مولیٰ کے معنی مددگار کے بھی آتے ہین اور اسکا بیان آتا ہی در روایت کی حاکم نے ابن عمر رض سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلْعَرَبُ بَعْضُهُمْ اَكْفَاءُ بَعْضٍ قَبِيلَةٌ بِقَبِيلَةٍ وَالْمَوَالِي بَعْضُهُمْ اَكْفَاءُ لِبَعْضٍ رَجُلٌ بِرَجُلٍ اِلَّا حَائِكًا اَوْ حَجَّامًا یعنی عرب کفو ہین بعض بعض کے ایک قبیلہ دوسرے قبیلے کا اور موالی کفو ہین بعض بعض کے ایک مرد دوسرے مرد کا مگر جولاہہ اور حجام اور اُسکی اسناد مین ایک راوی ہی کہ اُسکا نام نہین لیا گیا اور منکر جانا اُسکو ابوحاتم نے

کہا شیخ ابن حجر نے اُسکا ایک شاہد ہی بزار نے روایت کیا اُسکو معاذ بن جبل سے اور سند اُسکی منقطع ہی اور ایسا ہی کہا زیلعی نے تخریج ہدایہ مین اور روایت کی دار قطنی نے ابن عمرؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آدمی کفو ہین ایک قبیلہ دوسرے قبیلے کا اور عربی عربی کا اور مولی اموالی کا مگر جولاہہ اور حجام اور اخراج کیا اُسکا ابن الجوزی نے علل متناہیہ مین اور اسناد مین اُسکی لقیطہ مدلس ہی اور محمد بن الفضل طعن کیا گیا ہی اُسمین اور اخراج کیا اُسکا ابن عدی نے اور وہ بھی ضعیف ہی اور نکاح کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی دو بیٹیون کا حضرت عثمانؓ سے اور وہ اموی تھے اور حضرت علیؓ نے نکاح کر دیا اپنی بیٹی کا حضرت عمرؓ سے اور وہ عدوی تھے **ص** اور قریش وہ ہی جو نضر بن کنانہ کی اولاد مین ہی اور لیکن جو لوگ کہ نضر سے اوپر لوگون کی اولاد مین ہین وہ قریش نہین اور کفارت عرب مین اسواسطے خاص ہوئی کہ عجم کے لوگون نے اپنے نسب ضائع کر دیے **ف** یعنی اپنی غیر قبیلے مین شادیان کر کے **ص** اور اہل عجم مین کفارت باعتبار اسلام کے ہی تو جسکے باپ و دادا فقط مسلمان تھے وہ کفو ہی اُس عورت کا جسکے باپ و دادا اور پردادا وغیرہ بھی مسلمان تھے **ف** حاصل یہ ہی کہ اسلام مین نسب تمام ہوتا ہی ساتھ باپ اور دادا کے تو جسکے باپ و دادا فقط مسلمان تھے وہ کفو ہی اُس عورت کا کہ جسکی دو پشت سے زیادہ اصول مسلمان تھے **ص** اور جو شخص کہ خود اسلام لایا ہی وہ کفو نہین اُسکا جسکا باپ مسلمان ہی اور جو شخص کہ اُسکا باپ فقط مسلمان تھا وہ کفو نہین اُسکا جسکے باپ و دادا بھی مسلمان تھے اور باعتبار آزادی کے تو غلام یا جو پہلے غلام تھا اور آزاد کر دیا گیا کفو نہین اُس عورت کا جو اصل سے آزاد ہی اور اسیطرح جس شخص کا باپ غلام معتق **ف** یعنی آزاد **ص** تھا کفو نہین جسکے باپ و دادا دونون آزاد تھے اور باعتبار دیانت کے تو مرد فاسق کفو نہین اُس عورت کا جو نیکبخت شخص کی بیٹی ہی **ف** نیکبخت شخص کی قید اسواسطے لگائی کہ اکثر نیکبختون کی بیٹیان بھی نیکبخت ہوتی ہین اور اگر نیکبخت نہون فاسق ہون تو فاسق اُنکا کفو ہی **ص** اگرچہ وہ فاسق اپنے فسق کو ظاہر نہین کرتا ہی اور یہی مختار ہی شیخ ابی بکر احمد بن فضل کا اور بعض مشائخ کے نزدیک اگرچہ وہ فاسق فسق کے کامون کو ظاہر نکرتا ہو تو کفو ہو جاویگا نیکبخت مرد کی بیٹی کا اور باعتبار مال کے تو جو شخص عاجز ہی مہر معجل سے **ف** مہر معجل اُس مہر کو کہتے ہین جو وقت نکاح کے لیا جاوے اور مؤجل جو بعد نکاح کے ہووے **ص** اور نفقے سے تو وہ کفو نہین اُس عورت کا بھی جو فقیر ہووے اور نہ اُس عورت کا جو غنی ہووے اور جو شخص کہ قادر ہی مہر معجل اور نفقے پر تو وہ کفو ہی اُس عورت کا بھی جو بہت مالدار ہی کیونکہ مال فنا ہونے والا ہی تو جو مال قدر واجب سے زائد ہی اُسکا اعتبار نہین **ف** اور نفقے کا بیان آگے آویگا **ص** اور باعتبار پیشے کے تو جولاہہ اور حجام اور بھنگی اور چمار کفو نہین ہی عطار اور بزاز اور صراف کا **ف** اور یہی مذہب صاحبین کا ہی اور امام ابو حنیفہؒ سے دو روایتین ہین اور وجہ اسکی یہ ہی کہ اسمین ہتک ہی عزت اور شرف کی **ص** اور اگر نکاح کیا عورت نے اپنا کم پر مہر مثل سے **ف** یعنی اُتنے مہر سے جسپر مانند اُسکے عورتین بیاہی جاتی ہین **ص** تو ولی کو تعرض پہونچتا ہی یہان تک کہ مہر پورا ہو جاوے یا تفریق ہووے

ف فصل نکاح فضولی اور وکالت نکاح مین

ص نکاح ایک فضولی یا دو فضولی کا موقوف ہوا اور اجازت اس شخص کے جسطرف سے وہ فضولی ہو یعنی اگر کسی شخص نے کسی مرد یا عورت کا بے اذن اسکے نکاح کر دیا نکاح جایز ہوا اور موقوف رہیگا انکی اجازت پر ف اگر اجازت دیدیگے تو نکاح صحیح ہو جاویگا ورنہ اور جاننا چاہیئے کہ جو شخص اپنے سوا دو نکاح کرے وہ شرع میں وکیل کہلاتا ہو اور جو کسی دوسرے کا نکاح کر دے پس اگر اسکے اذن سے نکاح کرتا ہو تو وہ وکیل کہلاتا ہو اور اگر بغیر اذن کے نکاح کرتا ہو پس اگر ان دونوں میں وہ قرابت ہو جو کہ ولایت نکاح میں معتبر ہو تو وہ ولی کہلاتا ہو ورنہ وہ فضولی ہو اور اسیطرح اگر مرد اور عورت دونوں کا دو فضولیوں نے نکاح کر دیا بغیر انکے اذن کے تو نکاح جائز ہوگا اور موقوف رہیگا انکے اذن پر تو اگر دونوں نے اذن دیا تو نکاح صحیح ہوا اور اگر دونوں یا ایک نے انکار کیا تو نکاح باطل ہو ص اور مالک ہو جاتا ہو ایک شخص جو فضولی نہو کسی کی طرف سے دونوں جانب نکاح کا یعنی ایجاب قبول کا اور اس دونوں کی زبان سے کہنے کی حاجت نہیں ہتی تو جب ایک شخص وکیل ہوا مرد اور عورت کیطرف سے اور کہا اسنے کہ نکاح کر دیا میں نے اس عورت کا اس مرد سے کافی ہو ف یعنی بھیجنا کسی کا ضرور نہیں کہ قبول کیا میں نے ص اور اسکی کئی صورتیں ہیں اول یہ کہ اصیل اور ولی دونوں ہو جیسا کہ چچا کا بیٹا نکاح کرے اپنے چچا کی بیٹی کا جو نابالغہ ہو اپنے ساتھ ف تو چچا کا بیٹا اصیل بھی ہو یعنی اپنا نکاح کر رہا ہو اور ولی بھی ہو اپنے چچا کی بیٹی کا ص دوسری یہ کہ اصیل اور وکیل دونوں ہو جیسا کہ کسی عورت نے ایک شخص کو وکیل کیا کہ وہ اس عورت کا اپنے ساتھ نکاح کرے اور اسنے اپنے ساتھ نکاح کیا تیسری یہ کہ دونوں طرف سے ولی ہو ے ف جیسا کہ اپنی دختر کا یا لڑکے کا نکاح اپنے بھتیجے یا بھتیجی سے کرے ص چوتھی یہ کہ دونوں طرف سے وکیل ہو ے ف جیسے ایک عورت ایک شخص کو اپنے نکاح کے واسطے وکیل کرے اور کوئی مرد بھی اس کو اپنے نکاح کے واسطے وکیل کرے ص پانچویں یہ کہ ایک طرف سے ولی اور دوسری طرف سے وکیل ہو ف جیسے ایک شخص کو کسی مرد نے وکیل کیا اپنے نکاح کا اور اسنے اپنے چچا کی بیٹی کا جو نابالغہ ہو اس شخص سے نکاح کر دیا ص اور جایز نہیں کہ ایک شخص مالک ہو جاوے دونوں طرف کو نکاح کے یعنی ایجاب و قبول کو اور وہ فضولی ہو جیسے کہ اصیل ہو فضولی ہو ف جیسا کہ کہے نکاح کیا میں نے فلانی عورت سے گواہ رہو تم اور اس عورت کو خبر پہنچی اور اسنے اجازت دی تو نکاح باطل ہو ص یا ولی ہو ایک طرف سے اور فضولی ہو دوسری طرف سے ف مثلاً یوں کہے کہ نکاح کیا میں نے اپنے چچا کی بیٹی کا فلانے سے اور اس فلانے کو خبر پہنچی اور اسنے اجازت دی تب بھی نکاح باطل ہو ص یا ایک طرف سے وکیل ہو اور دوسری طرف سے فضولی ہو ف مثلاً زید نے وکیل کیا عمرو کو کہ میرا نکاح کر دے اور اسنے گواہوں کے سامنے کہا گواہ رہو نکاح کر دیا میں نے زید کا فلانی عورت سے اور جب اس عورت کو خبر پہنچی تو اسنے اجازت دی جب بھی نکاح باطل ہو ص یا دونوں طرف سے فضولی ہو ف مثلاً یوں کہے کہ نکاح کر دیا میں نے فلانے مرد کا فلانی عورت سے گواہوں کے سامنے اور وہ دونوں شخص غایب ہیں اور پھر ان دونوں نے اجازت دی تب بھی نکاح باطل ہو ص اگر کسی نے ایک شخص کو وکیل کیا کہ تو میرا نکاح کر دے کسی عورت سے اور اسنے اسکا نکاح کر دیا کسی شخص کی لونڈی سے صحیح ہو ف کیونکہ اسنے مطلق

ف یعنی نکاح فضولی اور وکیل کی ۱۲

عورت کہا تھا حرو کی قید نہین لگائی تھی ص اور باپ کو اور دادا کو دفعت نہونے باپ کے درست ہی نکاح کردینا یعنے
ولد نابالغ کا لڑکی سے یا لڑکا کا ساتھ بغیر فاحش کے مہر مین ف یعنی اسکا مہر مثل مثلاً ہزار درہم ہو اور باپ اور دادا
نے نکاح کردیا اسکا پان سو روپیہ پر ص اور غیر کفو سے تو اب ان دونون کو بعد بلوغ کے اختیار فسخ کا نہین اور اگر
سوا ان باپ کے اور کسی نے نکاح کیا ہو تو اگو پہونچتا ہو کہ بعد بلوغ کے فسخ کرین اور اگر کسی شخص نے حکم کیا کہ کسیکو میرے
واسطے ایک عورت سے نکاح کردے اور اسنے نکاح کیا اسکا دو عورتون سے ایک ہی عقد مین دونون کا نکاح
جائز نہین اور اگر نکاح کیا دو عورتون سے ساتھ دو عقدون کے تو اول عقد درست ہو اور دوسرا نادرست ہے

باب مہر کے بیان مین

اقل مہر کا دس درہم ہین ہمارے نزدیک اور امام شافعیؒ کے نزدیک جو چیز قیمت دار ہو وہ صالح مہر کی ہو برابر ہو کہ
قیمت اسکی دس درہم ہو یا زیادہ یا کم ف کہا صاحب ہدایہ نے دلیل ہماری قول ہو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا
نہین ہو مہر کم دس درہم سے اور یہ حدیث اوپر گذری روایت کیا اسکو دار قطنی اور بیہقی نے جابرؓ سے کہا ابن الجوزی نے
روایت کیا ہمنے اس حدیث کو کئی طریقون سے اور مدار اس حدیث کا مبشر بن عبید پر ہو کہا احمد بن حنبل نے
مبشر کچھ نہین احادیث اسکی موضوع ہین کذب ہین اور وہ بناتا ہو حدیث کو اور کہا دار قطنی نے کذاب ہو اور کہا ابن
حبان نے روایت کرتا ہو موضوعات کو ثقات سے کہا شیخ ابن العلام نے اس حدیث کا ایک شاہد ہو کہ قوی
کرتا ہو اسکو وہ جو روایت کی گئی ہو حضرت علیؓ سے موقوفاً نہین قطع کیا جاویگا ہاتھ کم مین دس درہم سے اور نہوگا
مہر کم دس درہم سے روایت کیا اسکو دار قطنی نے سنن مین اور بیہقی نے اور کہا محمدؒ نے موطا مین کہ پہونچا ہمکو
یہ حضرت علی اور عبید اللہ بن عمر اور عامر اور ابراہیم رضی اللہ عنہم سے اور روایت کیا اسکو اپنی اسناد سے شعبی
مین اسکی طحاوی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور حدیث علیؓ مین داؤد ازدی ہو روایت کی اسنے شعبی سے
اسنے حضرت علیؓ سے کہا یحیی بن معین نے داؤد حدیث اسکی کچھ نہین اور شعبی نے نہین سنا ہو حضرت علیؓ سے اور
بعض طریقون مین اسکے غیاث بن ابراہیم ہو کہا احمد اور بخاری اور دار قطنی نے غیاث بن ابراہیم متروک ہو
اور کہا یحیی نے کذاب ہو اور کہا ابن حبان نے وضع کرتا ہو احادیث کو اور روایت کی بیہقی نے حضرت علیؓ
سے کہ کہا انھون نے اقل مہر جو اسکا کہ حلال ہو جاوے اس سے عورت دس درہم ہین روایت کیا اسکو ابن
عبد البر نے اور روایت کیا احادیث جابر کو بیہقی نے سنن کبیر مین بہت طریقون سے اور ظاہر ہو کہ جب بہت
طریقے ضعیف ہوتے ہین تو حدیث حسن ہو جاتی ہو باوجود اسکے کہ مؤید ہون اسکے آثار صحابہ اور تابعین اور امام
مالکؒ کے نزدیک اقل مہر کا پانچ درہم ہین اور یہ بھی مروی ہو حضرت علیؓ سے لیکن اسناد مین اسکی حسن بن زیاد
متروک ہو اور کذاب کہا اسکو ابو حاتم نے اور امام شافعیؒ کی دلیلین بہت ہین صحاح مین مذکور ہین انمین سے ہو قول
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا واسطے سہل بن سعد کے تلاش کر تو اگرچہ انگوٹھی ہو لوہے کی پھر نکاح کیا انکا بدلے
تعلیم قرآن کے اخراج کیا اسکا بخاری و مسلم نے اور جواب اسکا یہ ہو کہ یہ خصائص مین سے تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کے جیسا کہ روایت کی سعید بن منصور نے ابو النعمان ازدی سے کہ نکاح کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک عورت کا اوپر ایک سورت قرآن کے اور فرمایا کہ نہوگا پھر یہ مہر کسی کے واسطے بعد تیرے اور تفصیل کتب مبسوطہ مین ہی **ص** اور اگر دس درہم سے کم مہر باندھا تو دس درہم دینا پڑینگے **ف** اسواسطے کہ وہ عورت راضی ہوگئی دس سے کم مین لیکن حکم شرع کا فاسد کرتا ہی اُسکو تو لازم آویگا اقل درجہ مہر کا اور وہ دس درہم ہین **ص** اور اگر دس درہم معین کیے یا دس سے زیادہ تو جتنا معین کیا اتنا دینا پڑیگا صحبت کرنے سے خواہ خاوند جورو ایک کے مرجانے سے **ف** یعنی اگر کوئی خاوند یا جورو مین سے مرگیا تو جتنا مہر معین ہی وہ لازم ہوگا کیونکہ فرمایا ابن مسعود نے اُس شخص مین کہ نکاح کیا اُسنے ایک عورت سے اور وہ مرگیا بغیر وطی کے اور اُسکا مہر نہین معین کیا کہ اُسکو مہر ہی کامل اور عورت پر عدت ہی اور اُسکو میراث بھی ہی کہا معقل بن سنان رضی اللہ عنہ نے کہ سُنا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسا ہی حکم فرماتا تھا بِروع بیٹی واشق مین روایت کیا اُسکو ابو داؤد وغیرہ نے اور روایت کی امام مالک نے مؤطا مین عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ نہین ہی مہر واسطے اُسکے اور یہی حکم کیا زید بن ثابت نے اور ہمارے واسطے حدیث مرفوع ہی معقل بن سنان کی کیونکہ جب مہر معین نہوا اور دلایا گیا تو جب معین ہوگا تو بطریق اولی دلایا جاویگا **ص** اور اگر طلاق دے دیا قبل وطی کے یا خلوت صحیحہ کے تو نصف مہر لازم آتا ہی اور خلوت صحیحہ کی تفسیر بعد اسکے بیان ہوگی **ف** کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہی وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ یعنی اگر طلاق دو تم عورتون کو قبل اس بات کے کہ مس کرو تم اُنسے یعنی جماع کرو اور تم مقرر کر چکے تھے اُنکے واسطے کچھ حصہ تو واجب ہی تمپر نصف اُسکا جو مقرر کیا تھا تمنے **ص** اور صحیح ہی نکاح بغیر ذکر کرنے مہر کے **ف** اور دلیل اسکی وہی حدیث معقل بن سنان ہی اور اثر ابن مسعود کا **ص** اور اگر نکاح کیا اس شرط سے کہ مہر نہین ہی یا بدلے مین شراب کے یا بدلے مین سور کے یا ایک سر کے کے مٹکے سے اور اُس طرف اشارہ کیا اور وہ شراب نکلی یا ایک غلام سے اور اُسکی طرف اشارہ کیا اور وہ آزاد نکلا یا ایک کپڑے یا ایک جانور کے بدلے اور اُنکی صفت بیان کی یا تعلیم قرآن کے بدلے یا اس بات پر کہ خاوند آزاد اُسکی ایک سال خدمت کرے یا کسی کی بیٹی یا بہن سے اس بات پر کہ وہ بھی اُس سے اپنی بیٹی یا بہن کا نکاح کر دیوے تو ان سب صورتون مین نکاح صحیح ہوا اور مہر مثل لازم آویگا وقت وطی کے یا خلوت صحیحہ کے یا موت کے **ف** لیکن اول صورت سو اسواسطے کہ نکاح نام ہی اُس عقد کا جس سے اتصال اور انضمام ہو تو وہ فقط جورو خاوند سے درست ہوجاویگا اور اسکی شرط ساقط ہوجاویگی اور دوسری اور تیسری صورت مین اسواسطے کہ شراب اور سور ہمارے نزدیک مال نہین ہی تو گویا ایسا ہوا کہ نکاح کیا بغیر ذکر مہر کے اور اسی طرح چوتھی اور پانچوین صورت مین غلام یا سر کہ مال تھا لیکن وہ آزاد نکلا اور سرکہ شراب اور جو شخص آزاد ہو وے مال نہین ہی اور چھٹی صورت مین اسواسطے کہ وہ کپڑا اور جانور مجہول ہی تو نزاع پڑیگی تب مہر مثل لازم آویگا اور ساتوین صورت مین سو اسواسطے کہ تعلیم قرآن کچھ مال نہین ہی کیونکہ اُسپر اجرت لینا جائز نہین جیسا کہ آگے آتا ہی اور آٹھوین صورت مین اسلیے کہ خاوند آزاد مالک ہی زوجہ کا اور خدمت مقتضی ہی مملوکیت کی اور اُن دونون مین تناقض ہی تو مہر مثل لازم آویگا اور لیکن نوین صورت مین تو دونون عقد

جائز ہین لیکن اُسنے مہر کو وہ بنایا جو صلاحیت مالیت کی نہین رکھتا تو مہر مثل لازم آویگا جیسے شراب یا سور کو مہر کردیا اور یہ نکاح شغار کہلاتا ہی اور منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے روایت کی عبداللہ بن عمرؓ نے کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نکاح شغار سے اور شغار یہ ہی کہ نکاح کرے کوئی اپنی بیٹی کا کسی سے اس شرط پر کہ وہ بھی اُس سے اپنی بیٹی کا نکاح کردے اور کچھ مہر مقرر نہو اخراج کیا اسکا بخاری و مسلم نے اور امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک تعلیم قرآن کو مہر باندھنا جائز ہی اور یہ اختلاف مبنی ہی اس بات پر کہ اجرت لینا قرآن کی تعلیم پر جائز ہی یا نہین تو جن لوگون کے نزدیک جائز ہی اُنکے نزدیک اسکو مہر بھی مقرر کرنا درست ہی اور جنکے نزدیک اجرت لینا تعلیم قرآن پر جائز نہین اُنکے نزدیک مہر بھی باندھنا اسکا درست نہین اور امام شافعیؒ اس باب مین دلیل لاتے ہین حدیث سہل بن سعد سے کہ نکاح کردیا تھا آپ نے اُنکا ایک عورت پر قرآن سے اخراج کیا اُسکا بخاری و مسلم نے اور جواب اسکا یہی ہی جو روایت کی سعید بن منصور نے کہ یہ خصوصیات مین سے تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور روایت کی ابن الجوزی نے مکحول سے تحقیق کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نکاح کیا ایک مرد کا تعلیم قرآن پر اور کہتے تھے مکحول کہ یہ خصائص مین سے تھا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور اب کسی کے واسطے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ امر جائز نہین اور ذکر کیا طحاوی نے لیث سے کہ نہین جائز ہی یہ یکو بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور دلیل ہماری وہ ہی جو روایت کی احمد اور ابوداؤد نے عبادہ بن صامت سے کہ فرمایا اُنکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب لے لی تھی اُنھون نے ایک کمان اصحاب صُفہ سے اس بات پر کہ اُنکو قرآن سکھایا تھا کہ اگر یہ تیر دے تجکو کہ طوق پہنایا جاوے آگ کا تو لے اُسکو اور اُسکی اسناد مین سعید ضعیف ہی اور روایت کی ابن الجوزی نے ابی بن کعب سے کہ سکھایا مین نے ایک شخص کو قرآن اور اُسنے ہدیہ بھیجا میرے لیے ایک کمان سو ذکر کیا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سو فرمایا آپ نے اگر لے گا تو اُسکو لیوے گا ایک کمان آگ کی اور روایت کی طبرانی نے عبدالرحمن بن عمل انصاری سے کہ سنا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرماتے تھے پڑھو قرآن کو اور نہ غلو کرو اُسمین اور نہ باز رہو اُس سے اور نہ کھاؤ اُسکے بدلے اور نہ غرور کرو اُس سے اور فرمایا عثمان بن ابی العاص سے کہ لے تو ایسے مؤذن کو جو نہ لیوے اذان پر بدلا روایت کیا اُسکو احمد نے طرف بن عبداللہ سے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ الآیۃ یعنی حلال کی گئین سوا اُنکے تمھارے لیے عورتین یہ کہ طلب کرو تم اُنکو اپنے مالون سے یعنی نکاح کرلو یا خرید لو اور دلیل مہر مثل واجب ہونے کی یہ ہی کہ حکم کیا عبداللہ بن مسعود نے مہر مثل کا اُس عورت مین کہ خاوند اُسکا مرگیا ہو اور اُسکا مہر مقرر نہوا ہو اور شہادت معقل بن سنان کی کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بروع بنت واشق مین ایسا ہی اخراج کیا اُسکا احمد اور اصحاب سنن نے اور صحیح کیا اُسکو ترمذی اور ایک جماعت اہل حدیث نے **ص** اور موت سے مراد یہ ہی کہ کوئی خاوند یا بیوی سے مرجاوے اور اگر ان سب صورتون مین طلاق دیدیا قبل وطی اور خلوت صحیحہ کے تو متعہ لازم آویگا **ف** کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَا لَمْ تَمَسُّوْهُنَّ اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِيْضَةً وَّمَتِّعُوْهُنَّ عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ یعنی نہین گناہ ہی تمپر اگر طلاق دو تم عورتون کو جب تک جماع کرو اُنسے یا نہ مقرر کرو کوئی حصہ اُنکے واسطے مہر کا اور متعہ دو

اُنکو غنی پر ہی اُسکی مقدار اور مفلس پر ہی اُسکے لائق **ص** اس مقدار کا کہ زائد نہو نصف مہر مثل پر اور کم نہو پانچ درہم سے
ف اور یہی قول ہی کرخی کا اور یہ متعہ واجب ہی ہمارے نزدیک اور امام مالکؒ کے نزدیک مستحب ہی اور آیت
کلام اللہ کی اُنپر حجت ہی **ص** اور وہ تین کپڑے ہین پیراہن اور خمار **ف** یعنی اوڑھنی جس سے وہ اپنا سر
چھپاوے **ص** اور چادر **ف** جس سے تمام بدن چھپاوے **ص** اور صحیح یہ ہی کہ اعتبار متعہ مین خاوند کے
حال کا ہی کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ اور نزدیک کرخی کے عورت کا
حال معتبر ہی **ف** یعنی عورت کی لیاقت کے موافق اُسکو متعہ دیا جاویگا اور صحیح قول ہمارا ہی کیونکہ دینے والا خاوند ہی تو
اُسکی استطاعت اور لیاقت معتبر ہوگی جیسا کہ نفقے کے باب مین ہی کہا شیخ ابن الہمام نے کہ یہ اندازہ مروی ہی حضرت
عائشہؓ اور ابن عباسؓ اور سعید بن المسیب اور عطا اور شعبیؒ سے **ص** اور اگر نکاح کیا غلام نے اس امر پر کہ خدمت
کرے بیوی کی تو خدمت واجب ہوگی **ف** اسواسطے کہ غلام موضوع ہی واسطے خدمت کے اور خدمت غلام کی
عوض مال کے ہوتی ہی **ص** اور اگر نکاح کیا عورت مفوضہ سے یعنی اُس عورت سے جسنے نکاح کیا اپنا بغیر ذکر مہر کے
یا اس بات پر کہ اُسکو مہر نہین **ف** خواہ وہ عورت مفوضہ ہو یعنی اُسنے اپنے تئین آپ خاوند کو تفویض کیا ہو یا مفوضہ
ہو یعنی ولی نے اُسکو خاوند کے سپرد کیا ہو **ص** اور پھر دونون کسی مقدار مہر پر راضی ہو گئے تو بعد وطی کے
یا موت کے یہی مقدار لازم آویگی اور اگر طلاق دے دیا اُسکو قبل وطی کے تو متعہ لازم آویگا اور امام ابو یوسفؒ اور
شافعیؒ کے نزدیک نصف اس مقدار کا **ف** یعنی جس مقدار پر وہ دونون راضی ہو گئے ہین **ص** لازم آویگا **ف**
اور دلیل ہماری وہی آیت ہی **ص** اگر خاوند نے مہر معین پر کچھ بڑھا دیا خاوند کے ذمے پر واجب ہوگا تو اگر
طلاق دیدیا قبل وطی کے زیادتی ساقط ہو جاویگی **ف** اسواسطے کہ زیادتی اُسنے بسبب اشتیاق وطی کے کی تھی
تو جب مقصود فوت ہوا یہ زیادتی بھی جاویگی اور صورت مسئلے کی یہ ہی کہ کسی نے نکاح کیا ایک عورت سے اور مہر اُسکے
دس درہم ٹھہرے اور پانچ درہم اُسنے اپنی طرف سے بڑھا دیے اور پھر اُسکو قبل وطی کے طلاق دیدیا تو پانچ درہم لازم
آوینگے نہ ساڑھے سات **ص** عورت کو جائز ہی کہ بعض مہر یا کل مہر مرد کے ذمے سے ساقط کر دے **ف** کیونکہ مہر
حق عورت کا ہی اور حقدار کو پہونچتا ہی کہ حق اپنا ساقط کر دے **ص** یا اُس زیادتی کو جو مرد نے بڑھا دیا تھا اپنی طرف سے
ساقط کر دے **ف** مثلاً اسی صورت مین پانچ درہم چھوڑ دے **ص** اور خلوت مرد کی ساتھ عورت کے بغیر مانع
حسی کے جیسے مرض کہ مانع ہو وطی سے اور مانع شرعی کے جیسے روزہ رمضان کا یا احرام حج فرض یا نفل کا اور مانع طبعی
کے جیسے حیض اور نفاس کہ بطبیعت مکروہ جانتی ہی جماع کرنے کو حالت حیض و نفاس مین اور اگرچہ مانع شرعی بھی یہان موجود
ہی **ف** اور وہ قول اللہ تعالیٰ کا ہی فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّىٰ يَطْهُرْنَ یعنی جدا رہو
عورتون سے حیض مین اور نہ قریب ہو اُنسے یہان تک کہ پاک ہو جاوین اور قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جو شخص جماع
کرے حائض سے یا کسی عورت سے اُسکی دُبر مین یا کسی کاہن سے خبر پوچھ کے اُسکی تصدیق کی تو اُسنے انکار کیا اُس
چیز کا جو نازل ہوا محمد پر اخراج کیا اُسکا ترمذی اور ابن ماجہ اور دارمی نے ابی ہریرہؓ سے **ص** اور نہین مضایقہ

اگر مانع شرعی مرد و عورت دونون مین موجود ہو **ف** یعنی مانع شرعی مثل روزۂ رمضان و احرام اگر زوج کو بھی ہو تو خلوت صحیحہ کو ضرر نہین ہوتا اور اسیطرح مانع حسی **ص** ثابت کردیتی ہی پورے مہر کو **ف** اور اسی کا نام خلوت صحیحہ ہی اور امام شافعیؒ کے نزدیک مہر بدون جماع کے مستقر نہین ہوتا ہی اور دلیل ہماری اجماع صحابہ کا ہی اوپر اس بات کے کہ خلوت موجب ہی پورے مہر کو حکایت کیا اس اجماع کو طحاوی نے اور کہا ابن المنذر نے یہی قول ہی عمر اور علی اور زید بن ثابت اور عبداللہ بن عمر اور جابر اور معاذ بن جبل اور ابی ہریرہ رضی اللہ عنہم کا اور روایت کی دارقطنی نے محمد بن عبدالرحمن بن ثوبان سے مرسلاً کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس شخص نے کھولا خمار عورت کا اور نظر کی اسکو تو واجب ہوا مہر خواہ دخول کرے یا نکرے اور اسناد مین اسکی اگرچہ ابن لہیعہ ہی ضعیف کیا اسکو محدثین نے لیکن کہا ابن الجوزی نے کہ روایت کی اس سے علما نے اور بھی روایت کی اس سے اصحاب سنن نے اور بھی اخراج کیا اسکا ابوداؤد نے مراسیل مین ابن ثوبان سے اور رجال اسکے ثقہ ہین اور مرسل ہمارے نزدیک حجت ہی اور روایت کی بیہقی نے عمر اور علی رضی اللہ عنہما سے تحقیق کہ ان دونون نے فرمایا کہ جب بند ہوجاوے دروازہ اور چھوٹ جاوے پردہ تو عورت کو مہر ہی پورا اور اسپر عدت ہی اور اسناد اسکی منقطع ہی اور موطا مین ہی مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى ابْنِ سَعِيدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَضٰى فِي الْمَرْاَةِ اِذَا تَرَوَّجَهَا الرَّجُلُ اَنَّهٗ اِذَا اُرْخِيَتِ السُّتُوْرُ فَقَدْ وَجَبَ عَلَيْهِ الصَّدَاقُ یعنی جب چھوٹ جاوین پردے تو تحقیق کہ واجب ہوا مرد پر مہر اور روایت کی عبدالرزاق نے مصنف مین ابوہریرہؓ سے یہی قول عمرؓ کا اور کہا امام محمد بن الحسن نے موطا مین اَنَا مَالِكٌ اَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ اِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ بِامْرَاَتِهٖ وَاُرْخِيَتِ السُّتُوْرُ فَقَدْ وَجَبَ الصَّدَاقُ قَالَ وَبِهٰذَا نَاْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا یعنی کہا زید بن ثابتؓ نے کہ جب جاوے مرد عورت پاس اور چھوٹ جاوین پردے تو تحقیق کہ واجب ہوا مہر اور اسی قول پر ہمارا فتوی ہی اور یہی قول ہی امام ابوحنیفہؒ اور عامۂ فقہا کا اور روایت کی دارقطنی نے حضرت علیؓ سے کہ فرمایا آپ نے جب بند ہوجاوے دروازہ اور چھوٹ جاوے پردہ اور دیکھے عورت کو تو واجب ہوا مرد پر مہر اور روایت کی ابوعبید نے کتاب النکاح مین زرارہ بن اوفی کی روایت سے کہ کہا انھون نے حکم کیا خلفاے راشدین مہدیین نے کہ جسوقت بند ہوجاوے دروازہ اور چھوٹ جاوے پردہ تو تحقیق کہ واجب ہوا مہر اور عدت اور امام شافعیؒ کے مذہب کے موافق بھی روایت ہی ابن مسعودؓ اور ابن عباسؓ سے لیکن صحیح نہین اور روایت کی بیہقی نے شعبی سے انھون نے ابن مسعودؓ سے کہ جو شخص خلوت کرے عورت سے اور وطی نکرے تو اس عورت کو آدھا مہر ہی اور یہ منقطع ہی شعبی نے نہین سنا ابن مسعود سے اور روایت کی شافعی نے ابن عباسؓ سے مثل اسکے اور اسناد اسکی ضعیف ہی اور اخراج کیا اسکا ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے بھی اور طریق سے لیکن صحیح روایتین صحابہ سے ہمارے مذہب پر ہین **ص** اور مراد خلوت سے یہ ہی کہ خاوند اور عورت دونون ایسے مکان مین جمع ہوجاوین کہ وہان کوئی عاقل نہو اور بغیر انکے اذن کے انپر کوئی مطلع نہو سکے یا بسبب اندھیرے اور تاریکی کے کوئی انپر اطلاع نہ پاوے اور خاوند جانتا ہو کہ یہ میری عورت ہی اگرچہ

خاوند مجبوب یا عنین یا خصی ہووے ف مجبوب اُس مرد کو کہتے ہین کہ جسکی آلت اور خصیتین کٹے ہون اور عنین وہ جو وطی عورت پر قدرت نرکھتا ہووے اور خصی وہ جسکے خصیے نکال لیے ہون ص یا روزہ دار ہو روزہ فضا کا واجب مذہب مین اور ایک روایت مین نذر کا بھی اور اگر روزہ دار ہو رمضان کا یا احرام ہو یا عورت حایضہ ہو یا نفاس سے ہو یا بیمار ہو کوئی اُن دونون مین سے تو خلوت ثابت نہوگی اور نماز بھی مثل روزے کے ہو تو نماز فرض مین خلوت صحیح نہوگی جیسے فرض روزے مین اور صحیح ہو جاویگی نماز نفل مین جیسے نفل روزے مین اور عدت واجب ہو ف دلیل اُسکی وہی ہو جو مروی ہوا حضرت عمرؓ اور علیؓ سے سابقاً اخرجہ البیہقی ص ان سب صورتون مین برابر ہو کہ مانع موجود ہووے جیسے روزہ وغیرہ یا نہو احتیاطاً اور واجب ہو متعہ اُس عورت کو کہ اُسکو طلاق دیا ہو قبل وطی کے اور مہر اُسکا معین نہو ف اور دلیل اسکی اوپر گذری ص اور مستحب ہو سوا اُسکے اور عورتون کو بھی جس عورت کا مہر ٹھہر گیا ہو اور اُسکو طلاق دے قبل وطی کے جاننا چاہیے کہ مطلقات یعنی جو عورتین کہ طلاق دی جاوین چار قسم پر ہین پہلی وہ مطلقہ کہ اُس سے وطی نہ کی ہو اور نہ اُسکا مہر معین ہو تو اُسکے واسطے متعہ واجب ہو اور دوسری وہ مطلقہ کہ وطی نہ کی جاوے اور اُسکا مہر معین کر دیا ہووے اُس عورت کو متعہ مستحب نہین ف اور اصح یہ ہو کہ مستحب ہو ص تیسری وہ عورت کہ وطی کی جاوے اور اُسکا مہر معین نہین ہوا چوتھی وہ عورت مطلقہ کہ وطی کیجاوے اور اُسکا مہر بھی معین ہوا ہووے تو ان دو عورتون کے واسطے متعہ مستحب ہو تو حاصل یہ ہو کہ جسوقت عورت کے وطی کی تو متعہ اُسکو مستحب ہوگا برابر ہو کہ مہر اُسکا معین ہوا ہو یا نہوا اور اگر وطی نہین کی تو جس صورت مین مہر معین ہو نصف مہر دے اور متعہ مستحب نہین اور اگر نہین معین ہو تو متعہ واجب ہو اگر کسی عورت نے ہزار روپے اپنے مہر کے خاوند سے لیکے اُسکو اپنے قبضے مین کیا اور پھر وہی ہزار روپے عورت نے خاوند کو ہبہ یعنی بخشدیے اور خاوند نے بعد اسکے طلاق دیدیا اُسکو قبل وطی کے تو وہ روپے اُس سے اور لیوے کیونکہ عورت نے تمام مہر کو قبض کر لیا تھا اور مرد پر واجب نصف ہی ہوا تھا تو نصف پھیر دیگی اور روپے جو عورت نے خاوند کو ہبہ کر دیا تھا مہر سے محسوب نہوگا کیونکہ روپے اور اشرفی عقود مین ف مثل بیع اور شراء اور نکاح کے ص متعین نہین ہوتے ف یعنی کچھ روپے مقرر نہین ہوتے بلکہ جب روپے ہاتھ مین آوین تو وہ جو عورت نے ہبہ کر دیا تھا اگرچہ وہ روپے خاوند کے دیے ہوے تھے لیکن یہ نہین کہینگے کہ یہ وہی روپے ہین ص اور اسیطرح فسوخ مین ف یعنی جو چیزین کہ عقود کو فسخ کرتی ہین اور بیان اُسکا آگے آویگا ص اور اگر عورت نے قبضہ نہین لیا تھا اُن روپون کا یا نصف مہر کو قبضہ کیا تھا ف مثلاً پانچ سو روپے کا ہزار کی صورت مین ص اور پھر عورت نے ہبہ کر دیا خاوند کو کل مہر ف دونون صورت مین مگر اول صورت مین کل مہر بلا قبضہ ہبہ کر دیا یعنی اسقاط مہر کر دیا اسواسطے کہ کل مہر خاوند کے پاس ہو اور دوسری صورت مین ہبہ کل مہر کا اسطور پر ہوگا کہ اُس نصف کو بھی جو لیا ہو پھیر دے ص یا باقی کو ف دوسری صورت مین ص اور طلاق دیا اُسکو خاوند نے قبل وطی کے تو اب عورت پر کچھ لازم نہین آویگا اسلیے کہ حکم طلاق قبل وطی کا یہ ہو کہ جو عورت نے پورا مہر پایا ہو تو نصف مہر پھیر دے اور یہان ہبہ کل مہر کا قبل قبض ہو تو مرد کو نصف مہر سے زیادہ وصول ہوا اور اسواسطے کہ اب عورت کے پاس

ف مراد وہ بیماری ہو جو مانع وطی ہو
ف اسکو نصف مہر پھیرنا ہوگا
ف اور یہ اسوقت ثابت ہوتا ہو جبکہ خلوت صحیح ہو
ف اور اگر مرد نے قبل قبض کر دیا یا عورت نے قبل قبض بالنصف مہر پر وقف کر دیا کل مہر باقی ہبہ کر دیا اور دراہم دنانیر معین نہون ہو تو قیمت دراہم غیر دراہم مہر کے ہو سکتے ہین بس چاہیے کہ نصف قیمت

کچھ خاوند کا حق باقی نہین رہا اور اگر مہر کچھ اسباب ہو **ف** جیسے غلام گھر کپڑا وغیرہ **ص** اور عورت نے اسکو قبض کیا یا نہ کیا اور خاوند کو ہبہ کر دیا تو اب عورت پر دونون صورتون مین **ف** یعنی قبض کی صورت مین اور عدم قبض کی صورت مین **ص** کچھ لازم نہ آویگا اسواسطے کہ جب قبض نہین کیا ہو تو ظاہر ہو **ف** یعنی جیسا دونون مین جب قبض نکرے تو کچھ لازم نہین آتا تھا اسیطرح اسباب مین ہوگا **ص** اور جب قبض کیا ہو تب بھی کچھ لازم نہین آویگا کیونکہ اسباب متعین ہو اور اسی کو عورت نے خاوند کو بخشدیا **ف** یعنی جو مرد نے اسباب عورت کو دیا تھا وہی بعینہ عورت نے خاوند کو بخشدیا تو اب عورت پر کچھ نہین اور دونون مین یہ نہین کہہ سکتے کہ یہ بعینہ وہی روپے ہین جو خاوند نے عورت کو دیے تھے **ص** اگر کسی شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا ہزار درہم پر اس شرط سے کہ اسکو شہر سے نہ لیجاویگا یا اسپر دوسری عورت نکریگا یا شرط کی کہ اگر شہر سے نہ لیجاؤ تو دو ہزار درہم مین اور اگر لیجاؤ تو دو ہزار درہم اور پھر عہد اپنا پورا کیا یعنی اسکو شہر سے نہ نکالا اور اسپر دوسری عورت سے نکاح نہ کیا اور اسیطرح تیسری صورت مین بھی اسکو شہر سے نہ نکالا تو خاوند پر مہر کے ایک ہی ہزار درہم آوینگے تو اگر اول صورت مین اسکو شہر سے نکالا یا دوسری صورت مین کسی عورت سے نکاح کیا تو مہر مثل لازم آویگا اتفاقا اور اگر تیسری صورت مین اسکو شہر سے نکالا تو امام صاحب کے نزدیک مہر مثل لازم آویگا مگر ایک ہزار سے کم نہ دیا جاویگا اور دو ہزار سے زیادہ نہوگا یعنی اگر مہر مثل اسکا ایک ہزار سے کم ہو تو ہزار دیے جاوینگے اور اس سے کم نہوگا اور اگر مہر مثل اسکا دو ہزار سے زیادہ ہو تو دو ہزار دینا پڑینگے اور اس سے زیادہ نہوگا **ف** اور اگر مہر مثل اسکا ہزار سے زائد ہو لیکن دو ہزار سے کم ہو یا دو ہزار ہو تو جتنا ہو اتنا دینا پڑیگا **ص** اور نزدیک صاحبین کے دو ہزار لازم آوینگے اور امام زفر کے نزدیک دونون صورت مین مہر مثل لازم آویگا اور اگر نکاح کیا عورت سے اس غلام پر یا اس غلام پر **ف** مطلب یہ کہ دونون غلامون مین سے کسکو معین کیا اور کہا اس غلام پر یا اس غلام پر **ص** اور انمین سے ایک کم قیمت اور دوسرا بھاری قیمت نکلا تو مہر مثل لازم ہوگا پس اگر مہر مثل اسکا کم قیمت غلام سے بھی کم ہو تو اسکو کم قیمت غلام ملیگا اور اگر اسکا مہر مثل غلام بھاری قیمت سے بھی زیادہ ہو تو اسکو بھاری قیمت غلام ملیگا اور اگر اسکا مہر مثل دونونکے درمیان ہو **ف** مثلاً کم قیمت غلام کی قیمت سو روپے تھی اور بھاری قیمت کی دوسو اور اسکا مہر مثل ڈیڑھ سو ہو **ص** تو مہر مثل لازم آویگا **ف** اور اس صورت مین ڈیڑھ سو روپے دینا پڑینگے اور صاحبین کے نزدیک ہر صورت مین اسکو کم قیمت غلام ملیگا **ص** اور اگر طلاق دیدیا اسکو قبل وطی کے تو سب صورتون مین اسکو کم قیمت غلام کی نصف قیمت ملیگی اجماعاً **ف** اور اس صورت مین پچاس روپے اسکو ملینگے **ص** اگر نکاح کیا بدلے مین دو غلامونکے اور ایک انمین سے آزاد نکلا تو عورت کے واسطے وہی ایک غلام ہو اگر قیمت اسکی دس درہم ہون **ف** یا زیادہ ہون اور اگر دس درہم سے کم ہو تو خاوند کو چاہیے کہ دس پورے کر دیوے **ص** اگر نکاح مین شرط کیا کہ عورت بکر ہووے اور پھر اسکو ثیب پایا کل مہر دینا پڑیگا اور اگر نکاح مین گھوڑا یا کپڑا ہرات کا **ف** ہرات نام شہر کا ہو اور یہ قید اسواسطے لگائی ہو کہ اگر فقط کپڑا مہر قرار دے اور کچھ نام بیان نکرے تو مہر مثل لازم آویگا جیسا کہ اوپر گذرا **ص** مہر مقرر کیا برابر ہو کہ اسکے اور بھی وصف بیان کیے ہون یا نہ کیے ہون یا کسی مکیل کو **ف** مکیل اسکو کہتے ہین جو چیزین پیمانون مین ناپ کے بکتی ہین جیسے گیہون ملک عرب مین **ص** یا سونے روپے کو یعنی جو چیز وزن ہو کے فروخت ہوتی ہو مہر باندھا اور اسکی جنس بیان کردی **ف** یعنی یہ کہدیا کہ گیہون یا جو یا چنا یا جوار **ص** اور اسکا وصف بیان نہین کیا **ف** کہ گیہون کس قسم کے اور کس قیمت کے

ص تو ان سب صورتوں میں جو چیز مقرر کی ہو وہی لازم آویگی بیانہ درجے کی یا قیمت اُسکی ف مثلاً گھوڑے کو مہر مقرر کیا اور اُسکی صفت بیان نہیں کی تو گھوڑا اوسط قیمت کا نہ بہت اعلیٰ اور نہ بہت خسیس دیوے یا قیمت اُسکی دیدیوے اسیطرح پیمانہ اور موزون اور ثوب میں ص اور اگر پیمانہ اور موزون میں صفت بھی بیان کردی تو جو مقرر کیا ہو وہی لازم آویگا اور نکاح فاسد میں بغیر وطی کے کچھ واجب نہیں ہوتا اگرچہ خلوت کی ہو اُسکے ساتھ اور اگر وطی کی تو مہر مثل لازم آویگا بشرطیکہ زیادہ نہ ہو دے مہر معین پر اور اگر زیادہ ہو تو مہر معین لازم آویگا اور اُس عورت کے ولد کا نسب اُس مرد سے ثابت ہو جاویگا اور ردت اُسکی اگر وقت دخول سے وضع حمل تک چھ مہینے گذرے ہوں امام محمدؒ کے نزدیک اور اسی پر فتویٰ ہے اور اگر اس سے کم گذرے ہوں تو نسب ثابت نہ ہوگا ف اسواسطے کہ اقل مدت حمل کی چھ مہینے ہیں اور اسکا بیان آگے آویگا ص اور امام ابوحنیفہؒ اور ابو یوسفؒ کے نزدیک مدت نسب کا اعتبار وقت نکاح سے ہوگا جیسا کہ نکاح صحیح میں ف تو اگر نکاح کے وقت سے وضع حمل تک چھ مہینے گذرے ہیں تو نسب ثابت ہو جاویگا ورنہ نہیں اور ہدایہ میں امام محمدؒ کے قول کو اختیار کیا ہے اور وہی صحیح ہے اور موافق قیاس کے ہے ص اور مہر مثل عورت کا اُسکے باپ کی قوم سے اعتبار کیا جاویگا ف جیسے بہنیں اور پھوپھیاں اور پھوپھی کی بیٹیاں اور چچا کی بیٹیاں کیونکہ فرمایا حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے واسطے عورت کے مہر مثل اُسکی عورتوں کا ہے یعنی جو بہنیں مثل اُسکے ہیں اُنکا مہر دلایا جاویگا روایت کیا اسکو ترمذی نے اور بنسبت اور اُس سے باپ کے اقارب میں کذا فی فتح القدیر

ص اور مہر مثل میں معتبر ہے کہ دونوں عورتیں وقت عقد نکاح کے سن میں اور حسن میں اور مال میں اور عقل میں اور دین میں اور شہر میں اور زمانے میں اور بکارت میں اور ثیابت میں برابر ہوں تو اگر باپ کی قوم سے کوئی ان صفتوں کے ساتھ نہ ملا تو اور عورتیں جو غیر ہیں اُنسے اعتبار کرینگے اور نہ اعتبار کیا جاویگا مہر مثل ماں کے اور خالہ کے مہر سے مگر جب ماں اور خالہ اُسکے باپ کی قوم سے ہوں جیسے اُسکے باپ کے چچا کی بیٹیاں ہوں اور اگر ولی ضامن ہو جاوے خاوند کیطرف سے مہر کا تو درست ہے اگرچہ وہ عورت نابالغہ ہو اور عورت کو اختیار ہے کہ چاہے مہر اپنا ولی ضامن سے طلب کرے یا خاوند سے اور اگر ولی نے ادا کر دیا تو صحیح ہے اور ولی خاوند سے مجرا لیوے اگر خاوند کے حکم سے ضامن ہوا تھا اور اگر خاوند کے حکم سے ضامن نہیں ہوا تھا تو خاوند سے مجرا نہیں لے سکتا اور بیع میں حاکم نہیں تو اگر باپ نے اپنے نابالغ ولد کا مال چچا اور قیمت کا ضامن ہوا تو ضمان صحیح نہوگا ف اور وجہ فرق اسکی اصل کتاب میں مذکور ہے ص اور عورت کو پہونچتا ہے کہ منع کرے خاوند کو جماع سے اگرچہ پیشتر مرد نے اُس سے وطی کی ہو یا خلوت کی ہو اُسکی رضا سے اور اس سے کہ خاوند اُسکو اپنے ساتھ سفر میں لیجاوے جب تک مہر معجل اپنا کل ہو یا بعض یا جو مہر مؤجل میں سے بالفعل دیا جاتا ہے اُس عورت کے مہر مثل سے موافق دستور کے نہ لیوے اور دونوں صورتوں میں خاوند پر نفقہ واجب رہیگا ف کیونکہ عورت اپنا حق طلب کرتی ہے اور کچھ ظلم نہیں کرتی کہ خاوند نفقہ نہ دیوے ص اور صاحبین کے نزدیک اگر خاوند اُس سے پیشتر وطی یا خلوت کر چکا ہے اُسکی رضامندی سے تو بعد اُسکے عورت کو اختیار منع کا باقی نہیں رہیگا اور بھی درست ہے عورت کو کہ قبل لینے اس مہر کے بغیر اذن خاوند کے سفر کرے یا کسی حاجت کو یا اپنے اقارب کی ملاقات کو جاوے اور بعد قبض کر لینے اس مہر کے درست نہیں ف کہ بغیر اذن خاوند کے سفر کرے یا کسی حاجت کو یا اپنے اقارب کی ملاقات کو جاوے ص اور اگر مہر معجل اور مؤجل بیان نہیں کیا گیا تو عورت کو منع وطی و سفر نہیں پہونچتا ہے واسطے لینے کل مہر کے اور جب مؤجل میں بعض مہر کا

دستور ہی تو عورت کو منع نہین پہونچتا ہی واسطے قبض کر لینے کل مہر کے ف بلکہ جتنا دستور ہی بالفعل دینے کا اُتنے
کیواسطے منع پہونچتا ہی جیسا کہ گذرا ص اسیطرح اگر کل مہر مؤجل ہو تو عورت کو حق منع مذکور نہین پہونچتا اسلیے
کہ اُسنے اپنے حق کو ساقط کر دیا اور اگر خاوند نے اسقدر مہر ف یعنی مہر معجل یا مؤجل مین سے جتنے دینے کا دستور ہی
ادا کر دیا تو پھر خاوند کو پہونچتا ہی کہ عورت کو اپنے ساتھ سفر مین لیجاوے ظاہر روایت مین ف کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی
اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ یعنی رکھو اُنکو جہان تم رہو ص اور بعضون کے نزدیک خاوند کو بعد
ادا کے بھی سفر مین لیجانا نہین پہونچتا اور اسی پر فتویٰ دیا ہی فقیہ ابواللیث رح نے ف اور اسی طرف مائل ہوے مین
بہت سے مشایخ جیسا کہ خزانے مین ہی اور اسی پر فتویٰ دیا جاویگا بوجہ فساد زمانے کے کہ غریب عورتون کو ضرر
پہونچتا ہی ص اور درست ہی کہ اُسکو لیجاوے ایسی جگہ پر کہ اُسکے مسکن سے وہان تک مدت سفر کی ہووے ف
یعنی تین دن تین رات سے کم ہووے ص اگر زوج اور زوجہ نے اختلاف کیا اصل مہر مین سو ایک نے کہا کہ
مہر معین نہین ہوا تھا اور دوسرے نے کہا معین ہوا تھا تو جو کہتا ہی کہ مہر معین ہوا ہی اگر وہ گواہ قائم کرے تو قول اُسکا
معتبر ہوگا اور اگر گواہ قائم نکرے تو جو کہتا ہی کہ مہر معین نہین ہوا ہی اُسکو قسم دلا دینگے اگر وہ قسم نہ کھاوے تو دوسرے
کا قول معتبر ہو جاویگا ف یعنی مہر معین کا اعتبار ہوگا ص اور اگر قسم کھالی تو مہر مثل واجب ہوگا اور یہ مذہب صاحبین کا
ہی اور امام صاحب کے نزدیک نکاح مین قسم نہ دیوینگے اور مہر مثل واجب ہوگا ف جس صورت مین وہ گواہ قائم نکرے
ص اگر اختلاف کیا مہر کے اندازے مین ف مثلاً خاوند نے کہا سو درہم تھے اور زوجہ نے کہا دو سو درہم
ص تو جو گواہ قائم کرے اُسکا قول قبول کیا جاویگا اور اگر کسی نے گواہ نہین قائم کیا تو مہر مثل کو دیکھینگے اگر مہر مثل خاوند
کے دعوے کے برابر یا کم ہی تو خاوند کا قول معتبر ہوگا ساتھ حلف کے اور اگر مہر مثل عورت کے دعوے کے برابر ہی یا عورت
کے دعوے سے زائد ہی تو قول عورت کا معتبر ہوگا ساتھ حلف کے اور اگر دونون نے گواہ قائم کیے اور مہر مثل موافق
خاوند کے ہی یا کم اُس سے تو گواہ عورت کے مقبول ہونگے اور اگر مہر مثل موافق عورت کے ہی تو گواہ خاوند کے مقبول ہونگے
اسواسطے کہ گواہ مشروع ہین واسطے اثبات اُن امور کے جو خلاف ظاہر ہین اور قسم مشروع ہی واسطے باقی رکھنے اصل کے
اپنی اصل پر فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گواہ مدعی پر ہین اور قسم اُس شخص پر ہی جو انکار کرے ف اخراج کیا
اس حدیث کا بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اور روایت کیا اسکو امام احمد نے مسند مین اور معانی اس حدیث کے
صحاح ستہ مین موجود ہین اخراج کیا اُنکا مسلم اور اصحاب سنن نے ص اور اصل نکاح مین یہ ہی کہ مہر مثل سے ہو تو جو شخص دعوی
کریگا خلاف اسکے تو گواہ اُسکے قوی ہونگے اور اگر مہر مثل درمیان مین خاوند اور عورت کے دعوے کے ہو ف مثلاً عورت
نے دو سو روپے کا دعوی کیا اور خاوند نے سو روپے کہے تھے اور مہر مثل ڈیڑھ سو ہی اور درمیان مین ہونے سے مراد یہ ہی کہ
مہر مثل خاوند کے دعوے کے موافق اور اُس سے کم بھی نہو اور عورت کے دعوے کے برابر اور اُس سے زیادہ بھی نہو بلکہ خاوند
کے دعوے سے زیادہ اور عورت کے دعوے سے کم جیسا کہ اس صورت مین ہی ص تو جو گواہ لاوے قول اُسکا معتبر ہوگا
اور اگر دونون گواہ لائے مہر مثل لازم ہوگا اور اگر کوئی نہ لاوے تو دونون پر قسم آویگی اور جو قسم کھاوے تو اُسکا قول

معتبر ہوگا اور جو دونون نے قسم کھائی تو مہر مثل لازم آویگا یہ سب صورتین جب ہین کہ نکاح قائم ہوا اور اختلاف واقع ہو مہر مین اور اگر خاوند نے طلاق دے دیا عورت کو قبل وطی کے **ف** اور اگر طلاق دیا بعد وطی کے تو اسکی صورت بعینہ وہی ہوگی جب نکاح قائم ہو جیسا کہ گذرا **ص** بعد اسکے مہر کے اندازے مین اختلاف ہوا تو متعہ مثل لازم ہوگا یعنی متعہ مثل اگر برابر نصف قدر دعوی مرد کے یا کم اس سے ہو پس قول مرد کا معتبر ہوگا اور اگر متعہ مثل برابر نصف قدر دعوی عورت کے ہو یا زیادہ اس سے تو قول عورت کا معتبر ہوگا اور جو گواہ لاویگا قول اسکا معتبر ہوگا اور اگر دونون گواہ لائے اور متعہ مثل **ف** یعنی ہو اسکی ہمسر عورتون کو متعہ دیا جاتا ہو **ص** موافق مرد کے ہو تو عورت کے گواہون کا اعتبار ہوگا اور اگر متعہ مثل موافق عورت کے ہو تو مرد کے گواہون کا اعتبار ہوگا **ف** اور دلیل اسکی اوپر گذری **ص** اور اگر متعہ مثل درمیان ہین دعوے زوج اور زوجہ کے ہو **ف** یعنی عورت کے دعوے سے کم اور مرد کے دعوے سے زیادہ **ص** تو جو شخص گواہ لاوے قول اسکا معتبر ہوگا اور اگر دونون گواہ لائے تو متعہ مثل واجب ہوگا اور اگر دونون گواہ نہ لائے تو جو قسم کھاویگا قول اسکا معتبر ہوگا اور اگر دونون نے قسم کھائی تو متعہ مثل واجب ہوگا **ف** اور ان صورتون مین دعوی خاوند اور عورت کا بابت نصف مہر کے ہوگا کیونکہ طلاق قبل وطی کے ہو تو برابری اور کمی اور زیادتی نصف مہر کی ساتھ متعہ مثل کے دیکھی جاویگی **ص** اگر زوج مر گیا یا زوجہ مر گئی اور پھر اصل مہر یا اندازہ مہر مین اختلاف ہوا تو حکم اسکا بعینہ ایسا ہو جیسے حالت حیات مین تھا اور جو زوج اور زوجہ دونون مر گئے اور نزاع پڑی اندازہ مہر مین تو خاوند کے وارثون کے قول کا اعتبار ہوگا اور اگر نزاع پڑی اس بات مین کہ مہر معین ہوا تھا یا نہین ہوا تھا تو امام صاحب کے نزدیک کچھ لازم نہ آویگا اور صاحبین کے نزدیک مہر مثل لازم آویگا اور اسی پر فتوی ہو **ف** کیونکہ مہر مثل مرد کے ذمے پر ثابت ہو گیا تھا اور دین ہو گیا تھا تو مرنے سے ساقط نہ ہوگا **ص** اگر خاوند نے عورت کو کوئی چیز بھیجی بعد اسکے اختلاف ہوا عورت نے کہا کہ یہ ہدیہ اور تحفہ تھا اور خاوند نے کہا مہر تھا تو خاوند کا قول اسکے ساتھ حلف کے معتبر ہوگا **ف** اسواسطے کہ خاوند تملیک کر رہا ہو اس چیز کی زوجہ کو اور مالک کو زیادہ پہچانتا ہو حقیقت تملیک کو اور ظاہر ہو کہ تحفہ دینا واجب نہین اور مہر واجب ہو اور غالبا سعی واجب کے ادا کرنے مین ہوتی ہو **ص** مگر جب وہ چیز ایسی ہو کہ اسکو جمع کر کے رکھتے ہون جیسے روئی اور جو کھانے کے واسطے طیار ہو **ف** مثل گوشت وغیرہ کے **ص** برخلاف گیہون کے **ف** اور ایسا ہی آٹا اور زندہ بکری اور سکہ اور تمام عروض غیر معینہ

فصل نکاح ذمی کے بیان مین

ص اگر نکاح کیا ایک ذمی نے ذمیہ سے یا حربی نے حربیہ سے دار الحرب مین ہمارے مین مرد سے کے یا بغیر مہر کے اور یہ اسکے دین مین جائز ہو وے اور جو جائز نہ ہووے یہ انکے دین مین یا واجب ہو مہر انکے نزدیک پس حکم عدم وجوب مہر کا ہوگا اور پھر جو رد سے وطی کی یا طلاق دے دیا اسکو قبل وطی کے یا مر گیا تو امام صاحب کے نزدیک کچھ مہر لازم نہ آویگا **ف** اسواسطے کہ ذمی ہمارے احکام کے پابند ہین دیانات مین جیسے نماز یا روزہ وغیرہ اور معاملات مین بھی ہمارے خلاف اعتقاد رکھتے ہین مثلا سور اور شراب کا جنپنا جائز رکھتے ہین تو ہمکو چاہیے کہ انکو ترک کر دین اور انکے مسائل سے متعرض نہون برخلاف زنا کے کہ وہ سب دینون مین حرام ہو اور سود انکے عقود مین سے نکال لیا گیا ہو کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

کر بیچ خمر سو دیوے تو اسکے بارے میں ہمارے علماء میں عمدہ نہیں ہے کما ذکرہ یعنی نے اس لفظ سے غریب ہے اور روایت کی شعبی سے کہا کہ لکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طرف اہل نجران کے اور وہ نصاریٰ تھے کہ جسنے تم میں سے بیع کی سود سے تو نہیں ہے ذمہ اسکے لیے اور روایت کی ابو عبید نے کتاب الاموال میں اور اسمیں ہے کہ جس شخص نے کھایا انمیں سے سود تو ذمہ میرا بری ہے اس سے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَاَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَقَدْ نُهُوْا عَنْهُ تو اس معلوم ہوا کہ ربا انکے نزدیک بھی حرام ہے **ص** اور اگر نکاح کیا انھوں نے شراب میں کسی سو معین پر اور پھر زوج اور زوجہ دونوں اسلام لائے یا ایک انمیں سے اسلام لایا تو عورت کو جو معین ٹھہاوے ملیگا **ف** یعنی شراب اول صورت میں اور سو معین دوسری صورت میں **ص** اور اگر انھوں نے شراب اور سور کو معین کیا تو شراب کی قیمت لازم آویگی جب شراب ٹھہری ہو اور مہر مثل لازم آویگا سور کی صورت میں

ص باب غلام اور کافر کے نکاح میں

نہیں جائز ہے نکاح غلام اور لونڈی کا مگر اپنے مولی کے اذن سے اور جو بلا اذن سید کے نکاح کریں تو یہ نکاح موقوف ہوگا اگر سید اجازت دیوے تو جائز ہو جاویگا اور جو رد کرے تو باطل ہوگا **ف** اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو غلام نکاح کرے بغیر اذن سید کے تو وہ زانی ہے روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ترمذی اور دارمی نے اور امام مالک کے نزدیک جائز ہے اور یہ حدیث انپر حجت ہے **ص** اور یہی حکم ہے مکاتب اور مدبر اور ام ولد کا **ف** یعنی ان سب کی بھی نکاح بلا اجازت مولا جائز نہیں اور یہ نکاح موقوف ہے مالک کی اجازت پر اگر اجازت دیگا تو نکاح جاری ہو جاویگا اور اگر رد کریگا تو نکاح باطل ہو جاویگا **ص** تو اگر انھوں نے نکاح کر لیا اپنے مالک کے اذن سے تو مہر عورت کا انپر واجب ہوگا اور غلام مہر کے قرضے میں بیچا جاویگا اور مکاتب اور مدبر نہ بیچے جاوینگے بلکہ سعی کرکے ادا کرینگے اور اگر غلام نے اذن طلب کیا اور مولی نے کہا کہ اسکو طلاق دی میرے اجازت ثابت ہو جاویگی اسواسطے کہ طلاق بھی بغیر حوائج نکاح کے نہیں ہوتا ہے اور اگر مولی نے اتنا ہی کہا کہ طلاق دیدے یا چھوڑ دے تو اجازت نہ ہوگی اور اگر مولی نے غلام کو اذن دیا نکاح کا تو یہ اذن شامل ہوگا نکاح صحیح اور فاسد کو پس اگر نکاح فاسد کیا اور وطی کی تو وہ غلام مہر میں بیچا جاویگا اور اگر وطی نہیں کی تو نکاح فاسد میں مہر لازم نہ ہوگا **ف** اور نکاح صحیح میں لازم آویگا **ص** اور اگر جس عورت سے نکاح فاسد کیا تھا پھر اسی سے دوسری بار نکاح صحیح کرے یا کسی اور عورت سے نکاح کرے تو مالک کی اجازت پر موقوف رہیگا کیونکہ اجازت مولی کی اول نکاح فاسد پر تمام ہو گئی تھی اور اگر مولی نے اپنے عبد ماذون کا نکاح کیا اور وہ قرض دار تھا نکاح صحیح ہوا اور سکو مہر مثل میں برابر اور قرضخواہوں کے ہوگی تو اگر اس عورت کا مہر برابر تھا مہر مثل کے یا کم تو وہ غلام اگر بیچا جاویگا تو اسکی قیمت اس عورت اور قرضداروں پر موافق حصے کے تقسیم کر دی جاویگی **ف** مثلاً قرض سو روپے تھے اور مہر بھی سو روپے تھے اور غلام بیچا پانسو روپے کو فروخت ہوا تو پچیس روپے قرضداروں کو اور پچیس عورت کو دیجاوینگے **ص** اور اگر اسکا مہر زائد ہو مہر مثل سے تو وہ عورت حصہ اس اضافہ مہر کے موافق نہ لیگی بلکہ اسکے حق زائد کے دینے میں تاخیر کرینگے یہاں تک کہ قرضداروں کا قرض پورا ہو جاوے **ف** مثلاً مہر مثل اس عورت کا سو روپے تھے اور مہر معین اسکے دو سو روپے ہیں اور قرضداروں کا قرض بھی بمقدار سو روپے کے ہو اور وہ غلام تین سو روپے کو فروخت

ہوا تو سو عورت کے والا رہے جاوینگے اور سو فرخندا روں کی تعداد اسکے جو سو پیچھے ہیں وہ بھی عورت کو ملینگے اور اگر دو سو کو بکا اور کچھ نہ بچا تو وہ رقم جو مہر مثل سے زائد ہو عورت کو نہ دلاوینگے **ص** اگر میاں نے اپنی لونڈی کا نکاح کسی شخص سے کردیا تو وہ لونڈی اس شخص کی ملک سے نہ نکلیگی اور وہ لونڈی اپنے مولی کی خدمت کرے اور خاوند جب وقت پاوے تو اس سے وطی کرلیوے اور مولی پر واجب نہیں بیتوتت اور بیتوتت اسکو کہتے ہیں کہ مولی اس لونڈی کے اور خاوند کے درمیان میں تخلیہ کردیوے اور اسکے واسطے کوئی جگہ معین کردے اپنے مکان سے کہ خاوند کو اس جگہ آنے سے کوئی ممانعت نکرے اور مولی اس لونڈی سے خدمت نہ طلب کرے مگر خاوند پر نفقہ اس لونڈی کا واجب نہوگا جب تک کہ مولی بیتوتت نکرے تو اگر مولی نے بیتوتت کی اور پھر اس سے رجوع کرگیا تو صحیح ہوگا اور خاوند پر سے النفقہ ساقط ہوجاویگا اور اگر وہ لونڈی بغیر طلب مالک کے اسکی خدمت کرے اور بیتوتت ہووے تو نفقہ خاوند سے ساقط نہوگا اور مولی کو پہونچتا ہے کہ اپنے غلام اور لونڈی کا جبراً نکاح کردیوے بغیر انکی رضا کے اگر کسی عورت آزاد نے قبل وطی کے اپنے تئیں آپ قتل کیا تمام مہر خاوند پر لازم آویگا اور اگر مولی نے اپنی لونڈی کو قبل اسکے کہ خاوند اسکا اسے وطی کرے قتل کیا تو خاوند پر کچھ نہ لازم آویگا اور لونڈی کا خاوند اپنے سید کے اذن سے اس سے عزل کرے **ف** عزل اسکو کہتے ہیں کہ وقت قرب انزال کے ذکر کو فرج عورت سے باہر کرلیوے تا انزال منی باہر ہووے اور اپنی لونڈی میں عزل بغیر اذن لونڈی کے جائز ہے ایسا ہی کہا ہے ابن عباس نے اور یہی ماثور ہے عمر سے کہ ذکر کیا اسکو کشف الغمہ میں اور آزاد عورت سے بغیر اسکے اذن کے جائز نہیں کیونکہ مروی ہے حضرت عمر سے الخطاب سے کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ عزل کیا جاوے آزاد عورت سے مگر اسکے اذن سے اخراج کیا اسکا ابن ماجہ نے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عزل میں مختلف احادیث وارد ہوئی ہیں بعض سے رخصت ثابت ہوتی ہے اور بعض سے کراہت اور اولیٰ ترک ہے تصریح کی اسکی امام نووی نے اور کشف الغمہ میں ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب اور عبداللہ بیٹے انکے رضی اللہ عنہما مکروہ رکھتے تھے عزل کو اور کہا عبدالوہاب شعرانی نے فحاصل الامر الکراھۃ الا لضرورۃ شدیدۃ **ص** اور جو لونڈی یا مکاتبہ لونڈی کسی غلام کے یا آزاد کے نکاح میں ہووے اور آزاد ہوجاوے تو اسکو اختیار ہے **ف** اسواسطے کہ بریرہ لونڈی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جب آزاد ہوئی تو آپ نے اس سے فرمایا کہ تو مالک ہوئی اپنے بضع کی تو اختیار کرلے کہا زیلعی نے تخریج ہدایہ میں اخراج کیا اس حدیث کا دارقطنی نے حضرت عائشہ سے اور روایت کیا اسکو ابن سعد نے طبقات میں اور اسمیں ہے کہ فرمایا آپ نے قد عتق بضعک معک فاختاری اور یہ مرسل ہے شعبی سے اور مرسل ہمارے نزدیک حجت ہے خلاف اسکے یہ حدیث صحیحین میں مروی ہے حضرت عائشہ سے اور اسمیں ہے کہ اختیار دیا اسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو اختیار کرلیا اسنے اپنے نفس کو اور روایت نسائی میں ہے اختاری یعنی اختیار کرلے **ص** اور امام شافعیؒ کے نزدیک اگر خاوند اسکا آزاد ہو تو اسکو اختیار نہوگا **ف** اور یہی مذہب ہے احمد اور مالک کا اور ذکر کیا کشف الغمہ میں ایک اثر ابن عمر سے اس باب میں موافق امام شافعیؒ کے لیکن ترک کیا ہمنے اس اثر کو اس سبب سے کہ روایت کی ابوداؤد نے باسناد صحیح حضرت عائشہؓ سے کہ بریرہ کا خاوند آزاد تھا جسوقت وہ آزاد ہوئی اور وہ اختیار دی گئی آخر حدیث تک

ل بجائے کہو مولی سے بسبب قتل کرنے لونڈی کے اسکا یہ ہے کہ مولی اعضاء میں پس غلام اسکا اور پہلی صورت میں عورت قاتلا اپنے نفس کو نہیں لیتی سہو ہے مہر کامل اسکا کون سا ہے اور قتل خطا کی صورت میں مہر کامل واجب ہوگا کذا فی الاصل ۱۲ منہ

م ۱۲ منہ

اور ابن عباس کی روایت میں ہے کہ وہ غلام تھا اور ایسا ہی ہے روایت صفیہ میں اخراج کیا انکا اصحاب صحاح نے اور تیسری حدیث حضرت عائشہ کی ہے کیونکہ وہ زیادہ واقف تھیں بریرہ کے حال سے بہ نسبت ابن عباس کے علاوہ اسکے صحیح روایتوں میں یہ بھی ہے کہ خاوند اسکا غلام تھا اور یہ کچھ اسکے منافی نہیں کہ وقت آزاد ہونے بریرہ کے بھی وہ آزاد ہوا اور وہ جو ایک روایت میں ہے کہ خاوند دی گئی تھی بریرہ اور خاوند اسکا غلام تھا مجہول ہے اور یہ مطلع ہونے ابن عباس کے اسکی آزادی سے اور ہمارے مذہب میں یہ تینوں حدیثیں بھی متحقق ہے ہر خلاف مذہب امام شافعی کے ص اور اگر لونڈی نے نکاح کیا بدون اذن مالک کے اور پھر وہ آزاد ہو گئی تو نکاح نافذ ہو جاویگا اور اسکو اختیار نہیں ہیگا اسواسطے کہ وہ رضا دی ہو گئی تھی ف بخلاف اس صورت کے کہ نکاح کر دیا تھا اسکا مالک نے کیونکہ اس صورت میں رضا اور عدم رضا اسکی دونوں برابر ہیں ص اور وہ مہر جو واجب ہوا وہ اسکے مالک کا ہوا اگرچہ زائد ہو مہر مثل پر اگر وطی کے قبل آزاد ہوئی اور جو قبل وطی کے وہ آزاد ہو گئی تو وہ لونڈی کا ہوا اور جس شخص نے وطی کی اپنے بیٹے کی لونڈی سے اور اسکے اولاد ہوئی اور دعوی کیا اسکا اس شخص نے تو نسب ثابت نہ ہوا اس لڑکا کا اس شخص سے ثابت ہو جاویگا اور وہ اسکی ام ولد ہو جاویگی اور واجب ہوگی باپ پر قیمت اسکی اسواسطے کہ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تو اور مال تیرا واسطے باپ کے ہے ف مروی ہے یہ حدیث عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے کہ آیا ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اور کہا کہ میرا باپ میرے مال کا محتاج ہے تو فرمایا آپ نے تو اور مال تیرا واسطے والد تیرے کے ہے تحقیق کہ اولاد تمہاری اچھی کمائی ہے تمہاری کھاؤ اپنی اولاد کے کسب سے اخراج کیا اس حدیث کا ابو داؤد اور ابن ماجہ نے ص مفید ہے ملک الد کو بیٹے کے مال میں وقت حاجت کے تو قبل وطی کے وہ عورت ملک میں ہوگی باپ کے تاکہ وطی حرام ہونے سے پیش واجب ہوگی قیمت اسکی باپ پر اور مہر نہ لازم آویگا کیونکہ اسنے اپنی لونڈی سے وطی کی ہے اور نہ لڑکے کی قیمت کیونکہ وہ لڑکا باپ کی ملک میں پیدا ہوا ہے اور یہی حکم دادا کا ہے بعد موت باپ کے قبل باپ کے مرنے کے اور اگر باپ نے بیٹے کی لونڈی سے نکاح کر لیا صحیح ہے اور وہ اسکی ام ولد ہوگی اور واجب ہوگا مہر نہ قیمت اسکی اور لڑکا اسکا آزاد ہوگا اسواسطے کہ وہ قرابت رکھتا ہے بیٹے سے اسلیے کہ لونڈی ملک بیٹے کی ہے پس قیمت اسکے لڑکا بھی ملک بیٹے کا ہوگا اور جب ملک بھائی کا ہوگا تو آزاد ہو جاویگا ف کیونکہ اسکا بھائی ہے ص کیونکہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص مالک ہو کسی ذی رحم محرم کا تو وہ آزاد ہو جاویگا اسپر ف اخراج کیا اس حدیث کا ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے سمرۃ سے ساتھ اس لفظ کے من ملک ذا رحم محرم فھو حر ص اگر وہ بچہ غلام کی آزاد ہوا اور غلام کہے مالک سے کہ تو میرے خاوند کو بدلے لینے ہزار درہم کے میری طرف سے آزاد کر اور مالک ایسا ہی کرے تو غلام عورت کی طرف سے آزاد ہو جاویگا اور نکاح فاسد ہوگا اسواسطے کہ وہ غلام عورت کی ملک میں آکر آزاد ہوا ہے خلاف تفریق کے کہ اسکے ترویج کرنے اور عورت کی جانب سے ہوگا بسبب نہ ہونے ملک کے اور اس صورت میں ولاء غلام کی عورت کو ملیگی اسواسطے کہ اسی نے آزاد کیا ہے ف اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ولاء اسکے واسطے ہے جو آزاد کرے روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے حضرت عائشہ رض سے ایک حدیث طویل میں ص اور اگر مکاتب نے کفارے سے کہا ہو تو یہ آزادی اسکی کفارے سے ادا ہو جاویگی ف مثلاً عورت پر کفارہ قسم کا تھا اور اسنے

نیت یہ کی کہ یہ غلام اُسی کے کفارے سے ادا کرتی ہوں تو کفارہ ادا ہو جاویگا **ص** اور اگر عورت یہ کہے کہ یہ میری طرف سے آزاد کرو اور بدلے کا ذکر نہ کرے **ف** جیسا کہ ذکر کیا تھا اول صورت میں **ص** اور مالک آزاد کر دیوے تو طرفین کے نزدیک نکاح فاسد نہوگا اور ولا رمالک کو ہوگی اور نزدیک امام ابو یوسف رح کے اس جگہ بھی نکاح فاسد ہوگا اور ولا عورت کو ہوگی **ف** اور دلیل اسکی اصل میں مذکور ہے **ص** اگر کافر نے کافرہ سے بغیر گواہوں کے نکاح کیا یا دوسرے کافر کی عدت میں تھی اور کسی کافر نے نکاح کیا اور یہ اُنکے دین میں جائز ہو اور پھر دونوں اسلام لائے ساتھی تو نکاح اپنے حال پر باقی رہیگا اور اگر نکاح کیا کافر نے کافرہ محرمہ سے **ف** یعنی جس سے اسلام میں نکاح حرام ہو جیسے ماں سے یا بہن سے یا بیٹی سے **ص** اور پھر اسلام لائے تو اُنکے درمیان میں تفریق کرا دیجاویگی **ف** کیونکہ اتفاق کیا اسپر علمائے اُمت نے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا تھا طلاق کا فیروز دیلمی کو جبکہ اسلام لائے تھے اور اُنکے نکاح میں دو بہنیں تھیں ہدایت کیا اُسکو زید بن اور ابو داؤد نے **ص** اور لڑکا مسلمان ہوگا اگر ہوئی اُسکے ماں باپ سے مسلمان ہو اور اگر دونوں میں سے کوئی اسلام لایا تب بھی لڑکا اُسی کے تابع ہو جاویگا **ف** اسواسطے کہ لڑکا تابع ہوتا ہے اُسکے جو ماں باپ میں سے از روے دین کے بہتر ہو اسلئے کہ کشف الغمہ نے تھے ان عباس سے تابع ہوتا ہے اپنی ماں کے ضعفائے مسلمین سے اور نہ تھے ساتھ اپنے باپ کے کیونکہ وہ تھے اپنی قوم کے دین پر **ص** اور اگر لڑکا مجوسی اور کتابی کے بیچ میں ہو تو تابع کتابی کا ہوگا **ف** اسواسطے کہ کتابی بہتر ہے مجوسی سے **ص** اگر نابالغ عورت مجوسی کا یا عورت کافر کی اسلام لاوے تو قاضی دو مرتبہ سے پر اسلام کو پیش کرے اگر وہ بھی اسلام لاوے تو نکاح باقی رہیگا اور اگر اسلام نہ لاوے تو ان دونوں کے بیچ میں تفریق کرا دی جاویگی تو اگر قاضی نے اسلام پیش کیا ہو اور تفریق طلاق بائن کے شمار میں ہوگی اور اگر پیش کیا ہو عورت نے تو یہ تفریق طلاق نہوگی کیونکہ طلاق عورت کی طرف سے نہیں ہوتی **ف** اور جاننا چاہیے کہ اگر خاوند مجوسی یا کتابی ہو بعد اسلام عورت کے اُسپر اسلام عرض کیا نہ ہوگا اور اگر عورت مجوسی ہو تو بھی یہی حکم ہو اور اگر کتابی ہو تو پیش کرنا اسلام کا اُسپر ضرور نہیں کیونکہ نکاح اہل کتاب کی عورتوں سے جائز ہے **ص** اگر نابالغ مسلمان ہو گیا اور عورت بعد پیش کرنے اسلام کے مسلمان نہوئی تو اگر وطی نہیں کی تو خاوند پر کچھ لازم نہیں آویگا **ف** اسواسطے کہ عورت کی طرف سے طلاق نہیں ہوتا تو نصف مہر بھی لازم نہوگا **ص** اور اگر وطی کی ہو تو کامل مہر لازم آویگا یعنی تفریق نہوئی ۱۲ اور اگر عورت اسلام لائی اور خاوند نے انکار کیا تو اگر وطی نہیں کی تو نصف مہر لازم ہوگا **ف** کیونکہ طلاق قبل وطی کے **ص** اور اگر وطی کی ہو تو کل مہر لازم آویگا اور اگر دارالحرب میں زوج یا زوجہ اسلام لائے تو جب تک عورت کو تین حیض نہ ہو جاویں قبل اسلام دوسرے کے فرقت نہوگی **ف** اور یہی ماثور ہوتا ہے **ص** اگر خاوند کتابیہ مسلمان ہو تو زوجہ کتابیہ اُسی کی رہیگی اور بائنہ ہو جاویگی تباہیں دار حرب سے بقید سے اگر کوئی زوج یا زوجہ میں سے کہ دونوں کافر تھے مسلمان ہو کے دارالحرب سے دارالاسلام میں آیا اور میان اُن دونوں کے فرقت ہو جاویگی یا قید ہو کے آیا ہو اور جو دونوں قید ہو کے آوینگے تو فرقت نہوگی اور جو عورت ہجرت کر کے دارالاسلام میں آوے بائنہ ہو جاویگی بلا عدت مگر در صورتیکہ وہ عورت حاملہ ہو تو اُس سے وطی نہ کریگا جب تک وضع حمل نہو **ف** اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن عورتوں میں جو

مقید ہوئی تھیں غزوۂ اوطاس میں کہ نہ ملی کی جاویں جا ملہ یہانتک کہ وضع کریں حمل اپنا اخراج کیا اسکا ابوداؤد نے
میں اور دارقطنی نے ص اگر زوج یا زوجہ کوئی انمیں سے مرتد ہوگیا معاذ اللہ فوراً بے حکم قاضی کے نکاح فسخ ہوجاویگا تو اگر
عورت وطی کی گئی ہو تو اسکے لیے کل مہر ہوا اور جو نہیں وطی کی تو جس صورت میں خاوند مرتد ہوگیا تو عورت کے لیے نصف مہر ہوا اور اگر
عورت مرتد ہوگئی تو خاوند پر کچھ لازم نہ آویگا ف اور جو وطی کی ہو تو ہر صورت میں کل مہر لازم آویگا ص اور اگر زوجہ
زوجہ دونوں ساتھ ہی مرتد ہوگئے اور پھر دونوں ساتھ ہی ایک ہی وقت میں اسلام لائے تو نکاح باقی رہیگا اور اگر کوئی دو عورت کے پہلے اسلام لایا تو نکاح فاسد ہوا

ص باب القسم

جب ایک مرد کی دو بیویاں آزاد ہوویں تو واجب ہے عدل اسکے درمیان میں قسم میں ف قسم اسکو کہتے ہیں کہ خاوند کھانے
پینے پہننے میں اور رات کو رہنے میں اپنی عورتوں کے بیچ میں قسمت کردیوے ص اس میں بکر اور ثیب برابر ہے ف اسواسطے
کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جسکی دو عورتیں ہوویں اور جھکاوہ ایک کی طرف آویگا قیامت کے دن کہ ایک جانب
اسکا جھکا ہوگا روایت کیا اسکو امام احمد اور ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور دارمی نے حضرت ابی ہریرہؓ سے کما شیخ
ابن حجر نے اسناد اسکی صحیح ہے اور یہ حدیث عام ہے شامل ہے بکر اور ثیب کو اور روایت ہے حضرت عائشہؓ سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم باری باٹتے تھے واسطے اپنی عورتوں کے بیچ عدل کرتے اور فرماتے تھے اے اللہ یہ بانٹ میری ہے جسمیں مختار ہوں میں سو ملامت
نہ کر مجھ جسمیں تو مختار ہے میں نہیں یعنی دل کا میلان کسی کی طرف زیادہ ہو تو نہ چاہیئے ہے گا قسمت میں برابری کرتا ہوں اخراج کیا اسکا
چاروں عالموں نے اور صحیح کیا اسکو ابن حبان اور حاکم نے ص اور نئی اور پرانی اور اسی طرح مسلمہ اور کتابیہ برابر ہے ف اور دلیل ہمارے
اطلاق اس حدیث کا ہے جو مروی ہوئی اور ائمہ ثلثہ باقیہ کے نزدیک اگر نئی عورت بکر ہو تو سات راتیں برابر اسکے پاس رہے اور اگر ثیب ہو
تو تین راتیں پھر بعد اسکے قسمت کرے کیونکہ روایت ہے انسؓ سے کہا سنت ہے کہ جب نکاح کرے ایک مرد باکرہ کو ثیب پر تو ٹھہرے اس
پاس سات راتیں پھر مارے آور جب نکاح کرے ثیب کو تو ٹھہرے اس پاس تین راتیں پھر بانٹے روایت کیا اسکو بخاری و مسلم
نے اور یہ لفظ بخاری کا ہے اور روایت ہے ام سلمہؓ سے کہ جب نکاح کیا آپنے ہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ٹھہرے اس پاس تین راتیں اور فرمایا
نہیں ہے تیرے اہل پر ذلت اگر چاہے تو تو سات دن رہوں تجھ پاس اور اگر سات دن رہوں تجھ پاس تو سات سات دن رہونگا
اور عورتوں پاس اخراج کیا اسکا مسلم نے ص اور لونڈی اور مکاتبہ اور ام ولد اور مدبرہ کو نصف حرہ کا ہے ف یعنی قسمت میں
برابری حرہ کی نہ کریگی کیونکہ کشف الغمہ میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آزاد عورت کے واسطے دو دن ہیں اور لونڈی
کے واسطے ایک دن اور روایت ہے حضرت علیؓ سے فرماتے تھے جب نکاح کی جاوے حرہ لونڈی پر تو واسطے حرہ کے دو ثلث ہیں اور
واسطے لونڈی کے ایک ثلث روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ اور عبدالرزاق اور دارقطنی اور بیہقی نے اور کما شیخ ابن الہمام نے کہ ایسا
ہی حکم کیا حضرت ابوبکر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما نے اور حجت پکڑی امام احمد نے حضرت علیؓ کے اثر سے اور ابن حزم نے جو اسکو ضعیف کیا
بسبب حال حارث بن عمرو کے اور ابن ابی لیلیٰ کے تو یہ کچھ نہیں اسواسطے کہ دونوں ثقہ ہیں حافظ ہیں اور زیلعی نے تخریج ہدایہ میں لکھا ہے کہ روایت
کی بیہقی نے ایسی ہی سعید بن المسیب سے اور سلیمان بن یسار سے کہ حرہ جب قائم کی جاوے اور سو کے بعد دے لونڈی کی تو اسکے واسطے دو دن ہیں
اور لونڈی کے واسطے ایک دن ص اور نہیں حق ہے عورتوں کا قسمت میں جب سفر کرے زوج یعنی شوہر جس عورت کو چاہے سفر میں لیجاوے

اور قرعہ واجب نہین **ف** اور امام شافعیؒ اور احمدؒ کے نزدیک نہین جائز ہی خاوند کو کہ نکلے سفر کو اور لیجاوے کسی عورت کو مگر اور عورتون کی رضا سے یا قرعے سے اور امام ابو حنیفہؒ یہ فرماتے ہین کہ عورتون کا حق نہین وقت سفر کرنے خاوند کے کیونکہ خاوند کو جائز ہی کہ سفر کرے اور کسی عورت کو ساتھ نہ لیجاوے تو اسی طرح اسکو جائز ہی کہ ایک کو کسی مین سے لیجاوے **ص** اور قرعہ بہتر ہی **ف** یعنی مستحب ہی کیونکہ کہا حضرت عایشہؓ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب ارادہ کرتے تھے سفر کا قرعہ ڈالتے اپنی عورتون مین پھر جس عورت کا نکلتا حصہ نکلتے اسکو لیکر روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے **ص** اور اگر اپنا حصہ اپنی سوکن کو راضی ہوکے دیدیوے تو درست ہی **ف** کیونکہ ہدایے مین ہی کہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا نے سوال کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ رجعت کر لیجیے آپ مجھسے اور کر دیجیے دن میرا واسطے حضرت عایشہؓ کے اور کہا زیلعی نے تخریج مین کہ اس سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طلاق دیا ہو سودہؓ کو اور یہ نہین پایا ہمنے کسی حدیث مین انتہی اور صحیح روایتون مین یہ مذکور ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکے طلاق کا ارادہ کیا تھا اور انھون نے اپنا دن بخش دیا حضرت عایشہؓ کو اور کہا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روک رکھیے مجکو شاید کہ مین تمھاری عورتون سے ہون جنت مین اور مرقات مین ہی کہ امام محمد بن الحسن نے کہا کہ پونہچا ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ کہا آپ نے واسطے سودہؓ کے عدت کر تو تو سودہؓ نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ رجعت کر لیجیے آپ مجھسے اور ایسی ہی روایت کی بیہقی نے عروہ سے مرسلاً اور اسی سے شاید اخذ کیا ہی صاحب ہدایہ نے اور اصح روایت وہ ہی جو صحیحین مین ہی حضرت عایشہؓ سے بیشک سودہؓ بنت زمعہ نے بخشدیا دن اپنا یعنی باری اپنی عایشہؓ کو اور تھے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بانٹتے حضرت عایشہؓ کے لیے دو دن اُنکا اور ایک دن سودہؓ کا اور روایت ہی حضرت ابن عباسؓ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات کی اور نو عورتین آپکی تھین اور قسمت کرتے تھے آٹھ مین آٹھ عورتون کے لیے اور عطا سے منقول ہی کہ وہ عورت جسکے واسطے قسمت نتھی صفیہؓ تھین اور تصریح کی محققین نے کہ وہ عورت سودہؓ تھین اور یہ کلام عطا کا محمول ہی اوپر غلطی ابن جریج راوی کے **ص** اور پھیر اگر اُس سے لوٹ جاوے تو درست ہی **ف** اسواسطے کہ یہ حق اُسکا ہی

ص کتاب الرضاع

تھوڑا اور بہت دودھ پینا اگرچہ ایک بار چوسے جب مدت رضاع مین ہووے رضاع ثابت کرتا ہی **ف** اور امام شافعیؒ کے نزدیک نہین ثابت ہوتی حرمت رضاع سے مگر جب پانچ بار چوسے کیونکہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہین حرام کرتا ہی ایک دو رضع چوسنا روایت کیا اسکو مسلم نے حضرت عایشہؓ سے اور ایک روایت مین مسلم کی ہی لَا تُحَرِّمُ الْاِمْلَاجَةُ وَلَا الْاِمْلَاجَتَانِ یعنی نہین حرام کرتا ہی ایک دو بار کا نچوڑنا کہا صاحب ہدایہ نے دلیل ہماری قول اللہ تعالیٰ کا ہی وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِیْٓ اَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ الآیۃ اور یہ عام ہی قلیل اور کثیر کو اور قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعِ مَا یَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ یعنی حرام ہوتا ہی رضاع سے جو حرام ہوتا ہی نسب سے اخراج کیا اسکا بخاری و مسلم نے ابن عباسؓ سے اور یہی مروی ہی ابن عباسؓ سے کہ وہ فرماتے تھے جو ہووے دو سال کے اندر اگرچہ ایک بار چوسے تو وہ حرام کر دیتا ہی اور حضرت ابن عمرؓ کو پونہچا کہ ابن الزبیر اترپیان کرتے ہین حضرت

عائشہؓ سے تحقیق کہ نہین حرام کرتی ہی رضاعت جب تک سات بار نہ چوسے تو کہا عبداللہ بن عمرؓ نے قول اللہ تعالی کا بہتر ہی قول حضرت عائشہؓ سے فرمایا اللہ تعالی نے وَاَخَوَاتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ اور نہین ذکر کیا ایک یا دو بار چوسنے کو اخراج کیا ان دونون اثرون کا عبدالوہاب شعرانی نے کشف الغمہ مین **ص** مدت رضاع کی امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک دو برس چھ مہینے ہین **ف** اور صاحبین کے نزدیک دو برس اور یہی قول ہی حضرت امام شافعیؒ کا اور امام زفر کے نزدیک تین برس کہا صاحب ہدایہ نے دلیل صاحبین کی قول اللہ تعالی کا ہی وَحَمْلُهٗ وَفِصَالُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا اسواسطے کہ کم مدت حمل کی چھ مہینے ہین تو فصال کے واسطے دو برس ہے اور قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لَا رَضَاعَ بَعْدَ حَوْلَيْنِ نہین ہی رضاعت بعد دو برس کے اور بلوغ المرام مین ہی کہ اخراج کیا اسکو دارقطنی اور ابن عدی نے ابن عباسؓ سے اور تفسیر مظہری مین ہی کہ روایت کیا اسکو ابن الجوزی نے بھی اور لفظ اسکا یہ ہی لَا رَضَاعَ اِلَّا مَا كَانَ فِي حَوْلَيْنِ نہین ہی رضاعت مگر جو ہو دو سال کے بیچ مین اور کہا دارقطنی نے کہ رجال اسکے صحیح ہین مگر ہشیم بن جمیل اور وہ ثقہ ہی حافظ ہی توثیق کی اسکی احمد اور عجلی اور ابن حبان نے اور بعضون کے نزدیک رضاع ساری عمر مین باقی رہتا ہی اور یہی ثور ہی حضرت عائشہؓ سے لیکن رد کیا اسکے اس قول کو اور ازواج مطہرات نے اور کہا کہ سنتے تھے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہین حرام کرتا ہی رضاع مگر جو چیرے آنت کو اور ہو وے قبل دودھ چھڑانے کے اور بھی سنتے تھے کہ فرمایا آپ نے نہین رضاع ہی مگر جو ہو دو سال مین اور نہین یتیمی ہی بعد احتلام کے ذکر کیا یہ کشف الغمہ مین **ص** اور بعد اس مدت کے رضاع نہین ثابت ہوتا **ف** کیونکہ روایت کی ابن ابی شیبہ نے کہ فرمایا حضرت عمرؓ نے نہین رضاع ہی مگر جو دو برس کے اندر ہو وے حالت صغر مین اور روایت کی طبرانی نے معجم صغیر مین حضرت علیؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہین رضاع ہی بعد دودھ چھڑانے کے اور نہین یتیمی ہی بعد جوان مضبوط ہونے کے اور روایت کی بغوی نے شرح السنہ مین مثل اسکے اور روایت کی عبدالرزاق نے حضرت علیؓ سے مرفوعا لَا رَضَاعَ بَعْدَ الْفِصَالِ نہین رضاع ہی بعد دودھ چھڑانے کے اور روایت کی ابن عدی نے کامل مین اور ابوداؤد طیالسی نے جابرؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لَا رَضَاعَ بَعْدَ فِصَالٍ وَلَا يُتْمَ بَعْدَ احْتِلَامٍ یعنی نہین رضاع ہی بعد دودھ چھڑانے کے اور نہین یتیمی ہی بعد احتلام کے اور جامع ترمذی مین ہی حضرت ام سلمہؓ سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہین حرام کرتی ہی رضاعت مگر وہ رضاعت کہ چیرے آنت کو اور ہو وے پہلے دودھ چھڑانے کے اور صحیح کیا اسکو ترمذی نے اور حاکم نے اور سنن ابوداؤد مین ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہین ہی رضاعت مگر وہ کہ پھیلا دے ہڈی کو اور پیدا کرے گوشت کو اور کشف الغمہ مین ہی کہ فرماتے تھے زہری ہمیشہ فتوی دیتے تھے ہمین حضرت عائشہؓ اس بات پر کہ نہین حرام کرتا ہی رضاع بعد دودھ چھڑانے کے یہانتک کہ وفات ہوئی انکی **ص** اور جس عورت نے دودھ پلایا وہ اس لڑکی کی ماں ہو جاتی ہی اور اسکا شوہر کہ جس سے اس عورت کا دودھ ہی باپ ہو جاتا ہی تو حرام ہو گا اس سے جو حرام ہوتا ہی نسب سے **ف** کیونکہ صحیح بخاری مین ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حرام ہوتا ہی رضاعت سے جو حرام ہوتا ہی نسب سے اور ایک روایت مین ہی بخاری کی یَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعِ مَا يَحْرُمُ مِنَ الْوِلَادَةِ اور ایک مین ہی اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ مِنَ الرَّضَاعِ مَا حَرَّمَ مِنَ النَّسَبِ **ص** مگر بہن نسبی کی مادر رضاعی یا بھائی نسبی کی مان رضاعی یا بھائی اور بہن رضاعی کی مان نسبی یا بھائی اور بہن رضاعی کی مادر رضاعی کہ یہ سب حرام نہین **ف** اور بہن نسبی کی مادر نسبی یا بھائی نسبی کی مادر نسبی حرام ہی جیسا کہ اوپر گذرا **ص** اور اسیطرح حرام نہین اپنے بیٹے کی رضاعی بہن اور نسبی حرام ہی کیونکہ بیٹے کی بہن نسب سے یا اپنی بیٹی ہو گی یا ربیبہ ہو گی اور دونون

حرام ہین اور رضاع مین ایسا نہین اور رہبی نہین حرام ہی اپنے بیٹے کی جدہ رضاعی سے اور نسب سے حرام ہی کیونکہ وہ یا اپنی مان ہوگی یا اپنی عورت موطوءہ کی مان اور دونون حرام ہین اور رضاع مین ایسا نہین اور اسیطرح نہین حرام ہی مادر رضاعی اپنے چچا اور پھوپھی کی اور مادر رضاعی اپنے ماموں اور خالہ کی مرد کے واسطے اسواسطے کہ مان نسبی چچا اور پھوپھی کی یا زوجہ یا موطوءہ دادا یا نانا کی ہوگی اور وہ حرام ہین اور رضاعی ایسی نہین آورنہ بھول تین صورتون مذکورہ کو ان سب مین اور یہ سب عورتین مذکورہ مرد پر حرام نہین جب رضاع سے ہون اور عورت کیواسطے نہین حرام ہی اپنے بیٹے رضاعی کا بھائی اور جاننا چاہیے کہ اسکا ذکر اوپر ہوچکا کیونکہ اوپر کہا کہ مرد پر مان رضاعی بھائی کی درست ہی تو وہ مرد اس عورت کے رضاعی بیٹے کا بھائی ہوگا ف مثلاً زید کی رضاعی بیٹی ہند ہے اسکا عمرو بھائی ہی تو عمرو کے بھائی کی مان زینب ہوگی اور اسکا ذکر اوپر ہوچکا ص اور جاننا چاہیے کہ ضیع یعنی شیر خوار پر فرع یعنی جو عورت کہ دودھ پلاتی ہی اور اسکا خاوند کہ جس سے اسکا دودھ ہی اور ان دونون کی قوم سب حرام ہوجاوینگی مثل نسب کے ف تو خاوند مرضعہ کا اس شیر خوار پر حرام ہی اور اسیطرح اسکا بھائی کیونکہ وہ شیر خوارہ کا چچا ہوگا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واسطے عائشہ رضی اللہ عنہا کے البتہ واضح ہوتیرے اوپر افلح کیونکہ وہ چچا تیرا ہی رضاعت سے روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے ص اور مرضعہ فیہ ضابطہ شیر خوار کا خاوند اگر وہ عورت ہی اور اسیطرح مرضعہ کے خاوند پر شیر خوار کی بیوی اگر وہ مرد ہی اور شیر خوار کی فروع یعنی اسکی اولاد ان دونون پر حرام ہوجاویگی اور قاعدہ اسکا اس بیت مین ہی بیت از جانب شیر دہ ہمہ خویش شوند ۔ و از جانب شیر خوارہ ہمہ جا بیگانگی و فروع ۔ ف یعنی دودھ پلانے والی اور اسکا خاوند فروع اولاد اور باپ دادا اور مان سبھون اسکے شیر خوار کے خویش ہوجاوینگے مثل نسب کے اور شیر خوار اور اسکی بیوی یا خاوند فروع اپنی اولاد کے فقط اجنبی ہوجاوینگے دودھ پلانے والی اور اسکے خاوند کے ص جائز ہی کہ نکاح کرے مرد اپنے بھائی رضاعی کی بہن سے جیسا کہ جائز ہی کہ نکاح کرے اپنے بھائی نسبی کی بہن سے اور مثال اوسکی یہ ہی کہ ایک شخص کا بھائی علاتی ہی اور اسکی ایک بہن ہی اخیافی تو اس شخص کو درست ہی کہ اوس سے نکاح کرے ف اور اگر اوسکی بہن حقیقی ہی یا علاتی یا اخیافی ہی تو اوسکو درست نہین ص اگر ایک لڑکے اور لڑکی نے مدت رضاع مین ایک عورت کی پستان سے دودھ پیا تو حرمت رضاع کی ثابت ہوجاوے گی اور وہ مانند بھائی بہن کے ہون اور اگر دونون نے مل کے کسی بکری کا ف یا گاے یا اونٹنی کا ص دودھ پیا تو وہ بھائی بہن نہون گے اگر دودھ عورت کا پانی سے یا دوا سے یا بکری وغیرہ کے دودھ سے مل گیا تو اگر غالب دودھ عورت کا ہی تو حرمت رضاع ثابت ہوگی ورنہ نہین اور اگر دوسری عورت کے دودھ سے مل گیا تو بھی جس عورت کا دودھ غالب ہو اس سے حرمت رضاع ثابت ہوگی ف اور دوسری عورت سے جسکا دودھ مغلوب ہو حرمت ثابت نہوگی اور بعض روایات مین ہی کہ اس سے بھی حرمت رضاع ثابت ہوجاویگی واسطے احتیاط کے اور اگر دودھ برابر ہین تو دونون سے حرمت ثابت ہوگی اسواسطے کہ کوئی دوسرے پر غالب نہین ص اگر عورت کے شیر کو طعام مین ملایا تو اسکے کھانے سے حرمت رضاع ثابت نہوگی ف اگرچہ دودھ غالب ہو کھانے پر اور صاحبین کے نزدیک جب غالب ہوگا تو حرمت رضاع ثابت ہوگی کذا فی الہدایہ ص اگر کسی مرد کی پستان سے دودھ نکلا تو اسکے پینے سے حرمت رضاع ثابت نہوگی جیسے کہ کسی شخص کو مدت رضاع مین عورت کے دودھ سے حقنہ دیا ف تو حرمت رضاع ثابت نہوگی ص اور اگر کسی عورت بکر کی پستان سے دودھ

نکلایا عورت مردہ کی اور کسی شخص نے اسکو مدت رضاع مین پیا تو حرمت ثابت ہوگی **ف** لیکن خاوند اس پر کا جب طلاق اسکو دیوے اور عدت گذر جاوے تو شیر خوار پر حرام نہوگا پس درست ہو گا پر کے خاوند کو جب اسکی وطی کی ہو واد طلاق دیوے کہ اس شیر خوار سے نکاح کرلے **ص** اگر کسی شخص نے ایک بڑی عورت سے اور ایک شیر خوارہ سے نکاح کیا اور اس بڑی بیوی نے اپنی سوکن شیر خوارہ کو دودھ اپنا پلا دیا تو دونون عورتین خاوند پر حرام ہو جاوینگی **ف** اسواسطے کہ خاوند جامع ہو دیگا درمیان عورت اور اسکی رضاعی بیٹی کے اور یہ درست نہین اور عنایہ مین لکھا ہے کہ بڑی عورت تو ساری عمر حرام ہو اور شیر خوارہ بھی اسیطرح اگر بڑی عورت سے وطی کی ہو اور اگر وطی نہین کی تو درست ہو خاوند کو کہ پھر اس شیر خوارہ سے نکاح کرے **ص** تو اگر بڑی عورت سے وطی نہین کی ہو تو اسکو کچھ مہر نہین **ف** اور اگر وطی کی ہو تو کل مہر لازم ہوگا **ص** اور شیر خوارہ کو آدھا مہر ملیگا اور خاوند اس آدھے مہر کو اس دودھ پلانے والی سے پھیر لیوے اگر اسنے قصداً واسطے فساد کے دودھ پلایا تھا اور اگر واسطے فساد کے نہین پلایا تھا **ف** بلکہ وہ شیر خوارہ بھوکی تھی یا اور کوئی سبب ہوا **ص** تو خاوند اس سے پھیر لیگا اور رضاع ثابت نہین ہوتا ہے مگر دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتون کی گواہی سے

کتاب الطلاق

ف فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہت ناپسند حلال چیزون مین اللہ کے نزدیک طلاق ہے روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ابن ماجہ نے اور صحیح کیا اسکو حاکم نے اور کہا ابو حاتم نے کہ یہ حدیث مرسلاً صحیح ہے اور طلاق تین قسم ہے ایک حسن اور دوسرے احسن اور تیسرے بدعی **ص** طلاق احسن یہ ہے کہ مرد اپنی عورت کو ایک طلاق دیوے اس طہر مین جسمین اسنے جماع نہ کیا ہو دے اور چھوڑ دے اسکو یہان تک کہ گذر جاوے عدت اسکی **ف** اسواسطے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم تھے سب جانتے اس بات کو کہ عدت مین ایک طلاق ہے یہانتک کہ گذر جاوے عدت اور یہ اس بات سے افضل تھا انکے نزدیک کہ طلاق دے مرد عورت کو تین بار ہر طہر مین ایک طلاق ذکر کیا اسکو کشف الغمہ مین اور روی ہے ابراہیم نخعی سے کہ دوست رکھتے تھے صحابہ یہ کہ طلاق دیوے عورت کو ایکبار پھر چھوڑ دے اسکو یہان تک کہ حائضہ ہو تین بار روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے **ص** اور طلاق حسن یہ ہے کہ غیر موطوءہ کو ایک طلاق دیوے برابر ہو کہ حیض مین دے یا طہر مین اور موطوءہ کو تین طلاق جدا جدا ہر طہر مین جسمین وطی نہ کی ہو اگر اس عورت کو حیض آتا ہو **ف** اور امام مالک کے نزدیک یہ بھی بدعت ہو بلکہ نہین مباح ہو مگر ایک طلاق اور دلیل ہماری حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ کی ہے تحقیق کہ طلاق دیا انھون نے اپنی عورت کو اور وہ حائض تھی پھر ارادہ کیا کہ اور دو طلاق دیوین وقت دو حیضون کے سو پونہچا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سو کہا کہ نہین ایسا حکم کیا تجکو اللہ تعالی نے بیشک تو نے خطا کی سنت سے اور سنت یہ ہے کہ استقبال کرے تو طہر کا تو طلاق دے تو نزدیک ہر طہر کے سو حکم کیا مجکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سو رجعت کی مین نے اپنی عورت سے اور فرمایا آپنے جسوقت کہ وہ پاک ہو جاوے تو چاہے طلاق دے اسکو اور چاہے روک رکھ سو کہا مین نے اے رسول اللہ کیا دیکھتے ہین آپ اگر تین طلاق دون مین اسکو تو بھر مجکو رجعت حلال ہو فرمایا کہ نہین بائنہ ہو جاویگی وہ تجسے اور ہو دیگا گناہ روایت کیا اسکو دار قطنی نے اور ابن ابی شیبہ نے

مصنف میں حسن سے انھوں نے ابن عمرؓ سے اور تعلیل کی اسکی بیہقی نے ساتھ عطاء خراسانی کے اور کہا کہ لاتا ہو وہ
زیادتیان ایسی کہ نہیں متابعت کیا جاتا اُنپر اور وہ ضعیف ہو نہیں قبول کیجاویگی وہ حدیث کہ منفرد ہو وہ اُسکے ساتھ
کہا شیخ ابن الہمام نے کہ تعلیل بیہقی کی مردود ہو کیونکہ متابعت کی عطاء کی شعیب بن رزیق نے سند اور متن روایت کیا
اُسکو طبرانی نے معجم میں ص اور اگر حیض آتا ہو آئسہ ہو یا صغیرہ ہو یا حاملہ ہو تو ہر مہینے میں ایک طلاق دے
اور جائز ہو طلاق دینا ان تینوں کو بعد وطی کے بھی اور طلاق بدعی یہ ہو کہ تین طلاق یا دو طلاق ایک بار یا دو بار ایک
طہر میں دیوے اور رجعت نکرے درمیان اُنکے ف تو اگر ایسا کیا تو طلاق واقع ہو جاویگا اور طلاق دینے والا
گنہگار ہوگا اور دلیل اُسکی اوپر حدیث ابن عمرؓ کی گذری اور مروی ہو سنن ابوداؤد میں کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے
ایک مرد کے کہ تین طلاق دیے تھے اُسنے اپنی عورت کو بائنہ ہو گئی وہ عورت تجھسے اور تو نے نافرمانی کی اپنے رب کی اور
روایت کی طحاوی نے کہ ایک شخص نے سو طلاق دیے اپنی عورت کو کہا ابن عباسؓ نے نافرمانی کی تو نے اپنے رب کی اور بائنہ
ہو گئی عورت تیری تجھسے اور مروی ہو مانند اسکے سو طائے مالکؒ میں حضرت ابن عباسؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ سے اور روایت
کی عبدالرزاق نے علقمہ سے کہا کہ آیا ایک شخص طرف ابن مسعودؓ کے سو کہا کہ طلاق دیا میں نے اپنی عورت کو تو نے تین طلاق سو کہا
ابن مسعودؓ نے کہ تین طلاق واقع ہیں اور باقی زیادتی ہو اور مروی ہو مانند اسکے موطا میں اور سنن ابوداؤد میں حضرت ابوہریرہؓ
اور ابن عباسؓ سے بھی اور ابن عمرؓ سے اور روایت کی وکیع نے اعمش سے انھوں نے حبیب بن ثابت سے کہا کہ آیا ایک شخص حضرت
علیؓ کے پاس تو کہا کہ ہزار طلاق دیے میں نے اپنی عورت کو فرمایا کہ بائنہ ہو گئی وہ تجھسے ساتھ تین طلاق کے اور تقسیم کر دے تو
باقی طلاقوں کو اپنی عورتوں پر اور روایت کی وکیع نے معاویہ بن ابی یحییٰ سے کہا کہ آیا ایک شخص حضرت عثمان بن عفانؓ کے
اور کہا کہ ہزار طلاق دیے میں نے اپنی عورت کو تو فرمایا کہ بائنہ ہو گئی وہ تجھسے ساتھ تین طلاق کے اور روایت کی عبدالرزاق
نے عبادہ بن صامتؓ سے کہ طلاق دیے اُنکے باپ نے اپنی عورت کو ہزار تو آئے عبادہ اور پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ و
سلم سے فرمایا آپ نے وہ بائنہ ہو گئی تین طلاق سے ساتھ معصیت کے اور باقی رہے نو سو ننانوے زیادتی اور ظلم اگر چاہے
اللہ عذاب کرے اُسپر اور اگر چاہے بخش دے اور روایت کیے طحاوی نے اس باب میں آثار حضرت انسؓ اور حضرت
عمر بن الخطابؓ سے بھی اور امام شافعیؒ کے نزدیک تین طلاق ایک بار دیدینا جائز ہیں اور بعضوں کے نزدیک اگر تین
طلاق ایک بار دیگا تو ایک طلاق واقع ہوگا اور یہی آثار اُن سب پر حجت ہیں ص یا ایک طلاق دے اُس
طہر میں جسمیں وطی کی ہو ف اور حرام کہا اس طلاق کو حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے ذکر کیا اسکو کشف الغمہ میں ص
یا ایک طلاق دے سو طہر کو حیض میں ف اور دلیل اسکی وہی حدیث ابن عمرؓ کی ہو جو اوپر گذری اور اسکی حرمت
پر اجماع ہو لیکن طلاق واقع ہو جاویگا ص اور مستحب ہو رجعت اسمیں سو جب پاک ہو وے حیض سے تو طلاق دیوے اُسکو
اگر چاہے ف اسواسطے کہ حدیث ابن عمرؓ میں ہو سو رجوع کرے اُس عورت سے پھر طلاق دیوے اُسکو پاکی میں
یا حمل میں روایت کیا اسکو مسلم اور اصحاب سنن نے اور یہی قول ہو امام شافعیؒ کا ایک روایت میں اور مبسوط
میں ہو کہ فرمایا امام ابو حنیفہؒ نے جسوقت کہ پاک ہو جاوے اُس حیض سے جسمیں طلاق دیا ہو پھر حائضہ ہووے پھر پاک ہووے

تو اب اُسکو طلاق دے اور یہ بھی مذکور ہی حدیث ابن عمرؓ میں اخراج کیا اُسکا بخاری و مسلم نے اور یہی قول ہی امام مالکؒ اور احمد کا اور مشہور ہی مذہب شافعیؒ کا **ص** اگر کسی شخص نے اپنی عورت موطوءہ کو کہا کہ تجکو تین طلاق ہین سنت کے طریق پر بغیر نیت کے تو ہر طہر مین ایک طلاق واقع ہوگا اسواسطے کہ طلاق مسنون یہی ہی اور اگر نیت کی کہ تینون طلاق ابھی بٹھا دین **ف** یا ہر طلاق ایک ایک مہینے مین **ص** تو صحیح ہی یعنی تینون طلاق **ف** اوّل صورت مین **ص** ابھی بٹھا دینگے **ف** اور دوسری صورت مین ہر مہینے مین ایک طلاق پڑیگا **ص** اور امام زفرؒ کے نزدیک نیت نہین صحیح ہوگی کیونکہ یہ طلاق بدعی ہی اور اُسنے لفظ مسنون کا کہا تھا اور ہمارے نزدیک اس صورت مین یعنی مسنون کے یہ ہونگے کہ تین طلاق کا ایک بار واقع ہونا مذہب اہل سنت کا ہی کیونکہ روافض کے نزدیک تین طلاق ایک بار نہین واقع ہوتے **ف** اور وہ جو حدیثین اوپر مہنے ذکر کیین دلالت کرتی ہین اُنکے بطلان مذہب پر **ص فصل** اور واقع ہوتا ہی طلاق ہر خاوند عاقل بالغ کا غلام ہو یا آزاد اگرچہ نشے مین مست ہو **ف** اور امام شافعیؒ کے نزدیک جو شخص مست ہو اُسکا طلاق نہین واقع ہوتا کیونکہ فرمایا حضرت عثمانؓ نے نہین ہی واسطے مجنون اور مست کے طلاق اور کہتے ابن عباسؓ فرماتے کہ طلاق مست کا اور نکاح کا جائز نہین اور دلیل ہماری وہ ہی جو روایت کی مالکؒ نے موطا مین بتحقیق کہ سعید بن المسیب اور سلیمان بن یسار پوچھے گئے جسوقت کہ مست کے طلاق سے سو کہا انھون نے جسوقت کہ طلاق دے مست جائز ہوگا طلاق اُسکا اور اگر قتل کریگا قتل کیا جاویگا کہا مالکؒ نے کہ یہی حکم ہی نزدیک ہمارے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے بتحقیق کہ عمرؓ نے جائز رکھا طلاق مست کا مورتون کی گواہی سے اور بھی نکالا ابن ابی شیبہ نے عطاء و مجاہد و حسن اور ابن سیرین اور ابن المسیب اور عمر بن عبد العزیز اور سلیمان بن یسار اور شعبی اور زہری اور شعبی سے کہ اُنھون نے جائز ہی طلاق مست کا اور بھی اخراج کیا حکم سے کہ کہا انھون نے جو اللہ کیطرف سے مست ہے سو اُسکا طلاق جائز نہین اور جسکو وسیلان نے مست کیا ہی سو طلاق اُسکا جائز ہی اور کشف الغمہ مین ہی کہ حضرت علیؓ جائز رکھتے تھے طلاق مست کا اور عتاق اُسکا اور کافی ہین حضرت علیؓ واسطے تقلید کے اور ہمارے مذہب مین سے بھی بعض علما اسطرف گئے ہین کہ طلاق نہین واقع ہوگا مست کا اور یہی مختار ہی کرخی اور طحاوی کا **ص** اور گونگے کا طلاق اشارے سے واقع ہوگا **ف** یعنی اُس اشارے سے جو طلاق کے واسطے مقرر ہی اور اسکا بیان انشاء اللہ آخر کتاب مین آویگا **ص** اور نہین واقع ہوگا طلاق صبی کا **ف** کیونکہ روایت کی ابن ابی شیبہ نے حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے کہ کہا انھون نے نہین جائز ہی طلاق لڑکے کا اور روایت کی عبد الرزاق نے حضرت علیؓ سے کہ فرمایا انھون نے نہین جائز ہی طلاق واسطے لڑکے کے اور کشف الغمہ مین ہی کہ کہا شعبیؒ نے نہین جائز ہی طلاق لڑکے کا یہان تک بالغ ہووے **ص** اور مجنون کا **ف** اسواسطے کہ جامع ترمذی مین ہی حضرت عائشہؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر طلاق جائز ہی مگر طلاق معتوہ کا یعنی جو مغلوب العقل ہو اور اسکی اسناد مین عطاء بن عجلان ہی کہا ترمذی نے کہ وہ ذاہب الحدیث ہی یعنی بھول جاتا ہی حدیث کو اور کہا حضرت عثمانؓ نے کہ نہین طلاق ہی واسطے مجنون کے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُٹھایا گیا قلم تین سے سونے والے سے جب تک جاگے اور لڑکے سے جب تک سیانا ہو اور مجنون سے جب تک

ہوش مین آوے یا افاقہ پاوے روایت کیا اسکو امام احمد اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت عائشہ رض سے
اور صحیح کیا اسکو حاکم نے **ص** اور نائم یعنی اُس شخص کا جو سو رہا ہو **ف** اسواسطے کہ سوتا شخص بھی غیر مختار ہی تو وہ بھی مانند مجنون
ہو اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کُلُّ طَلَاقٍ جَائِزٌ اِلَّا طَلَاقَ الصَّبِیِّ وَالْمَجْنُوْنِ یعنی ہر طلاق جائز ہو مگر طلا
لڑکے اور مجنون کا روایت کیا اسکو صاحب ہدایہ نے اور کہا زیلعی نے تخریج مین قلت حدیث غریب اور حدیث حنا
عائشہ رض کی جو جامع ترمذی مین ہو اُسکے معنون مین ہو اور واقع ہو طلاق مکرہ کا یعنی جو شخص بردستی کیا گیا ہو طلاق پر
امام شافعی کے نزدیک واقع نہین ہوتا اور ذکر کیے صاحب کشف الغمہ نے آثار اس باب مین حضرت ابن عباس رض اور ابن
سے جنسے ثابت ہوتا ہو کہ طلاق مکرہ کا نہین واقع ہوتا اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اللہ نے معاف کیا ہو
اُمت سے چوکنا اور بھولنا اور زبردستی سے کسیکی کام کرنا روایت کیا اسکو ابن ماجہ اور حاکم نے ابن عباس رض سے اور کہا ابن
نے کہ یہ ثابت نہین اور کہا زیلعی نے تخریج ہدایہ مین کہ ہماری دلیل وہ ہی جو اخراج کیا عقیلی نے اپنی کتاب مین حضوا
عمرو طائی سے تحقیق کہ ایک مرد سوتا تھا سو کھڑی ہوئی عورت اُسکی اور لی ایک چھری اور بیٹھی اپنے مرد کے سینے
اور رکھدیا چھری کو اُسکے حلق پر اور کہا کہ یا تو دے محکو تین طلاق ورنہ ذبح کرونگی تجکو تو قسم دی اُس مرد نے اللہ کی اُس عو
اور انکار کیا اُسنے تب تین طلاق دیئے اُسکو اُس نے پھر آیا وہ شخص طرف نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور ذکر کیا یہ تو فرمایا آ
کہ نہین رجوع ہو طلاق مین یعنی طلاق واقع ہو گیا اب نہین پھر لیگا اور یہ حدیث مرسل ہو اور روایت کیا اُسکو عقیلی نے مس
ایک شخص سے صحابہ مین سے کہا ابن القطان نے مرسل احسن ہو مسند سے کیونکہ مرسل کی اسناد مین بقیہ اور نعیم بن حماد ہین
اور مرسل مین اسمعیل بن عیاش ہو اور وہ روایت کرتا ہو شامیین سے لیکن اسناد مین اُسکی غازی بن جبائیہ مجہول ہو اور
کہا اُسکی حدیث کو ابو حاتم نے اور بخاری نے طلاق مکرہ مین اور تنقیح مین ہو کہ کہا بخاری نے حدیث معوان اصح
سے طلاق مکرہ کے باب مین منکر ہو نہین متابعت کی گئی اُسپر لیکن قطع نظر اسکے بہت سے آثار صحابہ ہمارے موید
ہوے ہین روایت کی عبد الرزاق نے ابن عمر رض سے کہ جائز رکھا انھون نے طلاق مکرہ کا اور بھی روایت کی
اور نخعی اور زہری اور قتادہ اور ابی قلابہ سے کہ ان سب نے جائز رکھا طلاق مکرہ کا اور بھی اخراج کیا عبد الرزاق نے
سعید بن جبیر سے کہ انھون نے کہا کہ اہل اسلام مین طلاق مکرہ کا جائز ہو **ص** اور سید کا اپنے غلام کی بیوی پر
کیونکہ ملک نکاح حق غلام کا ہو تو اسقاط اُس حق کا غلام کے لیے ہوگا نہ مولی کے لیے اور کشف الغمہ مین ہو کہ
عبد اللہ بن عمر رض نے جس شخص نے اذن دیا اپنے غلام کو نکاح کا تو طلاق غلام کے ہاتھ مین ہو اور نہین اُسکے غیر کے
مین اور بھی ذکر کی اس باب مین سوافق اسکے حدیث مرفوع ابن عباس رض سے **ص** اور طلاق عورت آزاد
تک ہو اور لونڈی کا دو تک **ف** اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طلاق لونڈی
اور عدت اُسکی دو حیض مین روایت کیا اسکو ترمذی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ اور دارمی نے حضرت عائشہ رض سے
اسناد مین اُسکی مظاہر بن اسلم ضعیف ہو کہا زیلعی نے کہ روایت کیا حدیث عائشہ رض کو حاکم نے مستدرک مین او
اُسکو اور نقل کی ذہبی نے میزان مین تضعیف مظاہر بن اسلم کی ابی عاصم نبیل اور یحیی بن معین اور ابو حا

اور بخاری سے اور نقل کی توثیق اُسکی ابن حبان سے اور بھی روایت کیا اُسکو ابن ماجہ نے ابن عمرؓ سے اور بزار اور طبرانی اور دارقطنی نے اور صحیح کیا دارقطنی نے وقف اُسکا اور ضعیف کیا اُسکے رفع کو بسبب عمرو بن شبیب مسلمی کے اور وہ ضعیف ہے نہین حجت پکڑی جاویگی اُس سے اور بھی روایت کیا اُسکو حاکم نے مستدرک مین حضرت ابن عباسؓ سے اور کہا صحیح ولم یخرجاہ اور روایت کی دارقطنی نے ابن عمرؓ سے تحقیق کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جسوقت کہ ہو لونڈی نکاح مین ایک مرد کے اور دو طلاق دے اُسکو پھر خرید لیوے اُسکو تو نہین حلال ہو واسطے اُسکے یہانتک کہ نکاح کرے دوسرے خاوند سے اور اسناد مین اسکی سلم بن سالم ہے تکذیب کی اُسکی ابن المبارک نے اور کہا یحیی بن معین نے لیس حدیثه بشيء اور ایسا ہی کہا سعدی نے اور روایت کی شافعیؒ نے حضرت عمرؓ سے کہ نکاح کرے غلام دو عورتون سے اور دو طلاق دے اور عدت کرے لونڈی دو حیض سے تو اگر حیض آتا ہو اُسکو تو دو مہینے سے یا ڈیڑھ مہینے سے اور اخراج کیا اُسکا بیہقی نے معرفت مین طریق شافعیؒ سے اور دارقطنی نے سنن مین **ص** اگرچہ خاوند اُن دونون کے غلام ہون یعنی اگر عورت لونڈی ہو اور خاوند اُسکا آزاد یا غلام ہو تو خاوند مالک طلاق کا ہوگا اور اگر عورت حرہ ہو اور خاوند اُسکا غلام یا آزاد ہو تو مالک تین طلاق کا ہوگا اور امام شافعیؒ کے نزدیک جب لونڈی کا خاوند حر ہو تو مالک تین طلاق کا ہو اور اگر حرہ کا خاوند غلام ہو تو مالک دو طلاق کا ہو پس اعتبار طلاق مین عورت کا ہو یعنی اُسکے آزاد یا لونڈی ہونیکا ہمارے نزدیک اور امام شافعیؒ کے نزدیک اعتبار مرد کا ہو یعنی اُسکے آزاد یا غلام ہونیکا **ف** اور دلیل ہماری قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہو کہ لونڈی کے دو طلاق ہین اور عدت اُسکی دو حیض ہین تو معلوم ہوا کہ طلاق عورتون کے اعتبار سے ہو اور بھی روایت کی امام محمد نے **اَخْبَرَنَا** اِبْرَاهِيمُ بْنُ يَزِيدَ الْمَكِّيُّ قَالَ سَمِعْتُ عَطَاءَ بْنَ أَبِي رَبَاحٍ يَقُولُ قَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ الطَّلَاقُ بِالنِّسَاءِ وَالْعِدَّةُ بِهِنَّ یعنی طلاق عورتون کے اعتبار سے ہو اور عدت بھی اُنھین کے اعتبار سے ہو اور یہی قول ہو عبداللہ بن مسعودؓ کا اور امام شافعیؒ کے نزدیک طلاق مردون کے اعتبار سے اور عدت عورتون کے اعتبار سے ہو کیونکہ ہدایہ مین ہو کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ طلاق ساتھ مردون کے ہو اور عدت ساتھ عورتون کے ہو اور یہ حدیث مرفوعاً غریب ہو لیکن روایت کیا اُسکو ابن ابی شیبہ نے موقوفاً ابن عباسؓ پر اور طبرانی نے معجم مین موقوفاً ابن مسعودؓ پر اور کہا ابن الجوزی نے کہ یہ کلام ابن عباسؓ کا ہو اور بھی اخراج کیا اُسکا عبدالرزاق نے موقوفاً اوپر عثمانؓ اور زید بن ثابتؓ اور ابن عباسؓ کے اور روایت کی عبدالرزاق نے نافع سے انھون نے ام سلمہؓ سے کہ آنکے غلام نے دو طلاق دیے اپنی عورت حرہ کو تو پوچھا اس باب مین ام سلمہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تب فرمایا آپ نے حرام ہوگئی اُسپر یہانتک کہ نکاح کرے دوسرے خاوند سے اور روایت کیا اُسکو طبرانی نے طریق عبدالرزاق سے اور اس باب مین اور آثار ہین جو مؤید ہین مذہب امام شافعیؒ کو مذکور ہین بعض شروح مین امام مالکؒ کے اور بعض کشف الغمہ مین شیخ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کے

ص باب طلاق واقع کرنے کے بیان مین

طلاق دو قسم پر ہو ایک صریح اور وہ اُس لفظ سے ہوتا ہو کہ سوائے طلاق کے اور کسی مین استعمال نہین کیا جاتا جیسے

کہے تو طالق ہو یا تو مطلقہ ہو ف ساتھ تشدید اور فتح لام کے ص یا طلاق دیا مین نے تجکو اور ان صورتون مین ایک طلاق رجعی واقع ہوگا اگر کچھ نیت نہ کی ہو یا نیت طلاق بائن کی ہو یا ایک سے زیادہ طلاقون کی اور اگر کہا کہ تو طلاق ہو یا تو طالق الطلاق ہو یا تو طالق طلاقا ہو اور کچھ نیت نہین کی یا ایک طلاق کی یا دو طلاق کی تو ایک طلاق رجعی واقع ہوگا اور اگر تین طلاق کی نیت کی تو اگر وہ عورت حرہ ہو تین طلاق واقع ہوجاوینگے اور لونڈی مین دو طلاق بمنزلے تین طلاق کے ہین حرہ مین ف تو اگر حر ہو لونڈی ہو اور یہ الفاظ کہے اور نیت کی دو طلاق کی دو واقع ہوجاوینگے کیونکہ لونڈی بعد دو طلاق کے ایسی ہوجاتی ہو کہ حرہ بعد تین طلاق کے اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طلاق لونڈی کے دو طلاق ہین روایت کیا اسکو اصحاب سنن نے اور اوپر ذکر اسکا گذرا ص اگر طلاق کی نسبت کی طرف تمام عورت کے مثلاً کہا کہ تو طالق ہو یا اسکے ایسے جز کی طرف کہ اس جز سے کل کی تعبیر کرتے ہین جیسے کہا سر تیرا یا گردن تیری یا روح تیری یا بدن تیرا یا منہ تیرا یا فرج تیری طالق ہو تو ان سب صورتون مین طلاق واقع ہوگا ف اسواسطے کہ یہ ایسے لفظ ہین کہ انسے تمام بدن سے تعبیر کی جاتی ہو لیکن سر سو اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صَدَقَةُ الْفِطْرِ صَاعٌ مِنْ تَمْرٍ اَوْ صَاعٌ مِنْ كُلِّ رَأْسٍ یعنی صدقہ فطر کا ایک صاع ہو کھجور سے یا گیہون سے ہر آدمی پیچھے تو آدمی کو راس ارشاد فرمایا اور لیکن گردن سو اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ غلام یا لونڈی سے تعبیر کی ساتھ رقبہ کے اور لیکن روح تو اسواسطے کہ عرب کہا کرتے ہین هَلَكَ فُلَانٌ رُوحُهُ ہلاک ہوئی روح اسکی یعنی نفس اسکا اور بدن تو ظاہر ہو اور لیکن منہ تو اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهُ ۔ اپنی ذات کی تعبیر منہ سے فرمائی اور لیکن فرج سو اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لَعَنَ اللّٰهُ الْفُرُوجَ عَلَى السُّرُوجِ یعنی لعنت کی اللہ تعالی نے اُن فروج کو جو زین پر ہین عورتون سے تعبیر فرمائی ساتھ فروج کے کہ جمع فرج کی ہو اور اس حدیث کو ذکر کیا صاحب ہدایہ نے اور کہا زیلعی نے تخریج مین غریب جدا لیکن اخراج کیا ابن عدی نے کامل مین ابن عباس سے مرفوعاً تحقیق کہ نہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا صاحبات فروج کو کہ سوار ہوویں زینون پر اور اسکی اسناد مین علی بن ابی علی قرشی ہو کہا ابن عدی نے مجہول ہو اور بہرحال اس لفظ حدیث سے ثابت نہین ہوتا انتہی ما قال الزیلعی ص اور اگر نسبت کی طلاق کی اُس جز کی طرف جو شائع ہو بدن مین جیسے کہا کہ نصف تیرا یا ثلث تیرا طالق ہو تب بھی طلاق واقع ہوگا اور اگر کہا ہاتھ تیرا یا پیر تیرا یا پیٹھ یا پیٹ تیرا طالق ہو تو طلاق واقع نہوگا اور یہی ظاہر ہو ف کیونکہ ان اعضا سے تعبیر کل بدن کی نہین ہوا کرتی ص اور بعضون کے نزدیک پیٹھ یا پیٹ کی طرف نسبت کرنے سے طلاق واقع ہوگا اور اگر کہا کہ تجکو آدھا طلاق ہو یا نہائی طلاق ہو یا ایک طلاق سے دو تک یا ایک اور دو کے بیچ مین تو ایک طلاق واقع ہوگا اور اگر کہا کہ تجکو ایک طلاق سے تین طلاق تک یا حور میان مین ایک طلاق کے تین طلاق تک ہو تو دو طلاق واقع ہونگے اور اگر کہا کہ تجکو تین نصف ہین دو طلاق کے تو تین واقع ہونگے اور اگر کہا کہ تین نصف ہین ایک طلاق کے دو طلاق واقع ہونگے اور بعضون کے نزدیک تین ف اور دلیل اسکی اصل مین مذکور ہو ص اور اگر کہا کہ تجکو ایک طلاق ہو دو طلاق مین تو ایک واقع ہوگا برابر ہو کہ نیت ضرب کی کرے یا نکرے ف ضرب فن حساب مین اُسے کہتے ہین کہ ایک عدد کو دوسرے کے شمار پر بڑھا لین

پہلے عدد کو مضروب اور دوسرے کو مضروب فیہ کہتے ہین اور جو حاصل ہوا سے حاصل ضرب کہتے ہین مثلاً ۴ کو ۴ مین ضرب کرنا یہ ہے کہ ۴ کو پنجگونہ کرلین کہ ۲۰ ہوتے ہین ۴ مضروب اور ۵ مضروب فیہ اور ۲۰ حاصل ضرب ہوے **ص** اور اگر نیت کی کہ ایک اور دو طلاق ہین تو موطوءہ مین تین طلاق واقع ہونگے اور غیر موطوءہ مین ایک طلاق واقع ہوگا جیسا کہ واقع ہوتا ہے ایک طلاق اگر کہا غیر موطوءہ کو تجکو ایک اور دو طلاق ہین اور اگر نیت کی ایک طلاق کی ساتھ دو طلاق کے تو تین واقع ہونگے **ف** چاہے وہ عورت موطوءہ ہو یا نہو **ص** اور اگر کہا کہ تجکو دو طلاق ہین دو طلاق ہین اور نیت کی ضرب کی دو طلاق واقع ہونگے **ف** اور چار واقع نہونگے جیسا کہ وہ حاصل ضرب ہے **ص** اگر کہا کہ تجکو اس جگہ سے طلاق ہے شام تک ایک طلاق رجعی واقع ہوگا اور اگر کہا کہ تجکو طلاق ہے مکے مین یا گھر مین تو ایک طلاق بالفعل واقع ہوگا اور اگر کہا کہ تجکو طلاق ہے جب تو مکے مین داخل ہو یا گھر مین داخل ہو تو جب تک مکے یا گھر مین داخل نہوگی طلاق واقع نہوگا اور اگر کہا کہ تجکو طلاق ہے کل یا کل کے روز مین تو جسوقت کل کی فجر ہوگی طلاق واقع ہوجاویگا اور دوسری صورت مین **ف** یعنی جب کہا کہ تجکو طلاق ہے کل کے روز مین **ص** اگر نیت عصر کی کریگا تو صحیح ہوجاویگی اور عصر کے وقت طلاق واقع ہوگا اگر کہا کہ تجکو طلاق ہے آج کل مین یا کل آج مین تو اول صورت مین آج ہی اور دوسری صورت مین کل کے روز طلاق پڑیگا **ف** حاصل یہ ہے کہ جس لفظ کو اول ذکر کریگا اسی مین طلاق پڑیگا **ص** اگر کہا کہ تجکو طلاق ہے قبل اسکے کہ نکاح کرون مین تجسے یا تجکو طلاق ہے کل روز گذشتہ مین اور نکاح آج کیا طلاق واقع نہوگا اور کہنا اسکا لغو ہوگا **ف** اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہین طلاق ہے قبل نکاح کے روایت کیا اسکو بغوی نے شرح السنہ مین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اور دوسری حدیث مین ہے کہ نہین طلاق ہے اسمین جسکا مالک نہین روایت کیا اسکو ترمذی اور ابوداؤد نے **ص** اگر کسی عورت سے روز گذشتہ کے اول نکاح کیا اور آج کے روز اس سے کہا کہ تجکو طلاق ہے روز گذشتہ مین طلاق ابھی واقع ہوجاویگا اور اگر کہا کہ تجکو طلاق ہے جب تک کہ مین تجکو طلاق ندون اور پھر چپ رہا طلاق پڑجاویگا اور اگر کہا کہ تجکو طلاق ہے اگر مین تجکو طلاق ندون تو آخر عمر مین زوج یا زوجہ کے طلاق پڑیگا **ف** کیونکہ شرط اسی وقت پائی گئی اور طلاق ندینا اسکا متحقق ہوا **ص** اگر کہا کہ تجکو طلاق ہے جسوقت کہ مین تجکو طلاق ندون بعد اسکے پھر کہا کہ تو طالق ہے تو اخیر کے قول سے طلاق پڑجاویگا تو اگر کہا کہ تجکو تین طلاق ہین جسوقت کہ مین تجکو طلاق ندون تو طالق ہے تو ایک ہی طلاق واقع ہوگا **ف** اسواسطے کہ اگر عورت سے کہے کہ تو طالق ہے تو ایک ہی طلاق واقع ہوتا ہے جیسا کہ اوپر گذرا **ص** اگر کسی شخص نے اپنی عورت سے کہا اَمْرُكِ بِيَدِكِ يَوْمٌ يَقْدَمُ زَيْدٌ **ف** یعنی جس روز کہ زید آوے تو تجکو خیار ہے **ص** اور زید رات کو آیا طلاق واقع نہوگا **ف** اور اصل مین اس مقام پر تفصیل کی ہے اور ہمنے اسکو اس وجہ سے کہ عوام فہم پر شاق تھا ترک کیا **ص** اور اگر کہا یَوْمَ اَتَزَوَّجُكِ فَاَنْتِ طَالِقٌ **ف** یعنی جس دن نکاح کرون مین تجسے تو تو طالق ہے **ص** اور نکاح کیا رات کو طلاق واقع ہوجاویگا **ف** اور دلیل اسکی اصل مین مسطور ہے **ص** اگر کسی مرد نے دوسرے کی لونڈی سے نکاح کیا اور اس سے کہا کہ تجکو دو طلاق ہین جب تجکو تیرا مالک آزاد کرے اور مالک نے آزاد کیا تو دو طلاق پڑجاوینگے اور خاوند کو رجوع جائز ہوگا اسواسطے کہ بعد آزاد ہونے اسکے کے یہ دو طلاق واقع ہونگے اور بعد آزاد ہونیکے

خاوند مالک تین طلاق کا ہوجاتا ہی اور اگر مولی نے اپنی لونڈی سے کہا کہ جب کل کا روز آوے تو تو آزاد ہی اور اسکے خاوند نے کہا کہ جب کل کا روز آوے تو تجکو دو طلاق ہین اور کل کا روز آگیا تو دو طلاق پڑجاوینگے اور خاوند کو رجوع جائز نہوگا اور امام محمد کے نزدیک رجوع جائز ہی اور عدت اسکی سب کے نزدیک تین حیض ہونگے اگر وہ حائضہ ہی اور تین مہینے اگر وہ آئسہ ہی جیسے عدت حرہ کی ہی اگر خاوند نے اپنی عورت سے کہا کہ مین تجھسے جدا ہون یا کہا کہ مین تجھپر حرام ہون جو نیت طلاق کی کی تو ایک طلاق بائن واقع ہوگا اور اگر کہا کہ مین تیری طرف سے طالق ہون کچھ واقع نہوگا اگرچہ نیت طلاق کی بھی ہو اور اگر کہا کہ تجکو ایک طلاق ہی یا نہین یا تجکو طلاق ہی ساتھ موت میری کے یا تیری موت کے تب بھی کچھ واقع نہوگا اگر کوئی زوج زوجہ مین سے ایک کا مالک ہوگیا یا اسکے ایک حصے کا تو نکاح باطل ہوجاویگا بغیر طلاق کے **ف** لیکن جب خاوند مالک ہوگیا عورت کا تو اسواسطے کہ اب ملکت مین خاوند کو حاصل ہوئی تو ملک نکاح لغو ہوجاویگی اور اگر عورت مالک ہوئی خاوند کی تو اسواسطے کہ خاوند کو ملک نکاح ہی اور عورت کو ملکت مین ہوئی تو ایک ہی شخص مالک اور مملوک ہوجاویگا اور وہ باطل ہی **ص** اگر خاوند نے اپنی عورت کو کہا تجکو طلاق ہی اسقدر اور کشادہ کرکے انگلیون کے باطن سے اشارہ کیا **ف** یعنی ہتھیلی عورت کی طرف کی **ص** تو متبنی انگلیان کھڑی ہین اتنے ہی طلاق واقع ہونگے اور اگر پشت سے انگلیون کے اشارہ کیا **ف** یعنی ہتھیلی طلاق دینے والے کیطرف رہے **ص** تو متبنی انگلیان بند ہین اتنے طلاق پڑینگے **ف** کیونکہ اشارہ کرنا انگلیون سے واسطے عدد کے اسپر عادت جاری ہوئی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مہینا ایسا ہوتا ہی اور رسول اللہ نے تین بار اشارہ کیا اور اخیر بار مین ایک انگلی بند کرلی روایت کیا اسکو حاکم نے مستدرک مین اور کہا کہ صحیح ہی اور اسپر شاہد ہی طحاوی کے اور مروی ہی یہ حدیث ابن ماجہ سے صحیح مین کتاب الاصول مین انس اور سعد بن ابی وقاص سے بھی **ص** اگر کسی شخص نے اپنی عورت سے کہا کہ تجکو طلاق بائن دیا مین نے یا کہا کہ اشد الطلاق یا اخبث الطلاق یا احبث الطلاق یا طلاق الشیطان یا طلاق بدعت دیا مین نے یا دیا مین نے تجکو طلاق مثل پہاڑ کے یا مثل ہزار طلاق کے یا لکھ بھر کے یا طلاق شدید یا طویل یا عریض تو ان سب صورتون مین ایک طلاق بائن واقع ہوگا بلا نیت کے بانیت ایک طلاق یا دو طلاق کے لیکن جب کہ حرہ مدخولہ تین طلاق کی کرے اور لونڈی مین دو کی تو حرہ مین تین واقع ہونگے اور لونڈی مین دو اور جب شخص نے اپنی عورت کو قبل دخل کے تین طلاق ایکبار دیئے تو تینون واقع ہونگے لیکن اگر کہا کہ تجکو طلاق ہو طلاق ہو طلاق ہو تو ایک طلاق ہوگا اور عورت اول طلاق سے بائن ہوگی اور دوسرا اور تیسرا طلاق واقع نہوگا اور ایسا ہی ہوگا اگر کہا کہ تجکو طلاق دو ایک دو ایک دو ایک دو واقع ہوگا طلاق ساتھ ذکر عدد کے جب کہ عدد مذکور ہو نہ لفظ طلاق سے مثلاً اگر کسی شخص نے کہا کہ تجکو طلاق ہو ایک یا طلاق ہین دو یا طلاق ہین تین تو اول صورت مین ایک اور دوسری مین دو اور تیسری مین تین واقع ہونگے تو اگر وہ عورت مدخول قبل ذکر کرنے عدد کے تو کلام لغو ہوجائیگا اور کچھ واقع نہوگا اور اگر کہا کہ تو طالق ہر ایک قبل ایک کے یا بعد اسکے ایک ہو تو ایک طلاق واقع ہوگا غیر موطوءہ مین اور موطوءہ مین دو طلاق اور اگر کہا کہ تو طالق ہو ایک قبل ایک کے ایک اور ہو یا بعد اسکے ایک ہو یا تو طالق ہو ایک ساتھ ایک کے یا ساتھ اسکے ایک اور ہو تو غیر موطوءہ مین بھی ان صورتون مین دو طلاق واقع ہوجاوینگے اور اگر کہا کہ تو طالق ہو ایک اور ایک اگر داخل ہووے گھر مین اور پھر زوجہ گھر مین داخل ہوئی تو دو طلاق پڑجاوینگے برابر ہی کہ موطوءہ

۱ ایسی عورت کو کہ جسمین بعد دو طلاق کے اشکوہ رجعت جائز نہوا
۲ ایسے کو کہ وقوع طلاق دفعتاً ایک لفظ مین مانتے ہین
۳ بعد اسکے کہ دو طلاق ہوچکین
۴ بعد اسکے کہ دو طلاق ہوچکین
۵ سبب ملک (اخیر ۱۲)
۶ بعد اسکے کہ دو طلاق ہوچکین
۷ بعد اسکے کہ دو طلاق ہوچکین
۸ بعد اسکے کہ دو طلاق ہوچکین

ہو یا غیر موطوءہ ف اور اگر شرط کو مقدم کیا جیسے کہا ص اگر داخل ہوے تو گھر مین تو تجکو ایک طلاق ہے اور ایک طلاق ہے تو غیر موطوءہ مین امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک ایک طلاق واقع ہوگا اور صاحبینؒ کے نزدیک دو طلاق ف اور موطوءہ مین سب کے نزدیک دو طلاق واقع ہونگے اور جب طلاق صریح سے فارغ ہوا تو طلاق کنایہ مین شروع کیا اور کہا ص اور دوسرا طلاق بالکنایات اور وہ اُس لفظ سے ہوتا ہے کہ موضوع واسطے طلاق کے نہین اور احتمال طلاق اور غیر طلاق کا رکھتا ہے سو ان لفظون سے طلاق واقع نہوگا مگر ساتھ نیت کے یا دلالت حال کے ف جیسے ذکر طلاق کا ہو رہا ہو یا غصے کے وقت کہے ص الفاظ کنایہ کے یہ ہین اِعْتَدِّي یعنی عدت کر اِسْتَبْرِئِي رَحِمَكِ یعنی اپنے رحم کو پاک کر اَنْتِ وَاحِدَةٌ تو اکیلی ہے اور ان تینون لفظون سے ایک طلاق رجعی واقع ہوگا ف یعنی خاوند کو پہونچتا ہے کہ بدون نکاح جدید کے پھر اُس سے جماع کرے اور رجعت کر لیوے اور فرمایا ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واسطے سودہؓ کے عدت کر تو پھر رجعت کی آپ نے اُنسے ذکر کیا اس حدیث کو امام محمد بن الحسن نے اور باب القسم مین یہ حدیث گذر چکی ص اور اَنْتِ بَائِنٌ بَتَّةً بَتَّةً یعنی تو جدا ہے اَنْتِ حَرَامٌ تو حرام ہے اَنْتِ خَلِيَّةٌ تو خالی ہے اَنْتِ بَرِيَّةٌ تو بری ہے بیزار ہے حَبْلُكِ عَلَى غَارِبِكِ سے تیری تیری پشت پر ہے ف غارب کہتے ہین بابین کوہان اور گردن شتر کے اور صراح مین ہے کہ عرب لوگ کہتے ہین حَبْلُكِ عَلَى غَارِبِكِ یعنی جہان چاہے جا تو ص اَلْحَقِي بِأَهْلِكِ تجا اپنے لوگون سے ذَهَبْتُكِ لِأَهْلِكِ بخشا مین نے تجکو تیرے اہل کو سَرَّحْتُكِ رخصت کیا مین نے تجکو فَارَقْتُكِ چھوڑ دیا مین نے تجکو اَمْرُكِ بِيَدِكِ تیرا کام تیرے ہاتھ مین ہے اَنْتِ حُرَّةٌ تو آزاد ہے تَقَنَّعِي چادر لے تَخَمَّرِي چادر اپنے سر پر ڈھانپ لے اِسْتَتِرِي اپنے تئین چھپا اُخْرُجِي دور ہو مجھ سے خَرَجْتِ نکلی تو قُومِي کھڑی ہو اِبْتَغِي الْأَزْوَاجَ تلاش کر خاوندون کو تو ان سب صیغون مین ایک طلاق بائن پڑ جاویگا اگر نیت کی ہو ایک طلاق کی یا دو طلاق کی حرہ مین اور اگر نیت کی تین طلاق کی حرہ مین یا دو کی لونڈی مین تو اول صورت مین تین اور دوسری مین دو پڑ جاوینگے ف کہا ترمذی نے کہ اختلاف کیا اہل علم نے طلاق بتہ مین تو حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ وہ تین طلاق ہین اور حضرت عمرؓ سے کہ وہ ایک طلاق ہے اور اہل علم کا مذہب یہ ہے کہ مدار نیت پر ہے اگر نیت کی تین کی تین واقع ہونگے ورنہ ایک طلاق اور مروی ہے رکانہ بن عبد یزید سے کہ انھون نے طلاق دیا اپنی عورت کو بتہ سو خبر پہونچی اسکی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور کہا رکانہ نے کہ قسم اللہ کی مین نے ارادہ ایک کا کیا تھا سو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قسم اللہ کی نہین ارادہ کیا تھا تو نے مگر ایک کا حضور کیا اُنکی بیوی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسپر یعنی نکاح سے رد کیا اخراج کیا اس حدیث کا ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ وغیرہم نے اور وارد ہوے ہین اس باب مین بہت آثار مختلف صحابہ اور تابعین سے ص اگر کسی شخص نے اپنی عورت سے تین بار کہا اِعْتَدِّي اِعْتَدِّي اِعْتَدِّي بعد اسکے دعوی کیا کہ اول اِعْتَدِّي سے نیت طلاق کی تھی اور دوسرون سے نیت حیض کی تو اُسکی تصدیق کرینگے اور اگر کہا کہ اخیر کے دو سے کچھ نیت نہین کی ہے تین طلاق واقع ہو جاوینگے ف اور اگر تینون بار مین کچھ نیت نہین کی تو کچھ واقع نہوگا ھدایہ ص جاننا چاہیے کہ الفاظ کنایات طلاق کے تین قسم پر ہین بعضے ایسے ہین کہ احتمال رکھتے ہین عورت کے رد کلام کا جیسے اُخْرُجِي اِذْهَبِي قُومِي اور بعضے ایسے ہین کہ احتمال رکھتے ہین

وشتنام طلاق دہی اور بدگوئی کا جیسے خَلِیَّۃٌ بَرِیَّۃٌ بَتَّۃٌ حَرَامٌ بَائِنٌ اور بعضے ایسے ہین کہ نہ احتمال رکھتے ہین رد کلام کا اور نہ دشنام دہی کا جیسے اِعْتَدِّیْ اِسْتَبْرِئِیْ رَحِمَکِ اَنْتِ وَاحِدَۃٌ اَنْتِ حُرَّۃٌ اِخْتَارِیْ اَمْرُکِ بِیَدِکِ سَرَّحْتُکِ فَارَقْتُکِ تو جب خاوند راضی ہو یعنی غصے مین نہو اور ذکر طلاق کا بھی نہو تو کسی لفظ سے ان الفاظ مین سے طلاق واقع نہوگا بغیر نیت طلاق کے کل موقوف ہونگے نیت پر اور جب غصے مین ہو تو پہلے دو قسم کے الفاظ نیت پر موقوف رہینگے تو اگر نیت کریگا تو طلاق واقع ہوگا ورنہ نہین واقع ہوگا اور تیسری قسم مین طلاق واقع ہوگا اگرچہ نیت نہو اور جب کہ طلاق کا ہو تو موقوف نہینگے الفاظ قسم اول کے نیت پر اور دوسری اور تیسری قسم کے الفاظ سے طلاق واقع ہو جاوینگے اگرچہ نیت نہو

ص باب تفویض طلاق کے بیان مین

اور جس شخص نے اپنی عورت سے کہا کہ اپنے تئین طلاق دے یا نیت طلاق سے کہا کہ اَمْرُکِ بِیَدِکِ یا اِخْتَارِیْ زوجہ کو اختیار ہو کہ جس مجلس مین اسکو علم ہوا ہو طلاق دے لیوے اگرچہ مجلس طویل ہووے اور اگر بعد علم کے پھر زوجہ اٹھی یا جو کام کر رہی تھی اسکو چھوڑ کے دوسرا کام شروع کیا مجلس مختلف ہو جاویگی اور خیار باطل ہوگا ف اور اسپر اجماع ہے کا ہو کہ عورت مخیرہ کو خیار ہو مجلس تک روایت کی عبد الرزاق اور طبرانی نے عبد اللہ بن مسعود سے کہ کہا انھون نے جب مالک کر دے مرد عورت کو طلاق کا اور پھر وہ دونون جدا ہو گئے قبل اس بات کے کہ کچھ کہین سو پھر نہین اختیار ہو انکو اور کہا بیہقی نے کہ اسمین انقطاع ہو درمیان مجاہد اور ابن مسعود کے اور روایت کی عبد الرزاق نے جابر سے کہ کہا انھون نے جسوقت کہ اختیار دے مرد اپنی عورت کو اور وہ نہ اختیار کرے مجلس مین سو نہین خیار ہو واسطے اسکے اور روایت کی ابن ابی شیبہ اور عبد الرزاق نے حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے تحقیق کہ عمر بن خطاب اور عثمان بن عفان نے کہا انھون نے کہ جو مرد مالک کرے اپنی عورت کو اور خیار دے اسکو پھر دونون جدا ہو جاوین اس مجلس سے تو نہین ہو عورت کو خیار اور اب اختیار خاوند کو ہو اور اسناد مین اسکی یحیی بن الصباح ضعیف ہو اور بھی روایت کی ابن ابی شیبہ نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے کہ جو شخص خیار دے اپنی عورت کو تو اسکو خیار ہو جب تک اپنی مجلس مین ہے اور اسناد مین اسکی حجاج بن ارطاۃ ضعیف ہو اور اخراج کیا ابن ابی شیبہ نے جابر بن زید اور مجاہد اور شعبی اور نخعی اور عطا اور طاؤس سے ایسا ہی ص اور اگر عورت کھڑی تھی بعد علم کے پھر بیٹھ گئی یا بیٹھی تھی تکیہ لگا لیا یا اپنے باپ کو واسطے مشورت کے طلب کیا یا گواہون کو واسطے گواہی کے طلب کیا یا جس جانور پر سوار تھی اسکو کھڑا کرایا تو ان سب چیزون سے مجلس مختلف نہوگی اور خیار باطل نہوگا اور کشتی مین لے اسکے گھر کے ہو اور جانور کا چلنا مین لے اسکے چلنے کے ہو تو کشتی کے چلنے سے مجلس مختلف نہوگی اور جانور کے چلنے سے مجلس مختلف ہو جاویگی اگر کسی مرد نے بنیت تفویض سے عورت کو کہا اِخْتَارِیْ جائز ہین ہو کہ نیت تین طلاق کی کرے تو اگر زوجہ نے اسکے جواب مین کہا کہ اِخْتَرْتُ نَفْسِیْ یا اِخْتَارَ نَفْسِیْ تو ایک طلاق بائن واقع ہوگا ف اور یہی قول ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اور اسی سے اخذ کیا ہے کذا فی المبسوط ص بشرطیکہ زوج یا زوجہ کسی نے لفظ نفس کا ذکر کیا ہو ف تو اگر زوج نے کہا اِخْتَارِیْ اور زوجہ نے کہا اِخْتَرْتُ تو یہ باطل ہے اور صاحب ہدایہ دلیل لائے ہین اس بات پر کہ اگر زوجہ کہے اَخْتَارُ تو بھی طلاق واقع ہوگا حدیث حضرت عائشہ رض سے کہ کہا انھون نے لا بل

اختارت اللہ ورسولہ اور شمار کیا اسکو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب انکی طرف سے روایت کیا اس حدیث کو مسلم نے
ص اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا اختیار کرلے تو اختیار کرنے کرا اور زوجہ نے جواب مین کہا اختیار کیا مین نے
تو ایک طلاق بائن واقع ہوگا اور اگر تین بار کہا اختاری اختاری اختاری اور زوجہ نے جواب مین کہا اختیار
کیا مین نے اختیار کرلیا کہا کہ اختیار کیا مین نے پہلے کو یا دوسرے کو یا اخیر کو نزدیک امام صاحب کے تین طلاق واقع
ہوجاوینگے بغیر نیت کے اور اگر کہا طلاق دیا مین نے اپنے نفس کو یا اختیار کیا مین نے اپنے نفس کو ساتھ ایک طلاق کے تو ایک
طلاق بائن واقع ہوگا اور ہدایہ مین ہے کہ ایک طلاق رجعی واقع ہوگا اور بعضون نے کہا ہے کہ یہ غلطی ہے کاتب سے اور صحیح یہ ہے کہ رجعت
کا مالک نہوگا اور بعضون نے کہا ہے کہ اس باب مین دو روایتین ہین ایک روایت یہ ہے کہ طلاق رجعی واقع ہوگا اور دوسری مین ہے
کہ بائن ہوگا اور یہی اصح ہے اور اگر اپنی عورت سے کہا کہ کام تیرا تیرے ہاتھ مین ہے ایک طلاق مین یا اختیار کرنے
ایک طلاق کو اور اختیار کیا عورت نے اپنے نفس کو تو ایک طلاق رجعی واقع ہوگا اور اگر کہا امرک بیدک اور
نیت کی تین کی اور عورت نے کہا کہ اختیار کیا مین نے اپنے نفس کو ساتھ ایک کے یا ایک بار تو تینون طلاق واقع
ہوجاوینگے اور اگر کہا عورت نے ف یعنی امرک بیدک کے جواب مین جب نیت تین طلاق کی ہو ص طلاق دیا
مین نے اپنے نفس کو ساتھ ایک کے یا اختیار کیا مین نے اپنے نفس کو ساتھ ایک طلاق کے تو ایک طلاق بائن واقع ہوگا
اور اگر کہا مرد نے کہ امر تیرا تیرے ہاتھ مین ہے آج کے روز اور بعد کل کے ف یعنی جو پرسون آویگا ص تو رات داخل
نہوگی یعنی مین تو اگر اختیار کیا عورت نے اپنے نفس کو رات مین طلاق واقع نہوگا اور آج کا اختیار باطل ہوگا اگر عورت اسکو رد کرے
ف یعنی خاوند کو اختیار کرلے کیونکہ خاوند کے اختیار کرنے سے طلاق واقع نہین ہوتا اور دلیل اسکی حدیث حضرت
عائشہ رض کی جو اوپر گذری اور کشف الغمہ مین ہے کہ حضرت ابن عمر اور ابو ہریرہ پوچھے گئے اس شخص سے جسنے اپنی عورت کو اختیار
دیا اور اسنے اسکو رد کیا اور کچھ نہ کہا تو فرمایا کہ یہ طلاق نہین ہے اور ایسا ہی نقل کیا مسروق سے اور حضرت عائشہ رض سے ص
اور پرسون کا اختیار باقی رہیگا اور اگر مرد نے کہا کہ امر تیرا تیرے ہاتھ مین ہے آج اور کل تو رات داخل ہوجاویگی خیار مین ف
تو اگر عورت رات کو اپنے نفس کو اختیار کرلے طلاق واقع ہوجاویگا ص اور کل کا اختیار باقی نہین رہیگا اگر آج عورت
اسکو رد کردے ف اور دلیل اسکی اصل اور ہدایہ مین مذکور ہے ص اور اگر مرد نے اپنی عورت سے کہا کہ طلاق دے
تو اپنے نفس کو اور نیت نہ کی عدد کی یا نیت کی ایک طلاق کی اور عورت نے اپنے نفس کو طلاق دیا تو ایک طلاق رجعی واقع ہوگا
ف اور اگر عورت اس صورت مین اپنے نفس کو تین طلاق دیوے تو ایک ہی واقع ہوگا اور باقی لغو ہونگے ص اور اگر عورت نے
اپنے نفس کو تین طلاق دیے اور خاوند نے اسکی نیت کی ہو تو تینون طلاق پڑجاوینگے اور اگر مرد نے نیت کی دو طلاق
کی اور عورت نے اپنے کو دو طلاق دیے ایک ہی طلاق واقع ہوگا مگر جب وہ منکوحہ لونڈی ہو کیونکہ دو اسکے
حق مین تین کے ہین حرہ مین ف اور دلیل اسکی ہدایہ مین مسطور ہے ص اگر مرد نے کہا کہ تو اپنے نفس
کو طلاق دے اور عورت نے اسکے جواب مین کہا کہ مین نے اپنے نفس کو تجھسے بائن یعنی جدا کیا تو ایک ہی طلاق
رجعی واقع ہوگا اور اگر کہا کہ اختیار کیا مین نے اپنے نفس کو اسکے جواب مین تو کچھ نہین واقع ہوگا ف یعنی خاوند نے کہا

طلقي نفسك اور عورت نے کہا اختر ت نفسي تو کچھ نہین واقع ہوگا کیونکہ یہ الفاظ طلاق سے نہین اور بعد تخییر کے اگر یہ لفظ کہے تو طلاق پڑجاویگا کیونکہ وہ اجماع صحابہ سے ثابت ہوا ہی جیسا کہ اوپر گذرا **ص** اگر مرد نے کہا عورت سے کہ اپنے نفس کو طلاق دے تو اب خاوند کو رجوع نہین پہونچتا **ف** یعنی قبل عورت کے طلاق لینے کے خاوند کو اس بات کا اختیار نہین کہ اپنے قول سے پھر جاوے اور کہے کہ اب مین اجازت طلاق کی نہین دیتا **ص** اور زوجہ کو بھی جائز نہین کہ بعد تبدیل مجلس کے طلاق دے لیوے اور اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا کہ اپنی سوکن کو طلاق دے یا کسی دوسرے مرد سے کہا کہ میری عورت کو طلاق دے تو جائز ہی کہ قبل دینے کے **ف** یعنی قبل اس بات کے کہ زوجہ اسکی اپنی سوکن کو طلاق دے یا دوسرا مرد اسکی بیوی کو **ص** اپنے قول سے پھر جاوے اور قول اسکا مقید ساتھ مجلس کے ہوگا بخلاف صاحبین کے **ف** یعنی اس مرد کو پہونچتا ہی کہ بعد تبدیل مجلس کے بھی جب چاہے اسکی بیوی کو طلاق دیدیوے اور اسیطرح اسکی زوجہ کو اختیار ہی کہ بعد تبدیل مجلس کے بھی جب چاہے اپنی سوکن کو طلاق دیدیوے اور اگر کسی شخص نے اپنی عورت سے کہا کہ جب چاہے تو اپنے نفس کو طلاق دے تو اس صورت مین بعد تبدیل مجلس کے بھی زوجہ کو اختیار ہی طلاق دینے کا اور اگر کہا کسی مرد سے کہ اگر چاہے تو میری زوجہ کو طلاق دے جائز نہین ہی کہ اپنے قول سے پھر جاوے اور اس شخص کو اختیار مجلس تک رہیگا تو اگر بعد تبدیل مجلس کے وہ طلاق دے طلاق واقع نہوگا **ف** اور دلیل اسکی اصل مین مذکور ہی **ص** اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا کہ اپنے تئین تین طلاق دے اور اسنے اپنے تئین ایک طلاق دیا ایک طلاق واقع ہوجاویگا اور اگر مرد نے کہا کہ ایک طلاق دے اور عورت نے تین دیے تو امام صاحب کے نزدیک کچھ واقع نہوگا اور صاحبین کے نزدیک ایک طلاق واقع ہوگا اور اگر مرد نے کہا کہ اپنے کو ایک طلاق بائن دے اور اسنے ایک طلاق رجعی دیا تو ایک طلاق بائن واقع ہوگا اور اگر کہا کہ ایک طلاق رجعی دے اور اسنے اپنے تئین ایک طلاق بائن یا ایک طلاق رجعی واقع ہوگا **ف** اسواسطے کہ مخالفت زوجہ کی لغو ہی تو مرد کے قول کے موافق طلاق واقع ہوگا **ص** اور اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا کہ تین طلاق دے تو اپنے نفس کو اگر چاہے تو اور اسنے ایک طلاق دیا تو کچھ واقع نہوگا اور اگر کہا کہ ایک طلاق دے تو اپنے تئین اگر چاہے اور اسنے تین دیے تو امام صاحب کے نزدیک کچھ واقع نہوگا اور صاحبین کے نزدیک ایک طلاق واقع ہوگا اور اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا کہ تو طالق ہی اگر چاہے تو اور عورت نے جواب مین کہا کہ چاہا مین نے اگر تو چاہے اور پھر مرد نے کہا چاہا مین نے تو کچھ واقع نہوگا اگرچہ بہ نیت طلاق سے کہا ہو اور اگر کہا کہ چاہا مین نے طلاق تیرا عورت کے جواب مین تو طلاق واقع ہوگا اگر نیت طلاق سے کہا ہو **ف** اور اصل مین اس مقام پر تفصیل کی ہی اور ہمنے اسکو ترک کیا **ص** اور ایسا ہی ہی جو طلاق کہ موقوف کیا جاوے ایک امر معدوم پر **ف** جیسے اس جگہ عورت نے خاوند کی مشیت پر طلاق موقوف کیا تھا اور وہ ایک امر غیر معلوم ہی **ص** اور اگر موقوف کرے طلاق کو ایک امر موجود پر جیسے کہے چاہا مین نے اگر آسمان اوپر ہو زمین کے تو طلاق واقع ہوگا **ف** تو اگر مرد نے اپنی عورت سے کہا کہ تو طالق ہی اگر چاہے تو اور اسنے کہا چاہا مین نے اگر باپ میرا گھر مین ہو اور باپ اسکا گھر مین تھا تو طلاق پڑجاویگا اور اگر نہین تھا تو طلاق نہ پڑیگا **ص** اور اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا کہ تجکو طلاق ہی جسوقت یا جب کبھی چاہے تو تو زوجہ کے رد کرنے سے رد نہوگا اسواسطے کہ خاوند نے اسکو

مالک طلاق کا کیا ہو ایسے وقت مین کہ وہ چاہے طلاق کو پس یہ تملیک قبل مشیت کے نہوگی تو اسکے رد کرنے سے رد ہوجاوے تو جسوقت عورت چاہیگی فقط ایک طلاق پڑجاویگا دوسرا اور اگر زوج نے زوجہ سے کہا کہ تو طلاق ہو جتنے مرتبے چاہے تو تو عورت کو درست ہو کہ اپنے تئین ایک طلاق دیوے پھر ایک طلاق تین تک اور یہ جائز نہین کہ تینون طلاق ایکبار دیوے اور اگر بعد تین طلاق دینے کے پھر دوسرے خاوند سے نکاح کیا اور پھر بعد طلاق اسکے پہلے خاوند پاس لوٹ آئی تو اب اسکو اختیار نہین کہ اپنے تئین طلاق دے لیوے اور اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا کہ تجکو طلاق ہو جس جگہ یا جہان چاہے تو عورت کو جائز ہو کہ اسی مجلس مین طلاق دے لیوے اور بعد تبدیل مجلس کے نہین اور اگر کہا کہ تجکو طلاق ہو جس طور کا چاہے تو پس ایک طلاق رجعی واقع ہوگا اگرچہ عورت نے نہ چاہا ہو اور جو عورت نے چاہا ایک طلاق بائن یا تین طلاق اور زوج نے بھی یہی چاہا تو جو چاہا ہو اس موافق طلاق پڑجاویگا **ف** یعنی اگر طلاق بائن چاہا ہو تو ایک طلاق بائن پڑیگا اور تین چاہے تو تین پڑجاوینگے **ص** اور اگر خاوند نے نیت کی تین کی اور عورت نے ایک طلاق بائن کی یا خاوند نے ایک طلاق بائن کی اور عورت نے تین طلاق کی تو دونون صورتون مین ایک طلاق رجعی واقع ہوویگا اور اگر خاوند نے کچھ نیت نہین کی تو جو عورت چاہیگی اس موافق طلاق واقع ہوگا اور اگر زوجہ نے کچھ نہ چاہا تو بھی امام صاحب کے نزدیک ایک طلاق رجعی واقع ہوجاویگا اور صاحبین کے نزدیک کچھ واقع نہوگا اور اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا کہ طلاق دے تو اپنے تئین جتنے چاہے تو جتنے کہ مجلس مین چاہیگی واقع ہوجاوینگے اور اگر زوجہ نے رد کیا یا مجلس بدل گئی اختیار باطل ہوگا اور جو کہا کہ طلاق دے تو اپنے تین تین مین سے جتنے چاہے تو عورت کو اختیار ہو کہ ایک طلاق دے یا دو اور تین طلاق دینے کا اختیار نہین اور صاحبین کے نزدیک درست ہو کہ تین طلاق دے لیوے

ص باب الحلف بالطلاق

شرط اسکے صحیح ہونیکی یہ ہو کہ وقت تعلیق طلاق کے عورت اسکی ملک مین ہو یا اضافت کی ہو طلاق کی طرف ملک کے پس جو عورت اجنبیہ سے کہا اگر کلام کرون مین تجھسے تو تو طلاق ہو پھر نکاح کیا اس سے اور کلام کیا تو طلاق واقع نہوگا اور اگر منکوحہ سے یہی کہا اور کلام کیا تو طلاق واقع ہوگا بسبب وجود ملک کے وقت تعلیق کے اسیطرح اگر عورت اجنبیہ سے کہا اگر نکاح کرون مین تجھسے تو تو طلاق ہو یا کہے کہ جو عورت کہ نکاح کرون مین اس سے تو وہ طلاق ہو **ف** تو ان دونون صورتون مین جب نکاح کریگا طلاق واقع ہوویگا مگر اس صورت مین جس عورت سے نکاح کریگا فوراً طلاق پڑجاویگا **ص** اور امام شافعی کے نزدیک طلاق واقع نہوگا کیونکہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہین طلاق ہو قبل نکاح کے **ف** یہ حدیث مروی ہو جابر رضی سے کہا کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہین ہو طلاق مگر بعد نکاح کے اور نہین ہو آزاد کرنا مگر بعد ملک کے روایت کیا اسکو ابو یعلی نے اور صحیح کیا اسکو حاکم نے اور روایت کی ابن ماجہ نے بھی مثل اسکے مسور بن مخرمہ سے اور اسناد اسکی حسن ہو اور حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ مین ہو کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہین قبول ہوتی ہو نذر آدمی کی اسمین کہ اختیار مین نہین اور نہ آزادی اسمین کہ اختیار مین نہین اور نہ طلاق اس عورت مین کہ اختیار مین نہین نکالا اسکو ابوداؤد اور ترمذی نے اور صحیح کیا اسکو اور نقل کیا

بخاری سے کہ وہ اصح ہو اس باب میں اور حدیثوں سے اور دلیل ہماری اس باب میں ہدایے میں مذکور ہو اور کہا صاحب
ہدایہ نے کہ حدیث محمول ہو اس صورت پر کہ طلاق کو بالفعل واقع کرے قبل نکاح کے جیسے کہے کہ تو طالق ہو تو اس صورت
میں ہمارے نزدیک بھی طلاق واقع نہوگا اور یہ معنی اسکے منقول ہیں شعبی اور زہری سے روایت کی ابوبکر رازی نے زہری سے
کہ کہا انھوں نے یہ جو حدیث ہو کہ نہیں طلاق ہو قبل نکاح کے تو یہ اس صورت میں ہو کہ کہا جاوے کوئی شخص کہ نکاح کر فلانی عورت سے
اور وہ کہے کہ اسکو طلاق ہو لیکن جس شخص نے کہا کہ اگر نکاح کروں میں فلانی عورت سے پیش وہ طالق ہو تو جب نکاح کریگا اس سے طلاق واقع
ہوگا اور بھی روایت کیا اسکو عبدالرزاق نے مصنف میں زہری سے کہ کہا انھوں نے جو شخص کہے کہ جو عورت نکاح کروں میں اس سے تو وہ طالق
ہو اور جو لونڈی کہ خریدوں میں وہ آزاد ہو تو جیسا اسنے کہا ویسا ہی ہوگا تو کہا معمر نے کیا نہیں تو اردو ہو کہ نہیں طلاق دو قبل نکاح کے اور نہیں
آزادی ہو مگر بعد ملک کے کہا زہری نے یہ اس صورت میں ہو کہ کہے کوئی شخص کہ فلانے کی عورت طالق ہو اور غلام فلانے کا آزاد ہو اور
روایت کی ابن ابی شیبہ نے مصنف میں سالم اور قاسم اور عمر بن عبدالعزیز اور شعبی اور نخعی اور زہری اور اسود اور ابی بکر
بن عمرو بن حزم اور عبداللہ بن عبدالرحمن اور مکحول سے کہ کہا ان سب نے جب کہے کہ اگر نکاح کروں میں فلانی سے پیش وہ طالق ہو یا جسکو
نکاح کروں میں فلانی سے پیش وہ طالق ہو یا جو عورت کہ نکاح کروں میں اس سے سو وہ طالق ہو تو جیسا اسنے کہا ویسا ہی ہوگا اور ایک لفظ
میں وہ جائز ہو یہ اسپر یہ مضمون ریلعی تخریج ہدایہ میں ہو ص اگر ابھی ہو سکے کہا کہ اگر تو گھر میں داخل ہوئی تو تو طالق ہو اور وہ گھر
میں داخل ہوئی تو طلاق پڑ جاویگا اسواسطے کہ وقت تعلیق کے اس جگہ ملک موجود ہو اور الفاظ شرط کے اِنْ وَاِذَا وَاِذَا مَا وَکُلَّمَا وَکُلَّمَا
وَمَتٰی وَمَتٰی مَا ہیں ان سب لفاظ کے استعمال سے جب ایکبار شرط موجود ہوگی تو یمین پوری ہو جاویگی سوائے لفظ کلما کے کہ یمین
بعد میں طلاق واقع ہونیکے یمین جاتی رہتی ہو مثلاً اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا کہ اگر گھر میں آوے تو یا جب گھر میں آوے تو یا
جسوقت گھر میں آوے تو تو طالق ہو تو بعد گھر میں آنے کے ایک طلاق واقع ہوگا اور بعد اسکے شرط باطل ہو جاویگی یعنی پھر بعد اسکے
اگر گھر میں جاویگی تو اب طلاق پڑیگا اور اگر کہا کہ جس مرتبہ گھر میں آوے تو تو تجھکو طالق ہو تو جتنی بار گھر میں آویگی طلاق واقع ہوتی جاویگا اور
بعد میں طلاق واقع ہونے کے شرط تمام ہو جاویگی تو اگر بعد میں طلاق واقع ہونیکے طلاق دیکر پھر اسسے نکاح کیا تو اب جو گھر میں آویگی
طلاق واقع نہوگا اور اگر کہا کہ جس مرتبہ نکاح کروں میں تجھسے تو تو طالق ہو تو شرط باطل نہوگی پھر اگر بعد طلاق کے بھی اسسے نکاح کریگا
طلاق واقع ہو جاویگا اور بعد یمین کے اگر وہ الملک ہو تو یمین باطل نہوگی اور یمین باطل ہوگی مطلق تو اگر شرط اپنی ملک میں متحقق ہوئی
یمین تمام ہو جاویگی پس طلاق واقع ہوگا ف صورت اسکی یہ ہو کہ اپنی عورت سے کہا کہ اگر اس گھر میں آویگی تو تو طالق ہو بعد اسکے
پھر ایک طلاق بائن بالفعل اسکو دیکے جدا کیا اور عدت تمام ہونیکے بعد پھر اس سے نکاح کر لیا اور اب وہ عورت گھر میں داخل ہوئی تو وہ شرط
پہلے کی متحقق ہوگی اور طلاق پڑ جاویگا اگرچہ درمیان میں اسکی ملک زوجہ سے زائل ہوگئی تھی ص اور اگر شرط اپنی ملک میں متحقق ہوئی تو یمین
تمام ہو جاویگی اور کچھ واقع نہوگا ف صورت اسکی یہ ہو کہ اپنی زوجہ سے کہا کہ اگر اس گھر میں آویگی تو تجھکو طلاق ہو بعد اسکے
اسکو ایک طلاق بائن بالفعل دے دیا اور بعد گذرنے عدت کے وہ عورت گھر میں داخل ہوئی تو قسم تمام ہوگئی یعنی ساقط
ہوگئی اور طلاق واقع نہوگا کیونکہ وہ عورت محل طلاق کی نہیں رہی اسلیے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں طلاق ہو
اس عورت پر کہ نہ مالک ہوا سکا تو اگر پھر اب اس سے نکاح کریگا اور وہ پھر گھر میں داخل ہوگی طلاق واقع نہوگا ص اگر کسی شخص نے

ف اور وہ وہ ہو کہ یمین
یعنی ہو واسطے وقوع
طلاق اور قرار کے پس
اسکی صحت کے ورنہ
ملک فی الحال شرط
نہیں اسلیے کہ وقوع
طلاق کا بعد وجود شرط
ہوگا اور اس وقت
ملک نہیں ہوگا اور اس وقت
ف یعنی ہو

اپنی عورت سے کہا کہ اگر تو گھر میں داخل ہو تو تجکو تین طلاق ہیں اور پھر مرد کو یہ منظور ہوا کہ گھر میں جاوے اور تین طلاق نہ پڑیں تو اسکا حیلہ یہ ہو کہ بالفعل اُس عورت کو ایک طلاق بائن دیوے اور بعد عدت گذر نیکے وہ گھر میں داخل ہو پھر اُس سے نکاح کر لے تو اب گھر میں داخل ہونے سے طلاق واقع نہوگا کیونکہ یمین باطل ہوگئی **ف** اس سبب سے کہ پہلے وہ ایک گھر میں جاچکی **ص** اگر شرط کے پائے جانے اور نہ پائے جانے میں اختلاف ہو **ف** مثلاً خاوند نے کہا کہ تو گھر میں نہیں آئی تھی اور عورت نے کہا آئی تھی **ص** تو قول خاوند کا معتبر ہوگا مگر یہ کہ عورت گواہ لاوے اپنے مدعا پر اور جو شرط ایسی ہو کہ بدون زوج کے کسی اور کو معلوم نہیں ہوتی تو اسمیں قول زوجہ کا معتبر ہوگا اُسی کے حق میں **ف** اور غیر کے حق میں معتبر نہوگا **ص** مثلاً خاوند نے کہا اگر تجکو حیض آوے تو تو طلاق ہے یا کہا اگر تو اللہ کے عذاب کو دوست رکھتی ہو تو تجکو طلاق ہو اور غلام یہ از زاد ہو اور عورت نے کہا میں حائضہ ہوئی ہوں یا میں دوست رکھتی ہوں اللہ کے عذاب کو تو اول صورت میں فقط اسکو طلاق ہو جاویگا اور دوسری ہوئی پر طلاق پڑیگا اور دوسری صورت میں بھی اُسی کو طلاق پڑیگا اور غلام آزاد نہوگا اور اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا کہ اگر تجکو حیض آوے تو تو طلاق ہو پھر اسکو حیض آیا تو جب تین دن برابر خون دیکھیگی اُسوقت حکم کریگے طلاق کا اور اس روز سے اسواسطے کہ بعد دیکھنے خون کے تین دن غالب ہوگا کہ حیض ہے تو اول روز سے طلاق کا حکم ہوگا اور کہا کہ اگر تجکو حیض آوے ایک حیض تو طلاق ہے تو جب حیض سے پاک ہوگی اُسوقت طلاق واقع ہوگا کیونکہ ایک حیض اُسیوقت پورا ہوگا اور اگر کہا کہ جو ایک روز رکھیگی تو تجکو طلاق ہو اور اُسنے روزہ رکھا تو آفتاب کے غروب کے وقت جسدن روزہ رکھا طلاق واقع ہوگا اور اگر کہا کہ اگر تو روزہ رکھیگی تو تجکو طلاق ہو **ف** اور نیت ایک روز کی تھی **ص** اور اُسنے روزہ رکھا طلاق واقع ہوگا اگرچہ ایک ساعت بھی روزہ رکھے اور جو کسی شخص نے اپنی عورت سے کہا کہ اگر لڑکا جنیگی تو تجکو ایک طلاق ہو اور اگر لڑکی جنیگی تو تجکو دو طلاق ہیں اور زوجہ نے اسکی دونوں کو جنا اور حاملہ نہیں کا اول اسکو جنا تو قاضی حکم کریگا ایک طلاق کا اور فیما بینہ اور فیما بین اللہ دو طلاق واقع ہونگے **ف** اور اگر قبل اسکے عورت کو ایک طلاق دے چکا تھا تو اسکو نہ دیا چاہیے کہ پھر وطی نکرے اُس سے یہانتک کہ علاوہ نہووے اگرچہ قاضی اسکی جلت کا حکم کرے **ص** اور عدت تمام ہو جاویگی دوسرے کے جننے سے اور پھر طلاق دوسرہ واقع نہوگا اسلیے کہ عدت تمام ہوگئی کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ اور اگر طلاق کو معلق کیا دو چیزوں کے ساتھ تو جب دوسری چیز پائی جاویگی اور ملک قائم ہو طلاق واقع ہوگا برابر ہے کہ دونوں چیزیں ملک میں پائی جاویں **ف** جیسے کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا کہ اگر تو کلام کرے زید اور عمرو سے تو طالق ہو اور زوجہ نے دونوں سے کلام کیا اور نکاح قائم ہو **ص** یا دوسری چیز فقط ملک میں ہووے اور اول نہووے **ف** جیسے کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا کہ اگر تو کلام کرے زید اور عمرو سے تو تجکو طلاق ہو اور پھر بعد اسکے ایک طلاق بالفعل اسکو دیدیا اور جب عدت تمام ہوئی اُسنے زید سے کلام کیا بعد اسکے پھر اسکو خاوند نکاح میں لایا اور بعد نکاح کے اُسنے عمرو سے کلام کیا تو طلاق واقع ہو جاویگی **ص** اور اگر دونوں میں سے کوئی ملک میں نہووے

ف جیسے زوجہ نے بعد طلاق پانے اور بعد گذرنے عدت کے زید اور عمرو دونوں سے کلام کیا ص یا اول چیر تک
بین ہووے اور دوسری نہووے ف جیسے زوجہ نے حالت نکاح مین کلام کیا زید سے اور پھر خاوند نے اُسکو ایک طلاق
بالفعل دیدیا اور بعد گذرنے عدت کے اُسنے عمرو سے کلام کیا ص تو طلاق واقع نہوگا اور تنجیز ف یعنی بالفعل طلاق
دیدینا ص باطل کرتا ہی تعلیق کو تو اگر تعلیق کی تین طلاق کی کسی شرط پر اور پھر قبل وجود شرط کے تین طلاق بالفعل
دیدیے اور بعد اسکے وہ عورت بعد حلالہ کے پھر اُسی خاوند پاس لوٹ آئی اور اب شرط متحقق ہوئی تو کچھ واقع نہوگا
ف مثال اسکی یہ ہی کہ زید نے اپنی زوجہ رحیمہ سے کہا کہ اگر تو گھر مین جاوے تو تجکو تین طلاق ہین اور پھر رحیمہ کو تین طلاق
بالفعل دیدیے اور رحیمہ نے بعد گذرنے عدت کے بکر سے نکاح کیا اور بکر نے اُس سے جماع کرکے پھر اُسکو طلاق
دیدیا اور بعد گذرنے عدت کے رحیمہ سے زید نے پھر نکاح کرلیا اور اب رحیمہ گھر مین داخل ہوئی تو کچھ واقع
نہوگا ص اگر کسی شخص نے تین طلاق کو معلق کیا اور پر وطی کے یعنی یہ کہا کہ اگر مین تجسے وطی کرون تو تجکو تین طلاق
ہین اور پھر خصی کو فرج مین داخل کیا اسطرح پر کہ دونون ختنے مل گئے تو خاوند پر عقر واجب نہوگا اگرچہ دیر تک ہو ف
اور اگر باہر نکال کے پھر داخل کرے تو عقر واجب ہوگا ہدایہ ص اور عقر کہتے ہین مہر مثل کو اور بعضون کے
نزدیک عقر اجرت ہی وطی کی اگر زنا حلال ہووے اور ایسا ہی حکم ہی اگر سید نے اپنی لونڈی کی آزادی وطی پر معلق کی
اور اگر زوجہ کا طلاق رجعی اُسکی وطی پر معلق کیا تو فقط داخل کرنے سے رجعت متحقق نہوگی جب تک نکال کے پھر ڈالے
اور جو نکال کے ڈالے تو رجعت ثابت ہوگی اور عقر واجب نہوگا ف اور امام ابی یوسف کے نزدیک طلاق رجعی مین فقط دیر تک
ڈالے رہنے سے بھی رجعت ثابت ہوگی ہدایہ ص اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا تجکو طلاق ہی انشاء اللہ تعالی طلاق واقع نہوگا
ف اسواسطے کہ ہدایہ مین ہی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس شخص نے قسم کھائی ساتھ طلاق یا عتاق کے
اور کہا انشاء اللہ تعالی اُس سے ملا ہوا تو نہین حنث ہی اُسپر کہا زیلعی نے تخریج مین غریب ہی اس لفظ سے اور روایت کی
ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے جسنے قسم کھائی پھر کہا انشاء اللہ تو اُسپر حنث نہین اور صحیح کیا اس حدیث کو ابن حبان نے اور روایت کی
ابن عدی نے کامل مین عطاء سے انھون نے ابن عباسؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جسنے کہا اپنی عورت سے
تو طالق ہی انشاء اللہ یا اپنے غلام سے تو آزاد ہی یا مین جاؤنگا خانہ کعبہ مین انشاء اللہ تو اُسپر کچھ حنث نہین اور اسناد مین اُسکی حق
کبھی ہی ضعیف کیا اُسکو دار قطنی نے اور روایت کی عبدالرزاق اور دار قطنی نے مکحول سے انھون نے معاذ بن
جبل رضؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہین پیدا کیا اللہ نے دوست زیادہ عتاق سے اور دشمن
زیادہ طلاق سے تو جس شخص نے آزاد کیا اور کہا انشاء اللہ تو نہین ہی استثناء واسطے اُسکے اور غلام آزاد ہی اور
جسوقت کہ طلاق دیا اور استثنا کیا تو واسطے اُسکے ہی استثنا اُسکا اور نہین طلاق ہی عورت پر انتہی اور ذکر
کیا اُسکو عبدالحق نے احکام مین جہت دار قطنی سے اور کہا کہ اسناد مین اُسکی حمید بن مالک ہی اور وہ ضعیف
ہی اور کہا بیہقی نے کہ یہ حدیث ضعیف ہی اور مکحول نے معاذ سے نہین سنا اور وہ منقطع ہی ص اگرچہ زوجہ قبل کہنے

انشاء اللہ کے مرجاوے اور اگر زوج قبل کہنے انشاء اللہ کے مرگیا طلاق واقع ہوگا **ف** یعنی سارا لفظ انشاء اللہ کا نہ کہہ سکا بلکہ کچھ کہا تھا کہ موت آگئی **ص** اور اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا تجکو تین طلاق ہیں مگر دو تو ایک طلاق واقع ہوگا اور اگر کہا کہ تجکو تین طلاق ہیں مگر ایک تو دو طلاق واقع ہونگے **ف** اسواسطے کہ اول صورت میں اُسنے تین سے دو نکال لیے تو ایک رہ گیا اور دوسری صورت میں تین سے ایک تو دو رہ گئے **ص** اور اگر کہا تجکو تین طلاق ہیں مگر تین تو تین واقع ہونگے **ف** اسواسطے کہ نکال لینا کل کا کل سے صحیح نہیں

ص باب طلاق مریض کے بیان میں

جو شخص کہ غالب اُسکی ہلاکت ہو بسبب مرض وغیرہ کے جیسا جسکو دُبلا کیا مرض نے ایسا کہ وہ شخص واسطے حاجتوں کے گھر سے باہر نہیں نکل سکتا اگرچہ گھر کے اندر اُسمیں قدرت رکھتا ہو یا جو صف قتال میں واسطے قتال کے آگے کیا جاوے یا اُسکو واسطے قتل کے باہر لاویں قصاص میں یا حد میں اگر اُسی حالت میں مرجاوے چاہے دوسرے سبب سے مرا ہو **ف** تو تصرف اُسکا ثلث مال سے زیادہ میں درست نہیں اور اگر طلاق بائن دیدیوے اپنی عورت کو اور مرجاوے اُسی سبب سے یا دوسرے سبب سے تو وہ عورت اُسکی وارث ہوگی **ف** جب کہ وہ عورت عدت میں ہو اور اگر بعد عدت کے مرگیا تو وارث نہوگی ہدایہ **ص** اور امام شافعیؒ کے نزدیک وارث ہوگی **ف** اور امام مالکؒ کے نزدیک بعد عدت کے بھی وارث ہوگی اور دلیل ہماری یہ ہے کہ روایت کی ابن ابی شیبہ نے عمرؓ اور عائشہؓ اور ابن مسعودؓ اور ابراہیمؒ اور شعبیؒ اور طاؤسؒ سے کہ وارث ہوگی عورت مریض کی جب تک وہ عدت میں ہو اور بھی روایت کی امام محمدؒ نے ابراہیم سے اور ان سے شعبی سے کہ حضرت عمرؓ نے لکھا طرف اُسکے کہ جو شخص طلاق دے اپنی عورت کو تین اور وہ مریض ہو تو وارث کرو اُسکو جب تک وہ عدت میں ہو اور جب اُسکی عدت گذر جاوے تو نہیں ہو میراث واسطے اُسکے اور شعبی سے ہے کہ مالک نے کہ اُسنے سنا ابن شہاب سے کہتا تھا کہ جب طلاق دے مرد اپنی عورت کو اور وہ مریض ہو تو وہ عورت وارث ہوگی اُسکی اگر وارث کیا عثمانؓ نے عبدالرحمن بن عوفؓ کی عورت کو اور اُنھوں نے طلاق بائن دی تھی اُسکو رجعی میں اور نقل کیا امام مالکؒ نے کہ عدت اُسکی گذر گئی تھی اور روایت کی شافعیؒ نے اور لوگوں سے سوائے مالکؒ کے کہ عبدالرحمن بن عوفؓ مرے اور بیوی اُنکی عدت میں تھی ایسا ہی ہے تمام مذہب الاسماء میں کہا شیخ ابن الہمامؒ نے کہ قول مالکؒ کا کہ حضرت عثمانؓ نے وارث کیا تھا اُسکو بعد عدت کے معارض ہے ساتھ قول جمہور کے کہ وہ عدت میں تھی **ص** لیکن اگر ایک طلاق دیا یا دو طلاق دیے تو امام شافعیؒ کے بھی نزدیک محروم نہوگی اور اسیطرح اگر طلاق دیا اُسکو کنایات سے کیونکہ ہمارے نزدیک عورت مریض کی وارث ہوتی ہے اور لیکن نزدیک امام شافعیؒ کے سوا اسواسطے کہ کنایات اُنکے نزدیک طلاق رجعی ہیں لیکن اگر اپنی زوجہ سے خلع کیا تو بالاتفاق وارث نہوگی اگرچہ وہ اُسی حال میں مرا ہو اسواسطے کہ وہ عورت خود راضی ہوگئی ساتھ جدائی کے اور مال دیکے طلاق لے لیا اور اگر ایسے مریض کی زوجہ نے ایک طلاق رجعی طلب کیا اور اُسنے اُسکو تین طلاق دیدیے تو ہمارے نزدیک زوجہ

ع ۱۲ منہ

ع ۲ یعنی شاید یہ لفظ کہا اور کسی سے سنکر نہ لکھا ۱۲

ع ۳ یعنی بن طلاق ۱۲

ع ۴ اسطرح اگر وہ عورت اپنی زوجہ کو طلاق دیدے اگر تین سے کم دیوے تو وارث ہوگا اگر تین دیوے تو نہ ہوگا ۱۲ ہدایہ

ع ۵ غلام اور تین طلاق دیدے کیا کہنا ۱۲

اُسکی وارث نہوگی اور بھی وارث ہوگی اگر اُسکی عورت نے عدت مین اپنے خاوند کے بیٹے کو بوسہ دیا شہوت سے اسواسطے
کہ زوجہ ساتھ طلاق بائن کے جدا ہوئی ہے نہ ساتھ بوسہ ابن زوج کے اور جو ایسا مریض ہو اور اُسنے اپنی زوجہ سے لعان کیا ف
اور لعان کا بیان آگے آتا ہے ص اور بسبب لعان کے دونون مین جدائی ہوگئی اور زوج اُسی حالت مین مرا زوجہ وارث ہوگی
اور اسیطرح اگر قسم کھائی کہ چار ماہ تک وجہ سے قربت نکریگا اور چار ماہ تک اُسے قریب نہوا اور دونون مین جدائی ہوگئی بعد اسکے
زوج اُسی حالت مین مرگیا تو زوجہ وارث ہوگی اور جو باہر گھر کے واسطے حوائج کے آوے اگرچہ بیمار ہو یا اُسکو تپ ہو اور جو کہ مبتلا ہوجاوے
یا صف قتال مین ہو یا قصاص اور رجم کے واسطے قید ہو تو وہ صحیح ہو اگر اپنی جورو کو طلاق بائن دیوے تو بعد اُسکے مرنے کے زوجہ وارث
نہوگی اگرچہ اُسی حالت مین مرا ہو یا قتل ہوا ہو اور جو اُسکی زوجہ نے اُس سے خلع کرلیا یا اپنی زوجہ کو اختیار طلاق کا دیا اور زوجہ نے
اپنے نفس کو اختیار کیا یا زوجہ کے حکم سے اُسکو تین طلاق دیدے زوجہ اُسکی وارث نہوگی ف اسواسطے کہ زوجہ ان صورتون مین
خود رائی طلاق سے ہوگئی ص اور اگر بے حکم زوجہ کے اُسکو تین طلاق دیے اور پھر اُس مرض سے صحت پاکے رہ گیا تب بھی وارث
نہوگی ف اسواسطے کہ جب وہ مریض پھر مین اچھا ہوگیا تو حکم زوجہ کا باقی نرہیگا ص اور اگر ایسے مریض نے عورت سے کہا کہ مین نے
تجکو تین طلاق صحت مین دیے تھے اور گذر گئی عدت تیری اور عورت نے تصدیق کی اور اُسکے خاوند نے اقرار کیا کہ زوجہ کا مجھ
کچھ قرض ہو یا کچھ اُسکو وصیت کی تو اگر وصیت یا اقرار کم ہو میراث سے تو اُسکو اقرار اور وصیت کے موافق ملیگا اور اگر میراث اُسکو
اقرار سے یا وصیت سے تو میراث ملیگی بہرحال جو کم ہوگا وہی ملیگا ف اور صاحبین کے نزدیک اقرار اور وصیت سے کا جو ہو
تو موافق اقرار یا وصیت کے ملیگا ص اور جو ایسے مریض نے تین طلاق دیے اُسکے مرنے سے حالت مرض مین پھر اقرار کیا اُسکے
لیے قرض کا یا کچھ وصیت کی اُسکے لیے پس اُسکو جو کم ہوگا میراث یا اقرار اور وصیت سے وہی ملیگا صاحبین کے نزدیک ف اور جو ایسے
مریض نے اپنی زوجہ کے تین طلاق کو معلق کیا ایسی شرط پر کہ وہ زوجہ کے اختیار مین نہین ہے جیسے کسی قدم ماہ وحیض وغیرہ کے
ساتھ یا فعل سے کسی اجنبی کے اور یہ تعلیق حالت مرض مین کی اور شرط پائی گئی مثلاً کہا کہ اگر جب آوے تو تجکو تین
طلاق ہین یا زید نماز پڑھے تو تجکو تین طلاق ہین ص اور اُسی حالت مین مرگیا تو زوجہ وارث ہوگی اور اگر حالت
صحت مین تعلیق کی تو وارث نہوگی اور جو ایسے مریض نے اپنی زوجہ کے تین طلاق کو اپنے فعل پر معلق کیا تو زوجہ
اُسکی وارث ہوگی اگرچہ حالت صحت مین تعلیق کی ہو اور اگرچہ مرد کو اُس فعل سے چارہ ہو جیسے بات کرنے پر اجنبی سے
یا چارہ نہین ہو جیسے کھانا طعام کا اور نماز فرض اور بات کرنا ماں باپ سے اور اگر زوجہ کے فعل پر معلق کیا اور تعلیق اور فعل
زوجہ کا دونون مرض مین واقع ہوے اور فعل ایسا ہو کہ عورت کو اُس سے چارہ ہو جیسے بات کرنا اجنبی سے تو عورت
وارث نہوگی اور اگر اُس فعل سے عورت کو چارہ نہین جیسے نماز فرض اور کھانا طعام کا تو وارث ہوگی اور اگر تعلیق
صحت مین ہو اور زوجہ کو اُس فعل سے چارہ ہو تو وارث نہوگی اور اگر چارہ نہین ہو تو شیخین کے نزدیک وارث ہوگی
اور نزدیک امام محمد اور زفر کے وارث نہوگی ف اور فخر الاسلام نے ذکر کیا مبسوط مین کہ صحیح قول امام محمد کا ہی
ص اور اگر طلاق بھی معلق کیا کسی شرط پر اور قبل گذرنے عدت کے وہ مرگیا تو ان سب صورتون مین وارث ہوگی ف
برابر ہے کہ طلاق دیا ہو صحت مین یا مرض مین اُسکی طلب سے یا بغیر اُسکی طلب کے اپنے فعل پر معلق کیا ہو یا زوجہ کے فعل پر اُس فعل سے

ل واسطے کہ انقضاء عدت کے بعد اسکے فعل سے حانث نہوا بلکہ طلاق بائن واقع ہوکر عورت اجنبی ہوگئی ف

ع عدت مین دے کر

چارہ ہو یا نہو چلی ص اور تمام صورتون مین اگر زوج بعد تمام ہونے عدت زوجہ کے مرا تو بالاتفاق اُس سے وارث نہوگی تو میراث خاص ہوا اُسی صورت مین جب مرجاوے خاوند اور عدت نہ گذری ہو ف اسواسطے کہ لکھا تھا حضرت عمرؓ نے طرف شریحؒ کے کہ جو شخص تمین طلاق دے اپنی عورت کو اور وہ مریض ہو تو وارث کرو اُسکو جب تک وہ عدت مین ہو اور جب اُسکی عدت گذر جاوے تو نہین ہو میراث واسطے اُسکے روایت کیا اسکو امام محمدؒ نے اور امام مالکؒ کے نزدیک بعد عدت کے بھی وارث ہوگی جب تک وہ غیر سے نکاح نہ کرلے جیسا کہ اوپر اسکا بیان بتفصیل گذر چکا

ص باب رجعت کے بیان مین

اور جب طلاق دے مرد اپنی عورت کو ایک طلاق رجعی یا دو طلاق رجعی تو جائز ہو خاوند کو کہ عدت کے اندر پھر اُس سے رجعت کرے برابر ہو کہ وہ راضی ہو یا نہو اور تین طلاق کے بعد رجعت جائز نہین ف اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ ترجمہ اور جب طلاق دو تم عورتون کو اور پہونچ جاوین وہ قریب اپنی میعاد کے تو روک رکھو اُنکو موافق دستور کے ص اور یہ حرہ مین ہو اور اگر لونڈی ہو تو ایک طلاق کے بعد اُس سے رجعت درست ہو ف اسواسطے کہ وہ طلاق کے بعد لونڈی ایسی ہوجاتی ہو جیسے حرہ بعد تین طلاق کے کیونکہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طلاق لونڈی کے دو ہین اور عدت اُسکی دو حیض ہین اور یہ حدیث اوپر گذری ص اگر کہے کہ رجوع کیا مین نے تجھسے یا رجوع کیا مین نے اپنی عورت سے رجوع ثابت ہوگا اور اگر دلی کی یا بشہوت اُسکو بوسہ کیا یا اُسکی فرج کی طرف بشہوت نظر کی تب بھی رجعت صحیح ہو اور امام شافعیؒ کے نزدیک بغیر زبان کے کہنے کے رجعت ثابت نہوگی ف دلیل ہماری قول اللہ تعالی کا ہو فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اور یہ مطلق ہو ص اگر زبان سے کہے رجعت کی یا رجعت کرتا ہون تجھکو تو مستحب ہو کہ اسپر گواہ کرلے اور عورت کو آگاہ کردے کہ مین نے تجھسے رجعت کی ف اور گواہ کرنے کے یہ معنی ہین کہ جب رجعت کا ارادہ کرے تو دو مردون کے سامنے کہ دے کہ تم گواہ رہنا کہ مین نے اپنی عورت سے رجعت کی ص اگر شہادت نہ کرے تو بھی رجعت صحیح ہو ف اور یہی مذہب ہو امام احمدؒ کا اور امام مالکؒ کے نزدیک اور امام شافعیؒ کے نزدیک ایک روایت مین رجعت نہین صحیح ہو مگر گواہون کے سامنے اور دلیل لاتے ہین ساتھ قول اللہ تعالی کے سورہ طلاق مین وَاَشْهِدُوْا ذَوَيْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ اور ہم کہتے ہین کہ یہ امر واسطے استحباب کے ہو اور دلالت کرتا ہو اسپر کہ اللہ تعالی نے فرقت مین بھی فرمایا ہو فَارِقُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اور جیسا کہ فرقت مین شہادت شرط نہین ایسا ہی رجعت مین اور بھی دلیل ہماری وہ ہو جو روایت کی ابوداؤد نے سنن مین کہ عمران بن حصینؓ سے پوچھے گئے اُس شخص سے کہ طلاق دے اپنی عورت کو پھر جماع کرے اُس سے اور نہ گواہی کرے طلاق اور رجعت پر سو کہا کہ طلاق دیا اُسنے خلاف سنت کے اور رجعت کی خلاف سنت کے گواہ کرلے طلاق پر اور رجعت پر کیونکہ اس سے معلوم ہوتا ہو کہ رجعت مین گواہ کرنا مسنون ہو اور یہی ہمارا مذہب ہو اور بھی اس حدیث مین اشارہ ہو کہ رجعت جماع سے بھی ہوجاتی ہو نہ فقط قول سے اور یہی ہمارا قول ہو ص اور جو شخص کہ اپنی عورت کو طلاق رجعی دے تو مستحب ہو کہ اُسپر داخل نہووے

ع واسطے کشف ترجمہ کے
ع اور فرمایا اللہ
ع تعالی نے الطلاق
ع یعنی طلاق دو دفعہ
ع یعنی طلاق دو بار کی
ع پھر رجوع کرنا
ع اچھی طرح یا چھوڑ دینا
ع احسان سے ۱۲
ع یعنی عدت سے ۱۲
ع اگر عورت حائض ہو
ع تا ۱۲
ع اگر عورت
ع تا ۱۲
ع یعنی گواہ کردو تم دو
ع انصاف والون کو ۱۲
ع اطلاق نفوس کی
ع اور رجعت کی تا ۱۲

بدون اذن کے اور خبردار کرنے کے جو قصداً اسکی رجعت کا نہ کرے **ف** اور ہمارا تو رجوع حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے **ص** اگر خاوند نے طلاق رجعی کی عدت گذرنے کے بعد دعوی کیا کہ میں نے عدت میں عورت سے رجعت کی تھی اور عورت نے اسکی تصدیق کی تو رجعت ثابت ہوگی اور اگر تکذیب کی تو دعوی باطل ہوا اور رجعت ثابت نہوگی اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک عورت پر اس صورت میں قسم نہیں کیونکہ رجعت اُن چیزوں میں سے ہے کہ امام صاحب کے نزدیک انمیں قسم نہیں **ف** اور صاحبین کے نزدیک قسم لازم آویگی **ص** اگر خاوند نے عورت سے کہا کہ میں نے تجھے رجعت کی اور عورت نے کہا عدت میری گذر گئی اگر اس مدت میں احتمال اسکا ہو سکے[۱] تو امام صاحب کے نزدیک عورت کا قول معتبر ہوگا اور رجعت ثابت نہوگی اور نزدیک صاحبین کے رجعت ثابت ہو جاویگی[۲] اور اسیطرح اگر لونڈی کے خاوند نے بعد عدت گذرنیکے اسکے مالک سے کہا کہ میں نے اس سے رجعت کر لی تھی عدت میں اور مالک نے اسکی تصدیق کی اور لونڈی نے اسکی تکذیب کی تو امام صاحب کے نزدیک قول لونڈی کا معتبر ہوگا اور صاحبین کے نزدیک قول مولی کا اور اسیطرح اگر لونڈی سے اسکے خاوند نے کہا کہ میں نے تجھے رجعت کی اور لونڈی نے کہا کہ عدت میری گذر گئی اور مولی نے خاوند نے اسکا انکار کیا تو بھی امام صاحب کے نزدیک قول لونڈی کا معتبر ہوگا اور صاحبین کے نزدیک قول مولی کا **ف** اور دلیل اسکی ہدایہ میں مذکور ہے **ص** جو عورت کہ عدت میں ہو اگر اسکا خاوند اسکے پاس معین دو مردوں کے ساتھ آیا اور کہا کہ میں نے رجعت کی تھی تجھ سے عدت میں اور تو کہتی تھی کہ میں عدت سے باہر ہو گئی پاک ہونے کے عدت تمام ہو گئی اور اگر دو مرد اسکے نہ ہوں تو عورت کا قول معتبر ہوگا اور رجعت ثابت نہوگی اگر عدت نہ گذر جاوے یا تیمم کر کے نماز نہ پڑھ لے اور اگر عدت تمام ہو گئی اور اس نے غسل کیا اور ایک عضو کا دھونا بھول گئی اور خاوند نے رجعت کر لی درست ہوا اور اگر ایک عضو سے کم دھونا بھولی تو رجعت ثابت نہوگی **ف** اور امام ابی یوسفؒ سے مروی ہے کہ نصف اور اس سے زیادہ کا حکم کل کا سا ہے اور نصف سے کم کا حکم ایک عضو کا سا ہے اور یہ روایت ہے امام محمدؒ کے نزدیک وہ ایک عضو ہے کہ **کذا فی الھدایہ** **ص** اور اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ مدخولہ کو طلاق رجعی دیا اور اسکے ساتھ وطی کرنے سے انکار کیا بعد اسکے پھر اس سے رجعت کر لی اور زوجہ بعد طلاق کے تین حیض سے کم میں پاک ہوئی تو رجعت صحیح ہوئی کیونکہ معلوم ہوا کہ زوجہ وقت طلاق کے حاملہ تھی اور بغیر وطی کے حاملہ نہیں ہوتی تو خاوند اپنے انکار میں کاذب ہوگا اسواسطے لڑکا اسی صاحب فراش کے ہے **ف** اور دلیل اسکی حدیث ہے جو مروی ہوا ابوہریرہؓ سے نقل کی اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لڑکا صاحب فراش کا ہے اور زانی کو خسروی ہے روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے اور حدیث سے انکی حضرت عائشہؓ کے ایک قصے میں اور روایت کیا اسکو نسائی نے ابن مسعودؓ سے اور ابوداؤد نے عثمانؓ سے **ص** اور اگر بعد ایک طلاق رجعی دیا اور وطی سے انکار کیا بعد اسکے ایام عدت میں اس سے رجعت کر لی تو صحیح ہے **ف** اور دلیل اسکی اوپر گذری **ص** اور اگر بعد خلوت کے عورت کے ساتھ اسکو طلاق رجعی دیا اور وطی سے انکار کیا بعد اسکے اس سے رجعت کی رجعت صحیح[۳] نہوگی مگر یہ کہ وہ عورت وقت طلاق سے قبل گذرنے دو سال کے لڑکا جنی تو رجعت درست ہوگی اسلیئے کہ جب دو برس سے کم میں بچہ ہوا تو معلوم ہوا کہ وقت رجعت کے حمل موجود تھا اور اگر ایسی

---

[۱] یعنی عدت گذرنیکا ۱۲
[۲] اسلیئے کہ انکے قول سے قبل رجعت کے انقضاء عدت کی خبر نہیں کی پس ظاہر تھا عدت کا ۱۲
[۳] اگر ایک طلاق دیا ہو ۱۲

شخص نے اپنی زوجہ سے کہا کہ اگر تو جنے گی تو تجکو طلاق ہی تو جب وہ عورت جنے گی طلاق پڑجاویگا اور اگر بعد چھ مہینے کے یا زیادہ کے دوسرا لڑکا جنی تو رجعت ثابت ہوگی اور اگر کم مین چھ مہینے سے جنی تو رجعت نہوگی **ف** اور دلیل اسکی اصل مین مسطور ہی **ص** اور اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا کہ جب تو جنے گی تو تجکو طلاق ہی اور عورت تین حمل مین تین بار جنی تین طلاق پڑجاوینگے اور دوسرے لڑکے سے اور تیسرے لڑکے سے رجعت ہوجاویگی **ف** اسواسطے کہ جب پہلا لڑکا پیدا ہوا تو طلاق پڑگیا اور عورت معتدہ ہوگئی اور دوسرے لڑکے سے پھر خاوند کی رجعت ثابت ہوگئی اور دوسرا طلاق پڑگیا اور تیسرے لڑکے سے پھر خاوند کی رجعت ثابت ہوگئی اور تیسرا طلاق پڑگیا ہدایہ **ص** اور اُسپر عدت حیض سے ہوگی **ف** اسواسطے کہ تیسرے جنے کے بعد تیسرا طلاق واقع ہوا پس عدت والاوت سے ہوگی **ص** جس عورت کو طلاق رجعی دیا ہو تو وہ عدت مین زینت کرے اور اپنے تئین آراستہ کرے تاکہ خاوند رغبت کرے اور اُس سے رجعت کرے **ف** ہدایہ مین ہی کہ رجعت مستحب ہی اور زینت برانگیختہ کرتی ہی رجعت پر تو زینت بھی مشروع ہوگی انتہی اور کشف الغمہ مین ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکروہ رکھتے تھے طلاق کو بےضرورت اور رخصت دیتے تھے وقت ضرورت کے **ص** اور خاوند کو جائز نہین کہ زوجہ کو جو عدت مین طلاق رجعی کے ہو اپنے ساتھ سفر مین لیجاوے یہانتک کہ اُسکی رجعت پر گواہ کردے **ف** کیونکہ فرمایا اللہ تعالی نے وَلَا تُخْرِجُوهُنَّ مِنْ بُيُوتِهِنَّ الآیۃ یعنی نہ نکالو اُنکو اُنکے گھرون سے آخر آیت تک کفایہ حاشیہ ہدایہ مین ہی کہ یہ آیت نازل ہوئی اُن عورتون مین جو معتدہ ہین طلاق رجعی سے اور مراد یہان ہی کہ شہادت کردینا مستحب ہی جیسا کہ اوپر گذرا **ص** اور خاوند کو جائز ہی کہ اپنی زوجہ سے جسکو طلاق رجعی دیا ہو وطی کرے اور امام شافعیؒ کے نزدیک وطی درست نہین یہان تک کہ زبان سے پہلے رجعت کرے اور ہمارے نزدیک وطی خود رجعت ہی **ف** اور یہی قول ہی امام احمدؒ کا اور ہماری دلیل قول ہی عمران بن حصینؓ کا جیسا کہ گذرا روایت کیا اُسکو ابوداؤد نے اور دوسرے یہ کہ وہ بمنزلہ زوجہ کے ہی کیونکہ اگر اُسکو دوسرا طلاق دے تو پڑجاتا ہی اور وارث ہوتی ہی اور تیسرے یہ کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَبُعُولَتُهُنَّ أَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ اور خاوند اُنکے زیادہ حقدار ہین اُنکے پھیر لینے پر اور خاوند عورت کا نہین ہوسکتا جب تک وہ عورت اُسکی زوجہ نہو اور تفصیل اسکی تفاسیر مین مذکور ہی **ص** اور جب عورت کو طلاق بائن دے تین سے کم تو مرد کو جائز ہی کہ اُس عورت سے عدت مین یا بعد عدت کے نکاح کرے **ف** اسواسطے کہ جب تین طلاق نہ دیگا تو اُسکا حکم آگے آتا ہی **ص** اور اگر تین طلاق دے آزاد کو یا دو لونڈی کو تو پھر اُسکو حلال نہین ہوتی جب تک کہ اُس عورت سے وطی کرے دوسرا خاوند بہ نکاح صحیح اور پھر دوسرا خاوند اُسکو طلاق دے یا مرجاوے اور عدت گذر جاوے یہ مذہب اکثر لوگون کا ہی اور سعید بن المسیبؒ کے نزدیک دوسرے خاوند کی وطی شرط نہین بلکہ فقط نکاح کافی ہی اور دلیل لاتے ہین ساتھ قول اللہ تعالی کے حَتَّىٰ تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ اور ہماری دلیل حدیث عسیلہ کی ہی اور وہ حدیث مشہور ہی اُس سے زیادتی کلام اللہ پر درست ہی تو حلالہ کرنا بدون وطی کے مخالف ہی اُس حدیث کے یہانتک کہ اگر قاضی اسکا حکم دے تو حکم اُسکا جاری نہوگا **ف** میزان شعرانی مین ہی کہ اتفاق کیا ائمہ اربعہؒ نے کہ جو شخص تین طلاق دے اپنی عورت کو تو پھر اُسکو وہ درست نہین یہانتک

کہ دوسرے خاوند سے نکاح کرے اور نکاح سے مراد اس مقام پر وطی ہو اور نکاح صحیح کی قید اسواسطے لگائی کہ نکاح فاسد سے وطی ہو تو حلال نہوگی انتہی اور حدیث عسیلہ یہ ہو کہ داخل ہوئی عورت رفاعہ قرظی کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور کہا کہ تحقیق رفاعہ نے طلاق بائن دی یا مجکو اور عبد الرحمن بن زبیر نے نکاح کیا مجھسے اور اسکے پاس کنارہ ہو کپڑے کا اور پکڑ لیا اپنی چادر کے کنارے کو سو تبسم فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور فرمایا کہ شاید تو چاہتی ہو کہ پھر رفاعہ کے پاس چلی جائے نہین ہوگا یہ جب تک تو نہ چکھے شیرینی عبد الرحمن بن زبیر کی اور وہ شیرینی تیری روایت کیا اسکو بخاری و مسلم اور اصحاب سنن نے اور ایک روایت مین صحیحین کی ہو کہ تین طلاق دیے تھے اسکو رفاعہ نے اور ایسا ہی اخراج کیا اسکا مالک نے موطا مین اور نام رفاعہ کی عورت کا تمیمہ بنت وہب تھا اور بھی روایت کی جماعت نے حضرت عائشہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پوچھے گئے اس شخص سے کہ تین طلاق دے اپنی زوجہ کو اور پھر نکاح کرے وہ عورت کسی اور سے اور طلاق دے وہ اسکو قبل جماع کے کیا حلال ہو وہ عورت اب پہلے خاوند کے واسطے فرمایا آپ نے نہین یہانتک کہ چکھے وہ دوسرا خاوند مزہ اسکا جیسا کہ چکھا تھا اول خاوند نے اور بھی اخراج کیا ابن المنذر نے مقاتل بن حیان سے مانند اسکے ص اور جو لڑکا قریب بلوغ کے ہو وہ بھی حلالہ مین مثل بالغ کے ہو ف جب جشفہ فرج مین داخل ہو جاوے اور لڑکا بعضون نے لکھا ہو کہ بارہ برس کا ہووے اور بعضون نے لکھا ہو کہ دس برس کا ہو اور یہ ایسے مین ہو کہ معنی اسکے یہ ہین کہ آلت اسکی متحرک باشہوت ہوتی ہو اور نہایہ مین ہو نقلا عن التمرتاشی کہ اگر بہت بوڑھا شخص اپنی آلت کو ہاتھ کے زور سے داخل کر دے تو حلالہ ثابت نہوگا بہرحال شہوت اور ادخال معتبر ہو ص اور ایسے لڑکے کو مراہق کہتے ہین یعنی قریب بلوغ کے ہووے اور اسکے امثال جماع کرتے ہون اور ضرور ہو کہ آلت اسکی متحرک ہو اور اشتہا ہووے جماع کی اور اگر نکاح کیا عورت سے شرط پر حلالہ کے تو مکروہ ہو ف مثلا کہے کہ نکاح کرتا ہون مین تجھسے اس شرط سے کہ حلال کر دونگا تجکو یا عورت یہ کہے اور چھپی عائشہ شرح وقایہ مین ہو کہ اگر دونون اپنے دل مین نیت کرین اور شرط نہ کرین زبان سے تو مکروہ نہین بلکہ ابھی پھر نگے واسطے قصد اصلاح کے اور یہ نکاح اسواسطے مکروہ ہو کہ لعنت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حلالہ کرنے والے پر اور جسکے واسطے حلال کی جاوے روایت کیا اسکو دارمی نے حضرت عبد اللہ بن مسعود سے اور ابن ماجہ نے حضرت علی اور ابن عباس اور عقبہ بن عامر سے اور ظاہر یہ ہو کہ یہ قول مقتضی تحریم کو ہو ص لیکن حلال ہو جاویگی واسطے اول خاوند کے اور جسوقت کہ طلاق دیا عورت آزاد کو ایک یا دو اور عدت اسکی گذر گئی اور اسنے دوسرے خاوند سے نکاح کیا پھر اول خاوند پاس لوٹ آئی تو اب پھر اول خاوند مالک تین طلاق کا ہو گیا اور امام محمد کے نزدیک مالک ایک طلاق کا رہیگا اگر دو طلاق دے چکا تھا اور دو طلاق کا اگر ایک دے چکا تھا ف اجماع کیا ایمہ اربعہ نے کہ دوسرا خاوند ساقط کر دیتا ہو تین طلاقون کو اول خاوند سے تو اگر پھر وہ عورت اول خاوند پاس لوٹ آوے مالک تین طلاق کا ہو جاویگا اور تین سے کم مین اختلاف ہو اور ہماری دلیل قول ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ لعنت کی اللہ نے حلال کرنے والے پر اور جسکے واسطے حلال کی جاتی ہو تو معلوم ہوا کہ دوسرا خاوند جلت کا ثابت کرنیوالا ہو اور دوسرے یہ کہ جب تین طلاق کو ساقط کر دیا تو تین سے کم کو بدرجہ اولی ساقط کر دیگا اور بھی دلیل ہماری وہ ہی جو روایت کی محمد بن الحسن نے کتاب الآثار مین ابن عباس سے انہ قال یہدم الزوج الثانی الواحدۃ والثنتین فی الثلث

ل فرمایا حضرت عائشہ نے کہ کونسا حلال ہو ۱۲ م

ع یعنی لعنت کرتا ہو ۱۲ اللہ قادر ہو ۱۲ منہ

ف اور اسواسطے کہ یہ نکاح ہو ہوس باز کی بلکہ مثل ہو دین کا ہو گی ۱۲ عبدہ

ص یعنی جماع کرنے کے لائق ہو ۱۲ منہ

یعنی ساقط کردیتا ہی دوسرا خاوند ایک طلاق اور دو اور تین کو اور ایسا ہی کہا ابن عمرؓ نے اور امام محمد کی دلیل وہ ہی جو روایت کی بیہقی نے طریق شافعی سے حمید بن عبد الرحمن اور عبد اللہ بن عبد اللہ اور سلیمان بن یسار سے کہ ان سب نے سنا ابو ہریرہؓ سے کہ فرماتے تھے پوچھا مین نے عمر بن الخطابؓ سے اس شخص سے کہ طلاق دیا اپنی عورت کو ایک یا دو پھر عدت اسکی گذر گئی اور نکاح کیا اسنے دوسرے خاوند سے اور پھر نکاح کیا اس سے اول خاوند نے کہا حضرت عمرؓ نے کہ وہ عورت اتنے ہی طلاق پر ہی جتنے باقی رہے اور بھی روایت کی بیہقی نے حکم بن عیینہ سے انھون نے یزید بن جابر سے انھون نے اپنے باپ سے کہ سنا انھون نے حضرت علی بن ابی طالب سے کہ فرماتے تھے وہ عورت اتنے پر ہی جتنے طلاق باقی رہے یہ خلاصہ ہی اسکا جو ذکر کیا اس مقام پر زیلعی نے تخریج ہدایہ مین ص اور جس عورت کو تین طلاق دیدے ہین اگر اسنے بعد ایسی مدت کے کہ اسمین حلالہ ہو سکتا ہی کہا کہ مین حلالے سے فارغ ہوئی اور خاوند کو گمان غالب ہوا کہ یہ سچی ہی تو اسکو درست ہی کہ اسے نکاح مین لاوے اور بعضون نے کہا ہی کہ اقل اس مدت سے اکتالیس ۴۱ روز ہین اسواسطے کہ حلالے مین تین حیض اور دو طہر ضرور ہین اور اقل مدت حیض کی تین روز ہین اور طہر کی پندرہ دن تو سب ملا کر اکتالیس روز ہوے واللہ اعلم بالصواب ۵

ص باب ایلاء کے بیان مین

ایلاء شرع مین اسے کہتے ہین کہ خاوند قسم کھالے کہ مدت ایلاء مین عورت سے قریب نہونگا پس نہین ایلاء ہی جو قسم کرے کہ مدت ایلاء پر اور مدت ایلاء کی واسطے آزاد عورت کے چار مہینے ہین ف اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے لِلَّذِينَ يُؤْلُونَ مِن نِّسَائِهِمْ تَرَبُّصُ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ الایہ ترجمہ جو لوگ کہ ایلاء کرتے ہین اپنی عورتون سے انتظار ہی چار مہینے کا ص اور واسطے لونڈی کے دو مہینے ہین ف اور امام شافعیؒ اور احمدؒ کے نزدیک مدت ایلاء کی واسطے لونڈی اور آزاد دونون کے یہ چار مہینے ہین اور امام مالک کے نزدیک مدت ایلاء کی واسطے غلام کے دو مہینے ہین اور واسطے مرد آزاد کے چار مہینے تو وہ مدت ایلاء مین اعتبار مردون کا کرتے ہین اور ہم عورتون کا ص اور حکم ایلاء کا یہ ہی کہ اگر وطی نہ کی چار مہینے تک تو بعد گذرنے مدت کے ایک طلاق بائن پڑجاویگا ف اور یہ مذہب امام اعظم ابو حنیفہؒ کا ہی اور ائمہ ثلثہ کے نزدیک بعد گذرنے چار مہینے کے طلاق واقع نہوگا بلکہ موقوف ٹھہرایا جاویگا کہ یا رجوع کرے یا طلاق دیوے اور دلیل انکی وہ ہی جو روایت کی بخاری نے حضرت ابن عمرؓ سے کہ کہا انھون نے جسوقت کہ گذر جاوین چار ماہ ٹھہرایا جاویگا یہان تک کہ طلاق دیوے اور روایت کی مالک نے موطا مین حضرت علی بن ابی طالب سے کہ وہ فرماتے تھے جسوقت کہ ایلاء کرے مرد اپنی عورت سے تو نہ واقع ہوگا اسپر طلاق تو اگر گذر جاوین چار مہینے ٹھہرایا جاویگا یہان تک کہ طلاق دیوے یا رجوع کرلے اور روایت کی امام احمدؒ نے حدیث حبیب بن ثابت سے انھون نے طاؤس سے انھون نے عثمانؓ سے مانند اسکے اور جواب اسکا یہ ہی کہ معارض اسکی ہی حدیث بخاری کے وہ جو اخراج کیا ابن ابی شیبہ نے حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ حَبِيبٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنِ عُمَرَ قَالَا إِذَا آلَى فَلَمْ يَفِئْ حَتَّى مَضَتْ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ فَهُوَ تَطْلِيقَةٌ بَائِنَةٌ یعنی فرمایا حضرت عبد اللہ بن عباسؓ اور حضرت عبد اللہ بن عمرؓ

ف یعنی ایلاء کی مدت چار مہینے ہین ف یعنی ایلاء کی مدت چار مہینے ہین

کہ جسوقت ایلاء کرے اور نہ رجوع کرے یہان تک کہ گذر جاوین چار مہینے تو وہ ایک طلاق بائن ہو اور معارض ہو روایت مالک کی وہ جو روایت کی عبدالرزاق نے معمر سے انھون نے قتادہ سے کہ حضرت علیؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ کہتے فرماتے جسوقت کہ گذر جاوین چار مہینے تو وہ ایک طلاق ہو اور عورت حقدار ہو اپنے نفس کی اور عدت کرے عدت مطلقہ کی اور بھی اخراج کیا عبدالرزاق نے معمر سے انھون نے قتادہ سے تحقیق کہ حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ ان سب نے فرمایا کہ جسوقت گذر جاوین چار مہینے تو وہ ایک طلاق ہو اور عورت مستحق ہو اپنے نفس کی اور عدت کرے عدت مطلقہ کی اور معارض ہو روایت احمد کی وہ جو روایت کی عبدالرزاق نے معمر سے انھون نے عطای خراسانی سے انھون نے ابی سلمہ بن عبدالرحمن سے کہ عثمانؓ بن عفان اور زید بن ثابتؓ فرماتے تھے ایلاء مین کہ جسوقت گذر جاوین چار مہینے سو وہ ایک طلاق ہو اور عورت حقدار ہو اپنے نفس کی اور عدت کرے عدت مطلقہ کی کہا شیخ ابن الہمام نے وہ جو روایت کی ہمنے عثمان بن عفانؓ اور زید بن ثابتؓ سے بہتر ہو اس سے کہ روایت کیا اسکو احمد نے عثمانؓ سے اسواسطے کہ ہماری سند جید ہو بموافق بخلاف روایت امام احمد کے کیونکہ اسمین حال رجال کا معلوم نہین جیسے تک اور مفصل کیا انھون نے اسکو اور نہین معلوم ہو کہ طاؤس نے اخذ کیا ہو عثمانؓ سے اور وہ جو روایت کی مالکؒ نے محمد بن علی سے انھون نے علیؓ بن ابی طالب سے مرسل ہو مثل روایت قتادہ کے اور دونون ہم عصر ہین اور وہ جو روایت کی ہمنے عبداللہ بن عمرؓ اور ابن عباسؓ سے رجال انکے سب ایسے ہین کہ اخراج کیا انسے شیخین نے صحیحین مین تو ہمین تفوق ہو روایت بخاری کو ابن عمرؓ سے ہماری روایت پر اور ہمین کہتا ہون کہ اور بھی صحابہ سے مثل ہمارے مروی ہو اخراج کیا دارقطنی نے سلیمان بن شہاب سے انھون نے سعید بن المسیب اور ابی بکر بن عبدالرحمن سے تحقیق کہ عمر بن الخطابؓ فرماتے تھے جسوقت کہ گذر جاوین چار مہینے تو وہ ایک طلاق ہو اور خاوند مالک ہو اوسکی رد کا جب تک وہ عدت مین ہو مگر اس سے ثابت ہوتا ہو کہ ایک طلاق رجعی واقع ہوتا ہو اور سند عبدالرزاق مین ہو حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ وَابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ قَالَ أَلَى النُّعْمَانُ مِنِ امْرَأَتِهِ وَكَانَ جَالِسًا عِنْدَ ابْنِ مَسْعُودٍ فَضَرَبَ فَخِذَهُ وَقَالَ إِذَا مَضَتْ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ فَاعْتَرِفْ بِتَطْلِيقَةٍ یعنی ایلاء کیا نعمان نے اپنی عورت سے اور تھے بیٹھے نزدیک حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے تو مارا ران اپنی اور کہا کہ جسوقت گذر جاوین چار مہینے تو سمجھ لے ایک طلاق اور زیلعی تخریج ہدایہ مین ہو کہ نکالا ابن ابی شیبہ نے مانند ہمارے مذہب کے ابن الحنفیہ اور شعبی اور نخعی اور مسروق اور حسن اور ابن سیرین اور قبیصہ اور سالم اور ابی سلمہ سے اور بھی نکالا دارقطنی نے ان سب سے اور بھی اخراج کیا عبدالرزاق نے عطاء اور جابر بن زید اور عکرمہ اور ابن المسیب اور ابی بکر بن عبدالرحمن اور مکحول سے مثل ہمارے مذہب کے اور ہدایہ مین ہو وَهُوَ الْمَأْثُورُ عَنْ عُثْمَانَ وَعَلِيٍّ وَالْعَبَادِلَةِ الثَّلَاثَةِ وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رِضْوَانُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ اور کہا امام محمدؒ نے موطا مین پوچھا ہمکو حضرت عمرؓ اور عثمانؓ اور تیسرے عبداللہ سے اور زید بن ثابت سے کہ کہتے تھے جسوقت کہ ایلاء کیا مرد نے اپنی عورت سے اور گذر گئے چار مہینے قبل رجوع کے تو وہ عورت بائن ہو گئی ساتھ ایک طلاق بائن کے اور فرمایا حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے تفسیر آیت شریف مین باسند اسکے اور ابن عباسؓ زیادہ جاننے والے ہو تفسیر قرآن کو غیر سے اور یہی قول ابی حنیفہؒ کا ہو اور اکثر فقہا کا انتہی ص تو مدت ایلاء سے کم کی اگر قسم کھاویگا

سلہ یعنی عبداللہ بن عمرؓ اور عبداللہ بن عباسؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ کے قول کا مخالف ہونا ہمارے مذہب کا

تو ایلاء ثابت نہوگا **ف** اسواسطے کہ ہدایہ میں ہے فرمایا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے نہیں ایلاء ہی کم میں چار مہینے سے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے حضرت عبداللہ بن عباس سے کہ کہا انھوں نے جب ایلاء کرے مرد عورت اپنی سے ایک مہینے یا دو مہینے یا تین مہینے اور سعید بن منصور نے پوچھے یعنی چار مہینے تک تو نہیں ہوتا ایلاء اور اخراج کیا مانند اسکے عطاء اور طاؤس اور سعید بن جبیر اور شعبی سے اور روایت کی بیہقی نے کہ کہا ابن عباس نے نہیں ایلاء جاہلیت کا ایک برس اور دو برس اور زیادہ اس سے اور اللہ نے مقرر کیا اسکے واسطے چار مہینے کو تو اگر کم ہو چار مہینے سے تو نہیں ایلاء وہ ایسا ہی ذکر کیا زیلعی نے تخریج ہدایہ میں **ص** اور اگر وطی کرلی مدت ایلاء میں تو قسم میں حانث ہوگا اور کفارہ یمین کا لازم آویگا **ف** اور اسکا بیان آگے آتا ہے **ص** اگر کسی مرد نے اپنی زوجہ سے کہا قسم خدا کی میں تجھسے قربت نہ کرونگا یا قسم خدا کی چار مہینے تک قربت نہ کرونگا یا کہا کہ اگر میں تجھسے نزدیکی کروں تو مجھپر حج ہو یا روزہ ہو یا صدقہ ہو یا طلاق ہو یا غلام میرا آزاد ہو پھر ان سب صورتوں میں ایلاء ثابت ہوگا **ف** اور یہی قول ہے امام شافعی کا اور دلیل اسکی یہ ہے کہ فرمایا حضرت عبداللہ بن عباس نے جو قسم کہ مانع ہو جماع سے تو وہ ایلاء ہے ذکر کیا اسکو شیخ عبدالوہاب شعرانی نے کشف الغمہ میں **ص** اب اگر مدت ایلاء میں اسکے ساتھ نزدیکی کرے تو اگر قسم اللہ کے ساتھ کھائی ہو تو کفارہ قسم کا لازم آویگا **ف** اور ذکر کیا اس مسئلے کو میزان میں مسائل مجمع علیہا سے مگر قول قدیم شافعی میں ہے کہ اسکے نزدیک کفارہ لازم نہیں آتا اسواسطے کہ آگے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَإِنْ فَاءُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ سو اگر رجوع کریں تو اللہ بخشنے والا ہے بڑا مہربان اور اللہ تعالیٰ نے سبب وعدہ کیا مغفرت کا تو اب اسکا گناہ معفو ہو گیا اور کفارہ لازم نہوگا اور ہمارا جواب یہ ہے کہ وعدہ مغفرت کا آخرت میں ہے اس سبب سے کہ حانث ہوا یمین میں اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَلَٰكِنْ يُؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُمُ الْأَيْمَانَ فَكَفَّارَتُهُ الآیۃ اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ فَرَأَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا فَلْيَأْتِ بِمَا هُوَ خَيْرٌ وَلْيُكَفِّرْ عَنْ يَمِينِهِ یعنی جو شخص کہ قسم کھاوے کسی امر پر اور پھر خلاف اسکے بہتر دیکھے تو کرے وہ کام خلاف اور کفارہ دے قسم کا اور بیان کفارہ قسم کا اور اس حدیث کا کتاب الیمین میں انشاء اللہ آویگا اور روایت کی ترمذی نے عائشہ سے کہ کہا انھوں نے کہ ایلاء کیا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بیبیوں سے اور حرام کیا پھر کیا حرام کو حلال اور دیا قسم کا کفارہ کہا شیخ ابن حجر نے کہ راوی اسکے سب ثقہ ہیں اور یہ حدیث ظاہر ہے کہ ہمارے مطلوب پر دلالت کرتی ہے **ص** ورنہ خلاف **ف** یعنی حج کی صورت میں حج کرنا پڑیگا اور روزے کی صورت میں روزہ اور غلام آزاد ہونے کی صورت میں غلام آزاد ہو جاویگا **ص** اور ساقط ہو جاویگا ایلاء اور اگر اس مدت میں اس سے وطی نہ کی ایک طلاق بائن پڑ جاویگا **ف** اور دلیل اسکی اوپر گذر چکی **ص** اور قسم موقت ساقط ہو جاویگی **ف** قسم موقت اسکو کہتے ہیں کہ اسمیں کوئی مدت معین مذکور ہووے **ص** تو اگر کہا قسم خدا کی تجھسے وطی نکرونگا چار مہینے تک اور وطی نہ کی تو وہ مطلقہ بائنہ ہو جاویگی جو پھر اس سے نکاح کرے اور چار مہینے تک اس سے نزدیکی نہ کرے طلاق واقع نہوگا اور قسم موبد ساقط نہوگی **ف** یعنی جس قسم میں کوئی مدت مقرر نہ کرے مثلاً یوں کہے قسم خدا کی میں تجھسے قربت نہ کرونگا **ص** تو اگر بعد بائنہ ہونے اور نکاح کے چار مہینے تک

اُس سے نزدیکی نہ کی پھر طلاق واقع ہوگا پھر اگر اُس سے نکاح کرے اور نہ قریب ہو چار مہینے تو پھر طلاق واقع ہوگا
اور یہ تیسرا طلاق ہو اور عورت بائن ہو جاویگی **ف** یعنی اب بدون حلالہ کے اُس سے نکاح درست نہین **ص**
اور اگر حلف مؤبد مین بعد تین طلاق کے اور حلالہ کے پھر اُس سے نکاح کیا تو ایلاء ساقط ہو جاویگا اور قسم باقی
رہیگی تو اب اگر چار مہینے تک اُس سے نزدیکی نہ کریگا طلاق واقع نہوگا اسواسطے کہ ایلاء باقی نہین تا اور اگر نزدیکی کریگا
حانث ہوگا اور کفارہ یا جزا لازم ہوگی اسواسطے کہ قسم باقی ہو اور یہ صورت جب ہو کہ قسم کو سوا طلاق کے اور چیز پر معلق کیا
ہو اور اگر طلاق پر ہو **ف** جیسے کہا اگر مین تجھسے نزدیکی کرون تو تو طالق ہو **ص** قسم باقی نہ رہیگی اسواسطے کہ تنجیز یعنی بالفعل تین طلاق
دیدینا باطل کرتا ہو تعلیق کو **ف** جیسا کہ اوپر کتاب الطلاق مین بیان کر چکے تو صورت مسئلے کی یہ ہو کہ کسی شخص نے
اپنی عورت سے کہا کہ اگر مین تجھسے قربت کرون تو تجھکو طلاق ہو اور پھر بالفعل اُسکو کسی طرح سے تین طلاق دیدیے
اور وہ عورت بعد حلالہ کے پھر نکاح مین آئی تو اب اگر قربت کریگا طلاق واقع نہوگا اسواسطے کہ تنجیز باطل کرتی ہو تعلیق کو
ص اور اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا قسم خدا کی مین تجھسے نزدیکی نہ کرونگا دو مہینے اور دو مہینے بعد ان دو مہینون کے
تو ایلاء ثابت ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ دو مہینے مین تجھسے قربت نہ کرونگا اور ایک دن توقف کرکے پھر کہا قسم خدا کی مین تجھسے
دو مہینے قربت نہ کرونگا بعد اُن دو مہینون کے جو اول مین اسکے تو ایلاء نہوگا اسواسطے کہ پہلے دن تو قسم کھائی تھی دو مہینے پر
ف اور دو مہینے سے ایلاء ثابت نہوگا **ص** اور دوسرے دن قسم کھائی چار مہینے پر مگر ایک دن کم **ف** اسواسطے
کہ اول دو مہینون سے ایک دن گذر گیا ہو تو سب چار مہینے پورے نہوے تو مدت ایلاء کی تمام نہوگی **ص** اگر
کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا قسم خدا کی ایک سال تجھسے نزدیکی نہ کرونگا مگر ایک دن تو ایلاء ثابت نہوگا **ف** اسواسطے کہ
ایلاء اُسوقت ہوتا ہو کہ چار مہینے تک خاوند کو بغیر لازم ہونے جزا یا کفارے کے امکان وطی کا نہووے اور اس جگہ ممکن ہو
کہ بغیر لازم آنے کسی چیز کے ایک روز اُس سے وطی کرلے لیکن اگر ایک روز وطی کرلی اور بعد وطی کے چار مہینے یا زیادہ اُس سے
باقی رہے تو ایلاء ثابت ہوگا اسواسطے کہ اب امکان وطی کا بغیر لازم آنے جزا یا کفارے کے جاتا رہا **ص** اگر
اگر کوئی شخص بصرے مین ہو اور اُسنے قسم کھائی کہ مین کوفے مین نہ جاونگا اور عورت اُسکی کوفے مین ہو تو ایلاء نہوگا
ف کیونکہ ممکن ہو کہ عورت کو کوفے سے باہر نکال کے اُس سے وطی کرے **ص** جس عورت کو کہ طلاق رجعی یا
ہو قبل گذرنے عدت کے اُس سے ایلاء درست ہو اور جو عورت کہ اُسکو طلاق بائن دیا ہو یا اجنبیہ ہو تو اُس سے ایلاء
جائز نہین **ف** تو اگر بعد قسم کے اُس عورت سے یا اجنبیہ کو نکاح مین لایا اور اُس سے وطی کی حانث ہوگا
اور کفارہ یا جزا لازم ہوگی لیکن اگر اُس سے چار مہینے تک وطی نہ کریگا تو ایلاء نہوگا اسواسطے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا
لِلَّذِينَ يُؤْلُونَ مِنْ نِسَآئِهِمْ اور اس سے معلوم ہوتا ہو کہ ایلاء اپنی بیبیون کے ساتھ خاص ہو نہ غیر عورتون سے
ص اگر کسی شخص نے اپنی عورت سے ایلاء کیا اور بسبب بیماری زوج یا زوجہ کے یا بسبب صغر سنی عورت کے یا رتق کے
ف رتق کے معنی بند ہو جانا اور کہتے ہین کہ یہ عورت رتقاء ہو یعنی اُس سے جماع نہین کر سکتے بسبب اس بات کے
کہ مین ہو پیشاب کرنیکی جگہ کے اور کوئی سوراخ نہین ہو ہکذا فی المغرب **ص** یا بسبب ہونے زوجہ کے

چار مہینے کی راہ پر وطی سے عاجز ہووے تو اُسکا رجوع زبان سے ہو جاویگا یعنی زبان سے کہدے کہ رجوع کیا مین نے اُس سے تو اگر مدت ایلاء کی گذر جاوے طلاق واقع نہوگا جب عاجز رہے تو اگر قبل مدت گزرنیکے وطی پر قادر ہو گیا اور عذر جاتا رہا تو اب رجوع اُسکا بغیر وطی کے نہوگا اور اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا کہ تو مجھپر حرام ہو تو اگر نیت کی طلاق کی تو ایک طلاق بائن پڑجاویگا اور اگر نیت کی ظہار کی یا تین طلاق کی یا جھوٹ کہنے کی تو جو نیت کی ہو اُسکے موافق پڑیگا ف اور مروی ہو موطا مین کہ حضرت علیؓ فرماتے تھے اَنْتِ عَلَیَّ حَرَامٌ مین کہ وہ تین طلاق ہین اور یہ جب ہو کہ نیت کرے تین طلاق کی اور دلیل اسپر اثر حضرت عمرؓ کا ہو کہ جو شخص کہے عورت سے اَنْتِ حَرَامٌ تو وہ حرام ہو اور جو شخص کہے اَنْتِ بَائِنَةٌ تو وہ بائنہ ہو اور جو شخص کہے اَنْتِ طَالِقٌ ثَلٰثًا تو تین طلاق پڑجاوینگے تو لازم آویگا ہر شخص کو جیسا اُسنے لازم کیا اپنے اوپر اور مروی ہو ابن عباسؓ سے کہ وہ کہتے تھے اَنْتِ حَرَامٌ قسم ہو کفارہ دے اُسکا اور ایک روایت مین ہو کہ جس شخص نے حرام کیا اپنے اوپر اپنی عورت کو سو وہ کچھ نہین فکر کیا ان سب آثار کو کشف الغمہ مین اور ان سب سے معلوم ہوتا ہو کہ مدار نیت پر ہو ص اور اگر نیت کی اپنے اوپر حرام کرنیکی یا کچھ نیت نہ کی تو وہ ایلاء ہو جاویگا اور بعضون کے نزدیک اگر زوجہ سے کہا تو مجھپر حرام ہو یا کہا کہ جو مجھپر حلال ہو وہ میرے اوپر حرام ہو یا کہا کہ جو میرے سیدھے ہاتھ مین ہووے وہ مجھپر حرام ہو طلاق واقع ہو جاویگا بغیر نیت کے واسطے عرف کے اور استعمال کے اور اسی پر فتوی ہو

باب خلع کے بیان مین

ف خلع کہتے ہین زوجیت زائل کرنے کو مقابلے مین اُس مال کے کہ خاوند نہ وجہ سے لیتا ہو ص نہین حرج ہو ساتھ خلع کے وقت حاجت کے ف مثلاً آپسمین ایسی لڑائی پڑجاوے کہ اصلاح اُسکی نہو سکے اور بدون حرج کے خلع مکروہ ہو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو عورتین کہ شرارت کرتی ہین اپنے خاوندون سے اور جو عورتین کہ خلع کرتی ہین وہی عورتین منافق ہین اور مراد اس سے یہی ہو کہ بغیر حاجت کے ہووے کیونکہ فرمایا اللہ تعالی نے فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا یُقِیْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِمَا فِیْمَا افْتَدَتْ بِهٖ یعنی اگر خوف کرو تم اس بات کا کہ نہ قائم کر سکینگے حدین اللہ کی تو نہین ہو گناہ اُن دونون پر اُس چیز مین کہ بدلا دیوے عورت ساتھ اُسکے اور روایت ہو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ عورت ثابت بن قیس کی آئی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اور کہا یا رسول اللہ ثابت بن قیس نہین عیب لگاتی ہون مین اُسپر خلق و دین مین ولیکن مین مکروہ جانتی ہون ناشکری کو شوہر کی اسلام مین فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا رد کریگی تو اُسپر باغ اُسکا کہا ہان پھر فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ثابت کو قبول کر باغ اور دے اُسکو طلاق روایت کیا اُسکو بخاری نے اور ایک روایت مین اُسکی ہو کہ حکم کیا ثابت کو طلاق دینے کا اُس عورت کے اور ایک روایت مین ابن ماجہ کی ہو کہ ثابت بن قیس تھا بدصورت اور عورت نے اُسکی کہا کہ اگر نہوتا خوف اللہ کا تو جب آتا میرے پاس تو تھوکتی مین منہ پر اُسکے اور امام احمد کی روایت مین ہو کہ یہ اول خلع تھا اسلام مین اور نام ثابت بن قیس کی بیوی کا جمیلہ بنت عبد اللہ بن ابی ہو اور دار قطنی نے اخراج کیا کہ نام اُسکا زینب ہو اور ایک روایت مین ابو داؤد اور ابن حبان اور بیہقی کی ہو کہ نام اُسکا حبیبہ بنت سہل تھا کہا

شیخ ابن حجر نے کہ شاید اُسکے دو نام ہین اور ایک حدیث مین جمیلہ واقع ہوا اور وہ جو مجکو ظاہر ہوا یہ کہ ثابت بن قیس کے دو قصے ہین کہ دو عورتون مین اُسکی واقع ہوے کیونکہ دونون طریقے صحیح ہین **ص** بدلے مین اُس مال کے کہ صلاحیت رکھتا ہو مہر ہونیکی اور ایک طلاق بائن خلع سے پڑجاویگا **ف** اور یہی مشہور ہو قول امام شافعی کا اور ایک روایت مین اُنسے اور امام احمد کے نزدیک خلع فسخ ہو اور طلاق نہین ہو تو بعد دو طلاق کے اگر خلع کیا تو اُنکے نزدیک پھر نکاح کرنا اُس سے درست ہو اور ہمارے نزدیک درست نکاح کا ہے مین اور استدلال دونون مذہب کا اُسی آیت سے ہو جو خلع مین وارد ہوئی ہو اور طریقہ استدلال کتب اصول مین مذکور ہو اور بھی امام شافعی دلیل لاتے ہین اثر ابن عباس سے کہ وہ پوچھے گئے ایک شخص سے کہ دو طلاق دے اپنی عورت کو پھر خلع کرلے اُس سے آیا درست ہو کہ اب اُس سے نکاح کرے تو فرمایا انھون نے کہ ہان درست ہو چاہے نکاح کرلے اُس سے روایت کیا اُسکو ابن الجوزی نے اور اخراج کیا اُسکا عبدالرزاق نے اور روایت کی دارقطنی نے ابن عباس سے کہ خلع فرقت ہو اور ایسا ہی مروی ہو حضرت عثمان سے اور دلیل ہماری وہ ہو جو ذکر کیا صاحب ہدایہ نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خلع ایک طلاق بائن ہو اور روایت کی دارقطنی اور بیہقی نے سنن مین عباد بن کثیر سے انھون نے ایوب سے انھون نے عکرمہ سے انھون نے ابن عباس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا خلع کو ایک طلاق بائن اور روایت کیا اُسکو ابن عدی نے کامل مین اور ضعیف کیا اُسکو ساتھ عباد بن کثیر ثقفی کے اور روایت کی بخاری سے کہ وہ متروک ہو اور کہا نسائی نے متروک الحدیث ہو اور شعبہ سے کہ انھون نے کہا پرہیز کرو اُسکی حدیث سے اور سکوت کیا اُس سے دارقطنی نے اور ایک طریقہ اس حدیث کا صحیح ہو وہ جو روایت کی عبدالرزاق نے سعید بن المسیب سے مرسلاً تحقیق کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا خلع کو ایک طلاق بائن اور یہ مرسل ہو صحیح اور مرسل ہمارے نزدیک حجت ہو خصوصاً جب کہ مؤید ہو اُسکی حدیث مسند اور حکم کیا امام شافعی نے بھی کہ مراسیل سعید بن المسیب کے اُنکو حکم وصل کا ہو کیونکہ مین نے اُنکو مسانید پایا اور حدیث ثابت بن قیس کی جو اوپر گذری ہمارے مذہب پر دلالت کرتی ہو اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے عثمان سے کہ انھون نے کیا خلع کو ایک طلاق اور حضرت ابن مسعود سے کہ انھون نے کہا نہین ہوتا ہو طلاق بائن مگر فدیہ مین یا ایلاء مین اور ایسا ہی روایت کی حضرت علی سے اور تفصیل کی اُسکی اس مقام مین شیخ ابن الہمام نے **ص** اور اگر شرارت خاوند کی طرف سے ہو تو بدلا خلع کا لینا مکروہ ہو **ف** تحریماً اسواسطے کہ روایت کی امام محمد نے آثار مین **اَنَا اَبُوْ حَنِیْفَةَ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ اِذَا کَانَ الظُّلْمُ مِنْ قِبَلِ الْمَرْاَةِ فَقَدْ حَلَّتْ لَکَ الْفِدْیَةُ وَاِنْ کَانَ مِنْ قِبَلِ الرَّجُلِ فَلَا تَحِلُّ لَهُ الْفِدْیَةُ قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٖ نَاْخُذُ** یعنی کہا ابراہیم نخعی نے کہ جب ہو ظلم طرف سے عورت کے تو حلال ہو تجکو فدیہ لینا اور اگر ہو طرف سے مرد کے تو نہین حلال ہو اُسکو فدیہ کہا محمد نے اسی سے ہم اخذ کرتے ہین **ص** اور اگر شرارت طرف سے عورت کے ہو تو جتنا مہر ہو اُس سے زیادہ لینا مکروہ ہو **ف** اسواسطے کہ روایت کی ابوداؤد نے مراسیل مین اور ابن ابی شیبہ اور عبدالرزاق نے قصہ ثابت بن قیس مین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا اُنکی عورت سے کیا پھیر دیتی ہو تو اُسپر اُسکے باغ کو کہ اُسنے تجکو مہر مین دیا ہو کہا اُسنے ہان اور کچھ زیادہ

تو فرمایا آپ نے کہ زیادہ نہین اور نکالا اسکو دار قطنی نے اسیطرح اور کہا کہا اسناد کی اوسکی ولید نے ابن جریج سے انھون نے عطا سے انھون نے ابن عباس رض سے اور مرسل صحیح ہوا اور نکالا ابن الجوزی نے طریق دار قطنی سے ابی الزبیر سے کہ ثابت بن قیس بن شماس تھی اُنکے پاس زینب بنت عبداللہ بن ابی بن سلول اور مہر مین دیا تھا اسکو ایک باغ تو مکروہ جانا اُسکو اُسکی عورت نے تب فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا پھیر دیتی ہو تو اُسپر باغ کو کہا اُسنے ہان اور کچھ زائد تو فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لیکن زیادتی تو نہین تب لے لیا اُس باغ کو ثابت نے اور چھوڑ دیا اُسکو آخر حدیث تک کہا ابن الجوزی نے کہ اسناد اسکی صحیح ہو اور کہا دار قطنی نے کہ سنا اُسکو ابو زبیر نے کتنے لوگون سے اور بھی نکالا دار قطنی نے اپنی سند سے عطا سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہ لیوے مرد اُس عورت سے جس سے خلع کرے زیادہ اُس سے کہ دیا ہو اُسکو اور روایت کیا اُسکو ابن ماجہ نے ابن عباس رض سے اور اسمین ہو کہ حکم کیا ثابت کو کہ لے لیوے باغ اپنا اور نہ زیادہ لیوے کہا بعض محققین نے کہ نہین شک ہو ثبوت اس زیادت مین ساتھ مرسل صحیح کے کہ مؤید ہو گئی ساتھ مسند اور مرسل کے اور روایت کی امام محمد نے آثار مین اور امام ابو حنیفہ نے مسند مین اور عبدالرزاق نے اور وکیع نے حضرت علی رض سے کہ فرمایا انھون نے نہ لیوے مرد عورت سے زیادہ اُس سے کہ دیا ہو اور جامع صغیر مین روایت ہو امام ابو حنیفہ سے کہ مکروہ ہو نہین اور اس روایت کی دلیل اطلاق آیت ہو اور دوسرے یہ کہ روایت کی ابن الجوزی نے ابو سعید خدری سے کہا انھون نے تھی ہمن بیوی زینب مین ایک مرد انصاری کے کہ نکاح کیا تھا اُس سے باغ پر آخر حدیث تک یہان تک کہ فرمایا اُسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا پھیر دیتی ہو تو اُسکو باغ اور وہ طلاق دے بھلا کہا اُسنے ہان اور زیادہ کرتی ہون تب فرمایا آپ نے کہ پھیر دے اُسپر باغ اور نہ زیادہ کر اُسپر لیکن یہ حدیث صحیح نہین اسناد مین اُسکی عطیہ ضعیف ہو کہا ابن حبان نے کہ نہین حلال ہو لکھنا اُسکی حدیث کا اور بھی اسناد مین اُسکی حسین بن عطاء ہو کہا بقیہ نے کذاب ہو واللہ اعلم **ص** اور اگر طلاق دیا عورت کو مال پر یا مال کے ساتھ اور زوجہ نے قبول کیا طلاق بائن واقع ہوگا اور زوجہ پر مال لازم ہوگا اور جو شرط کیا سو زوجہ پر طلاق دیا تو طلاق رجعی واقع ہوگا اور زوجہ پر کچھ نہ لازم آویگا اور اگر شراب یا سور پر خلع کیا تو عورت کو طلاق بائن واقع ہوگا **ف** کیونکہ حدیث مین ہو کہ خلع ایک طلاق بائن ہو **ص** اور زوجہ پر کچھ لازم نہ آویگا اور اگر زوجہ نے کہا کہ جو کچھ میرے ہاتھ مین ہو اسکے بدلے مین خلع کر لے اور خاوند نے قبول کیا اور عورت کے ہاتھ مین کچھ نہ نکلا ایک طلاق بائن واقع ہوگا اور زوجہ پر کچھ لازم نہ آویگا اور اگر عورت نے کہا کہ خلع کر مجھ سے اُس مال پر جو میرے ہاتھ مین ہو یا اُن دونون پر جو میرے ہاتھ مین ہین اور خاوند نے خلع کیا اور عورت کے ہاتھ مین کچھ نہ نکلا تو اول صورت مین جو کچھ مہر سے لیا ہو پھیر دیوے اور دوسری صورت مین تین درہم دیدیوے **ف** اسواسطے کہ اقل جمع کے تین ہین **ص** اور اگر خلع کیا عورت نے خاوند سے اس بات پر کہ جو کچھ اُسکے گھر مین ہو وہ خاوند کے واسطے ہو تو جائز ہو اور جو کچھ اُس ساعت مین گھر مین ہوگا تو وہ خاوند کا ہو اور اگر کچھ نہ نکلا تو عورت پر کچھ نہین اور اگر زوجہ نے خلع کیا اُسپر جو کچھ گھر مین ہو مال وغیرہ سے تو خاوند کو جو کچھ ہوگا دیدیا جاویگا اور اگر کچھ نہ نکلا تو جتنا مہر کہ خاوند سے لیا ہو وہ خاوند کو پھیر دیگی **هكذا في الكفاية** **ص** اگر عورت نے

ف حسن بن عمارہ

ف بقیہ نام راوی ۱۲

ایک غلام پر جو بھاگ گیا ہو خاوند سے خلع کیا طلاق واقع ہوگا اور اس غلام کا تسلیم کرنا عورت کو واجب ہوگا اگر اسپر قادر ہو اور قیمت اسکی اگر اسکی تسلیم سے عاجز ہووے اگرچہ عورت نے شرط لگائی ہو کہ میں اسکی تسلیم کی ضمان سے بری ہوں اور اگر کسی عورت نے خاوند سے کہا طَلِّقْنِي ثَلَاثًا بِأَلْفٍ یعنی تین طلاق دے مجکو بدلے میں ہزار روپے کے اور خاوند نے اسکو ایک طلاق دیا تو ایک طلاق بائن واقع ہوگا اور عورت پر تہائی حصہ ہزار روپے کا لازم ہوگا اور اگر کہا عورت نے طَلِّقْنِي ثَلَاثًا عَلَى أَلْفٍ یعنی تین طلاق دے مجکو اوپر ایک ہزار روپے کے اور خاوند نے اسکو ایک طلاق دیدیا تو اس صورت میں ایک طلاق رجعی واقع ہوگا نزدیک امام ابو حنیفہؒ کے اور عورت پر کچھ نہ لازم آویگا اور صاحبین کے نزدیک ایک طلاق بائن واقع ہوگا اور تہائی ہزار روپے کی زوجہ پر لازم ہوگی اور اگر کسی مرد نے اپنی زوجہ سے کہا کہ تین طلاق دے اپنے تئیں مجھے بیس ہزار کے یا اوپر ایک ہزار کے اور عورت نے اپنے کو ایک طلاق دیا تو کچھ واقع نہوگا اور اگر مرد نے زوجہ سے کہا کہ تو طالق ہو اور اوپر تیرے ہزار ہیں یا لونڈی سے کہا کہ تو آزاد ہو اور اوپر تیرے ہزار ہیں تو زوجہ پر طلاق واقع ہوجاویگا اور لونڈی آزاد ہوجاویگی برابر ہے کہ قبول کیا ہو ہزار کو یا نہ کیا ہو اور صاحبین کے نزدیک اگر زوجہ اور لونڈی نے ہزار قبول کیے ہیں تو ہزار انپر لازم آویگے اور اگر قبول نہیں کیا تو زوجہ پر طلاق واقع نہوگا اور لونڈی آزاد نہوگی اور خلع عورت کے حق میں معاوضہ ہے یہانتک کہ صحیح ہے کہ عورت قبل قبول کرنے خاوند کے رجوع کرجاوے جب کہ ایجاب عورت کی طرف سے ہو **ف** تو اگر کسی عورت نے خاوند سے کہا کہ خلع کرلے مجھسے اتنے مال پر اور قبل قبول کرنے خاوند کے پھر گئی تو جائز ہوگا **ص** اور شرط خیار کی صحیح ہے واسطے عورت کے نزدیک امام ابو حنیفہؒ کے اور نزدیک صاحبین کے صحیح نہیں **ف** تو اگر خاوند نے عورت سے کہا کہ تو طالق ہو اوپر ہزار روپے کے اور تجکو خیار ہے تین دن تک تو اگر عورت رد کرے خیار کو تین دن میں باطل ہوگا اور اگر رد نہ کیا تین دن تک تو اسکو طلاق پڑجاویگا اور ہزار روپے لازم آویگے **ص** اور جب کہ ایجاب عورت کی طرف سے ہو تو ضرور ہے قبول کرنا خاوند کا مجلس میں **ف** تو اگر بعد اختلاف مجلس کے قبول کریگا معتبر نہوگا **ص** اور خاوند کے حق میں تین دن تک توجب ایجاب خاوند کی طرف سے ہو تو نہیں صحیح ہے رجوع اسکا قبل قبول کرنے عورت کے اور نہیں صحیح ہے شرط خیار کی واسطے خاوند کے اور قبول زوجہ کا مقید ساتھ مجلس کے نہوگا **ف** تو اگر عورت بعد اختلاف مجلس کے قبول کرے جائز ہوگا **ص** اور جانب غلام کا عتاق میں مال پر بمنزلہ جانب عورت کے ہے طلاق میں تو غلام کی طرف سے معاوضہ ہوگا اور مولی کی طرف سے یمین ہوگی **ف** تو صحیح ہوگا رجوع کرنا غلام کا قبل منظور کرنے مولی کے اور خیار ہوگا غلام کو اور ضرور ہوگا قبول مولی کا مجلس میں اور نہیں صحیح ہوگا رجوع مولی کا قبل قبول کرنے غلام کے اور نہیں صحیح ہوگی شرط خیار کی واسطے مولی کے اور نہ موقوف ہوگا منظور کرنا غلام کا مجلس میں **ص** اور اگر مرد نے اپنی عورت سے کہا کہ کل میں نے تجکو ہزار درم پر طلاق دیا تھا اور تو نے قبول نہیں کیا تھا اور عورت نے کہا کہ میں نے قبول کیا تھا تو قول خاوند کا ساتھ قسم کے مقبول ہوگا اور اگر بائع نے مشتری سے کہا کہ کل اس غلام کو بدو ہزار درم کے میرے ہاتھ بیچا تھا اور تو نے قبول نہیں کیا تھا اور مشتری نے کہا کہ میں نے قبول کیا تھا تو قول مشتری کا قبول ہوگا ساتھ قسم کے **ف** اور وجہ فرق کی دونوں مسئلوں میں اصل میں مذکور ہے **ص** اور خلع اور مبارات

ف اور وہ یہ ہو کہ ہر ایک دوسرے کو بری کر دیتے ہین ہر حق کو جو ایک کا دوسرے پر ہو اُن حقون مین سے جو متعلق ہین نکاح کے **ف** مثلاً ایک عورت کا مہر ہزار درم تھا اور اُسنے قبل لینے مہر کے سو درم پر خاوند سے خلع کیا تو خاوند پر کچھ مہر و نفقہ لازم نہ آویگا اور اگر بعد لینے مہر کے سو درم پر خلع کیا تو خاوند کو سوا سو درم کے اور کچھ نہ ملیگا **ص** اور جو حقوق کہ نکاح سے متعلق نہین جیسے قیمت اُن اسباب کی کہ زوجہ نے خاوند سے اُسکو خریدا ہو ساقط نہونگے اور مہر و نفقہ ساقط ہو جاوینگے اور لیکن نفقہ ایام عدت کا تو نہین ساقط ہوگا بغیر ذکر کرکے ایسا ہی ہو ذخیرے مین اور مہر ساقط ہو جاویگا بغیر ذکر کرکے اور اگر باپ نے اپنی لڑکی نابالغہ کی طرف سے اُسکے خاوند سے خلع کیا تو لڑکی پر کچھ لازم نہ آویگا اور مہر اُسکا ساقط نہوگا اور طلاق پڑ جاویگا اُسپر صحیح روایت مین **ف** اور بعضون نے کہا ہو کہ طلاق واقع نہوگا اور اول صحیح ہو جیسا کہ ہدایے مین ہو اور مراد طلاق سے طلاق بائن ہو **ص** اور اگر باپ بدل خلع کا ضامن ہو گیا ہو تو صحیح ہو اور اُسپر مال لازم آویگا **ف** اور مہر ساقط نہوگا ہدایہ **ص** اور اگر شرط کیا بدل خلع کو اُس لڑکی پر پس اگر قبول کیا اُسنے اور وہ اہل قبول سے ہو تو اُسپر طلاق پڑ جاویگا اور مال لازم نہ آویگا **ف** یعنی وہ اہل قبول سے ہو مثلاً جانتی ہو کہ خلع کیا چیز ہو اور نکاح کیا چیز ہو تو اگر اُس بدل کو زوجہ کی طرف سے بالغ نے قبول کیا تو اُسمین دو روایتین ہین ایک روایت مین طلاق واقع نہوگا اور ایک روایت مین طلاق واقع ہوگا ہدایہ

ص باب ظہار کے بیان مین

ظہار شرع مین کہتے ہین اسکو کہ مرد تشبیہ دے اپنی زوجہ کو یا اُسکے اُس عضو کو جسے کل زوجہ سے تعبیر کرتے ہین یا کسی عضو شائع کو اُس سے **ف** مثلاً یون کہے کہ تلث تیرا یا ربع تیرا **ص** ساتھ اعضاے محارم کے کہ اُسپر نظر کرنا اُسکو حرام ہو چاہے وہ محلم رضاعی ہون یا نسبی **ف** تو اگر تشبیہ نہ دی اور کہا کہ تو میری ماں ہو یا بہن ہو یا بیٹی ہو تو ظہار نہوگا اور اگر عورت کہے کہ تو میرے اوپر ایسا ہو جیسے پشت میری ماں کی تو کچھ نہین **ص** تو اگر کہے کہ تو اوپر میرے مثل پشت یا شکم میری ماں یا سر یا بھوپھی کے ہو یا کہے سر تیرا یا فرج تیری مثل پشت یا شکم یا ران یا فرج میری ماں یا بہن یا پھوپھی کے یا کہے نصف تیرا یا ثلث تیرا مثل پشت یا شکم میری خالہ یا بہن کے ہو تو ظہار ثابت ہوگا اور حرام ہوگی وطی اُس سے اور دواعی وطی یہانتک کفارہ دیوے **ف** سواسطے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَالَّذِينَ يُظَاهِرُونَ مِن نِّسَائِهِمْ الآية یہان تک کہ فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مِّن قَبْلِ أَن يَتَمَاسَّا **ص** تو اگر وطی کی قبل کفارہ دینے کے استغفار مانگے اور کفارہ دیوے ظہار کا فقط اور اُس وطی حرام کے بدلے مین کچھ دینا لازم نہ آویگا **ف** سواسطے کہ روایت ہو سلمہ بن صخر سے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس سے ظاہر ہین کہ جماع کرے قبل کفارہ دینے کے کہا کہ ایک ہی کفارہ ہو روایت کیا اسکو ترمذی اور ابن ماجہ نے اور ہدایے مین ہو کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واسطے اُسکے استغفار کر اللہ سے اور نہ عود کر یہانتک کہ کفارہ دے اور روایت کی مانند اُسکے ابن عباسؓ سے کہ ایک مرد نے ظہار کیا عورت سے اپنی پھر پڑا اُسپر پھر آیا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اور عرض کیا مین جا پڑا اُسپر کفارہ دینے کے پہلے فرمایا پھر نہ پاس جا اُسکے جب تک کہ دے تو جو حکم فرمایا تجکو اللہ نے اخراج کیا اوسکا جماعت نے اور صحیح کیا اُسکو ترمذی نے اور ترجیح دیا

یعنی کفارہ ۱۲

نسائی نے ارسال کو اسکے اور روایت کیا اسکو بزار نے ایک دوسرے طور سے نقل کی اسنے ابن عباسؓ سے اور زیادہ کیا اسمیں کفارہ دے اور اعادہ نہ کرا اور روایت کی امام محمدؒ نے آثار میں **اَنَا** اَبُوْحَنِیْفَةَ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ فِی الرَّجُلِ یُظَاهِرُ مِنِ امْرَأَتِهٖ ثُمَّ یُقِرُّ بِهَا قَبْلَ اَنْ یُّكَفِّرَ قَالَ قَدْ اَسَاءَ وَلَا یَعُدْ

ص اور پھر وطی نہ کرے جب تک کفارہ نہ دے لیوے اور جب تک کہ مرد بعد ظہار کے قصد وطی کا نکرے کفارہ لازم نہوگا **ف** اور اگر قبل کرنے قصد وطی کے کوئی خاوند جورو میں سے مرجاوے کفارہ لازم نہ آویگا اور اگر بعد قصد وطی کے پھر جزم کرے کہ ہرگز اس سے وطی نکرونگا تو بھی کفارہ ساقط ہوگا اور اگر ظہار موقت کیا جیسے کہے کہ تو میرے اوپر مانند پشت میری ماں کے ہو ایک سال تک تو اب سال کے اندر قبل کفارہ دینے کے وطی حرام ہو اور بعد سال گذر جانیکے قبل کفارہ دینے کے وطی درست ہو اسواسطے کہ اب کفارہ ساقط ہوگیا بسبب گذر جانے وقت کے اور عورت کو مطالبہ کفارے کا خاوند سے پہونچتا ہو اور حاکم خاوند پر جبر کریگا کفارے پر قید اور ضرب سے اور نکاح باقی رہیگا اور یہ حرمت بغیر دینے کفارے کے زائل نہوگی اور اسیواسطے اگر عورت سے ظہار کرکے اسکو طلاق دیدیا اور پھر اس سے نکاح کیا بعد عدت کے یا دوسرے خاوند کی طلاق کے بعد تو اب بھی وطی اسکو حرام ہو یہان تک کہ کفارہ دیوے جامع الرموز **ص** اور یہ جتنے الفاظ گذر چکے سوائے ظہار کے اور کچھ نہونگے برابر ہو کہ نیت کرے ظہار کی یا کچھ نیت نکرے اور طلاق اور ایلا رنہونگے اور اگر اپنی زوجہ سے کہا کہ تو اوپر میرے مثل میری ماں کے ہو تو اسکی نیت پر اعتبار ہوگا اگر اسنے کہا کہ میری نیت کراہت کی تھی تو ویسا ہی ہوگا اور اگر کہا کہ میں نے ارادہ ظہار کا کیا تھا تو ظہار ہوجاویگا اور اگر کہا کہ میں نے ارادہ طلاق کا کیا تھا تو طلاق بائن واقع ہوگا اور اگر کچھ نیت نہ تھی تو لغو ہوجاویگا **ف** نزدیک تینوں کے اسواسطے کہ اسکو محمول کرسکتے ہیں کراہت پر اور امام محمدؒ کے نزدیک ظہار ہوگا ہدایہ **ص** اور اگر اپنی زوجہ سے کہا کہ تو اوپر میرے حرام ہو مثل میری ماں کے تو جیسی نیت ہوگی ظہار یا طلاق وہی ہوگا **ف** اور اگر کچھ نیت نہوگی تو امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ایلا رہوگا اور امام محمدؒ کے نزدیک ظہار ہدایہ **ص** اور اگر کہا کہ تو اوپر میرے حرام ہو مانند پشت میری ماں کے تو ظہار ہوگا اگرچہ نیت کی طلاق یا ایلا کی اور سوا ظہار کے کچھ نہوگا **ف** نزدیک امام ابو حنیفہؒ کے اور نزدیک صاحبین کے اسکی نیت پر ہوگا لیکن فرق یہ ہو کہ امام محمدؒ کے نزدیک جب نیت طلاق کی کریگا تو ظہار نہوگا اور ابو یوسفؒ کے نزدیک دونوں ہوجاوینگے ہدایہ **ص** اور خاص ہو ظہار اپنی زوجہ سے تو لونڈی سے اگر ظہار کیا کچھ لازم نہوگا **ف** روایت کی امام محمدؒ نے آثار میں ابو حنیفہؒ سے انھوں نے حماد سے انھوں نے ابراہیم سے کہ ظہار لونڈی سے واقع ہوگا اگر ظہار کرے اس سے خاوند اسکا اور نہ واقع ہوگا ظہار اگر ظہار کرے آس سے سوائی اسکا کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے **وَالَّذِیْنَ یُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ** اور لونڈی زنہ ہیں کہ اسپر ظہار واقع ہووے اور یہی قول ہے امام اور سعید بن المسیب اور مجاہد اور عامر شعبی کا انتہی اور امام مالکؒ کے نزدیک ظہار لونڈی سے ہوجاتا ہو اور ائمہ ثلثہ کے نزدیک نہیں ہوتا اور ایسا ہی کہا مکحولؒ نے ذکر کیا اسکو بخاری نے تعلیقاً اور مجاہد نے اخراج کیا اسکا سعید بن منصور سے **ص** اگر نکاح کیا ایک عورت سے بغیر اسکے حکم کے

پھر ظہار کیا اُس سے اور پھر عورت نے اجازت دی نکاح کی تو ظہار باطل ہوا اور اگر اپنی عورتون سے کہا کہ تم اوپر میرے مانند میری ماں کی پشت کے ہو تو اُن سب سے مظاہر ہو جاویگا اور اُسکو ہر ایک کی طرف سے جدا جدا کفارہ لازم ہوگا **ف** روایت کی امام محمدؒ نے آثار مین **أَنَّ** أَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ إِذَا ظَهَرَ الرَّجُلُ مِنْ أَرْبَعٍ بِكَلِمَةٍ وَاحِدَةٍ فَعَلَيْهِ أَرْبَعُ كَفَّارَاتٍ قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهِ نَأْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ یعنی کہا ابراہیم نخعیؒ نے کہ جسوقت ظہار کیا مرد نے چار عورتون سے تو اُسپر چار کفارے ہین

فصل کفارۂ ظہار کے بیان مین

ص کفارہ ظہار کا یہ ہے کہ ایک قسمہ آزاد کرے **ف** (یعنی غلام یا لونڈی) تو اگر نہ پاوے تو دو مہینے لگاتار روزے رکھے اور اگر اسکی بھی استطاعت نہ ہو تو ساٹھ مسکینون کو کھانا کھلاوے اسواسطے کہ کلام اللہ مین ایسا ہی وارد ہوا ہے **ص** مسلمان ہو یا کافر اور امام شافعیؒ کے نزدیک کافر درست نہین **ف** اور دلیل ہماری اطلاق ہر آیت کا **ص** عورت ہو یا مرد چھوٹا ہو یا بڑا اگرچہ اپاہج سنتا ہوا اور اگر بہرہ ہو یعنی بالکل نہ سنتا ہو تو جائز نہین اور اندھا ہو کانا جسکی ایک چشم درست ہو اور جسکے ایک ہاتھ اور ایک پیر کٹا ہو خلاف سے **ف** یعنی داہنا ہاتھ اور بایان پیر کٹا ہو اور یا بایان ہاتھ اور داہنا پیر کٹا ہو **ص** اور مدبر و مکاتب جسنے کچھ ادا نہین کیا **ف** اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکاتب غلام ہے جب تک کہ اُسپر ایک درہم باقی ہے روایت کیا اُسکو ابوداؤد نے حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے **ص** اور جائز ہے کہ اپنا قریب شتے دار جیسے باپ یا بیٹا نیت کفارہ سے خرید کر کے کفارے مین دیوے **ف** اور امام شافعیؒ کے نزدیک جائز نہین تو اگر بغیر نیت کفارے کے خرید کیا کفارہ نہوگا اگرچہ پھر نیت کفارے کی کرلے جامع الرموز **ص** اور بھی درست ہے کہ پہلے آدھا غلام آزاد کرے اور پھر باقی آزاد کردے اور جائز نہین وہ غلام یا لونڈی جسکی جنس منفعت فوت ہو مثلاً دیوانے لا یعقل کو کفارے مین آزاد کرے اور یا اندھے کو تو جو شخص کبھی دیوانہ ہوجاتا ہو اور کبھی ہوش مند ہو تو اسکو آزاد کرنا جائز ہے اور بھی جائز نہین ہر رقبہ کہ دونون ہاتھ یا دونون پیر اُسکے یا دونون انگوٹھے یا دونون انگلیان ہر ہاتھ کے **ف** یا تین انگلیان ہر ہاتھ سے **ص** یا ایک تھا اور ایک پیر ایک ہی طرف سے کٹے ہون اور بھی جائز نہین کہ مدبر کو کفارے مین آزاد کرے **ف** مدبر اُس غلام کو کہتے ہین کہ مولی اُس سے کہدے کہ تو بعد مرنے کے میرے آزاد ہے اور اسکا بیان آگے آویگا **ص** اور نہ وہ مکاتب جسنے کچھ بدل کتابت ادا کیا ہو اور نہ وہ غلام کہ مشترک ہو اور اپنا حصہ آزاد کردے پھر باقی کو آزاد کرے بعد ضمان کے امام صاحبؒ کے نزدیک اور صاحبینؒ کے نزدیک جائز ہے اگر آزاد کرنیوالا مالدار ہو کیونکہ وہ اپنے شریک کے حصے کا ضامن ہو جاویگا تو گویا اُسنے کل غلام آزاد کیا اور اگر مفلس ہو تو اُنکے نزدیک بھی جائز نہین اور اگر آدھا غلام آزاد کیا نیت کفارے سے اور پھر باقی غلام بعد وطی اُس عورت کے جسسے ظہار کیا تھا آزاد کیا تو بھی جائز نہین اسواسطے کہ آزاد کرنا قبل جماع کے چاہیے اور صاحبینؒ کے نزدیک درست ہو جاویگا اسواسطے کہ اُنکے نزدیک بعض آزاد کرنے سے کل آزاد ہو جاتا ہے اور جو شخص کہ عاجز ہو رقبہ آزاد کرنے سے **ف** یعنی بعد رکھ لینے خرچ حاجت اصلی کے جیسے کپڑے پہننے کے یا گھر رہنے کا اور امام محمدؒ سے مروی ہے کہ پیشے والا ایک روز کی خوراک رکھ لے اور غیر پیشے والا ایک مہینے کی محیط

ص دو مہینے لگاتار روزے رکھے کہ اُن مہینوں میں رمضان اور دو روز عید کے اور تین دن ایام تشریق کے نہ آویں اور اگر اُن دونوں میں ایک روز بھی افطار کیا اگرچہ عذر سے ہو یا وطی کی رات میں قصداً یا دن میں سہواً تو پھر سرے سے روزے شروع کرے یعنی اُن روزوں کو جو پہلے رکھ چکا ہو کفارے میں شمار نکرے اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک پھر شروع نکرے اور اُن روزوں کو ملا کے تمام کر دیوے ف جامع الرموز میں لکھا ہے کہ اگر اثنائے کفارہ میں اخیر روزے میں آفتاب کے غروب تک غلام کے آزاد کرنے پر قادر ہو جاوے تو عجز ثابت نہ ہوگا ص اور اگر روزے سے عاجز ہو تو آپ کھلاوے یا اُسکا نائب ساٹھ مسکینوں کو ہر ایک کو بقدر صدقہ فطر کے ف یعنی گیہوں سے نصف صاع اور جَو اور خرمے سے ایک صاع اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا یعنی جو شخص کہ طاقت نرکھے روزے کی تو کھانا کھلانا ہے ساٹھ مسکینوں کا اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث اوس بن صامت اور سہیل بن صخر میں کہ واسطے ہر مسکین کے نصف صاع ہے گیہوں سے ایسا ہی ہدایہ میں کہا زیلعی نے تخریج میں اور جواب سلمہ بن صخر کا اور ہدایہ میں سہیل بن صخر واقع ہوا اور یہ حدیث غریب ہے لیکن روایت کیا طبرانی نے معجم میں اوس بن صامت سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھلانا تو ساٹھ مسکینوں کو تیس صاع تو کہا اُسنے کہ نہیں مالک ہوں میں اسکا مگر یہ کہ اعانت کیجئے آپ میری یا رسول اللہ تو اعانت کی اُسکی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ پندرہ صاع کے اور اور لوگوں نے یہاں تک کہ پہونچ گیا تیس صاع تک ورسن ابو داؤد میں ہے کہ حضرت نے اُنکی بیوی سے کہا کہ لیجا یہ عرق کھجور کا اور کھلا دے اُسکو ساٹھ مسکینوں کو اور وہ عرق ساٹھ صاع کا تھا اور عرق کہتے ہیں زنبیل کو ص اور اگر یہ ایک کو قیمت صدقہ فطر کی دیدیوے تو بھی درست نہو اور امام شافعی کے نزدیک بنا قیمت کا درست نہیں اور اگر یہ ایک کو صبح و شام پیٹ بھر کے کھانا کھلایا تو بھی بنا جائز ہوگا اگرچہ کم میں سیر ہو گئے ہوں اور اگر ہر ایک کو ایک سیر گیہوں اور دو سیر خرمے دیدیوے تو بھی درست نہو ف واطلاق ہے کہ دونوں تلک برابر نصف صاع گیہوں کے یا ایک صاع جَو اور خرمے کے ہو جاویں ص اور اگر ایک شخص کو دو مہینے تک ہر روز مقدار صدقہ فطر کے دیا یا اُسقدر قیمت دی یا ہر روز دونوں وقت پیٹ بھر کے کھانا کھلایا کیا تو بھی درست ہوگا اور اگر دو مہینے کا صدقہ ایک ہی روز میں ایک شخص کو دیدیا تو درست نہوگا مگر اُسی روز سے حساب دیا ہو اور اگر دو ظہار کی نیت سے ساٹھ شخصوں کو کھانا دیا ہر ایک کو ایک ایک صاع گیہوں کا تو ہر شخص کے ایک ایک ظہار سے ادا نہوگا مگر ایک ظہار سے اور امام محمد کے نزدیک دونوں ظہار سے ادا ہو جاویگا اور اگر نیت سے کفارہ افطار اور ظہار سے دیا ہو تو سب کے نزدیک دونوں سے ادا ہو جاویگا ف اور وجہ اسکی شرح عربی میں مذکور ہے ص اور اگر دو ظہار سے چار ماہ تک روزے رکھے یا ایک سو بیس شخصوں کو کھانا دیا یا دو غلام کو آزاد کیا تو دونوں ظہار سے کفارہ ادا ہو جاویگا اگرچہ کسی کو معین نہ کیا ہو اور اگر دو ظہار کی نیت سے دو ماہ تک روزے رکھے یا ایک غلام کو آزاد کیا تو جسکے واسطے چاہے معین کر دے اور اگر نیت کفارۂ قتل خطا اور ظہار سے ایک غلام کو آزاد کیا تو کسی کی طرف سے جائز نہوگا اور امام زفر کے نزدیک دونوں صورتوں میں ف یعنی دونوں ظہار کی نیت میں اور ظہار

اور کفارۂ قتل کی مثل ہین ص کسی سے کافی نہوگا اور امام شافعیؒ کے نزدیک دونون صورتون مین جس سے چاہے معین کردے اور اگر غلام نے ظہار کیا ف ظہار غلام کا باتفاق ائمہ صحیح ہوا اور یہی ماثور ہے ابن عمرؓ سے ص تو فقط دو مہینے روزے رکھے اور جائز نہین ہے کہ مولی اسکا مال اسکی طرف سے کفارہ دیوے اسواسطے کہ کفارہ عبادت ہے تو دوسرے کے کرنے سے ادا نہوگا

ص باب لعان کے بیان مین

ف لعان شرع مین عبارت ہے ان شہادات سے جو جاری ہوتے ہین درمیان ہر دو اور خاوند کے ساتھ الفاظ معروفہ کے فتح القدیر ص جس شخص نے اپنی زوجہ عفیفہ پاکدامن کو جو زنا کے ساتھ متہم نہوئی ہو مثل اس عورت کے کہ اسکے پاس لڑکا ہوا اور پائے اسکا معلوم ہو تہمت زنا کی لگائی ف مثلاً یون کہا کہ تو زانیہ ہے یا مین نے دیکھا تھا کہ تو زنا کرتی تھی یا لڑکا کہ اسے زانیہ اور امام مالکؒ کے نزدیک مشہور مذہب مین لعان یا زانیہ مین نہوگا بلکہ حد واجب ہوگی اور یہی قول ہے ابان اور عثمان اور یحیی بن سعید کا فتح ص اور دونون خاوند اور جورو صلاحیت شہادت کی رکھتے ہون ف یعنی دونون عاقل بالغ ہون اگرچہ کبھی حد قذف انپہ پڑی ہو ص اور اگر وہ عورت متہم ہو مثلاً اسکے پاس ایک لڑکا ہے اور اسکا باپ معروف نہین تو اسکے قذف سے لعان نہین ف یا اس عورت سے نکاح فاسد کیا اور دخول کیا اس سے یا اسنے اپنی عمر مین کبھی زنا کیا ہو اگرچہ ایک بار ہو یا وطی حرام کی ہو شبہ سے اگرچہ ایک بار تب بھی لعان جاری نہوگا ص یا اسکے لڑکے کے نسب کو نفی کیا اور عورت نے مطالبہ کیا حد قذف کا تو خاوند پر لعان واجب ہوگا ف اور طلب کرنا عورت کا شرط ہے کیونکہ وہ اسکا حق ہے ص تو اگر انکار کرے لعان سے قید کیا جاویگا یہان تک کہ لعان کرے ف اسواسطے کہ یہ حق ہے عورت کا خاوند اور خاوند اسکے پورے کرنے پر قادر ہے ص یا اپنے کو جھٹلاوے تو حد مارا جاوے تو اگر لعان کیا مرد نے پیچھے لعان کے عورت اور اگر لعان نہ کیا اسنے قید کی جاویگی یہان تک کہ لعان کرے ف اسواسطے کہ یہ حق ہے عورت پر اور عورت قادر ہے اسکے ایفاء پر تو قید کی جاویگی اسپر ص یا خاوند کی تصدیق کرے تو اسکے لڑکے کا نسب ثابت ہوگا اور وہ جاریہ اسپر حد واجب نہوگی اس تصدیق سے تو اگر خاوند غلام ہو یا کافر ہو یا حد قذف مارا گیا ہو تو خاوند پر حد قذف پڑیگی کیونکہ ان صورتون مین اہل لعان سے نہین ہے جہت نہ صلاحیت رکھنے شہادت کے ف تو رجوع ہو جاویگا طرف حد قذف کی اور وہ قول اللہ تعالی کا ہے وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ الآیۃ اور خاوند کے کافر ہونے کی صورت یہ ہے کہ پہلے سے وہ دونون کافر تھے اور عورت اسلام لائی قبل اسلام لانے خاوند کے اور خاوند نے اسکو تہمت زنا کی لگائی قبل عرض اسلام کے اسپر ایسا ہی ہے فتح القدیر مین ص اور اگر وہ صلاحیت شہادت کی رکھتا ہو اور عورت لونڈی ہو یا کافرہ ہو یا حد قذف پڑی ہو اسپر یا صبیہ ہو یا مجنونہ ہو یا زانیہ ہو تو خاوند پر حد یا لعان کچھ لازم نہ آویگا کیونکہ جس صورت مین وہ عورت زانیہ ہو تو پاکدامن نہ ہی اور غیر زنا مین وہ صالح شہادت کی نہین تو خاوند پر حد نہین اسواسطے کہ وہ غیر محصنہ ہو اور لعان بھی نہین کیونکہ وہ عفیفہ یا صالح شہادت نہین ہے ف اور اصل اس باب مین قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے چار عورتین ہین کہ نہین ملاعنہ ہے درمیان انکے نصرانیہ تحت مین مسلمان کے اور یہودیہ تحت مین مسلمان کے اور غلام نیچے حرہ کے اور حرہ نیچے غلام کے روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے ابن عطار سے انھون نے اپنے باپ عطاء خراسانی سے انھون نے

عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے اور اخراج کیا اسکا دارقطنی نے عثمان بن عبدالرحمن قاضی سے انھوں نے عمرو بن شعیب سے
اور طریق ابن ماجہ سے بھی اور کہا کہ متابعت کی عثمان بن عطاء خراسانی کی مزید بن ربیع نے عطاء سے اور وہ بھی ضعیف ہے
اور روایت کیا اسکو اوزاعی اور ابن جریج سے اور یہ دونوں بڑے امام ہیں انھوں نے عمرو بن شعیب سے لیکن انھوں نے
اسکو مرفوع نہیں کیا پھر اخراج کیا اسکا موقوفاً پھر اخراج کیا اسکا عمار بن سطر سے انھوں نے عمرو بن شعیب سے انھوں نے
اپنے باپ سے انھوں نے اپنے دادا سے اور ذکر کیا مانند اسکے اور ضعیف کیا اسکے راویوں کو کہا شیخ ابن العمام نے
اور تو جان چکا ہے کہ حدیث ضعیف جب متعدد طریقوں سے روایت کی جاوے تو ثابت ہو جاتی ہے اور یہ بھی ایسی ہی ہے
خصوصاً جب کہ معتضد ہوا اسکے روایت اوزاعی اور ابن جریج کی موقوفاً عمرو بن شعیب کے دادا پر اور تفصیل کی اس
مقام میں ملعی نے تخریج ہدایہ میں **ص** اور صورت لعان کی یہ ہے کہ اول خاوند کہے چار مرتبہ اَشْهَدُ بِاللّٰهِ اِنِّیْ صَادِقٌ
فِیْمَا رَمَیْتُهَا بِهٖ مِنَ الزِّنَا یعنی گواہی دیتا ہوں میں ساتھ خدا کے کہ میں سچا ہوں نسبت کرنے میں زنا کی طرف
اسکے اور پانچویں مرتبہ کہے لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَیْهِ اِنْ کَانَ کَاذِبًا فِیْمَا رَمَاهَا بِهٖ مِنَ الزِّنَا یعنی لعنت اللہ کی
خاوند پر اگر اس زنا کی نسبت کرنے میں جھوٹا ہو اور ہر بار کہنے میں عورت کی طرف اشارہ کرتا جاوے پھر عورت کہے چار مرتبہ
اَشْهَدُ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ کَاذِبٌ فِیْمَا رَمَانِیْ بِهٖ مِنَ الزِّنَا یعنی گواہی دیتی ہوں میں ساتھ اللہ کے کہ خاوند کا جو ہے نسبت کرنے میں زنا کی
طرف میرے اور پانچویں مرتبہ کہے غَضَبُ اللّٰهِ عَلَیْهَا اِنْ کَانَ صَادِقًا فِیْمَا رَمَاهَا بِهٖ مِنَ الزِّنَا یعنی غضب اللہ
کا ہو زوجہ پر اگر خاوند سچا ہو نسبت کرنے میں زنا کی طرف میرے **ف** کیونکہ ایسا ہی وارد ہوا ہے کلام اللہ میں اور اگر قاضی اول زوجہ سے
شہادتیں لیوے تو اسکا اعتبار نہیں پھر بعد لعان کرنے خاوند کے پھر زوجہ سے شہادتیں لی جاویں اور یہی مذہب ہے
امام شافعی اور احمد کا **ص** پھر قاضی ان دونوں کے درمیان تفریق کر دے **ف** اور جب تک قاضی تفریق نہ کرے گا تفریق نہ ہوگی
اور امام زفر کے نزدیک فقط لعان سے فرقت ہو جاتی ہے تو اگر قبل تفریق قاضی کے کوئی دونوں میں سے مر جاوے
وارث ہوگا اور دلالت کرتا ہے ہمارے مذہب پر وہ جو مروی ہے صحیحین میں ابن عمرؓ سے تحقیق کہ ایک شخص نے لعان کیا
اپنی عورت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تو تفریق کر دی آپ نے درمیان ان دونوں کے اور ملا دیا لڑکے کو
ساتھ ماں اسکی کے اور وہ جو سنن ابوداؤد اور صحیحین میں ہے عویمر عجلانی سے جب وہ دونوں فارغ ہوئے لعان سے تو کہا عویمر نے
کہ جھوٹ بولا میں اگر روک رکھوں میں زوجہ کو تو طلاق دیدے عویمر نے اسکو تین طلاق اور جاری کیا اسکو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے اور یہ امر سنت ہو گیا کہا سہل نے حاضر تھا میں اسوقت نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پھر جاری ہوئی
سنت بعد ملاعنین میں یہ کہ تفریق کر دی جاوے پھر نہ جمع ہو دونوں کبھی اور بیہقی نے اس مقام پر اعتراض کیا ہے اور
جواب اسکا مذکور ہے فتح القدیر میں **ص** اور اگر نفی ولد سے سبقت لگائی ہو یا اس سے اور زنا سے تو اکتفا کرے
لعان میں **ف** تو فقط نفی ولد میں زوج کہے اَشْهَدُ بِاللّٰهِ اِنِّیْ لَمِنَ الصَّادِقِیْنَ فِیْمَا رَمَیْتُکِ بِهٖ مِنْ نَفْیِ الْوَلَدِ
اور عورت کہے اَشْهَدُ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الْکَاذِبِیْنَ فِیْمَا رَمَانِیْ بِهٖ مِنْ نَفْیِ الْوَلَدِ + اور دونوں کی
صورت میں خاوند کہے اَشْهَدُ بِاللّٰهِ اِنِّیْ لَمِنَ الصَّادِقِیْنَ فِیْمَا رَمَیْتُهَا بِهٖ مِنَ الزِّنَا

ونفی الولد اور عورت کے اشهد بالله انه لمن الکاذبین فی ما رماني به من الزنا ونفی الولد ص پھر قاضی تفریق کردے اور نفی کرے نسب اس لڑکے کا خاوند سے اور ملاعنہ اسکو بائن ہے ف اور دلیل اسکی حدیث ابن عمر ہے جو ابھی گذری ص اور بائن ہو جاویگی وہ عورت خاوند سے ساتھ ایک طلاق بائن کے تو اگر بعد تفریق کے یا قبل تفریق کے بعد لعان کے خاوند نے اپنے تئیں جھٹلایا یا تو اسکو حد قذف ماری جاویگی اور حلال ہو جاویگا خاوند کو نکاح اسکا اسواسطے کہ اب لعان باقی نہیں رہا اور قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا المتلاعنان لا یجتمعان ابدا یعنی دونوں لعان کرنے والے نہیں جمع ہونگے کبھی ف روایت کیا اسکو دار قطنی نے ابن عمر سے مرفوعا اور کہا صاحب تنقیح نے اسناد اوسکی جید ہے اور موقوفا اور پر بھی اور ابن مسعود کے اور روایت کیا اسکو عبد الرزاق نے عمر اور ابن مسعود سے موقوفا اور ابن ابی شیبہ نے موقوفا حضرت عمر اور ابن عمر اور ابن مسعود سے کہا ہے المتلاعنان لا یجتمعان ابدا ص جب ہے کہ دونوں متلاعنین میں اسواسطے کہ علت ان دونوں کے [illegible] کی لعان ہے تو ہر گاہ لعان باطل ہوا تو اسکا حکم یعنی تحریم جمع ہونا وہ بھی باقی نہ رہیگا ف اور تفصیل اسکی [illegible] ص اور اسیطرح اگر بعد لعان اور تفریق کے زوج نے اکذب نفسی کہدیا تو حد قذف اوسپر واجب ہوگی اور نسب ثابت ہوگا اور اسیطرح اگر بعد لعان اور تفریق کے کسیکو تہمت زنا کی لگائی اور اوسپر حد پڑی بسبب [illegible] کیا یا اوسکے والد کو گالی دی تو حد بھی لگائی جاویگی دونوں میں سے باقی نہ رہی تو اسکا حکم بھی نہ رہیگا اور اگر دونوں نے انکار کیا قذف کا تو لعان لازم ہوگا اور حد قذف اسپر پڑیگی ف اسواسطے کہ اسمیں شبہہ ہے [illegible] ص اگر [illegible] کے نزدیک تمام کے لعان لازم ہوگا اگرچہ [illegible] اور دلیل دونوں کی ہدایہ میں مذکور ہے ص اگر لعان کو [illegible] لعان لازم ہوگا اور نسب ثابت رہیگا اسلیے کہ تلاعن دونوں کا سبب [illegible] ف اور اسیطرح اگر بعد لعان اور تفریق کے زوج نے اکذب نفسی کہدیا تو حد بھی لگائی جاویگی اور نسب بھی ثابت ہوگا اور لعان باقی نہ رہیگا اسواسطے کہ [illegible] ص اور اگر زوج نے ایک ہی مجلس سے دو لڑکے جنے یعنی پیچ میں دونوں جننے کے چھ مہینے سے کم مدت گذری اور زوج نے اول کی نفی کی اور دوسرے کا اقرار کیا تو دوسرا لاحق ہو جاویگا اور نسب ثابت ہو جاویگا دونوں کا اور اگر زوج نے کہا کہ اول مجھسے ہے اور دوسرے کی نفی کی تو نسب دونوں کا ثابت ہوگا اور لعان لازم آوے گا ف اور وجہ اسکی اصل میں مذکور ہے

ص باب عنین کے بیان میں

ف عنین وہ شخص ہے جو قادر نہ ہو وطی عورت پر باوجود قیام آلت کے اور اگر قادر ہو تو سبب پر اور مکبر پر قادر نہ ہو سبب پر جیسے

ضعف آلت کے یا بعض عورتون پر قادر ہو اور بعض پر نہین بسبب سحر کے یا کبر سن کے تو وہ عنین ہو بہ نسبت اُس عورت کے جسپر قادر نہین اور بعض کتابون مین استحان اسکا اسطرح پر مرقوم ہو کہ ایک طشت مین سرد پانی بھر کے اُسکو اُسمین بٹھلاوین اگر ذکر اُسکا چھوٹا اور مائل ہو جاوے طرف پیڑو کے تو معلوم ہو کہ عنین نہین ہو ورنہ عنین ہو لیکن مدت مقرر کرنا ضرور ہو اور محیط مین ہو کہ اگر آلت اُسکا صغیر ہو کہ فرج مین ادخال اُسکا ممکن نہین تو عورت کو مطالبہ تفریق کا نہین پہونچتا اور اگر شہامت صغیر ہو تو وہ مانند مجبوب کے ہو فی الفور تفریق کرا دی جاوے گی جیسا کہ آتا ہو **ص** اگر اُسنے اقرار کیا کہ مین عورت پر نہین پہونچا **ف** یعنی ادخال نہین کیا **ص** تو ایک سال قمری کی حاکم مدت مقرر کر دے اُسکو اور یہی صحیح ہو اور روایت حسن مین امام ابو حنیفہؒ سے ایک سال شمسی مہلت دے اور سال شمسی تین سو پینسٹھ دن اور ربع دن کا ہوتا ہو اور سال قمری بارہ مہینے کا اور مدت اُسکی تین سو چون ۳۵۴ دن اور تیسرا حصہ ایک دن کا اور تیسرا ان حصہ ایک دن کا ہوتا ہو اور ماہ رمضان اور ایام حیض اُسی مدت سے شمار کیے جاوینگے نہ ایام مرض زوج اور زوجہ کے **ف** ہدایہ مین ہو کہ ایک برس کی مدت دینا مروی ہو حضرت عمرؓ اور علیؓ اور ابن مسعودؓ سے انتہی لیکن روایت ابن مسعودؓ کی سو اخراج کیا اُسکا عبد الرزاق نے سعید بن المسیبؒ سے کہ فیصلہ کیا عمر بن الخطابؓ نے عنین مین کہ مدت مقرر کی جاوے ایک سال کی کما مر ذکرہ اور یہ مدت اُس وقت سے ہوگی جب سے نزاع واقع ہوا اور اسیطرح نکالا اُسکو ابن ابی شیبہ نے شعبی سے کہ عمر بن الخطابؓ نے لکھا شریح کو کہ مدت مقرر کر دے واسطے عنین کے ایک برس جس دن سے کہ قصہ اُٹھایا جاوے نزد یک تیرے اور ایک روایت مین ہو کہ حضرت عمرؓ نے مدت مقرر کر دی واسطے عنین کے ایک برس اور زیادہ کیا یہ کہ اگر اس مدت مین جماع کیا عورت سے تو فبہا ورنہ تفریق کر دو درمیان اُنکے اور واسطے عورت کے مہر ہو کامل اور روایت کیا اُسکو امام محمد بن الحسن نے ابو حنیفہؒ سے انھون نے اسمعیل بن مسلم سے انھون نے حسینؒ سے کہ آئی ایک عورت نزد یک عمر بن الخطابؓ کے اور خبر کی اُنکو کہ خاوند میرا عنین ہو چکا ہو تو مدت مقرر کر دی انھون نے اُسکے لیے ایک سال تو ہر گاہ کہ گذر گیا ایک سال اور نہ پہونچا اُسکو تو اختیار دیا عورت کو اور اُسنے اختیار کیا اپنے نفس کو تو کیا حضرت عمرؓ نے اُسکو ایک طلاق بائن اور لیکن حدیث حضرت علیؓ کی سو روایت کیا اُسکو عبد الرزاق اور ابن ابی شیبہ دونون نے اپنی سندون سے اور حدیث ابن مسعودؓ کی روایت کیا اُسکو ابن ابی شیبہ نے کہ کہا انھون نے مدت مقرر کی جاوے عنین کی ایک سال تو اگر جماع کرے فبہا ورنہ تفریق کرا دی جاوے درمیان اُنکے اور بھی اخراج کیا اُسکا دار قطنی اور عبد الرزاق نے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے مغیرہ بن شعبہ سے کہ انھون نے مدت دی عنین کو ایک سال اور نکالا ابن ابی شیبہ نے حسن اور شعبی اور عطا اور سعید بن المسیبؒ رضی اللہ عنہم سے کہ کہا ان سب نے مدت دی جاوے عنین کو ایک سال کی

ص پس جو وطی نہین کی اس مدت ایک سال مین تو قاضی تفریق کر دے اُن دونون مین اگر عورت طلب کرے تفریق کو اور بائن ہو جاویگی عورت ساتھ ایک طلاق کے اور عورت کو کل مہر ہو اگر خلوت کی ہو اُس سے اور واجب ہو گی عدت اور اگر درمیان زوج اور زوجہ کے ابتدا سے اختلاف پڑا جیسا کہ زوج نے کہا کہ مین تجھپہ قادر ہوا ہون اور زوجہ نے اُسکا انکار کیا اور وہ قبل نکاح کے بکر تھی یا ثیب اور عورتون نے دیکھ کر کے گواہی دی کہ ثیبہ ہو خاوند کو قسم دینگے اگر قسم کھائی تو حق زوجہ کا یعنی تفریق باطل ہو جاویگی اور اگر قسم سے نکول کیا یا عورتون نے گواہی دی کہ بکر ہو قاضی خاوند کو

۱؎ یعنی اگر آلت اوسکا دفعہ دخول ظاہر ہو

۲؎ یعنی مائل ہو

ایک سال مہلت دے اور اگر بعد صلح کے بھی اختلاف ہوا تو تقسیم ویسی ہی ہوگی جیسے قبل مہلت کے تھی لیکن اب مہلت نہ دیجاویگی تو اگر عورت تو یون کہا شیب ہی تو اگر خاوند حلف کریگا عورت کا حق باطل ہوگا جیسا کہ پہلے تھا اور اگر نکول کیا عورت تون نے کہا بکر ہی تو عورت کو اختیار ہی تو اگر اپنے تئین اختیار کرلے ایک طلاق بائن واقع ہوگا اور اگر خاوند کو اختیار کریگی تو حق اُسکا باطل ہوگا اور خصی مہلت دیا جاویگا مثل عنین کے **ف** خصی اُسے کہتے ہین کہ جسکے خصیے نکال لیے گئے ہون اور آلت قائم ہو اور اُسکا حکم کل مسائل مذکورہ مین مثل عنین کے ہی **ص** اگر زوج مجبوب ظاہر ہو **اف** یعنی اُسکی آلت کٹی ہو **ص** اور زوجہ نے قاضی سے تفریق طلب کی تو فی الفور تفریق کرادیجاویگی اسواسطے کہ اُسکو مہلت دینے مین کچھ فائدہ نہین برخلاف خصی کے کہ وطی کی توقع اُس سے ہی **ف** بوجہ قیام آلت کے **ص** کسیکو زوج اور زوجہ مین سے بسبب عیب دوسرے کے خیار نہین برخلاف امام شافعیؒ کے کہ اُنکے نزدیک پانچ عیبون مین خیار ہی ایک جنون دوسرے برص تیسرے جذام چوتھے قرن پانچوین رتق اور امام محمدؒ کے نزدیک اگر خاوند کو جنون یا جذام یا برص ہو تو عورت کو اختیار ہی اور اگر عورت کو ہی تو مرد کو اختیار نہین کیونکہ مرد اپنے سے دفع ضرر کرسکتا ہی اسطرح کہ طلاق دیدیوے برخلاف عورت کے **ف** رتق کے معنی بند ہونا اور عرب مین کہا کرتے ہین امرأۃ رتقاء جس سے جماع نہین کرسکتے یعنی بند ہونے مقام دخول کے اور قرن نام ہی ایک عضو غلیظ کا یا گوشت کا جو اُٹھا ہوا ہو یا ہڈی کا جو فرج مین دوسرے اسطرح پر کہ مانع ہو دخول سے امام شافعیؒ کہتے ہین کہ بعضی ان چیزون سے کراہت طبع ہوتی ہی اور طبع موید ہوتی ہی ساتھ اُس کے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھاگ تو اُس شخص سے جسکو جذام ہو جیسا کہ بھاگتا ہی تو شیر سے روایت کیا اسکو بخاری نے ابو ہریرہؓ سے اور بعضی ایسی ہین کہ وہ مانع ہین استیفاے منافع کو ہمارا جواب یہ ہی کہ فوت استیفاے منافع کا بسبب عیب کے جبھی ہوتا ہی اور وہ موجب فسخ نکاح نہین یہان تک کہ مدت سے کچھ مہر ساقط نہوگا تو یہ عیوب بطریق اولیٰ موجب فسخ نہونگے اور یہ اسواسطے کہ استیفاے منافع تمکین نکاح ہی اور استحقاق تمکین خاوند کا ہی وطی پر عورت سے اور وہ حاصل ہی حضور مرد اور بحضور اور برضا سے اور اسیطرح رتقاء اور قرناء سے ساتھ شق اور رتق کے اذا فی الصدا یکفی الیکفا

ص باب عدت کے بیان مین

جس شخص نے اپنی زوجہ کو بعد خلوت کے طلاق رجعی یا بائن یا اور عورت آزاد ہو اگر اُسکو حیض آتا ہو تو تین حیض کامل تک اُسکو عدت لازم آویگی **ف** کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے والمطلقات یتربصن بانفسھن ثلثۃ قروء یعنی مطلقات روکے رکھین اپنے نفسون کو تین حیضون تک اور امام شافعیؒ کے نزدیک عدت اُسکی تین طہر ہین اور یہ اختلاف واقع ہوا ہی اس سبب سے کہ لفظ قرءؔ سے کیا مراد ہی ہمارے نزدیک قروء کے معنی حیض ہین اور اُنکے نزدیک طہر اور ادلہ طرفین کے کتب اصول مین تفصیل مذکور ہین اور مذہب ہمارا ماثور ہی خلفاء راشدین اور عبادہؓ اور ابی بن کعب اور معاذ بن جبل اور ابو الدرداء اور عبادہ بن الصامت اور زید بن ثابت اور ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہم سے اور زیادہ کیا ابو داؤد اور نسائی نے سعید جہنی کو منقول ہی اور امام شافعیؒ کا مذہب اثر ہی حضرت عبد اللہ بن عمرؓ اور زید بن ثابتؓ سے حالانکہ معارض ہوئی اُسکی روایت ابن عمرؓ سے موافق ہمارے مذہب کے نقل کیا اُسکو طحاوی نے اور بعض حفاظ نے

حنابلہ سے اور اسناد کی طحاوی نے طرف قبیصہ بن ذویب کے کہ انھوں نے سنا زید بن ثابت سے کہ کہتے تھے عدت لونڈی کی دو حیض ہیں تو یہ بھی معارض ہوا انکی روایت کے زید بن ثابت سے اور یہی قول ہے سعید بن المسیب اور ابن سیرین اور عطا اور طاؤس اور عکرمہ اور مجاہد اور قتادہ اور ضحاک اور حسن بصری اور مقاتل اور شریک قاضی اور ثوری اور اوزاعی اور ابن شبرمہ اور ربیعہ اور سدی اور ابو عبید اور اسحق کا اور اسی طرف رجوع کیا امام احمد نے اور کہا امام محمد بن حسن نے موطا میں **حَدَّثَنَا** عِيسَى بْنُ أَبِي عِيسَى الْخَيَّاطُ الْمَدَنِيُّ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ ثَلَاثَةَ عَشَرَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّهُمْ قَالُوا الرَّجُلُ أَحَقُّ بِامْرَأَتِهِ حَتَّى تَغْتَسِلَ مِنَ الْحَيْضَةِ الثَّالِثَةِ یعنی کہا تیرہ شخصوں نے اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ مرد حق دار زیادہ ہے اپنی عورت کے ساتھ یہاں تک کہ غسل کرے تیسرے حیض سے **ص** اور اگر اس عورت کو حیض نہیں آتا جیسا کہ وہ صغیرہ ہو یا کبیرہ ہو اور سن یاس کو پہونچ گئی ہو یا سن بلوغ کو نہیں پہونچی اور حیض نہیں آیا تو اسکو تین مہینے تک عدت واجب ہوگی **ف** اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَاللَّائِي يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيضِ مِنْ نِسَائِكُمْ الآیۃ **ص** اور اگر نکاح فسخ ہو گیا بسبب نسب یا رضاع کے یا اور امور حرمت کی بنا کے سبب سے دودھ پینے یا بسبب بوسہ لینے زوجہ کے ابن زوج کو بہ شہوت یا بسبب تقبیل ہو جانے اور امور حرمت میں سے یا بسبب چھونے کے یا اور کسی سبب سے بعد خلوت کے اور زوجہ آزاد صاحب حیض ہو تو اسکی عدت تین حیض ہیں نہ تین مہینے **ف** اور عدت شروع ہوگی وقت طلاق سے یا فسخ سے نہ وقت خبر اسکا ایسا ہی ہے جامع الرموز میں **ص** اور تین حیض کامل اسواسطے معتبر ہیں کہ اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ کو حیض میں طلاق دیا تو یہ حیض عدت میں نہ ہوگا اور نہ ام ولد کا مولی نے کیا یا اسکو آزاد کر دیا اور نہ عورت سے وطی کی کسی شخص نے شبہے سے اپنی ہو جانے یا نکاح فاسد سے مثل نکاح موقت یا متعہ کے اور خاوند مر گیا یا انمیں فرقت ہو گئی تو اگر عورت صاحب حیض ہو تو تین حیض اسکی عدت ہوگی اور اگر صاحب حیض نہیں تو تین مہینے **ف** اور امام شافعی کے نزدیک جب مولی ام ولد کا مر جاوے یا آزاد کر دیوے تو عدت اسکی ایک حیض ہے اور دلیل ہماری وہ ہے جو روایت کی ابن ابی شیبہ نے یحیی بن کثیر سے تحقیق کہ عمر و بن العاص نے حکم کیا ام ولد کو کہ آزاد ہو گئی تھی عدت کرنے کا ساتھ تین حیض کے اور لکھا یہ طرف حضرت عمر کے تو آپ نے پسند کیا اسکو اور روایت میں قول انکا معلوم نہیں لیکن نکالا ابن ابی شیبہ نے حارث سے انھوں نے علی اور عبد اللہ سے کہ کہا ان دونوں نے عدت ام ولد کی تین حیض ہیں جسوقت کہ مر جاوے مولی اسکا اور نکالا مثل اسکے ابراہیم نخعی اور ابن سیرین اور حسن بصری اور عطا سے **ص** اور اگر حرہ کا خاوند مر گیا **ف** برابر ہے کہ وہ عورت مسلمان ہو یا کتابیہ حائضہ یا غیر حائضہ مدخولہ تھا یا غیر مدخولہ بہا صغیرہ یا کبیرہ **ص** تو عدت اسکی چار مہینے دس دن ہیں **ف** اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا ترجمہ اور جو مر جاتے ہیں تم میں سے اور چھوڑ جاتے ہیں بیویاں روک رکھیں اپنے نفسوں کو چار مہینے دس دن **ص** اور عدت اس لونڈی کی جو صاحب حیض ہو واسطے طلاق اور فسخ کے دو حیض ہیں **ف** اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لونڈی کے دو طلاق اور عدت اسکی دو حیض ہیں اور یہ حدیث اوپر گذر چکی اور اسواسطے

کہ رقیت منصف ہو اور حیض قسمت نہیں پاتا تو دو سرا حیض بھی پورا ہو گیا تو دو حیض ہو گئے جیسا کہ کہا حضرت عمرؓ نے
کہ اگر استطاعت رکھتا میں یکے کر دوں اسکو ایک حیض اور آدھا علاوہ کرتا میں اسکو سو ایک شخص نے کہا کہ آپ کرتے اسکو
ڈیڑھ مہینا تو جیسے ہے حضرت عمرؓ روایت کیا اسکو عبد الرزاق نے اور شافعی نے مسند میں اور ابن ابی شیبہ نے
مصنف میں اور حضرت عمرؓ نے اسواسطے سکوت کیا کہ کلام اسکا قابل التفات نہ تھا کیونکہ انکا کلام حالت حیض میں
تھا اور وہ عدت بیان کرتا تھا ایسہ کی تو مشورہ اسکا مالخن فیہ سے خارج تھا **ص** اور جو لونڈی صاحب حیض نہیں تو عدت
اسکی نصف عدت حرہ ہے یعنی واسطے طلاق اور فسخ کے ڈیڑھ مہینا اور واسطے موت کے دو مہینے اور پانچ روز اور عدت
حاملہ کی آزاد ہو یا لونڈی طلاق اور فسخ اور موت میں ساتھ وضع حمل کے ہے اگرچہ خاوند اسکا جو مر گیا ہے ٹکڑا ہو **ف** اسواسطے
کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ یعنی جو عورتیں حاملہ ہیں تو انکی عدت یہ ہے
کہ وضع حمل کریں اور حضرت علیؓ کے نزدیک تعریف وضع حمل اور چار مہینے دس دن بھی اور یہی قول ہے ابن عباس کا
کیونکہ اس آیت سے واجب ہوئی اسپر عدت ساتھ وضع حمل کے اور آیت يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ
وَّعَشْرًا سے جب ہر چار پر عشرہ دس دن کو تو دونوں ہمع کرنے میں احتیاط ہے اور امام مالک کی موطا میں ہے سلیمان بن یسار
سے کہ عبد اللہ بن عباس اور ابا سلمہ بن عبد الرحمن بن عوف نے اختلاف کیا اس عورت میں کہ بعد کچھ راتوں بعد انتقال
خاوند کے تو کہا ابو سلمہ نے کہ جسوقت جنا اسنے تو حلال ہو گیا کہ نکاح کرے اور ابن عباس نے کہا کہ عدت اسکی
آخر ہو دونوں عدتوں کے تو کہا ابو ہریرہؓ نے کہ میں اپنے بھائی کے بیٹے یعنی ابا سلمہ کے ساتھ ہوں بھیجا
کریب مولا ابن عباس کا موطا میں ام سلمہؓ کے کہ اسنے پوچھے اسکو تو خبر دی انہوں نے اسکو کہ سبیعہ اسلمیہ جنی تھی بعد
خاوند اسکے کچھ راتوں بعد تو ذکر کیا ہوا اسکا واسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تب فرمایا آپ نے کہ حلال ہو گئی
نکاح کیلئے جسسے چاہے اور جامع ترمذی میں ہے کہ وہ جنی تھی بعد تیئیس ۲۳ یا پچیس ۲۵ دن کے اور صحیح بخاری میں ہے
کہ وضع حمل کیا سبیعہ نے بعد پندرہ ۱۵ دن کے اور موطا میں ہے سورت النساء القصریٰ بعد طولیٰ کے اور مراد قصریٰ سے یَا اَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ
النِّسَاءَ الآیت ہے اور طولیٰ سے سورہ بقرہ ہے تو ابن مسعود کی یہ ہو کہ قول اللہ تعالیٰ کا وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ
اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ناسخ ہو بعد قول اللہ تعالیٰ کے وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ تو متاخر ناسخ ہو گا واسطے **متقدم**
منسوخ کے اور روایت ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ میں ہے کہ کہا عبد اللہ بن مسعود نے واللہ لمن شاء لاعنته لانزلت
سورۃ النساء القصریٰ بعد الربعة اشهر وعشرا اور بزار کی روایت میں ہے مَنْ شَاءَ عَالَفْنَاهُ
اور حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ جب وضع حمل کرے تو وہ حلال ہو جاویگی تو خبر دی انکو ایک شخص نے انصار میں سے
کہ عمر نے فرمایا کہ اگر وضع حمل کرے اور جنازہ اسکا تخت پر رکھا ہوا اور دفن نہ ہوا ہو تب بھی حلال ہو جاویگی
روایت کیا اسکو مالک نے موطا میں اور اسکی اسناد میں ایک شخص مجہول ہے اور تفصیل فتح القدیر میں ہے **ص**
اور امام ابو یوسف اور شافعی کے نزدیک عدت اسکی وفات ہے **ف** اور دلیل ہماری اصل میں مذکور ہے **ص** اور اگر
حاملہ جڑواں بچے جنے کہ تو اسکی عدت عدت وفات ہوگی اور نصف دن صورتوں میں یعنی چاہے قبل مرنے لڑکے کے حاملہ ہو یا بعد اسکے

ثابت نہوگا اور عدت سے زوجہ بیزار کی **ف** یعنی اُس شخص کی جسنے اپنی زوجہ کو مرض مین طلاق دیا اور اُسی مین مرا **ص** واسطے طلاق بائن کے **ف** ایک ہو یا تین **ص** بعد الاجلین ہے یعنی اگر عدت طلاق کی گذر گئی اور وہ مین حیض مین مثلاً اور عدت موت کی نہین گذری تو ضرور ہے اُنکو کہ موت کی عدت تک ٹھہر جاوین اور اگر عدت موت کی گذر چکی اور عدت طلاق کی نہین گذری تو طلاق کی عدت تک ٹھہر جاوین اور واسطے طلاق رجعی کے عدت وفات ہے اور اگر مولا نے اپنی لونڈی کو آزاد کیا اور وہ اپنے خاوند سے عدت مین طلاق رجعی کے تھی تو عدت حرہ کو تمام کرے اور اگر عدت مین طلاق بائن کے یا عدت مین موت کے تھی تو عدت لونڈی کی تمام کرے اور اگر عورت ایسہ یعنی جو سن ایاس مین ہے یعنی پچپن برس یا زیادہ کی ہوے اور خون اُسکا موقوف ہوگیا ہو اور طلاق یا اُسکو خاوند نے تو عدت کریگی ساتھ تین مہینے کے تو اگر قبل گذرنے اِن تین مہینون کے خون دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ ایسہ نتھی تو اب پھر عدت حیضون سے شروع کرے اور ہدایے مین لکھا ہے کہ یہی صحیح ہے **ف** اور بعضون کا مذہب ہے کہ اگر بعد سن ایاس کے خون دیکھا تو حیض نہوگا اور عدت مہینون سے باطل نہوگی اور فساد نکاح بھی ظاہر نہوگا اور بعضون نے کہا کہ حیض ہوگا تو عدت مہینون سے باطل ہوجاویگی اور فساد نکاح ظاہر ہوگا اور صدر الشہید فتوی دیتے تھے اس بات پر کہ اگر ایسہ نے خون دیکھا بعد سن ایاس کے جانبے بسطرح کا ہووے حیض ہوجاویگا اور فتوی دیتے تھے کہ عدت مہینون سے باطل ہوجاویگی اگر خون دیکھا قبل تمام ہونے عدت کے مہینون سے اور اگر بعد تمام ہونے عدت کے خون دیکھا تو باطل نہوگی هکذا فی الکفایة وفتح القدیر اور روفایے مین لکھا ہے کہ اگر بعد عدت گذرنے کے بھی خون دیکھے تب بھی سرے سے عدت حیضون سے شروع کرے اور ایسا ہی ہے اکثر معتبر کتابون مین کذا فی المجتبی **ص** اور ابو علی دقاق کی روایت مین ہے کہ اگر کسی عورت کو حکم ایاس کا ہوگیا ہو اور وہ خون دیکھے بعد اُسکے تو حیض نہوگا اور ایاس باطل نہوگا اور اگر بعد تین مہینے کے اُسنے نکاح کرلیا ہو تو ایسے خون سے نکاح فاسد نہوگا اسواسطے کہ وہ خون اپنے وقت مین نہین **ف** اور موافق روایت دقاق کے فاسد ہوگا **ص** اور اگر اُس عورت نے عدت شروع کی حیض سے اور بعد ایک دو حیض کے ایسہ ہوگئی اور خون اُسکا منقطع ہوا تو مہینون سے عدت شروع کرے **ف** اور جو کچھ کہ حیض و طہر گذرا ہے عدت مین محسوب نہوگا **ص** اور اگر ایک عورت عدت مین تھی اور کسی شخص نے اُس سے شبہے سے وطی کی **ف** برابر ہے کہ وہ شخص اُسکا خاوند ہو جو طلاق دے چکا ہے یا اجنبی ہو **ص** تو اس وطی کے لیے ایک اور عدت چاہیے اور دونون عدتین متداخل ہوجاوینگی یعنی جو کچھ عدت اول سے باقی ہو اب وہ دونون مین محسوب ہوگا اور جو حیض کہ بعد وطی یا شبہہ کے دیکھے وہ دونون عدت سے محسوب ہوگا اور جب پہلی عدت تمام ہوجاے تو دوسری کو تمام کرلے اور عورت اسکی یون ہے کہ زوج نے اُسکو ایک طلاق بائن یا تین طلاق دیے اور اُسکو ایک حیض آیا اور پھر اُس سے کسی نے شبہے سے وطی کی تو اسپر دو عدتین ہین تو اول حیض پہلی عدت کا ہوگا اور دو حیض بعد اُسکے دونون عدتون مین ہوجاوینگے تو عدت پہلی تمام ہوگئی اور دوسری عدت کے واسطے ایک حیض اور آیا اور امام شافعی کے نزدیک تداخل جب ہوگا کہ وطی بالشبہہ زوج سے ہوا اور عورت اُسکی عدت مین ہو لیکن اگر دوسرے کسی اجنبی سے ہو تو تداخل نہوگا اور عدت طلاق اور موت کی گذر جاویگی اگرچہ زوجہ کو خاوند کی موت

اور طلاق کا علم شوہر سے ف اور اگر بیچ میں عدت کے علم ہو گیا تو باقی کو تمام کرے ص اور شروع اس عدت کا طلاق اور موت کے وقت سے ہوگا اور نکاح فاسد میں جب سے تفریق ہو یا وطی کرنے والا قصد کرے ترک وطی کا عدت شروع ہوگی اور اگر زوجہ نے کہا کہ عدت میری تمام ہو گئی اور تکذیب کی اسکی زوج نے تو قول عورت کا معتبر ہوگا ساتھ قسم کے اور اگر طلاق بائن دیا زوج نے اپنی زوجہ کو پھر نکاح کیا اس سے عدت میں اور پھر طلاق دیا اسکو قبل دخول کے تو ماوند پر کامل مہر لازم ہے اور اسپر شروع سے ایک عدت مستقل واجب ہے یہ مذہب شیخین کے اور امام محمد کے نزدیک خاوند پر نصف مہر ہے اور عورت پر تمام کرنا پہلی عدت کا واجب ہے اور امام زفر کے نزدیک عورت پر بالکل عدت نہیں ف اور دلائل مذہب ثلثہ کے مذکور ہیں ہدایہ اور شرح وقایہ میں ص اور اگر ذمی نے طلاق دیا ذمیہ کو تو اسپر عدت نہیں اگر ذمیوں کا یہی اعتقاد ہے اور اگر اعتقاد میں انکے عدت ہے تو اسپر عدت لازم ہے امام صاحب کے نزدیک بھی اور صاحبین کے نزدیک دونوں صورتوں میں عدت اسپر واجب ہے ف اور اگر حربی نے حربیہ کو طلاق دیا تو بالاتفاق عدت لازم نہ آویگی اور اگر مسلمان نے ذمیہ کو طلاق دیا تو عدت واجب ہوگی جامع الرموز ص اور اسیطرح اگر حربیہ ہماری طرف چلی آئی مسلمان ہو کے تو اسپر عدت نہیں تو اگر نکاح کرے جائز ہوگا مگر یہ کہ حاملہ ہو ف اور صاحبین کے نزدیک اس صورت میں بھی اسپر عدت ہے اور ایک روایت میں امام ابو حنیفہ سے یہ ہے کہ اگر وہ حاملہ ہو تو جائز ہو نکاح اسکا اور وطی کرے اس سے جیسے وہ عورت جو حاملہ ہو زنا سے اور اول صحیح ہے کذا فی الہدایہ ص فصل جس عورت کا خاوند مر گیا اسکو طلاق بائن دیا اور وہ بالغہ ہے مسلمان ہے حرہ ہو یا نہ ہو تو اسکو عدت میں واجب ہے کہ سوگ کرے اور امام شافعی کے نزدیک سوگ نہیں ہے معتدہ بائن پر ف دلیل ہماری یہ ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث ام عطیہ میں سوگ کرے عورت مردے پر تین دن سے زیادہ مگر مرے پر خاوند کے چار مہینے اور دس دن روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے یہ تو متوفی عنہا الزوج میں ہے اور لیکن منکوحہ میں دلیل اسکی ہدایہ میں مذکور ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا معتدہ کو کہ خضاب کرے مہندی سے اور فرمایا کہ حنا خضاب ہے کہا ابن الہمام نے فتح القدیر میں کہ اس حدیث کو سرخسی نے ذکر کیا اور نسبت کیا اسکو طرف نسائی کے اور لفظ اسکا یہ ہے فهي المعتدة عن الكحل والدهن والخضاب بالحناء فإنه خضاب اور جائز ہے کہ یہ حدیث کسی کتاب میں ہو کتب نسائی سے اور روایت کی ابو داؤد نے مراسیل میں عمرو بن شعیب سے تحقیق کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رخصت دی عورت کو یہ کہ سوگ کرے اپنے خاوند پر یہانتک کہ گذر جاوے عدت اسکی اور اپنے دوسرے عزیزوں پر تین دن تک ص یعنی آرایش نہ کرے اور جامہ زعفرانی اور رنگا ہوا نہ پہنے ف اسواسطے کہ اسمیں خوشبو آتی ہے اور خوشبو ممنوع ہے جیسا کہ روایت کیا اسکو پہلے اوپر اور حدیث ام عطیہ میں ہے کہ نہ پہنے کپڑا رنگین مگر کپڑا رنگے سوت کا ص اور مہندی نہ لگاوے ف کیونکہ حدیث ام سلمہ میں ہے اور نہ مہندی سے کہ وہ خضاب ہے روایت کیا اسکو ابو داؤد اور نسائی نے اور اسناد اسکی حسن ہے ص اور خوشبو اور تیل نہ لگاوے ف ہدایہ میں ہے اسواسطے کہ تیل بھی خالی نہیں خوشبو سے اور زیلعی نے تصریح کی کہ تیل میں کوئی عذیت نہیں ہے

نہیں آئی **ص** اور سرمہ نہ لگاوے **ف** اسواسطے کہ حدیث ام عطیہ میں ہو کہ سرمہ نہ لگاوے اور نہ خوشبو لگاوے مگر جب پاک ہو حیض سے ڈالے فرج میں ٹکڑا قسط کا یا اظفار کا یہ حدیث متفق علیہ ہو اور یہی لفظ مسلم کا ہو اور ابوداؤد اور نسائی نے زیادہ کیا کہ خضاب نکرے اور نسائی کی روایت میں ہو کہ کنگھی نہ کرے اور حدیث ام سلمہ میں ہو کہ پوچھا میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کس چیز سے سر دھوؤں فرمایا بیریوں سے ہری کے **ص** مگر حیض سے **ف** کیونکہ اجازت دی حضرت ام سلمہ نے سرمہ لگانے کی ماں کو ام حکیم کی جب مر گئے تھے خاوند انکے اور شدت تھی انپر درد کی آنکھوں میں روایت کیا اسکو امام احمد نے اور اسواسطے کہ اسمیں ضرورت ہو اور مقصود دوا ہو نہ زینت ہو جیسا کہ حضرت نے مباح کیا تھا حریر کو واسطے ایک شخص کے بسبب کثرت جوؤں کے **ص** اور نہ سوگ کرے وہ لونڈی ام ولد جسکو آزاد کر دیا مولا نے اور نکاح فاسد میں اسواسطے کہ یہاں کچھ نعمت نکاح جاتی نہیں بلکہ نکاح فاسد کا رفع واجب ہو **ف** تو اور خوشی چاہیے **ص** اور نہ پیغام صریح بھیجے اس عورت کے پاس جو معتدہ ہو نکاح کا بلکہ اشارے اور کنایے سے اگر معتدۂ موت ہو **ف** اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا عَرَّضْتُمْ بِهِ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَاءِ الآية یعنی نہیں گناہ ہے تمپر میں جو اشارہ کرو تم ساتھ اسکے پیغام سے عورتوں کے اور حضرت ابن عباس سے مروی ہو صحیح بخاری میں کہ کہے ارادہ کرتا ہوں میں نکاح کا یا چاہتا ہوں کہ مل جاوے تجھے کوئی عورت نیک بخت اور کہا قاسم نے کہ کہے تو اچھی ہو اور میں تجھ میں رغبت ہوں اور اللہ تجھکو ایک خیر پہنچانا ہو یا ملانا ہو اسکے اور نکالا بیہقی نے سعید بن جبیر سے قول میں اللہ تعالیٰ کے إِلَّا أَنْ تَقُولُوا قَوْلًا مَعْرُوفًا کہا کہ کہے میں تجھ میں رغبت رکھتا ہوں اور میں امیدوار ہوں کہ ہم تم جمع ہوں اور یہ نہ کہے کہ میں تجھسے ارادہ نکاح کا کرتا ہوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تفسیر میں اس آیت شریفہ کے وَلَٰكِن لَّا تُوَاعِدُوهُنَّ سِرًّا اور نہ وعدہ کرو تم انسے پوشیدہ کہ پوشیدہ نکاح ہو اور ابن السلام نے کہا کہ یہ حدیث غریب ہو اور جو عورت کہ عدت میں طلاق کی ہو اسکو تعریض بھی بالاجماع جائز نہیں فتح القدیر **ص** اور جو عورت کہ عدت میں وفات کی ہو اسکو جائز نہیں **ف** گھر سے کسی وقت نہ نکلے اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَلَا يَخْرُجْنَ إِلَّا أَنْ يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ یعنی نہ نکلو انکو اپنے گھروں سے اور نہ وہ نکلیں مگر جب کہ وہ کسی بے حیائی کو ظاہر کریں عبداللہ بن مسعود سے مروی ہو کہ فاحشہ یہ ہو کہ زنا کریں اور اسواسطے عدت سے نکالی جاویں اور کہا حضرت عبداللہ بن عباس نے کہ فاحشہ یہ ہو کہ بدزبانی کرے اپنے خاوند کے عزیزوں پر اور اسواسطے کہ مطلقہ عورتوں کا نفقہ خاوند کے ذمہ ہے اور یہ تو انکو احتیاج نکلنے کی نہیں **ص** اور جو عورت کہ عدت میں موت کی ہو اسکو جائز ہو کہ دن کو نکلے اور کچھ ضرورت کو اور نہ گذارے اکثر رات کو مگر اپنی منزل میں **ف** اسواسطے کہ اسکے واسطے نفقہ نہیں ہو تو ضائع ہوگی طرف نکلنے کے خلاف مطلقہ کے کہ نفقہ اسکا خاوند پر ہو **ص** جو عورت کہ اسپر عدت واجب ہوئی تو اسکو چاہیے کہ جس گھر میں اپنے وفات یا طلاق ہوا تھا اسی گھر میں عدت کو تمام کرے **ف** یعنی اس گھر میں جو اسکی طرف نسبت کیا جاتا تھا وقت وقوع فرقت اور عورت سکے اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَلَا يَخْرُجْنَ وَلَا يَخْرُجْنَ اور اضافت بیوت کی انکی طرف کی اور فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

مرد ہی ہو کہ خاوند اُنکا نکلا تلاش مین اپنے بھاگے ہوئے غلامون کی پھر قتل کیا انھون نے اُسکو جب ملے وہ اُنسے کہا اُسنے کہ پھر پوچھا مین نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ پھر جاؤن اپنے لوگون مین کہ خاوند نے میرے لیے نہین چھوڑا (یعنی نہیں چھوڑا) مکان اور خرچ تو فرمایا اچھا پھر جب گئی مین حجرے مین پکارا مجکو پھر فرمایا ٹھہر تو اپنے گھر مین جب تک کہ پونہچے لکھا اللہ کا اپنی مدت کو پھر عدت تمام کی اُسمین چار مہینے اور دس دن کہا کہ فیصلہ کیا اسی حکم سے اسکے بعد عثمان نے نکالا اُسکو احمد اور چارون عالمون نے اور مالک نے موطا مین اور ابن حبان نے صحیح مین اور حاکم نے اور کہا کہ صَحِیْحُ الْاِسْنَادِ مِنَ الْجَمِیْعِ جَمِیْعًا وَاِنْ لَّمْ یُخْرِجَاہُ یعنی صحیح ہے اسناد اُسکی دونون طریقون سے اگرچہ نہ نکالا اُسکو بخاری و مسلم نے اور کہا محمد بن یحیی ذہلی نے کہ یہ حدیث صحیح محفوظ ہے اور ایسا ہی کہا ترمذی نے **ص** مگر یہ کہ گھر سے نکالی جاوے یا خوف ہو کہ اُسکو یا مال کا یا گھر کے گر جانے کا یا کرایہ گھر کا اُسکو نہ ملے تو ان سب صورتون مین زوجہ کو اختیار ہے کہ اُس گھر سے نکل جاوے اور اگر زوجہ عدت مین طلاق بائن کی ہے تو گھر مین خاوند سے پردہ چاہیے اور اگر گھر تنگ ہو تو اولی یہ ہے کہ خاوند وہان سے نکل آوے **ف** اور زوجہ کو بھی نکل آنا جائز ہے ہدایہ **ص** اور اسیطرح اگر خاوند فاسق ہووے تب بھی نکل آوے اور اولی یہ ہے کہ خاوند نکل جاوے **ف** فتح القدیر مین ہے کہ جہان کوئی اس قسم کا عذر متحقق ہو تو عورت کو خروج مباح ہو جاویگا اور اولی یہ ہے کہ خاوند نکل آوے **ص** اور اچھا یہ ہے کہ اُن دونون کے بیچ مین ایک عورت معتبر مقرر کی جاوے کہ خاوند ہووے منجملہ پردہ کے اور اگر کسی شخص نے سفر مین اپنی زوجہ کو اُسکے ساتھ ہی طلاق بائن دیا یا مر گیا اور وہان موضع اقامت نہین ہے اور زوجہ کے شہر تک وہان سے مدت سفر نہین ہے تو وہان سے پھر آوے اور اُن کے مدت بیٹھے اور اگر وہان کا ارادہ رکھتی ہے اور وہان سے آتی ہے دونون تین دن تین رات کی مسافت سے کم ہون تو عورت کو اختیار ہے وہان ان دونون جانب سے چلی جاوے جو سکتا ہو برابر ہے کہ اُسکے ساتھ کوئی ولی ہو یا نہو اور احتیاط اسمین ہے کہ رجوع کرے اور اپنے مسکن مین آکے جہان سے چلی تھی عدت کرے اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک دونون جانبون سے جو اقرب ہو اُسکو اختیار کرے مدت سفر سے زیادہ ہو یا کم اور اگر جس جگہ سے نکلی ہے تین روز کی راہ ہووے اور جسطرف جاتی ہے کم ہووے تو اُسی طرف چلی جاوے اور اگر وہ جگہ موضع اقامت ہے مثلاً شہر ہے تو امام کے نزدیک وہین عدت تمام کرے اگرچہ اُسکے پاس کوئی ولی نہو ہو سکے اسواسطے کہ نکلنا مسافت مدت کو حرام ہے اگرچہ مسافت مدت سفر سے کم ہووے اور صاحبین کے نزدیک اگر اُسکے ساتھ ولی ہو تو نکلنا اُسکا حرام نہین ہے کیونکہ واسطے وحشت جدائی کے نکلنا مباح ہے اور حرمت سفر کی ٹھہر گئی ہو جو ولی کے واسطے بر تحویل صاحبین کے جب نکلنا جائز ہوا تو اب کس طرف جاوے اسمین ویسی ہی تفصیل ہے جیسے گذری

ص باب ثبوت نسب کے بیان مین

اگر کسی شخص نے کسی عورت کو کہا کہ اگر اُس سے مین نکاح کرون تو وہ طالق ہے اور پھر نکاح کیا اُس سے اور وہ جنی بعد چھ مہینے کے وقت نکاح سے تو نسب ثابت ہو جاویگا اُس شخص سے ثابت ہو جاویگا اور لازم ہو ویگا اُسکو مہر اُس عورت کا **ف** اور دلیل اسکی اصل مین مذکور ہے **ص** اور ثابت ہو ویگا نسب مطلقہ بطلاق رجعی کا اگر جنے

وہ لڑکے کو دو برس میں یا زیادہ میں جب تک اقرار نکرے عدت کے گذرنے کا تو اگر اقرار کریگی عدت کے گذرنے کا اور پھر جنی اور طلاق اور ولادت کے بیچ میں دو برس سے زیادہ کی مدت ہو تو نسب ثابت نہوگا اسواسطے کہ نسب جب ثابت ہوتا ہو کہ مدت اقرار اور ولادت میں چھ مہینے سے کم گذرے ہوں جیسا کہ آگے آتا ہو اور اگر لڑکی اس لڑکے کو کم میں دو برس سے تو بائنہ ہوجاویگی اپنے خاوند سے ساتھ گذرنے عدت کے اور نسب ثابت ہوجاویگا بخلاف اس صورت کے جب جنے زیادہ میں دو برس سے کہ وہاں رجعت ثابت ہوجاویگی کیونکہ اب حمل وطی کا نہیں ہوسکتا ہو اگر عدت میں ف اور اول صورت میں ہوسکتا ہو کہ وطی نکاح میں ہو کیونکہ وہاں وقت طلاق سے دو برس سے کم مدت گذری ہو ص اور جو عورت کہ مطلقہ بطلاق بائن ہو تو اسکے لڑکے کا نسب ثابت ہوتا ہو جب جنے وقت طلاق سے دو برس سے کم میں اسلیے کہ ممکن ہو کہ یہ علوق قبل طلاق کے ہو اور جو دو برس کے بعد جنی تو نسب ثابت نہوگا مگر یہ کہ خاوند اسکا دعوی کرے کیونکہ ہوسکتا ہو کہ اسنے وطی کی ہو شبہ سے ایام عدت میں اور جو عورت مراہقہ ہو یعنی ایسی لڑکی ہو کہ اسکے مثل کی عورتوں سے جماع ہوتا ہو اور وہ ایسی سن میں ہو کہ بالغ ہوسکتی ہو شمسی نو برس یا زیادہ کی ہو کیونکہ علامات بلوغ ظاہر نہیں ہوئے وہ اگر بعد طلاق کے کم میں نو مہینے سے جنی تو نسب ثابت ہوجاویگا اور اگر نو مہینے میں جنی تو نسب ثابت نہوگا اور نو مہینے اسواسطے معتبر ہوئے کہ اقل مدت حمل چھ مہینے ہیں اور عدت انکی تین مہینے

ف اور اصل یہ اس مقام پر تفصیل کی ہو ص اور وہ یہ ہو کہ عورت کے اگر طلاق جنی ہو تو چھ مہینے سے نسب ثابت ہوگا اسواسطے کہ تین مہینے اسکی عدت کے ہیں اور دو برس اکثر مدت حمل ہیں اور اگر طلاق دینے کے بعد جنی ہو تو دو برس تک اور اگر کسی عورت نے اقرار کیا کہ عدت میری تمام ہوگئی اور چھ مہینے سے کم جنی وقت اقرار سے جبکہ نو مہینے سے کم وقت طلاق سے تو نسب لڑکے کا ثابت ہوجاویگا ایک اگر چھ مہینے یا زیادہ میں وقت اقرار سے جنی تو نسب ثابت نہوگا ف لکھا ہو فتح القدیر وغیرہا میں لکھا ہو کہ چھ مہینے کی مدت وقت اقرار سے معتبر ہو اور اسکی شرح وقایہ میں وقت طلاق سے لکھا ہو اور ظاہر یہ ہو کہ سہو ہو قلم ناسخ سے ص اگر عورت معتدہ نے دعوی کیا کہ میں نے لڑکا جنا اور خاوند نے اسکی ولادت کا انکار کیا تو اگر قبیل ولادت کے حمل ظاہر تھا یا خاوند نے اسکا اقرار کیا تھا تو ایک عورت کی گواہی سے نسب ثابت ہوگا اور اگر قبیل ولادت کے حمل ظاہر نہ تھا اور خاوند نے بھی اسکا اقرار نہیں کیا تھا تو دو مردوں کی یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی واسطے ثبوت نسب کے ضرور ہو امام صاحب کے نزدیک اسطرح پر کہ زوجہ تنہا گھر میں گئی اور اسکے ساتھ کوئی نہ تھا اور گھر میں کوئی لڑکا تھا اور وہ دونوں مرد گھر کے دروازے پر تھے کہ آواز لڑکے کی سنی یا لڑکے کو اپنی آنکھ سے دیکھا اور صاحبین کے نزدیک سب صورتوں میں گواہی ایک عورت کی کافی ہو اگر کوئی عورت عدت موت میں دو سال کے قبل جنے تو نسب ثابت ہوجاویگا اور اگر معلوم نہیں کہ قبل موت کے جنی یا بعد اسکے دو برس میں یا کم میں لیکن اقرار کیا ورثہ نے کہ یہ لڑکا اسکے مورث کا ہو تو اگر صاحب فراش ایسے ہیں کہ انسے صحبت شہادت نہیں ہوسکتی بوجہ نہ کامل ہونے نصاب شہادت کے یا عدم عدالت کے تو فقط وہ لڑکا وارث ہوجاویگا اس مقر کے حق میں اور اگر صحیح الشہادۃ ہیں تو نسب اسکا ثابت ہوجاویگا مقر اور غیر مقر سب کے حق میں اور جو ورثہ نے اقرار نہیں کیا تو نسب ثابت نہوگا ایک مرد نے نکاح کیا کسی عورت سے

ل اسواسطے کہ احتمال ہو کہ علوق میں زنا ہو اور ولادت ملکوۃ الظلم ۱۲ ہو

م پس ضرور ہو کہ جس بعد طلاق اور انقضاء عدت کے دو برس کے اندر جنی اقرار صورت ۱۲ ہو

ن اسواسطے کہ احتمال ہو کہ علوق

س اسواسطے کہ

ع

ف

ص

ق

ک

م

ن

ہ

و

اور وہ جنی کم مین چھ مہینے سے وقت نکاح سے تو نسب اُسکا ثابت نہوگا اور اگر جنی چھ مہینے یا زیادہ مین تو نسب ثابت ہوگا برابر ہو کہ خاوند اقرار کرے یا چپ رہے اور اگر انکار کرے ولادت کا تو ایک عورت کی گواہی دینے سے ثابت ہوگا پھر اگر بعد گواہی کے خاوند لڑکے کی نفی کرے یعنی کہے کہ یہ لڑکا مجھسے نہین تو لعان کر لیوے اور اگر بعد نکاح کے جنی اور دعوی کیا زوجہ نے کہ نکاح کو چھ مہینے ہوے اور مرد نے دعوی کیا کہ چھ مہینے نہین ہوے تو امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک قول عورت کا بغیر قسم کے قبول ہو جاویگا ف اور لڑکا زوج کا ہو جاویگا ہدایہ ص اور اگر عورت سے کہا کہ اگر تو حاملہ ہے تو طالق ہے اور گواہی دی ایک عورت نے ولادت پر تو طلاق واقع نہوگا نزدیک امام ابو حنیفہ کے اور امام ابو یوسف اور محمد کے نزدیک طلاق واقع ہو جاویگا کیونکہ ولادت ایسا امر ہے کہ ایک عورت کی گواہی سے ثابت ہو جاتا ہے اور طلاق بالاتباع ثابت ہو جاویگا ف اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ شہادت عورتون کی جائز ہے اُن امور مین کہ نہین اطلاع رکھتے اُن پر مرد انکی نظر کی اور یہ حدیث اس لفظ سے نہین پائی لیکن روایت کیا ابن ابی شیبہ نے زہری سے کہ کہا انھون نے جاری ہوئی سنت اس بات پر کہ جائز ہے شہادت عورتون کی اُن امور مین کہ نہین اطلاع پاتے ہین اُنپر کوئی سوا اُنکے مثل عورتون کے ولادت اور عیوب پر اور جائز ہے شہادت دایہ کی تنہا اور پیروے لڑکے کے اور دو عورتین چاہئین اُسکے سوا مین اور یہ حدیث حجت ہے کیونکہ یہ مرسل ہے اور روایت کیا اسکو دار قطنی نے محمد بن عبد الملک واسطی سے انھون نے اعمش سے انھون نے ابی وائل سے انھون نے حذیفہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جائز رکھی شہادت دایہ کی اور روایت کی امام محمد نے آثار مین ابراہیم نخعی سے کہ وہ جائز رکھتے تھے شہادت عورتون کی لڑکے کے رونے پر اور اخراج کیا اسکا امام ابو حنیفہ نے مسند مین اور دلیل امام صاحب کی مذکور ہے ہدایہ اور فتح القدیر مین ص اور اگر خاوند نے اقرار کیا حمل کا اور پھر تعلیق کی طلاق کی ولادت پر تو عورت پر طلاق پڑ جاویگا بغیر شہادت کے اور صاحبین کے نزدیک شرط ہے شہادت دایہ کی اور اکثر مدت حمل دو برس ہین ف امام اعظم کے نزدیک اور دلیل ہماری قول حضرت عائشہ کا نہ کہ نہین رہتا ہے لڑکا رحم مین اکثر دو برس سے اور ایک لفظ مین ہے کہ نہین زیادہ ہوتی ہے عورت حمل مین دو برس سے اگرچہ بمقدار سایہ کے نکلے کے یعنی اگرچہ بقدر سایہ کے نکلے کے ہوے کیونکہ سایہ نکلنے کا وقت دوران چرخے کے سریع الزوال ہوتا ہے اور سایون سے اور مقصود تقلیل مدت ہے اخراج کیا اس قول کا دار قطنی نے اور بیہقی نے سنن مین اور امام مالک اور شافعی کے نزدیک اکثر مدت حمل چار برس ہین اور دلائل اُنکے ضعیفہ ہین قابل حجت کے نہین فتح القدیر مین مذکور ہے ص اور اقل چھ مہینے ہین ف اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا پھر فرمایا وَفِصَالُهُ فِيْ عَامَيْنِ تو نہ باقی رہے حمل کے واسطے مگر چھ مہینے ص اور جس شخص نے نکاح کیا کسی کی لونڈی سے پھر طلاق دیا اُسکو ف بعد دخول کے ص پھر خریدا اُسکو اور جنی وہ چھ مہینے سے کم مین خرید کے وقت سے تو لازم آویگا لڑکا اُس شخص کو بغیر دعوی کے اور اگر چھ مہینے مین یا زیادہ مین جنی تو بغیر دعوی کے اُسکو لازم نہوگا ف اور یہ سبب ہے کہ طلاق ایک ہو رجعی یا بائن یا بائع ہو اور اگر دو طلاق دیے تھے تو نسب ثابت ہوگا دو برس تک وقت طلاق سے ہدایہ ص اگر کسی شخص نے اپنی لونڈی سے کہا کہ اگر تیرے پیٹ مین ولد ہے تو وہ میرا ہے اور شہادت دی اُسکی ولادت پر ایک عورت نے تو نسب لڑکے کا اُس سے ثابت ہو جاویگا اور وہ لونڈی اُسکی ام ولد ہو جاویگی اور اگر کسی نے

ایک لڑکے کو کہا کہ یہ میرا فرزند ہی اور وہ اسکا لڑکا ہو سکتا ہو بعد اسکے وہ شخص مر گیا اور لڑکے کی مان نے کہا کہ وہ اسکا بیٹا ہی اور مین اسکی بیوی ہون تو دونون وارث ہونگے اگر وہ عورت معروفۃ الحریۃ ہو اور یہ بھی مشہور ہو کہ اس لڑکے کی مان ہی اور اگر معلوم نہو کہ وہ عورت حرہ ہی اور دوسرے نے کہا کہ تو ام ولد ہی تو عورت کو میراث نہ ملیگی اور لڑکا وارث ہوگا

ص باب حضانت کے بیان مین

اور واسطے تربیت صغیر کے حقدار اول مان ہی اور اسپر جبر کرینگے اگر چہ اسکے اور خاوند کے درمیان مین تفریق ہو جاوے یعنی طلاق دیا ہو ف کیونکہ روایت ہی حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ ایک عورت نے کہا یا رسول اللہ یہ بیٹا میرا تھا پیٹ میرا اسکا برتن اور چھاتی میری اسکی مشک اور گود میری اسکا مکان اور باپ نے اسکے مجھے طلاق دیا اور چاہتا ہی کہ چھین لے اسکو مجھ سے سو فرمایا اسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو زیادہ حقدار ہی اسکے رکھنے کی جب تک نکاح نہ کرے روایت کیا اسکو احمد اور ابو داؤد اور حاکم نے اور صحیح کیا اسکو اور اسواسطے کہ مان کی شفقت زیادہ ہی تو وہ بدا اسکی طرف اچھا ہوگا اور حضرت ابو بکرؓ نے نہ دیا عاصم پسر حضرت عمرؓ کو بلکہ پھیر دیا اسکو طرف اسکی مان کے وقت وقوع فرقت کے روایت کیا اسکو مالک نے اور عبد الرزاق نے اور زیادہ کیا بیہقی نے کہ کہا ابو بکرؓ نے سنا ہین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرماتے تھے نہین جدا کی جاوے والدہ اپنے لڑکے سے اور مصنف ابن ابی شیبہ مین ہی کہ عمر بن خطابؓ نے طلاق دیا عاصمیلہ بنت عاصم بن ابی الافلح کو تو اسنے نکاح کیا اور لائے حضرت عمرؓ اور لے لیا اپنے بیٹے کو اور دیکھا اسکو اسکی مان نے یہان تک کہ مرافعہ کیا دونون نے حضرت ابو بکرؓ پاس تو فرمایا حضرت ابو بکرؓ نے کہ چھوڑ دو اسکی مان اور لڑکے کو تو لے لیا اسکی مان نے لڑکے کو اور ایک روایت مین مصنف کی ہی کہ فرمایا حضرت ابو بکرؓ نے [illegible] مان کا اور گود اسکی اور دودھ اسکی تا ہو اسکے لیے شے یہان تک کہ جوان ہو جاوے لڑکا تو اختیار کرے اپنے [illegible] ص [illegible] ف یعنی مر گئی ہو یا کسی اجنبی سے نکاح پڑھا لیا ہو [illegible] ف یعنی نانی کی مان اور نانی کی نانی وغیرہا اسواسطے کہ [illegible] مان کی [illegible] مان کی طرف منتقل ہو جاویگا ص [illegible] ترکے مین اور شفقت بھی اسکو زیادہ ہو بہ نسبت [illegible] ف اور یہ اولی ہین خالہ سے اسواسطے کہ یہ بیٹیان ہین اپنے باپ کی اور اسی واسطے مقدم رہین میراث مین اور ایک روایت مین خالہ اولی ہی بہ نسبت اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خالہ بمنزلہ مان کے ہوتی ہی بیٹے حضرت حمزہؓ کے نکالا اسکو جعفر نے اور نکالا اسکو امام [illegible] نے حدیث سے علی کی پھر فرمایا کہ لڑکی اپنی خالہ کے پاس رہے کہ بیشک خالہ مان ہی اور روایت [illegible] مین ہی اس لفظ سے فان الخالۃ والدۃ اور یہی عبارت واقع ہی ہدایہ مین ص بعد اسکے حقیقی بہنین مان کی پھر اخیافی بہنین مان کی پھر علاتی بہنین مان کی پھر باپ کی بہنین حقیقی پھر اخیافی پھر علاتی ف اور حاصل یہ ہی کہ اول جو دو قرابتین ہی یعنی باپ مان دونون کی طرف کی ہی تقدم کیجاویگی پھر مان کی جانب پھر باپ کی جانب کی اور خالہ اسواسطے مقدم ہی پھوپھی پر کہ پھوپھی باپ کی بہن ہوتی ہی

اور خالہ ماں کی بہن اور قرابت ماوری اس مقام میں اولی ہے **ص** اور یہ جب ہے کہ یہ عورتیں آزاد ہوں اسواسطے کہ لونڈی اور ام ولد کو حق تربیت اپنے لڑکے کا نہیں **ف** اسواسطے کہ انکو خدمت سے فراغت نہیں **ص** اور حکم ذمیہ کا مثل مسلمہ کے ہے تو اگر لڑکا مسلمان ہے اور ماں اسکی ذمیہ ہے تو اسکی ماں کو حق ہے پرورش کا جب تک وہ نہ پہچانے دین کو یا الفت پکڑے کفر سے تو ان دونوں صورتوں میں ماں سے چھین لیا جاویگا اور جس عورت نے کہ نکاح کر لیا غیر محرم سے ولد کے تو پرورش کا حق اسکی جاتا رہا **ف** اور دلیل اسکی حدیث عبداللہ بن عمرؓ ہے جو اوپر گذری **ص** اور اگر محرم سے نکاح کیا جیسے اسکی ماں نے نکاح کیا لڑکے کے چچا سے یا اسکی دادی نے اسکے دادا سے تو یہ حق باطل نہ ہوگا **ف** اور دلیل اسکی ظاہر ہے **ص** اور اگر نکاح جو غیر محرم سے ہوا تھا ساقط ہو گیا تو پھر حق اسکا لوٹ آویگا اور اگر کوئی عورت ماں اور باپ کی جانب سے موجود نہ ہووے تو حق پرورش کا ہے علی الترتیب **ف** یعنی پہلے باپ پھر دادا پھر بھائی حقیقی پھر بھائی علاتی پھر بیٹا حقیقی بھائی کا پھر بیٹا علاتی بھائی کا اور اسیطرح نیچے تک انکی اولادوں سے پھر چچا پھر چچا کے بیٹے **ص** لیکن صغیر کو ساتھ عصبہ غیر محرم کے مثل مولی عتاقہ یا چچا کے بیٹے کے نہ دینگے **ف** اور صغیر کو دیدینگے اور مولی عتاقہ کہتے ہیں آزاد کرنیوالے کو اور کہا ہے کہ جب صغیر کا کوئی عصبہ نہ ہو تو اخیافی بھائی کو دینگے پھر اسکے بیٹے کو پھر باپ کے اخیافی بھائی کو پھر اسکے بیٹے کو پھر ماں کے حقیقی بھائی کو پھر علاتی کو پھر اخیافی کو اسواسطے کہ ان لوگوں کو بھی ولایت ہے نکاح میں نزد امام ابو حنیفہؒ کے کفایہ اور اگر کئی مستحق پرورش ایک ہی درجے میں ہوں تو جو زیادہ پرہیزگار ہوگا اسکو پھر جو زیادہ عمر والا ہوگا اسکو دینگے جامع الرموز **ص** اور نہ اسکو جو فاسق ہو لوگوں کو حیلہ سکھاتا ہو اور نہ اسکو اختیار ہوگا بخلاف امام شافعیؒ کے **ف** کہ انکے نزدیک لڑکے کو اختیار ہے اسواسطے کہ روایت ہے نافع بن سنان سے کہ وہ اسلام لایا اور انکار کیا اسکی عورت نے اسلام سے سو جھگڑا یا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ماں کو ایک گوشے میں اور باپ کو ایک گوشے میں اور لڑکے کو انکے درمیان میں سو جھکا لڑکا اپنی ماں کی طرف پھر فرمایا آپنے یا اللہ تو ہدایت کر اسے پھر جھکا اپنے باپ کی طرف تو لے لیا اسنے اسکو نکالا اسکو ابوداؤد اور نسائی نے اور صحیح کیا اسکو حاکم نے اور بھی نکالا چار دن عالموں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اختیار دیا لڑکے کو ماں اور باپ کے درمیان میں کہا ترمذی نے حدیث حسن صحیح ہے اور صاحب ہدایہ نے یہ جواب دیا ہے کہ لڑکے کی عقل قاصر ہے سو اختیار کریگا اسی شخص کو جو اسکو تقید نکرے بوجہ میلان اسکے کھیل کے طرف لعب کے اور صحیح ہوا ہے صحابہ سے کہ انھوں نے اختیار نہیں دیا اور یہ حدیث سو اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ای اللہ ہدایت کر اسکو اور دعا آپ کی مستجاب ہے مقبول ہے تو ایسی بہتری تھی واسطے لڑکے کے یا محمول ہے اس صورت پر کہ لڑکا بالغ ہوگا **ص** اور ماں اور نانی حقدار ہیں بیٹے کی یہانتک کہ کھاوے اور پیوے اور پہنے اور استنجا کرے اکیلے اور اندازہ کیا اسکا خصاف نے سات برس سے **ف** اور اسی پر فتوی ہے **ص** اور دختر کی یہانتک کہ حیض آوے اور امام محمدؒ سے مروی ہے یہانتک کہ شہوت وار ہووے اور یہی معتبر ہے واسطے فساد زمانے کے اور سوا ماں باپ کے حقدار ہیں دختر کے یہانتک کہ شہوت والی ہو اور مطلقہ کو جائز نہیں ہے کہ بعد عدت کے کہیں اپنے فرزند کو سفر میں لیجاوے مگر اپنے وطن اصلی میں جہاں اسکا نکاح ہوا تھا **ف** اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص اہل والا ہو کسی شہر میں تو وہ اہل اس شہر کا ہے نماز پڑھے مقیم کی [illegible]

اسکو ابن ابی شیبہ نے حضرت عثمان رض سے اور ابن ابی لیلی نے اور لفظ اسکا یہ ہے کہ جب نکاح کرے کوئی شخص کسی شہر مین تو وہ اہل اُس شہر کا ہے اور اسناد مین اسکی عکرمہ بن ابراہیم ازدی ضعیف ہے **ص** اور یہ اعتبار صرفتون کو ہے اور غیر کو درست مین اگرچہ نزدیک ہو

باب نفقے کے بیان مین

واجب ہے نفقہ اور لباس اور مسکن خاوند پر **ف** اور اصل اس باب مین قول اللہ تعالیٰ کا ہے لِيُنْفِقْ ذُو سَعَةٍ مِّن سَعَتِهِ چاہیے کہ خرچ کرے صاحب کشایش اپنی کشایش سے اور فرمایا وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیث حجۃ الوداع مین کہ عورتون کے لیے تمھارے اوپر رزق ہے اور لباس ہے موافق دستور کے اور یہ حدیث صحیح مسلم مین ہے اور اسواسطے کہ یہ نفقہ روکے رہنے کا ہے جیسے نفقہ قاضی کا ہے اور عامل صدقے کا **ص** اگرچہ چھوٹا ہو وطی پر قادر نہو واسطے اپنی زوجہ کے مسلمان ہو یا کافرہ **ف** واسطے اطلاق آیت کے **ص** بڑی ہو یا چھوٹی ہو ایسی وطی کی جاتی ہو اور اگر وطی نہ کی جاتی ہو بسبب جبکی صغر سنی کے یا کوئی اور مانع کے جو جانب سے ہو تو خاوند پر نفقہ واجب نہوگا اور معتبر نفقے مین دونون کا حال ہے تو اگر دونون غنی ہین تو نفقہ خسا کا اور جو دونون تنگدست ہین تو نفقہ تنگدستی کا اور جو ایک غنی ہو اور دوسرا تنگدست تو دونون کے بیچ مین **ف** مثلاً خاوند امیر ہو اپنے گھر مین حلوا اور کباب اور اقسام کے کھانے کھاتا ہو اور عورت اپنے گھر مین جو کی روٹی کھاتی ہو تو خاوند پر واجب نہین کہ جو آپ کھاتا ہو وہ دیوے بلکہ گیہون کی اور ایک قسم کے کھانے دیوے **ص** اور یہ ہمارا مذہب ہے اور امام شافعی کے نزدیک سب حالتون مین اعتبار خاوند کا ہے **ف** اور دلیل ہماری یہ ہے کہ حضرت نے فرمایا ہندہ عورت ابوسفیان کو کہ لے لے تو اسکے مال سے اسقدر کہ کافی ہو تجکو اور تیرے لڑکے کو روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے اور اضافت کی نفقے کی طرف زوجہ کے اور تفصیل قدر نفقہ مین ہے **ص** اگرچہ زوجہ اپنے باپ کے گھر مین ہو اور خاوند نے اسکو طلب کیا ہو یا خاوند کے گھر مین ہمارہ ہو تو نفقہ اسکا خاوند پر ہے **ف** اور اگر باوجود طلب کے از راہ شرارت ناحق نہ آتی ہو تو نفقہ اسکا خاوند پر نہین ہے **ص** نہ وہ جو نکل گئی ہو ناحق سے اور اگر حق پر نکلی مثلاً اپنا مہر معجل طلب کرتی ہو تو نفقہ اسکا رہیگا **ف** اور اگر خاوند کے گھر مین ہو اور وطی سے مانع ہوتی ہو تو بھی نفقہ رہیگا کیونکہ خاوند کو پہونچتا ہے کہ جبراً بغیر اسکی رضا کے وطی کرے **ص** اور اگر زوجہ قرض مین قید ہو گئی یا اپنے باپ کے گھر مین مریض ہوئی یا کوئی اسکو غصب کر لے گیا یا بغیر خاوند کے حج کو گئی تو نفقہ اسکا خاوند کے ذمے سے ساقط ہوگا اور اگر خاوند کے ساتھ حج کو گئی تو اسکو نفقہ حضر کا ملیگا نہ سفر کا اور نہ کرایہ سواری وغیرہ کا اور اگر خاوند مالدار ہو تو واجب ہے اُسپر نفقہ ایک خادم کا واسطے زوجہ کے یہ مذہب طرفین کا ہے اور امام ابی یوسف کے نزدیک اُسپر دو خادمون کا نفقہ واجب ہے ایک واسطے امور داخل خانہ کے اور دوسرا واسطے امور خارج خانہ کے اور طرفین یہ کہتے ہین کہ ایک نوکر دونون کا متولی ہو سکتا ہے **ف** اور فتویٰ قول طرفین پر ہے **ص** اور اگر تنگدست ہو تو واجب نہین نفقہ خادم کا اور امام محمد کے نزدیک تنگدستی مین بھی ایک خادم کا نفقہ واجب ہے **ف** اور صحیح مفتی بہ اول ہے ہدایہ **ص** اور اگر خاوند نفقے سے عاجز ہو تو تفریق نہ کرائی جاویگی اور حکم ہوگا کہ مرد کے اوپر قرض لیکر کھاوے یہان تک کہ خاوند مالدار ہو جاوے یا ادا کرے اور امام شافعی رح کے نزدیک تفریق کرا دیجاویگی **ف** اور احادیث اور آثار امام شافعی رح کے بہت ہین

مذکور ہین فتح القدیر مین اور دلائل ہمارے اور جوابات اُنکے استدلالات کے بھی بتفصیل مذکور ہین اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ یعنی اگر خاوند تنگدست ہو تو انتظار کرنا چاہیے کشادگی دست تک

ص اور ہمارے علماء نے جب یہ دیکھا کہ بے تفریق کے معاش ممکن نہین ہے اسواسطے کہ رفع حاجت دائمی کا ساتھ قرض کے (یعنی بعاش کا) مشکل ہے اور بہت ایسا ہوگا کہ کوئی اسکو قرض نہ دیگا اور غنی ہو جانا خاوند کا ایک مرتبہ ہم ہو تو اچھا جانا اس بات کو قاضی ایک نائب شافعی المذہب کو معین کر دے کہ وہ ان دونون کے بیچ مین تفریق کر دیوے **ف** اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حنفی کو مخالف اپنے مذہب کے فتویٰ دینا جائز نہین مگر جب کہ مجتہد ہو **ص** اور اگر قاضی نے واسطے عورت کے کہ خاوند اسکا تنگدست ہے نفقہ فرض کیا بعد اسکے خاوند غنی ہوا اور زوجہ نے طلب کیا تو خاوند نفقہ غنا تمام کرے اور اگر خاوند نے عدت گذشتہ کی زوجہ کو نفقہ نہین دیا تو ان ایام گذشتہ کا نفقہ ساقط ہو جاویگا مگر یہ کہ قاضی نے واسطے اسکے

نفقہ معین کیا ہو اور فرمان اسکی پیچھے ہوئے ہون تو ان صورتون مین ان ایام ماضیہ کا بھی نفقہ دلایا جاویگا جب تک وہ دونون زندہ رہین اور اگر دونون مین سے مر گیا یا طلاق دیدیا خاوند نے عورت کو تو بھی ساقط ہو گا مگر جب کہ

قرض کیا ہو عورت نے حکم قاضی سے تو وہ موت اور طلاق سے ساقط نہ ہوگا اور امام شافعی کے نزدیک موت سے ساقط ہو گا بارہ مہینے سے زیادہ نہین ہو اور اگر پہلے سے پیشگی خاوند نے مثلاً چھ مہینے کا نفقہ دیدیا اور بعد ایک مہینے کے

خاوند مر گیا تو گیارہ مہینے کا نفقہ زوجہ سے پھیر لیا جاویگا مشائخین کے نزدیک اور امام محمد اور شافعی کے نزدیک حساب

کے ایک مہینے کا نفقہ عورت سے پھیر لیا جاویگا اور پانچ مہینے کا پھیر لیا جاویگا **ف** اور فتویٰ قول مشائخین پر ہے **ص** اور اگر غلام

نے نکاح کیا ہو اون سے نفقہ اسکا اسپر واجب ہوا تو بیچا جاویگا اسمین پھر اگر نفقہ جمع ہوا تو پھر بیچا جاویگا اسی طرح بے

نہایت تک **ف** مثلاً ایک سو روپیہ اسپر نفقے کے جمع ہو گئے اور دو بار بیچنے مین ادا ہو گئے پھر اور نفقہ جمع ہوا تو پھر

تیسری بار بیچا جاویگا پھر چوتھی بار پھر پانچوین بار **ص** اور صورت اسکی یون ہے کہ ایک غلام نے نکاح کیا اپنے مولیٰ

کی اجازت سے کسی عورت سے اور قاضی نے اسپر نفقہ فرض کیا یہانتک کہ ہزار درم جمع ہوئے اور یا نسو روپیہ کو بیچا گیا اور وہی اسکی قیمت ہے

اور مشتہر ہی جانتا ہے کہ اسکے اوپر دین نفقے کا ہے تو پھر بیچا جاویگا اور اگر غلام پر دین نفقے کا نہین ہے بلکہ اور طرح کا دین ہے تو ایک ہی

بار بیچا جاویگا **ف** اور باقی دین موقوف رہیگا اسکی حریت پر **ص** اور خاوند پر واجب ہے کہ عورت کو رکھے ایک بڑے گھر مین

کہ اسمین کوئی خاوند کے اہل سے نہ ہووے اور نہ اسکا بیٹا ہو جو پہلی بیوی سے ہو مگر جب کہ زوجہ راضی ہو جاوے خاوند

کے اہل کے ساتھ رہنے پر اور اگر گھر بڑا ہو اور اسمین کئی قطعے ہین تو بھی ایسا قطعہ چاہیے کہ زینہ اور قفل اسکا علیحدہ ہو اور

خاوند کو پہونچتا ہو کہ والدین زوجہ کو اور اسکے ولد کو جو اس خاوند سے نہو گھر مین نہ آنے دیوے اسواسطے کہ گھر ملک

خاوند کا ہے تو اسکو منع پہونچتا ہے اور نہین جائز ہے کہ منع کرے اُنکو دیکھنے سے زوجہ کے یا کلام سے اسکے ساتھ جسوقت

چاہین وہ اور بعضون کے نزدیک خاوند کو جائز نہین ہے کہ عورت کو والدین کے پاس جانے سے یا والدین کو

اُسکے پاس آنے سے ہفتے مین ایک بار منع کرے اور اور محرمون کی زیارت سے سال مین ایک بار منع کرے اور یہی صحیح ہے

ف ایسا ہی ہدایہ مین اور خانیہ مین ہے اور اسی پر فتویٰ ہے **ص** اور معین کر دے قاضی نفقہ شخص کی زوجہ کا جو غائب ہو

اور اسکے والدین کا اور اسکی اولاد صغار کا اسکے مال سے جو اُنکے حق کی جنس سے ہو مثلاً دراہم یا زمانہ یا کپڑے ہیں اُسکے پہنچنے کے یا غلہ خدا اُس صورت کے کہ وہ اُنکے حق کی جنس سے نہو یا مقدار اُن اسباب کے کہ اُنکی بیع کی حاجت پڑے واسطے صرف نفقہ **ف** جیسے مکان میں آلات وغیرہ **ص** کہ وہ نہ بیچے جاوینگے کہ تزویک موزعی یا مضاربت یہ دین کے ہو اور وہ لوگ اقرار کرتے ہیں اُس مال کا اور اُسکی زوجہ ہونیکا یا قاضی زوجہ ہونیکو جانتا ہو اور قاضی کو چاہیے کہ عورت سے خاص لے لیوے اور حلف نہ لاوے اُسکو اس بات پر کہ اُس شخص غائب نے اُسکو نفقہ نہیں دیا ہے اور اگر وہ شخص متقر نکاح کے نہوں اور قاضی بھی نجانتا ہو اور زوجہ اپنے نکاح پر گواہ لاوے تو قاضی نفقے کو اُسپر فرض کریگا اسیطرح اُسنے اگر کچھ مال نہیں چھوڑا اور زوجہ نے بینہ قائم کیے نکاح پر تاکہ قاضی اُسکے لیے نفقہ مقرر کرے اور اُسکو حکم کرے قرض لینے کا خاوند پر تب بھی قاضی نفقہ اُسکے لیے مقرر نہ کریگا اور حکم نکاح بھی نہ کریگا اسواسطے کہ حکم غائب پر جائز نہیں **ف** یعنی مدعا علیہ کے غائب ہونے فیصلہ کردینا اُسپر جائز نہیں **ص** اور امام زفر کے تزویک نفقہ اُسپر فرض کرے اور نکاح کا حکم کرے اور آج کل میں واسطے حاجت آدمیوں کے قاضی تعمیل موافق مذہب امام زفر کے کرتے ہیں **ف** اور محیط میں بھی اسی کو اختیار کیا ہے

فصل

جو عورت کہ عدت میں طلاق رجعی یا بائن کے ہو یا عدت میں اُس وقت کی ہو جو بسبب معصیت زوجہ کے نہیں ہے جیسے خیار عتق اور بلوغ اور وہ تفریق جو بسبب کفو نہونے کے ہے تو اُسکا نفقہ اور مسکن عدت کے گذرنے تک خاوند پر واجب ہے اور تزویک امام شافعی کے طلاق بائن میں نفقہ اور مسکن خاوند پر نہیں اور دلیل ہمارے وہ حدیث فاطمہ بنت قیس ہے **ف** کہ تین طلاق دیئے تھے اُنکو خاوند نے اُنکے تو نہ تو کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واسطے اُسکے مسکن اور نفقہ روایت کیا اُسکو مسلم اور اصحاب سنن سے **ص** اور ہماری دلیل یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو رد کیا **ف** جامع ترمذی اور ابوداؤد اور صحیح مسلم وغیرہ میں ہے کہ ابی فاطمہ بنت قیس نے یحییٰ بن سعید بن العاص کے سمجھ فرمایا آپنے کہ نہیں ہم کو چھوڑ دینا اپنے رب کی کتاب کو اور اپنے نبی کی سنت کو بسبب قول ایک عورت کے کہ نہیں جانتے ہم کہ یاد رکھا اُسنے یا نہیں زیادہ کیا ملا وہی اور دار قطنی نے کہا فرمایا حضرت عمر نے شاہد ہے سوال اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرماتے تھے اُسکو سکنی اور نفقہ ہے اور حضرت عائشہ نے بھی اس حدیث کو رد کیا اور کہا فاطمہ نے کہ کیا نہیں خوف کرتی ہے اللہ کا یہ صحیح بخاری میں ہے اور بھی بہت سا اُسکو کہا ہے بعین نے مثل اسود اور سعید بن المسیب کے اور طول کیا شیخ ابن الہمام نے اس مطلب کی بحث میں جسکو دیکھنا ہو فتح القدیر میں دیکھے **ص** اور جو عورت کہ عدت موت میں ہووے یا تفریق کرائی جاوے بسبب اپنی معصیت کے جیسے مرتد ہو جاوے یا ابن زوج کا بوسہ لے لیوے تو نفقہ اُسکا واجب نہیں اور جو عورت کہ عدت میں تین طلاق کے ہووے اور وہ مرتد ہو جاوے تو نفقہ اُسکا ساقط ہوگا اور اگر ابن زوج کو اپنے اوپر قادر کرادے تو ساقط نہوگا **ف** اور دلیل اسکی اصل میں مذکور ہے **ص** اور نفقہ اولاد صغار کا باپ پر ہے جبکہ وہ مفلس ہوں اور کوئی اُسمیں شریک نہوگا جیسا کہ مان باپ کے اور زوجہ کے نفقے میں کوئی اُسکا شریک نہوگا **ف** اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ اور مولود لہ باپ ہوتا ہے **ص** اور اگر اولاد اُسکی غنی ہو تو نفقہ اُنکا اُنکے مال میں سے ہوگا اور اگر وہ دودھ پیتا ہو اور شیر خوار ہو تو مان کو دودھ پلانے پر جبر نہ کرینگے **ف** اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَلَا تُضَارَّ وَالِدَةٌ بِوَلَدِهَا

اور نہ ضرر پونہچائی جاویگی والدہ اپنے ولد سے **ص** مگر جب سوا اُسکے اور دودھ پلانے والی نہ ملے یا لڑکا اور کسی کا دودھ نہ لے **ف** یا خاوند مواجرت رضعہ پر قادر نہو **ص** تو اسوقت ماں پر جبر کرینگے **ف** واسطے حفاظت ولد **ص** اور مرد نوکر رکھ لے رضعہ کو کہ دودھ پلاوے ولد کو نزدیک اُسکی ماں کے اور اگر اُسکی ماں کو نوکر رکھ لیا اور وہ اپنی زوجہ ہو یا عدت میں ہو طلاق بائن یا رجعی کے جائز نہوگا اور ایک روایت میں جب عدت میں طلاق بائن کے ہووے تو جائز ہوگا **ف** اور دلیل اُنکی اصل میں مذکور ہے **ص** اور بعد گذرنے عدت کے جائز ہو کہ خاوند اُسکو نوکر رکھ لے جیسا کہ جائز ہو کہ اپنی زوجہ کو اگرچہ نکاح میں ہو یا عدت میں ہووے نوکر رکھ لے واسطے دودھ پلانے اُس ولد کے جو اُس زوجہ کے بطن سے نہیں ہو اور ماں جب عدت سے باہر آوے تو واسطے شیر دہی ولد کے وہ دوسروں سے زیادہ حقدار ہو مگر یہ کہ اجرت زیادہ طلب کرے **ف** اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَلَا مَوْلُودٌ لَّهُ بِوَلَدِهِ یعنی نہ ضرر پونہچایا جاوے باپ پر اُسکے ولد سے اور قیمت زیادہ یہ بھی ایک ضرر ہے **ص** اور نفقہ دختر بالغہ کا جو بے شوہر ہو اور نفقہ پسر بالغ کا جو محتاج ہو اور کسب پر قادر نہیں **ف** مثلاً لولا لنگڑا مفلوج بے دست و پا ہو **ص** باپ پر ہے اور اسی پر فتویٰ ہے اور روایت ضعاف اور حسن میں ثلث اُسکے باپ پر ہیں اور ایک ثلث ماں پر ہو اور یہ جب ہو کہ اُن دونوں کے واسطے مال نہووے اور اگر مال ہووے تو نفقہ اُنکا اُنکے مال میں سے ہوگا اور جس شخص پر کہ صدقۂ فطر واجب ہو تو اُسپر نفقہ اپنے اصول کا جو فقیر ہوں لازم ہے **ف** اگر یہ کسب پر قادر ہوں ہر اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا اور بسر کر والدین کے ساتھ دنیا میں موافق دستور کے اور یہ آیت ماں باپ کافر کے حق میں اُتری ہے اور دستور یہ نہیں کہ آپ عیش کرے اور والدین کو چھوڑ دے کہ وہ بھوکے ہو کے مرجاویں اور اجداد اور جدات بھی آباء اور امہات میں سے ہیں اور اسی واسطے جد قائم مقام باپ کے ہوتا ہو وقت نہونے باپ کے ہدایہ **ص** اور بیٹا بیٹی اسمیں برابر ہیں **ف** تو اگر کسیکا ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہو تو نفقہ اُسکا آدھا آدھا دونوں پر ہو **ص** اور معتبر اس مقام میں قرب و جزئیت ہے نہ وراثت تو جس شخص کا ایک پوتا اور ایک بیٹی ہو تو کل نفقہ اُسکا بیٹی پر ہے **ف** اسواسطے کہ وہ قریب ہے بہ نسبت پوتے کے **ص** باوجود اس بات کے کہ ترکہ دونوں کو آدھا آدھا ملیگا اور جس شخص کے ایک نواسا ہو اور ایک بھائی ہو تو کل نفقہ اُسکا نواسے پر ہے **ف** اسواسطے کہ نواسا اپنا جزء ہے برخلاف بھائی کے **ص** باوجود اس بات کے کہ ترکہ کل بھائی لے لیویگا اور نواسے کو کچھ نہ ملیگا کیونکہ وہ ذوی الارحام سے ہے اور نفقہ ذو رحم محرم کا **ف** ذو رحم اُسکو کہتے ہیں کہ جسکا حصہ ترکے میں سے کچھ مقرر نہیں اور نہ وہ عصبہ ہے سراجیہ **ص** جب صغیر اور فقیر ہو یا عورت صغیرہ فقیرہ ہووے یا مرد بالغ بید ست و پا یا اندھا ہووے اُسپر جو صلاحیت وراثت کی رکھتا ہو واجب ہو بقدر میراث کے اور میر کیا جاویگا اُسپر اور معتبر اسمیں اہلیت ارث کی ہے نہ حقیقت اُسکی اسواسطے کہ حقیقت ارث کی بعد موت کے معلوم ہوتی ہے **ف** اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذَٰلِكَ اور قرأت ابن مسعودؓ میں ہے وَعَلَى الْوَارِثِ ذِي الرَّحِمِ الْمَحْرَمِ مِثْلُ ذَٰلِكَ اور یہ مالک نصاب پر واجب ہے **ص** تو جس شخص کا ایک ماموں اور ایک چچازاد بھائی ہو تو باوجود اس بات کے کہ چچازاد بھائی عاصب ہے ماموں کا کیونکہ وہ عصبہ ہے لیکن ماموں کو صلاحیت ہے وراثت کی کیونکہ ہو سکتا ہے کہ چچازاد بھائی مرجاوے اور ماموں وارث ہو جاوے تو نفقہ اُسکا ماموں پر ہے تو معتبر اقربیت اور اہلیت ارث ہے اور جس شخص کی تین بہنیں متفرق ہیں مثلاً ایک حقیقی اور

ایک علاتی اور ایک اخیافی تو تین خمس اسکے نفقے کے حقیقی بہن پر ہیں اور ایک ایک خمس دونوں بہنوں پر ف اسواسطے کہ وراثت بھی انکی اسی طریقے پر ہے تو اگر وہ شخص مر جاوے تو اسکے مال کے پانچ حصے کیے جاوینگے تین حصے حقیقی بہن کو اور ایک ایک حصہ دونوں بہنوں کو ملیگا ص اور جس شخص کا ایک ماموں اور ایک چچا کا بیٹا ہو تو نفقہ اسکا ماموں پر ہوگا اور نہیں نفقہ ہے باوجود اختلاف دین کے مگر زوجہ کو اگرچہ غنی ہو اور اصول اور فروع کو اگر فقیر ہوں اور قریب پر نفقہ کسی کا واجب نہیں اگر زوجہ کا اور لڑکوں محتاج کا اور باپ کو جائز ہے کہ مال اپنے پسر کا جو غائب ہو واسطے نفقے اپنے کے بیچے اور زمین اسکی بیچنا جائز نہیں اور سوائے نفقے کے اور کسی قرض کی بابت جو باپ کا بیٹے پر ہو بیچنا اسکے مال کا جائز نہیں اور ماں کو ہرگز جائز نہیں کہ واسطے اپنے نفقے کے مال کو بیٹے کے بیچ ڈالے اسواسطے کہ ولایت تملک مال پسر باپ کو مخصوص ہوئی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو اور مال تیرا واسطے تیرے باپ کے ہے اور اسلیے کہ ماں کو ولایت تصرف بیٹے کے مال میں نہیں ف روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے جابر سے باسناد صحیح ص اور جس شخص غائب کا مال کسی کے پاس امانت ہو اور اسنے بغیر حکم قاضی کے اس غائب کے ماں باپ پر خرچ کیا ضامن ہوگا اور اگر اسکا مال ماں باپ کے پاس امانت تھا اور انھوں نے خرچ کیا تو ضمان لازم نہ آویگا اور اگر قاضی نے نفقے کا واسطے غیر زوجہ کے حکم کیا اور ایک مدت تک انکو نہ پوچھا تو بقدر اسکے نفقہ ساقط ہو جاویگا اور جامع کبیر میں ہے کہ بعد دو سال منقول ہے کہ نفقہ ساقط ہو جاتا ہے یعنی ایک سال یا زیادہ گذر گیا ہو اور اگر اس سے کم گذری ہو یعنی ایک مہینے سے کم تو ساقط نہ ہوگا لیکن اگر قاضی نے اسکو تبرع لینے کا غائب کے نام پر حکم کیا اور اسنے قرض لیکے اپنے نفقے میں خرچ کیا اور وہ مال مفقود غائب پر لازم ہوگا اور ساقط ہوگا اور سوائے اس کے نفقہ اپنے غلام اور لونڈی کا ف اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غلام تمہارے بھائی ہیں کیا اللہ نے انکو زیر دست تمہارا تو جسکا بھائی زیر دست ہو اسکے لئے کھانا اور اسکو ویسا ہی کھانا چاہیے جیسا تو پہنتا ہو اور نہ تکلیف دے اسکو ایسے امر کی جو مغلوب کرے اسکو اور اگر تو تکلیف دے اسکو ایسے امر کی تو مدد کر اسکی اور روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے ابوذر سے اور روایت کیا اسکو ابوداؤد نے باسناد صحیح سے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کافی ہے آدمی کے واسطے گناہ کے یہ کہ ضائع کرے جسکو اپنے نفقہ سے تحقیق روکے اسکو اور نہ عذاب کرے مخلوق اللہ پر اور روایت کیا ابوداؤد نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعی ہو کہ آخر کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ تھا کہ محافظت کرو نماز پر اور زکوٰۃ دینے سے اپنے غلاموں میں سے اخراج کیا اسکو امام احمد نے بھی اور روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور روایت کیا اسکو بیہقی نے سب سے بیچ کہا دیجے اور نفقہ اپنا کیجیے اور اگر قابل سب کے نہیں تو کیا جاویگا سوال اپنی ذات پر ف اور جانوروں میں اگر انکا نفقہ نہ دے تو حکم بیچنے کا کیا جاویگا مگر فی الحال دینے کا حکم ہوگا اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا عذاب کرنے سے خلق اللہ کے روایت کیا اسکو ابوداؤد نے اور منع کیا ضائع کرنے سے مال کے روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے اور صحیحین میں مروی ہو حضرت عبداللہ بن عمر سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عذاب کی گئی ایک عورت بسبب بلی کے کہ قید کیا تھا اسکو یہاں تک کہ مر گئی پھر داخل ہوئی آگ میں اور اسی میں ہے کہ نہ کھانا دیا اسنے بلی کو اور نہ پانی دیا جب اسکو قید کیا اور نہ چھوڑا اسکو کہ کھاوے گھاس زمین کی اور امام ابو یوسف کے نزدیک جبر کیا جاویگا اس جانور کی بھی بیچ پر کذا فی الھدایۃ

ص کتاب العتاق

ف آزاد کرنا مملوک کا ایک امر مندوب اور مستحسن ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو مرد مسلمان آزاد کرتا ہے مرد مسلمان کو پاک کرتا ہے اللہ اسکے ہر عضو کے بدلے آزاد کرنے والے کے عضو کو آگ سے روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے اور صحیح ترمذی

مین مروی ہو ابی امامہؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو مرد مسلمان آزاد کرے دو عورتین مسلمان ہونگی وہ دونون خلاصی اُسکی آگ سے اور روایت ہو ابی ذرؓ سے کہا کہ پوچھا مین نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کون عمل افضل ہو فرمایا ایمان لانا اللہ پر اور جہاد کرنا اُسکی راہ مین کہا مین نے پھر کون سی گردن آزاد کرنی افضل ہو فرمایا جسکی قیمت زیادہ اور نفیس زیادہ ہو اپنے مالک کے پاس روایت کیا اُسکو بخاری و مسلم نے اور صحیح مسلم مین ہو حضرت ابوہریرہؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہین بدلا دے سکتا ہو بیٹا اپنے باپ کو مگر یہ کہ پاوے اُسکو غلام پھر آزاد کرے اُسکو اور مسئلون لکھا علمانے کہ آزاد کرے مرد غلام کو اور عورت لونڈی کو تاکہ مقابلہ اعضا کا ہو جاوے ہدایہ **ص** عتق صحیح ہوتا ہو بالغ عاقل سے اپنی ملک مین **ف** تو نہین کا غلام آزاد نہین کر سکتا اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہین عتق ہو اُسمین جسکا مالک نہین آدمی روایت کیا اُسکو ترمذی نے اور کہا کہ حسن صحیح ہو **ص** تو اگر لفظ صریح ہو تو بغیر نیت کے بھی آزاد ہوگا جیسے کہے تو حُر ہو یا معتق ہو یا عتیق ہو یا آزاد کیا مین نے تجکو یا تو محرر ہو یا حُر کیا مین نے تجکو یا مولی میرا ہو یا پکارا کہ اے میرے مولی **ف** اور ایسا ہی اگر کہا کہ اے حُر یا اے آزاد اور اگر نام اُسکا حُر ہو اور اُسنے پکارا یا حُر تو آزاد نہوگا اور اگر نام اُسکا حُر تھا اور فارسی مین کہا اے آزاد یا نام اُسکا آزاد تھا اور عربی مین کہا یا حُر تو آزاد ہو جاویگا ہدایہ **ص** یا کہا کہ سر تیرا حُر ہو یا اور جو اعضا کہ اُنسے تعبیر سارے بدن سے ہوتی ہو **ف** اور گذرا بیان اُنکا کتاب الطلاق مین **ص** اور اگر لفظ کنایہ ہو کہ احتمال آزاد ہونے اور نہونے کا رکھتا ہو جیسے کہے میری ملک تیرے اوپر نہین ہو یا تو میری ملک سے نکل گیا یا چھوڑ دی مین نے راہ تیری یا لونڈی سے کہا چھوڑ دیا مین نے تجکو یا نہین قیمت تیرے لیے **ف** کہ ان سب لفظون سے عتاق اور عدم عتاق مراد ہو سکتا ہو کیونکہ جب کہا کہ تو میری ملک سے نکل گیا معلوم نہین کہ بسبب عتاق یا بسبب بیع کے یا بسبب ہبہ کے اور ایسا ہی باقی الفاظ مین کذا فی الاصل **ص** تو بغیر نیت کے آزاد نہوگا اور اگر مولی نے اپنے غلام کو کہا یہ بیٹا میرا ہو تو اگر فی الحال اُسکا وہ ہو سکتا ہو اور وہ غلام مجہول النسب ہو تو بغیر نیت کے آزاد ہوگا اور اگر فی الحال اُسکا نہین ہو سکتا تو بھی امام صاحب کے نزدیک بے نیت کے آزاد ہو جاویگا اور صاحبین کے نزدیک نہوگا **ف** اور دلائل اِسکے مذکور ہین ہدایہ اور شرح وقایہ مین **ص** اور اگر خواجہ نے اپنے غلام کو پکارا کہ اے میرے بیٹے یا اے میرے بھائی تو آزاد نہوگا اسواسطے کہ مقصود پکارنے سے حاضر ہونا اُسکا ہو اور لحاظ معنی کا نہین اور جب معنی مقصود نہوے تو مجاز بھی ثابت نہوگا اور وہ حریت ہو برخلاف اسکے جب کہا یا حُر کیونکہ وہ صریح ہو قصد معنی کی طرف محتاج نہین اور اسیطرح اگر کہا کہ نہین حکومت ہو میری تجھپر تو بھی آزاد نہوگا کیونکہ ہو سکتا ہو کہ اُسکا غلام ہو اور تصرف مولی کا نہو سکے جیسا کہ مکاتب مین **ف** اور بیان اُسکا آگے آویگا **ص** اور لفظ طلاق اور جو کنایات طلاق ہین اُنسے ہمارے نزدیک لونڈی آزاد نہوگی اگرچہ نیت بھی ہو آزادی کی برخلاف امام شافعیؒ کے کہ اُنکے نزدیک آزاد ہو جاویگی **ف** اور دلائل طرفین کے ہدایہ اور شرح وقایہ مین مسطور ہین **ص** اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ تو مثل حُر کے ہو آزاد نہوگا اور اگر کہا کہ نہین ہو تو مگر حُر تو آزاد ہو جاویگا اور جو شخص کہ مالک ہو جاوے اپنے ذی رحم محرم کا تو وہ آزاد ہو جاویگا **ف** اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص کہ مالک ہو جاوے ذی رحم محرم اپنے کا تو آزاد ہو جاویگا اُسپر روایت کیا اس حدیث کو ایسے لفظ سے بیہقی اور نسائی نے اور ضعیف کیا اُسکو بسبب اِن بات کے کہ ضمرہ منفرد ہوا ساتھ اس حدیث کے سفیان سے اور صحیح کیا اُسکو عبد الحق نے اور کہا کہ ضمرہ ثقہ ہوا اور تصویب کی ابن القطان نے اُسکے کلام کی اور توثیق کی ضمرہ کی ابن معین نے اگرچہ حجت نہیں پکڑی اُس سے صحیحین میں اور ایک روایت میں ہے کہ جو شخص مالک ہو ذی رحم محرم کا تو وہ حر ہے نکالا اُسکو اصحاب سنن اربعہ نے سمرہ سے اور روایت کیا اُسکو طحاوی نے حضرت عمر سے موقوفاً اور عائشہ اور علی سے ساتھ اسناد ضعیفہ کے اور تفصیل فتح القدیر میں ہے **ص** اور جسنے اپنے غلام کو واسطے خدا کے یا واسطے شیطان کے یا واسطے بت کے یا زبردستی سے یا نشے میں آزاد کیا تو آزاد ہو جاویگا اور اگر مضاف کیا عتق کو طرف ملک کے مثلاً کہا کہ اگر میں مالک ہوں اِس غلام کا تو وہ حر ہے یا شرط کی مثلاً کہا کہ اگر فلانا شخص آوے تو غلام میرا آزاد ہے اور اُس غلام کا مالک ہو گیا یا وہ شخص آ گیا تو آزاد ہو جاویگا بشرطیکہ غلام وقت تعلیق شرط کے اسکی ملک میں ہو اور اگر غلام حربی کافر مسلمان ہو کے ہماری طرف چلا آوے تو آزاد ہو گا **ف** اسواسطے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا غلاموں میں طائف کے جب نکلے تجھ دمان سے مسلمان ہو کے کہ وہ آزاد کیے ہوئے ہیں اللہ کے روایت کی اِس کو ابو داؤد اور ترمذی نے اور کہا کہ حسن صحیح غریب لا نعرفہ الا من ھذا الوجہ اور روایت کیا اُسکو حاکم نے اور کہا کہ صحیح ہوا اوپر شرط مسلم کے **ص** اور جسنے آزاد ہو جاویگا بعد آپ آزاد ہونے اُسکی ماں کے بعد تحقیق حمل کے بلکہ بطور اصالت کے اور آزاد کرنے سے حمل کے آزاد ہوا اُسکی ماں کی ساتھ اُسکی اولاد کے جو حمل ہے کہ جب سے آزاد ہونے کے چھ مہینے سے کم میں **ف** اسواسطے کہ اسمیں یقین ہے وجود حمل کا وقت آزاد ہونے کے **ص** اور اسمیں لاحق ہوتا ہے اُسکا باپ کی مولی کی طرف نہ آویگی **ف** صورت ولاء کھینچنے کی یہ ہے کہ ایک شخص کے غلام نے اُسکے اذن سے ایک لونڈی سے نکاح کیا پھر اُسکو اُسنے آزاد کیا تھا اور اُس سے ایک لڑکا پیدا ہوا تو وہ حر ہو گا بحیثیت اپنی ماں کے اور ولاء اُسکی ماں کی مولی کو ملیگی بحیثیت اِس شخص بھی اپنے غلام کو آزاد کر دے تو اِس صورت میں باپ اُسکا ولاء کو اپنی طرف کھینچ لیگا تو اگر باپ مر جاوے اور پھر اُسکا بیٹا مر جاوے تو ولاء بیٹے کی باپ کے مولی کی طرف کھینچ جاویگی **ص** اور لڑکا تابع ہوا اپنی ماں کے اگر یہ اُسکی پیدا ہونے وقت آزاد ہو آزاد ہو گا اور اگر مملوک ہو گی مملوک ہو گا اور جو شبہ کرے ہو شبہ کرے ہو گا ساتھ حصول اپنی ماں کے اور اگر مکاتبہ ہو مکاتب ہو گا اور اگر مدبرہ ہو مدبر ہو گا اور لونڈی کا لڑکا اُسکے خاوند سے مملوک ہوا اُسکے مولی کی اور اُسکے مولی سے آزاد ہو

ص باب عتق البعض

اگر کسی شخص نے بعض اپنے غلام کا آزاد کیا **ف** مثلاً کہا نصف تیرا آزاد ہو یا ثلث تیرا یا ربع تیرا **ص** تو امام صاحب کے نزدیک اُتنا حصہ آزاد ہو جاویگا اور سعی کریگا واسطے بقیہ قیمت کے نزدیک امام ابو حنیفہ کے اور وہ مانند مکاتب کے ہو جاویگا مگر جب کہ عاجز ہو جاوے تو غلام نہ ہو جاویگا اور صاحبین کے نزدیک سارا غلام آزاد ہو گا **ف** اور دلیل اسکی مذکور ہوا اصل میں **ص** اگر ایک غلام میں دو شخص شریک ہیں اور ایک نے اپنا حصہ آزاد کر دیا تو دوسرا شریک بھی چاہا اپنا حصہ آزاد کر دے یا اُس سے سعی کرا لیوے یا ضمان لیوے آزاد کرنے والے سے قیمت اپنے حصے کی اگر وہ تنگدست نہیں ہوا اور اگر تنگدست ہو تو ضمان نہ لیگا **ف** بلکہ سعی کرا دیگا یا آزاد کر دیگا **ص** اور ولاء دونوں کے واسطے ہو گا اگر وہ

دوسرا شریک بھی آزاد کرے یا سعی کرادے اور اگر ضمان لیوے تو کل ولا آزاد کرنے والے کو ہو اور وہ آزاد کرنیوالا رجوع کرے قیمت ضمان کی غلام پر اور صاحبین کے نزدیک دوسرے شریک کو دونوں باتوں کا اختیار ہے چاہے ضمان لیوے آزاد کرنیوالے سے اگر وہ غنی ہو یا سعی کرادے اگر وہ فقیر ہو **ف** اور آزاد نہیں کر سکتا کیونکہ وہ پہلے ہی کل آزاد ہو چکا انکے پاس دلیل لاتے ہیں حدیث بی ہریرہ سے صحیحین میں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص آزاد کرے اپنا حصہ غلام کا تو خلاصی اسکی اسپر ہے اگر اسکے پاس مال ہو اور نہیں تو قیمت لگایا جاویگا اور سعی کرائی جاویگی اور دلیل امام ابو حنیفہ کی مذکور ہو چکی اور وجہ القدیر میں **ص** اور مولا فقط آزاد کرنے والے کو ہو اور اگر دونوں شریکوں نے گواہی دی اس بات کی کہ دوسرے نے اپنا حصہ آزاد کیا ہو **ف** مثلاً زید اور عمرو شریک تھے ایک غلام میں تو زید نے شہادت دی کہ عمرو نے اپنا حصہ آزاد کیا اور عمرو نے شہادت دی کہ زید نے اپنا حصہ آزاد کیا **ص** تو غلام سعی کرے ان دونوں کے لیے اگر ہے میں آزاد ہوا ان دونوں کے واسطے جو برابر ہو کہ وہ دونوں تنگدست ہوں یا دونوں فراخ دست یا ایک تنگدست اور دوسرا فراخ دست اور صاحبین کے نزدیک کسی کے اگر دونوں تنگدست ہوں اور اگر دونوں فراخ دست ہوں تو سعی کرے ایک تنگدست کے واسطے اور دونوں صاحبوں کے نزدیک تنگدست کے واسطے سعی کرے اور موقوف ہیگی ولا اسمیں تو ان کے نزدیک ولا انکے واسطے ہے جو برابر ہو کہ دونوں ایک کی آزادی پر اسواسطے کہ ہر ایک اپنے حق کا منکر ہوا اور اگر ایک نے انکے حقوق کو متعلق کیا کسی سے ایک کے ولا ایک کے ساتھ ہو اور دوسرے نے اسکے عدم پر **ف** مثلاً ایک شریک نے کہا میرا کل غلام آزاد ہے اگر میں چاہوں اور دوسرے نے کہا میرا کل غلام آزاد ہے اگر میں چاہوں تو حصہ ہر ایک کا آزاد ہو **ص** اور کل کا ولا ہر ایک کا ہو اور ضمان اسکی علوم نہوئی **ف** مثلاً نہیں معلوم کہ کس گھر میں گیا یا نگلیا معلوم نہوا **ص** تو آزاد ہو ہر ایک کا نصف اس غلام کا **ف** اسواسطے کہ دونوں باتوں سے کوئی ثابت نہوا ہو گا تو نصف آزاد ہو جاویگا **ص** اور سعی کرے نصف اس غلام کے دونوں کے واسطے کل کے دونوں کے لیے اور اگر غلام نے کہا ایک آدمی سے کہ ایک نے فلاں شخص کل گھر میں داخل ہوا تو غلام میرا آزاد ہو اور دوسرے نے کہا نہیں گھر میں داخل ہوا تو غلام میرا آزاد ہو اور کل کا دعوی کیا گیا اور معلوم نہوا قول کس کا تو آزاد نہوگا اور اگر ایک غلام کا دونوں شخصوں کی ملک میں ہے یا ایک میں سے ایک غلام کا باپ ہے یا نصف اپنے بیٹے کا نکاح میں دیا اسکے عتق کو معلق کیا ہے اسکے نصف کے اور پھر خرید لیا اسکو کسی کے ساتھ ملکے تو ان سب صورتوں میں حصہ اسواسطے آزاد ہو گا اور دوسرا شریک ضامن ہو گا ہر ایک کا جو حصہ اسکا ہے اور نہیں ضامن ہو گا باپ اگر خرید لیوے اپنے بیٹے کے ساتھ غلام کا اور صورت اسکی یوں ہو کہ ایک عورت مر گئی اور اسکا ایک غلام تھا اور اسکے خاوند کا بیٹا تھا اور وہ عورت چھوڑ گئی اپنے بھائی اور خاوند کو تو باپ نصف غلام کا مالک ہو جاویگا اور بیٹا نصف حصہ آزاد ہو گا اور باپ کا حصہ جو ولا کے حصے کا ضامن ہو گا بیٹے کا اگر شریک کو اختیار ہو چاہے اسکو آزاد کرے یا سعی کرائے اور صاحبین کے نزدیک ضامن ہو گا باپ اگر غلام کمائی کرے اور اگر مر جاوے اور نہ چھوڑے مال اور نہ ہو اسکے ورثا میں کوئی مگر باپ تو ضامن نہیں ہو گا باپ اور نہ ہو گا ولا آزاد کرنے والے کے واسطے کہ ولا کا میراث میں کچھ اختیار ہی نہیں ہوتا باپ کا

کیا قصور ہے اگر کسی شخص نے بعض غلام اُسکے مولی سے خرید البعد اُسکے بعض باقی کو باپ نے اُس غلام کے جو غنی ہو خرید اتو اب اُس شخص کو اختیار ہے چاہے باپ سے اُسکے بقدر اپنے حصے کے ضمان لیوے یا غلام سے سعی کراوے اور صاحبین کے نزدیک فقط ضمان لیوے ایک غلام مین تین شخص برابر کے شریک تھے ایک نے اُسکو مدبر کیا اور دوسرے نے آزاد کیا اور وہ دونون مالدار ہین اور تیسرا چپ ہا تو چپ رہنے والا اپنے تہائی حصے کا ضمان لیوے مدبر کرنیوالے سے اور نہ ضمان لیوے آزاد کرنیوالے سے اور مدبر ضمان لیوے آزاد کرنیوالے سے تہائی حصے کا بعد مدبر ہونے کے نہ اُتنے کا جتنا چپ رہنے والے کو دیا ہے یہ مذہب امام ابو حنیفہؒ کا ہے ف مثلاً اُس غلام کی ستائیس روپے قیمت تھی تو چپ رہنے والا مدبر کرنیوالے سے نو روپے لے اور مدبر کرنیوالا ضمان لیوے آزاد کرنیوالے سے چھ روپے کا اسواسطے کہ قیمت مدبر کی دو ثلث ہین قیمت غلام کی اسواسطے کہ ملوک مین منافع تین ہین ملی اور خدمت لینا اور بیع اور مدبر کرنے سے ایک فائدہ جاتا رہا یعنی اب اُسکو بیچ نہین سکتا تو ایک ثلث قیمت بھی اُسکے مقابلے مین کم ہو جاویگی کذا فی الاصل ص اور صاحبین کے نزدیک غلام اُس شخص کا ہوگا جسنے اول اُسکو مدبر کیا اور ضامن ہوگا دو ثلث قیمت کا ف یعنی اٹھارہ روپے کا صورت مذکور مین ص واسطے دونون شریکون اپنے کے برابر ہے کہ تنگدست ہو یا فراخ دست اور والا موافق مذہب امام ابو حنیفہ کے تین حصے کی جاویگی دو حصے مدبر کرنیوالے کو اور ایک حصہ آزاد کرنیوالے کو ف اور صاحبین کے مذہب کے موافق والا کل مدبر کرنیوالے کو ملیگی ص اور اگر ایک نے دو شریکون مین سے لونڈی مین سے کہا کہ یہ میرے دوسرے شریک کی ام ولد ہو اور اُسنے انکار کیا تو وہ لونڈی ایک دن خالی بیٹھی رہیگی اور ایک دن خدمت کریگی منکر کی امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک منکر سعی کرا لیوے لونڈی سے نصف قیمت مین پھر وہ آزاد ہو جاویگی اسواسطے کہ جب اُسکے شریک نے تصدیق ام ولد ہونیکی نہ کی تو اقرار اُسکا اُسی پر پلٹ گیا تو گویا اُسکی ام ولد ہو گئی تو شریک فقط اپنے حصے کے موافق سعی کرا لیگا اور پھر آزاد ہو جاویگی اور اگر ایک ام ولد دو شخصون مین مشترک تھی اور ایک نے اُنمین سے اُسکو آزاد کر دیا اور وہ غنی ہو تو دوسرے کے حصے سے ضامن ہوگا امام کے نزدیک کیونکہ امام صاحب کے مذہب مین ام ولد کی کچھ قیمت نہین اور صاحبین کے نزدیک ضامن ہوگا اسواسطے کہ ام ولد اُنکے نزدیک قیمت دار ہے اور جس شخص کے تین غلام تھے اور وہ اُسکے پاس موجود تھے اور اُسنے کہا ایک تم مین کا آزاد ہے پھر ایک اُن دو مین سے چلا گیا اور تیسرا غلام آیا اور پھر کہا ایک تم مین کا آزاد ہے اور بعد اسکے وہ شخص مر گیا اور کچھ بیان نہین کیا تو جو غلام دونون مرتبہ حاضر تھا اُسکے تین ربع آزاد ہو گئے اور نصف اور دون کا نزدیک امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے اور ایسا ہی ہے امام محمدؒ کے نزدیک مگر تیسرے کا ایک ربع آزاد ہوگا اُسکے نزدیک ف اور دلیل اسکی اصل مین مسطور ہے ص اور اگر مولی نے یہ قول مرض موت مین کیا اور وارثون نے اسکو جائز نہ رکھا اور سوا اُن تین غلامون کے اور کوئی مال اُسکا نہین اور قیمت اُن تینکی برابر ہے تو یہ غلام کے سات حصے کرینگے موافق حصون عتق کے اُنکے نزدیک ف اسواسطے کہ تین ربع اور دو نصف کے چار ربع ہوے تو سات حصے عتق کے تھے ص تو سات حصے ثلث مال ہو گئے اسواسطے کہ قیمت ہر غلام کی مساوی ثلث مال کے ہے تو جو غلام نکل گیا تھا اُسکے دو سبع آزاد ہوے اور پانچ سبع مین اپنی قیمت کے سعی کریگا اور اسی طرح داخل کے اور ثابت کے تین یعنی تین سبع اور سعی کریگا چار سبع مین اپنی قیمت کے اور امام محمدؒ کے نزدیک

سہام عتق چھ تھے اسکو ثلث مال بناوینگے اور ہر غلام کے چھ حصے کرینگے تو خارج کے دو سدس آزاد ہونگے اور سعی کریگا چار سدس قیمت میں اور ثابت کے تین سدس اور سعی کریگا تین سدس میں اور داخل کا ایک تہائی سعی کریگا پانچ سدس مین مثلاً قیمت ہر غلام کی بیالیس روپے تھے اور یہی ثلث مال ہو تو کل مال ایکسو چھبیس روپے ہوے تو شیخین کے نزدیک خارج کے دو سدس یعنی بارہ روپے آزاد ہوونگے اور پانچ سبع یعنی تیس میں سعی کریگا اور اسیطرح داخل کے اور ثابت کے تین سبع یعنی اٹھارہ روپے آزاد ہوے اور چار سبع یعنی چوبیس میں سعی کریگا اور امام محمد کے نزدیک خارج کے دو سدس یعنی چودہ روپے اور ثابت کے تین سدس یعنی اکیس روپے اور داخل کا ایک سدس یعنی سات روپے آزاد ہونگے تو سب سہام عتق دونون قولون پر بیالیس روپے ہوے

ف اس صورت سے ۲/۳ شیخین کے نزدیک اور ۱/۲ امام محمد کے نزدیک **ص** اور وہ ثلث مال ہو اور سہام سعایت چوراسی روپے ہوے اور وہ دو ثلث مال کے ہین **ف** اس صورت سے ۳/۴ شیخین کے نزدیک اور اس صورت سے ۵/۶ امام محمد کے نزدیک واللہ اعلم **ص** اور اسی طرح جو شخص تین عورتین رکھتا ہو اور مہر تینون کا برابر ہو اور اسنے کسی کے ساتھ وطی نہین کی اور دو عورتین اسکے پاس حاضر تھین اسنے کہا کہ ایک تم مین سے طالق ہو بعد اسکے ایک انمین سے چلی گئی اور تیسری آئی پھر کہا کہ ایک تم مین سے طالق ہو تو جو عورت کہ حاضر رہی اسکے مہر سے تین ثمن ساقط ہوے اور جو نکل گئی اسکا ربع مہر یعنی دو ثمن ساقط ہوے اور جو داخل ہوئی اسکا ایک ثمن **ف** اور تفصیل اور دلائل اسکے اصل مین مذکور ہین **ص** اور اگر کسی شخص نے دونون عورتون اپنی سے کہا کہ ایک کو تم مین طلاق ہو بعد اسکے ایک کے ساتھ وطی کی یا ایک مرگئی تو دوسری پر طلاق واقع ہوگا اسواسطے کہ ایک کی وطی سے معلوم ہوا کہ مراد اسکی دوسری تھی اور اسیطرح ایک کے مرنے سے وہ محل طلاق نہین رہی پس وطی اور موت طلاق کے لیے متعین ہوگی اسواسطے کہ بیان انشا ہو ایک وجہ سے پیشتر ہو اسکے لیے محل اور زمیت محل طلاق و عتاق نہین ہو سکتا اور اسی طرح اگر کسی شخص نے اپنے دو غلامون سے کہا کہ ایک تم مین آزاد ہو بعد اسکے ایک کو بیچا یا ہبہ کر دیا یا تصدق کیا اور اسکو سپرد کر دیا یا ایک مرگیا یا ایک کو دو لونڈیون سے ام ولد کیا تو دوسرا آزاد ہو جاویگا اسواسطے کہ ان تصرفون سے معلوم ہوا کہ یہ مراد تھا لیکن فقط وطی سے دوسری آزاد نہوگی امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک ہو جاویگی **ف** اور دلائل طرفین کے مذکور ہین اصل مین **ص** اور اگر کسی شخص نے اپنی لونڈی سے کہا کہ اگر اول بار تو لڑکا جنی تو تو آزاد ہو اور اسنے ایک لڑکا اور ایک لڑکی جنی اور معلوم نہوا کہ کون اول پیدا ہوا تو آدھی لونڈی اور آدھی لڑکی آزاد ہو جاویگی اور لڑکا غلام رہیگا اور اگر دو شخصون نے گواہی دی کہ فلانے نے دو غلامون مین سے اپنے ایک غلام کو آزاد کیا ہو تو امام صاحب کے نزدیک گواہی انکی باطل ہوگی لیکن اگر دونون گواہون نے اسبات پر شہادت دی وصیت مین کہ اسنے اپنے مرض موت مین ایک کو آزاد کیا یا صحت مین یا مرض موت مین ایک کو مدبر کیا تو گواہی جائز ہوگی اور اسیطرح اگر دونون گواہون نے کہا کہ فلانے نے ایک زید کو اپنی سے طلاق دیا ہو تو بالاتفاق درست ہوگا برخلاف اسکے جب گواہی دین کہ اسنے ایک کو دو لونڈیون اپنی سے آزاد کیا ہو تو نزدیک امام کے درست نہوگا مگر جب گواہی دین کہ ایک لونڈی معین کی آزادی

ص باب الحلف بالعتق

جس شخص نے کہا کہ اگر مین گھر مین داخل ہون تو جو غلام میرا اسد ہو گا وہ آزاد ہو تو جو غلام اسکی ملک مین وقت داخل ہونے کے ہوگا وہ آزاد ہو جاویگا اگرچہ بعد قسم کے اسکا مالک ہوا ہو یا قبل قسم کے اور جو کہا کہ مین اگر گھر مین داخل ہون تو جو غلام میرا ہو آزاد ہوگا

ف اسی سے ۲/۳ شیخین کے نزدیک اور ۳/۴ امام محمد کے نزدیک

یعنی آسدن کا لفظ نکہا تو وقت داخل ہونیکے جو غلام کہ وقت قسم کے اسکی ملک مین تھے وہی فقط آزاد ہونگے **ف** اور جس غلام کا کہ بعد قسم کے مالک ہوا ہووے وہ آزاد نہوگا **ص** اور اسی طرح اگر کہا کہ جو غلام میرا ہی یا جو غلام کہ مالک ہون مین اسکا آزاد ہو بعد کل کے تو جو غلام کہ وقت قسم کے اسکی ملک مین ہو وہی فقط آزاد ہوگا **ف** اور جو بعد قسم کے ملک مین آوے تو وہ آزاد نہوگا اگرچہ قسم ہی کے دن مین خریدا ہووے **ص** اور اگر کہا کہ جو غلام میرا مدبر ہو آزاد ہو اور اسکی ایک لونڈی حاملہ ہو اور وہ لڑکا جنی تو وہ لڑکا آزاد نہوگا اگرچہ کم مین چھ مہینے سے قسم کے وقت سے جنے اور اگر مدبر کی قیمت نہ لگا تا تو لونڈی بھی اور اسکی تبعیت مین حمل بھی دونون آزاد ہوجاتے اور اگر کہا کہ جو غلام میرا ہی یا جب غلام کا مین مالک ہون آزاد ہو یہ بھی موت کے تو جو اس کہنے کے قبل اسکی ملک مین ہوگا مدبر ہوجاویگا اور جو اسکے بعد ملک مین آویگا مدبر نہوگا تو اسکی بیع جائز ہوگی لیکن بعد مرنیکے دونون ثلث مال سے آزاد ہوجاوینگے **ف** اور دلیل اسکی اصل مین مذکور ہو **ص** اور جس شخص نے اپنے غلام سے کہا تو آزاد ہو بدلے مین ہزار درم کے اور اسنے قبول کیا تو وہ آزاد ہوگا اور ہزار درم اسپر قرض ہوجاوینگے تو ضمانت ان دونون کی صحیح ہوگی اسواسطے کہ یہ دین صحیح ہی کیونکہ آزاد پر ہو برخلاف بدل کتابت کے کہ ضمانت اسکی جائز نہین کیونکہ وہ قرض غلام پر ہی اور یہ دین صحیح نہین **ف** تو مکاتب مین اور اسمین فرق معلوم ہوگیا اسواسطے کہ مکاتب آزاد نہین ہوتا جب تک کہ اسپر ایک درہم بھی قرض رہے اور اگر عاجز ہوجاوے تو پھر مملوک ہوجاتا ہو برخلاف معتق علی مال یا مال کے کہ یہ آزاد ہوجاتا ہو اور قرض اسپر رہتا ہو جیسے آزاد شخص **ص** اور جسنے اپنے غلام سے کہا کہ اگر اسقدر مال تو مجکو ادا کرے تو تو آزاد ہو تو مال کے ادا کرنے تک وہ غلام مانذون ہوجاتا ہو تو جب تمام مال کو اسی مجلس مین ادا کرے آزاد ہوگا اور اگر کہا کہ جب ادا کرے تو آزاد ہو تو جس وقت کہ تمام مال دیگا آزاد ہوجاویگا اگرچہ مجلس کے اوا کرنے سے یہ ہو کہ مولی کو دیدیوے اور اسکا قبضہ کرادیوے یا ایسی جگہ رکھدیوے کہ مولی اسکو بغیر کسی مانع کے لے سکتا ہو اگرچہ ادا کیا ہو اس مال سے جو اسکے کمانے سے جو اس کہنے سے پہلے لیکن مولی اس صورت مین ایسا ہو کہ لیگا تو اس صورت مین ہوا ادا کیا کسٹ بعد کہنے سے لیکن آزاد دونون صورتون مین ہوجاویگا اور اگر بعض مال کو ادا کیا تو آزاد نہوگا یہان تک کل مال ادا کرے اگرچہ مولی دونون صورتون مین قابض ہوجاتا ہو کل مال یا بعض کا وقت تحاریر کے اور اگر کہا کہ تو بدلے مین ہزار کے آزاد ہو تو اگر غلام نے بعد موت کے اسکو قبول کیا اور وارث نے اسکو آزاد کردیا تو آزاد ہوگا اور وارث نے بھی آزاد کیا اور اگر غلام نے قبول کیا تو آزاد نہوگا اور وارث نے آزاد نہ کیا تو بھی آزاد نہوگا اور جو اسنے قبول کیا اور وارث نے آزاد کیا تو بھی آزاد بالمال نہوگا بلکہ مفت آزاد ہوجاویگا اور اگر ایک سال کی خدمت پر اسکو آزاد کیا اور اسنے قبول کیا تو آزاد ہوجاویگا اور ایک سال کی اسپر لازم ہوگی اور اگر قبل گذرنے ایک سال کے مولی مرگیا تو نزدیک شیخین کے قیمت اپنے نفس کی غلام پر لازم ہوگی اور امام محمد کے نزدیک قیمت خدمت کی واجب ہوگی اسی طرح اگر غلام کو اسکے ہاتھ مقابلے مین کسی چیز معین کے بیچا اور قبل قبض کرنیکے وہ چیز ہلاک ہوگئی تو شیخین کے نزدیک قیمت اپنے نفس کی غلام پر لازم ہوگی اور امام محمد کے نزدیک قیمت اس شی معین کی اگر کسی شخص نے باندی کے مالک سے کہا کہ اس باندی کو بدلے ہزار کے آزاد کر اس شرط پر کہ میرے ساتھ اسکا نکاح کردے اور مالک نے اسکو آزاد کیا اور باندی نے اس شخص کو قبول کیا تو وہ باندی خواجگی کی طرف سے آزاد ہوجاویگی اور اس شخص پر کچھ نہین اور اگر کہا کہ اس باندی کو میری طرف سے بدلے ہزار کے آزاد کر **ف** یعنی میری طرف کا لفظ زیادہ کیا اور باقی مسئلہ ویسا ہی ہو **ص** تو اس ہزار کو اسکی قیمت

مہر مثل پر قسمت کرینگے اور اُس شخص پر حصہ قیمت کا واجب ہوگا ف مثلاً قیمت اُسکی ہزار تھی اور مہر مثل پانچ سو تو ہزار کو ڈیڑھ ہزار پر قسمت کرینگے تو دو تہائی ہزار کی حصہ قیمت کا اور ایک تہائی ہزار کی حصہ مہر مثل کا ہوا تو اُس شخص پر دو تہائی ہزار کی واجب ہونگی مالک کے لیئے اور اگر لونڈی نے اُسکو قبول کیا تو اول صورت مین ف یعنی جسمین میری طرف کا لفظ نہین ہے ص قیمت ساقط ہوگی ف یعنی دو تہائی ہزار کی ص اور دوسری صورت مین ف یعنی جسمین میری طرف سے کا لفظ موجود ہے ص دو تہائی ہزار کی اُس شخص پر لازم آوینگی اور جتنا قسمت سے حصہ مہر مثل کا ہوا ہے ف یعنی ایک تہائی ہزار کی مثلاً ص وہ دونون صورتون مین مہر ہو جاویگا اُس لونڈی کا

ص باب مدبر اور ام ولد کے بیان مین

جب مولی نے اپنے مملوک سے کہا جب مرجاؤن مین تو تو آزاد ہے یا تو آزاد ہو بعد میرے یا تو مدبر ہے یا مدبر کیا مینے تجھکو یا اگر سو برس تک مین مرجاؤن تو آزاد ہے اور غالب ہے موت اُسکی قبل سو برس کے تو ان سب صورتون مطلق مدبر ہین وہ مملوک مدبر ہوگیا تو نہین جائز ہے بیع اُسکی اور نہ ہبہ اُسکا ف اور کہا شافعی نے جائز ہے بیع مدبر کی اور صحیح ہوا بن عمرہ سے کہ نہ بیع کیا جاویگا مدبر اور نہ ہبہ کیا جاویگا اور آزاد ہوجاویگا ثلث مال سے اور رفع کیا اسکو طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روایت کیا اُسکو دار قطنی نے اور ضعیف کیا اُسکے رفع کو اور صحیح کیا اُسکے وقف کو اور یہی کہا دار قطنی نے علی ابن ظبیان سے انھون نے ابن عمرہ سے کہا انھون نے کہا ابو زبیر نے جابر سے اور ضعیف ہوا ابن ظبیان اور مدرج ہوئی روایت کی بیع مین جابر سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچا مدبر کو اور یہ ایک اضعف ہے کہ اسکے عموم سے ثابت نہین ہوتا تو یہ معارض ہوگی روایت ابن عمر کو اور ابن عمر کو روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع اُم ولد کو تو معارض ہوتا علاوہ اسکے وہ حدیث محمول ہے مدبر مقید پر کہ مدبر مقید کی بیع جائز ہے جیسا کہ آگے آتا ہے اور روایت کی دار قطنی نے ابی جعفر سے کہ اُنکے نزدیک ذکر ہوا کہ عطا اور طاؤس قائل ہین ساتھ حدیث جابر کے کہ بیچا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدبر کو سو کہا ابو جعفر نے کہ شہادت دیتا ہون مین کہ ازبر دیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی حدیث کی بیع مین اور کہا ابو جعفر نے ثقات معتبر مین سے ہے اور لیکن یہ حدیث مرسل ہے اور کہا ابن القطان نے کہ مرسل صحیح ہے اور تضعیف کی اسکی نے مقام مین شیخ ابن الہمام نے ص اور خواجہ کو جائز ہے کہ خدمت لیوے اور اجارہ کرادے اور لونڈی مدبرہ کا نکاح کردیوے اور وطی کرے یا اُس سے جائز ہے ف کیونکہ روایت کی امام ابو حنیفہ نے عطا بن یسار سے انھون نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ وہ وطی کرتے تھے دو لونڈیون سے کہ آزاد کیا تھا اُنکو بعد موت سے ص اور جب مولی مرجاویگا تو وہ اُسکے ثلث مال مین سے آزاد ہوجاویگا ف اور دلیل اسکی گذری ص اگر اُسنے کچھ مال نہ چھوڑا سوا اُس مدبر کے تو ایک ثلث اُسکا آزاد ہوگا اور دو ثلث مین سعی کریگا اور اگر قرض خواہ ہے اتنا ہو کہ تمام قیمت عبد کو محیط ہو تو کل کے واسطے سعی کریگا ف اسواسطے کہ تدبیر بمنزلہ وصیت کے ہے اور دین مقدم ہے وصیت پر ص اور اگر خواجہ نے اُسکا عتق معلق کیا ساتھ موت کے اوپر ایک صفت کے جیسا کہ کہا اگر اس مرض مین یا اس سفر مین مرجاؤن یا ایک سال مین مرجاؤن تو تو آزاد ہے اُن صورتون مین سے کہ غالباً ممکن ہین تو قبل مرنے کے بیع اور ہبہ اُسکا جائز ہے اور جب خواجہ اُسی صفت پر مرجاوے تو وہ ثلث مال سے آزاد ہوجاویگا

فصل ام ولد کے بیان میں

اگر لونڈی مولی سے جنی تو وہ ام ولد ہوگئی اگرچہ پہلے سے اسکا مالک تھا بلکہ نکاح میں تھی اور پھر مالک ہوگیا اور حکم اسکا مانند مدبرہ کے ہے **ف** یعنی بیع اور ہبہ اسکا جائز نہیں اور وطی کرنا اور خدمت لینا اور اجارہ دینا اور نکاح کردینا جائز ہے کذا فی الہدایہ اور یہ داؤد ظاہری اور بعض فقہا کے نزدیک بیع اسکی جائز ہے اور یہ روایت کی ابن ماجہ نے ابن عباسؓ سے کہ ذکر کی گئی مان ابراہیم کی نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تو فرمایا آپ نے آزاد کیا اسکو اسکے لڑکے نے اور روایت کیا اسکو ابن عدی نے کامل میں اور ابن عبد البر نے تمہید میں اور روایت کی دارقطنی نے حضرت عمرؓ سے کہ منع کیا انھوں نے بیع سے ام ولد کی اور کہا کہ نہ بیچی جاوین اور نہ میراث ہووین اور نہ ہبہ کی جاوین لیکن فائدہ اٹھاوے آقا سے سید اسکا جب تک جیتا رہے سو جب مرجاوے تو وہ آزاد ہو اور لکھا اسکو مالک نے موطا میں نافع سے انھوں نے ابن عمرؓ سے بسند صحیح **ص** مگر یہ کہ وہ آزاد ہوجاویگی کل مال سے اسکے **ف** اسواسطے کہ سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ امر کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ آزاد ہوجاوین امہات اولاد اور نہ بیچی جاوین کسی قرض میں اور نہ کی جاوین ثلث مال میں ذکر کیا اسکو ہدایہ میں اور فتح القدیر میں ہے کہ ذکر کیا اسکو امام احمد نے اصل میں اور نکالا ابن ماجہ نے ابن عباسؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو لونڈی کہ جنے اپنے سید سے تو وہ آزاد ہو بعد اسکی موت کے اور روایت کیا اسکو حاکم نے مستدرک میں اور کہا کہ صحیح الاسناد ہے اور روایت کیا اسکو ابو یعلی موصلی نے اور زیادہ کیا کہ وہ آزاد ہو بعد اسکی موت کے مگر یہ کہ آزاد کرے اسکو مولی قبل اپنی موت کے **ص** اور نہ سعی کریگی واسطے دین مولی کے اور لونڈی کے لڑکے کا نسب ثابت نہوگا مگر یہ کہ مولی اسکا اقرار کرے اسواسطے کہ لونڈی فراش غیر ہے اور جب اقرار کرلیا تو وہ ام ولد ہوگئی اب جو لڑکا جنے گی تو بغیر اقرار کے نسب اسکا ثابت ہوجاویگا مگر یہ کہ نفی کرے اسکا انکار کرے اسواسطے کہ ام ولد فراش متوسط ہے اور فراش قوی منکوحہ کا ہے تو اسکے لڑکے کا نسب ثابت ہوویگا بغیر اقرار کے اور اسکے انکار سے منتفی نہوگا بلکہ لعان واجب ہوگا اور اگر ام ولد نصرانی کی اسلام لائی تو نصرانی پر اسلام کو پیش کیا جائیگا اگر وہ بھی مسلمان ہوا تو وہ اسکی ام ولد رہیگی اور اگر اسلام سے اسنے انکار کیا تو ام ولد بقدر اپنی قیمت کے سعی کریگی بعد اسکے آزاد ہوجاویگی **ف** اور امام زفر کے نزدیک بالفعل آزاد ہوجاویگی اور سعایت کی رقم اسپر دین ہوجاویگی **ص** اور جب کہ لونڈی دو شریکوں میں ہو اور وہ جنے اور ایک نے دو شریکوں میں سے اس لڑکے کا دعوی کیا تو نسب اسکا اس سے ثابت ہوجاویگا اور وہ اسکی ام ولد ہوجاویگی اور ضامن ہوگا اسکی نصف قیمت کا اور نصف عقر کا **ف** عقر سے مراد مہر مثل ہے اور بعضوں کے نزدیک عقر وہ ہے کہ عورت جتنے پر اجارہ لی جاتی واسطے وطی کے اگر وہ حلال ہوتا **ص** نہ قیمت ولد کا اور جو دونوں نے دعوی کیا تو دونوں سے نسب ثابت ہوگا **ف** اور امام شافعیؒ کے نزدیک قیافہ دان کی طرف رجوع کرینگے اور وہ جسکا بتلاویگا اس سے نسب ثابت ہوگا اور ہمارا مذہب مروی ہے عمرؓ سے اخراج کیا اسکا سعید بن منصور نے اور عثمانؓ سے روایت کیا اسکو اثرم نے اور تفصیل فتح القدیر میں ہے **ص** اور وہ دونوں کی ام ولد ہوجاویگی اور ہر ایک پر نصف عقر لازم ہوگا دوسرے کے واسطے اور وہ آپس میں معاوضہ کرلیں اور لڑکا ہر ایک

سے میراث کامل لیگا اسواسطے کہ مقر سے سوا خذہ بموجب اُسکے اقرار کے ہوتا ہو اور وہ دونون اُس سے میراث ایک باپ کی لینگے اور آدھا آدھا قسمت کر لینگے اور اگر خواجہ نے اپنی لونڈی کو مکاتبہ کیا اور وہ جنی اور دعوی کیا اُسکا مولی نے اور مکاتبہ نے اُسکی تصدیق کی تو نسب لڑکے کا ثابت ہو جاویگا اور مولی پر عقر اور قیمت لڑکے کی لازم ہوگی اور لونڈی اُسکی ام ولد ہوگی اور امام ابی یوسف کے نزدیک تصدیق مکاتبہ کی شرط نہین ہو اور اگر اُسنے مولی کو جھٹلایا تو نسب لڑکے کا اُس سے ثابت نہوگا مگر جب کہ مولی اُس لڑکے کا ایک دن بھی مالک ہو جاوے **ف** اسطرح پر کہ وہ مکاتبہ ادا کرنے سے بدل کتابت کے عاجز ہو جاوے تو نسب ثابت ہو جاویگا

ص کتاب الایمان

ف ایمان جمع یمین کی ہو اور یمین لغت مین کہتے ہین قوت کو اور شریعت مین **ص** یمین کہتے ہین قوت دینے کو خبر کے ساتھ ذکر اللہ کے یا تعلیق کے ساتھ کسی شی کے اور یمین جنیرا احکام شرعی مرتب ہین مین قسم ہین ایک غموس **ف** اور نام اُسکا غموس اسواسطے ہوا کہ وہ قسم کھانے والے کو ڈبا دیتی ہے گناہ مین یا دوزخ کی آگ مین **ص** اور وہ یہ ہے کہ کسی فعل یا ترک فعل گذشتہ پر خلاف واقع قصداً جھوٹ قسم کھاوے **ف** مثلاً کہے قسم خدا کی مین نے حج نہین کیا اور حج اُسنے کیا ہے قصداً جھوٹ کہا **ص** اور اس سے گنہگار ہوگا **ف** اور کفارہ اسکا کچھ نہین مگر توبہ اور استغفار اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پانچ چیزین ہین کہ نہین ہے اُنمین کفارہ اور ذکر کیا اُنمین سے اُس قسم کو کہ جھوٹی ہو کاٹ لیوے بسبب اُسکے مال ناحق روایت کیا اُسکو امام احمد نے بسند صحیح سے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص حلف کرے اور وہ اُسمین کاذب ہو تاکہ کاٹ لیوے بسبب اُسکے مال ایک مرد مسلمان کا تو حرام کریگا اللہ اُسپر جنت کو اور داخل کریگا اُسکو آگ مین روایت کیا اُسکو ابن حبان نے ابی اُمامہ سے اور صحیحین مین ہے کہ جاویگا اللہ کے پاس اور وہ اُسپر غصے ہوگا نعوذ باللہ منہا اور سنن ابی داؤد مین ہے حدیث عمران بن حصین سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ حلف کرے کاذب تو چاہیے کہ بنا لیوے اپنا ٹھکانا جہنم مین **ص** اور دوسری لغو اور وہ قسم ہے جھوٹ امر گذشتہ پر اس گمان سے کہ سچ ہے اور اسمین امید مغفرت کی ہو **ف** اور یہ بھی ایک قسم لغو کی ہے کہ کہے قسم اللہ کی وہ زید ہے اپنے گمان سے اور نکلے وہ عمرو اور امید ہے کہ یہ اندازہ اسمین نہوگا کیونکہ فرمایا اللہ تعالی نے لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ **ص** اور تیسری منعقد اور وہ قسم ہے امر آیندہ پر اور اسمین فقط اگر خلاف واقع ہو تو کفارہ لازم ہوگا **ف** اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ اور امام شافعی کے نزدیک غموس مین بھی کفارہ ہے اور حدیث امام احمد کی اُنپر حجت ہے **ص** جو قسم منعقد ساتھ زبردستی کے ہو یا بھولے سے جیسا کہ کسی کے جبر سے یا بھولے سے کہے قسم خدا کی کل مین آؤنگا اور نہ آیا تو حانث ہوگا **ف** اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین چیزین ہین کہ قصداً انکا قصد ہو اور کھیل اُنکا قصد ہو نکاح اور طلاق اور رجعت **ص** مین ذکر کیا اسکو صاحب ہدایہ نے اور یہ حدیث اس لفظ سے نہین ملی لیکن روایت کیا اُسکو ابوداؤد اور ابن ماجہ اور احمد نے اور ذکر کیا تین چیزین نکاح اور طلاق اور رجعت اور ابن عدی نے کامل مین روایت کی اور اُسمین ہے کہ تین چیزین ہین کہ اُسمین کھیل نہین جو اُنکو

بولا تو وہ واجب ہوئیں طلاق اور عتاق اور نکاح اور روایت کی عبد الرزاق نے علی اور عمر سے موقوفاً کہ انھوں نے کہا تین چیزیں ہیں کہ نہیں ہے کھیل انمیں نکاح اور طلاق اور عتاق اور ایک روایت میں آئے ہے چار مرفوعاً ہیں اور زیادہ کیا نذر کو کما شیخ ابن الہمام نے وَلَا شَكَّ اَنَّ الْيَمِيْنَ فِيْ مَعْنَى النَّذْرِ فَيُقَاسُ عَلَيْهِ یعنی نہیں ہے شک کہ یمین معنوں میں نذر کے ہے تو قیاس کیا جاویگا اسپر اور امام شافعیؒ کہتے ہیں کہ جبر سے اور بھولے سے قسم منعقد نہیں ہوتی اور ابن الجوزی نے تحقیق میں استدلال کیا ہے واسطے اسکے اسی سے جو روایت کی دار قطنی نے واثلہ بن اسقع سے اور ابی امامہ سے کہ کہا اُن دونوں نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں ہے مؤاخذہ یعنی مجبور پر یمین پھر کہا کہ ہیثمی نے اسناد میں اسکی ضعیف ہے کہا صاحب تنقیح نے کہ یہ حدیث منکر ہے بلکہ موضوع ہے اور اسکی اسناد میں ایک جماعت ہے کہ انسے حجت پکڑنا جائز نہیں

ص یا اسی طرح اگر قسم کھائی کہ بخدا میں نہیں آؤنگا اور پھر جبر سے یا سہو سے آیا حانث ہوگا اور یہی حکم ہے بھولنے والے اور جبر کی

ص کا **ص** اور قسم ساتھ اللہ کے ہے یا کسی اسم سے اسکے اسما سے جیسے رحمٰن اور رحیم یا کسی صفت سے اسکی کہ وہ معروف ہے

قسم میں مثلاً عزت اللہ کی اور جلال اللہ کا اور کبریائی اسکی اور جو حلف کریگا ساتھ غیر اللہ کے مثلاً نبی یا کعبہ کی یا

حلف نہوگا **ف** اسواسطے کہ صحیحین میں مروی ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص تم میں سے حلف کرے تو حلف کرے ساتھ اللہ کے یا چپ رہے اور حدیث میں ہے کہ جو حلف کرے ساتھ غیر اللہ کے تحقیق شرک کیا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے حلف کیا سوا اللہ کے اور کسی کا تو اسنے شرک کیا یعنی کیا اسکو خدا کے برابر اور حلف کرنا ساتھ غیر اللہ کے یہ نہایت زجر ہے اور مان باپ کی قسم کھانا بھی منع ہے اور یہ حدیث سے ثابت ہے **ص** اور جو حلف کریگا ساتھ

الٰہی کے جن سے عرف میں قسم نہیں کی جاتی مثلاً حیات اللہ کی اور علم اسکا اور بقا اسکی اور نماز اسکی اور نہ ارادہ اسکا تو

قسم منعقد نہوگی اور قسم منعقد ہو جاویگی اگر قسم کھائے ساتھ حرام اللہ یعنی لقا اسکی کے یا اسکی قدرت کی یا اسکے

میثاق کی یا اتنا کہا کہ میں قسم کھاتا ہوں یا حلف کرتا ہوں یا شہادت کرتا ہوں یا اشہد کرتا ہوں اگر نیت کیا ہو انمیں

نذر ہے **ف** اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے من نذر نذرا لم یسمہ فعلیہ کفارۃ کفارۃ یمین یعنی جو شخص نذر کرے ایسی نذر کہ نام نہ لیوے اسکا تو کفارہ اسکا کفارہ یمین ہے روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ابن ماجہ نے عبد اللہ

بن عباسؓ سے **ص** یا یمین ہے یا عہد ہے یا اگر ایسا کام کروں تو کافر ہو جاؤں یا کافر ہوں یا اگر یہ کام کروں تو میرا ہر مملوک

یا سوگند بخورم بخدا اس سب سے قسم ہوگی اور بعضوں کے نزدیک اگر کافر ہو جاؤں یا کافر ہوں یا کہا کہ اگر یہ کام کروں تو یہودی ہوں گا یا نصرانی ہوں گا یہ صحیح ہے کہ کافر نہوگا اگر نیت

اس بات کو جانتا ہو کہ یہ قسم ہے اور اگر اسکی نیت میں نہ ہو کہ اسکے کہنے سے کافر ہو جاتا ہے تو دونوں حکموں میں کافر ہوگا

اور قسم نہیں منعقد ہوگی خفا اور حق اللہ اور حرمت اللہ سے اور اسی طرح اگر کہے سوگند بخورم بخدا یعنی قسم کھاؤں

ساتھ خدا کے یا عورت کے طلاق کی یا اگر اس کام کو کروں تو اسپر غضب اللہ کا آئے یا لعنت اسکی یا میں

زانی ہوں یا میں سارق ہوں یا شارب خمر ہوں یا آکل ربا ہوں تو قسم منعقد ہوگی اور قسم کے حروف واو

اور بے اور تے ہیں **ف** مثلاً کہے واللہ یا باللہ یا تاللہ **ص** اور کبھی بے کو ذکر نہیں کرتے لیکن مراد لیتے

ہیں جیسے کہتے ہیں اللہ لا فعلنہ **ف** تو تقدیر اسکی یہ ہوا باللہ لا فعلنہ یعنی قسم اللہ کی البتہ کرونگا میں اسکو

ف اگر وہ فی کو لا نہو ۱۲

ف اسواسطے کہ یمین فی الماضی مخرج ماضی اصلی اور حال اور استقبال پر ہے اور اقرار واقع ہوا قسم ۱۲

فصل کفارہ قسم کے بیان میں

ص اور جو شخص کسی بات پر قسم کھائے اور اسکے خلاف کرنے میں بہتری دیکھے تو اسکو چاہیے قسم کھائی کا کفارہ دیدے اور وہ بہتر کام کرلے ف اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جو شخص کسی بات پر قسم کھائے اور اسکے خلاف کرنے میں بہتری دیکھے تو اسکو چاہیے کہ قسم کا کفارہ دیدے اور وہ بہتر کام کرلے ص اور جو شخص قسم کھائے اور انشاء اللہ کہدے تو اسکو قسم توڑنے کا گناہ نہیں ہوگا ف اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جو شخص قسم کھائے اور انشاء اللہ کہدے تو اسکو قسم توڑنے کا گناہ نہیں ہوگا ص اور جو شخص قسم کھائے اور اسکے خلاف کرنے میں بہتری دیکھے تو اسکو چاہیے کہ قسم کا کفارہ دیدے اور وہ بہتر کام کرلے ف اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جو شخص

اگر فلان شخص آجاوے تو مجھپر ایک روزہ ہو اور وہ کام ہوگیا تو واجب ہوا ایفا اسکا اور اگر وہ فعل برا ہو مثلاً کہے اگر زنا کرون مین تو مجھپر ایک روزہ ہو تو صحیح یہ ہو کہ اسمین اختیار ہو چاہے وفا کرے اور چاہے کفارہ دے اور بعضون کے نزدیک ہر حالت مین وفا کرے اور اگر قسم کھائی اور متصل اسکے کہا انشاء اللہ تعالی تو قسم باطل ہوگی ف اور اتصال شرط ہوا سواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ حلف کرے اوپر یمین کے اور کہے انشاء اللہ تو نہین ہو حنث اسکے اوپر روایت کیا اسکو ابوداؤد اور نسائی اور ترمذی اور ابن ماجہ نے کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث حسن ہو اور ایسا ہی نذر مین اگر انشاء اللہ کہے تب بھی باطل ہوجاویگی

ص باب الحلف بالفعل

جس شخص نے حلف کیا کہ نہ داخل ہونگا بیت مین اور صفے مین چلا گیا تو حانث ہوگا اسواسطے کہ صفہ بھی شب باشی کے واسطے بنایا گیا ہو اور جو واسطے شب باشی کے بنایا گیا ہو بیت مین داخل ہو اور اگر کہے مین یا مسجد مین یا معبد نصاری یا یہود مین یا دہلیز مین دروازے کی یا پچھیت اور برآمدے کے نیچے جو دروازے پر ہو داخل ہوا تو حانث نہوگا جیسا کہ حلف کیا کہ نہ داخل ہونگا دار مین یا وہ گھس گیا ویرانے مین تو بھی حانث نہوگا اور اگر حلف کیا کہ اس دار مین نہ جاؤنگا پھر اسکے بیت گر گیا تو اسکے میدان مین یا دوسرے دار اسکی جگہ پر بنایا گیا اسمین داخل ہوا یا اسکی چھت پر چڑھ گیا تو حانث ہوگا اور بعضون نے کہا کہ ہمارے عرف مین ف یعنی اہل عجم کے ص حانث نہوگا چھت پر جانے سے ف اسواسطے کہ عجمی محاورے مین جو شخص چھت پر چڑھ جاوے تو اسکو یہ نہین کہتے کہ دار مین داخل ہوا اور جان لینا چاہیئے کہ دار اور بیت مین فرق ہو تو دار نام ہو میدان کا سوا اتفاق استعمال اہل عرب کے بعد اس بات کے کہ اسکو دیوار گھیرلیوے تو صحن میدان کو قبل بنا کے دار نہ کہینگے اور جب ایکبار بنا بن گئی اور پھر بنا جاتی رہی تو اسکو دار کہینگے اسی واسطے بعد گر جانے بنا کے دار مین جانے سے حانث ہوتا ہو اگر حلف کیا ہو کہ آج دار مین داخل نہونگا اور بیت اسکو کہتے ہین جو صالح شب باشی یعنی رات بسر کرنے کے ہو وے تو وہان بنا ضرور ہو تو اگر بعد گر جانے بنا کے یعنی دیوارون کے معرا ہو گیا اور اسمین داخل ہوا حانث نہوگا اگر حلف کیا ہو اس بیت مین داخل ہونیکا جیسا کہ آتا ہو ص اور اگر دہ دار مسجد یا حمام یا باغ یا بیت بنایا گیا یا بعد حمام بنانے کے پھر وہ گر گیا اور اسمین داخل ہوا تو حانث نہوگا ف اسواسطے کہ اسم دار کا جاتا رہا ان چیزون کے بن جانے سے ہدایہ ص اور اگر قسم کھائی کہ اس بیت مین داخل ہونگا اور بعد اسکے گر جانے کے اور صحرا ہو جانے کے یا بعد دوسرا بیت بن جانے کے داخل ہوا تو حانث نہوگا اسواسطے کہ اسم بیت کا گر جانے سے بنا کے جاتا رہا ف اور اگر دیوار مین باقی ہین اور اسمین داخل ہوا تو حانث ہوگا کیونکہ شب باشی بدون چھت کے ہو سکتی ہو ہدایہ اور اصل مین اس مقام پر تفصیل کی ہو بوجہ عوام فہم نہونے کے اس جگہ متروک ہوئی ص یا حلف کیا کہ اس دار مین داخل نہونگا اور محراب مین دروازے کی جو ایسی ہو کہ اگر دروازے کو بند کر لین تو دار سے باہر رہ جاوے داخل ہوا حانث نہوگا اور جو شخص کہ ایک گھر مین ساکن ہو یا ایک کپڑا پہنے ہو یا ایک جانور پر سوار ہو اور حلف کیا کہ اس گھر مین نہ ہونگا یا یہ کپڑا نہ پہنونگا یا اس جانور پر سوار نہونگا اور اسی وقت اس گھر سے نکل گیا اور اس کپڑے کو اتار ڈالا اور اس جانور پر سے اتر پڑا تو حانث نہوگا اور اگر ذرا بھی ٹھہرا تو حانث ہو جاویگا اور امام زفر کے نزدیک دونون صورتون مین حانث ہوگا اور جو کسی نے حلف کیا کہ اس گھر مین داخل

نہونگا پھر بیٹھا اسمین تو حانث نہوگا کیونکہ دخول کہتے ہین باہر سے آنے کو اور اسیواسطے اگر نکل کے پھر آیا تو حانث ہوجاویگا
اور جسنے حلف کیا کہ نہ سکونت کرونگا اس دار مین تو ضرور ہے کہ آپنے واہل و اسباب کل نکال لیجاوے یہانتک کہ اگر ایک سینچ بھی
وہان باقی رہیگی حانث ہوگا اور یہ قول امام صاحب کا ہے اور ابو یوسف کہتے ہین کہ اگر اکثر اسباب نکل گیا تو حانث نہوگا ف
اور اسی پر فتوی ہے کذا في قاضي خان والكافي ص اور امام محمد کے نزدیک اگر اتنا اسباب لے گیا ہو جسسے کتخدائی
اور ضرورت معاش نکل سکتی ہے تو حانث نہوگا اور فقہا نے لکھا ہے کہ یہ قول احسن ہے لہذا یہ زیادہ ہوا سطے اوسیونکے ف اور
جاننا چاہیے کہ یہ اختلاف اسباب مین ہے اور اہل مین سے اگر کوئی بھی رہ جاویگا تو حانث ہوگا تو ضرور ہے کہ تمامی اہل کو نکال
لیجاوے وكذا في الفوائد الظهيرية ص اور اگر حلف کیا کہ نہ سکونت کرونگا اس شہر مین یا گانون مین تو ضرور نہین کہ تمامی
اہل و رستاء لیجاوے بلکہ آپ ہی اگر اکیلا نکل جاویگا تو حانث نہوگا اور اگر کسی نے حلف کیا کہ اس گھر سے باہر نجاؤنگا یا اس گھر
کے اندر نجاؤنگا اور اسکو کوئی اٹھاکے باہر لے گیا یا اندر لے گیا تو اگر اسکے حکم سے لے گیا ہو تو حانث ہوگا اور اگر بے اسکے حکم کے
چاہے وہ راضی ہو یا ناراض لے گیا ہو تو حانث نہوگا اور جو حلف کیا کہ نہ نکلونگا مگر واسطے جنازے کے اور جنازے کے واسطے
نکل کر پھر دوسرے کام کے لیے نکلا تو حانث ہوگا اور جو قسم کھائی کہ نہ نکلونگا طرف مکے کے اور نکلا بقصد مکے کے اور لوٹ آیا
تو حانث ہوگا کیونکہ نکلنا پایا گیا بخلاف اسکے جب کہ کہا نہ آؤنگا مین مکے مین تو نکلنے سے مکے کی طرف جب تک اسکے اندر نجاوے
حانث نہوگا اور لفظ ما کا مثل فرض کے ہے اسی مذہب مین یعنی اگر کہا واللہ لا یذہب الی مکۃ پس صحیح یہ ہے کہ وہ مثل لا یخرج الی
مکۃ کے ہے اور بعضون کے نزدیک مثل لا یاتی مکۃ کے ہے اور قول اول صحیح ہے ہوا سطے قول خدا تعالی کے انی ذاہب الی ربی سیہدین اور
اسیلیے کہ وہ حوالہ الی الرب کے وسعت مین تھا اور اگر حلف کیا کہ مین مکے مین آؤنگا تو آمد دم حیات مین حانث ہوگا اسواسطے کہ اسکا ثبوت
مین تنا معارض ہوا اور اگر قسم کھائی کہ کل اگر استطاعت ہوگی تو مکے مین جاؤنگا اور اسمین وہ کوئی مانع مثل مرض یا خوف یا بادشاہ وغیرہ کے نہوا اور
نہگیا تو حانث ہوگا قضاءً اگرچہ اسنے ارادہ استطاعت سے استطاعت حقیقی جو قدرت تام ہو اور مقارن فعل کے ہوتی ہے مراد لی ہو ديانة
ف یعنی دیانۃً نہیں حانث ہوگا اور قاضی کے نزدیک حانث ہوجاویگا ص اگر کسی شخص نے حلف کیا کہ باہر نجاؤنگا مگر اسکے
اذن سے تو باہر نکلنے کے واسطے اذن چاہیے اور اگر نکل گیا بغیر اذن کے اسکے ایکبار بھی تو حانث ہوجاویگا اور اگر یہ کہا کہ باہر نجاؤنگا یہانتک کہ
اذن دے تو ایکبار اذن کافی ہے اور اگر کسی شخص کی عورت نے ارادہ کیا نکلنے کا اور اسنے کہا کہ اگر تو نکلیگی تو تو طالق ہے اور یہ عورت اسیوقت
نکلی تو حانث ہوگا طلاق سے اور جو وہ بیٹھگئی اور پھر نکلی تو حانث نہوگا اور اسیطرح اگر عورت نے لڑنے کے مارنے کا ارادہ کیا اور
خاوند نے اسسے کہا کہ اگر تو مارلیگی اسکو تو تو طالق ہے اور اسنے اسکو چھوڑ دیا پھر مارا تو حانث نہوگا ف یعنی عورت دونون صورتون مین
مطلقہ نہوگی ص اور اگر کسی شخص نے ایک سے کہا کہ صبح کا کھانا میرے ساتھ کھانا اور اسنے کہا کہ اگر صبح کا کھانا کھاؤن تو غلام میرا آزاد ہے تو
شرط حنث کے واسطے یہ ہے کہ وہ کھانا اسکے ساتھ کھاوے ف اور اگر اپنے مکان کو جاکے صبح کا کھانا کھایا تو حانث نہوگا ہدایہ ص
اور جو کہا کہ اگر کھانا صبح کا کھاؤن آج کے روز تو غلام میرا آزاد ہے ف یعنی لفظ آج کے روز کا زیادہ کیا ص تو جہان صبح کا
کھانا اسدن کھاویگا حانث ہوجاویگا اور اگر حلف کیا کہ زید کے جانور پر سوار نہونگا بعد اسکے زید کے غلام ماذون کے جانور
پر سوار ہوا تو اگر غلام مدیون ہو اتنا کہ دین اسکی قیمت اور کسب کو محیط ہے تو حانث نہوگا اور اگر ایسا مدیون نہین تو اگر نیت اسکی

جانور سے دودھ یا اون لیتا ہو نہ بیچے کھانے کا ہو نہ خدمت لینے کا اگر ان میں سے ہو تو حانث ہوگا اور اگر ان میں سے نہ ہو تو حانث نہ ہوگا اور اگر
خاصے کا ہو یا اسکے غلام کا ہو تو حانث ہوگا اور اگر
ہو دے اور امام محمد کے نزدیک حانث ہوگا اگر
اگر کھا چکا تو حانث ہوگا اور جو قسم کھائی کہ
حانث ہوگا اور اگر
جو کھانا کھائیں تو جب اسکی
کھا لیا تو حانث ہوگا اور اگر
اور اگر قسم کھائی کہ طبیخ نہ کھاؤنگا تو جب گوشت پکا ہوا کھائیگا حانث ہوگا اور اگر
حانث نہ ہوگا **ص** اور جو حلف کیا کہ
ہوگا **ف** اور جو مرق معروف نہیں جیسے
کہ **ص** اور جو قسم کھائی کہ
اور حانث ہوگا اگر
جیسے کہ جو کچھ اسکے کھانے سے حانث ہوگا وہ چاول نہ ہوں
ہو اور اگر قسم کھائی کہ
اور لانا اور خباز سے اور بکری اور بکریوں کے کھانے سے اور
کے کھانے سے حانث نہ ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ
اگر پیٹ تو حانث ہوگا اور اگر
کرنے والی نہ ہو تو حانث ہوگا اور اگر
تو اگر قسم کھائی کہ
پاس جاؤنگا تو حانث ہوگا اور
تو بھی حانث ہوگا اور اگر حلف کیا کہ
یا زیادہ ہیں ادا کیا تو حانث ہو جاویگا اگر حلف کیا کہ
رنگ پکڑ لیتی ہو یا نہ کھاوے تو حانث ہوگا اور اگر
لے ادا ہو وہ چیز ہو کہ خوش مزہ کر دے روٹی کو اور
ظاہر ہو اصل سے یعنی جسمیں روٹی خمیر سے پکتی ہو یا وے
اگر بھنا ہوا گوشت کھاویگا تب بھی حانث ہوگا **ف** اگر حلف کیا کہ نہ کھاؤنگا اسکا بسر اور کھایا اسکا
رطب یا اسکا بسر کھایا اسکا تمر یا اسکا دودھ یا اسکا کھایا اسکی جو چیز ہو تو حانث ہوگا **ف**

بسر کہتے ہین پکے خرمے کو جو ابھی پکا نہو اور رطب کہتے ہین اُس خرمے کو جو پک گیا ہو اور تازہ ہو ابھی خشک نہوا ہو اور تمر کہتے ہین
اُس خرمے کو جو پک کے خشک ہوگیا ہو اور مذنب اُس خرمے کو کہتے ہین جو پکنا شروع ہوگیا ہو تو وہ کچھ بسر ہوتا ہے اور کچھ رطب **ص** اور
اگر حلف کیا کہ گوشت نہ کھاؤنگا اور مچھلی کھائی یا گوشت یا چربی نہ کھاؤنگا اور چکنی چیز کی کھائی تو حانث نہوگا اور اگر قسم کھائی کہ
نہ خریدونگا رطب کو اور خریدا ایک خوشہ بسر کا کہ اُسمین ایک رطب بھی ہو تو بھی حانث نہوگا **ف** اسواسطے کہ اعتبار غالب کو ہے اور غالب
بسر ہے **ص** اور اگر قسم کھائی کہ رطب کھاؤنگا یا بسر نہ کھاؤنگا یا رطب اور بسر دونون کھاؤنگا اور مذنب کھایا تو تینون صورتون مین
امام صاحب کے نزدیک حانث ہوگا اور اگر حلف کیا کہ گوشت نہ کھاؤنگا اور جگر یا اوجھڑی یا سور کا یا آدمی کا گوشت کھایا تو حانث ہوگا
اور ہمارے دستور کے موافق حانث نہوگا اسواسطے کہ جگر اور اوجھڑی کو گوشت نہین کہتے اور سور اور آدمی کے گوشت سے حانث ہوگا
کیونکہ وہ دونون گوشت ہین اگرچہ حرام ہین اور زندا کہتے ہین اُس کھانے کو جو طلوع فجر سے ظہر تک ہو اور عشا اُسکو جو ظہر سے آدھی رات تک
اور سحور اُسے جو آدھی رات سے طلوع فجر تک ہو **ف** تو اگر کسی نے حلف کیا کہ ندا نہ کھاؤنگا اور طلوع فجر اور ظہر کے بیچ مین کھالیا حانث
ہوگا **ص** اور جو قسم کھائی کہ نہ پیونگا یا نہ کھاؤنگا یا نہ پیونگا اور نیت کرے معین نامون کی صحیح نہوگی نہ قضاً گو نہ دیانۃً اور اگر کہا کہ
نہ پہنونگا کپڑے کو دیانۃً کہ نہ کھاؤنگا طعام کو دیانۃً نہ پیونگا شراب کو اور نیت کی معین کی تو تصدیق کیا جاویگا دیانۃً نہ قضاً گو اور تصور و امکان
بر کا شرط ہونے واسطے صحیح ہونے قسم کے اور ابو یوسف کے نزدیک شرط نہین پس اگر یون کہے کہ آج کے دن جو اس کوزے مین پانی ہے پیونگا
یا اگر مین آج اس کوزے کا پانی نہ پیون تو عورت یہ ہی طالق ہو حالانکہ اُس کوزے مین پانی نہو یا ہو اور اُسکو گرا دیا جاوے اُسی روز تو
طرفین کے نزدیک حانث نہوگا اور امام ابو یوسف کے نزدیک حانث ہوگا اور اگر یہ کہا کہ مین ان الفاظ کو طلاق سے قیداً کی نہ لگاؤنگا اور کوزے
مین پانی نہو تو حانث نہوگا طرفین کے نزدیک اور امام ابو یوسف کے نزدیک حانث ہوگا اور اگر تھا اور بہا دیا گیا تو سب کے نزدیک حانث ہوگا
اور اگر قسم کھائی کہ مین اس مکان پر چڑھونگا یا اس قبہ کو سونا بناؤنگا یا فلانے کو قتل کرونگا اور جانتا تھا کہ وہ مر گیا ہے تو قسم منعقد ہوگی اسلیے
کہ ہر قسم کا ممکن متصور ہو اور حانث ہوجاویگا ابھی اسلیے کہ یہ امور ممکن عادۃً نہین ہین اور اگر نہین جانتا تھا کہ وہ مر گیا ہے تو حانث نہوگا اور
امام زفر کے نزدیک قسم منعقد ہوگی اور جو یون کہا کہ اگر مین اپنی بیوی کو نہ ماروں گا بعد اسکے اُسکا گلا دبا دیا یا بال کھینچے یا دانت سے کاٹ لیا
تو حانث ہوگا اور اگر زوجہ سے کہا واللہ مین تیرا سوت کاتا ہوا اگر پہنون تو وہ ہدی ہو اور سوت سے اُسکو کاتا پھر مردے نے بنا اور پہنا تو وہ
ہدی ہوجاویگی **ف** یعنی سکے مین بھیجا جاویگا تاکہ تصدق کیا جاوے فقرا پر **ص** اور صاحبین کے نزدیک اگر دن حلف کے وہ روئی اُسکی
ملک مین تھی اور سوت سے کاتا اور اُسنے بنا تو حانث ہوگا ورنہ نہین اور جو کہے کہ زیور نہ پہنونگا پھر سونے کی انگشتری پہنی تو قسم ٹوٹ جاویگی
چاندی کی انگوٹھی پہننے سے اور صاحبین کے نزدیک ٹوٹ جاویگا اگرچہ جڑاؤ نہو سونے زیور مین داخل ہے اور اسی پر فتوی ہے **ف** اور امام
صاحب کے نزدیک ٹوٹ جاویگا اگر جڑاؤ نہووے تو زیور مین داخل نہین اور جڑاؤ ہووے تو سب کے نزدیک زیور مین
داخل ہے **ص** اگر یون کہے کہ اس فرش پر نہ سوؤنگا پھر اُسپر ایک چادر بچھائی گئی اور اُسپر سورہا تو حانث ہوگا اور
جو اُسپر دوسرا فرش بچھایا گیا یا کہا کہ مین زمین پر نہ بیٹھونگا پھر فرش یا چٹائی پر بیٹھے یا کہے کہ اس چوکی پر نہ بیٹھونگا اور
اُسپر دوسری چوکی رکھی گئی اور اُسپر بیٹھا تو ان صورتون مین قسم نہ ٹوٹیگی لیکن زمین اور اُسکے درمیان مین لباس
بدن کا ہوگا یا چوکی پر فرش بچھا کے بیٹھے گا تو قسم ٹوٹ جاویگی اور جو حلف کرے کہ فلانے کام کو نکرونگا تو تمام عمر مین جب

کریگا قسم ٹوٹیگی اور جو کہے کہ کرونگا تو ایکبار بھی اگر کریگا تو قسم ٹوٹیگی اور اگر کہے کہ مجھپر پیادہ جانا خانۂ خدا کو یا کعبے کی طرف واجب ہو تو حج یا عمرہ پیدل کرے اگر اُنمین سوار ہوگا تو دم دینا پڑیگا **ف** یعنی بکری ذبح کرنا پڑیگی **ص** برخلاف اُس صورت کے کہ کہے مجھپر نکلنا یا خانۂ خدا کو جانا یا پیادہ روانہ ہونا حرم یا مسجد حرام یا صفا یا مروہ کو واجب ہو تو اِن صورتون مین حج پیادہ کرنا لازم نہین ہوتا **ف** بلکہ پیدل گھر سے نکلنا لازم ہو اور صاحبین کے نزدیک حج اور عمرہ پیدل لازم آویگا **ص** اگر کہے کہ غلام میرا آزاد ہو اگر مین اِس برس حج نکرون پھر وہ مدعی حج کا ہو اور دو گواہ گواہی دین کہ نحر کے دن وہ کوفے مین تھا تو قسم نہ ٹوٹیگی اور غلام آزاد نہوگا شیخین کے نزدیک **ف** اسلیے کہ حج نہ کرنے پر شہادت نفی پر شہادت ہو اور وہ مقبول نہین **ص** اور امام محمدؒ کے نزدیک آزاد ہوگا اور اگر کہے کہ مین روزہ نہ رکھونگا تو روزے کی نیت سے ایک ساعت کا روزہ رکھنے سے بھی قسم ٹوٹ جاویگی اور اگر کہے کہ مین ایک روزہ یا ایک دن کا روزہ نہ رکھونگا تو بغیر تمام دن کے روزے کے قسم نہ ٹوٹیگی اور اگر کہے کہ مین نماز نہ پڑھونگا تو ایک رکعت کے پڑھنے سے قسم ٹوٹیگی نہ اس سے کم مین اور اگر پوری نماز کھڑے ہوکر نہ پڑھنے سے قسم ٹوٹیگی ایک رکعت کے پڑھنے سے نہ ٹوٹیگی اور اگر کوئی شخص یون کہے کہ اگر تو بچہ جنے تو تو طالق ہو یا لونڈی کو کہے کہ تو آزاد ہو اور اُسکے بچہ مردہ پیدا ہوا تو اِس شخص کی قسم ٹوٹ جاویگی یعنی طلاق پڑیگا اور لونڈی آزاد ہوگی لیکن اگر اُسنے کہا تھا کہ اگر تو بچہ جنے تو وہ بچہ آزاد ہو اور اُسکے بچہ مردہ پیدا ہوا پھر زندہ پیدا ہوا تو وہ بچہ زندہ آزاد ہوگا امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک آزاد نہوگا کیونکہ قسم پہلے ہی بچہ جننے سے تمام ہوگئی اگر قسم کھاوے کہ فلانے کا قرض آج ادا کرونگا پھر ایسے درہم ادا کیے جو کھوٹے ہین یا چلتے نہون یا کسی اور کے ہون یا قرض کے عوض مین کوئی چیز بیچ ڈالی اور قرضدار نے اُسکا قبضہ کر لیا تو قسم پوری ہوجاویگی اور اگر اُسکے کہنے ہون یا تین برس کے **ف** یعنی اونٹ کی پرت چاندی کی اور اندر کی تانبے کی اور ایسے درہم کو عربی مین ستوق کہتے ہین **ص** یا قرض خواہ اُس قرضدار کو قرض ہبہ کردے تو قسم ٹوٹ جاویگی اور اگر حلف کیا کہ مین اپنے قرض کے وصول کرنے مین ایک درہم کو بدون دوسرے درہم کے نہ لونگا **ف** یعنی کل قرض کو متفرق نہ لونگا **ص** پھر کچھ قرض قبضہ کیا تو قسم نہ ٹوٹیگی جبتک کہ تمام قرض کو علیحدہ علیحدہ وصول کرے اور قرض جدائی سے قسم نہ ٹوٹیگی کہ قرض کے ادا مین اُسقدر علیحدگی ضرور ہوا کرتی ہو مثلاً تول تول کے دینا **ف** یا پرکھنا یا گننا **ص** اور اگر کہے کہ میرے پاس اگر ہو مگر تلو تو ایسا ہو اور پچاس کا مالک ہو تو قسم نہ ٹوٹیگی بلکہ تلو سے زیادہ کے مالک ہونے سے قسم ٹوٹیگی اور جو کہے کہ ریحان کو نہ سونگھونگا اور بعد اُسکے گلاب کا پھول یا چنبیلی کو سونگھا حانث نہوگا اسلیے کہ ریحان اُس سبزۂ خوشبو کا نام ہو جسمین تند نہو کہ کھڑا رہے پس اُسکو گلاب کے پھول اور چنبیلی کے پھول نہ بولینگے اور بنفشہ اور گلاب اگر قسم مین کہے تو اُسکے پھول کے پتے مراد ہونگے نہ اُسکے پیڑ کی شاخین اور پتیان

ص باب الحلف بالقول

اگر قسم کھاوے کہ فلانے سے نہ بولونگا پھر اُسکو سوتے مین پکارا کہ وہ جاگ اُٹھا تو قسم ٹوٹ جاویگی اور اگر اُس سے یہ کہا تھا کہ اُس سے بغیر اُسکی اجازت کے کلام نہ کرونگا اور اُس شخص نے اجازت تو دی مگر اجازت کا حال اُسکو معلوم نہوا اور کلام کیا تب بھی قسم ٹوٹیگی اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک نہین ٹوٹیگی اور اگر یہ کہا کہ اُس

کپڑے کے مالک سے یا اس جوان سے نہ بولونگا اور جب اسنے وہ کپڑا بیچ ڈالا اور وہ جوان بوڑھا ہو گیا کلام کیا تو حانث ہو جاویگا اور اگر کہا کہ میں اگر اس بندے کو خریدا کروں یا بیچوں تو آزاد ہو پھر اسکو خریدا یا بیچا بشرط خیار کے تو قسم ٹوٹ جاویگی یعنی وہ غلام آزاد ہو جاویگا اور اگر یہ کہا کہ میں اسکو نہ بیچوں تو ایسا ہو مثلاً عورت میری طالق ہو پھر اسکو آزاد یا مدبر کر دیا تو قسم ٹوٹ جاویگی بواسطے کہ یہ بیچنا متحقق ہو گیا اور یہ جو کام ایسے ہیں کہ انکو خواہ آپ کرے یا دوسرے کو انکے کرنے کی اجازت دے حقوق اسکے آمر کی جانب جمع کرتے ہیں اور وکیل سفیر محض ہوتا ہے اگر انکو کرے تو دونوں صورتوں میں قسم ٹوٹ جاتی ہے وہ یہ ہیں نکاح اور طلاق اور خلع اور آزاد کرنا اور مکاتب بنانا اور قتل عمد سے صلح کرنی اور ہبہ کرنا اور صدقہ دینا اور قرض دینا اور قرض لینا اور امانت رکھنی یا امانت لینی اور مانگے چیز دینی یا لینی اور غلام کو مارنا اور قرض ادا کرنا یا اپنا دعوا کرنا اور گھر بنانا اور سینا اور کسی چیز کو اٹھا کر لادنا کہ ان امور کو اگر خود کریگا یا دوسرے سے کرنے کو کہیگا اور وہ کریگا تو دونوں صورتوں میں قسم ٹوٹ جاویگی اور جو کام ایسے ہیں کہ انکے حقوق وکیل کی طرف رجوع ہوتے ہیں انکو آپ کرنے سے قسم ٹوٹتی ہے اور دوسرے کو انکے کرنے کی اجازت دینے سے قسم نہیں ٹوٹتی وہ یہ ہیں بیچنا اموال لینا ٹھیکہ دینا مزدوری پہ کام لینا کسی مال کے بدلے میں صلح کرنا تقسیم کرنا مقدمات میں مجادلہ کرنا لڑکے کو مارنا کہ ان کاموں میں اگر قسم کھاوے کہ میں کروانگا تو اپنے آپ کرے اور اگر دوسرے شخص اسکی اجازت سے یہ امور کرے تو اسکی قسم نہ ٹوٹیگی اور اگر یہ کہے کہ میں تکلم نکرونگا اور قرآن یا تسبیح پڑھے یا تہلیل کرے یا تکبیر کہے نماز کے اندر یا باہر تو قسم ٹوٹیگی اور امام شافعی کے نزدیک ٹوٹ جاویگی **ف** دلیل امام صاحب کی یہ ہے کہ عرف میں اسکو تکلم نہیں کہتے بلکہ تلاوت اور تسبیح اور تہلیل اور تکبیر کہتے ہیں کذا فی الاصل **ص** اور اگر بولوں کہے اپنی عورت سے کہ تو طالق ہے جسدن میں فلاں سے کلام کروں تو اس سے دن اور رات دونوں سمجھے جاوینگے اور اگر اسنے قسم کے وقت اس کلام سے دن ہی کی نیت کی رات کی تو یہاں لیا جاویگا اور امام ابو یوسف کے نزدیک یا نیت کی رو سے قول اسکا معتبر ہوگا اور قاضی اسکی تصدیق نکریگا لیکن اگر یہ کہے کہ جس رات فلانے سے بولوں تو ایسا ہو تو اس کلام سے خاص رات ہی مراد ہوگی دن اسمیں متصور نہ ہوگا اور اگر کہے کہ اس سے نہ بولونگا مگر اس صورت میں کہ زید آجاوے یا جب تک کہ زید آوے پھر اسنے زید کے آنے کے اول اس سے کلام کیا تو قسم ٹوٹ جاویگی اور اگر بعد اسکے کلام کیا تو قسم نہ ٹوٹیگی **ف** اور اگر زید مرجاوے تو حکم قسم کا جاتا رہیگا **ہدایہ** **ص** اور اگر قسم کھاوے کہ فلانے کے غلام سے نہ بولونگا یا فلانے کے اس غلام سے نہ بولونگا اور پھر وہ غلام اس شخص کا زیاد **ف** مثلاً اسنے بیچ ڈالا **ص** اور بعد اسکے اس سے کلام کیا تو قسم نہ ٹوٹیگی اور جو کہے کہ فلانے کے دوست سے یا زوجہ سے کلام نکرونگا یا فلانیکے گھر میں داخل نہ ہونگا اور پھر جب وہ دوست دشمن ہو گیا اور زوجہ بائن ہو گئی اسنے کلام کیا اور جب گھر اسکی ملک سے نکل گیا اسمیں داخل ہوا تو حانث نہ ہوگا اور اگر اشارہ کیا ہو کہ فلانے کے اس دوست سے یا اس زوجہ سے کلام نکرونگا یا فلانے کے اس گھر میں داخل نہ ہونگا تو حانث ہو جاویگا **ف** اور یہ مذہب امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کا ہے اور دلیل اسکی اور وجہ فرق کی اصل میں مذکور ہے **ص** اور اگر قسم میں لفظ الحین اور الدہر یا ان کا ہم معنی کوئی لفظ ہو مثلاً کہے والحین اور زمان کہدیا تو بہ وقت چھ مہینے کا ہوگا اگر نیت نہیں کی **ف** اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے فسبحان اللہ حین تمسون الآیۃ اور یہاں پر ستر سال حالیں مراد ہے اور کبھی اس سے چالیس برس مراد ہوتے ہیں

جیسے فرمایا اللہ تعالیٰ نے هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ اور کبھی چھ مہینے مراد ہوتے ہین جیسے کہ اس آیت مین تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ بِاِذْنِ رَبِّهَا تو لے لیا ہے متوسط کو کذا فی الہدایہ **ص** اور جو نیت کی ہو تو جیسی نیت ہو وہی مراد ہوگا اور جو لفظ دہر نکرہ کہا تو مجمل ہے یعنی اسکی مقدار یقینی معلوم نہین امام ابو حنیفہؒ کو اور صاحبین کے نزدیک چھ مہینے ہین مثل حین کے **ف** امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا مجکو معلوم نہین کہ دہر کی مقدار کیا ہے اور یہ نہ پہچانا سو جب طعن نہین بلکہ علامت کمال علم اور تقوی کی ہے جیسے کہ امام مالکؒ نے بھی بہت سے مسائل مین لا ادری کہا ہے اور ایک شاعر نے اسمین چند اشعار بھی کہے ہین اور وہ یہ ہین **نظم** مَنْ قَالَ مَا اَدْرِيْ اِذَا الْوَبْرُ رَبَّدَ ۞ فَقَدِ اقْتَدٰى فِي الْفِقْهِ بِالنُّعْمَانِ ۞ فِي الدَّهْرِ وَالْخُنْثٰى كَذَاكَ جَوَابُهٗ ۞ وَمَحَلِّ اَطْفَالٍ وَّوَقْتِ خِصَانٍ ۞ یعنی جس شخص نے کہا کہ مین نہین جانتا ہون اون مین جب کہ اسنے نہ جانا تو اسنے اقتدا کی فقہ مین نعمان یعنی امام اعظم کی دہر اور خنثی مین ایسا ہی ہے جواب امام کا اور محل اطفال شیر خوارگی مین کہ آخرت مین کمان ہوگا اور وقت خصنے مین انتہی اور اسمین بھی امام نے توقف کیا کہ ملائکہ افضل ہین یا انبیا اور کتنا کب معلوم ہوجاتا ہے **ص** اور جو معرفہ یعنی الدہر کہا تو تمام عمر ہوگی اور اگر ایام یا ایام گنتے ہوئے یا الشہور یا السنین کہا تو دس دس مراد ہونگے اور اگر انکو نکرہ بولیگا تو تین مراد ہونگے اور اگر یون کہا کہ جس غلام کا مین اول مالک ہون تو وہ آزاد ہے پس اگر ایک غلام کا مالک ہوگا تو وہ اس قسم کی رو سے آزاد ہوجاویگا اور اگر پہلے دو غلامون کا مالک ایک ساتھ ہو پھر تیسرے کا مالک ہو تو ان تینون مین سے کوئی بھی آزاد نہوگا اور جو کہا کہ جس تینا غلام کا اول مالک ہون تو وہ آزاد ہے تو اس صورت مین تنہا کی قید کے سبب سے تیسرا غلام آزاد ہوجاویگا اور اگر یون کہا کہ پچھلا غلام جسکا مین مالک ہون وہ آزاد ہے پھر وہ مالک ہوا ایک غلام کا اور مرگیا تو وہ غلام آزاد نہوگا کیونکہ پچھلے کے واسطے اگلا ضرور ہوا ہان اگر اسکے بعد ایک اور غلام خریدا پھر مرگیا تو دوسرا غلام اس شخص کی ابتدائے ملکیت سے کل مال سے آزاد ہوگا امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک ثلث سے آزاد ہوگا ثلث مال سے اور اسی طرح جو کہے کہ پچھلی عورت میری جس سے مین نکاح کرون اسکو تین طلاق ہین اور پھر نکاح کیا ایک عورت سے پھر اور ایک عورت سے بعد اسکے مرگیا تو دوسری عورت پر طلاق پڑجاویگا وقت نکاح سے امام صاحب کے نزدیک تو وارث نہوگی اور صاحبین کے نزدیک وقت موت سے تو وارث ہوگی اگر یہ کہے کہ جو غلام مجکو خوشخبری فلان معاملے کی سنادیگا وہ آزاد ہو پھر تین غلامون نے جدا جدا وہی خوشخبری اسکو سنائی تو جسنے اول سنائی ہوگی وہ آزاد ہوگا اور اگر تینون نے ایک ساتھ سنائی تو سب آزاد ہوجاوینگے اور ادائے کفارہ کے نیت سے اپنے بالغ خریدنا کفارے کو ساقط کرتا ہے اور امام زفرؒ اور شافعیؒ کے نزدیک ساقط نہین کرتا **ف** اور یہی حکم ہے ہر ذی رحم محرم کے خریدنے مین کہ وہ اگر نیت کفارے کی کرلے اور وہ بجز خریدنے کے آزاد ہوجاوے تو کفارہ ادا ہوجاویگا اور دلیل دونون کی اصل مین مذکور ہے **ص** لیکن اگر کسی غلام کی آزادی کو اپنی خرید پر مشروط کردیا ہو اور اسکے خریدنے مین نیت کفارے کی کرلی تو وہ شرط کے سبب سے آزاد ہوگا نہ کفارے کے عوض مین اور یہی حال ہے ام ولد کے خریدنے کا کہ وہ بھی کفارے کے عوض نہوگی اور صورت اسکی یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی منکوحہ سے جو لونڈی ہو اور اس سے اولاد رکھتی ہو کہے کہ اگر مین تجھے خریدون تو تو آزاد ہے اور خریدنے کے وقت نیت کفارے کی کرلے **ف** تو ام ولد آزاد ہوجاویگی اور کفارہ باقی رہیگا **ص** اور اگر کہے کہ جو لونڈی مین حرم بناؤن

تو وہ آزاد ہی تو وہ لونڈی آزاد ہوگی جسکو حرم بنایا اور وہ وقت حلف کے اُسکی ملک مین ہو اور اگر اُسوقت ملک مین نہو اور بعد حلف کے خریدا اور حرم بنایا تو آزاد نہوگی اور جو کہے کہ جتنے میرے مملوک ہین سب آزاد ہین تو اس لفظ سے اُسکے غلام اور ام ولد اور مدبر سب آزاد ہوجاوینگے اور مکاتب آزاد نہوینگے مگر یہ کہ اُنکی بھی نیت کرے تو آزاد ہونگے اور جو تین غلامون مین کہا کہ یہ آزاد ہو یا یہ اور یہ تو تیسرا آزاد ہوگا اور پہلے دو مین مولی کو اختیار ہوگا کہ جسکو چاہے آزادی کے لیے معین کرے اور یہی حکم ہے طلاق مین عورتون کے گویا اُسنے کہا ایک دو مین سے آزاد ہی اور یہ **ف** یعنی تیسری مطلقہ ہوجاویگی اور پہلی دو مین شوہر کو اختیار رہیگا جسکو چاہے طلاق کے لیے معین کرے **ص** اور داخل ہونا لام تخصیص کا جسکے معنی واسطے کے ہین بیع اور ثمن اور اجارہ اور زرگری اور سینا اور رنگان بنانے پر اس بات کو چاہتا ہی کہ وہ فعل اس شخص کی اجازت سے ہو جسکے ساتھ اُسکو مشروط کیا ہی گو وہ شخص مالک اُس چیز کا ہو یا نہو مثلاً یہ کہے اِن بِعتُ لَکَ ثوبًا یعنی اگر تیرے واسطے بیچون کپڑا تو اُسکے یہ معنی ہین کہ تیری اجازت سے بیچون تو اگر بغیر اُسکی اجازت کے بیچے گا نافذ نہوگا اور اگر لام کسی چیز کی ذات پر داخل ہو یا ایسے فعل پر جو غیر سے نہین ہوتا ہو جیسے کھانا پینا اندر جانا لڑکے کو مارنا تو وہ چاہتا ہی اس بات کو کہ وہ شی اُس شخص کی ملک مین ہو مثلاً یون کہے اِن بِعتُ ثوبًا لَکَ یعنی اگر بیچون کپڑا جو تیرا ہی یہان لام ثوب پر داخل ہی نہ بیع پر تو اس صورت مین اگر اُسکا کپڑا بغیر اُسکی اجازت کے بیچے گا نافذ ہوگا **ف** اور باقی مثالین اصل مین مذکور ہین اور جاننا چاہیے کہ لام کے آنے سے غرض یہ ہی کہ جار مجرور متعلق فعل کے ہون یا اُس چیز کے کہ صفت پڑین اور اگر وہ مخصص نیت اسکے سوا کرے یعنی لفظون مین تو لام کو فعل پر بولے اور معنی وہ لے جو لام کو چیز پر داخل کرنے سے ہوتے ہین یا اسکا اولٹا کرے تو اُسکی بات مانی جاویگی ایسی صورت مین کہ اُسکی نیت اُسکے مطابق ہو معنی لینے سے اُسکا نقصان ہوتا ہو اور اگر اُسکی مراد کے موافق معنی لینے سے اُسکا فائدہ ہوتا ہو گا تو نہ لیے جاوینگے کنز **ص** اگر کسی عورت سے اپنے خاوند سے کہا کہ تو نے میرے اوپر اور بی بی نکاح کر لی اور مرد نے جواب مین کہا کہ جو عورت میری ہی وہ طالق ہو تو وہ عورت بھی مطلقہ ہوجاویگی اور اگر کہے کہ نیت میری یہ تھی کہ سوا اس عورت کے تو عند اللہ اُسکا اعتبار ہوگا اور قاضی اعتبار نکریگا

کتاب الحدود

(یعنی سزا اور انکا بیان ۱۲)

ف حد کے معنی لغت مین منع کے ہین اور اصطلاح شرع مین **ص** حد وہ سزا ہی معین جو خدائے تعالی کے حقوق کے لیے واجب ہوتی ہی تو قصاص کو حد نہ کہینگے اسواسطے کہ اُسمین بندے کا حق ہی اور اسی طرح تعزیر کو کیونکہ وہ معین نہین اللہ کی طرف سے **ف** مقصود اصل حد کے مشروع کرنے سے زجر اور تنبیہ ہی تاکہ لوگ ضرر عباد سے بچ جاوین تو حد زنا مشروع ہی اسواسطے کہ مسلمانون کا فراش فساد سے محفوظ رہے اور حد قذف اسواسطے کہ لوگون کی عزت اُسمین باقی رہے اور حد شرب اسواسطے کہ عقول مسلمانون کے محفوظ رہین اور حد سرقہ اسواسطے کہ مال کی محافظت ہو اور مواخذۂ اخروی اُس فعل کا بدون توبہ کے نہین جاتا جیسا کہ اللہ تعالی نے قطاع الطریق کی حد مین فرمایا ہی ذٰلِکَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۙ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا الآية **ص** اور زنا اُس وطی کو کہتے ہین جو ایسی قبل یعنی شرمگاہ مین ہووے کہ خالی ہو ملک سے اور شبہے سے تو اگر کوئی وطی کرے اُس عورت سے جو تین طلاق کی یا ایک طلاق بائن کی عدت مین ہووے تو اُسکو زنا نہ کہینگے اسواسطے کہ اُسمین شبہہ ہی اور زنا ثابت ہوتا ہی چار آدمیون کی گواہی سے لفظ زنا کے ساتھ **ف** اسواسطے

فرمایا اللہ تعالیٰ نے فاستشہدوا علیھن اربعۃ منکم اور فرمایا تو لولا جاؤ علیہ باربعۃ شہداء اور روایت کی ابو یعلی نے اپنی مسند مین کہ ہلال بن امیہ نے تہمت لگائی شریک بن سحما کو ساتھ زنا کے اپنی عورت کے سو اٹھایا اسنے یہ قصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تب فرمایا آپنے لاؤ چار گواہ ورنہ حد لگا اپنی پشت مین اور روایت کیا اسکو بخاری نے اور اسمین اتنا ہی ہے لاؤ بینہ ورنہ حد لگو اپنی پشت مین ص اور اگر لفظ وطی اور جماع سے گواہی دینگے تو ثابت نہوگا تو جسوقت وہ شہادت دین تو حاکم شرع اُنسے یون پوچھے کہ زنا کیا چیز ہے اور کسطرح ہوا اور کہان ہوا اور کب ہوا اور کس عورت سے زنا کیا ف اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تھا ماعز سے ایسا ہی روایت کیا ان حدیثون کو ابوداؤد اور نسائی اور عبد الرزاق نے مصنف مین ص یہ سوال کہ زنا کیا چیز ہے اسواسطے کہ بعض آدمی ہر وطی حرام کو زنا سمجھتے ہین اور شرع مین اطلاق اسکا غیر اس فعل پر ہوا ہے جیسا کہ حدیث مین آیا ہے کہ دونون آنکھین زنا کرتی ہین ف روایت کیا اسکو کتب صحاح مین ص اور یہ سوال کہ کسطرح ہوا اسلیے کہ کبھی وطی واقع ہوتی ہے بغیر ملنے دونون عضوون کے اور سوال مکان زنا سے اسواسطے ہے کہ اگر دار الحرب مین زنا کرے تو حد نہین ہے اور زمان سے اسواسطے کہ بہت مدت ہو جانا ساقط کر دیتا ہے حد کو اور عورت سے اسواسطے کہ کبھی وطی اسکی شبہے سے ہوتی ہے ف جیسے معتدۂ بائن مین ص پس اگر وہ گواہ سب باتین بیان کر دین اور یون کہین کہ ہمنے اس مرد کو اس عورت سے زنا کرتے ایسا دیکھا جیسے سرمے دانی مین سلائی اور آن گواہون کی عدالت بھی ظاہر اور خفیہ تحقیق کر لیجاوے تو قاضی اسوقت حکم زنا کا بسبب انکی شہادت کے کر دیوے ف اور عدالت ظاہری پر شہود کی اکتفا نکرے کہ دفع حد کا کوئی حیلہ نکل آوے اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دفع کرو حدود کو جہانتک استطاعت رکھو تم روایت کیا اسکو یعلی نے مسند مین ابو ہریرہ سے ساتھ اسی لفظ کے اور روایت کیا اسکو ترمذی نے حضرت عائشہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دفع کرو تم حدود کو مسلمانون سے جہانتک کہ قدرت رکھو تو اگر کوئی صورت نکلے تو چھوڑ دو راہ اسکی کیونکہ امام بہتر ہے خطا اسکی عفو مین خطا سے اسکی عقوبت مین کہا ترمذی نے کہ نہین پہچانتے ہین ہم اسکو مرفوع مگر حدیث محمد بن ربیعہ سے اسنے یزید بن زیاد سے اور یزید ضعیف ہے اور کتاب العلل مین دارقطنی کی بخاری سے کہ یزید منکر الحدیث ہے اور بھولتا ہے لیکن صحیح کیا اسکو حاکم نے اور ذہبی نے اسکا تعقب کیا بسبب ضعف یزید کے کہا بیہقی نے کہ موقوف اقرب ہے طرف صواب کے ص اور زنا اسطرح بھی ثابت ہوتا ہے کہ جسنے زنا کیا ہو وہ چار مرتبے اپنی چار مجلسون مین اقرار زنا کا کرے اور جب وہ اقرار کرے تو قاضی اسکے اقرار کو نہ مانے ف یعنی تین بار تک اگے رہے چوتھے مرتبے مین قبول کرے اور امام مالک اور شافعی کے نزدیک ایک ہی بار اقرار کافی ہے اور دلیل ہماری یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اقامت حد زنا کی ماعز پر یہانتک کہ اقرار کیا انھون نے چار مرتبہ چار مجلسون مین اور یہ حدیث مروی ہے صحیح بخاری اور صحیح مسلم مین اور ابن ابی شیبہ نے روایت کی مسند مین اور اسمین ہے کہ اقرار کیا اس عورت نے زنا کا چار مرتبے اور آپ رد کرتے تھے اسکو الحدیث ص اور اس سے زنا کی حقیقت اور وقت اور جگہ اور کیفیت اور زمانے اسمذکورہ بالا کا پوچھے بعضون نے کہا کہ یہان زمانے سے سوال نکرے کیونکہ زمانے سے سوال اسلیے ہے کہ زیادہ مدت سے گواہی ساقط ہوتی ہے اور یہان اقرار ہے اور اقرار ساقط نہین ہوتا اور بعضوں نے کہا کہ سوال کرے زمانے سے اسواسطے کہ شاید یہ زنا حال غیر بلوغ مین واقع ہوا ہو پس اگر وہ سب بیان کر دے تو قاضی کو مستحب ہے کہ اسکو انکار کی بھی ان لفظون سے تعلیم کرے کہ شاید تو نے ہاتھ لگایا ہوگا یا بوسہ لیا ہوگا یا شبہے سے صحبت کی ہوگی ف اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

حضرت ماعزؓ کو ایسا ہی تعلیم کیا تھا کہ شاید تمنے ہاتھ لگایا ہوگا یا بوسہ لیا ہوگا روایت کیا اسکو بخاری نے **ص** تو اگر سزا سے پیشتر یا عین سزا کے بیچ میں منکر ہو تو اسکو رہا کرے **ف** اسواسطے کہ عین حد میں حضرت ماعزؓ نے ارادہ فرار کا کیا تھا اور عبداللہ بن انیس نے انکو مار ڈالا ساتھ اونٹ کی ہڈی کے پھر مذکور ہوا یہ واسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تو فرمایا آپ نے کیوں نہ چھوڑ دیا تمنے اسکو شاید کہ وہ توبہ کرتا تو قبول کر لیتا توبہ اسکی اللہ تعالیٰ روایت کیا اسکو ابوداؤد نے **ص** ورنہ حد لگایا جاوے پھر اگر وہ زانی محصن ہو یعنی آزاد مکلف مسلمان اور وطی کر چکا ہو نکاح صحیح سے اور مرد و عورت دونوں صفت احصان پر ہوں وقت وطی کے تو اسکو ایک میدان میں سنگسار کرے **ف** اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنگسار کیا ماعزؓ کو اور وہ محصن تھے اور حدیث مشہور میں مروی ہے کہ فرمایا آپ نے نہیں حلال ہے خون مرد مسلمان کا مگر تین سبب سے کفر ہو بعد ایمان کے زنا ہو بعد احصان کے قتل نفس ہو بغیر حق کے روایت کیا اسکو ترمذی نے حضرت عثمانؓ سے اور بخاری و مسلم نے ابن مسعودؓ سے اور رجم پر اجماع ہے صحابہ و من بعدہم کا اور ثابت ہے فعل سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے **ص** یہانتک کہ مر جاوے اور سنگسار کرنا پہلے گواہ شروع کریں پھر حاکم پھر دوسرے لوگ **ف** اسواسطے کہ روایت کی ابن ابی شیبہ نے عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ سے حضرت علیؓ جب زنا ثابت ہوتا گواہوں سے تو حکم کرتے اول گواہوں کو کہ رجم کریں پھر آپ رجم کرتے تھے پھر اور لوگ اور جو اقرار سے ہوتا تو اول آپ شروع کرتے پھر اور لوگ اور ایک روایت میں اسکی ہے کہ فرمایا آپ نے کہ اول شہود ہی کریں پھر امام پھر لوگ جب زنا شہادت سے ثابت ہو **ص** اور اگر گواہ سنگسار کرنے سے انکار کریں یا غائب ہو جاویں یا مر جاویں تو حد ساقط ہوگی اور اگر زانی خود مقر ہو تو اسکو اول حاکم تب مارے پھر اور لوگ **ف** اسواسطے کہ حضرت علیؓ نے ایسا ہی کیا اور ایسا ہی فرمایا روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اول اس عورت کو ایک کنکر مثل چنے کے روایت کیا اسکو ابوداؤد نے **ص** اور غسل دیا جاوے اور تکفین کیا جاوے اور نماز پڑھی جاوے اسپر **ف** اسواسطے کہ فرمایا حضرت ماعزؓ کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کرو تم انکے ساتھ جیسا کرتے ہو تم اپنے مردوں کے ساتھ غسل سے اور کفن سے اور خوشبو لگانے سے اور نماز پڑھنے سے روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے ابن ابی بریدہ سے اور بھی نماز پڑھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت پر بعد رجم کے اخراج کیا اسکا صحاح ستہ والوں نے **ص** اور اگر وہ زانی محصن نہ ہو تو اسکی حد یہ ہے کہ آزاد ہو تو سو کوڑے اور مملوک ہو تو پچاس **ف** اور یہ کلام اللہ سے صاف ہویدا ہے **ص** اور کوڑا ایسا ہو کہ اسکی چوٹی میں گرہ نہ ہو **ف** اسواسطے کہ ایسا ہی کیا علیؓ نے روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے اور طحاوی نے **ص** اور چوٹ متوسط مارے نہ بہت زور سے نہ بہت آہستہ اور مرد کے کپڑے اتارے **ف** ہدایہ میں ہے اسواسطے کہ حضرت علیؓ نے حکم کیا ننگا کرنے کا اور یہ حدیث نہیں ملی بلکہ عبدالرزاق نے اسکے خلاف اسنے روایت کی **ص** سوا ازار کے اور سر اور چہرہ اور شرمگاہ کو بچا کر تمام بدن پر الگ الگ لگاوے **ف** اسواسطے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا حد مارنے والے کو کہ بچاوے منہ کو اور ذکر کی جگہ کو اور یہ حدیث مرفوعاً نہیں ملی ہاں روایت کی ابن ابی شیبہ اور عبدالرزاق اور سعید بن منصور نے حضرت علیؓ سے کہ لایا گیا انکے پاس ایک شخص مست سو فرمایا آپ نے مارو اور دو ہر عضو کو حق اسکا اور بچو منہ سے اور ذکر کی جگہ سے **ص** اور حد مارنیکے وقت مرد کو کھڑا کریں **ف** اسواسطے کہ عبدالرزاق نے روایت کی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے

فرمایا کہ حد مار جاوے مرد کھڑا کر کے اور عورت بٹھا کے ص بغیر مد کے ف اسواسطے کہ روایت کی عبدالرزاق نے ابن مسعودؓ سے کہ کہا انھوں نے نہیں حلال ہی اس امت میں ننگا کرنا اور نہ مد ص یعنی زمین پر لٹا کر گھسیٹ کر مارین یا یہ کہ کوڑا مارتے وقت ہاتھ کو سر پر نہ کھینچیں تاکہ چوٹ سخت نہ لگے یا یہ کہ کوڑے کو مار کر نہ گھسیٹیں کہ زخم کر دے اور مالک اپنے غلام کو بدون اذن بادشاہ کے حد نہ مارے ف اور امام شافعیؒ کے نزدیک مارے اور ہماری دلیل قول ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ چار چیزیں حاکموں کی طرف ہیں حدود اور صدقات اور جمعات اور غنیمت روایت کیا اسکو اصحاب سنن نے ابن مسعودؓ اور ابن عباسؓ اور ابن الزبیرؓ سے مرفوعاً ص اور عورت کے کپڑے نہ اتارے جاویں سوائے پوستین اور روئی دار کے اور حد ماری جاوے بٹھا کے اور جائز ہے کہ اسکے سنگسار کرنیکو ایک گڑھا کھودلیں اسواسطے کہ گڑھا کھودا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے اس عورت کے چھاتی تک اور حضرت علیؓ نے ہدایہ ص نہ مرد کے لیے ف اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گڑھا نہیں کھودا واسطے ماعزؓ کے ہدایہ ص اور محصن میں کوڑے مارنا اور سنگسار کرنا دونوں نہ کیے جاویں یعنی دونوں سزا نہ دینی چاہیے ف اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جمع نہیں کیا ہدایہ ص اسی طرح غیر محصن میں جلاوطن اور کوڑے مارنے نہ چاہییں ف اور امام شافعیؒ کے نزدیک غیر محصن میں کوڑے بھی مارے اور جلاوطن کرے اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بکر جب زنا کرے ساتھ بکر کے تو سو کوڑے ہیں اور جلاوطن ہے ایک سال کی روایت کیا اسکو مسلم اور ابوداؤد اور ترمذیؒ اور دلیل ہماری آیت ہے کلام اللہ کی اور یہ حدیث منسوخ ہے اور روایت کی عبدالرزاق نے سعید بن المسیبؒ سے کہ جلاوطن کیا حضرت عمرؓ نے ربیعہ بن امیہ بن خلف کو طرف خیبر کے اور وہ مل گیا ہرقل سے اور نصرانی ہو گیا تو فرمایا حضرت عمرؓ نے نہیں جلاوطن کرونگا میں بعد آج کے کسی مسلمان کو ص ہاں اگر حاکم سیاستاً کسی مصلحت کے واسطے جلاوطن کرے تو ضرور ہے اور جہاں پر اگر یہ سزا سنگساری کی ثابت ہو تو سنگسار کیا جاوے والا کوڑے نہ لگائے جاویں جبتک پھر اقرار نہ کرے بعد اقرار کے سنگسار کرے نہیں ہے صورت ماعز الناہزا میں اور نہ غامدیہ میں اور نہ ہر ایک میں کوڑے مارے ہیں غرض چھوڑ دیا ہے نہ ماعز الناہزا نے شاید کہ بیمار حالت مرض میں کوڑوں سے مر جاوے اسلیے انتظار صحت ضرور ہے ہدایہ ص اور حاملہ عورت زنا سے رجم کی جاویگی بعد وضع حمل کے اور کوڑے لگائی جاویگی بعد نفاس

ص باب صحبت موجب حد اور غیر موجب کے بیان میں

حدود شبہے سے ساقط ہو جاتے ہیں ف اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دفع کرو تم حدود کو ساتھ شبہوں کے روایت کیا اسکو امام ابوحنیفہؒ نے مسند میں اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے حضرت عمر بن الخطابؓ سے کہ فرمایا آپ نے البتہ اگر میں موقوف کروں حدود کو ساتھ شبہات کے تو بہتر ہے واسطے میرے اس سے کہ قائم کروں میں انکو شبہوں سے اور ایسا ہی نقل کیا معاذؓ اور عبداللہؓ بن مسعود اور عقبہ بن عامرؓ سے اور اخراج کیا بیہقی نے قول سے حضرت علیؓ کے کہ دفع کرو حدود کو شبہوں کے سبب سے ص اگر نفس صحبت میں شبہ حلال ہونے کا ہو اور وہ مرد بھی اپنے گمان غالب میں اسکو حلال سمجھے جیسے وطی کرے اپنے باپ کی یا مان کی یا جورو کی یا مولی کی لونڈی سے یا مرتہن اس لونڈی سے جو اسکے پاس رہن ہے صحیح مذہب میں یا مرد اس عورت سے جو تین طلاقوں کی عدت میں ہے یا اسکو طلاق بدلے مال کے دیا ہے یا ام ولد جو عدت میں عتق کے ہے کہ ان سب صورتوں میں اگر اس

صحبت کو اپنے گمان غالب مین حلال جانتا ہوگا تو حد لازم نہ آویگی ف اور اگر حرام جانتا ہوگا تو حد لازم آویگی ہدایہ
ص اور اگر جس عورت سے صحبت کی ہو اسمین شبہہ حلال ہونیکا ہو اور نفس دلیل شرعی سے اسکی حلت سمجھی جاتی ہو جیسے
وطی کرے اپنے بیٹے کی ف یا پوتے کی ص لونڈی سے یا اس عورت سے کہ کنایے کے طلاق کی عدت مین ہو
یا بائنہ وطی کرے اپنی لونڈی سے بعد تیج کے قبل تسلیم کے یا اس لونڈی سے جسکو مہر مین عورت کے دیا ہو لیکن ابھی تسلیم نہ
کیا ہو یا اس لونڈی سے جو مشترک ہو تو بھی حد لازم نہ آویگی ف اسلیے کہ اسمین شبہہ حلال ہونے کا ہو گو وہ شبہہ گمان
غالب انکی حرمت کا رکھتا ہو اور کہے کہ مین انکی وطی حرام سمجھتا تھا اور [illegible] مسائل کی اصل ہین اور ہدایہ مین کہا ہے
ص اور نسب کا دعوی کرے گا تو نسب ثابت ہوگا اس صورت مین کہ اول صورت مین ہو اگر اپنے بھائی اور چچا کی لونڈی سے
زنا کرے تو حد ماری جاویگی ف گو اس صحبت کو حلال خیال کرے ص اور یہی حال ہے اگر کسی اجنبی عورت کو اپنے بستر پر
پاوے اور اس سے صحبت کرے اگر یہ وہ صحبت کرنیوالا اندھا ہے یا نئی عورت زنا کرائے کسی حربی سے یا ذمی زنا کرے حربیہ سے
تو ذمی عورت اول صورت مین اور دوسری صورت مین ذمی مرد حد مارا جاویگا اور حربی اور حربیہ پر حد نہ ہوگی اسواسطے کہ انپر دار الحرب
مین بھی ہو نہین تو دار الاسلام مین بھی نہ ہوگی اور امام ابو یوسف کے نزدیک سب پر حد پڑیگی اور امام محمد کے نزدیک جس صورت
مین کہ ذمی زنا کرے ذمی عورت سے تو کسی پر حد نہ ہوگی اور جو کوئی عورت بیگانی دولھا پاس بھیجدی جاوے اور عورت نہین
کہدیتی کہ تو میری دوست ہے اور دولھا سے ہم بستر ہو تو حد واجب نہین ہوگی بلکہ اسکا مہر یعنی اجر صحبت کا دینا پڑیگا ف
ہدایہ مین ہے کہ اسی کا حکم کیا حضرت علی نے اور عدت کا ص اور ان صورتون مین بھی حد واجب نہین ہوتی اول کہ جو عورت
مرد پر حرام تھی اور اس سے نکاح کر لیا اور وطی کی اسے تو نکاح کے شبہہ سے حد جاتی رہی ف اور یہ مذہب امام ابو حنیفہ کا ہے
اور صاحبین اور شافعی کے نزدیک لازم آویگی اور دوسرا اول امام صاحب کے مذکور ہین ہدایہ اور فتح القدیر مین ص یا یہ کہ چارپائے
سے صحبت کرے ف اور یہ بھی گناہ کبیرہ ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
جو شخص کو پاوے چارپائے پر تو قتل کرو اسکو اور اس چارپائے کو کہا مین نے یعنی نکر مہ نے ابن عباس سے کہ کیا سبب ہے قتل چارپائے
کا کہا انھون نے اسواسطے کہ یکبارہ رکھا آپ نے کہ کھایا جاوے گوشت اسکا یا نفع لیا جاوے اس سے بعد اسکے کہ اس سے ایسا
کام کیا جاوے سو روایت کیا اسکو اصحاب سنن اربعہ نے اور روایت کی ترمذی اور نسائی نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم نے جو شخص پاوے کسی چارپائے پر تو نہین ہے کچھ اسپر یعنی حد نہین ہے اور یہ مروی ہے موقوفا ابن عباس رض سے ذکر کیا اسکو ابو داود
نے ص یا جماع کرے دبر مین ف مرد یا عورت کی اور امام شافعی کے نزدیک اسکو حد زنا کی لگیگی اور امام صاحب
کی دلیل یہ ہے کہ اسکو زنا نہین کہتے پس امام کو اختیار ہے کہ تعزیر الوطی کو جلاوے یا دیوار اسپر گراوے یا اوندھا کر کے کسی
مکان بلند سے گرایا جاوے اور اوپر سے پتھر پھینکے جاوین اور یہ سب باتین صحابہ سے مروی ہین تو معلوم ہوا کہ انکے نزدیک بھی یہ زنا نہین
ورنہ نہ اختلاف کرتے اسمین کذا فی الاصل و رجلانا حضرت علی رض سے مروی ہے روایت کیا اسکو بیہقی نے شعب الایمان مین اور مکان
بلند سے گرانا مروی ہے ابن عباس رض سے مصنف ابن ابی شیبہ مین اور بیہقی مین اور ابن ابی زبیر سے مروی ہے کہ اسکو ایک مکان سخت بدبودار مین بند کرین
کہ اسکی بو سے مر جاوے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قتل کرو فاعل اور مفعول بہ کو اور فرمایا آپ نے ایک حدیث

عین کہ ملعون ہو جو عمل کرے قوم لوط کا نعوذ باللہ منہ روایت کیا اسکو ترمذی نے **ص** یا دار الحرب میں جا کر خواہ کشون باغیون کے پاس پہنچ کر زنا کرے **ف** اور پھر وہ ہمارے پاس چلا آوے تو اسپر حد نہوگی اور امام شافعی کے نزدیک حد ہوگی اور صاحب ہدایہ نے دلیل ہماری قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان کیا ہے کہ نہ قائم کی جاوین حدین دار الحرب مین اور اس حدیث کا نشان معلوم نہین لیکن روایت کی امام محمد نے سیر کبیر مین کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کسی عورت سے یا چوری کرے دار الحرب مین اور پھر وہ بھاگ کر مسلمان ہو کر ہماری طرف چلا آوے تو اسپر حد نہین اور شافعی نے روایت کی زید بن ثابت رضی سے بواسطہ امام ابو یوسف کے کہ فرمایا زید بن ثابت نے نہ قائم کی جاوین حدین دار الحرب مین اور ایسا ہی مروی ہے عمر بن الخطاب سے **ص** یا لڑکا یا دیوانہ عورت بالغہ مسلمان عاقلہ سے زنا کرے **ف** تو دونون پر حد نہین **ص** اور امام زفر اور شافعی کے نزدیک عورت کو حد پڑیگی اور اگر اسکا الٹا ہو یعنی مرد کسی لڑکی یا دیوانی عورت سے زنا کرے تو حد واجب ہوگی مرد پر یا زنا کا اقرار کرے اور جو ایک اقرار کرے زنا کا اور دوسرا اقرار کرے نکاح کا تو بھی حد نہوگی اور جو شخص کسی کی لونڈی سے زنا کرے اور وہ اس فعل سے مر جاوے تو اسپر حد بھی واجب ہوگی اور اس لونڈی کی قیمت بھی مالک کے حوالے کرنی پڑیگی اور بادشاہ سے قصاص کا اور مالون کا مواخذہ کیا جاوے حدون کا مواخذہ نہ کیا جاوے **ف** یعنی بندون کا مواخذہ اس سے کرین اور اللہ تعالی کے حقوق کا نہ کرین

ص باب زنا پر گواہی دینے اور گواہی سے پھر جانے کے بیان مین

گواہون نے ایک پرانی بات پر گواہی دی جو موجب حد تھی اور وہ امام سے بعید بھی تھے اتنے کہ اوسے شہادت سے انکو کوئی مانع ہوتا تو شہادت انکی مقبول نہوگی مگر بہتان زنا مین **ف** مقبول ہوگی اور بہتان کرنیوالے پر حد اسکی پڑیگی اور پرانے ہونیکی حد چھ مہینے ہین اوس طرف اشارہ ہے جناب صغیر مین اور امام ابو حنیفہ نے اسکا کچھ اندازہ نہین کیا ہے اور رائے آقاضی پر مفوض کیا ہے اور امام محمد نے اسکا اندازہ ایک مہینے سے کیا ہے اور یہی مروی ہے عمر سے اور یہی صحیح ہے ہدایہ **ص** اور اگر گواہی چوری کی دی پھر اس شخص سے تاوان اسباب مسروقہ کا لیا جاویگا **ف** مگر ہاتھ نہ کاٹا جاویگا اور امام شافعی کے نزدیک شہادت مقبول ہوگی اور ہاتھ کاٹا جاویگا ۱۲ جو اسباب مسروقہ موجود نہو ۱۲

ص اور اگر مرد اقرار کرے اس امر موجب حد کا جو پرانا ہو تو حد مارا جاویگا مگر حد شرب مین اور پرانا ہونا حد کا حد شرب مین یہ ہے کہ بو اسکی جاتی رہے اور سو مین اسکے ایک مہینا ہو اور اگر گواہ گواہی کروین کہ اس مرد نے ایک غائب عورت سے زنا کیا ہے یعنی عورت موجود نہو تو اس مرد پر حد ماری جاویگی بخلاف چوری کے کہ اگر غیر موجود شخص کے مال چرانے کی گواہی دینگے تو ہاتھ کاٹنا لازم نہوگا اور جو چار گواہون نے گواہی دی زنا کی لیکن کوٹھری کے گوشون مین اختلاف کیا تو مرد اور عورت دونون پر حد لگائی جاویگی سوائے اسکے کہ ہو سکتا ہو کہ پہلے شروع مین ایک گوشے مین ہون پھر دوسرے مین چلے گئے ہون اور اگر اقرار کیا زنا کا اور عورت نے نہ کہا کہ تو مجھ سے زبردستی زنا کیا تو مرد اور عورت اور گواہ کسی پر حد واجب نہوگی اور صاحبین کے نزدیک اس صورت مین مرد پر حد پڑیگی کذا فی الاصل **ص** یا جس شہر مین زنا ہوا اسکے نام مین اختلاف کریں اور امام زفر کے نزدیک تو نہیں حد پڑتی اگر چار سو گواہون نے گواہی دی اسکے زنا پر ایک وقت معین اور ایک شہر معین پر اور دوسرے چار نے اسی وقت مین لیکن اور شہر مین تو مرد اور عورت

اس عورت مین دو قولون حکم ایسی عورت کا اور اوسکی اور گواہون کے حق مین سو واضح ہو

اور گواہ کسی پر حد نہو گی اور اگر گواہون نے ایک عورت کے زنا پر شہادت دی حال آنکہ ایک عورت نے دیکھ کے کہا کہ یہ باکرہ ہے یعنی مرد نے اسکو ہم بستر نہین ہوئی یا گواہ بدکار ہین یا گواہی دیونگی کہ چار گواہون معتبر نے اس شخص پر زنا کی گواہی دی ہے گو وہ اصل گواہ بھی بعد ان کر اس زنا پر گواہی دین تو ان سب صورتون مین کسی پر حد نہ جاری ہو گی نہ جسپر گواہی دی اور نہ گواہون پر اور اگر گواہ اندھے ہون یا کسی کے زنا کے بہتان مین حد انکو لگ چکی ہو یا چار کی جگہ تین ہون یا کوئی انمین سے محدود یا غلام ہو تو ان صورتون مین گواہون پر حد لگیگی نہ اس شخص پر جسپر کہ انھون نے گواہی دی ہے اور اگر کسی شخص کو گواہون کی گواہی سے حد ماری گئی پھر معلوم ہوا کہ ایک گواہ غلام تھا یا بہتان کی علت مین نامرد پایا گیا ہے تو چارون پر حد زنا کے بہتان کی جاری ہونی چاہیے اور جنکی شہادت کے سبب سے حد لگی اور زخم یا چوٹ پونہچی اسکا تاوان کسی پر لازم نہ آویگا اور صاحبین کے نزدیک بیت المال مین سے دلایا جاویگا اور اگر انکی گواہی سے وہ سنگسار ہو گیا ہو گا تو اسکا خون بہا وارثون کو بیت المال سے دلایا جاویگا اور اگر بعد اسکے رجم کے ایک گواہ پھر گیا تو اسکو حد بہتان زنا کی لگائی جاویگی **ف** اور امام زفر کے نزدیک نہ لگائی جاویگی اور دلیل دونون کی اصل مین بیان کر دی **ص** اور جو تہائی خون بہا کا تاوان لیا جاویگا اور امام شافعی کے نزدیک قصاصاً قتل ہو گا اور جو اسکے سنگسار کرنے سے پیشتر اگر کوئی گواہ پھر لیگا تو چار ونکو حد لگیگی حد قذف کی اور جنہون نے گواہی دی تھی انپر حد نہ لگیگی پس اگر رجوع بعد حکم قاضی کے ہو تو امام محمد کے نزدیک فقط پھرنے والے کو حد لگیگی اور اگر رجوع قبل حکم کے ہو تو بھی امام زفر کے نزدیک فقط پھرنے والے پر پڑیگی اور اگر پانچ گواہون مین سے ایک بعد رجم کے پھر جاویگا تو اسپر بہتان زنا کی نہ الازم نہو گی لیکن اگر دوسرا گواہ اور پھر لیگا تو اسوقت دونون کو حد ماری جاویگی اور دونون کو ملکر دو تہائی خون بہا دینا ہو گا اگر ایک شخص نے رجم کا حکم ہونے سے رجم کی جگہ اسکو تلوار سے مار ڈالا یا گواہون نے رجم کرنے کے بعد رجوع کیا اور پھر وہ بعد رجم کے معلوم ہوا کہ غلام تھے یا کافر تھے تو اس صورت مین [illegible] اور دوسری صورت مین پوری خون بہا کا ضامن ہو گا امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک یہ ضمان انمین نہین بلکہ بیت المال پر ہو گا **ف** مرد کی اس شخص کو کہتے ہین جو اپنے کاموں ٹھیک ٹھیک بتاتا ہو کہ یہ عادل ہین شہادت کے قابل ہین یا نہین **ص** اور اگر وہ شخص جسپر رجم کا حکم ہوا سنگسار کیا جاوے اور پھر وہ گواہ غلام نکلین اور رجم کے بعد انکا تزکیہ نہین کیا تھا تو خون بہا اسکا بیت المال مین ہو گا اور صاحبین کے نزدیک سب صورتون مین خون بہا بیت المال ہی مین ہو گا اور اگر زنا کی گواہی مین گواہ یہ لفظ کہین کہ ہمنے قصداً زانی اور زانیہ کی طرف دیکھا تو انکی شہادت قبول کی جاوے یعنی قصداً دیکھنے کے جرم مین شہادت رد نہ کرنی چاہیے اور جس شخص پر گواہی زنا کی گذری ہو اور وہ اپنے محصن ہونے سے انکار کرے اور اسکی بیوی کا لڑکا اس سے ہووے یا ایک مرد اور دو عورتین اسکے محصن ہونے پر گواہی دین تو وہ رجم کیا جاویگا اور امام زفر اور امام شافعی کے نزدیک رجم نہو گا ایک مرد اور دو عورتون کی شہادت سے

ص باب شراب پینے کی حد کے بیان مین

حد شرب کی مانند حد قذف کے ہے یعنی آزاد کو اسی کوڑے اور غلام کو چالیس اگرچہ اسنے ایک قطرہ شراب کا پیا ہو **ف** اور اصل اس باب مین قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے جو شخص کہ پیے شراب کو تو کوڑے مارو اسکو پھر اگر پیے تو مارو اسکو پھر اگر پیے تو مارو اسکو پھر اگر پیے تو قتل کرو اسکو نکالا اسکو اصحاب سنن اربعہ نے سوا نسائی کے معاویہ سے اور مروی ہے حدیث ابی ہریرہ سے اور ترمذی نے صحیح کیا حدیث معاویہ کو حدیث ابی ہریرہ سے اور تصحیح کی اسکی ذہبی نے اور روایت کیا اسکو حاکم نے مستدرک مین اور ابن حبان نے صحیح مین اور نسائی نے

سنن کبریٰ مین بھر قتل منسوخ ہوگیا اسواسطے کہ روایت کیا نسائی نے سنن کبریٰ مین جابر سے اس حدیث کو اور آخر مین یہ زیادہ کیا گیا
ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کہ پی تھی اُسنے شراب چوتھے مرتبے مین تو آپنے اُسکے کوڑے لگائے اور قتل نہین کیا اور ایک لفظ
مین یہ زیادہ کیا کہ پھر مسلمانون کو معلوم ہوا کہ کوڑے مارنا ٹھہر گیا اور قتل اُٹھ گیا یعنی منسوخ ہوگیا اور روایت کیا اُسکو ابوداؤد نے سنن مین اور
ابوداؤد نے سنن مین اور امام شافعیؒ کے نزدیک چالیس کوڑے مارے اور ہماری دلیل اجماع صحابہ کا ہے اسّی کوڑے پر
مروی ہے انسؓ بن مالک سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا ایک شخص کہ اُسنے پی تھی شراب سو مارا اُسکو دو چھڑیون سے
کھجور کی قریب چالیس مارکے اور اسیطرح کیا حضرت ابوبکرؓ نے پھر جب ہوے حضرت عمرؓ مشورت کی لوگون سے سو کہا عبدالرحمٰن
بن عوفؓ نے کہ ہلکا حدون کا اسّی ہے سو حکم کیا اسکا عمرؓ نے روایت کیا اُسکو بخاری و مسلم نے اور نکالا اُسکو حاکم نے مستدرک
مین ابن عباسؓ سے **ص** اور جسنے شراب پی اور اسیطرح گرفتار ہوا کہ شراب کی بو موجود ہو اگرچہ پاد کے دور ہوتے
جاتی رہی ہو یا مست ہوا اور عقل اُسکی زائل ہو اگرچہ نبیذ تمر کے پینے سے ہوا ہو اور یا وہ اُسکا اقرار کرے ایک بار یا دو مرد اُسپر
پینے کی گواہی دین اور معلوم ہو کہ اُسنے اپنی خواہش سے پی ہے تو اُسکو حد لگاوین حالت ہوش مین **ف** اور بیہوشی
مین نہ ماریں اور نبیذ سے اگر مست ہو تو حد اسواسطے ماری جاتی ہے کہ حضرت عمرؓ نے حد ماری ایک اعرابی کو کہ مست ہوگیا
تھا نبیذ سے اور فرمایا اِنَّمَا جَلَدْنَاكَ لِسُكْرِكَ یعنی تجھے کوڑے مارے ہمنے بسبب نشے تیرے کے روایت کیا اُسکو ابن ابی
شیبہ نے مصنف مین اور دارقطنی نے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوڑے مارے ایک شخص کو کہ مست
ہوگیا تھا نبیذ سے اور بہت سے آثار اسمین وارد ہوے ہین ذکر کیا اُنکو ابن الہمام نے فتح القدیر مین **ص** اور اگر وہ خود بعد
جاتی رہنے کے اقرار کرے یا دو گواہ بعد ہوجانے کے گواہی دین **ف** نہ دوری فاعل کی جہت سے یعنی اگر فاعل
کی دوری کی جہت سے ہوجاتی رہی تو اُس سے حد نہ جاویگی **ص** تو حد واجب ہوگی **ف** اور اگر مشہود علیہ کی دوری
اقرار کرنے بعد ہوجانے کے بھی تو حد ماری جاویگی اور دلیل شیخین کی یہ ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ نے حکم کیا اُس شخص کے لیے جو
لایا گیا تھا مست کہ ہو سونگھو اُسکے مُنہ کی تو معلوم ہوا کہ بغیر ہوے حد نہوگی روایت کیا اس اثر کو عبدالرزاق نے اور متعلق ہین
راہو یہ نے **ص** اور اسیطرح اگر اُسنے صرف شراب کی بو پائی جاتی ہو یا قے شراب کی کرے یا جو اقرار کیا تھا اُس سے پھر جاوے یا اقرار ایسی مستی
کی حالت مین کرے کہ اُسکی عقل جاتی رہی ہو تو ان سب صورتون مین حد نہ لگائی جاویگی اور جاننا چاہیے کہ امام صاحب کے نزدیک
واجب ہونے مین حد نشا کے یہ علامت ہے کہ کچھ نہ پہچانے یہان تک کہ زمین کو آسمان سے اور مست مین شرابون کی یہ ہے
کہ بیہودہ بکے اور صاحبین کا مطلقاً یعنی ہر مین بھی یہی مذہب ہے اور اسی طرف مائل ہوے ہین اکثر مشایخ اور امام شافعیؒ کے نزدیک
ہو کہ اثر اُسکا ظاہر ہو اُسکی چال اور حرکات مین **ف** اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ شراب انگوری کے تو ایک قطرہ پینے سے بھی حد
ہوگی اور سوا ان کے جب السا مست ہوجاوے **ص** اور اگر مست مرتد ہوجاوے تو اُسپر اُسکی جورو حرام نہوگی اور طلاق اور عتاق
اور اقرار وغیرہ اُسکا واسطے زجر کے جاری ہوگا اور یہ کوڑے حد زنا کی طرح مجرم کے بدن پر سر اور مُنہ اور شرمگاہ بچا کر پڑے آثار کے اجداد الگاوین

ص باب تہمت زنا کی حد کے بیان مین

محصن مرد یا محصنہ عورت کو یعنی جو آزاد مسلمان مکلف پاک ہو زنا سے کوئی شخص زنا کی تہمت لگا دے صریحاً **ف** مثلاً

مرد کو کہے زَنَیْتَ یا زَانِ اور عورت کو یا زَانِیَۃُ **ص** یا کہے عورت سے زَنَاْتِ فِی الْجَبَلِ تو نے پہاڑ میں زنا کیا اور مراد اسے پہاڑ پر چڑھنے کی تو حد مارا جاوے **ف** یعنی زنا ہمزے کے ساتھ چڑھنے کے معنوں میں بھی آتا ہے مگر چاہیے تھا کہ اسکے بعد علی بولتا جب اسنے فی کہا تو معلوم ہوا کہ چڑھنے کے معنی نہیں لیے بلکہ زنا کے معنی لیے اسلیے حد واجب ہوئی **ص** اور امام محمدؒ کے نزدیک واجب نہوگی **ف** اسواسطے کہ شبہہ ہوگیا اور شبہہ سے حد دفع ہوتی ہے اور ہم کہتے ہیں کہ حالت غضب زنا کی مرجح ہے کذا فی الاصل **ص** یا نہیں ہے تو اپنے باپ سے یا اسکے باپ کا نام لیکر کہا کہ تو فلانے کا بیٹا نہیں حالت غضب میں یہ تینوں لفظ کہے **ف** اور اگر غصے میں کہا ہو تو حد نہ لگائی جاویگی اسواسطے کہ وقت غصہ نہونیکے اسکے معنی یہ ہیں کہ تو افعال میں اپنے باپ کے مانند نہیں ہے **ص** یا پکارا کہ اے چھنال کے جنے اور اسکی ماں مرگئی ہو اور عفیفہ ہو تو اس تہمت لگانے والے کو حد لگائی جاویگی اگر وہ تہمت لگایا گیا یا اسکا باپ یا جسکو اس تہمت کے سبب سے عار ہے مطالبہ کرے **ف** اور اسکی بھی حد مثل حد شرب کے ہے تعداد میں یعنی اسّی کوڑے آزاد کے لیے اور چالیس غلام کے لیے اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الآیۃ یہانتک کہ فرمایا فَاجْلِدُوْھُمْ ثَمٰنِیْنَ جَلْدَۃً یعنی لگاؤ انکو اسّی کوڑے اور مطالبہ متہم کا شرط ہے اسواسطے کہ یہ حق اسیکا ہے کیونکہ اس حد سے اسکی جانب سے دفع عار ہوتا ہے اور ثبوت میں بھی یہ مثل حد شرب کے ہے یعنی دو مردوں کی گواہی اور ایکبار کی آواز سے ثابت ہوتی ہے **ص** اور اگر اسکو کہے کہ تو اپنے دادا یا ماموں کا یا چچا کا یا سوتیلے باپ کا بیٹا نہیں ہے یا کہے کہ تو ایک کا انمیں سے بیٹا ہے تو دونوں صورتوں میں حد نہ مارا جاویگا **ف** اسواسطے کہ اول صورت میں وہ کہنے والا سچا ہے کیونکہ وہ بیٹا دادا کا نہیں ہے بلکہ باپ کا اور اسی طرح ماموں اور چچا وغیرہم کا اور دوسری صورت میں اسواسطے کہ ان سب کو بھی باپ کہتے ہیں لیکن ماموں سو اسواسطے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلْخَالُ اَبٌ یعنی ماموں باپ ہے روایت کیا اسکو صاحب ہدایہ نے اور فتح القدیر اور تخریج زیلعی میں ہے کہ یہ حدیث غریب ہے لیکن روایت کی ابو شجاع دیلمی نے فردوس میں عبداللہ بن عمرؓ سے کہ فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ماموں والد ہے جسکا کوئی والد نہیں ہے اور لیکن چچا سو اسواسطے کہ کلام اللہ میں ہے نَعْبُدُ اِلٰھَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهِیْمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ حالانکہ اسمٰعیل چچا تھے حضرت یعقوب علی نبینا وعلیہ السلام کے اور مان کا خاوند بھی عرف میں باپ کہا جاتا ہے اور کلام اللہ میں ہے کہ حضرت نوحؑ نے فرمایا اِنَّ ابْنِیْ مِنْ اَھْلِیْ اور وہ انکی بیوی کے بیٹے تھے **ص** اور اگر عرب کو کہا کہ اے آسمان کے پانی کے بیٹے یا اے نبطی تو بھی حد نہ لگیگی **ف** کیونکہ ان دونوں میں نفی نسب نہیں ہے بلکہ انکی سخاوت اور صفائی کے سبب سے ان لقبوں سے نامزد کرتے ہیں اور اسیطرح نبطی وہ لوگ ہیں جو بری عادتیں رکھتے ہیں اور انکی گفتگو میں فصاحت نہیں ہے **ص** اور جو کسی نے میت کو تہمت زنا کی لگائی تو اسکے باپ اور بیٹے کو اور پوتے کو اور نواسے کو اگرچہ میراث سے محروم ہو اختیار ہے کہ مطالبہ حد کا کریں اور امام شافعیؒ کے نزدیک ہر وارث کو جائز ہے کہ مطالبہ حد کا کرے اور امام محمدؒ کے نزدیک نواسے کو اور امام زفرؒ کے نزدیک جو میراث سے محروم ہو اسکو طلب حد کا اختیار نہیں اور اگر باپ یا آقا اپنے لڑکے یا غلام کی مان کو تہمت زنا کی گالی دیں تو لڑکا اور غلام خواستگار انکی سزا کے نہونگے اور حد قذف کی اس شخص کے مرنے سے باطل ہوجاتی ہے جسکو گالی دی ہو تو اگر کچھ کوڑے مارے تھے کہ وہ شخص مرگیا تو اب تہمت لگانے والے کو چھوڑ دینگے اسواسطے کہ حد کی میراث نہیں ہوتی اور امام شافعیؒ کے نزدیک حد کی بھی میراث ہوتی ہے اور اگر مقذوف قاذف کو معاف

کروے یا حد کے بدلے مین اُس سے کچھ مال لیوے تو یہ جائز نہین اور امام شافعیؒ کے نزدیک جائز ہو اگر کسی کو کہے کہ اے زانی اور اُسنے اُسکے جواب مین کہا کہ تو زانی ہی تو دونون کو حد ماری جاویگی اور اگر اپنی منکوحہ سے کہے کہ اے زانیہ اور وہ جواب مین کہے کہ زانی تو ہی تو عورت پر حد لگائی جاویگی اور لعان واجب نہین ہی اور اگر عورت یون جواب دیوے کہ مین نے زنا تجھسے کیا ہی تو حد اور لعان دونون باطل ہوجاوینگے ف اور وجہ اسکی اصل مین مذکور ہی ص اور اگر پہلے اپنے بیٹے کا اقرار کیا پھر کہا کہ میرا نہین تو لعان کرے اور اگر اول کہے کہ میرا نہین پھر اقرار کرے تو اس صورت مین اُسپر حد لگائی جاوے اور دونون صورتون مین بیٹے اُسکے ہونگے اور جو عورت سے کہا کہ یہ لڑکا نہ میرا ہی نہ تیرا تو حد اور لعان کچھ نہین واجب ہوگا اور اگر زنا کی گالی ایسی عورت کو دی جسکے بچے کا باپ معلوم نہو یا جو اپنے بچے کے باب مین لعان کر چکی ہو ف بچے کی قید اسواسطے لگائی کہ بغیر بچے کے اگر لعان ہوا ہوگا تو اُسکی قذف سے حد واجب ہوگی ص یا ایسے مرد کو زنا کی گالی دی جسنے عورت اجنبیہ یا لونڈی غیر مملوک سے صحبت کی ہو ف مثلاً اپنی ماں یا بہن یا بھائی کی لونڈی سے صحبت کی ہو ص یا شرکت لونڈی سے یا اُس مملوکہ سے جو ہمیشہ کے لیے حرام ہو مثلاً وہ لونڈی جو اُسکی بہن رضاعی ہو یا گالی دی اُس مسلمان کو جسنے حالت کفر مین زنا کیا ہو یا گالی دی مکاتب کو جو اتنا مال چھوڑ جاوے کہ اُسکی کتابت کا وفا ہو سکتا ہو تو ان سب صورتون مین گالی دینے والے پر حد ماری جاویگی اور اگر ایسے شخص کو گالی زنا کی دی جسنے وطی کی حرام لغیرہ جیسے صحبت کی زوجہ حائضہ سے یا آتش پرست لونڈی یا مکاتب لونڈی سے یا اُسنے نکاح کیا تھا حالت کفر مین اپنی ماں سے تو اُسپر حد ماری جاویگی اور مستامن اگر مسلمان کو گالی زنا کی دے تو اُسپر حد لگائی جاویگی ف مستامن اُسکا فرکو کہتے ہین جو دارالحرب سے دارالاسلام مین امان لیکر آیا ہو ص اور کئی جنایتون کے واسطے اگر جنس اُنکی ایک ہو تو ایک حد کافی ہو ف مثلاً چند مرتبے گالی دی زنا کی یا چند مرتبے زنا کیا یا شراب پی تو ہر ایک کے واسطے ایک ہی حد کافی ہی اگرچہ ہر بار دوسرے شخص کو گالی دی ہو یا دوسری عورت سے زنا کیا ہو ص اور اگر جنس اُسکی مختلف ہو تو ایک حد کفایت نہ کریگی ف مثلاً زنا اور شراب اور قذف سب سے ایک حد کافی نہوگی اور امام شافعیؒ کا اسمین خلاف ہی اور دلیل اُنکی اصل مدین مذکور ہی

ص فصل تعزیر یعنی تادیب اور توبیخ کے بیان مین

تعزیر وہ سزا ہی جو حد سے کم ہو اور اکثر اُسکے اوتالیس ۳۹ کوڑے ہین ف اور دلیل اسکی یہ ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کہ پہنچ جاوے کسی حد کو غیر حد مین تو وہ ظالمون مین سے ہی روایت کیا اسکو بیہقیؒ نے اور کہا اُنہون نے یہ حدیث مرسل ہی اور نکالا اُسکو متصل بھی نعمان بن بشیرؓ سے اور روایت کیا اُسکو ابن ماجہؒ نے قوارید مین متصلاً اور امام محمدؒ نے مرسلاً اور اقل حد کا چالیس کوڑے ہین غلام مین تو تعزیر مین اُس سے ایک کوڑا کم رکھا گیا ص اور اکثر اُسکے تین کوڑے ہین اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ایک روایت مین اکثر اُسکے اوناسی کوڑے اور ایک روایت مین پچھتر کوڑے ہین ف اور ہدایہ مین ہی کہ ہمارے مشایخ نے اقل کو اُسکے رائے امام پر سونپا ہی اور اسی واسطے بہت سے فقہا نے اُسکی حد نہین ذکر کی ہی ص اور امام کو جائز ہی کہ ضرب اور حبس دونون کرے اور مار تعزیر کی سخت تر ہی پھر زنا کی حد مین پھر شراب پینے کی حد مین پھر گالی کی حد مین ف یعنی تعزیر مین سخت تر ہاتھ لگاوین اور باقی مین بہ ترتیب درجہ بدرجہ نرم نرم ہاتھ پڑے ص اگر کوئی شخص یا کافر کو زنا کی گالی دے یا مسلمان کو ان الفاظ سے کوئی کہے اے فاسق اے کافر یا خبیث اے چور اے بدکار اے جھوٹے اے

خیانت کرنے والے آدمی لونڈے باز آدمی بیدین آدمی دیوث یعنی بے غیرت کہ اپنے اہل خانہ پر زنا کا روادار ہو آدمی قرطبان یا قلتبان یعنی کٹنے آدمی شعر انجوار آدمی سود خوار آدمی قحبہ کے جنے آدمی بدکار کے جنے آدمی چوروں اور زناکاروں کے تھانگی آدمی ان امر اور ان سب صورتوں میں تعزیر کیا جاویگا اور اگر مسلمان کو کہے او گدھے آدمی سور آدمی کتے اور بچھو او بندر آدمی حجام آدمی ولد الحجام اور بے باپ اسکا حجام تھا آدمی زنا کی مزدوری لینے والے آدمی نالایق آدمی ٹھٹھے باز آدمی مسخرے تو ان صورتوں میں تعزیر لازم ہوگی اور جس شخص پر حد یا تعزیر ہو اور وہ مرجاوے تو اسکا خون ضائع ہو **ف** یعنی خون بہا اسکا کسیکو نہ دیا جاویگا **ص** برخلاف شوہر کے جو اپنی زوجہ کو تعزیر دے اور وہ مرجاوے تو شوہر پر خون بہا لازم ہوگا **ف** مثلاً شوہر کا کہنا نہ ماننے پر یا نماز کے ترک کرنے پر یا ناپاکی سے غسل نکرنے پر یا گھر سے نکل جانے پر یا اور کسی امر پر تعزیر دے اور اصل میں اس مقام پر تفصیل کی ہے اور ہمنے اسکو ترک کیا

ص کتاب السرقہ

یعنی چوری کا بیان چوری اسکو کہتے ہین کہ عاقل بالغ شخص کسیکا مال مملوک جو دس درم سکہ دار یا زیادہ قیمت کا ہو اور محفوظ جگہ مین کھا ہو پوشیدہ لے لیوے **ف** تو ہمارے نزدیک دس درم سے کم مین ہاتھ نہ کاٹا جاویگا اور امام شافعی کے نزدیک ربع دینار مین اور امام مالک کے نزدیک تین درم مین کاٹا جاویگا اور اس سے کم مین نہین دلیل ہماری یہ ہے کہ روایت کی حاکم نے مستدرک مین مجاہد سے انھون نے ابن عمر سے کہ انھون نے کہا نہین کاٹا گیا ہاتھ زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین مگر ایک تہائی دینار کی کہ قیمت اسکی ایک دینار تھی اور حکومت کیا اسپر اور یہ معارض ہے اسکے جو روایت کی بخاری و مسلم نے کہ قیمت اسکی ربع دینار تھی اور روایت کی نسائی نے اپنی سند سے ابن اسحق سے انھون نے عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے کہ کہا انھون نے تھی قیمت سپر کی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین دس درہم اور روایت کیا اسکو دارقطنی اور امام احمد نے اور اسحق بن راہویہ نے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے مصنف مین سعید بن المسیب سے انھون نے ایک شخص سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین قطع ہو مگر ایک دینار یا دس درہم مین اور یہ حدیث اس لفظ سے موقوف ہے اوپر ابن مسعود کے روایت کیا اسکو قاسم بن عبد الرحمن نے ابن مسعود سے کہا ترمذی نے کہ قاسم نے نہین سنا انسے تو یہ حدیث منقطع ہے لیکن روایت کی امام نے اپنی مسند مین قاسم بن عبد الرحمن سے انھون نے اپنے باپ سے انھون نے عبد اللہ بن مسعود سے کہ کہا انھون نے کہ کاٹا جاتا تھا ہاتھ عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین دس درہم پر اور یہ موقوف ہے اوپر عبد اللہ بن مسعود کے اور اوپر گذرا اثر حضرت علی کا کہ انھون نے کہا نہین قطع کیا جاویگا ہاتھ کم مین دس درہم سے رواہ الدارقطنی **ص** تو اگر یکا کف یعنی عاقل بالغ نے اگرچہ غلام ہو چرایا دس درہم یا زیادہ کے مال کو اور وہ مال محفوظ ہو بلا شبہہ **ف** اور اگر شبہہ ہو تو قطع نہ کیا جاویگا جیسے چرا وے مال اپنے ذی رحم محرم کے پاس سے کذا فی الاصل **ص** مکان مین یا مثل گھر کے یا صندوق کے یا راہ مین کسی محافظ کے جو بیٹھا ہو یا مسجد مین اور مال اسکا اسکے پاس ہو امام اعظم اور امام محمد کے نزدیک اور اسکے لینے والے کا اقرار کرے اور امام ابو یوسف کے نزدیک دو بار اقرار کرے یا دو مرد اسکی چوری پر گواہی دین اور امام اس سے پوچھ لیوے کہ سرقہ کیسا ہوا اور کیا ہوا اور کب ہوا اور کس جگہ ہوا اور کتنے مال کا ہوا اور کسکے مال کا ہوا اور وہ گواہ بیان کرین ان سب باتون کو تو ہاتھ اسکا کاٹا جاوے اور اگر بہت لوگون نے مال چرایا اگرچہ اس مال کو بعض انمین سے اٹھا لائے ہون لیکن انمین سے ہر ایک کو دس درم سے کم نہ پہونچا ہو

تو سب کا ہاتھ کاٹا جاویگا ف اسواسطے کہ ہر ایک نے مقدار نصاب سرقہ لے لیا تو سب سارق ٹھہرے ص اور کاٹا جاویگا ہاتھ اگر سیاگوان کی لکڑی یا نیزے کی چھڑ یا آنہو میں یا مندیا یا سبز نگینہ ف یا اور کسی رنگ کا ہو ص یا یاقوت یا زبرجد یا موتی یا برتن یا دروازے کی لکڑی کے ہوں چراوے اور نہ کاٹا جاویگا ہاتھ شئی حقیر کے چرانے میں جو ہمارے شہر میں مباح ہیں مثلاً لکڑی اور گھاس اور نرکل اور مچھلی اور پرندہ اور شکار اور ہرتال اور گیرو اور چونا ف اسواسطے کہ روایت کی ابن ابی شیبہ نے مصنف میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ کہا انھوں نے نہیں کاٹا جاتا تھا ہاتھ چور کا زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں شئی حقیر میں اور پرندے میں اسواسطے نہ کاٹا جاویگا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں قطع ہے پرندمیں کہ کیا اسکو صاحب ہدایہ نے اور یہ حدیث مرفوعاً نہیں ملی بلکہ روایت کیا عبدالرزاق نے حضرت عثمانؓ کا قول کہ نہیں قطع ہے پرندمیں اور مچھلی میں سب قسم کی مچھلی داخل ہو اور اسیطرح ہر پرندمیں مرغی اور بطخ اور کبوتر وغیرہ ص اور نہ اس شئی میں جو جلدی بگڑ جاتی ہے مثلاً دودھ اور گوشت اور ترمیووں میں ف اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں ہاتھ کاٹا ہے میوے میں اور نہ پھل میں خرمے کے روایت کیا اسکو امام احمد اور اصحاب سنن نے اور صحیح کیا اسکو ترمذی اور ابن حبان نے اور فرمایا کہ نہیں ہاتھ کاٹا ہے طعام میں روایت کیا اسکو ابوداؤد نے مراسیل میں حسن بصری سے ص اور کھجور میں درخت پر ہو اور خرمنے میں ف اور امام ابو یوسف کے نزدیک ہر میں ہاتھ کاٹا جاویگا سواشئی اور خاک گوبر کے اور امام شافعی کے نزدیک نہیں قطع شل لکڑی اور ترمیووں میں جو جلدی خراب ہوجاتے ہیں اس سبب سے کہ ان میں بھی قطع ید ہو اور وہ حدیث جسنے روایت کیا ہے وہ ضعیف ہے ص اور اس کھیتی میں کچی ہو ف اسواسطے کہ وہ محفوظ نہیں ہے ص اور نہ نشا لانے والی چیزوں میں زائد ہونے میں ف شل ڈھول اور سارنگی اور ستار اور طنبور وغیرہ کے ص اور نہ چلیپا میں سونے کی ہو یا چاندی کی ف چلیپا وہ ہے کہ جسکو نصاریٰ اپنی زنار میں باندھتے ہیں اور شکل اسکی یہ ہوتی ہے ص اور نہ شطرنج اور نہ چوسر اور نہ مسجد کے دروازے میں اور قرآن شریف میں اور زائد اولڑکے میں اگرچہ دونوں ف یعنی قرآن شریف اور لڑکا ص زیور دار ہوں ف اور امام شافعی کے نزدیک مسجد کے دروازے میں اور قرآن شریف میں بھی ہاتھ کاٹا جاویگا اور امام ابی یوسف کے نزدیک لڑکے زائد میں بھی جب زیور اسکا مقدار نصاب کے ہو ص اور غلام اور فقروں میں مگر جب کہ نابالغ ہو یا وقت حساب کے ہوں ف کہ آپ صورت میں ہاتھ کاٹا جاویگا ص اور کتے اور چیتے میں اور امانت میں خیانت کرنے سے اور اوچک لے جانے سے اور لوٹ لے جانے سے ف اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں ہے خیانت کرنے والے پر اور نہ لوٹنے والے اور نہ اوچکے پر ہاتھ کاٹنا روایت کیا اسکو احمد اور چاروں عالموں نے اور صحیح کیا اسکو ترمذی اور ابن حبان نے ص اور کفن چور سے ف اور امام ابو یوسف اور شافعی کے نزدیک کفن چور پر قطع ہے کیونکہ یہ حدیث صحیح ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ کفن چرائے تو کاٹینگے ہم اسکو روایت کیا اسکو بیہقی نے اور کہا ابن المنذر نے کہ مروی ہے ابن زبیر سے کہ وہ قطع کرتے تھے کفن چور کو اور جواب یہ ہے کہ بیہقی نے اس حدیث کو ضعیف کیا اور اسکی اسناد میں کثیر بن عبداللہ عازم مجہول ہے اور کہا ابن الہمام نے کہ وہ حدیث مستلزم ہے اثر ابن زبیر کا روایت کیا اسکو بخاری نے تاریخ میں اور ضعیف کیا اسکو بسبب سہیل بن عبداللہ کے کہا عطائے کہ ہم اتہام کرتے تھے اسکو ساتھ کذب کے اور دلیل ہماری قول ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لا قطع علی المختفی یعنی نہیں قطع ہے مختفی یعنی کفن چور پر روایت کیا اسکو صاحب ہدایہ نے اور یہ حدیث مرفوعاً نہیں پائی گئی لیکن روایت کی

ابن ابی شیبہ نے ابن عباسؓ سے کہ کما انھوں نے نہیں ہے کفن چور پر قطع اور بھی ابن ابی شیبہ نے روایت کی زہری سے کہ مروان نے کفن چور دن کو پایا اور نکالا یا اور قطع نہیں کیا اور صحابہ بہت موجود تھے اور ایسا ہی اخراج کیا اسکا عبدالرزاق نے معمر سے اور ایک روایت میں مصنف ابن ابی شیبہ کی ہے کہ مروان نے پوچھا صحابہ اور فقہاء سے اپنے وقت کے ایک کفن چور کے باب میں سو جمع ہوئی رائے انکی اس بات پر کہ ماریں ہم اسکو اور پھرا دیں اسکو اور کہا شیخ ابن الہمام نے فی لاشک فی ترجیح مذہبنا من جھۃ الآثار یعنی اب نہیں شک ہے ترجیح میں ہمارے مذہب کے از روے احادیث کے **ص** اور عام کے مال چرانے سے مثلاً بیت المال میں سے چوری کرنے سے اور مال مشترک کے چرانے سے اور بقدر اپنے قرض کے یا زیادہ قرضدار کے مال میں سے چرا لینے سے قرض حال ہو یا مؤجل اور ایسی چیز کے چرانے سے جسمیں لوگوں کے حق ہیں اسکا ہاتھ کٹ چکا ہو بشرطیکہ وہ چیز بدستور ہو کچھ بدلی نہ ہو اور امام ابو یوسف اور شافعی کے نزدیک کاٹا جاوے اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر اگر لوٹے یعنی چرا وے تو کاٹو اسکو **ف** روایت کیا اسکو دارقطنی نے ابوہریرہؓ سے **ص** اور یہ حدیث مطعون ہے طعن کیا اسمیں طحاوی نے اور معنی حدیث کے یہ ہیں کہ جو چور اعادہ کرے چوری کا تو اسکی شہادت مسروق کا تو حاصل یہ ہے کہ ساقط العدالت نہ ہو **ف** بوجہ اس بات کے کہ اسکی اسناد میں واقدی ہے اور وہ ضعیف ہے **ص** اور اگر بدلا گئی ہو جب چرا وے تو کاٹا جاویگا جیسے پہلے سوت چرایا تھا اور اسمیں ہاتھ کاٹا گیا پھر وہ بنا گیا اور پھر اسکو چرایا تو پھر کاٹا جاویگا اور جو شخص کہ اپنے قریب محرم کے پاس سے مال چرا وے برابر ہے کہ اسی کا مال ہو یا غیر کا لیکن اسکے پاس رکھا ہو تو ہاتھ نہ کاٹا جاویگا اور اگر اپنے قریب محرم کا مال جو کسی اور کے پاس تھا اسکے گھر سے یا اپنی مادر رضاعی کا مال چرایا تو کاٹا جاویگا اور امام ابو یوسف کے نزدیک اگر باپ اور رضاعی کا مال چرا دیگا تو کاٹا نہ جاویگا اور ہاتھ نہ کاٹا جاویگا اگر چرا وے شوہر اپنی منکوحہ کا مال یا منکوحہ اپنے شوہر کا اگرچہ الگ گھر میں رہتے ہوں یا غلام اپنے مالک کا مال چرا دے اور مالک کی زوجہ کا مال یا اپنے مالک کے غلام مدبر کا مال یا اپنے مکاتب کا یا مہمان میزبان کا مال یا مال غنیمت یعنی جو فوج لوٹ میں لائی اسمیں سے چرایا تو بھی ہاتھ نہ کاٹا جاویگا **ف** اسواسطے کہ حضرت علیؓ نے نہ کاٹا ہاتھ اس شخص کا جسنے چرایا تھا مال غنیمت کا روایت کیا اسکو عبدالرزاق نے مصنف میں **ص** یا حمام یا گھر میں کا جسمیں گھسنے کی اجازت عام ہو **ف** تو اگر وہاں کو گھسنے کی اجازت ہو اور راستہ کا چرا وے کاٹا جاویگا اور اگر حمام میں کوئی محافظ ہو تب بھی وہاں کے مال چرانے سے کاٹا نہ جاویگا اور مسجد کے مال میں اگر کوئی محافظ ہو یا نہ ہو کاٹا جاویگا **ص** اور جو کسی چیز کو چرا دے مگر اسکو گھر سے باہر نہ لیجاوے یا گھر میں سے اس شخص کی دیوار سے ہو باہر گھر کے ہو تو کاٹا نہ جاویگا اور امام ابو یوسف اور شافعی کے نزدیک اگر اسنے ہاتھ گھر کے باہر نکال دیا اور دوسرے نے لیا تو اسپر قطع ہو اور جو دوسرے نے گھر کے اندر ہاتھ ڈالا اور اسنے دیا تو دوسرے پر قطع ہے **ف** اور فی خیرے میں ہو کہ اگر داخل اور خارج کے بیچ میں اس مال کو رکھ دیا اور دوسرے نے آن کر لے لیا تو ایک روایت میں کسی کا ہاتھ نہ کاٹا جاویگا اور ایک روایت میں دونوں کے ہاتھ کاٹے جاوینگے **ص** اور جو گھر کی دیوار میں سوراخ کر کے ہاتھ اندر ڈال کے کچھ لے لیوے یا تھیلی جو آستین کے باہر ہو کاٹ لے یا اونٹوں کی قطار میں سے ایک اونٹ یا اسکا بوجھ چرا لے تو ہاتھ نہ کاٹا جاویگا اور امام ابی یوسف کے نزدیک گھر کے اندر ہاتھ ڈال کے لینے سے بھی کاٹا جاویگا جیسے صندوق کے اندر ہاتھ ڈال کے مال نکالنے سے **ف** اور دلائل سب مسائل کے اور تفصیل اسکی اور جواب ہمارا اصل میں مذکور ہے **ص** اور اگر اونٹ کو یا اسکا بوجھ قطار میں سے چرا لے اور وہاں کوئی محافظ ہو اگرچہ سوتا ہو یا شکیلے کو چیر کر اسمیں سے اسباب لے یا ہاتھ صندوق میں خواہ کسی کی جیب اور آستین میں ڈال کر مال لے لے

ع یعنی ایک شخص نے چرایا اور دوسرے نے اس سے چرایا اور دوسرے نے اس سے چرایا اور اسی طرح تین چار آدمیوں نے ایک دوسرے سے چرایا اور ہر ایک کے پاس سے وہ مال چرایا گیا تو ہر ایک پر قطع ہے

ع یعنی اس صورت میں کہ ہر ایک نے نصاب چرایا ہو

ع یعنی اس صورت میں کہ ہر ایک نے نصاب چرایا ہو

ع امام شافعی کے نزدیک اس صورت میں کاٹا جاویگا کہ ہر ایک نے نصاب چرایا ہو

ع اسواسطے کہ حمام یا مکان محفوظ کے دروازہ پر پس حافظ کا وجود عدم کے برابر ہے پس جب حفاظت اٹھ گئی تو گویا کہ مسجد اور حمام کے مال میں کوئی حافظ ہی نہیں ہوا پس ایسا ہاتھ کاٹا جاویگا کذا فی الکفایہ منہ

یا گھر کے حجرے میں سے نکال کر اُس چیز کو صحن میں لاوے یا جو شخص حجرے والوں میں سے ہو وہ ایک حجرے میں سے جو دوسرے کا ہو چرا لے یا گھر کی دیوار میں سوراخ کر کے اندر گھسے اور کسی چیز کو سوراخ میں سے راہ میں ڈالدے پھر نکلکر اُسکو اُٹھالے یا کسی چیز کو گدھے پر لادکر اُسکو ہانکے سے اور مکان سے باہر لیجاوے تو ان سب صورتوں میں ہاتھ کاٹا جاوے اور امام شافعیؒ کے نزدیک نہ کاٹا جاویگا برابر ہے کہ اُسکو لیوے یا راہ میں چھوڑ دے اور امام زفرؒ کے نزدیک اگر ڈالدینے میں اور لادکر لیجانے میں ہاتھ نہ کاٹا جاویگا **ف** اور دلائل سب کے اصل میں مذکور ہیں

ص فصل ہاتھ کاٹنے کی کیفیت کے بیان میں

چور کا داہنا ہاتھ پہونچے سے کاٹ کر داغ دیا جاوے **ف** لیکن ہاتھ کاٹنا تو کلام اللہ سے ثابت ہوا اور داہنا ہاتھ قرأت ابن مسعودؓ سے اور پہونچے سے کاٹنا اسواسطے کہ روایت کی دارقطنی اور ابن عدی نے کامل میں عبداللہ بن عمرؓ سے کہ کاٹا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ چور کا پہونچے سے اور اسناد میں اسکی عبدالرحمن بن سلمہ ہے کہ میں معلوم ہوا حال اسکا اور روایت کی ابن ابی شیبہؒ نے رجاء بن حیات سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کاٹا ہاتھ پہونچے سے اور یہ مرسل ہوا اور نکالا اُسنے عمرؓ اور علیؓ سے کہ کاٹے انھوں نے ہاتھ پہونچوں سے اور منقطع ہوگیا اسپر اجماع اور لیکن داغ دینا سو اسواسطے کہ روایت کی حاکم نے ابی ہریرہؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے ایک سارق کے کاٹا اُسکو اور داغ دو اُسکو اور حدیث تک اور کہا کہ صحیح ہے بشرط مسلم پر اور روایت کیا اُسکو ابوداؤد نے مراسیل میں اور قاسم بن سلام نے غریب الحدیث میں اور نکالا اور فسطیؒ نے حضرت علیؓ سے کہ انھوں نے بھی داغ دیا **ص** اور اگر پھر چوری کرے تو بایاں پیر کاٹا جاوے اور اگر پھر چوری کرے تو کاٹا نہ جاوے بلکہ قید کیا جاوے یہانتک کہ چوری سے توبہ کرے **ف** اور بایاں پیر کاٹا جاوے گا اسواسطے کہ علماء کا اس پر اجماع ہے اور کیا ایسا ہی حضرت عمرؓ نے بحضور صحابہؓ **ص** اور بعضوں کے نزدیک تعزیر بھی کرے اور امام شافعیؒ کے نزدیک پہلی بار میں داہنا ہاتھ اور چوتھی بار میں داہنا پیر کاٹا جاوے **ف** اور پانچویں مرتبہ میں اُنکے نزدیک بھی قتل کیا جاوے اور تعزیر کیجاوے اور روایت کی طحاوی اور دارقطنی اور حاکم اور عثمان بن عبدالعزیزؒ سے منقول ہو کہ پانچویں بار میں قتل کیا جاوے **ص** اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ چوری کرے تو کاٹو اُسکو پھر اگر چوری کرے تو کاٹو اُسکو پھر اگر چوری کرے تو کاٹو اُسکو **ف** اور یہ حدیث صحیح ہے لغیرہ سے لیکن ہاں روایت کی ابوداؤد اور نسائی نے جابرؓ سے کہ لایا گیا ایک چور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سو فرمایا حضرتؐ نے قتل کرو اُسکو تب کہا لوگوں نے یا رسول اللہ یہ چور ہے فرمایا ہاتھ کاٹو اُسکا پھر کاٹا گیا پھر لایا گیا اُسکو دوسری بار پھر فرمایا قطع کرو اُسکو پھر ذکر کیا اسیطرح پھر لایا گیا اُسکو تیسری مرتبہ پھر فرمایا کہ اسیطرح پھر لایا گیا اُسکو چوتھی مرتبہ اسیطرح پھر لایا گیا اُسکو پانچویں بار اسی طرح سو فرمایا آپ نے قتل کرو اُسکو کہا جابرؓ نے کہ قتل کیا ہم نے اُسکو اور ایک کو ہمیں میں ڈالکر اوپر سے پتھر ڈالدیئے اور نسائی نے اس بحث کو ذکر کیا اور منصب ثابت اُسکی اسناد میں قوی نہیں اور طریقے بھی اس حدیث کے ضعیف ہیں **ص** اور مذہب ہمارا ماثور ہے حضرت علیؓ سے **ف** کہا امام محمد بن الحسنؒ نے کتاب الآثار میں خبر دی ہمکو ابوحنیفہؒ نے انھوں نے عمرو بن مرہ سے انھوں نے عبداللہ بن سلمہ سے انھوں نے علیؓ بن ابی طالب سے کہ فرمایا آپنے جب چوری کرے چور تو کاٹا جاوے داہنا ہاتھ اُسکا پھر اگر چوری کرے تو بایاں پیر اُسکا پھر اگر چوری کرے تو قید کیا جاوے یہانتک کہ نیک ہو جاوے کیونکہ میں شرم کرتا ہوں اللہ تعالیٰ سے کہ کروں اُسکو ایسا کہ

اُسکا کوئی ہاتھ نہو کہ کھاوے اُس سے اور استنجا کرے اُس سے اور کوئی پیر نہو کہ چلے اُسپر اور اسی طریقے سے نکالا اُسکو دارقطنی نے اور عبدالرزاق نے مصنف میں شعبی سے انھوں نے حضرت علیؓ سے اور ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور بیہقی نے اور نکالا ابن ابی شیبہ نے مثل اسکے ابن عباسؓ سے اور حضرت عمرؓ سے کہ انھوں نے مشورہ کیا اس باب میں تو اجماع ہوا لوگوں کا رائے پر حضرت علیؓ کی **ص** اور اگر وہ حدیث صحیح ہوتی البتہ حضرت علیؓ مخالفت نکرتے اُسکی اور صحابہ اخذ نہ کرتے اُنکے قول سے اور طحاوی نے طعن کیا اس حدیث میں **ف** اور کہا کہ ہمنے تلاش کیا ان آثار کو سو نہ پائی کچھ اصل اُنکی اور اسیواسطے منکر کہا اُسکو نسائی نے اور بیہقی میں ہے کہ یہ حدیث صحیح نہیں **ص** یا یہ کہ وہ حدیث محمول ہو سیاست پر **ف** یا منسوخ ہو جیسا کہ قتل اُس حدیث میں امام شافعیؒ کے نزدیک بھی منسوخ ہے **ص** اور واسطے اُس شخص کا ہاتھ نہ کاٹا جاوے جو چوری کرے اور اُسکا بایاں ہاتھ یا انگوٹھا اُس ہاتھ کا یا دو انگلیاں اُسکی سوائے انگوٹھے کے کٹی ہوں یا بھی ہو کا رہوں یا داہنا پیر کٹا ہو یا وہ چور قبل نالش کے اُس شئے مسروقہ کو ہبہ کر دے مالک کے یا بیچ دے یا قیمت اُسکی دس درم سے کم ہو جاوے قبل ہاتھ کاٹنے کے یا اُس شئے مسروقہ کی ملک کا دعوی کرے یا دو چور ہوں میں ایک چور اُسکی ملک کا دعوی کرے اگرچہ کوئی دلیل نہو یا مالک اُسکا مطالبہ نہ کرے اگرچہ چور اُسکا اقرار کرے تو ان سب صورتوں میں کسی کا ہاتھ نہ کاٹا جاویگا **ف** اور ان مسائل میں خلاف امام ابو یوسفؒ اور زفر اور شافعیؒ کا ہے اور اصل میں مذکور ہے **ص** اگر دو آدمی ایک چیز چرا لیں اور ایک انمیں سے غائب یعنی روپوش ہو جاوے اور گواہی سے دونوں کے ذمے چرانا ثابت ہو تو وہ چور جو حاضر ہو اُسکا ہاتھ کاٹے گا اور اگر امانت کے یا غصب کے یا سود کے مال کو **ف** مثلاً ایک نیار کے بدلے میں دو دینار لیے اور اُسکو پیرا لے گیا **ص** امانت دار اور غاصب اور سود خوار کے ہاتھ سے چرایا اور انھوں نے مطالبہ کیا تو ہاتھ اُسکا کاٹا جاویگا اور یہی حکم ہے عاریت لینے اور کرایے سے لینے والے اور مضارب اور مرتہن اور اُس شخص کے مال میں جو اُسکو واسطے خریدنے کے لایا ہو پس قطع ید میں دعوی شرط ہے مالک کرے یا جسکے قبضہ میں ہو اور وہ محافظ ہو **ف** یعنی اُنکے ہاتھ سے اگر چور چرا لیجاوے اور یہ مطالبہ کریں تو قطع لازم ہوگا **ص** اور اگر مال اُن لوگوں کے پاس سے چوری جاوے اور اصحاب مال مطالبہ کریں اُس چور سے تب بھی ہاتھ کاٹا جاویگا اور اگر ایک چور نے مال چرایا اور اُسکا ہاتھ اُسکے عوض میں کٹا بعد اُسکے وہ مال کسی دوسرے نے چرا لیا تو اب اول چور خواہ اصل مالک اگر ہاتھ کاٹنے کی درخواست کرینگے تو دوسرے کا ہاتھ نہ کاٹا جاویگا اور اگر غلام نے کسی غیر کے مال کی چوری کا اقرار کیا تو اُسکا ہاتھ کٹے گا تو اگر مال موجود ہو تو اُس مال کے مالک کی طرف واپس دیا جاویگا اور اگر مال ہلاک ہو گیا ہو تو فقط ہاتھ اُسکا کاٹا جاویگا **ف** برابر ہے کہ وہ غلام ماذون ہو یا نہو اور مولی اُسکی تکذیب کرے یا تصدیق اور یہ مذہب امام ابو حنیفہؒ کا ہے اور اسمیں خلاف ہے ابو یوسفؒ اور زفرؒ اور محمدؒ کا اور دلیلیں سب کی اصل میں مذکور ہیں **ص** اور مال مسروق جس سے قطع ید ہوا اگر موجود ہو تو مالک کو رد کیا جاویگا اور جو ہلاک ہوا تو ضامن نہو گا اگرچہ اُسنے خود اُسکو تلف کر دیا ہو اور یہ روایت حسن ہے امام ابو حنیفہؒ سے اگر خود ہلاک کیا ہو تو ضمان لازم آویگا اور شافعیؒ کے نزدیک چاہے خود ہلاک ہوا ہو یا ہلاک کیا ہو دونوں صورتوں میں تاوان لازم آویگا اور ہاتھ بھی کٹے گا **ف** تو ہمارے نزدیک ہاتھ کاٹنا اور مال کا تاوان دونوں ساتھ نہیں ہوتے کہ ہاتھ بھی چور کا کٹے اور اُس سے مال کی قیمت بھی دلائی جاوے لیکن اگر وہی مال موجود ہوگا تو واپس دلایا جاویگا اور دلیل ہماری اصل میں مذکور ہے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کہ نہیں تاوان دیتے ہیں ہم چور کو بعد اسکے کہ قائم کریں اُسپر حد کو روایت کیا اسکو نسائی نے عبدالرحمن بن عوفؓ سے اور امام شافعیؒ کے نزدیک قطع ید اور ضمان جمع ہوتا ہے **ص** اور اگر ایک چور نے کئی مرتبہ کتنی جگہ چوری کی بعد اسکے سب آدمیوں کی نالش کے سبب سے یا بعض کی اُسکا ہاتھ کاٹا گیا تو باقی آدمیوں کے مال کا بھی ضامن نہوگا امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک جن لوگوں کی نالش میں اُسکا ہاتھ کٹا ہے اُنکے مالوں کا ضامن نہوگا اور باقی مالکوں کے مال کا ضامن ہوگا اور اگر قاضی نے حکم کیا چور کا داہنا ہاتھ کاٹنے کا اور کاٹنے والے نے قصداً بایاں ہاتھ کاٹا تو کچھ دیت یعنی خون بہا اُسپر لازم نہ آویگا اور اگر کپڑے کو چرا کر گھر ہی میں چیر پھاڑ ڈالا پھر باہر نکالا تو کاٹا جاویگا جب وہ کپڑا بعد کٹنے کے درہم یا زیادہ کا ہو اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک نہ کاٹا جاویگا اور اگر بکری کو چرا کر اسی جگہ ذبح کر کے باہر نکالا تو نہ کٹے گا اور اگر چاندی سونا چرا کر اسکے روپیہ اشرفی بنا لیے تو ہاتھ کٹے گا اور روپیہ اشرفی مالک کو دیے جاوینگے اور صاحبینؒ کے نزدیک نہ دیے جاوینگے اور اگر کپڑا چرا کر اُسکو صبغ رنگا اور ہاتھ کاٹا گیا تو کپڑے کا پھیرنا اور اگر ہلاک ہو جاوے تو تاوان اُسکا لازم نہیں اور امام محمدؒ کے نزدیک کپڑا دیدے اور صبغ رنگانے کی قیمت پھیر لیوے اُسکے مالک سے اور اگر سیاہ رنگے تو کپڑا پھیر دے امام ابو حنیفہؒ اور محمدؒ کے نزدیک اور ابو یوسفؒ کے نزدیک پھیرے **ف** اور فتویٰ قول امام پر ہے

ص باب رہزنی کے بیان میں

اگر مسلمان یا ذمی قصد رہزنی کا رکھتا ہو اور کسی کے مال لینے اور قتل کرنے سے پہلے گرفتار ہو تو اسکو قید کرنا چاہیے یہانتک کہ اہل راہ سے توبہ کرے **ف** یعنی علامات نیکبختوں کے پیدا ہو جاویں اور بعضوں نے چھ مہینے کی مدت تعین کی ہے اور صحیح اول ہے **ص** اور اگر وہ مال معصوم یعنی مسلمان یا ذمی کا لے لیوے اور ہر ایک کو اُنکی جماعت سے تعداد نصاب چوری کے یعنی دس درہم یا زیادہ کا مال پہنچے تو اُنکا ایک ہاتھ اور ایک پاؤں دوسری جانب سے کاٹا جاوے **ف** یعنی داہنا ہاتھ اور بایاں پاؤں **ص** اور اگر اُسنے کسی کو جان سے مار ڈالا اور مال نہیں لیا تو قتل کیا جاویگا حد میں نہ قصاص میں یعنی اگر یہ وارث مقتول کا خون اُسکو معاف کر دے یا خون معاف نہوگا اور اگر وہ کسی کو جان سے مار کر مال لیوے تو اُسکا داہنا ہاتھ اور بایاں پاؤں کاٹ کر مار ڈالا جاوے اور یا سولی پر چڑھا دیا جاوے یا کہ صرف جان سے مارا جاوے یا فقط سولی پر کھینچا جاوے **ف** یعنی حاکم کو اختیار ہے جو چاہے اُسمیں سے کرے اور اصل اس باب میں قول اللہ تعالیٰ کا ہے اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ الآیۃ اور روایت کی امام محمدؒ نے ابو یوسفؒ سے انھوں نے کلبی سے انھوں نے ابی صالح سے انھوں نے ابن عباسؓ سے کہ کہا انھوں نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رخصت کیا ابا بردہ ہلال بن عویمر اسلمی کو اس بات پر کہ نہ ہم تمھارے پر زیادتی کریں اور نہ تم ہمارے پر تو چلے کچھ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف واسطے اسلام کے اور اصحاب ابو بردہ نے رہزنی کی اُنپر تو حضرت جبرئیل علیہ السلام حد لیکے اُترے کہ جسنے قتل کیا اور مال لیا سولی دیا جاوے اور جسنے قتل کیا اور مال نہیں لیا قتل کیا جاوے اور جسنے مال لیا اور قتل نہیں کیا تو اُسکے ہاتھ اور پیر خلاف کے کاٹے جاویں اور جو مسلمان ہو کے آیا تو اسلام نے ڈھا دیا جو کچھ کہ کیا تھا اُسنے شرک میں اور عطیہ کی روایت میں ہے ابن عباسؓ سے کہ جسنے فقط ڈرایا اور قتل نہیں کیا اور مال نہیں لیا تو وہ جلاوطن کیا جاوے **ص** اور جس صورت میں کہ امام سولی پر چڑھانا پسند کرے تو ڈاکو کو زندہ سولی پر چڑھاوے اور اُسکے پیٹ کو

نیزے سے پیر سے تاکہ مرجاوے اور تین دن تک اسکی لاش سولی پر رکھے **ف** اور زیادہ تین دن سے نہ رکھے اسواسطے کہ اسمین مثلہ پیدا ہوگی اور لوگون کو ایذا ہوگی ہدایہ **ص** اور اس صورت مین جو مال اُسنے لیا ہو اور تلف ہوا اُسکا تاوان نہ دیگا اور ایک کے قتل کرنے سے سب پر جدا جدا سزا دیجاویگی یعنی جو شخص کہ مرتکب قتل اور مال لینے کا نہوا ہو وہ بھی مثل مرتکب کے ہے **ف** یعنی ڈاکون کو سب کو برابر کا یکسان ہونی چاہیے خواہ اُسنے خود ڈاکہ زنی کی ہو یا اُسکی مدد سے دوسرے نے کی ہو **ص** اور لکڑی اور پتھر مارڈالنے مین مثل تلوار کے ہین **ف** تو جیسا لکڑی اور پتھر سے کسی کو مارڈالا ویسا ہی تلوار سے **ص** اور اگر کسی کو ڈاکو زخمی کرے اور مال نہ لیوے تو اُسکا داہنا ہاتھ اور بایان پانون کاٹا جاویگا اور زخم کا قصاص جاتا رہیگا اور اگر ڈاکو نے زخمی کرے اور مال لے یا جان سے مارڈالے پھر رہزنی سے توبہ کرے یا بعض راہزن عاقل اور بالغ ہون یا جو پہلے رہزنی کی ہو اُس سے توبہ کرے یا قافلہ کے پہنچنے سے پہلے لوگ دوسرے ساتھیون کو پکڑ لین یا رات کو یا دشت مین یا دشہر مین رہزنی کرین تو ان سب صورتون مین سے لازم نہوگی بلکہ اگر قتل عمد ہو تو ولی کو اختیار ہے کہ قصاص لیوے اور اگر عمد نہین تو دیت ہو اور ولی کو اختیار ہے عفو کا **ف** اور اسمین خلاف ہے امام ابو یوسف اور شافعی کا اور وہ مذکور ہوا اصل مین **ص** اور جو شخص کا کاٹا ہوا ہاتھ کے مارڈالنے تو دیت لازم ہوگی اور جو شخص کہ اسکی عادت کرے تو اسکو اُسکے فرض مین اسواسطے سیاست سے مارڈالنا چاہیے

ص کتاب الجہاد

جہاد یعنی کافرون سے مدد دین کے واسطے لڑنا ابتدا مین فرض کفایہ ہے یعنی مسلمانون کو چاہیے کہ شروع لڑائی کا خود کرین تو اگر بعض مسلمان کرلینگے باقی سب کی گردن سے ساقط ہوگا **ف** فرضیت جہاد کی ثابت ہوتی ہے قول سے اللہ تعالیٰ کے وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ كَافَّةً كَمَا يُقَاتِلُونَكُمْ كَافَّةً اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد رہنے والا ہے اُس زمانے سے کہ اُٹھایا مجکو اللہ تعالیٰ نے یہان تک کہ لڑینگی اخیر اُمت میری دجال سے روایت کیا اسکو ابو داؤد نے انس سے **ص** اور اگر کوئی نہ لڑیگا تو سب گنہگار ہونگے اور جہاد لڑنے اور عورت اور غلام اور اندھے اور اپاہج اور ہاتھ پانون کٹے پر فرض نہین **ف** اسواسطے کہ لڑنے مین عورت عاجز ہے اور غلام کو خداوند اور مولی کے حق سے فراغت نہین اور اندھے اور اپاہج اور ہاتھ پانون کٹے اس سے عاجز ہین **ص** اور فرض عین ہوا گر کافر چڑھ آوین تو اس صورت مین عورت بدون اجازت اپنے شوہر کے اور غلام بدون اجازت مالک کے جہاد کو نکلین تو پہلے جس شہر پر کافر چڑھے ہین اُن کے لوگون پر جہاد فرض ہوگا پھر اُن لوگون پر جو اُس سے قریب ہین جب وہ خبر پاوین اور اُس شہر والے لوگ مقابلے سے عاجز ہو جاوین یا سستی کرین پھر اُن لوگون پر جو اُنسے قریب ہین مسئلہ خبر پاوین اور اُن لوگون کا یہی حال ہو یہانتک کہ فرض ہو جہاد لڑنا جمیع اہل اسلام پر مشرق اور مغرب مین اور فرض ہے اسکی مدد جنانچہ ہو کہ اول ہمسایہ اور ساکنان قریب جوار بیت پر فرض وقتی ہے پھر اگر وہ نہ کرین تو اُنپر جو اور لوگون کو خبر پہنچے تو اُنپر فرض ہوتی ہے یہانتک کہ اگر کوئی ادا نہ کرے تو سب گنہگار ہوتے ہین اور جہاد کے لیے امنیا پر کچھ مقرر کرنا مکروہ ہے بشرطیکہ بیت المال مین مال اپنا جاوے ورنہ مکروہ نہین اور لوگون سے لیکر جہاد کرنیوالون کو دین اور اُنکی مدد کرین **ف** اسواسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لی تھی ایک زرہ صفوان سے روایت کیا اسکو ابن اسحٰق نے اور حضرت عمر سے بھی ایسا ہی منقول ہے روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ اور ابن سعد نے طبقات مین **ص** پس اگر ہم فرقہ اہل اسلام کافرون کو محاصرہ کرلین تو اول اُنسے مسلمان ہو جانے کی درخواست کرین **ف** اسواسطے

کہ روایت کی عبد الرزاق نے ابن عباسؓ سے کہ نہیں لڑائی کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی قوم سے یہانتک کہ بلایا نہوں اُنکو
طرف اسلام کے اور اخراج کیا اُسکا حاکم نے اور صحیح کیا اُسکو تو اگر لڑائی کرینگے قبل بلانے کے طرف اسلام کے تو گنہگار ہونگے
ص تو اگر وہ مسلمان ہونا مان لیں تو بہتر ہے **ف** اسواسطے کہ مطلب حاصل ہوگیا تو اب اُنکے قتال سے باز رہیں اور فرمایا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا گیا ہیں کہ مقاتلہ کروں لوگوں سے یہانتک کہ کہیں وہ کہ نہیں ہے کوئی معبود سوا اللہ کے روایت کیا اسکو بخاری
ومسلم نے ابن عمرؓ سے **ص** اور اگر نہ مانیں تو اُنسے جزیہ طلب کریں **ف** اسواسطے کہ حدیث بریدہ میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر وہ انکار کریں اسلام سے تو طلب کرو اُنسے جزیہ پھر اگر وہ قبول کریں تو تو بھی قبول کر اُنسے روایت کیا اُسکو مسلم
نے **ص** اگر جزیہ دینا قبول کریں تو اُنکے واسطے ہے جو ہمارے لیے ہے یہ مراد نہیں کہ اُنپر عبادات نماز وروزہ وزکوٰۃ وحج وغیرہا فرض ہونگے
(یعنی تابعدار ہونا اسلام کے)
اسلیے کہ کفار مخاطب بالعبادات نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ اُنکے جان مال کو محفوظ رکھنا چاہیے اور اُنپر ہے وہ جو ہم پر ہے یعنی معاملات میں اُنکے
احکام مثل مسلمانوں کے ہیں اور دلیل اسپر قول ہے حضرت علیؓ کا کہ مقرر کیا گیا اُنپر جزیہ تاکہ ہو جاویں خون اُنکے مثل ہمارے خونوں کے اور مال
اُنکے مثل ہمارے مالوں کے **ف** روایت کیا اُسکو شافعی نے مسند میں اور اسناد میں اُسکی ایوب ہے ضعیف کیا اسکو دارقطنی نے
ص اور جس کسی کو کہ دعوت اسلام نہ پہنچی ہو اُسکے ساتھ ہم نہ لڑینگے **ف** اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت
معاذؓ سے کہ تم پہنچوگے اہل کتاب پر سو بلانا اُنکو اول طرف شہادت لا الٰہ الا اللہ کے روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے **ص**
اور اگر پہلے دعوت اسلام پہنچ چکی ہو تو مستحب ہے کہ لڑائی کی شروع ہیں پھر اُنسے مسلمان ہو جانے کو کہا جاوے **ف** اور یہ واجب نہیں ہے
کیونکہ مروی ہے نافعؒ سے کہا کہ چھاپا مارا ہمیں صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی مصطلق پر اور وہ غافل تھے پھر مارا لڑنے والوں کو اُنکے اور
قید کیا اولاد کو اُنکی کہا یہ خبر مجھے عبد اللہ بن عمرؓ نے روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے اور ظاہر ہے کہ چھاپے میں بلانا نہیں ہوتا
ہے طرف اسلام کے **ص** پھر اگر جزیہ دینا بھی قبول نہ کریں تو اللہ تعالیٰ سے مدد کی درخواست کرکے اُنسے لڑینگے
ف اسواسطے کہ حدیث بریدہؓ میں ہے کہ اگر وہ انکار کریں جزیے سے تو اور مانگ اللہ سے اور لڑ اُنسے **ص** ساتھ
قلاخن کے **ف** اور اپنی آلات حرب مثل توپ اور تفنگ کے **ص** اور کافروں کو جلا دینگے اور ڈبو دینگے اور تیر مارینگے
ف اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑا کیا ایک قلاخن کو طائف والوں پر روایت کیا اسکو ابو داؤد نے مراسیل میں
مکحولؒ سے اور راوی اسکے معتبر ہیں اور موصول کیا اسکو عقیلی نے حضرت علیؓ سے ایک سند اسکی ضعیف ہے اور جلا دیا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے درختوں کو بنی نضیر کے اور کاٹ ڈالا اُنکو روایت کیا اسکو علماء ستہ نے **ص** اگرچہ اُنمیں مسلمان ہوں اور کفار بعض
مسلمانوں کو اپنی سپر بنالیں اور ہم تیر وغیرہ مارنے میں کافروں کی نیت کرینگے نہ مسلمانوں کی **ف** یعنی اگر کافر مسلمان کو
اپنی سپر بنالے اور اُسکی آڑ میں کھڑا ہو اور اُسکے مارنے کی ضرورت ہو تو صرف کافر کی نیت سے تیر وغیرہ مارنا چاہیے گو مسلمان
بھی زخمی ہو یا مارا جاوے **ص** اور اُنکے درخت کاٹ ڈالینگے اور اُنکی کھیتیاں اُجاڑ دینگے اور رد نہ کرینگے **ف** یعنی
عمداً نہ کاٹینگے اور صحیحین میں ثابت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑائی مکر وفریب ہے تو اب ضرور ہوا کہ
دغا اور مکر وفریب میں فرق نہ کیا جاوے تو جب تک لڑائی ہو رہی ہے مکر حرام نہیں اسطرح پر کہ ہم اُنکو اس طرح دکھاویں کہ نہیں لڑتے
ہیں اور جب وہ مطمئن ہو جاویں تو اُنسے لڑیں یا ہم اور کسی طرف چلے جاویں اور وقت اُنکی غفلت کے رات کو اُنپر چھاپا ماریں بخلاف

اُس صورت کے کہ ہمارے اور اُنکے بیچ مین عہد ہوگیا کہ آج کے روز ہم نہ لڑینگے اور پھر دغا دیکے لڑ بیٹھے تو یہ مکر نہین بلکہ عہد توڑنا ہے
اور فریب ہے حال صلح مین وقت محاربہ مین اور یہ حرام ہے کذا فی الاصل **ص** اور مال غنیمت مین خیانت نہ کرینگے اور مثلہ یعنی
کسی کے ناک کان نہ کاٹینگے اور وہ جو عرنیین کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مثلہ کیا تھا **ف** اور حدیث اُنکی کتاب الطہارت
کوئین کے باب مین گذری **ص** منسوخ ہے ساتھ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ نہ چراؤ مال مین سے غنیمت کے اور عہد نہ توڑو
اور ناک کان نہ کاٹو **ف** روایت کیا اُسکو مسلم نے حدیث بریدہ مین **ص** اور مثلے مین اللہ تعالیٰ کی پیدائش کا بدلنا ہے
تو حرام ہوگا **ف** اسواسطے کہ اللہ کی پیدائش کا بدلنا حرام ہے **ص** اور لڑکے اور بیعقل اور بوڑھے فرتوت اور اندھے اور
اپاہج کو اور عورت کو نہ مارینگے **ف** اور امام شافعیؒ کے نزدیک شیخ فانی اور اپاہج اور اندھے کو بھی مارینگے اور ہم یہ کہتے ہین کہ
ان لوگون سے لڑائی متحقق نہین ہوتی تو اُنکا مارنا بھی جائز نہوگا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا قتل سے عورتون
اور لڑکون کے روایت کیا اُسکو بخاری و مسلم نے اور آپ نے دیکھا ایک عورت کو لڑائی مین کہ قتل ہوئی تھی سو فرمایا کہ نہین
تھی یہ قابل قتال کے روایت کیا اُسکو ابوداؤد اور نسائی نے **ص** مگر یہ کہ جب کوئی انمین سے حاکم ہو یا لڑتا ہو یا صاحب
مال ہو کہ کافرون کو مستعد کرتا ہو لڑائی پر یا لڑائی کے امور مین مشورہ دیتا ہو اور منع ہے کہ مسلمان لڑکا اپنے باپ مشرک کو
ابتداءً قتل کرے بلکہ لڑکے کو اُسکے مار ڈالنے مین دیر کرنا چاہیے کہ وہ خود اُنکو مار ڈالے **ف** اسواسطے کہ فرمایا
اللہ تعالیٰ نے وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا یعنی بسر کرو والدین سے دنیا مین موافق دستور کے اور یہ دستور سے بعید
ہے کہ ابتداءً باپ کو مار ڈالے **ص** اور اگر باپ اُسکے قتل کا قصد کرے اور اُسکو اُس سے بچنے کی کوئی صورت نہ بن سکے تو اُسکو
مار ڈالے **ف** اسواسطے کہ مقصود بچنا ہے بلکہ جیسے باپ مسلمان اپنے بیٹے پر تلوار کھینچے اور بیٹے کو بچنے کی کوئی صورت نہ بنے بغیر
قتل کرنے باپ کے تو قتل کرے اُسکو تو کافر باپ مین بدرجہ اولیٰ قتل کرنا جائز ہوگا ہدایہ **ص** اور بھی منع ہے کہ قرآن
اور عورت کو اپنے لشکر مین ہمراہ لین جس مین جمعیت تھوڑی ہو اور اگر بڑا لشکر ہو اور گمان غالب ہو فتح کا تو کچھ مضایقہ نہین **ف**
صحیح مسلم اور ابن ماجہ مین مروی ہے حضرت ابن عمرؓ سے کہ منع کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس بات سے کہ
سفر کیا جاوے قرآن کو لیکر دشمن کے ملک مین اور ایک روایت مین مسلم کی ہے کہ مین خوف کرتا ہون اس بات کا کہ لے
اُسکو دشمن **ص** اور اگر امام کافرون سے صلح کرنے مین بہتری دیکھے جائز ہے کہ اُنسے صلح کرے **ف** خواہ مال دیکر یا لیکر
اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَإِنْ جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح کی اہل
مکہ سے اس بات پر کہ لڑائی کو موقوف رکھین دس برس تک ایسا ہی مذکور ہے سیرت محمد بن اسحٰق اور سیرت ابن
ہشام مین اور بیہقی نے روایت کی کہ وہ صلح دو برس تک تھی **ص** اور صلح کو توڑ ڈالین اگر توڑنا اچھا ہو اُنکو اطلاع
دیکے اور اگر کافر خیانت کرین تو بدون اطلاع دیے اُنسے لڑین **ف** اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے توڑ ڈالی وہ صلح
جو کی تھی مشرکین مکہ سے اور ہر صورت خیانت نہ کرنے کا فرون کے بغیر اُنکی اطلاع دیے کے لڑنا جائز نہوگا کیونکہ یہ دغا ہو جاویگا
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عہدون مین دغا نہ ہو اور یہ حدیث غریب ہے اور قول ہے عمرو بن عیینہ کا لیکن
اسکے معنون مین اور حدیثین صحیح آئی ہین **ص** اور مرتدون سے صلح کرلین لیکن مال نہ لین اور اگر لے لیا تو پھر اُنکو واپس

ندین اور مسلمان کافرون کے ہاتھ ہتھیار اور گھوڑے اور لونڈی بیچین اگرچہ بعد صلح کے ہو **ف** اسواسطے کہ روایت کی بیہقی نے سیر میں اور بزار نے مسند میں اور طبرانی نے معجم میں عمران بن حصین سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہتھیار کے بیچنے سے فتنہ و فساد میں کہا بیہقی نے صواب یہ ہے کہ یہ موقوف ہے اور روایت کیا اسکو ابن عدی نے کامل میں لیکن سند اسکی ضعیف ہے **ص** اور جس کافر کو کوئی مسلمان مرد یا عورت آزاد پناہ دے تو امان اسکی صحیح ہے اور اسکو قتل نہ کرینگے مان اگر امان دینا برا ہو تو اس کو توڑ ڈالیں اور حاکم امان دینے والے کو تادیب کرے **ف** اور اصل اس باب میں قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ مسلمان برابر ہیں خون انکے اور ذمہ داری کر سکتا ہے ادنی انکا یعنی بہت کم اور وہ ایک ہے روایت کیا اسکو ابو داؤد اور نسائی اور مسلم نے **ص** اور اگر کوئی ذمی یا قیدی یا سوداگر مسلمان جو کفار کے ساتھ ہو یا غلام یا شخص جو اسلام لایا ہو لیکن ہماری طرف نہیں آیا ہو یا لڑکا یا مجنون امان دے تو امان ان سب کی باطل ہے **ف** اور امام محمد کے نزدیک امان غلام کی صحیح ہے اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ امان غلام کی امان ہے یعنی جائز ہے اور ہدایہ میں ہے کہ روایت کیا اسکو ابو موسی اشعری نے اور کہا ابن العلام نے کہ یہ حدیث پہچانی نہیں جاتی لیکن روایت کی عبد الرزاق نے حضرت عمر سے مانند اسکے موقوفا اور ابن ابی شیبہ نے اور دلیل امام صاحب کی مذکور ہے ہدایہ میں

ص باب غنیمتوں کا اور اسکے بانٹنے کے بیان میں

مسلمانوں کا بادشاہ جس شہر کو غلبے اور زبردستی سے فتح کرے اسکو لشکر میں بانٹ دے یا اس ملک کے باشندوں کو اسپر مقرر رکھے اور ان خود پر جزیہ اور انکی زمین پر خراج مقرر کرے **ف** دلیل اول مسئلے کی یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے ملک میں ایسا ہی کیا تھا اور دوسرے مسئلے کی یہ ہے کہ حضرت عمر نے اہل عراق کو انکے ملک پر برقرار رکھا تھا اور انکی زمینوں پر خراج باندھا تھا ہدایہ **ص** اور قیدیوں کو اختیار ہے چاہے مار ڈالے **ف** اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مار ڈالا عقبہ بن ابی معیط وغیرہ کو قیدیان بدر سے **ص** اور چاہے انکو غلام بنالے **ف** اسواسطے کہ حسین انکا بھی وقوع ہوا اور مسلمانوں کا بھی فائدہ ہو **ص** اور چاہے آزاد چھوڑ دے کہ مسلمانوں کی ذمی بنکے جزیہ دیا کریں اور نہیں جائز ہے کہ ان قیدیوں کو مفت احسان رکھ کر چھوڑ دیں اور امام شافعی کے نزدیک جائز ہے **ف** اور دلیل ہمارے قول ہو اللہ تعالی کا اُقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ **ص** اور جائز ہے کہ مال لیکر انکو چھوڑ دیں قبل موقوف ہونے لڑائی کے بدلے میں مسلمانوں کے جو کافروں کے نزدیک قیدی ہیں اور بعد موقوف ہونے لڑائی کے مال لیکر چھوڑنا جائز ہے ہمارے علما کے جائز نہیں ہے اور مسلمانوں کے بدلے میں بھی چھوڑنا امام صاحب کے نزدیک جائز نہیں ہے اور امام محمد کے نزدیک جائز ہے اور امام ابو یوسف سے اس باب میں دو روایتیں ہیں اور امام شافعی کے نزدیک مطلقا جائز ہے لیکن دار الحرب کو واپس بھیج دینا کسی کے نزدیک جائز نہیں اور بھی حرام ہے مواشی کی کو جنمیں کاٹنی جس صورت میں کہ انکا دار الاسلام میں لانا مشکل ہو بلکہ ذبح کر کے انکو جلا دیا جاوے تاکہ کافر فائدہ نہ اٹھاویں **ف** اور امام شافعی کے نزدیک وہ مواشی چھوڑ دیے جاویں اور دلیل لاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ذبح کرنے سے بکری کے مگر واسطے کھانے کے اور جواب ہمارا یہ ہے کہ یہ حدیث مرفوعا نہیں ملی بلکہ قول ابو بکر کا ہے روایت کیا اسکو مالک نے موطا میں اور دلیل ہماری یہ ہے کہ ذبح کرنا

جیوان کا واسطے غرض صحیح کے درست ہی اور نہین شک ہی اس بات مین کہ کافرون کی شوکت توڑنے سے بڑھکے اور کوئی غرض نہین تو اگر انکو زندہ چھوڑدین تو کافرون کی منفعت ہوگی اور باعث انکے غلبے کا ہوگا اور زندہ کی کوئی قیمت کاٹین کیونکہ یہ مثلہ ہی اور مثلہ ممنوع ہی حدیث صحیح مین جیسا کہ اوپر مذکور ہوا اور جو چیزین جلانے سے نہین جلتی ہین تو انکو گاڑدین ایسے مقام پر کہ کافرون کو اطلاع نہووے ہدایہ **ص** اور کافرون کے ملک مین مال غنیمت کو نہ بانٹین **ف** اور امام شافعی کے نزدیک بانٹ لین اور دلیل ہماری یہ ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا غنیمت کی بیع سے دارالحرب مین اور قسمت بھی بمنزلے بیع کے ہی ہدایہ اور یہ حدیث غریب ہی کمایۂ تنقیح ابن الہمام نے **ص** اور اگر لشکر والون کو مال سلیے بانٹ دین کہ انکے پاس مال رہے دارالاسلام مین داخل ہوکر پھر قسمت کی جاویگی تو جائز ہی اور جو ہو کہ مسلمانون کو پیچھے وہ مال غنیمت مین انکے شریک ہونگے اگرچہ مدد کے لوگون کو کافرون سے لڑنے کا اتفاق نہوا ہو مگر بازاری شخص اور جو کہ دارالحرب مین مرجاوے شریک نہوگا اور امام شافعی کے نزدیک جو شخص کہ بعد کفار کی شکست کے مرجاوے اگرچہ دارالحرب مین ہے تو شریک ہوگا اور حصہ اسکا اسکے وارثون کو ملیگا اور جو دارالاسلام مین انکو ملیگا تو حصہ اس مردے کا سب کے نزدیک وارثون کو اسکے دلایا جاویگا اور جائز ہی مسلمانون کو کہ مال غنیمت سے ان اشیا کو بقسیم سے پیشتر دارالحرب مین کام مین لاوین کھانا اور گھاس اور لکڑیان جلانے کی اور تیل اور چھپر جنکی حاجت پڑے **ف** اسواسطے کہ روایت کی بیہقی نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دن خیبر کے کھاؤ اور چھپراؤ اور نہ اٹھاؤ اور نکالا اسکو واقدی نے مغازی مین اور سند سے **ص** اور جب دارالحرب سے نکلین تو انکو کام مین نہ لاوین بلکہ جسقدر اپنے پاس بچی ہون انکو مال غنیمت مین پھیر دین یہ اگلا بیچنا اور تملک جائز نہین اور جو شخص کہ کافرون مین سے مسلمان ہوجاویگا اسکی جان قتل سے اور اولاد صغیر اسکی قید سے اور جو مال کہ اسکے پاس ہوگا یا کسی مسلمان یا ذمی کے پاس امانت ہوگا غنیمت ہوجانے سے محفوظ رہیگا **ف** اسواسطے کہ روایت کی امام محمدؒ نے عروۃ بن الزبیر سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ اسلام لاوے کسی چیز کے ساتھ تو وہ چیز اسکی ہو اور اسناد مین اسکی ابن لہیعہ ضعیف ہی اور روایت کیا اسکو سعید بن منصور نے باسناد صحیح اور روایت ابی داؤد مین ہی کہ فرمایا آپنے کہ قوم جب اسلام لائی تو محفوظ کرلیا انھون نے اپنی جانون اور مالون کو **ص** لیکن اسکے مسلمان ہونے سے اسکی اولاد کبار یعنی بڑے لڑکے اور اسکی عورت اور عمل اور زمین اور غلام جنگی اور جو مال اسکا کہ حربی کے پاس امانت ہو یا غصب ہو محفوظ نہ رہیگا بلکہ غنیمت مین داخل ہوگا

ص فصل غنیمت کی قسمت کے بیان مین

جو شخص کہ دارالاسلام کی حد سے آگے بڑھنے کے وقت سوار ہوا اگرچہ بعد اسکے گھوڑا اسکا مرگیا ہو اور وہ وقت لڑائی کے پیادہ ہوا اسکے لیے دو حصے ہین اور جو وقت نکلنے کے دارالاسلام کی حد سے پیادہ ہو تو اسکا ایک حصہ اگرچہ وقت جنگ کے سوار ہوا اور امام شافعی کے نزدیک بمقابلہ سوار اور پیادہ ہونے مین لڑائی کے وقت کا ہی اور سوار کے لیے اسکے نزدیک تین حصے ہین **ف** اور یہی مذہب ہی صاحبین کا اور دلیل امام صاحب کی یہ ہی کہ روایت کی ابن ابی شیبہ نے باسناد صحیح عبداللہ بن عمرؓ سے کہ کیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے سوار کے دو حصے اور واسطے پیادے کے ایک حصہ اور تفصیل فتح القدیر مین ہی **ص** اور سوار کے اگر دو گھوڑے ہون تب بھی ایک ہی کا حصہ ملیگا اور اونٹ اور خچر کے واسطے کچھ نہین اور غلام اور لڑکے

اور عورت اور ذمی کے واسطے اگر لڑائی میں اعانت کریں تو انکو پورا حصہ نہ ملیگا بلکہ کچھ تھوڑا سا حصہ جو حصۂ غنیمت سے کم ہو موافق رائے امام کے دلایا جاویگا **ف** اور ایسا ہی مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکالا اسکو اصحاب سنن نے **ص** اور مال غنیمت سے پانچوان حصہ یتیمون کا ہے جنکے باپ مر گئے ہون اور مسکینون کا اور مسافرون کا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت کے فقیر یعنی ان تینون قسمون یعنی یتیمون اور مسکینون اور مسافرون پر مقدم رکھے جاوین اور جو لوگ انمین سے غنی ہون انکا حق اس پانچوین حصے مین نہین اور ذکر اللہ تعالی کا جو اس آیت مین ہے وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰہِ خُمُسَہٗ وَلِلرَّسُوْلِ الآیۃ صرف تبرک کے واسطے مذکور ہے اور حصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آپ کی وفات کے سبب سے جاتا رہا جیسے کہ صفی جاتا رہا **ف** کہ اب امرا اور بادشاہون کو صفی لینا نہ چاہیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صفی لینا درست تھا اور صفی وہ مال ہے جسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غنیمت سے اپنے نفس نفیس کے لیے پسند فرماتے تھے جیسے کوئی تلوار یا زرہ یا اور کوئی چیز پس اب امام کو اپنے لیے پسند کرنا درست نہین **ص** اور امام شافعی کے نزدیک مال غنیمت کے پانچ حصے کرین ایک حصہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا اور وہ خلیفہ کو ملیگا اور ایک حصہ خاص ذوی القربی کا یعنی بنی ہاشم اور بنی مطلب کا **ف** برابر ہے کہ غنی ہون یا فقیر **ص** جاننا چاہیے کہ بنی محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد المناف بن عبد مناف کے چار بیٹے تھے ہاشم اور مطلب اور عبد شمس اور نوفل تو **ف** ذکر ابو داؤد وغیرہ مین مروی ہے **ص** کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کی غنیمتون کو بانٹا تو پانچوان حصہ ذوی القربی کا تقسیم کیا درمیان اولاد ہاشم اور اولاد مطلب کے اور عثمان تھے اولاد مین سے عبد شمس کی اور جبیر بن مطعم اولاد سے نوفل کی اور دونون نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم انکار نہین کرتے ہین بزرگی اولاد ہاشم کا اسواسطے کہ آپ کو اللہ تعالی نے وہین رکھا یعنی انھین کی اولاد سے بنی مطلب کو تو کیا بزرگی ہے کہ آپ نے انکو دیا اور ہمکو نہ دیا تو فرمایا آپ نے کہ انھون نے نہ چھوڑا مجھکو زمانہ جاہلیت مین اور نہ اسلام مین تو امام شافعی اب بھی قسمت کرتے ہین موافق قسمت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ہم کہتے ہین کہ آپ نے صرف یہی وجہ بیان کی کہ بنی مطلب نے میری اعانت اور نصرت کی تو یہ بات آپ کی وفات سے باقی نہ رہی تو اب سب قرابت کے مستحق ہین بسبب فقر کے جیسے کہ فرمایا آپ نے **ف** واسطے بنی ہاشم کے **ص** کہ اللہ نے بدل دیا تمکو صدقون سے پانچوین حصے کا پانچوان حصہ یعنی ایک حصہ **ف** اور یہ حدیث کتاب الزکوۃ مصارف کے باب مین گذری اور روایت کیا اسکو ابن ابی حاتم نے تفسیر مین اور اسناد اسکی حسن ہے **ص** اور جب یہ کہ بدلہ زکوۃ کا ہوا تو جو مستحق زکوۃ کا ہوگا وہ اسکا بھی ہوگا اور منقول ہے کہ خلفاے راشدین قسمت کرتے تھے ہمارے طریق پر **ف** روایت کی ابو یوسف نے کلبی سے انھون نے ابو صالح سے انھون نے ابن عباس سے کہ خمس تھا بانٹا جاتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین پانچ حصے کر کے ایک واسطے اللہ کے اور رسول کے اور ایک واسطے ذوی القربی کے اور ایک واسطے یتامی کے اور ایک واسطے مساکین کے اور ایک واسطے مسافرون کے پھر تقسیم کیا ابو بکر اور عمر اور عثمان اور علی رضی اللہ عنہم نے اسکو تین پر ایک واسطے یتیمون کے اور ایک واسطے مساکین کے اور ایک واسطے مسافرون کے اور روایت کی طحاوی نے مانند اسکے **ص** اور حضرت عمر دیتے تھے انکے فقیرون کو **ف** کہا شیخ ابن الہمام نے کہ اس تصریح سے ہمنے نہین پایا اسکو **ص** اور اگر کوئی مسلمانون کی جماعت دار الحرب مین سے مال غنیمت لاوین تو اسکا پانچوان حصہ لیا جاویگا جب انکے

پاس لشکر وغیرہ ہو یا امام کے اذن سے گئے ہوں اور جو امام کے بغیر اذن کے اور لشکر کے چلے گئے ہوں تو اسمین سے پانچوان حصہ نہ لیا جاوے اور امام کو اختیار ہے کہ حالت قتال مین کوئی چیز زائد سوائے حصۂ غنیمت کے لشکر کے لیے مقرر کر کے لشکر کو برانگیختہ کرے اور حرص دلاوے قتل پر مثلاً کہے کہ جو کوئی کسی کافر کو مار یگا تو اسکا اسباب قاتل کو ملیگا یا چھوٹے لشکر سے کہے کہ مین نے تمھارے واسطے غنیمت کی چوتھائی بعد خمس نکالنے کے مقرر کر دی یعنی غنیمت مین سے خمس نکال کر چار حصے جو رہے انمین ایک حصہ تمکو دونگا اور تین حصے سب لشکر مین تقسیم کر دونگا **ف** اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَی الْقِتَالِ اے نبی ستعد کر اور رغبت دلا مسلمانون کو قتال پر **ص** اور نہ بڑھاوے بعد آجانے غنیمت کے دار الاسلام مین **ف** اسواسطے کہ اب سب کا حق انمین ہو گیا **ص** مگر خمس سے **ف** کیونکہ خمس مین ان لوگون کا حق نہین **ص** اور اسباب یہ ہے کہ سواری اور کپڑے اور ہتھیار اور جو کچھ کہ مقتول پاس ہو جانور پر تو اگر امام نے زیادہ دینے کا حکم نہ کیا تو اسباب مقتول کا سب مین تقسیم ہو جاویگا **ف** اور امام شافعی کے نزدیک ہمیشہ اسباب مقتول کا قاتل کو ملیگا کیونکہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مَنْ قَتَلَ قَتِیْلًا فَلَهٗ سَلَبُهٗ روایت کیا اسکو احمد بن امیہ نے مسند مین اسی لفظ سے اور ابو داؤد اور ابن حبان اور حاکم نے انس سے اس لفظ سے مَنْ قَتَلَ كَافِرًا فَلَهٗ سَلَبُهٗ اور جماعت نے سوا نسائی کے اس لفظ سے ابو قتادہ سے مَنْ قَتَلَ قَتِیْلًا لَّهٗ عَلَیْهِ بَیِّنَةٌ فَلَهٗ سَلَبُهٗ یعنی جو شخص قتل کرے کسی کافر کو اور اسکے پاس گواہ ہون تو واسطے اسکے ہے اسباب اس مقتول کا اور دلیل امام اعظم کی یہ ہے کہ یہ قول اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ حنین مین زیادہ کرنے انعام کے لیے فرمایا تھا نہ یہ کہ اسکا ہمیشہ حکم ہو جیسا کہ امین اور رسالت کرتا ہوا پھرنا اور روایت کی طبرانی نے معجم کبیر اور اوسط مین کہ ایک شخص نے ارادہ کیا کل مال لینے کا قاتل کے اور ابو عبیدہ نے ارادہ کیا کہ انمین سے پانچوان حصہ کرین تو کہا معاذ نے کہ سنا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے اِنَّمَا لَكُمْ مَا طَابَتْ بِهٖ نَفْسُ [illegible] کا وہ حصہ جو بطیب نفس اسکا امام خوشدل اور راضی ہو اور روایت کیا اسکو احمد بن حنبل نے اور تفصیل فتح القدیر مین ہے

ص باب کافروں کے غلبے کے بیان مین

اگر کافروں کا گروہ کافروں پر غالب ہو کر انکا مال لے لین یا اوسٹ ہمارے بھاگ کے انکے پاس چلے جاوین یا مسلمانون کے مالون پر غالب ہو جاوین اور انکے مالون کو دار الحرب مین لے جاوین تو مالک ہو جاوینگے اور امام شافعی کے نزدیک کافر مسلمانون کے مال کے مالک نہ ہونگے **ف** اور دلیل ہماری اور انکی اصل مین مذکور ہے **ص** اور کافر ہمارے آزاد اور مدبر اور ام ولد اور مکاتب اور غلام کو جو انکے پاس بھاگ گیا ہو مالک نہ ہونگے اگرچہ اسکو پکڑ لیوین اور قید کرین قہر سے اور صاحبین کے نزدیک مالک ہو ونگے لیکن اگر قہر سے نہین پکڑا تو بالاتفاق مالک نہ ہونگے **ف** اور دلیل دونون کی اصل مین مذکور ہے **ص** اور ہم اگر انپر غلبہ پاوین تو انکے آزاد شخصون کے اور انکے مالون کے مالک ہو جاوینگے تو جو مسلمان اپنی چیز جیسا وہ پاوے ہاتھ مین غانمین کے وہ غنیمت کی تقسیم سے پیشتر اسکو مفت لے لے اسکا عوض کچھ نہ دے اور اگر غنیمت کی تقسیم کے بعد اسکو اپنا مال ملے تو اس مال کی قیمت دیکر لے سکتا ہے **ف** اسواسطے کہ روایت کی دار قطنی اور بیہقی نے سنن مین ابن عباس سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مالون مین کہ لے جاوین انکو دشمن اور مسلمان پھر پھیں لیوین انسے کہ اگر صاحب مال اسکو پاوے قبل قسمت کے تو وہ حقدار ہے اسکا اور اگر پاوے اسکو اور قسمت ہو چکی ہو تو لے لیوے قیمت سے اور اسناد مین اسکی حسن بن عمارہ ضعیف ہے اور نکالا دار قطنی نے مانند اسکے ابن عمر سے اور یا سین اسکی اسناد مین ضعیف ہے اور ذکر کیے زیلعی نے تخریج ہدایہ مین اس باب مین بہت آثار **ص**

اور جو کسی سوداگر نے کافرون سے وہ چیز مول لی ہو اور دارالاسلام مین لے آیا ہو تو جتنے دام سوداگر کے لگے ہون اسقدر دیکر لے
ف اسواسطے کہ روایت کی ابوداؤد نے مراسیل مین تمیم بن طرفہ سے کہ ایک شخص نے ایک شخص کے پاس ایک ناقہ پایا اور قصہ اٹھایا اسکا نبی صلی
اللہ علیہ وسلم کے پاس تو قائم کیے ایک نے گواہ کہ یہ میرا ناقہ ہے اور دوسرے نے قائم کیے اس بات پر کہ اس ناقے کو خرید کیا مینے دشمن سے
تو فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر چاہے تو تو لے لے اس قیمت سے کہ خریدا ہے جسنے کو اس شخص نے ورنہ چھوڑ دے تو اسکو اوذکر کیا
اسکو عبدالحق نے احکام مین اور کہا کہ اسناد کی اس حدیث کی یاسین الزیات نے سماک بن حرب سے اسنے تمیم بن طرفہ سے اسنے جابر بن سمرہ سے
اور یاسین ضعیف ہے کہا ابن القطان نے کہ ایسا ہی کہا ابن حزم نے اور مین نہین پہچانتا ہون اس سند کو ھکذا فی تخریج الھدایۃ للزیلعی

ص اگرچہ اس غلام کی کسی نے آنکھ پھوڑی ہو اور اسکا تاوان اس تاجر نے لے لیا ہو تو اب مسلمان اول مالک کو نہ چاہیے کہ آنکھ
پھوٹنے کے عوض مول مین سے کم کر کے دے بلکہ اگر چاہے کل ثمن دیکے لیوے تو اگر قیدمین پڑنا اور زخم زیادہ ہوا ہو تو مشتری اول اور دوسرے
اسکے دام دیکر لے اور پہلا مالک دونون دام مشتری اول کو دے اس مسئلے کی صورت یہ ہے کہ کافر زید کے غلام کو پکڑ لے گئے اور عمرو اس سے سو روپے
کو خرید لایا پھر دوبارہ اس غلام کو کافر پکڑ لے گئے تو بکر اس سے سو روپے کو دارالاسلام مین لے آیا اب اگر عمرو اس غلام کو لیگا تو بکر کے دام یعنی
سو روپے دیکر لیگا اور زید اگر عمرو سے لینا چاہیگا تو دو سو دینے پڑینگے اسلیے کہ عمرو کے اسپر دو سو لگے ہین اور زید کو اختیار نہین کہ بکر سے سو روپے
دیکر خرید لے کیونکہ اس صورت مین عمرو کے سو روپے ضائع ہو جاوینگے اگر کوئی غلام اپنے مالک کا اسباب لیکر کافرون کی طرف چلا گیا اور
کفار نے پکڑ لیا اسکو اور کوئی سوداگر اس سے وہ غلام اور اسباب مول لیکر دارالاسلام مین لے آیا تو مالک قدیم اس غلام کو سوداگر سے شفعت
لے سکتا ہے اسلیے کہ کافر ہمارے غلام کے مالک نہین ہوتے اور غلام کے سوا اور اسباب مول لیکر لیوے جتنے دام مشتری نے کافرون کو
دیے ہون اسلیے کہ ان چیزون کے وہ مالک ہو گئے تھے اور اگر کوئی کافر جو مسلمانون کی امن سے دارالاسلام مین آیا ہو کسی مسلمان
غلام کو خرید کرے اور اپنے ملک مین لے جاوے تو وہ آزاد ہو گا امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک آزاد نہو گا ف
اور دلیل امام صاحب کی اور صاحبین کی اصل مین مذکور ہے ص اور جو کوئی غلام حربی کا دارالحرب ہی مین مسلمان ہو کر چلا آوے یا
مسلمان غالب ہو کر اس مسلمان غلام کو دارالحرب سے پکڑ لاوین تو ان دونون صورتون مین وہ غلام آزاد ہو گا ف اسواسطے کہ روایت
کی امام احمد نے اور ابن ابی شیبہ نے مصنف مین اور طبرانی نے معجم مین مقسم سے انھون نے ابن عباس سے کہ دو غلام نکلے طائف سے
طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سو آزاد کیا انکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انمین سے ابوبکرہ تھے اور ایک لفظ مین ابن ابی شیبہ کے
یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھا آزاد کرتے تھے ان غلامون کو جو آتے تھے آپ کے پاس مسلمان ہو کر اور آزاد کیے دو غلام طائف
کے دو غلام ایک انمین سے ابوبکرہ تھے اور روایت کی ایسی ہی ابوداؤد نے مراسیل مین یا تند اسکے عبدالرزاق عن الحکم سے
کہا ابن القطان نے کہ عبدالرزاق عن الحکم نہین پہچانا جاتا ہے حال اسکا اور روایت کی بیہقی نے عبداللہ بن مکرم ثقفی سے
اور انمین ہے کہ فرمایا آپ نے اُولٰئِکَ عُتَقَاءُ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ یعنی وہ اللہ کے آزاد کیے ہوئے ہین واللہ اعلم

ص باب مستامن کے بیان مین

ف مستامن اسکو کہتے ہین جسکو مارڈالنے اور لوٹ لینے سے امن دیوین تاکہ دارالاسلام مین آوے یا مسلمان
دارالحرب مین جاوے اگر کوئی مسلمان سوداگر دارالحرب مین جاوے تو وہ کافرون کی جان اور مال سے تعرض نہ کرے

مگر جب کافرون کا بادشاہ اُسکا مال لے لیوے یا اُسکو قید کرے یا اور کوئی کافر اُسکے ساتھ یہ کام کرے اور حاکم کافرون کا جانتا ہو تو اگر باوجود اس حرمت کے کوئی چیز نکال لاوے تو اُسکا مالک ہوجاویگا بطور ممنوع پس ایسی چیز فقیرون کو خیرات کردینی چاہیے اپنے خرچ مین نہ لاوے اسلیے کہ اُسکا لینا حرام تھا اور اگر سود اگر مذکور کے ساتھ کسی کافر نے کوئی چیز قرض بیچی یا سودا گرنے کافر کے ساتھ یا انمین سے ایک نے دوسرے سے زبردستی کوئی چیز لے لی اور پھر وہ دونون دارالاسلام مین آوین اور قاضی کے یہان جمع کرین تو قاضی نہ حکم غصب کا دے نہ قرض مسلمان کا کافر پر نہ کافر کا مسلمان پر اور یہی حال ہے اگر دو کافر دارالحرب مین قرض یا غصب کا معاملہ کرین اور پھر اس لیکر دارالاسلام مین چلے آوین یعنی قاضی کچھ حکم غصب یا قرض کا نہ دے مگر ان اگر دونون کافر مسلمان ہوکر دارالاسلام مین آوین اور نالش کرین تو قرض کا حکم کیا جاویگا اور غصب کا نہین کیا جاویگا اور اگر دو مسلمان اس لیکر دارالحرب مین جاوین اور ایک انمین سے دوسرے کو قصداً یا خطاً مار ڈالے تو اُسکے مال مین خون بہا واجب ہوگا اور خطا کی صورت مین کفارہ بھی لازم ہوگا اور اگر دو مسلمان دارالحرب مین قید ہون اور انمین سے ایک دوسرے کو دارالحرب مین قتل کرے تو صرف خطا کی راہ سے مارنے مین کفارہ ہو اور خون بہا اور قصاص کچھ واجب نہین **ف** اور دلیل اسکی اصل مین مذکور ہو **ص** امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک دیت واجب ہوگی قصد اور خطا مین اور مستامن کو جو دارالحرب سے دارالاسلام مین آوے ایک سال کامل نہ رہنے دین اور اُس سے کہدین کہ اگر تو یہان ایک برس یا ایک مہینا جتنا امام کی رائے مین مناسب ہو ٹھہریگا تو تجھپر جزیہ عین کردیا جاویگا پھر اس کہنے کے بعد اگر وہ پھر گیا تو بہتر اور اُس سے زیادہ تک ٹھہریگا تو ذمی ہوجاویگا یعنی اُس سے جزیہ لینا چاہیے اور پھر وہ دارالحرب مین جانے نہ دیا جاوے جیسے کوئی مستامن مین خریدے اور اُسپر خراج مقرر ہوجاوے تو اُسپر جزیہ ایک سال کا لازم ہوگا خراج مقرر ہونے کے وقت سے یا کوئی مستامن عورت ذمی مرد سے نکاح کرلے تو ان صورتون مین بھی انکو نہ چھوڑینگے کہ اپنے ملک کو چلے جاوین برخلاف اسکے عکس کے یعنی اگر مستامن مرد ذمی عورت سے نکاح کرلے تو وہ مرد ذمی نہ ہوجاویگا اور اگر وہ اپنے وطن کو جانا چاہیگا تو جانے دینگے پس اگر مستامن جو دارالاسلام مین آیا تھا دارالحرب کو لوٹا تو خون اُسکا حلال ہوجاویگا **ف** تو اگر کوئی مسلمان یا ذمی اُسکو قتل کرڈالے تو کچھ نہین **ص** تو اگر وہ قید کرکے لایا جاوے یا کافرون پر مسلمان غالب ہوون اور وہ شخص مارا جاوے تو جو قرض اُسکا کسی مسلمان یا ذمی پر تھا ساقط ہوجاویگا اور جو مال اُسکا انمین سے کسی پاس امانت تھا مال غنیمت ہوجاویگا اور اگر وہ مرگیا یا بدون غلبے کے مارا گیا تو اُسکا قرض اور امانت اُسکے وارثون کو ملیگی اور اگر کوئی حربی اس لیکر دارالاسلام مین آیا اور دارالحرب مین اُسکی بی بی اور بچہ اور کچھ مال کسی مسلمان یا ذمی یا حربی کے پاس ہو اور وہ یہان آکر مسلمان ہوگیا اور اُسکے بعد کافر مغلوب ہوے تو اُسکے تمام اشیاے مذکورہ داخل غنیمت ہونگے اور اگر دارالحرب مین مسلمان ہوکر دارالاسلام مین آیا اور پھر کافر مغلوب ہوے تو اُسکا چھوٹا بچہ مسلمان آزاد ہو اور جو امانت اُسکی مسلمان یا ذمی کے پاس ہوگی وہ اُسی حربی مسلمان کی ہوگی اور اُسکے سوا اور چیزین **ف** یعنی عورت اور بڑے لڑکے اور جو مال اُسکا کہ حربی کے پاس ہو **ص** غنیمت ہوجاوینگے اور جو حربی مسلمان ہوا دارالحرب مین اور اُسکو کسی مسلمان نے قتل کیا قصداً یا خطاً اور اُسکے وارث بھی مسلمان ہین دارالحرب مین تو اُسپر سوا کفارے کے خطا مین اور کچھ واجب نہوگا

اور امام شافعیؒ کے نزدیک قتل عمد میں قصاص اور خطا میں دیت واجب ہوگی اور جو شخص کہ ہو کہ کسی مسلمان کو مار ڈالے جسکا کوئی وارث نہ ہو یا کسی کافر حربی کو جو اس لیکر دار الاسلام میں آیا تھا اور مسلمان ہو گیا تھا مار ڈالے تو امام کو چاہیے کہ انکا خون بہا قاتل کی قوم سے لیوے اور اگر قصداً اسکو مار ڈالے تو اسکا حکم قصاص میں یا رڈالنا یا خون بہا لینا ہے نہ معاف کرنا یعنی بادشاہ کو اختیار ہے چاہے مار ڈالے چاہے خون بہا مگر معاف نہیں کر سکتا

ص باب فے ظائف یعنی زمین عشری اور خراجی اور جزیے کے بیان میں

زمین عرب کی اور وہ زمین جہان کے رہنے والے مسلمان ہو گئے ہوں یا غلبے کے طور پر مفتوح ہو کر لشکر اسلام کو بانٹ دی گئی ہو اور زمین بصرے کی سب عشری ہے ف یعنی انکی پیداوار سے دسویں حصے میں سے ایک حصہ لینا چاہیے لیکن زمین عرب کی سوا اسواسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاے راشدین نے خراج نہیں لیا عرب کی زمین سے اور جو زمین کہ اسلام لائے اہل اسکے یا لشکر اسلام میں بانٹ دی گئی وہ زمین قبضے میں مسلمانوں کے ہے اور مسلمانوں کی زمین سے عشر لیا جاتا ہے اور لیکن زمین بصرے کی تو چاہیے تھا کہ خراجی ہوتی مگر صحابہ نے مقرر کیا اسپر عشر کو اسواسطے قیاس متروک ہو گیا ص اور جو ملک کہ غلبے سے جیتا ہو اور پھر وہان کے باشندوں کو اسپر قائم رکھا ہو یا امام نے انکے ساتھ صلح کر لی ہو تو وہ خراجی ہے ف اور ایسی ہی زمین سواد عراق کی اسواسطے کہ روایت کی ابو عبید قاسم بن سلام نے کتاب الاموال میں ابراہیم تیمی سے کہ جب فتح کیا مسلمانوں نے سواد کو کہا انھوں نے واسطے عمرؓ کے کہ تقسیم کر دو اسکو ہمارے بیچ میں کیونکہ فتح کیا ہمنے اسکو غلبے سے تو فرمایا حضرت عمرؓ نے کہ کیا ہوگا انکے واسطے جو تمھارے بعد مسلمان آوینگے تو مقرر رکھا انھوں نے وہان کے باشندوں کو اسپر اور انکی گردنوں پر جزیہ اور انکی زمینوں پر خراج باندھا اور ایسا ہی کیا عمرو بن عاصؓ نے جب فتح کیا زمین مصر کو اخراج کیا اسکا ابن سعد نے طبقات میں اور مقرر ہوا خراج ملک شام پر باجماع صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اور یہ مشہور ہے ص اور اگر کوئی شخص زمین ویران کو جو کسی کی ملک نہ ہو آباد کرے تو وہ زمین اگر عشری کے متصل ہوگی تو عشری ہوگی اور اگر خراجی کے متصل ہوگی تو خراجی ہوگی اور وہ خراج جسکو حضرت عمرؓ نے سواد عراق پر مقرر کیا تھا یہ ہے کہ جو زمین قابل زراعت ہو اور وہان پانی پہونچے اسکی پیداوار سے ہر جریب پیچھے ایک صاع گیہوں یا جو وغیرہ اور ایک درہم لینا چاہیے اور ترکاری کی زمین سے ہر جریب میں پانچ درہم اور انگور اور کھجور کے باغ سے کہ لگے کھڑے ہوں انکی جریب میں دس درہم اور اسکے سوا میں مثل زعفران اور باغ وغیرہ کے جو اسکے حال کے مناسب ہو لیا جاوے ف اور یہ سب بات ہے حضرت عمرؓ سے مختلف روایات میں اخراج کیا انکا ابو عبید نے کتاب الاموال میں اور عبد الرزاق اور ابن ابی شیبہ نے ص اور جریب شصت در شصت در رمہ ہوتا ہے ف یعنی ساٹھ گز کو ساٹھ گز زمین غرب دیہ سے جتنا حاصل ہو اور وہ (۳۶۰۰) ہوتے ہیں اتنے کا ایک جریب ہوتا ہے ص اور کتب فقہ میں ہے کہ گز کریاس کا سات مٹھی کا ہوتا ہے اور گز مساحت کا سات مٹھی اور ایک انگلی کھڑی ہوئی اور اہل حساب کے نزدیک گز چوبیس انگل کا اور انگل چھ جو کا ہوتا ہے اسطرح پر کہ سب بطون جو کے ملے ہوں ایک دوسرے سے ف پہلی حاشیہ شرح وقایہ میں ہے کہ معتبر جریب میں گز کریاس ہے ص اور خراج میں آدھے سے بڑھ کر نہ لیا جاوے اور جو گنجایش اسقدر محصول کی نہ ہو تو کم کر دیا جاوے مگر زیادہ کی گنجایش کی صورت میں زیادہ نہ کیا جاوے نزدیک امام ابو یوسف کے اور نہ زیادہ کیا جاوے نزدیک امام محمدؒ کے ف اور صحیح قول امام ابو یوسفؒ کا ہے اور اسی پر فتوی ہے اور سویدؒ سے اسکے وہ جو روایت کی عبد الرزاق نے ابراہیم سے کہ آیا ایک شخص باس عمرؓ کے اور کہا کہ زمین خراج میں زیادہ گنجایش ہے اس سے

جو مقرر ہوا نہ تو فرمایا آپ نے کہ نہیں راہ ہے ہمکو طرف انکے یعنی ہمسے کچھ علاقہ نہیں جتنا مقرر ہو چکا اتنا ہی لینگے **ص** اور جو خراج گذار کی زمین پر پانی پہونچنا بند ہو جاوے یا پانی زمین پر غالب ہو جاوے یا کھیتی کو کوئی آفت پونہچے تو ان صورتون مین مین پر کچھ خراج نہوگا اور اگر مالک نے مین اپنی زمین کو بیکار رکھے یا مسلمان ہو جاوے یا کوئی مسلمان مین خراجی کو خرید کرے تو ان سب صورتون مین خراج لازم ہوگا **ف** اسواسطے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے خرید لیا تھا زمین خراج کو اور خراج دیا کرتے تھے کما بیہقی نے معرفہ مین کہ ابن مسعودؓ اور خباب بن الارتؓ اور حسین بن علیؓ اور شریحؒ ان سب کی تصریح مین خراج کی اور روایت کیا ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے اور عبد الرزاق نے اس باب مین چند آثار ذکر کیا اور زیلعی نے تخریج مین اور ابن الہمام نے فتح القدیر مین **ص** اور خراجی زمین کی پیداوار مین عشر نہین یعنی اسکی پیداوار مین خراج ہی کافی ہے عشر نہ لیا جاوے اور امام شافعیؒ کے نزدیک عشر بھی لیا جاوے **ف** اور دلیل ہماری یہ ہے کہ کسی نے خلفاے راشدین اور صحابہ مین سے جمع نہین کیا عشر اور خراج مین اور ہدایے مین ہے کہ دلیل ہماری قول ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لَا یَجْتَمِعُ عُشْرٌ وَّخَرَاجٌ فِیْ اَرْضٍ مُسْلِمٍ یعنی نہین جمع ہوتے ہین عشر اور خراج زمین مین مسلمان کی اور اس حدیث کو روایت کیا ابن عدی نے یحیی بن عینیہ سے **تنا** اَبُوْ حَنِیْفَةَ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَجْتَمِعُ عَلٰی مُسْلِمٍ خَرَاجٌ وَّعُشْرٌ اور کہا کہ یہ روایت کی جاتی ہے قول سے ابراہیم کے اور روایت کیا اسکو ابو حنیفہ نے حماد سے انھون نے ابراہیم سے پھر زیادہ کیا یحیی ابن عینیہ اور باطل کیا اسکو اور ملا دیا اسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک اور یحیی ابن عینیہ ظاہر ہے حال اسکا ضعف مین کہ روایت کرتا ہے ثقات سے موضوعات کو اور کہا ابن حبان نے کہ نہین ہے یہ کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور یحیی ابن عینیہ دجال ہے بناتا ہے حدیث کو نہین حلال ہے روایت اس سے اور کہا دار قطنی نے یحیی یہ دجال ہے بناتا ہے حدیث کو اور یہ تہمت ہے امام ابو حنیفہؒ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک اور ذکر کیا اسکو ابن الجوزی نے موضوعات مین اور کہا بیہقی نے کہ یہ حدیث باطل ہے اور یحیی متہم ہے ساتھ وضع کے انتہی لیکن روایت کی ابن ابی شیبہ نے شعبی سے کہ کہا انھون نے نہین جمع ہوتا ہے عشر اور خراج کسی زمین مین اور ایسی ہی روایت کی ملکر سے **ص** اور اگر سال مین دو بار پیداوار ہو تو عشر بھی دو بار لیا جاویگا اور خراج دو بار نہ لیا جاویگا **ف** اور مروی ہے یہ حضرت عمرؓ سے روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے **ص** لیکن جب خراج مقاسمہ ہو یعنی مثلاً ربع پیداوار یا خمس اسکا مقرر ہو تو وہ مکرر لیا جاویگا مثل عشر کے

ص فصل جزیے کے بیان مین

جزیہ دو قسم ہے ایک وہ ہے کہ طرفین کی رضامندی سے مقرر ہو تو اس سے کم یا زیادہ نہ لیا جاوے **ف** جیسا کہ صلح کی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل نجران سے دو ہزار کپڑون کے جوڑون پر آدھے صفر مین اور آدھے رجب مین روایت کیا اسکو ابو داؤد نے کتاب الخراج مین **ص** اور ایک جزیہ وہ ہے کہ امام اپنی طرف سے اسکو شروع کرے جب غالب ہوا نہ تو مقرر کیا جاوے اہل کتاب اور مجوسی اور بت پرست پر جو عجم کا رہنے والا ہو **ف** اور امام شافعیؒ کے نزدیک بت پرست عجم کے بھی جزیہ نہ لیا جاویگا **ص** دولت والے پر ہر سال مین اڑتالیس درم تو ہر مہینے مین چار درم ہوے اور بیچ کے حال والے پر چوبیس درم سالانہ اور فقیر پر جو کما سکتا ہو بارہ درم سالانہ مقرر کیا جاوے اور امام شافعیؒ کے نزدیک ہر مرد بالغ اور عورت بالغہ پر

ایک دینار مقرر کیا جاوے فقیر ہوں یا غنی **ف** اسواسطے کہ روایت کی ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی نے معاذؓ سے کہ بھیجا مجکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طرف یمن کے کہ لون میں ہر بالغ سے ایک دینار کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن ہی اور روایت کیا اسکو ابن حبان نے صحیح میں اور حاکم نے مستدرک میں اور کہا کہ صحیح ہی شرط بخاری و مسلم پر اور نہیں نکالا انہوں نے اسکو اور عبدالرزاق کی روایت میں ہی وَمِنْ كُلِّ حَالِمٍ أَوْ حَالِمَةٍ دِينَارًا اور ہم یہ کہتے ہین کہ یہ حدیث محمول ہی اوپر صلح کے اور اسیواسطے حکم کیا جزیہ لینے کا عورت بالغہ سے حال آنکہ اُس سے جزیہ نہیں لیا جاتا اور کہا ابوعبید اللہ نے کہ یہ حدیث منسوخ ہی اور دلیل ہماری ہی کہ روایت کی ابن ابی شیبہ نے کہ مقرر کیا عمر بن خطابؓ نے جزیے کو مالدار پر اڑتالیس درم اور متوسط پر چوبیس درم اور فقیر پر بارہ درم اور مثل اسکے مروی ہی عثمانؓ اور علیؓ سے **ص** اور عرب کے بت پرست پر جزیہ نہیں تو اگر امام انپر غالب ہو تو عورتین اور چھوٹے لڑکے اُنکے مال غنیمت ہو جاوینگے اور نہ مرتد پر اور نہ قبول کیا جاویگا ان دونون سے مگر اسلام یا تلوار اور امام شافعیؒ کے نزدیک مشرکین عرب کو بھی غلام بنا لینگے **ف** اور دلیل ہماری ہدایے مین مذکور ہی **ص** اور اسیطرح جزیہ نہیں ہی نصرانی گوشہ نشین پر جسکو عربی مین راہب کہتے ہین اور لڑکے اور عورت اور غلام اور اندھے اور اپاہج پر اور امام ابو یوسف کے نزدیک اپاہج پر جزیہ واجب ہی جب اُسکے پاس مال ہو اور اُس فقیر پر جو کچھ نہین کماتا **ف** اور امام شافعیؒ کے نزدیک لیا جاوے فقیر سے اور دلیل ہماری یہ ہی کہ عثمان بن حنیف نے جزیہ نہیں مقرر کیا فقیر پر کسب پر رو برو جماعت صحابہ کے اور ابن نجویہ نے روایت کی کہ آنحضرتؐ عمرؓ نے لکھا کہ نہ جزیہ لیا جاوے شیخ فانے سے **ص** اور جزیہ ساقط ہو جاتا ہی موت سے اور اسلام سے **ف** یعنی وہ کافر اگر مسلمان ہو جاوے تو جزیہ اُسپر نہ رہیگا اور ایسا ہی اگر مر جاوے اور امام شافعیؒ کے نزدیک دونون صورتون مین رہتا ہی اور دلیل ہماری قول ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ نہیں ہی مسلمان پر جزیہ نکالا اُسکو ابوداؤد اور ترمذی نے ابن عباسؓ سے اور طبرانی نے اوسط مین ابن عمرؓ سے کہ جو شخص اسلام لاوے تو نہیں ہی جزیہ اُسپر **ص** اور اگر ایک سال کا جزیہ ادا نہین کیا اور دوسرا سال ہو گیا تو جزیہ ایک سال کا دینا پڑیگا اسلیے کہ جزیہ ایک سال کا دوسرے مین آجاتا ہی نزدیک امام صاحب کے اور صاحبین کے نزدیک دو سال کا دینا پڑیگا اور نیا گرجا اور یہودیون کا معبد **ف** اور اسیطرح ہندوؤن کا شوالہ **ص** دارالاسلام مین نہ بنایا جاوے **ف** اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین خصی کرنا ہی اسلام مین اور نہ بنانا کنیسہ یعنی معبد یہود کا روایت کیا اُسکو بیہقی نے ابن عباسؓ سے اور ضعیف کیا اسکو اور روایت کیا اسکو ابوعبید قاسم بن سلام نے اور مروی ہی یہ حضرت عمر بن الخطابؓ سے بھی **ص** اور اگر پرانا ڈھے گیا ہو تو اُسکو پھر سے بنا لیوین اور ذمی شخص مسلمانون سے لباس اور سواری اور زین مین جدا کیا جاوے اسطرح کہ گھوڑون پر سوار نہو اور ہتھیارون کا استعمال نہ کرے اور تاگا موٹا جو باندھتے ہین کمر پر اُسکو ظاہر رکھے اور ایسے زین پر چڑھے جو پالان کی شکل کا ہو اور جدا کی جاوین عورتین اُنکی راہ مین اور حمام مین **ف** راہ مین اسطرح پر کہ ایک گوشے مین ہو کر چلین اور حمام مین اسطرح کہ ایسی ازار پہنین جسکو مسلمان عورتین نہ پہنتی ہون **ص** اور اُنکے گھرون پر نشان مقرر کیا جاوے تاکہ فقیر اُنکے واسطے دعا نہ مانگین اور اگر ذمی دارالاسلام کے مقامون مین لڑائی کی طیاری سے چڑھ جاوے یا دارالحرب مین چلا جاوے تو عہد اُسکا ٹوٹ جاویگا اور وہ بمنزلے مرتد کے ہو جاویگا **ف** اسطرح پر کہ اُسکے مال کو وارثون مین تقسیم کر دینگے **ص** لیکن اگر پھر ماخوذ ہو گا تو غلام بنایا جاویگا اور مرتد اگر ماخوذ ہو تو قتل کیا جاویگا

اور اگر ذمی جزیہ دینے سے انکار کرے یا مسلمان عورت سے زنا کرے یا کسی مسلمان کو مار ڈالے یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو برا کہے تو ان امور سے اسکا عہد ذمی کا نہیں ٹوٹتا **ف** لیکن ابن العمام نے تصریح کی کہ اگر وہ از راہ تمرد اور شرارت کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے تو عہد ٹوٹ جاویگا اور وہ قابل قتل کے ہو کیونکہ ذمی سے جزیہ قبول کر لیا جاتا ہے دھوکہ جبکہ ہمارے پیغمبر کو برا کہنے لگے تو گویا ہم اُسے عاجز ہوئے اور یہی مذہب ہے امام شافعیؒ کا **ص** اور تغلبی مرد اور عورت سے جو دونوں بالغ ہوں تو اہل اسلام کی زکوٰۃ سے دوچند لیا جاوے **ف** اور تغلبی کا بیان کتاب الزکوٰۃ عاملون کی زکوٰۃ کے بیان میں گذرا **ص** اور تغلبی فرقے کا غلام آزاد کیا ہوا مثل قریشیوں کے آزاد کیے ہوئے کے ہے یعنی اُس سے زمین کا خراج اور جزیہ لینا چاہیے **ف** جیسے قریشیوں کے غلامان آزاد سے لیتے ہیں زکوٰۃ کا دوگنا نہ لینا چاہیے جیسے تغلبیوں سے لیتے ہیں **ص** اور امام زفرؒ کے نزدیک اُس سے دوگنا لینا چاہیے یعنی پانچواں حصہ پیداوار زمین سے اور بیسواں حصہ جسمیں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے **ف** کیونکہ حدیث میں ہے کہ مولیٰ قوم کا اُسی میں سے ہوتا ہے روایت کیا اسکو ترمذی نے اور جواب ہمارا ہدایہ اور اصل میں مذکور ہے **ص** اور خراج زمین کا اور جزیہ کا مال اور تغلبیوں کا مال اور جو وہ ہدیہ بھیجیں امام کو اور جو مال کہ اُنسے بدون جنگ کے ہاتھ آوے یہ سب اموال مسلمانوں کے بہتر کاموں میں صرف کیے جاویں مثلاً کفاروں کی راہ بند کرنے اور پانی پر پل باندھنے اور بڑے پل تعمیر کرانے اور عالموں اور قاضیوں اور عاملوں اور سپاہیوں اور اُنکی اولاد کے روزینے میں خرچ کریں اور جو خرچ کہ نصف سال کے بچے میں مر جاوے وہ بخشش سالانہ سے محروم رہیگا اور بخشش سالانہ ہمارے زمانے میں قاضی اور مفتی کو نہیں دیتے

ص باب مرتد یعنی اُن لوگوں کے بیان میں جو دین اسلام سے پھر جاویں

مرتد پر اسلام پیش کیا جاوے اور اُسکے قتل میں جو مسلمانی کے دین میں شبہے ہوں دور کیے جاویں تو اگر مہلت طلب کرے تو تین دن تک مہلت دیا جاوے اگر اس عرصے میں توبہ کرے توبہتر ورنہ قتل کیا جاوے **ف** تو مہلت دینا اپنی طرف سے ہمارے نزدیک مستحب ہے اور امام شافعیؒ کے نزدیک حاکم کو درست نہیں کہ بغیر مہلت دیئے مار ڈالے دلیل امام اعظم کی وہ حدیث ہے جو صحیح بخاری میں مروی ہے کہ جو کوئی اپنے دین کو بدلے اُسکو قتل کرو یعنی **مَنْ بَدَّلَ دِيْنَهٗ فَاقْتُلُوْهُ** یعنی جو شخص دین اسلام سے اپنے دین کو بدلے تو اُسکو قتل کرو اور اگر مہلت مانگے تو مہلت دینا واجب ہے **ص** اور مرتد کی توبہ یہ ہے کہ دین اسلام کے سوا سب دینوں سے ناراض ہو کر ہو یا اُس دین سے نفرت کرے جسکو اُسنے اختیار کیا ہو اور اگر مسلمان ہونے کو اُسکو نہ کہیں اور اُس سے پہلے ہی مار ڈالیں تو یہ امر ترک استحباب کا ہے اگر کوئی پیشتر اسکے کہ اُسکو مار ڈالے تو قاتل پر تاوان آویگا اور اگر مرتد ہونے کے وقت کسی ملک کے مال پر قبضہ جاتی رہتی ہے مگر ملک کا جانا موقوف رہتا ہے یعنی اگر وہ پھر مسلمان ہو جاوے تو ملک بھی بدستور قائم ہو جائیگی اور اگر حالت مرتدی میں اُسکو قتل کیا جاوے یا وہ دارالحرب میں مل جاوے اور قاضی نے حکم کیا کہ وہ دارالحرب میں مل گیا تو اُسکے مدبر اور ام ولد آزاد ہو جاوینگے اور جو مال اُسکا جو پہلے پر تھا حال ہو جاویگا یعنی اُسکی مدت باقی نہ رہیگی **ف** اور امام شافعیؒ کے نزدیک جب دارالحرب میں مل جاوے اُسکا مال ویسا ہی رہیگا جیسے پہلے تھا **ص** اور جو کچھ کہ مال اُسکا وقت مسلمانی کی کمائی کا ہوگا بعد ادائے قرضہ بیت المال اسلام کے وہ اُسکے مسلمان وارث کا ہوگا اور جو مال کہ اُسنے مرتدی کی حالت میں کمایا ہوگا اُسمیں سے اُن دونوں کا قرضہ دیکر باقی مال غنیمت ہوگا یہ مذہب امام صاحب کا ہے اور صاحبین کے نزدیک دونوں حالت کے مال اُسکے وارث مسلمان کے ہونگے اور نزدیک امام شافعیؒ کے دونوں حالت کے مال غنیمت ہو جاوینگے اور باطل ہوگا نکاح اور ذبیحہ مرتد کا اور صحیح ہے

طلاق اور ام ولد بنانا اُسکا اور شرکت مفاوضہ ف جسکا بیان آگے آتا ہے ص اور بھیجنا اور خریدنا اور ہبہ کرنا اور اجارہ اور مدبر کرنا اور مکاتب کرنا اور وصیت یہ سب تصرفات موقوف رہینگے پس اگر وہ اسلام لاوے یہ تصرف جاری ہونگے اور اگر مرجاوے یا قتل کیا جاوے یا دارالحرب میں بھاگ جاوے اور حکم اُسکا ہوجاوے تو سب تصرف باطل ٹھہرینگے اور جو قضا قاضی کے حکم مرتد کے مسلمان ہوکر چلا آیا تو وہ گویا مرتد ہی نہوا اور اگر بعد اُسکے آیا تو جو مال اُسکا اُسکے وارثوں کے پاس ہو لے لیوے اور اگر عورت مرتد ہوجاوے تو اُسکو جان سے نہ ماریں بلکہ قید کریں یہانتک کہ توبہ کرے ف اور امام شافعیؒ کے نزدیک قتل کی جاوے اور دلیل ہماری یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا قتل سے عورتوں کے مروی ہے صحیحین میں اور روایت کی دارقطنی نے ابن عباسؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ قتل کی جاوے عورت جب مرتد ہوجاوے اور اسناد میں اسکی عبداللہ بن عیسیٰ الجزری ہے کہا دارقطنی نے کذاب ہے بناتا ہے احادیث کو اور نکالا ابن عدی نے کامل میں ابی ہریرہ سے کہ ایک عورت مرتد ہوگئی زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تو نہیں قتل کیا آپ نے اُسکو اور ضعیف کیا اُسکو بسبب حفص بن سلیمان کے کہا ابن عدی نے اکثر روایات اُسکے غیر محفوظ ہیں اور نکالا طبرانی نے معجم میں معاذ بن جبلؓ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بھیجا اُنکو یمن کی طرف تو کہا اُنسے کہ جو مرد پھر جاوے اسلام سے تو بلاؤ اُسکو اگر توبہ کرے تو قبول کرو ورنہ مار گردن اُسکی اور جو عورت کہ پھر جاوے اسلام سے تو بلاؤ اُسکو اگر توبہ کرے تو قبول کرو اور اگر انکار کرے تو قید کرو اُسکو اور نکالا دارقطنی نے حضرت علیؓ سے کہ فرمایا انھوں نے عورت قید کی جاوے اور قتل نہ کی جاوے اور اسناد اسکی ضعیف ہے بسبب حجاج کے تو اسوقت میں استدلال حدیث صحیحین سے اولیٰ ہے اور امام شافعیؒ کی جانب کی حدیثیں ضعیف ہیں استدلال اُنسے مستقیم نہیں ہوتا کذا فی العنایہ میں فتح القدیر حاشیہ ہدایہ میں ص اور صحیح ہے تصرف اُسکا اور حالت اسلام اور ارتداد دونوں میں جو کسب اُسکا ہو اُسکے وارثوں کو ملیگا تو اگر مسلمان لونڈی مرتد کی جنی اور مرتد نے اُس ولد کا دعویٰ کیا تو وہ اُسکا بیٹا ہوگا اور وارث ہوگا جسوقت مرتد مرجاوے یا دارالحرب میں بھاگ جاوے خواہ ولادت وارتداد میں چھ مہینے سے مدت کم ہو یا زیادہ اور جو وہ لونڈی نصرانی ہو تو اگر مرتد ہونے اور ولادت میں چھ مہینے سے کم ہو تو وارث ہوگا اور اگر چھ مہینے سے زیادہ ہو تو وارث نہوگا اور اگر مرتد مع اپنے مال کے دارالحرب میں بھاگ جاوے اور مسلمان اُسپر غالب ہوں تو وہ مال مسلمانوں میں غنیمت ہوجاویگا اور اگر مرتد دارالحرب میں ملکر پھر دارالاسلام میں آکر مال لیکے دارالحرب میں بھاگ جاوے پھر مسلمانوں کے غلبے میں وہ مال ہاتھ لگے تو مال مذکور اُس مرتد کے وارث کو قبل قسمت غنیمت کے ملیگا پس اگر مرتد دارالحرب میں جا ملے اور اُسکا غلام اُسکے بیٹے کا ہوجاوے یعنی قاضی حکم کردے کہ اب اُسکا مالک بیٹا ہے اور اُسکا بیٹا اُس غلام کو مکاتب کردے پھر وہ مرتد مسلمان ہوکر چلا آوے تو کتابت کے عوض کا مال اور ولا یعنی ترکہ اُسکا اُسی مرتد کو جو مسلمان ہوگیا ہے ملیگا اور اگر مرتد کسی کو براہ خطا مار ڈالے اور دارالحرب میں جا ملے یا مارا جاوے تو خون بہا مقتول کا مرتد کے اُس مال میں سے ہوگا جو حالت اسلام میں کمایا ہو اور صاحبینؒ کے نزدیک دونوں حالتوں کے مال میں سے ہوگا ف اسواسطے کہ اُنکے نزدیک دونوں حالتوں کا کسب اُسکے وارث کو ہے ص اور اگر عمرو نے زید کا ہاتھ جان بوجھ کر کاٹ ڈالا اور زید پھر مرتد ہوگیا اور اُسی زخم میں مرگیا یا دارالحرب میں جا ملا اور پھر وہاں سے مسلمان ہوکر آیا اور اُسی زخم میں مرگیا تو عمرو کے مال سے نصف خون بہا مرتد کے وارثوں کو دلایا جاویگا اور اگر دارالحرب میں جاوے اور دارالاسلام ہی میں مسلمان ہوکر زخم کے سبب سے مرجاوے تو اس صورت میں عمرو تمام خون بہا کا ضامن ہوگا امام محمدؒ کے

نزدیک نصف کا اور جو مکاتب مرتد ہوکر دارالحرب مین جاملے پھر مال سمیت پکڑا جاوے اور قتل کیا جاوے تو بدل کتابت مالک کو ملیگا اور جسقدر زائد بچیگا وہ مکاتب کے وارثون کو ملیگا اور جو عورتین مرتد ہوکر دارالحرب مین جاملین اور وہان اُنکے بیٹا ہوا اور اُس بیٹے کا بیٹا پیدا ہوا پھر مسلمانون کی فتح ہوا اور یہ پکڑے جاوین تو بیٹا اور پوتا مرتد کا مال غنیمت ہونگے اور بیٹے پر مسلمان ہونے کے لیے زبردستی کی جاویگی مگر پوتے پر نہ کی جاویگی اور حسن بن زیاد کی روایت مین پوتے پر بھی جبر کیا جاویگا اور جو لڑکا کہ عاقل ہوا اُسکا مرتد ہونا صحیح ہی جیسے اسلام اُسکا صحیح ہی اور ایسے مرتد لڑکے پر مسلمان ہوجانے پر زبردستی کی جاویگی جان سے نہ مارا جاویگا اگر انکار کرے اسلام سے اور امام شافعیؒ اور زفرؒ کے نزدیک اُسکا ارتداد صحیح ہوا اور نہ اسلام اور ہماری دلیل یہ ہی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اسلام لائے لڑکپن مین اور صحیح رکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام اُنکا اور اقتدا حضرت علیؓ کا اس بات سے مشہور ہی کہا انھون نے **شعر** سَبَقْتُکُمْ عَلَی الْاِسْلَامِ طُرًّا ۔ غُلَامًا مَا بَلَغْتُ اَوَانَ حُلْمِیْ

ف یعنی پیش دستی کی مین نے تمھارے اوپر اسلام مین سب سے درآن حالیکہ مین لڑکا تھا نہین پہنچا تھا وقت احتلام کو روایت کیا اسکو بیہقی نے اور ضعیف کیا اسکو اور ابن عساکر نے تاریخ مین اور نکالا بخاری نے تاریخ مین عروہ سے کہ اسلام لائے حضرت علیؓ اور وہ آٹھ برس کے تھے اور مستدرک مین حاکم کی ہی کہ دس برس کے تھے اور تفصیل کی اس مقام مین شیخ ابن الہمام نے فتح القدیر مین

ص باب باغیون کے بیان مین

جو قوم مسلمان بادشاہ اسلام کی فرمانبرداری سے باہر ہوجاوین تو بادشاہ اُنکو اپنی اطاعت کے لیے کہے اور جو شبہ اُنکو فرمانبرداری مین ہوگیا ہو اُسکو دور کرے **ف** اسواسطے کہ حضرت علیؓ نے ایسا ہی کیا خوارج سے اول ذکر کیا اُسکو نسائی نے سنن کبری مین **ص** تو اگر وہ اکٹھے ہوکے ایک مکان مین جمع ہوویں تو بادشاہ کو درست ہی کہ اُنسے لڑائی شروع کرے اگرچہ وہ شروع نہ کرین اور امام شافعیؒ کے نزدیک جب تک وہ شروع نہ کرین تو بادشاہ شروع نہ کرے **ف** اور دلیل ہماری اصل مین مذکور ہی **ص** اور اگر اُنکی جماعت کوئی اور ایسی ہو کہ یہ لوگ اُنکے ساتھ ملکر مضبوط ہوجاوینگے تب تو جو شخص اُن باغیون مین کا زخمی ہوا اُسکو جان سے مار ڈالے اور جو بھاگے اُسکا پیچھا کرے اور اگر ایسی جماعت اور نہو تب زخمی کو مارے نہ بھاگتے کا پیچھا کرے اور اُنکی اولاد کو قید نہ کرے اور اُنکے مالون کو بانٹ نہ لین بلکہ روکے رکھین یہان تک کہ وہ توبہ کرین **ف** اسواسطے کہ روایت کی حاکم نے مستدرک مین اور بزار نے مسند مین کوثر بن حکیم سے اُسنے نافعؒ سے انھون نے ابن عمرؓ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا جاتا ہی تو کیا حکم ہی خدا کا باغیون مین اس آیت کے کما انھون نے اللہ اور رسول اُسکا خوب جانتا ہی تب فرمایا آپ نے کہ اُنکے زخمی کو نہ مارین اور اُنکے قیدی کو قتل نہ کرین اور اُنکے بھاگتے کا پیچھا نہ کرین اور اُنکے مال کو تقسیم نہ کرین اور ضعیف کیا اسکو بزار نے بسبب کوثر بن حکیم کے اور ایسا ہی حکم کیا حضرت علیؓ نے جنگ جمل مین نکالا اسکو ابن ابی شیبہ نے اور عبدالرزاق نے **ص** اور اگر خازیون کو باغیون کے گھوڑون اور ہتھیارون کی حاجت پڑے تو اُنکو کام مین لاوین اور اگر ایک باغی اپنے جیسے باغی کو مار ڈالے پھر اُنکی شکست ہوجاوے اور ہم غالب ہون تو قاتل پر کچھ نہ لازم ہوگا اور جو باغی کسی شہر پر قبضہ کرین اور شہر والون مین سے کوئی شہری دوسرے شہری کو مار ڈالے پھر وہ شہر فتح ہو تو شہری قاتل اُس مقتول کے قصاص مین مارا جاویگا اور اگر باغی کسی عادل کو یعنی جو بادشاہ کی اطاعت مین ہو مار ڈالے اور باغی یہ کہتا ہو کہ مین اسکے

مارڈالنے مین حق پر ہون یا عادل مارڈالے باغی کو تو قاتل اگر قرابت وارثہ پانے کی مقتول سے رکھتا ہوگا تو اُسکا وارث ہوگا اور جو باغی کہے کہ مین باطل پر ہون تو وہ مقتول عادل کا وارث نہوگا اور امام شافعیؒ اور ابو یوسفؒ کے نزدیک اگر باغی عادل کو مار یگا تو کبھی وارث نہوگا برابر ہو کہ اپنی حقیت کا دعوی کرے یا کہے کہ مین باطل پر تھا اور اہل فتنہ کے ساتھ **ف** مثلاً باغیون اور رہزنون اور اہل حرب کے ہاتھ **ص** ہتھیارون کا بیچنا مکروہ ہے اور اگر یہ معلوم نہو کہ خریدار اہل فتنہ مین سے ہے تو مکروہ نہین

ص کتاب اللقیط

ف اسمین لقیط کا بیان ہے یعنی اُس بچے کا جو پڑا ہوا ملے اور اُسکا والی معلوم نہو **ص** ایسے بچے کا اُٹھالینا مسلمان کو مستحب ہے **ف** کیونکہ اسمین ایک جان کی محافظت ہے **ص** اور اگر اُسکے تلف ہوجانیکا خوف ہو تو اُسوقت اُٹھانا واجب ہے مانند لقطہ کے **ف** لقطہ کہتے ہین پڑی چیز کو اور اُسکا بھی اُٹھانا وقت خوف تلف کے واجب ہے **ص** اور وہ بچہ آزاد رہیگا مگر جب کوئی حجت قائم ہو اُسکے مملوک ہونے پر **ف** مثلاً گواہ لاوے **ص** اور اُسکا خرچ بیت المال مین ہوگا **ف** اسواسطے کہ حضرت عمرؓ نے کہا لقیط مین لیجا اُسکو اور وہ آزاد ہے اور ہمارے اوپر ہے نفقہ اُسکا روایت کیا اُسکو مالک نے موطا مین اور شافعیؒ نے مسند مین اور عبد الرزاق کی روایت مین ہے کہ نفقہ اُسکا بیت المال مین سے ہے اور ایسا ہی منقول ہے حضرت علیؓ سے روایت کیا اسکو عبد الرزاق نے **ص** اور اُسکے قصورون کا تاوان بھی بیت المال مین سے دینگے اور میراث بھی اُسکی رہین ہیگی **ف** اسواسطے کہ زہری کی روایت مین ہے کہ فرمایا عمرؓ نے کہ ترکہ اُسکا واسطے مسلمانون کے ہے وارث ہونگے اُسکے اور دیت دینگے اُسکی طرف سے اور نکالا اُسکو بخاری نے ترجمہ باب مین **ص** اور اُٹھانے والے سے اُسکو کوئی لے نہین سکتا اور اُسکا نسب ایک شخص اور دو شخصون سے ثابت ہوگا یعنی جو کوئی دعوی کرے کہ یہ میرا لڑکا ہے نسب اُس سے ثابت ہوگا گو مدعی دو ہون اور اگر دونون مدعیون مین سے کوئی ایسی نشانی بتادے جو اُس لڑکے مین موجود ہو تو اُس شخص سے ثابت ہوگا ورنہ دونون برابر ہونگے اور اگر غلام اُسکا دعوی کریگا تو نسب غلام سے ثابت ہوگا مگر وہ بچہ آزاد ہوگا اور اگر ذمی دعوی کرے کہ یہ میرا ہے تو ذمی سے نسب ثابت ہوگا لیکن وہ بچہ مسلمان رہیگا بشرطیکہ وہ بچہ ذمی کے مکان اور محلے اور مکانون مین ملا ہو اور اگر مسلمون کے مکانون مین پایا جاویگا تو ذمی ہوگا اور اگر اُس بچے کے ساتھ کچھ مال پایا جاوے تو وہ اُس بچے ہی کا ہے اور اُسکی حاجتون مین صرف کیا جاویگا قاضی کے حکم سے اور بعضون کے نزدیک بغیر حکم قاضی کے صرف کیا جاویگا اور جو اُس بچے کو کوئی شخص کچھ ہبہ کرے تو اُٹھانیوالے کو لے لینا اُسکا درست ہے اور یہ بھی جائز ہے کہ بچے کو کسی پیشے مین لگاوے اور نہیں جائز ہے کہ اُسکا نکاح کردے یا اُسکے مال مین تصرف کرے یا اُسکو کرایہ مین دے صحیح مذہب مین **ف** اور قدوری کی روایت مین دینا جائز ہے

ص کتاب اللقطة

ف یعنی پڑی ہوئی چیز پانے کے بیان مین **ص** پڑی ہوئی چیز امانت ہے پانے والے کے ہاتھ مین اگر گواہ کرلے پانیوالا اس بات پر کہ مین اسکو واسطے محافظت کے اور پہنچا دینے کے طرف اُسکے مالک کے لیتا ہون تو اگر یہ چیز اُسکے پاس سے تلف ہوگئی تو اُسپر تاوان لازم نہ ہوگا **ف** اسواسطے کہ امانت کے تلف ہوجانے سے تاوان نہین ہوتا **ص** اور اگر گواہ نہ کیا تو تاوان دینا ہوگا اگر تلف ہوجاوے نزدیک امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک دینا ہوگا بلکہ پانیوالے کا قول مع الیمین معتبر ہوگا اور جو پانیوالے نے خود اقرار کیا کہ مین نے اس چیز کو اپنے واسطے لیا تھا تو سب کے نزدیک تاوان دینا ہوگا اور گواہ کرنے کی یہ صورت ہے کہ کہے اسی

مسلمانو جسکو تم دیکھو کہ گمی ہوئی چیز ڈھونڈھتا ہی تو میرا نشان دے دو اور اُٹھا نیوالا اُس چیز کو بتلاتا اور بیان کرتا رہے جس مکان مین کہ پایا ہو یا جہان بہت لوگون کا مجمع ہوتا ہو اور آواز دے کہ مین نے ایک چیز پڑی ہوئی پائی ہی اور اُسکے مالک کو مین نہین جانتا تو جسکی ہو وہ میرے پاس آوے اور اُسکا وصف بیان کرے تاکہ اُسکو دیدون اور اختلاف ہی بتلانے اور بیان کرنے کی مدت مین تو صحیح یہ ہی کہ اُسکی کوئی مدت مقرر نہین بلکہ جب تک پانیوالے کی رائے مین آوے کہ مالک اب تلاش و طلب نکریگا بتلاوے اور امام محمدؒ اور مالکؒ اور شافعیؒ نے اسکو اندازہ کیا ہی ساتھ ایک سال کے ف اسواسطے کہ زید بن خالدؓ کی حدیث مین ہی کہ پہچنوا اُسکو ایک سال تک روایت کیا اُسکو بخاری و مسلم نے اور ہدایے مین ہی کہ اگر دس درم سے کم قیمت ہو تو اُسکو کچھ دنون بتلاوے اور اگر دس یا زیادہ ہون تو ایک سال تک پہچنوائے ص برابر ہی کہ وہ چیز حل کی ہو یا حرم کی ف اور امام شافعیؒ کے نزدیک جبکہ وہ چیز حرم کی ہووے تو اُسکو پہچنوائے یہان تک کہ اُسکا مالک آوے اور دلیل لاتے ہین حدیث ابی ہریرہؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرم مکہ کے باب مین کہ نہین حلال ہی لقطہ اُسکا مگر واسطے اُسکے مالک کے روایت کیا اُسکو بخاری و مسلم نے اور ہماری دلیل مطلق قول ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زید بن خالدؓ کی حدیث مین کہ بتلاوے اُسکو ایک سال ص اور جو چیزین ایسی ہین کہ مدت تک باقی نہین رہتین جیسے کھانے پکے ہوے تو اُنکو یہان تک بتلاوے کہ خوف اُسکے بگڑنے کا نہو پھر اُس چیز کو خیرات کر دے پھر اگر مالک آ جاوے تو اُسکو اختیار ہی چاہے اُسکے خیرات کر دینے کو درست رکھے چاہے پانیوالے سے قیمت لے لے اور جس چارپائے کا کوئی والی نہو اُسکو پکڑ لینا درست ہی اور امام مالکؒ اور شافعیؒ کے نزدیک اگر وہ چارپایہ اونٹ یا گاے ہو تو چھوڑ دینا اُسکا افضل ہی اور جو اُسکو کھلایا بغیر اذن حاکم کے متصف ہوگا اور جو حاکم کے اذن سے کھلایا ہو وہ اُسکے مالک کے ذمے قرض ہوگا اور اُٹھائی ہوئی چیز سے اگر نفع مل سکتا ہو تو قاضی اُسکو کرایہ دے اور اُسی مین سے اُسکا خرچ کرے جیسا کہ بھاگے ہوے غلام مین اُسکا اجارہ دینا درست ہی اور جو اُس سے منفعت نہو تو حکم ہوگا کہ اُسپر خرچ کیا جاوے اور جب مالک آوے تو خرچہ لے لیا جاوے اور اگر یہ واسطے مالک کے بہتر نہو کہ اُسپر خرچ کیا جاوے ف مثلاً ایسا بڑا جانور ہو کہ اُسکا خرچ اُسکی قیمت سے بڑھ جاتا ہو ص تو بیچ کر اُسکی قیمت رکھ چھوڑے اور اُٹھانے والے کو اختیار ہی کہ مالک سے جب تک اپنا خرچہ وصول نکر لے تب تک اُس چیز کو روک رکھے تو اگر بعد اُسکے روک رکھنے کے وہ چیز تلف ہوگئی تو نفقہ ساقط ہوگیا اور جو قبل روک رکھنے کے تلف ہوئی تو ساقط نہوگا اور پائی ہوئی چیز کو دعوی کر نیوالے کے حوالے نکرے جب تک کہ مدعی گواہون سے اپنی ملک ثابت نکرے پس اگر مدعی کوئی علامت اُس چیز کی بیان کرے کہ اُس سے اُٹھانیوالے کو گمان غالب ہو کہ یہی مالک ہی تو اُسکے حوالے کر دینا حلال ہی مگر واجب نہین بدون حجت شہادت کے اور امام شافعیؒ کے نزدیک واجب ہی اگر وہ نشانی بیان کرے اور وہ موجود ہو اور اگر اُٹھانیوالا محتاج ہو تو پائی ہوئی چیز سے نفع لے اور نہ کسی اور محتاج کو خیرات کر دے اور اگر اُسکا مالک اُسکے بیوی بچے محتاج ہون تو اُنپر صدقہ کرے

ص کتاب الآبق

یعنی بھاگے ہوے غلام کے بیان مین پکڑنا اُسکا مستحب ہی بشرطیکہ اُسپر قادر ہو اور جو غلام کہ گھر اپنے مالک کا بھول گیا ہو تو اُسکا چھوڑ دینا افضل ہی اور اگر پانے والا اُسکے مالک کا گھر جانتا ہو تو وہان تک اُسکو پہنچا دینا افضل ہی اور جو شخص کہ بھاگے ہوے غلام کو یا مدبر یا ام ولد کو مدت سفر یعنی تین دن تین رات کے فاصلے سے پکڑ کر لاوے تو اُسکو چالیس درم اُجرت ملیگی اگرچہ غلام کی قیمت چالیس درم سے

کم ہو جب کہ اُسنے گواہ کر دیا ہو کہ مین اسکو اسلیے پکڑتا ہون کہ مالک کے پاس لے جاؤن اور جو مدت سفر سے کم فاصلے سے پکڑکر لاوے تو اُسی حساب سے اجرت ملیگی **ف** یعنی ایک دن کے فاصلے سے لاویگا تو چالیس درم کی تہائی کا یعنی تیرہ درم اور تہائی درم کا مستحق ہوگا اور دو روز کے فاصلے سے لانے مین چھبیس درم اور دو تہائی درم کا مستحق ہوگا اور امام شافعی کے نزدیک کچھ اجرت نہ ملیگی مگر دو شرطون کے اور ہماری دلیل اثر ابن مسعودؓ کا ہی کہ انھون نے فی نفر غلام چالیس درم مقرر کیے روایت کیا اسکو عبد الرزاق نے اور اجماع صحابہ کا ہی اس اجرت دلانے پر اور روایتین انکی موجود ہین مصنف ابن ابی شیبہ اور عبد الرزاق مین **ص** اور جو پکڑ لانیوالے کے ہاتھ سے غلام بھاگ جاوے تو اُسپر تاوان نہوگا **ف** اور قیمت دینی نہ آویگی **ص** اور جو اُسنے گواہ نہین کیا تو اُسکو کچھ نہ ملیگا اور اگر بھاگ جاویگا اُسکے ہاتھ سے تو تاوان دینا ہوگا اور اگر غلام رہن ہوا اور بھاگ جاوے اور اُسکو کوئی پکڑ لاوے تو اجرت مرتہن کے ذمے ہوگی اور جیسے ہر کہ قیمت اُس غلام کی بقدر رقم رہن کے یا اُسسے کم ہووے اور جو رقم رہن سے قیمت اُسکی زیادہ ہووے تو بقدر دین کے اجرت مرتہن پر ہوگی اور باقی راہن پر اور بھاگے ہوئے غلام پر کچھ خرچ کرنیکا حکم ایسا ہی جیسے لقطہ پر خرچ کرنیکا **ف** یعنی اگر قاضی کے حکم سے اُسپر خرچ کریگا تو وہ مالک کے ذمے قرض ہوگا ورنہ متبرع کا سلوک ہوگا اور مالک پر کچھ لازم نہ آویگا

ص کتاب المفقود

ف اسمین مفقود یعنی گم ہوئے شخص کا جسکا نشان معلوم نہو اور مرنے جینے سے اُسکے خبر نہو بیان ہو **ص** مفقود اپنی ذات کے حق مین زندہ ہو تو اُسکی بیوی کا دوسرے سے نکاح نہ کیا جاوے اور اُسکا مال وارثون مین بانٹ نہ دیا جاوے اور اُسکا کرایہ فسخ نہو اور قاضی ایک آدمی مقرر کر دے کہ وہ اُسکا حق جو لوگون کے ذمے پر ہو وصول کرے اور اُسکے مال کی حفاظت کرے اور جس مال کے بگڑ جانیکا خوف ہو اُسکو بیچ ڈالے اور اُسکی اولاد پر اور ماں باپ پر اور بیوی پر خرچ کرے اور اپنے غیبہ کے حق مین زندہ ہو تو دوسرے سے وارث نہوگا بلکہ حصہ اُسکا موقوف رکھینگے نوے برس تک کہ نوے برس کے بعد قاضی اُسکی موت کا حکم کرے اور ظاہر روایت یہ ہی کہ جب اُسکے ساتھی ہم عمر مرجاوین تو حکم کرے اُسکی موت کا کیونکہ اس زمانے مین آدمی نوے برس تک رہتا ہو **ف** اور امام مالکؒ کے نزدیک جب چار برس گذر جاوین تو قاضی اُسکی بیوی کو جدا کر دے اور وہ عورت عدت کرکے جس سے چاہے نکاح کرے اور دلیل لانے مین قول سے حضرت عمرؓ کے کہ جو عورت گم ہو جاوے خاوند اُسکا اور وہ نجانے کہ کہان ہو تو وہ انتظار کرے چار برس پھر عدت کرے چار مہینے دس دن اور حلال ہو جاوے روایت کیا اُسکو سوطا مین اور ابن ابی شیبہ نے مصنف مین اور ہماری دلیل قول ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ عورت مفقود کی عورت اُسکی ہی جب تک کہ اُسکا حال کھلے روایت کیا اسکو دارقطنی نے سنن مین اور معارض ہی قول عمرؓ کے قول حضرت علیؓ کا کہ کہا انھون نے عورت مفقود کی پڑ گئی بلا مین تو چاہیے کہ صبر کرے یہانتک کہ خاوند کی موت یا طلاق کی خبر آوے روایت کیا اُسکو عبد الرزاق نے باسناد صحیح اور روایت کی ابن مسعودؓ سے کہ وہ بھی موافق ہوئے حضرت علیؓ کے اور نکالا ابن ابی شیبہ نے ابو قلابہ اور جابر بن زید اور شعبی اور نخعی سے کہ سب نے کہا نہین جایز ہی اُس عورت کو کہ نکاح کرلے یہان تک کہ ظاہر ہو موت اُسکی اور ہمارے مین ہی کہ حضرت عمرؓ نے رجوع کی طرف قول حضرت علیؓ کے حاصل یہ ہی کہ اکثر صحابہ کا مذہب موافق ہمارے قول کے ہی **ص** تو اب اُسکی بیوی عدت کریگی موت کی اور مال اُسکا تقسیم ہوگا اُن وارثون کے درمیان جو اب موجود ہین اور وہ جو حصہ اُسکا موقوف رکھا تھا وہ اُن عمرؓ کے وارثون کو دلایا جاویگا **ف** تو حاصل یہ ہی کہ اپنے مال کے

حق مین تو اسکی موت کا حکم نوے برس کے بعد سے کرینگے اور غیر کے مال کے حق مین اسکی موت کا حکم بعد نوے برس کے گم ہونے کے وقت سے کرینگے تو بعد مدت مذکور گذرنے کے ایسا سمجھینگے کہ اس غیر کے مرتے وقت مفقود کا وجود نتھا اور تفصیل اسکی فرائض کی کتابون مین ہے

ص کتاب الشرکۃ

ف اسمین شرکت کا بیان ہے شرکت جائز ہے اسواسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور لوگ معاملہ کرتے رہے شرکت کا اور آپ نے اسکو منع نہین کیا اور حدیث شریف مین ہے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے مین تیسرا ہون دو شریکون مین جب تک ایک دوسرے سے خیانت نکرے اور جب خیانت کی تو نکل جاتا ہون مین انکے درمیان سے روایت کیا اسکو ابوداؤد نے اور حاکم نے مستدرک مین ابوہریرہ رضی سے

ص شرکت دو طرح پر ہے ایک شرکت ملک کہ دو شخص **ف** وراثت کی وجہ یا خریداری سے **ہدایہ** **ص** ایک چیز کے مالک ہو جاوین اور اس شرکت مین ہر ایک انمین سے اجنبی ہوتا ہے **ف** یعنی ہر ایک کو دوسرے کے حصے مین تصرف جائز نہین بغیر اسکی اجازت کے **ہدایہ** **ص** اور دوسری قسم شرکت عقد ہے اور اسمین ایجاب و قبول ضرور ہین **ف** مثلاً ایک کہے شرکت کی مینے تجسے فلان فلان چیز مین اور دوسرا کہے قبول کیا مینے **ہدایہ** **ص** اور اس شرکت کی شرط یہ ہے کہ کوئی امر ایسا نہو جو اس عقد کو قطع کردے مثلاً احد الشریکین کچھ روپیہ مقرر کرلے دوسرے پر خاص اپنے نفس کے لیے تو شرکت ٹوٹ جاویگی کیونکہ جائز ہے کہ سوا ان دونون کے اور کچھ نفع نہو کہ اسمین دونون شریک ہون اور اسکی بھی چار قسمین ہین **ایک** کو شرکت مفاوضہ کہتے ہین جب وہ دو شخص مال شرکت اور تصرف اور دین مین برابر ہون تو اس سے یہ نکلا کہ شرکت مفاوضہ صحیح نہین ہے مسلمان اور کافر مین **ف** کیونکہ دونون دین مین ایک نہین اور اسی طرح آزاد اور غلام مین اور لڑکے اور بالغ مین **ص** اور جائز ہے درمیان دو مسلمان بالغ کے اور دو کافر کے برابر ہے کہ ایک یہودی یا نصرانی ہو اور دوسرا مجوسی اسواسطے کہ کفر کو ایک ہی مذہب شمار کرتے ہین اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک شرکت مسلمان اور کافر مین بھی درست ہے اور امام مالکؒ اور شافعیؒ کے نزدیک شرکت مفاوضہ بالکل درست نہین **ف** اور دلیل ہماری صاحب ہدایہ نے حدیث شریف بیان کی کہ مفاوضہ کرو کیونکہ اسمین برکت ہے اور دوسرے یہ کہ تمام لوگ اسکو کرتے چلے آئے اور کسی سے انکار اسکا صحت کو نہین پہونچا **ص** اور اس شرکت مین ہر شخص دوسرے کا وکیل اور کفیل ہو جاتا ہے تو ایک شریک نے اگر کوئی چیز خریدی تو بائع کو پہونچتا ہے کہ قیمت کو اسکی دوسرے شریک سے مانگے اور جو مفاوضے مین کوئی چیز جو شریک ہوا لیگا وہ مشترک دونون مین ہوگی مگر اپنے گھر والون کی خوراک اور پوشاک البتہ مشترک نہوگی اور جو قرضہ انمین سے ایک پر بوجہ خرید و فروخت اور کرایہ لینے کے یا کفالت کے جب مکفول عنہ کے حکم سے ہوا ایک پر لازم ہوگا تو دوسرا بھی اسکا ضامن ہوگا اور جو بغیر حکم مکفول عنہ کے ایک نے کفالت کی تو اسکی رقم کا دوسرا ضامن نہوگا **ف** اور جو قرضہ ایسے اسباب سے ہو جنمین شرکت صحیح نہین جیسے جنایت اور نکاح اور خلع و صلح قتل عمد سے اور نفقہ تو انمین ایک دوسرے کا کفیل نہوگا **ص** اور اگر ایسا مال جسمین شرکت مفاوضہ درست ہے **ف** مثلاً روپیہ اشرفی **ص** ایک شریک کو کسی نے ہبہ کیا اور اسنے قبضہ کیا یا ورثے مین ملا تو مفاوضہ نرہا مگر جب اسباب یا زمین ہبہ یا ورثے مین ایک کو ملے تو شرکت مفاوضہ باطل نہوگی دوسری قسم اسکی شرکت عنان ہے جسمین صرف وکالت ہوتی ہے اور کفالت نہین ہوتی اور اسمین اگر بعض مال مین شرکت ہو اور بعض مین نہو یا ایک کا مال زیادہ ہو دوسرے سے یا مال دونون کے برابر ہون اور نفع برابر نہو یا خلاف جنس ہو کہ ایک نے روپیہ دیا ہو اور دوسرے نے اشرفی

یا یہ کہ ہر ایک انمین سے اپنے مال کو نہ ملاوے ہر طرح درست ہی اور اس شرکت مین جو نسا شخص کوئی چیز مول لیگا تو مطالبہ قیمت کا صرف اُسی مشتری سے کیا جاویگا دوسرے شریک سے نہوگا کس لیے کہ اس شرکت مین کفالت نہین بان شریک مشتری جو دام چیز کے بائع کو دے اُسمین سے دوسرے شریک سے اُسکے حصے کے موافق مجرا لیوے یعنی جتنا اُسکی طرف سے اسنے اپنے مال مین سے دیا ہو وہ اُس سے بھر لے اور یہ شرکت اور شرکت مفاوضہ دونون بدون روپیہ اشرفی اور پیسون کے جنکا چلن ہو اور چاندی سونے کے ٹکڑون کے جن پر سکہ نہوا گر لوگون مین اُسکا لین دین جاری ہو درست نہین **ف** یعنی شرکت مفاوضہ اور عنان مین چاہیے کہ دونون شخص روپیہ خواہ اشرفی خواہ بغیر سکے کی ڈلیان چاندی اور سونے کی جو مروج ہون خواہ پیسے مروج ملاوین ورنہ درست نہوگی **ص** اور اگر دو شخص اسطرح کرین کہ ہر ایک اپنا آدھا مال دوسرے کے آدھے مال کے بدلے مین بیچ ڈالے اور شرکت مفاوضہ یا عنان کرین تو درست ہی **ف** اور یہ حیلہ ہی شرکت مین جس صورت مین کہ چاندی سونا برابر نہ ملاوین اور اسباب ملانا منظور ہو **ص** اگر کل مال شرکت کا یا مال ایک شریک کا قبل خرید کرنے کسی چیز کے ہلاک ہو جاوے تو شرکت باطل ہوگی اور وہ مال جو ہلاک ہوا ہی سب کا مالکا ہوگا اگر مال مل جل گیا ہو برابر ہی کہ اُسی کے ہاتھ سے ہلاک ہو یا دوسرے شریک کے ہاتھ سے اور جو وہ مال مل جل گیا ہو تو وہ سب شریکون کا ہوگا اور جو دونون شریکون مین سے ایک اپنے مال کے عوض مین کچھ اسباب خریدا اور بعد خریدنے کے دوسرے کا مال تلف ہو جاوے تو جو اسباب خریدا ہوا ہی وہ دونون مین مشترک ہوگا اور جسنے مول لیا ہی وہ اپنے شریک کے حصے کے موافق قیمت اسباب کی اُس سے لے اور جو قبل خریدنے کے تلف ہو جاوے اور پھر دوسرا شریک اپنے مال سے کوئی چیز خریدے تو جسکا مال تلف ہوا ہی اُسنے اگر دوسرے شریک کو وقت شرکت کے وکیل صریح بنایا ہو مثلاً امر دیا ہو کہ جو چیز تو اپنے مال سے خریدیگا تو اُسکا آدھا میرے واسطے خریدنا تو جو اسباب خریدا ہوا ہی وہ دونون مین مشترک ہو جاویگا اور جسنے مول لیا ہی وہ اپنے شریک کے حصے کے موافق اُس سے قیمت لے لیگا اور اگر اُسنے دوسرے شریک کو وکیل صریح نہین بنایا تھا تو وہ کل اسباب اُسی کا ہو جاویگا جسنے خریدا ہی اور شرکت مفاوضہ اور عنان کے دونون شریکون مین سے ہر ایک کو اختیار ہی کہ مال مشترک کو بطور بضاعت **ف** یعنی کل نفع اپنا ٹھہرا کر **ص** کسی کے حوالے کرے یا امانت رکھے یا مضاربت پر دیوے یا کسی کو وکیل کرے اور ہر ایک کے ہاتھ مین مال بطور امانت کے ہوگا یعنی اگر بغیر اسکی زیادتی کے ہلاک ہو جاوے تو اُسپر ضمان نہوگا تیسری قسم شرکت عقد کی شرکت صنایع اور تقبل ہی اسکی صورت یہ ہی کہ دو کاریگر مثلاً درزی خواہ ایک ترکھا اور ایک نگر یہ اس شرط پر شریک ہون کہ دونون مشترک کام کیا کرین اور مزدوری جو کچھ ملے اُسکو دونون برابر بانٹ لیا کرین یا کام دونون برابر کرین لیکن مال اجرت ایک کو دو تہائی ملے اور ایک کو ایک تہائی اور امام شافعی کے نزدیک شرکت جایز نہین اور امام مالک کے نزدیک جب عمل متحد ہو تو جائز ہی اور مختلف ہو تو نہین جائز اور اس شرکت مین اگر ایک شخص کوئی کام منظور کریگا وہ دونون کو کرنا لازم ہوگا تو کام دینے والے کو ہر ایک سے مطالبہ پہونچتا ہوگا کا اور اسی طرح ہر ایک کو پہونچتا ہی کہ کام دینے والے سے اجرت طلب کرے اور جو کام دینے والا ایک کو اجرت دیدیوے تو بری ہو جاویگا اور جو کمائی ہوئی وہ دونون مین مشترک ہوگی اگرچہ کام ایک ہی کرتا ہو چوتھی قسم شرکت عقد کی شرکت وجوہ ہی اسکی صورت یہ ہی کہ دو شخص بدون مال کے شریک ہون اسطرح کہ اپنے اعتبار سے مال خریدین اور بیچین یعنی لوگون سے جان پہچان ہونیکی جہت سے مال بطور قرض خریدین اور بیچین اور نقد کچھ نہ لگاوین اور اصل قیمت حوالے مالک کے کرکے باقی جو کچھ بچے اُسکو بانٹ لین اور اسمین ہر ایک دوسرے کا وکیل اور کفیل ہوتا ہی

اگر یہ بطور متفاوضہ ہو اور نہ فقط وکیل ہوتا ہے اگر بطور عنان ہو پھر اگر نصفا نصفی کے اقرار سے مال خریدیں یا ایک تہائی ایک کو اور دو تہائی دوسرے کے لیے اسطرح پر لیں تو نفع بھی اسی طرح ہوگا اور زیادتی کی شرط باطل ہوگی اسلیے کہ نفع غیر مضمون کا جائز نہیں یعنی اگر آپس میں اقرار کریں کہ مال آدھوں آدھ خریدینگے تو نفع بھی نصفا نصف ہوگا فصل شرکت نہیں جائز ہے لکڑیاں لانے اور گھاس جمع کرنے اور شکار کرنے میں تو جسنے جو کچھ کسب کیا ہوگا اسکی ہوگا اور جس چیز کو دونوں نے ساتھ لیا ہو تو وہ آدھی آدھی انکو ملیگی اور جو ایک نے حاصل کیا ایک دوسرے کی مدد کی جیسے ایک نے گھاس کھودی اور دوسرے نے اکھٹا کی تو گھاس کھودنے والے کی ہوگی اور مدد کرنے والے کو اسقدر مزدوری جتنی ملیگی جتنا اسنے کام کیا جسقدر اجرت ہو اگرچہ اجرت قیمت کے برابر یا زیادہ ہو امام محمدؒ کے نزدیک اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اس چیز کی آدھی قیمت سے زیادہ اسکو مزدوری نہ دینگے اور اسی طرح جائز نہیں شرکت پانی کھینچنے میں مثلاً ایک کا خچر تھا اور دوسرے کی پکھال اور پانی ایک نے کھینچا تو اجرت سب کھینچنے والے کو ملیگی اور اسپر کرایہ پکھال یا خچر کی اجرت مثل لازم ہوگی ف یعنی سقا اگر خچر اسکا تھا اور پکھال دوسرے کی تو پکھال کی اجرت دینی ہوگی اور اگر پکھال اسکی اور خچر دوسرے کا تھا تو خچر کی اجرت اسکو دینی ہوگی ص اور جس صورت میں کہ شرکت فاسد ہو جاوے تو نفع مال کی مقدار ہوگا مثلاً شرکت میں کچھ روپے ایک شریک نے زیادہ ٹھہرا لیے تو شرکت فاسد ہوگی اور نفع بقدر ملک کے ہوگا تو مال شرکت اگر آدھوں آدھ تھا تو نفع آدھا آدھا ملیگا اور شرط زیادہ کی باطل ہوگی اور شرکت دونوں شریکوں میں سے کسی کے مر جانے سے یا مرتد ہو کر دار الحرب میں جانے سے جب قاضی حکم اسکے ملنے کا کر دے باطل ہو جاتی ہے اور چاہیے کہ کوئی دونوں شریکوں میں سے دوسرے کے مال کی زکوٰۃ بدون اسکی اجازت کے نہ دے پس اگر ہر ایک نے دوسرے کو اپنے مال کی زکوٰۃ دینے کی اجازت دیدی اور دونوں نے ایک ساتھ ادا کی تو ہر ایک دوسرے کے حصے کا ضامن ہوگا اور جو ایک نے آگے اور دوسرے نے پیچھے دی تو پچھلے ہی کو اول شخص کے حصے کی زکوٰۃ کا تاوان لازم ہوگا اگرچہ اول کے ادا سے واقف نہ ہو اور صاحبین کے نزدیک جب اول کی ادا سے واقف نہ ہوگا تو ضامن نہ ہوگا اور جو مفاوضت میں دو شریکوں میں سے ایک نے دوسرے کو صحبت کرنے کے لیے ایک لونڈی خریدنے کی اجازت دی اور اسنے اس اجازت کے بموجب لونڈی خریدی اور مال مشترک میں سے اسکی قیمت دی تو یہ لونڈی اس خریدنے والے کی ہوگی بدون عوض کے یعنی نصف قیمت لونڈی کی اپنے شریک کو اجازت دینے والے کو ندینی پڑیگی اور صاحبین کے نزدیک دینی پڑیگی اور بائع لونڈی کی قیمت ہر شریک سے لے سکتا ہے

ص کتاب الوقف

وقف کہتے ہیں اسکو کہ کوئی شخص کسی چیز کو اپنی ملک میں روک رکھے اور اسکا نفع خیرات کر دے جیسے عاریت میں ہوتا ہے ف اور یہ مذہب امام ابو حنیفہؒ کا ہے اور دلیل اسکی یہ ہے کہ روایت ہے ابن عباسؓ سے کہ کہا انھوں نے سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب اتری سورۂ نساء اور اسمیں فرائض کہ منع کیا آپنے جس سے روایت کیا اسکو طحاوی نے شرح معانی الآثار میں اور روایت کیا اسکو دار قطنی نے اور اسناد میں اسکی عبد اللہ بن لہیعہ اور بھائی اسکا دونوں ضعیف ہیں اور روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے موقوفاً حضرت علیؓ پر کہ کہا انھوں نے نہیں حبس ہے فرائض سے اللہ تعالیٰ کے اور مطلب اسکا یہ ہے کہ نہیں ہے کوئی مال کہ روکا جاوے بعد موت مالک کے قسمت سے درمیان ورثہ کے اور فرائض سے مراد حصے ہیں ورثہ کے اور بھی روایت کی ابن ابی شیبہ نے شریح سے کہ کہا انھوں نے آئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور بیچتے تھے روکی ہوئی چیز کو اور نکالا اسکو بیہقی نے اور تفصیل اسکی فتح القدیر میں ہے ص اور صاحبین کے نزدیک وقف اسکو کہتے ہیں کہ روک رکھنا کسی چیز کا اللہ تعالیٰ کی ملک میں ف اور دلیل

اُنکی روایت ہے حضرت عمرؓ کی کہ کہا واسطے اُنکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ارادہ رکھتے تھے وہ وقف کرنے کا ایک زمین کے کہ تصدق کردے اُسکو نہ بیچی جاوے اور نہ ہبہ کی جاوے اور نہ میراث ہووے روایت کیا اسکو امام محمدؒ نے باسناد صحیح اور صحاح ستہ والوں نے **ص** اور فتوی صاحبین کے قول پر ہے تو امام صاحب کے مذہب کے موافق اگر کسی نے وقف کیا کسی چیز کو فقیروں پر یا سقایہ مثل حوض وغیرہ کے یا مسافر خانہ واسطے مسافروں کے یا قافلہ اُترنیکا مکان بنایا یا اپنی زمین کو مقبرہ کردیا تو ملک وقف کرنیوالے کی اُس سے نہ جاویگی اگرچہ اُسکو موقوف کیا ہو موت پر مثلاً کہے کہ اگر میں مرجاؤں تو وقف کیا اُسکو صحیح قول میں **ف** اور ایک روایت میں امام سے ملک جاتی رہیگی **ص** مگر یہ کہ حاکم اُسکی ملک جاتی رہنے کا حکم کردے یا مسجد بنادے اور راستہ اُسکا جدا کردے اور لوگوں کو اُسمیں نماز پڑھنے کی اجازت دیدے اور ایک شخص بھی اُسمیں نماز پڑھ لے تو ملک اُسکی جاتی رہیگی اگرچہ اُس مسجد کے تئیں ایک تہ خانہ ہو جو مسجد کے اسور کے واسطے بنایا گیا ہو اختلاف ہے اسمیں کہ کس طرح سے مکان مسجد ہو جاتا ہے پس امام ابو یوسفؒ کے نزدیک فقط یہ کہ دینا کہ میں نے اسکو مسجد بنایا کافی ہے اور امام محمدؒ کے نزدیک ضرور ہے کہ اسمیں جماعت سے نماز پڑھی جاوے اور امام اعظمؒ کے نزدیک نماز ایک شخص کی بھی کافی ہے اور جو مسجد بنا کر اُسکے نیچے تہ خانہ اور کاموں کے لیے بنایا یا اپنے گھر کے اندر مسجد بنائی اور اُسمیں اذن نماز کا دیا تو وہ ملک سے اُسکی نہ جاویگی **ف** تو بیچنا اُسکا درست ہوگا اور اُس سے ترکہ دوسرے وارثوں کو پہنچیگا یعنی وقف مسجد کے حکم میں نہ ہوگی **ص** اور امام ابی یوسفؒ کے نزدیک ملک وقف کرنے والے کی فقط زبان کے کہنے سے کہ میں نے اسکو وقف کیا جاتی رہتی ہے اسلیے کہ تسلیم شرط نہیں واسطے لزوم وقف کے اُنکے نزدیک اور امام محمدؒ کے نزدیک جب جاتی ہے کہ اُسکو متولی کے سپرد کردے اور وہ اُسپر قبضہ کرلے تو درست ہو وقف مشاع کا یعنی ایک تہائی یا نصف زمین کا بغیر تعیین کے جب کہ وہ قسمت کی صالح ہو امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اور فتوی اسی پر ہے اور امام محمدؒ کے نزدیک جائز نہیں ہے اور اگر وقف کیا مشاع کو ایسی چیز میں کہ وہ قابل قسمت کے نہو تو جائز ہے سب کے نزدیک اگر متعدد نہ ہو اور متعدد میں جائز نہیں اور اگر واقف وقف کے پیداوار کو اپنی ذات کے واسطے کرلے یا وقف کی ولایت اپنی طرف کرلے کہ متولی خود رہے تو درست ہے **ف** امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اور امام محمدؒ کے نزدیک درست نہیں دلیل ابو یوسفؒ کی یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھاتے تھے اپنے صدقہ سے اور یہ حدیث اس لفظ سے نہیں ملی لیکن روایت کیا ابن ابی شیبہ نے اسمیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھلاتے تھے صدقہ فطر میں سے اپنے اہل کو موافق دستور کے اور بھی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو خرچ کرے مرد اپنی ذات اور اہل اور اولاد اور خادمہ پر تو وہ صدقہ ہے واسطے اُسکے روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے مقدام بن معدیکرب سے اور روایت کیا اسکو نسائی نے کہ جو کھلاوے تو اپنے نفس کو تو وہ تیرے واسطے صدقہ ہے اور نکالا اسکو حاکم اور دارقطنی اور طبرانی نے بہت سے طرق سے اور الفاظ مختلفہ سے لیکن اگر وہ خیانت کرتا ہو تو موقوف کو اُسکے ہاتھ سے نکال لینا چاہیے اگرچہ اُسنے شرط کرلی ہو کہ موقوف کو میرے ہاتھ سے نہ نکالیں گے **ص** اور جو کسی نے شرط کی زمین وقف کرتے وقت کہ جب چاہوں اس زمین کے بدلے اور کو وقف کردوں تو جائز ہے امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اسلیے کہ بدل و بنا وقف کا بدون شرط کے بھی جائز ہے جب زمین موقوف خراب ہوجاوے اور اسپر فتوی نہیں دیا جاویگا کیونکہ اسمیں اس طرح کے فساد ہوتے ہیں اور ہمنے دیکھا ہے ہمارے زمانے کے ظالم حاکم اکثر مسلمان کے وقفوں کو اس حیلے سے باطل کردیتے ہیں **ف** تو اب فتوی امام محمدؒ کے قول پر چاہیے کہ شرط باطل ہو اور وقف جائز ہو **ص** اور یہ بھی ضرور ہے کہ وقف کی صورت انجام کو ایسی کردے کہ وہ منقطع نہو جاوے بلکہ جاری رہے **ف** مثلاً اگر خاص لوگوں پر وقف کرے جنکا کسی بلد میں ہونا ممکن ہو تو یہ کہ دے کہ ان لوگوں کے نہ رہنے کے بعد وقف کے

فقیرون یا علما کو اُسکا نفع پونہچے تاکہ ہمیشہ وقف جاری رہے **ص** اور امام ابو یوسف کے نزدیک بغیر اس کہنے کے وقف صحیح ہو جاویگا اور جیسے لوگ جنپر وقف کیا ہی نہون تو فقیرون پر صرف کیا جاویگا اور صحیح ہی وقف عقار کا **ف** یعنی غیر منقول کا جیسے زمین **ص** نہ منقول کا **ف** امام صاحب کے نزدیک **ص** اور امام محمدؒ کے نزدیک جائز ہی وقف کرنا اُن اشیاے منقولہ کا جنکا وقف کرنیکا معمول ہو جیسے تبر اور رہاڑ اور رسہ اور آرہ اور تابوت اور اُسکے کپڑے اور ہانڈی اور دیگچی اور مصحف اور اسی پر عمل ہی اکثر شہرون کے فقہا کا **ف** وقف غیر منقول کا اسواسطے جائز ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ نے وقف کیا اُسکا جیسے حضرت عمرؓ نے ایک زمین کو اور زبیر بن عوامؓ نے ایک گھر کو روایت کیا اسکو ابراہیم نے کتاب غریب الحدیث مین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک زمین کو واسطے مسافرون کے روایت کیا اسکو بخاری نے اور وقف منقول کا امام محمدؒ کے نزدیک اسواسطے جائز ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خالدؓ نے روک دیا اپنی زرہون کو اور گھوڑون کو خدا کی راہ مین روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے زیادہ کیا صاحب ہدایہ نے کہ روک رکھا اللہ نے زرہون کو اپنی اللہ کی راہ مین اور گھوڑون کو **ص** اور جب وقف صحیح ہوا تو بعد اسکے کسی کی ملک مین آویگا اور نہ وہ جو بعض متاخرین نے جائز رکھا بیع وقف کو جب خراب ہو جاوے اور گرنے لگے واسطے عمارت کرنے باقی کے تو اصح یہ ہی کہ جائز نہین ہی اسواسطے کہ وقف بعد صحت کے ملک کو قبول نہین کرتا جسطرح حریت کو قبول نہین کرتا اور مثل استبدال کے اسمین بھی فساد و شاہدہ ہی اور جائز ہی قسمت کر دینا مشاع کا بعد وقف کے امام ابو یوسفؒ کے نزدیک تو جس شخص نے ایک مین مشترک کو وقف کیا تو نزدیک امام ابو یوسفؒ کے جائز ہی کہ اسکو بانٹ لے اپنے شریک کے ساتھ اور رد دے شریک کے حصے سے اسکو جدا کر لے اور اگر اپنی ساری زمین مین سے آدھی کو وقف کیا تو قاضی اُسکو قسمت کر دے واقف کے ساتھ اور نہین جائز ہی قسمت وقف کی مصارف مین اور جو وقف کہ فقیرون پر ہو تو اُسکے محاصل کو اول اُسکی مرمت اور درستی مین صرف کرینگے گو واقف نے اس بات کی شرط نہ کی ہو اور اگر موقوف کوئی مکان ہو اور ایک شخص معین پر وقف کیا ہو اور کہا ہو کہ بعد اُسکے فقیرون کے لیے ہی تو اُسکی تعمیر اُس شخص کے ذمے ہی اور اگر وہ مرمت نہ کرے یا مفلس ہو تو حاکم اُس مکان کو کرایہ دیکر زندہ کرایہ سے اُسکی تعمیر کرے اور بعد تعمیر کے پھر اُسی شخص کو دیدیوے اور اگر موقوف ٹوٹ جاوے تو اُسکی لکڑیان چونہ وغیرہ اُسی کی تعمیر مین لگایا جاوے اگر ضرورت ہو ورنہ اُسکو رکھ چھوڑین وقت حاجت کے اُسکو صرف کرین اور اگر وہ قابل صرف کرنے کے نہ ہو تو اُسکو بیچین اور قیمت اُسکی موقوف کی تعمیر مین صرف کرین اور وقف کے مستحقون کو تقسیم نہ کرین فقط

خاتمۃ الطبع الحمد للہ والمنہ کہ دوسری جلد نور الہدایہ ترجمہ اردو شرح وقایہ کی بعد تصحیح مسائل و تطبیق باصل نسخۂ عربیہ و تحشیۂ ضروریہ کے پانچوین مرتبہ مطبع نظامی کانپور مین بشہر ربیع الآخر سنہ ۱۳۰۳ ہجری نہایت عمدہ چھپکر طیار ہوئی

اشتہار

یہ کتاب بموجب قانون ایکٹ ۲۵ سنہ ۱۸۶۷ء داخل بہی رجسٹر گورنمنٹ ہو چکی لہذا کوئی صاحب بدون اجازت راقم کے طبع نہ فرماوین

وجہ مہر و دستخط بر خاتمہ

واسطے سند اس بات کے کہ یہ کتاب چھپی ہوئی مطبع نظامی واقع کانپور کی ہی مہر و دستخط مہتمم مطبع کے خاتمے پر ثبت کیے گئے

محمد روشن خان حنفی
محمد عبد الرحمن بن جان

فہرست جلد دوم نور الہدایہ ترجمۂ اردوی شرح وقایہ

صفحہ							
	کتاب النکاح	۲					
۴	فصل بیان میں عورتوں محرمات کے	۱۲	باب ولی اور کفو کے بیان میں	۲۰	فصل کفو کے بیان میں	۲۲	فصل نکاح فضولی اور وکالت نکاح میں
۲۳	باب مہر کے بیان میں	۳۲	فصل نکاح ذمی کے بیان میں	۳۳	باب غلام اور کافر کے نکاح کے بیان میں	۳۷	باب القسم
	کتاب الرضاع	۳۸					
	کتاب الطلاق	۴۱					
۴۵	باب طلاق واقع کے بیان میں	۵۰	باب تفویض طلاق کے بیان میں	۵۳	باب الحلف بالطلاق کے بیان میں	۵۷	باب طلاق مریض کے بیان میں
۵۹	باب رجعت کے بیان میں	۶۳	باب ایلاء کے بیان میں	۶۷	باب خلع کے بیان میں	۷۱	باب ظہار کے بیان میں
۷۳	فصل کفارۂ ظہار کے بیان میں	۷۵	باب لعان کے بیان میں	۷۷	باب عنین کے بیان میں	۷۹	باب عدت کے بیان میں
۸۳	فصل سوگ جس عورت کا خاوند مرگیا ہو	۸۵	باب ثبوت نسب کے بیان میں	۸۸	باب حضانت کے بیان میں	۹۰	باب نفقہ کے بیان میں
		۹۲	فصل نفقۂ عدت طلاق رجعی یا بائن کے بیان میں				
	کتاب العتاق	۹۴					
۹۶	باب عتق البعض	۹۹	باب الحلف بالعتق	۱۰۱	باب مدبر اور ام ولد کے بیان میں	۱۰۲	فصل ام ولد کے بیان میں
	کتاب الایمان	۱۰۳					
۱۰۵	فصل کفارۂ قسم کے بیان میں	۱۰۶	باب الحلف بالفعل	۱۱۰	باب الحلف بالقول		
	کتاب الحدود	۱۱۳					
۱۱۶	باب ضبط موجب حد اور غیر موجب کے بیان میں	۱۱۸	باب گواہی زنا سے پھر جانے کے بیان میں	۱۱۹	باب شراب پینے کی حد کے بیان میں	۱۲۰	باب تہمت زنا کی حد کے بیان میں
		۱۲۲	فصل تعزیر اور توبہ کے بیان میں				
	کتاب السرقۃ	۱۲۳					
۱۲۶	فصل ہاتھ کاٹنے کی کیفیت کے بیان میں	۱۲۸	باب رہزنی کے بیان میں				
	کتاب الجہاد	۱۲۹					
۱۳۲	باب غنیمتوں کے بیان میں	۱۳۳	فصل غنیمت کی قسمت کے بیان میں	۱۳۵	باب کافروں کے غلبے کے بیان میں	۱۳۶	باب مستامن کے بیان میں
۱۳۸	باب زمین عشری اور خراجی کے بیان میں	۱۳۹	فصل جزیے کے بیان میں	۱۴۱	باب مرتدین کے بیان میں	۱۴۳	باب باغیوں کے بیان میں
۱۴۴	کتاب اللقیط	۱۴۴	کتاب اللقطۃ	۱۴۵	کتاب الآبق		
۱۴۶	کتاب المفقود	۱۴۶	کتاب الشرکۃ	۱۴۷	کتاب الوقف		
۱۵۱	فہرست تمام						

مولد شریف بہاریہ مع رسائل دیگر۔
گلشن فردوس مجموعۂ پنج رسالہ۔
مولد شریف جدید نہایت مفید۔

صرف ونحو وادب

کافیہ کلان نظامی محشے مع ترجمۂ فارسی
حل الترکیب زینی زادۂ رومی بطریق ضمیمہ
ہدایۃ النحو نظامی محشے مع تعلیقات۔
فصول اکبری محشے مع دیگر رسائل نظامی
پنج گنج وزبدہ مع تمرین سعیدی وجوانا سوئی نظامی
دستور المبتدی مع تکملۂ مفیدہ نظامی۔
مجموعۂ میزان الصرف مع ضمیمۂ جدیدہ نظامی
صرف میر مع تکملۂ مفیدہ وتبصرۂ جدیدہ نظامی
مجموعۂ نحو میر باضافۂ شرح مائۃ عبد الرسول ملا جامی نظامی
شرح مائۃ عامل کلان مجموعۂ چہار رسالہ نظامی
زنجانی محشے بحواشی مفیدہ نظامی۔
مصطلحات صرفیہ نظامی ورسوال وجواب
قواعد فارسی محشے نظامی مع شجرہا۔
تبیان شرح میزان۔
ناصر الطلاب ورسوال وجواب عربی مع ترجمہ
تعلیم عزیزی مفید تعلیم مبتدیان۔
کلیات صبائی مجموعۂ پانزدہ رسالہ نظامی۔
مجمع القوانی یہ نسخۂ عجیب وغریب ہی۔
چہار گلزار نظامی مع ضمیمۂ مفیدہ۔
نہر الفصاحت نظامی عمدہ کتاب ہی۔
گفتگو نامہ ورسوال وجواب فارسی نظامی۔
افصح الانشا نظامی نہایت مفید رسالہ ہی۔
الف با مع فوائد عزیزی۔
مصدر فیوض مع ضمیمۂ عروض نظامی۔
صفوۃ المصادر نظامی۔
پنجۂ نگارین نظامی کہ اس مرتبہ نہایت خوشخط
اسکے پانچوں حصے لکھوائے گئے ہین ہر حصہ علحدہ
چھپا ہی تعلیم خوشنویسی خط نستعلیق کیواسطے مفید ہی

تصوف وتہذیب اخلاق وقصہا

سبع سنابل محشے نظامی بہت عمدہ کتاب ہی۔
شفاء العلیل ترجمۂ قول الجمیل مع ضمیمۂ جدیدہ
ہدایت السبیل نظامی قابل ملاحظہ ہی۔
فتوح الغیب مع شرح فارسی شیخ الدہلوی
مثنوی خوف حق نہایت عمدہ نسخہ ہی۔
حکایات دلپسند مفید تعلیم فارسی نظامی
بوستان تہذیب نظامی ترجمۂ بوستان سعدی
انیس الارواح ملفوظ خواجہ عثمان ہارونی۔

دلیل العارفین قابل ملاحظۂ شائقین۔
انوار الرحمن لتوضیح الجنان ملفوظ شاہ عبد الرحمن
مجموعہ رسائل ستۂ ضروریہ نہایت بکار آمد ہی۔
مقاصد الصالحین لائق دیدنا ظرین نظامی۔
سلطان الاذکار فی مناقب غوث الابرار۔
گلستان خرد وکلان محشے نظامی۔
بوستان محشے نظامی۔
مرآت النسا نظامی واسطے تعلیم تہذیب عورتونکے
کہ دین ودنیا کی اسمین سب خوبیان مندرج
ہین لاجواب کتاب ہی۔

معقول

مجموعہ شرح الشرح قاضی مبارک حاشیہ الملتقی نظامی
شرح حاشیۂ میرزاہد امور عامہ نظامی۔
تحفہ شاہجہانی یعنی شرح تہذیب محشے مع
حل الترکیب منطق ورسالۂ آداب المطالعہ نظامی۔
حاشیۂ مولوی ظہور اللہ۔
قال اقول محشے نظامی مع شجرہ۔
مجموعۂ ملا حسن باضافۂ رسائل جدیدہ مفیدۂ نظامی
حاشیۂ میرزاہد ملا جلال۔
شرح مرقات فارسی حاشیۂ الملتقی عربی نہایت عمدہ نظامی

طب

قرابادین اعظم تصنیف صاحب اکسیر اعظم نظامی کی اصل
کتاب کی ترتیب حروف تہجی پر ہی مگر اسمین ایک
فہرست علی ترتیب الامراض بقید ہندسہ صفحہ وسطر
کے ایسی لگادی ہی جسمین قریب چار ہزار نسخونکی شمار ہی۔
رکن اعظم نظامی بحران کی بحث مین نایاب کتاب ہی۔
نیر اعظم نظامی نبض کے حالات مین رسالہ بیمثل ہی۔
شرح رباعیات طب یوسفی نظامی باضافۂ نسخہ ہا۔
شفاء الامراض برطریق سوال وجواب۔
مجموعۂ کار آمد اطبا یعنی رسائل ستۂ ضروریہ نظامی اردو
یعنی میزان الطب ورسالۂ بحران ورسالۂ نبض ورسالۂ قاروره
ورسالۂ استخراج المزاج وضمیمۂ واجب الحفظ۔
یاقوتی نظامی کہ اس کتاب مین اطبای حذاق
لکھنؤ کے مطب سے نسخہ ہای مجربہ معمولہ انتخاب
کرکے لکھے گئے ہین مع فہرست علی ترتیب الامراض

تواریخ ودواوین ومثنوی

لقطۃ العجلان نظامی عربی کہ اسمین عجائب وغرائب
حالات دنیا کے مندرج ہین۔
تاج الاقبال تاریخ بھوپال اردو وفارسی نظامی
دیوان ہنر نظامی نہایت فصیح کلام ہی۔
دیوان فسانح مع قصائد ورباعیات نظامی
مثنوی بلقیس وسلیمان قابل دید سخندانان
قیصر نامہ نظامی جسمین حالات جنگ روم ودروس
کے نظم فارسی مین مثل سکندر نامہ کے مرقوم ہین
وزیر نامہ نظامی اسمین سب حالات پادشاہی
اودہ کے بسط وتفصیل سے مندرج ہین۔

اعلان

واضح ہو کہ یہ نسخہ نور الہدایہ یعنی
ترجمہ شرح وقایہ کئی بار اس مطبع نظامی مین چھپا اور
ہر مرتبہ طالبون کی کثرت سے ہاتھون ہاتھ بکا چنانچہ یہ چوتھی مرتبہ ہو کہ پہلے سے
یہ نسخہ نہایت عمدہ طیار ہوا اور اسکی تکمیل و درستی مین محنت و مشقت کے ساتھ ایک
زمانہ گذرا اور اصل نسخہ عربی کی عبارت سے جانچکر اسکے تمام مسائل اور دلائل کو ملانے
اور جا بجا عبارات گھٹانے اور بڑھانے اور جدید حواشی چڑھانے مین صرف زر کثیر ہوا اور
بہت خرچہ پڑا اب کامل طور سے جیسا کہ جی چاہتا تھا صحیح اور درست ہو گیا تصدیق اس
کلام کی ناظرین کو وقت مطالعے کے ہو گی اور خود یہ کتاب اس دعوے کی شہادت دیگی پس
جن صاحبون کو مطلوب ہو بارسال زر قیمت راقم سے یہ کتاب منگوالین لیکن کوئی صاحب
نفع دنیا کی طمع سے اس دین کی کتاب کو بلا اجازت راقم کے چھپوا کر مواخذہ سرکاری
کا بار نقصان نہ اُٹھائین اسواسطے کہ حق تالیف اسکا حسب منشای قانون
بستمبر سنہ ۱۸۴۷ء داخل رجسٹر می ہو کر مطبع ہذا مین
محفوظ رکھا گیا ہی فقط

الراقم
محمد عبد الرحمن مہتمم مطبع نظامی کانپور
محلہ اپکا پور